ولقد یسرنا القرآن للذکر
ترجمان القرآن
بلطائف البیان
در مطبع صدیقی واقع لاهور مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین والصلوٰۃ و
السلام علی عبدہ و رسولہ محمد سید المرسلین و خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ و من تبعہم
بالاحسان اجمعین اکتعین ابتعین ابصعین ۔ اما بعد ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے رب معبود کو پہچانے اور اسکی
صفتوں کو پہچانے اور اسکے حکم معلوم کرے اور اسکی مرضی نامرضی سمجھ بوجھ لے کیونکہ بغیر اسکے بندگی نہیں ہوتی
اور جو بندگی بجا نہ لاوے وہ بندہ نہیں گندہ ہے اللہ کی پہچان بتانے سے آتی ہے آدمی محض نادان پیدا ہوتا
ہے سب چیز سکھانے سے سیکھتا ہے بتانے سے جان لیتا ہے سو بتانے والی کتنی ہی تقریریں ہوں اُسکی برابر نہیں
ہو سکتی جو اللہ پاک نے آپ بتائی ہے وہ ہدایت جو اللہ کے کلام میں ہے ہرگز کسی دوسرے کی کلام میں نہیں ہو سکتی
ہے لیکن اللہ کا کلام عربی زبان میں ہے ہندوستانی کو اسکا سمجھنا محال تھا اسلیے پہلے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
نے فارسی ترجمہ کلام اللہ کا لکھا فتح الرحمن نام رکھا پھر اونکے فرزند بزرگوار شاہ عبد القادر رح اردو میں ترجمہ لکھ
گئے موضح قرآن نام رکھ گئے اس ترجمہ سے ہندی ہندوستانیوں کو بڑا نفع ہوا جسطرح ترجمہ فارسی سے اہل علم کو فائدہ
ہوا تھا قرآن شریف کی تفسیریں تو بہت سی ہیں گنتی میں تیرہ سو تفسیروں کا پتا کتاب کشف الظنون میں دیا گیا ہے پھر وہ تفسیریں
عربی میں ہیں بہت فارسی میں تھوڑی ہیں [illegible] ایک ہی [illegible] سے ایک جماعت اہل دین کی خواہش ہے کہ آیات

غرہ محرم الحرام مین تمام ہوا اور فضل وکرم الٰہی سے مقبول خاص وعام ہوا جو بھائی
مسلمان اسکی سیر کرین چاہیے کہ فقیر کے حق میں دعای خیر کرین حق تعالیٰ اس مختصر کو پسندیدہ
خاص وعام کرے اور اس عاجز کو اللہ تعالیٰ کے روبرو نیکنام کرے اور اسکے پڑھنے والوں
کو اور عمل کرنے والوں کو راہ راست معرفت اور ہدایت کی دکھاوے اور اوسکو گمراہ کرنے
اور بہکانے شیاطین اور اخوان الشیاطین سے بچاوے آمین آمین آمین یا رب العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یعنے شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ بخشنے والے مہربان کے

سمجھنا چاہیے کہ جناب باریتعالیٰ نے بسم اللہ مین تین نام فرمائے تاکہ بندہ ہر کام میں
دین کا ہو یا دنیا کا ان ناموں سے شروع کرے کیونکہ تین نام ہر کام کی درستی پر دلالت
کرتے ہیں یعنی لفظ اللہ کا ہر کام کے حصول پر دلالت کرتا ہے اور لفظ رحمٰن کا اوسکی
باقی رہنے پر اور لفظ رحیم کا اوسکے فائدہ دینے پر اسواسطے ان تین نامونکے ساتھ تعلیم
کیا تاکہ کام بندی کا برباد نہووی اور اگر کوئی یہ پوچھے کہ کتاب کو بسم اللہ سے کیون شروع کیا
کیونکہ لڑکون کو جب کتب مین بٹھاتے ہیں تو الف سے شروع کرواتے ہین اسکے جواب مین دو
وجہ ہین اول تو یہ ہے کہ کہا ہے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ تمام علوم حقتعالیٰ کے
جو شرائع کے ہین سو چار کتابوں میں ہیں ایک توریت دوسری انجیل تیسری زبور چوتھی قرآن اور
قاعدہ ہے کہ کتاب اخیر جامع مضامین کتب ماسبق ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ سب مطالب اگلی
کتابونکے قرآن شریف مین ہین اور تمام مطلب قرآن کا سورہ فاتحہ مین ہے اور حاصل مطلب سورہ
فاتحہ کا بسم اللہ الرحمن الرحیم مین اور خلاصہ بسم اللہ کا حرف با یعنی بے مین ہے اسواسطے کہ بے کے
معنی ہین اتصال اور معیت کی اور غرض تمام علم سے یہی ہے کہ بندیکو اللہ تعالیٰ سے عظمت اور شرف
اتصال اور معیت کا حاصل ہوجاوے اور عزت اور کرامت کے ساتھ درجہ قرب کا پاوے پس تمام علم
کا اسی بے سے سمجھا گیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ الف صورت سرکشی کی رکھتا ہے اور بے صورت سرافگندگی
کی رکھتی ہے اسواسطے حرف بے نے مرتبہ پایا چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ مَن تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰه
یعنی جو جھکے واسطے اللہ کی بلند کرتا ہے اللہ اوسکو اور واسطے آگاہی کی اسپر کہ حقتعالیٰ اماندگی کو پسند

کرتا ہے اور کسی سے ناراض ہوتا ہے حرف ماسے اپنی کتاب کو شروع کیا اور بادشاہوں کا معمول ہے
کہ جس گھوڑے کو اصطبل میں پسند کرتے ہیں اوس پر داغ کر دیتے ہیں تا کہ نشان ہو اور ہر کوئی معلوم کرے
کہ یہ پسندیدہ بادشاہ کا ہے اوس پر کوئی سواری نکرے اور نگاہ بد نہ ڈالے سو بسم اللہ گویا مہر ہے
حق تعالیٰ کی بندگی کے کام پر جب کوئی کام شروع کرے اس مہر کے نیچے اوس کام کو رکھے تا کہ بندگی کی
بندگی معلوم ہووے اسی واسطے رسول خدا صلعم ہر کام کا شروع ساتھ بسم اللہ کے کرتے تھے اور دلیل
بسم اللہ کی برکت کی یہ ہے کہ جب حضرت نوحؑ کشتی میں سوار ہوئے تو غرق کے خوف سے
بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖیہَا وَمُرْسٰہَا کہکر اوسکو روان کیا کشتی اسی نام کی برکت سے بچ رہی اس سے معلوم
ہوا کہ حضرت نوحؑ نے آدھی بسم اللہ کہکر نجات پائی پس جو شخص کہ ساری بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے
وہ کیونکر سعادت دارین سے محروم رہیگا **نقل** ہے کہ ایک بزرگ نے اس کلمۂ پاک کو لکھوا کر وصیت
کی میرے کفن میں رکھدینا لوگوں نے اوسکی وجہ پوچھی کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ایک فقیر کسی امیر کے
بڑے دروازہ پر کھڑا ہوا سوال کرتا تھا مالک مکان نے کچھ تھوڑا سا اوسکو دینے لگا اوس فقیر نے کہا کہ
یہ تیری تھوڑی بخشش موافق اس دروازے بلند کے نہیں ہے یا تو بخشش موافق اپنے دروازے کے کر
یا دروازے کو موافق اس بخشش کے کر سو یہ آیت کتاب اللہ کا دروازہ ہے قیامت کے دن اس دروازے کو
ہاتھ میں لیے ہوئے صاحب اس دروازے سے بقدر عظمت اس دروازے کے بخشش طلب کرونگا اب ایک
نکتہ اور جاننا چاہیے کہ بسم اللہ کے اونیس ۱۹ حرف ہیں اور موکل عذاب دوزخ کے بھی اونیس ۱۹ ہیں سو
جو بندہ اسکو پڑھتا ہے قیامت کے دن اونیسوں موکل کی عذاب سے پناہ میں رہیگا اور رات دن کی
چوبیس ۲۴ ساعتیں ہیں سو پانچ ساعتوں کے واسطے پانچ نمازیں مقرر ہیں پھر باقی رہیں اونیس ۱۹ ساعتیں کہ
سو اسمیں آدمی چلتا پھرتا اوٹھتا بیٹھتا سوتا جاگتا کھاتا پیتا ہے سو بسم اللہ کو مقرر کیا کہ ان وقتوں میں
کہا کریں تا کہ آٹھوں پہر یعنی چوبیس ۲۴ ساعتیں عبادت میں لکھی جاویں اور رحمت بسم اللہ میں
ایسی ہے کہ سورۂ برائت پر نہیں ہے کیونکہ اوس سورہ میں مشرکین پر قہر الٰہی کا بیان ہے اور
اس کلام میں رحمت بھری ہوئی ہے دونوں ایک جگہ میں جمع نہیں ہو سکتے ہیں اور ذبح کے وقت
جو بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہیں اور رحمن اور رحیم نہیں کہتے ہیں اوسکی یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں
نام رحمت کے ہیں اور صورت ذبح کی قہر پر دلالت کرتی ہے پس آدمی کو چاہیے کہ اس کلمۂ پاک کو

ف [illegible]

ہر وقت زبان پر جاری رکھے اور اگر ہر وقت نہو سکے تو ستر بار ہر نماز فرض کے بعد پڑھ لیا کرے حق تعالے کے غضب سے محفوظ ہو کر رحمت میں داخل ہوگا اور خاصیت اس آیت کی یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی پاخانے مین جانے سے پہلے بسم اللہ کہے تو جن اور شیاطین اوسکے ستر کو نہیں دیکھ سکتے ہیں پھر جس کلمے کی دنیا میں یہ خاصیت ہے وہ بیشک آخرت مین بھی آگ سے محفوظ رکھیگا یہانتک بسم اللہ کے معنی تمام ہوئے ان شاء اللہ سورۂ فاتحہ کے معنی بیان ہوتے ہین شان نزول اس سورۂ متبرکہ کا یہہ ہے کہ مولانا یعقوب چرخی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک روز میں جنگل مین چلا جاتا تھا کہ ناگاہ میں نے ایک آواز سنی کہ یا محمد اس آواز سے مین ڈر کر اپنے گھر چلا آیا اور خدیجہ سے مین نے یہ حال بیان کیا دوسرے روز خدیجہ مجھے ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئی کہ چچازاد بھائی اوسکا تھا اور علم توریت و انجیل کا اوسے خوب حاصل تھا اوس نے یہ حال سنکر کہا کہ اے لڑکے اگر تو دوبارہ جنگل مین جاوے اور وہی آواز سنے تو کان رکھکر سنا کہ وہ کیا کہتا ہے دوسرے روز جو جنگل مین گیا تو میں نے پھر سنا کہ یا محمد اوسوقت دیکھتا کیا ہون کہ ایک تخت زمین درمیان آسمان اور زمین کے ہوا پر کھڑا ہے اور اوس پر ایک مرد نورانی بیٹھا ہے جب میں نے اوسے دیکھا پھر اوسنے پکارا کہ یا محمد صلعم مین نے کہا کہ حاضر ہون اوس نے کہا کہ مین جبرئیل ہون اور تو نبی ہے اس امت کا پھر کہا کہ کہہ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور اوسکے بعد کہا کہ کہہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ آخر سورہ

الحمد للہ

یعنے تمام صفت اور ثنا اور خوبیاں واسطے اللہ ہی کے ہیں +

پہلے جاننا چاہیے کہ حمد مین اور مدح مین اور شکر مین کیا فرق ہے جب تینون مین فرق سمجھا جاویگا تو حمد کے معنی خوب ذہن مین آوینگے پس مدح زندہ اور غیر زندہ دونونکو شامل ہے جیسے کہتے ہین کہ فلانا باغ کیا اچھا ہے اور فلانا موتی کیا خوب ہے یا فلانے کی آنکھین کیا اچھی ہین اور فلانا شخص بڑا نیکبخت ہے اور حمد فقط زندیکو ہوتی ہے اور مدح کبھی پہلے احسان کے ہوتی ہے اور کبھی بعد احسان کے اور حمد بعد احسان کے ہی ہوتی ہے اور بعض مدح ممنوع بھی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے

اُحثوا التراب فی وجوہ المداحین یعنے خاک ڈالو منہ مین مدح کرنیوالون کی یعنی جو بیجا
مدح کرتے ہین اور حمد ہر طرح درست بلکہ مستحب ہے جیسے کہ حضرت نے فرمایا ہے من لم یحمد
الناس لم یحمد اللہ یعنی جسنے حمد نہ کی لوگونکی اوسنے حمد نہ کی اللہ کی اور جاننا چاہیے کہ حمد
اور مدح مین ایک فرق یہ بھی ہے کہ حمد اوسکو کہتے ہین کہ محمود مین جو صفتین واقعی ہون اونکا
بیان کرے اور مدح میں یہ قید نہین اگر واقعی صفتوں سے زیادہ تعریف کرے اوسکو مدح کہتے ہین حمد
نہین کہتے ہیں اسواسطے حمد ہمیشہ درست اور جائز ہوتی ہے اور مدح جس صورت میں خلاف
واقع ہونا جائز ہوتی ہے اسواسطے مداحون کے منہ مین خاک ڈالنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ
جھوٹ ہونیوالی ہے اور عیبدار ہے بہت مدح نہ چاہیے اور شکر عوض مین نعمت بھیجی ہوئی کے
ہوتا ہے اور بدون نعمت کے نہین ہوتا اور حمد اوپر نعمت بھیجی کے اور غیر بھیجی کے دونون پر
ہوتی ہے اللہ تعالی مستوجب حمد کا ہر حال مین ہے قطع نظر وصول نعمت کے سو اسواسطے
حمد کو اوپر مدح کے اور شکر کے اختیار فرمایا اور المدح للہ والشکر للہ نہ فرمایا اور اگر کوئی کہے کہ
یہ سورت کو بندیکو تعلیم فرمائی ہے یون فرمایا ہوتا احمد اللہ یعنی حمد کرتا ہون مین اللہ کو سو یہ اسواسطے
نہ کہا کہ اسمین دعوی ہوتا ہے کہ مین حمد کرتا ہون اور حالانکہ تمام مخلوق عاجز ہے اس سے کہ
حمد کرے اوس خالق کل کی بھلا بشر عاجز کا کیا مقدور ہے کہ حمد خداوندکی بجا لاوے اسواسطے
یون نہ فرمایا تا کہ بندہ قیامت کو شرمندہ ہووے جس وقت پوچھنے لگے کہ تو بار بار پانچون نماز مین جو
کہتا تھا کہ مین حمد کرتا ہون سو تونے کیا حمد کی پس معنی الحمد للہ کے یہ ہوئے کہ تمام تعریف
واسطے اللہ کے بندیسے وہ تعریف ہو سکے یا نہو سکے لیکن سب اوسکے واسطے ہے نقل ہے
کہ حضرت داؤد نے حق تعالی کی جناب مین عرض کیا کہ خداوندا مین کیونکر تیرے شکر سے
چھٹکارا پاؤن کسواسطے کہ جو شکر مین کرتا ہون وہ تیری ہی توفیق سے کرتا ہون پس اس
شکر کیواسطے ایک شکر اور چاہیے اور بندہ اسیر کہان قادر ہو سکتا ہے فرمایا کہ اے داؤد
جب بندہ مینے میرے شکر سے اپکو عاجز جانا گویا میرا شکر بجا لایا جیسا کہ کسی نے کہا ہے
ع خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست ۔ اسواسطے اپنی رحمت سے احمد اللہ نہ فرمایا کہ دعوی
حمد کا محض غلط ہوتا ہے اور اگر کوئی کہے کہ حمد کے قابل اور بہی لوگ ہوتے ہین جیسے

مرید پیر کی حمد کرتا ہے اور شاگرد اوستاد کی اور لڑکا ماں باپ کی سو تمام حمد اللہ ہی کو ہوئی بلکہ حمد مین
اور بھی شریک ہو گئی اسکا جواب یہ ہی کہ یہ بھی حمد اللہ ہی کی ہو جاتی ہی کیونکہ اگر وہ محبت ماں باپ کی
جیمین نہ ڈالتا تو وہ کیونکر لڑکے کو پالتے اور اگر پیر اور اوستاد کو علم پر قدرت نہ دیتا اور انکی جیمین پیاری
تعلیم کی محبت نہ ڈالتا تو وہ کیونکر تعلیم کر سکتے یا امیرون کو اور بادشاہونکو دولت نہ دیتا اور توفیق
خیر جیمین نہ ڈالتا تو وہ غریبون کو کیونکر پرورش کر سکتے کیونکہ جو خود محتاج ہو وہ دوسرے کو کیا دیوے
سو یہ حمد بھی اللہ ہی کیواسطے ہی دوسرے کیواسطے نہیں ہی اسکی مثال ایسی ہی جیسے کہ ایک امیر کے
گھر ہم مہمان گئے اور اوس امیر نے اپنے خدمتگارون سے کہا کہ جسوقت انکو کچھ حاجت ہو اوسی وقت
اوس حاجت کو بر لاؤ سو نادان لوگ اون خدمتگارونکو اپنا منعم جانتے ہین اور دانا لوگونکا
خیال اوس امیر کے انعام پر رہتا ہے اور خدمتگارون کو واسطہ محض سمجھتے ہیں اور جب حمد کرتے ہین
اوس امیر ہی کی حمد کرتے ہین اور جانتے ہیں کہ یہ امیر اگر اجازت نہ دیتا تو خدمتگار لوگ ہماری خدمت
کیون کرتے سو مسلمانونکو یہ چاہیے کہ نعمت کسی بندے کے ہاتھ سے پہونچے اوسکو یون سمجھے کہ میرا
بادشاہ خوان بھر بھر کر نعمت اپنے خدمتگارونکے ہاتھ بھیجتا ہے اور اس پردے مین میری پرورش
کرتا ہے اور یہ خاصیت لڑکونکی ہوتی ہے کہ جب ماں باپ اپنے لڑکے کو حوالہ دائی کے کیا اور وہ
لڑکا دائی سے پلا تو وہ دائی سے چیزین مانگنے لگا تب وہ دائی اوسکے ماں باپ سے لیکر اوسکو دیتی
ہی سو وہ لڑکا نادانی سے جانتا ہے کہ میری منعم یہ دائی ہے سو مسلمان بالغ کو چاہیے کہ مانند اوس لڑکے
نادان کے نہ بن جاوے بلکہ جو نعمت کسی کے ہاتھ سے پہونچے تو یون جانے کہ میرے آقانے مجکو دی ہے
چنانچہ قرآن شریف مین بھی اسکا اشارہ کیا ہے کہ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ یعنی جو نعمت
تمکو پہونچی ہے وہ اللہ ہی کیطرف سے ہے یعنی اوسیکیطرف سے جانو اور بیچ والونکو خدمتگار اوس
آقا کا سمجھو لیکن جسکے ہاتھ سے آقا دلواوے اوسکا بھی شکر کرے کہ یہ بھی آقانے فرمایا ہے جیسا
کہ حق تعالی فرماتا ہے اَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ یعنی میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا اور
جاننا چاہیے کہ منعم اوسے کہتے ہین کہ نعمت کے بدلے میں کوئی چیز نہ طلب کرے سو یہ ذات پاک
حق تعالے کی ہے کہ بے غرض انعام فرماتا ہے اور بندہ جو احسان کرتا ہے سو وہ غرض سے خالی نہیں
ہوتا کوئی ثواب چاہتا ہے کوئی رضامندی اللہ کی چاہتا ہے کوئی ناموری چاہتا ہے کوئی

عوض اوسکا چاہتا ہے غرض انعام محض کوئی نہیں کرتا ہے سواے اوس پاک پروردگار کے پس جسکا انعام
عوض سے خالی ہو اور منعم حقیقی ہوا اور جب منعم حقیقی ہوا تو لائق حمد کے حقیقۃً بھی ہوا اور اگر کوئی
کہے کہ ہر جگہ تسبیح کو اوپر تحمید کے مقدم کیا مثلاً فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یہاں فقط تحمید کو ذکر کیا اوسکا
کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ تسبیح مقدم اوپر تحمید کے اوسوقت ہوتی ہے کہ جہاں دونوں مذکور
ہوں اور اس صورت میں فقط تحمید کا ذکر ہے اور اگر کوئی یہ کہے کہ یہاں تحمید کو کیوں اختیار کیا اور
تسبیح کو نہ کیا اسکا جواب یہ ہے کہ تحمید کے معنوں میں تسبیح کے معنی آجاتے ہیں اور تسبیح کے معنوں میں تحمید کے
معنے نہیں آتے کیونکہ تسبیح کے معنے یہ ہیں کہ ذات اور صفات حق تعالیٰ کی سب نقصانوں سے اور عیبوں سے
پاک ہے اور معنی تحمید کے یہ ہیں کہ تمام خوبیاں اوسی کیواسطے ہیں پس معلوم ہوا کہ کوئی نقصان اوسمیں
نہیں ہے اسواسطے کہ تمام خوبیاں او سمیں ہوتی ہیں کہ جسمیں کسیطرح کا نقصان اور عیب ہووے سو معنی تسبیح کے
تحمید میں حاصل ہوتے ہیں اسی واسطے تسبیح کا ذکر کرنا کچھ ضرور ہوا اور علماے کہا ہے الحمد للہ کے آٹھ حرف
ہیں اور دروازے بہشت کے بھی آٹھ ہیں جب بندے نے الحمد للہ کہا آٹھوں دروازے اوسکیواسطے
کھل جاتے ہیں اور عالموں نے کہا ہے کہ یہ کلمہ بڑا بزرگ ہے اوسکو ہر موقع جگہ پر نہ کہو ایک نقل ہے
کہ اوسکے سننے سے خوب سمجھ میں آجاویگا کہ جگہ کونسی لائق کہنے کے ہے اور کونسی نہیں ہے
ایک بزرگ کہتے تھے کہ میں نے ایک بار الحمد للہ کہا تھا اوسوقت سے تیس برس ہوئے استغفار کرتا ہوں
لوگوں نے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کیونکہ استغفار تو گناہوں سے کرتے ہیں جواب دیا کہ بعضے وقت اوسکے
کہنے سے گناہ ہوتا ہے پھر بیان کیا کہ سبب استغفار کا یہ ہے کہ ایک وقت بغداد میں آگ لگی اور دکانیں
ساری جل گئیں اور میری بھی دکان وہاں تھی ایک آدمی نے آکر کہا کہ اے شیخ تیری دکان بچ رہی ہے
سب جل گئیں میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر جو میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ اسجگہ یہ کلمہ کہنا خلاف مروت
کے ہے کیونکہ سارے مسلمانوں کا مال جل گیا اور میں نے کلمہ غمگساری کا نہ کہا بلکہ اپنے مال بچنے پر خوش ہوا
سو یہ خلاف اسلام کے ہے مسلمان وہ ہے کہ جیسے اپنے نقصان پر ملول ہو ویسا ہی دوسرے بھائی کے
نقصان پر میں نے انا للہ کے بدلے الحمد للہ کہا اسواسطے تیس برس سے استغفار کرتا ہوں اور بزرگی
اس کلمہ کی یہ ہے کہ جب حضرت آدم کے بدن میں روح ناف تک پہونچی تو چھینک آئی کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
حق تعالیٰ نے جواب فرمایا یَرْحَمُكَ اللّٰہُ اور گروہ فرشتوں کے ایکطرف بیٹھے تھے فرمایا اسنے

کہ اے آدم انکے پاس جا اور کہہ السلام علیکم سو بموجب حکم کے گئے اور کہا اوہنوں نے جواب دیا
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ تب فرمایا حق تعالی نے کہ یہی تحیہ تیری
ذریت کی واسطے مقرر ہوا ہے کہ وقت ملاقات کے سلام علیک کیا کرین اور جو کوئی چھینکے تو
وہ الحمد للہ کہے اور دوسرا یرحمک اللہ کہے اور اہل جنت کا بھی یہی سلام علیکم تحیہ ہے اور
نعمت ملنے کے بعد الحمد للہ کہین چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا ہے وآخر دعوٰیہم ان الحمد للہ
رب العالمین اور اگر کوئی کہے نزول اس سورت کا واسطے تعلیم کرنے بندوں کے ہے کہ ساعات
کیوقت یون کہا کرین پس کیوں نہ فرمایا کہ قولوا الحمد للہ یعنی کہو الحمد للہ جواب اسکا یہ ہے
کہ اگر یون فرمایا ہوتا تو اس کلمے کے کہنے کا حکم ہو جاتا اور بعد اسکے اگر بندے قصور کرتے تو
اونپر بڑا غضب نازل ہوتا اس واسطے کہ حکم نہ ماننا بادشاہ عالیقدر کا موجب غضب کا ہے مثال
اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی لڑکا اپنے باپ کا حکم نہ مانے تو باپ اوسکا بہت ناراض ہوگا اسواسطے کہ صاف
حکم کو ٹالا اور اگر یون کہے کہ فلانا کام ضرور ہے اور خطاب نکرے کسی سے اور بیٹا وہ کام نکرے
تو چندان خفگی کے لائق ہوگا اسواسطے کہ اوسکو عذر کی گنجایش ہے اور بندہ اللہ جل شانہ کی حمد سے
عاجز ہے یہانتک کہ آنحضرت نے فرمایا ہے لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی
نفسک تو دوسرے کا کیا مقدور ہے کہ اوسکی حمد بجا لاوے اسواسطے اپنی رحمت سے صاف حکم
نہ کیا کہ وقت قصور کے عذاب مین گرفتار ہوویں۔

رب العالمین ۝

یعنے پرورش کرنے والا عالمون کا ہے

رب کے کئی معنے آئے ہیں ایک مالک دوسرے موجد یعنی خالق تیسرے سردار چوتھے مربی اور یہ
معنی اللہ کی ذات پاک مین پائے جاتے ہیں مگر اس مقام مین مناسب تر معنی مربی کے ہین یعنی ربوبیت
کے معنی پرورش کرنیکے ہین یعنی ایک چیز کو درجہ بدرجہ کمال کو پہونچانا جیسے کہ باغبان پہلے
بیج بوتا ہے جب شاخ نکلتی ہے تو پانی دیتا ہے جب بڑا ہو جاتا ہے تو قلم کرتا ہے غرض اسیطرح سے تربیت
کرتا ہے تاکہ اپنے کمال کو پہونچے اور جب کمال کو پہونچتا ہے تو پتے اور پھل لاتا ہے اور جیسے کہ ماں
اور باپ اپنے لڑکے کے حق مین پرورش کرتے ہین لیکن یہ ربوبیت کبھی خاص ہوتی ہے ساتھ ایک شخص کے

جیسے کہ مان اور باپ فرزند کے حق میں ربوبیت کرتے ہیں یا باغبان ایک باغ یا دو باغ کی حق میں
پرورش کرتا ہے یا بادشاہ اور امیر اپنے ملک اور لشکر کے حق مین پرورش کرتے ہیں سو اس قسم کی
ربوبیت کرنیوالیکو کوئی موحد اور مشرک قابل عبادت کی نہیں جانتا ہے اور کبھی ربوبیت کئی چیز
ہوتی ہے جیسے کہ ربوبیت اربع عناصر کی روحین اوپر مقرر ہین مثلاً ہندؤں کے گمان میں پانی پر
جو روح ہے ہندی زبان میں نام اوسکا ٹھرون ہے اور آگ پر جو مقرر ہے نام اوسکا جوالا ہے یا
ربوبیت یا تاثیر چاند کی اور سورج کی اور سوا اسکے جو اور ستارے ہیں مثلاً مریخ مربی تیسری اقلیم کا
ہی سو اس ربوبیت کو عام سمجھ کر مشرک لوگ قابل عبادت کی جانتے ہین اور دھوکے مین پڑتے ہین
اور کہتے ہیں کہ انکی پرورش سب پر عام ہے لیاقت عبادت کی یہ سب چیزیں رکھتی ہین کوئی گنگا
نام رکھکر پوجتا ہے اور کوئی خواجہ خضر کے دھوکے سے دریا پر پھول اور ناؤ چڑھاتا ہے اور
کوئی قمر در عقرب کو تلاش کرتا ہے کہ اگر قمر عقرب میں آیا ہو تو شادی مکروہ کوئی میکھ پرستے
کیواسطے ستاروں کی گردش کو اور اونکے بچھر پوجتا ہے اور حقیقت مین غور کرکے نہین دیکھتے ہین کہ
انکی بھی ربوبیت عام نہین ہو سکتی ہے کیونکہ جو پرورش سورج کی ہے وہ چاند نہین کر سکتا ہے
اسطرح سے آگ کی پرورش جو ہے وہ پانی میں نہین ہے اور جو پانی کی پرورش ہے وہ آگ مین نہین ہے
پس معلوم ہوا کہ انکی بھی پرورش خاص ہے ایک ایک چیز پر مثلاً تاثیر سورج کی عالم حرارت میں ہے رطوبت
مین نہین اور تاثیر چاند کی عالم رطوبت میں ہے حرارت مین نہین چاند محتاج ہے حرارت کے پیدا کرنے
مین اور سورج عاجز ہے رطوبت کے پیدا کرنے مین سو انکی بھی پرورش خاص ہے عام نہیں ہے اور ایک دوسرے کی
تاثیر مین عاجز اور محتاج ہے اور تاثیر ان سب ستارون کی مثلاً تاثیر آفتاب کی عالم حرارت مین اور تاثیر
چاند کی عالم رطوبت میں اپنی ذات سے نہین بلکہ اوس تاثیر کو بھی وہی رب العالمین پیدا کرتا ہے سورج
اور چاند کو کچھ اپنا اختیار نہین جیسے قلم لکھنے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور لکھنے مین اپنا اختیار
کسیطرح نہین رکھتا ایسے ہی حال ان سب روحوں اور ستارونکا ہے پس ان سب مین دو طرح کا نقصان ہے
ایک یہ کہ انکا سب عالم مین تصرف نہیں دوسرے یہ کہ جس قسم مین اوسکی تاثیر ہے وہ اپنی ذات مین اپنے
اختیار مین نہین پس اونکو پوجنا ایسا ہوا کہ جیسے کوئی قلم کی پوجا اور بندگی کرے اس غرض سے
کہ وہ پروانہ حاجت برآری کا اسکے واسطے لکھے اور جب عاجزی اور محتاجی انکی ثابت ہوئی تو وہ قابل

عبادت کے رہے ہے اور حق قابل عبادت کے رہے ہے پھر جو عبادت کرے اوسکو وہ مشرک ہے عبادت چاہیے
رب العالمین کو کہ جو تمام عالموں کا رب ہے کہ پرورش اوسکی تمام عالموں کو احاطہ کر رہی ہے نقل ہے کہ
جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ مَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے کون ہے رب
سب جہانوں کا اونہوں نے جواب دیا کہ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا یعنی رب
آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو کہ ان دونوں میں ہے فرعون کو بڑا تعجب آیا تب حضرت نے
دوبارہ فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ پہلی بار تو جو عام ربوبیت مکانوں میں تھی
وہ فرمائی اور دوسری بار جو عام ربوبیت زمانوں میں تھی وہ ارشاد کی گویا کہ یوں ہوا کہ جب اوسنے
پوچھا کہ کون ہے رب العالمین حضرت نے فرمایا کہ وہ ہے جو مالک ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا اور جو
مکان ہیں ان دونوں میں جب اوسے تعجب ہوا تو فرمایا کہ تو مکانوں ہی کا رب جان کر گھبرایا بلکہ جس زمانے
میں کہ تمہارے باپ دادا کو پیدا کیا ہے اوس زمانے کا بھی وہی مالک ہے فرعون نے بہت محال جانا
اسکو کہا کہ ایک ذات اتنے مکانوں میں اور زمانوں میں کیونکر رب ہو سکے اسکو محال جانکر حضرت موسیٰ کو
مجنون ٹھہرایا جب حضرت نے دیکھا کہ اسے بہت بعید جانا ربوبیت عام کو فرمایا تو اسی کو بعید جانتا ہے
اوسکی ربوبیت اس سے بھی بڑی ہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا یعنی رب پورب کا
اور پچھم کا اور جو کہ بیچ پورب اور پچھم کے ہے یعنے جیسے کہ ربوبیت اوسکی عام ہے مکانوں میں اور
زمانوں میں اسطور سے عام ہے اوضاع مختلفہ میں کہ پورب کی وضع کچھ اور ہے اور پچھاں کی
وضع کچھ اور ہے پچھاں کی بولی کچھ اور طور کی ہے اور پورب کی بولی کچھ اور طور کی ہے سو معلوم ہوا کہ
قابل عبادت کی اور لائق حمد و ثنا کے وہی ایک ذات ہے کہ ہر چیز اوسکی محتاج ہے اور ربوبیت اوسکی خاص
نہیں بلکہ عام ہے ہوا یہی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ کوئی سورج کو پوجتا ہے اور
کوئی چاند کو اور کوئی ستاروں کو توجہ کر کے جو دیکھا تو حق تعالیٰ کے روبرو ان سب کو عاجز پایا اس
وقت سب مشرکین کے طریقے سے بیزار ہو کر اپنے پروردگار حقیقی کی طرف رجوع کیا اور کہا اِنِّیْ وَجَّهْتُ
وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ سو حق تعالیٰ نے
اس اعتقاد کو بہت پسند کیا اور اوس وجہ سے خلیل اپنا مقرر کیا اب ایک تقریر اور بیان ہوتی ہے
اوسکے سمجھنے سے رب العالمین کے معنی خوب ذہن نشین ہو جاوینگے سو جاننا چاہیے کہ عالم تین موجود

ہی یا تو ذات ہی یا صفت پھر ذات جیسے آسمان اور زمین صفت جیسے رنگ اور مزہ اور بو اور ذات کو
منطقی جوہر کہتے ہین اور صفت کو عرض کہتے ہین اور ذات کی دو قسم ہین ایک جسم دوسری روح جسم
اوسکو کہتے ہین کہ محسوس ہو اور طول عرض عمق رکھتا ہو اور ایک صورت اور مقدار اوسکی معین
ہو اور اپنی صورت اور مقدار کو چھوڑکر دوسری صورت اور مقدار کو اختیار نکرے اور روح اسکو
کہتے ہیں کہ محسوس نہو اور طول عرض عمق اور مقدار اور صورت نہین رکہی بلکہ جیسی شکل چاہے
ویسی اختیار کرے اور جیسی مقدار چاہے ویسی ہو جائے اور جو کچھ چاہے سکر دکھلائی دینے لگے
چاہے آدمی بن جاوے چاہے حیوان اور مراد روح سے فقط جان نہیں ہی بلکہ شامل ہی ملائکہ اور جنات
کو بھی اور جسم کی بھی دو قسم ہین ایک علوی اور ایک سفلی اور علوی کی بہت قسم ہین جیسے عرش اور
کرسی اور سدرۃ المنتہٰے ہے اور لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور ستارے اور آسمان ساتون
اور سفلی کی دو قسم ہیں ایک بسیط ہی کہ وہ ایک شئ ہو اور کسی چیز سے ملکر نہی ہو جیسے کہ پانی آگ
ہوا خاک دوسری مرکب ہے کہ ان بسیط چیزون سے ملکر بنی ہو پھر اگر چارون چیزون سے ملکر بنی ہے تو
اوسکو مرکب تام کہتے ہیں جیسے کہ معدنیات اور نباتات اور حیوانات اور ان تینون قسمون کو مرکب تام
اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ چارون چیزونسے یعنی خاک اور پانی اور آگ اور ہوا سے مرکب ہو کر بنی ہین
اور اوسکے اقسام کی تفصیل یہان نہیں ہوسکتی ہے اور اگر تین سے یا دو سے ملکر بنی ہو اوسکو مرکب ناقص
کہتے ہیں اس قسم کی چیزیں بھی حق تعالےٰ نے بہت بنائی ہین کہ بیان انکا مشکل ہے مگر مختصر اکچھ بیان
کرتا ہون کہ قدرت رب العالمین کی معلوم ہو جاوے جیسے کہ بخار ہے کہ یہ مرکب ہی پانی اور ہوا سے اور غبار ہے
کہ مرکب ہے خاک اور ہوا سے یا دھوان ہی کہ مرکب ہی آگ اور ہوا سے ان تینون سے رب العالمین نے عالم بہت سے
پیدا کیے ہین غبار سے آندھی کو پیدا کرتا ہے بخار سے مینھ کو برساتا ہی اور جب بخار بہت دور چڑھ جاتا
تو وہان جاکر سردی کھاتا ہی اوس سے برف پیدا ہوتی ہی اور اوسی سے بجلی اور کڑک اور ستارے دُم دار
اور ستارے ہی سی شکل کے پیدا ہوتے ہین اور جب بخار اور دھوان ملکر زمین مین بند ہو جاتا ہے پھر وہ
حرکت کرتا ہے تو اوس سے زلزلہ پیدا ہوتا ہی اور جب صرف بخار زمین مین جاکر بند ہوتا ہے اور ہوا کی قوت
سے باہر آتا ہے تو اوس سے چشمے جاری ہوتے ہین اور جو کچھ بخار درمیان آسمان اور زمین کے بسبب سردی
ہوا کے رات کو جم جاتا ہے سر زمین پر گرتا ہے سو اوسکو شبنم کہتے ہیں اور اگر جم کر آسمان و زمین مین کہر رہتا ہے

اوسکو گہر کہتے ہیں اور کہاسا بھی کہتے ہین اور بعضے شہروں مین یہی بخارات جمکر سنگ سپید اور سنگر
سرخ کی صورت ہوکر زمین پر برستے ہیں اوسکو ترنجبین اور شیر خشت اوس کہتے ہین غرض جسکو رب العالمین
کی ربوبیت کا دریافت کرنا بالکل منظور ہو تو کتاب عجائب کائنات مین دیکھ لیوے اور ارواح
کی بھی کئی قسمیں ہین ایک روح تو صرف نیک ہوتی ہے اوسکو فرشتہ کہتے ہین اور ایک صرف بد ہوتی
ہے اوسکو شیاطین کہتے ہیں یا ملی ہوئی ہوتی ہے نیکی اور بدی سے اوسکی دو قسمین ہیں ایک
جن دوسرے بنی آدم اور فرشتے بھی تین قسم کے ہیں **ایک قسم** کے وہ فرشتے ہین کہ اونکو خدمت
ہے اجسام علوی کی جیسے کہ اوٹھانیوالے عرش کے اور نگاہ رکھنیوالے کرسی کے اور داروغہ بہشت
اور دوزخ کے اور رہنے والے سدرۃ المنتہیٰ کے اور مجاور بیت المعمور کے اور کھینچنے والے
ستاروں کے اور چرخ دینے والے آسمانوں کے اور دربان اونکے ہین اور اونھین مین سے ایک فرقہ ہے
کہ اجسام سفلی سے علاقہ رکھتے ہیں جیسے کہ فرشتے ابر اور ہوا پر موکل ہیں کہ ہر قطرہ کے ساتھ آتے ہیں اور
ہوا موافق حکم کے چلاتے ہین اور بعضے فرشتے درختوں پر موکل ہین اور بعضے آدمیوں کی محافظت کرتے
ہیں اور اونکے اعمال لکھتے ہیں اور بعضے فرشتے مقرر ہیں اس بات پر کہ جو لوگ اسمای الٰہی اور عزیمت پڑہیں
اونکی مدد اور اعانت کریں مگر یہ جاننا چاہیے کہ بحکم خداتعالیٰ کے کسی میں کسیطرح کی کچھ طاقت نہیں ہے
کہ اپنے اختیار سے کچھ کر سکین اور اپنے معتقدین کو کچھ نفع یا اپنے منکرین کو کچھ ضرر پہونچا سکیں یہ بات
ہرگز نہین ہو سکتی ہے اور دوست اونکا وہی ہے کہ جو اللہ کا بندہ فرمان بردار ہے اور دشمن اونکا
وہی ہے کہ جو بندہ نافرمان ہے اور **دوسری قسم** فرشتوں کی وہ ہے کہ عبادت مین مشغول ہین اور
خدمت اونکی تسبیح اور تقدیس اور ذکر الٰہی ہے اسطرح کے فرشتے اتنے ہیں کہ شمار کا مقدور نہین ہے کہ
اونکو گن سکے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آسمان کی ایک بالشت بھر جگہ فرشتوں سے خالی نہین ہے
جس جگہ دیکھنے مین آیا تو فرشتے ہاتھ باندھے کھڑے ہین یا رکوع مین ہین یا سجود مین ہین **تیسری**
قسم کے فرشتے وہ ہین کہ بڑے بڑے کام عالم مین اونکی تدبیر سے ہوتے ہیں جیسے کہ وحی کا لانا
اور رزق کا پہونچانا اور فتح اور شکست کا دینا اور ارزانی اور گرانی کا کرنا اور مال و دولت کا دینا اور
جان کا نکالنا اور ملک کا برباد کردینا سو ان کاموں مین حق تبارک و تعالیٰ نے چار فرشتوں کو مقرر
کیا ہے جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل اور اونکے فرمان بردار فرشتے بہت سے ہین کہ اللہ جل شانہ کا حکم

ف ۱ بیان اجسام و سماوی ۱۲

پہلے اِن چاروں کو یہ ہو گیا ہے پھر یا ایسے فرماں برداروں کو حکم دیتے ہیں اور خود بھی کرتے ہیں او
جاننا چاہیے کہ تمام عالم کے ساتھ ربوبیت رب العالمین کی بہت انواع و اقسام کی ہے اور اسباب
اوسکے اسقدر ہیں کہ اوسکا شمار بہت مشکل ہے آدمی کا مقدور نہیں ہے کہ بیان کر سکے کیونکہ ایک
پرورش انسان میں سیکڑوں اسباب ہیں تفصیل اوسکی نہیں ہو سکتی ہے مگر مثال کے واسطے تھوڑا سا
بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم ہو جاوے کہ رب العالمین کی ربوبیت کوئی قیاس میں نہیں لا سکتا ہے
مثلاً آدمی ایک ایسی غذا کو غور سے دیکھے کہ جسکو دو دو اور تین تین وقت کھاتا ہے اور اوسکے حصول
سے غافل رہتا ہے سو نگاہ کرے کہ کس کس طرح کے اسباب ایک کھانے کے واسطے پیدا کیے ہیں پہلے تو

مثال حواس خمسہ

پانچ حواس دیے ہیں کہ جسکو حواس خمسہ کہتے ہیں اوسمیں سے **ایک قوت** چھونے کی دی ہے
تاکہ آگ کی گرمی اور برف کی سردی اور تلوار کی برش کو دریافت کرے اور سخت اور نرم چیز کو پہچان
کر کھاوے اگر یہ قوت اوسکو چھونے کی نہ دی ہوتی تو پتھر کو بھی منہ میں ڈال جاتا اور آگ کو بھی کھانے
لگتا غرض کوئی چیز نفع کرنے والی اور ضرر پہونچانے والی کو چھونے سے نہ پہچان سکتا اور **دوسری**

قوت لامسہ

قوت سونگھنے کی دی ہے تاکہ جسمیں بُری بو ہو اوسکو نہ سونگھے اور نہ کھاوے اگر یہ قوت نہ دی گئی
تو مشک اور چرکین اوس کے نزدیک برابر ہوتی پھر **تیسری قوت** دیکھنے کی دی ہے تاکہ خوش رنگ

قوت شامہ

چیز کو دیکھکر مسرور ہووے اور خواہش کرے اور اچھی اچھی چیزوں کو کھاوے اور بُری بُری چیزوں
سے نفرت کرے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو حسن رنگ اور بد رنگ اوس کے نزدیک برابر ہوتا اچھی اور
بُری چیز کی قدر ہوتی اور طامع کی رغبت نہ کر سکتا اور ضرر سے بچ نہ سکتا پھر **چوتھی قوت** سننے کی

قوت باصرہ

دی ہے تاکہ اچھی تحفہ چیز کا نام سنکے اوسکو منگا کر کھاوے اور بُری چیز کا نام سنکر اوس سے بھاگے
اور کوئی کہے کہ تجھکو فلانا مارنے آتا ہے تو چھپ رہے اور کوئی کہے کہ خلعت دینے آتا ہے تو بیٹھا
رہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو اچھی چیز پر رغبت نہ کر سکتا اور بُری چیز سے بچ نہ سکتا پھر

قوت سامعہ

پانچویں قوت چکھنے کی دی ہے تاکہ مزہ دریافت کرے کہ یہ چیز میٹھی ہے یا کھٹی ہے یا کڑوی
ہے یا پھیکی ہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو مزے سے واقف نہ ہوتا کہ کڑوی کونسی چیز ہے اور میٹھی کونسی
چیز ہے اوسکے آگے ایلوا اور مصری برابر ہوتا اور طبیعت اچھی طرح قبول نہ کرتی ہمیشہ بیماریوں میں
گرفتار رہتا پھر رب العالمین نے حافظہ عنایت کیا تاکہ اچھی چیزوں کا مزہ اور رنگ اور خوشبو یاد

قوت ذائقہ

رکھی اگر حافظے کو پیدا نہ کرتا تو جب کھاتا تب ہی مزہ آتا پھر فوراً بھول جاتا تو کیونکر فرمایشیں کرکے منگاتا اور کھاتا پھر قوت کلام کرنے کی دی ہے تاکہ کھانے کے وقت فرمایش کرے کہ فلانی چیز میرے آگے لاؤ اور فلانی چیز کو اوٹھا لیجاؤ یا فلانی چیز آج پکوانا اور فلانی چیز نہ پکوانا پھر اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو جی چاہتا گوشت کو آگے آتی دال اور جی چاہتا دال کو تو آگے آتا گوشت کس واسطے کہ بولا تو جاتا نہین جو کچھ سامنے آتا وہی کھانا پڑتا پھر پاؤں واسطے تلاش کے دیے ہین اور ہاتھ واسطے پکڑنے کے بنائے ہین اگر رب العالمین پاؤن نہ دیتا تو اپنی مرغوب غذا کو کیونکر تلاش کرکے لاتا اور اگر ہاتھ نہ بناتا تو مانند جانورون کے کھایا کرتا اور منہ کو واسطے کھانے کے بنایا ہے کہ معدہ مین غذا کو پہونچا دیوے اور دانت غذا کے چبانے کے واسطے بنائے ہیں تاکہ نگلنا غذا کا آسان ہو جاوے اور زبان کو بنایا ہے تاکہ غذا کو ہلاوے اور چبانے کے لیے اوسکو دانتون کے نیچے لاوے اور تاکہ اوسکا مزہ پاوے کہ پھر اوس غذا کو رغبت کرکے منگاوے اور کھاوے اور تھوک بنایا ہے اسواسطے کہ نوالہ تر ہو جاوے اگر تھوک نہ بناتا تو ایک نوالا حلق سے حلق کے سد اوتارنا مشکل پڑتا اور اگر نرخرہ حلق کا نہ بناتا تو کوئی نوالا کہین کا کہین جا رہتا پھر بڑی تکلیف پاتا اور ربوبیت رب العالمین کی دیکھنا چاہیے کہ معدہ کو اس طرح سے بنایا ہے کہ جبتک غذا اوسمین نہین جاتی ہے تبتک منہ اوسکا کھلا رہتا ہے اور جب اوسمین غذا گئی تو اسیوقت اوسکا منہ بند ہو جاتا ہے پھر جبتک اوسمین غذا پکتی ہے تبتک بند رہتا ہے اور اگر اوسوقت کھلا رہے تو غذا کچی رہے اور آدمی کو بدہضمی ہو اور غذا کے پکانے کے واسطے معدہ مین گرمی کو پیدا کیا ہے پھر غذا بعد پکنے کے کیلوس ہو کر رگو ںمین سے کلیجے کو پہونچتی ہے پھر وہان جا کر پکتی ہے پھر بعد اوسکے خون ہو جاتی ہے پکنے کی سبب سے کچھ اوسمیں سے سودا ہو جاتا ہے مانند دُرد کے پھر اوسکو تلی جذب کرتی ہے اور جو کچھ اوسمین سے صفرا ہو جاتا ہے مانند کف کے اوسکو پتا جذب کرتا ہے اور کچھ اوسمین سے کچا رہجاتا ہے وہ بلغم ہوتا ہے کہ غذا دماغ کی ہے پھر بھی خون مین پکنے کے بعد جو پتلا پن رہجاتا ہے اوسکے واسطے دو گردون کو پیدا کیا ہے تاکہ باقی پانی جو اوسمین رہا ہے اوسکو جذب کرے پھر جب نرا خون رہجاتا ہے تو اوسکی تقسیم کے واسطے رگون کو حکم فرمایا ہے تاکہ سر کے بالون سے پاؤن کے ناخون تک غذا کو پہونچا دیوین پھر بعضے رگین ایسی باریک ہین کہ اونمین گاڑھی غذا نہین

ف ۱ بیان ساہع کلام دست و پا ۱۲

ف ۲ بیان ساہع معدہ و حلق ۱۲

ف ۳ معدہ ایسی غذا کی ۱۲

ف ۴ کیلوس یعنی پکی ماسر اس ہوا اور پانچ جا ولو کی ۱۲

ف ۵ بیان اخلاط اربعہ ۱۲

ف ۶ دُرد یعنی تلچھٹ ۱۲

جا سکتی ہے اسکے واسطے پانی پیدا مقرر کیا ہے تاکہ غذا کو پتلا کرکے اون رگوں مین پہونچا دیوے
پیچھے بعد اوسکے جو فضلہ باقی رہتا ہے اگر وہ معدہ میں رہجاوے تو مرض پیدا کرے سو اوسکے واسطے
پیٹ معدہ کے آنتیں پیدا کی ہیں اور انمیں طاقت دی ہے کہ وہ کھینچکر اوس فضلے کو دبر کی راہ سے
گرا دیتی ہین اور جو گردون نے کچھ پانی جذب کیا تھا اپنی غذا کے موافق اوسکو پی لیتے ہیں اور باقی
کو مثانے کیطرف ڈال دیتے ہیں تاکہ قبل کی راہ سے بول ہو کر نکل جاوے پھر خاک کو پیدا کیا ہے تو غذا
کی بیج کو اپنے میں ڈھانک رکھے پھر پانی کو پیدا کیا ہے تاکہ اوسکو تر کرکے اوگا لاوے پھر ہوا کو بنایا ہے
تاکہ اوسکی رطوبت خشک کرکے مضبوط کرے پھر جو شہر نشیب مین ہین وہان نہرین پیدا کی ہین
بونے جوتنے کے واسطے اور جو شہر بلندی پر ہین اور وہان نہرین جاری نہیں ہوسکتین تو وہان مینھ
برسایا جاتا ہے پھر مینھ کو اسطرح برساتے ہین کہ جیسے کل پرورش کی ہو اگر تیزی کے ساتھ برساتے تو تمام
کھیت برباد ہو جاتے اور پھل پھول گر پڑتے اور سراسر بربادی ہوتی پھر پکانے کے واسطے اناج کے
آفتاب کو بنایا ہے یعنی جب پودھا زمین سے بلند ہوا سختی اوسمیں آئی پھر جب بڑا ہوا تو رطوبت پانیکی
اور ہوا کی اوسکی اوپر تک اچھی طرح نہیں پہونچ سکتی ہے بلکہ جڑ تک رہتی ہے اسکے واسطے چاند کو
اور ستارونکو پیدا کیا ہے تو انکی تاثیر سے رطوبت اوسمین خوب سرایت کرے اور رطوبت اوسمین پیدا
ہوا اور آفتاب کی گرمی سے حل ہوجاوے پھر آفتاب اور چاند کا پھرنا بغیر پھیرنے آسمان کے متصور تھا اور
آسمان کو بالذات حرکت تھی اسواسطے فرشتے مقرر کیے ہین تاکہ آسمانون کو پھرایا کرین پھر سات فرشتے
اور مقرر ہین آدمی پر غذا کو لیکر اعضاؤ میں پہونچاتے ہین اور سوا انکے آنکھون پر اور قلب پر اور فرشتے
ہیں لیکن ان سب فرشتون کو آسمانون کے فرشتون سے مدد پہونچتی ہے اور اونکو عرش کے اوٹھانیوالون
سے پہونچتی ہے غرضکہ آدمی پر ہزارون طور کی پرورش ہے اوسمیں سے ایک پرورش کا تھوڑا سا بیان ہوا
کہ ایک غذا کیواسطے کتنے خادم پیدا کیے ہیں اور اگر غور کرکے دیکھیے تو تمام مخلوقات کو اسکے واسطے پیدا
کیا ہے اور اسکو اپنی بندگی کیواسطے پیدا کیا ہے خوب کہا ہے حضرت سعدی شیرازی نے رحمۃ اللہ علیہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند + تا تو نانی بکف آری و بغفلت نخوری + ہمہ از بہر تو
سرگشتہ و فرمان بردار + شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری + اور جاننا چاہیے کہ تربیت دو قسم کی
ہے ایک تو یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنے فائدے کے واسطے پالتا ہے تاکہ وہ چیز اوسکے کام آوے

جیسے کہ باغ کو پالتا اسواسطے کہ پھل لگیں اور ہم کھائیں یا لڑکے کو پالتے ہیں اس امید پر
کہ بڑا ہو کر ہماری خدمت کرے سو اس قسم کی پرورش کی مخلوق سزاوار ہے اسواسطے کہ
عاجز ہے اور حاجتمند ہے اور دوسری قسم پرورش کی وہ ہے کہ اوسیکے فائدہ کسواسطے
پرورش کرے سو یہ شان جناب رب العالمین کی ہے اس طرح کی پرورش کا عقیدہ مسلمان
کو چاہیئے کہ خالق کی جناب مین رکہے اور اگر پہلی طرح کی پرورش کا عقیدہ رکہے تو مشرک
ہے لیکن پرورش ہر ایک شی کی جدا جدا ہوتی ہے مثلاً پرورش آدمی کی یہ ہے کہ اوسکو
روزی دینی تندرستی بخشنی مراد کو اوسکی پوری کرنا بلیات سے بچانا اور سوا اسکے جو حاجت
ہووے پوری کرنا اور پرورش درخت کی یہ ہے کہ وقت پر اوسکو پانی دینا اور ہرا بھرا رکھنا اور اوسکو
بارور کرنا اور پرورش فرشتوں کی یہ ہے کہ انکو اپنی درگاہ کا قرب کرنا اور اپنا کلام سنانا اور
اپنا جلوہ اونپر ڈالنا اونکی زندگی اس سے ہے لیکن اس پرورش میں انبیا اور اولیا بھی شریک
ہیں یہانتک کہ کھانے اور پینے کی بہت اونکو پروا ہمن رہتی ہے چنانچہ مولوی روم فرماتے
ہیں **شعر** اے برادر گر خوری تو نان نور ❊ خاک ریزی بر سر نانِ تنور ❊ پس مسلمانون کو
چاہیے کہ اس پرورش کو بہی رب العالمین سے طلب کرین تاکہ دونوں جہان کی پرورش حاصل ہوگی

اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یعنی بہت مہربان رحم کرنے والا

جاننا چاہیے کہ پرورش کیواسطے دو قسم کی رحمت ہوتی ہے ایک تو عین پرورش مین ہوتی ہے
اگر وہ رحمت نہو وے تو پرورش بھی نہو سکے وہ یہ ہے کہ خوب توجہ کرنا اپنے پروردہ کے حال پر
اور جو حاجت اوسکی ہو مانگے یا بے مانگے روا کرنا اور بلیات سے اوسکو بچانا گو اوسکو معلوم ہو یا ہو سو
اس پرورش پر رحمٰن کا لفظ دلالت کرتا ہے اور دوسری قسم رحمت کی یہ ہے کہ بعد پرورش کے اوسکو
اوسکے کمال پر پہونچانا اور اوسکے کمال کو برباد نکرنا سو اس پرورش پر لفظ رحیم کا دلالت کرتا ہے
اور رب العالمین کے بعد ان دونوں لفظوں کو لانیسے غرض یہ ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ پرورش
بغیر رحمت کے نہین ہو سکتی ہے اور حق تعالیٰ کیطرف سے رحمت کے یہ معنی ہین کہ نیکی کو پہونچاوے
اور شرک کو دفع کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ رحمٰن اور رحیم کے ایک معنی ہیں لیکن رحمٰن کی لفظ میں

و مانظمنا ... [illegible]

زیادہ رحمت ہی اسواسطے کہ اسکے پانچ حرف ہین اور اکثر قاعدہ ہی کہ زیادتی لفظ کی زیادتی معنی
پر دلالت کرتی ہے اور رحیم میں اوس سے کم رحمت ہی کیونکہ اوسکے چار حرف ہیں اسی واسطے
رحمٰن کا لفظ خاص حق تعالیٰ کی ذات پاک کو سزاوار ہے دوسرے پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہے
اور لفظ رحیم کا بندون پر بھی بولنا درست ہی ضحاک نے کہا ہے کہ رحمٰن کا اشارہ ہی ظہور رحمت
الٰہی کا آسمان کے رہنے والوں پر اور رحیم کا اشارہ ہی ظہور رحمت الٰہی کا زمین کے رہنے والوں پر
گویا یون فرمایا اللہ ہی پرورش فرماتا ہے اپنی رحمت سے آسمان والوں کو اور زمین والوں کو اور
بعضے کہتے ہین کہ رحمٰن اوسکو کہتے ہیں کہ اپنے دوست اور دشمن سب کو پرورش کرے اور رحیم
اوسکو کہتے ہین کہ خاص اپنے دوستون کو پرورش کرے اور عزت دے اور دشمنوں کو ذلیل کرے
تو معنی اوسکے یون ہوئے ایسا اللہ کہ پالتا ہے اپنے دوست اور دشمن کو دنیا مین اور آخرت
مین پالیگا اپنے دوستوں کو اور ذلیل کریگا اپنے دشمنون کو اور ابن مبارک نے کہا ہے کہ رحمٰن وہ ہی
کہ جو کوئی اوس سے مانگے اوسکو دیوے اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ جو کوئی نہ مانگے اوسپر غصہ کرے
کہ کیوں نہیں مانگتا گویا کمال رحمت فرمائی بندون پر کہ مانگتا ہے تو مانگ اور نہین تو مین غصہ
کرونگا کہ تو نے کوئی اور خاوند مقرر کیا ہے کہ اوس سے مانگیگا اسجگہ بندے کی ناانصافی کو دیکھیے
کہ جو مالک ہے زمین اور آسمان کا اور کچھ ہماری پروا نہیں رکھتا ہی اور وہ خود کہتا ہی کہ مانگ مجھسے
اگر نہ مانگے گا تو مین غصہ کرونگا اوس سے تو یون بھاگتا ہی اور جو کہ محتاج ہین ویسے جا جا کر مانگتا ہی
قیامت میں دیکھیے کہ اس ظلم کیواسطے کون سے جہنم کا طبقہ مقرر ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ
رحمٰن وہ ہی کہ طرح طرح کی نعمتین دیں اور دنیا کی دی ہی اور رحیم وہ ہی کہ تمام بلیات سے بچاوے
اور بعضے کہتے ہین کہ رحمٰن اوسکو کہتے ہین جو بڑی بڑی چیزین دیوے جیسے اولاد اور دولت
اور سوا اسکے اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ جو چھوٹی چیزین اوس سے مانگی جاوین جیسے نمک اور
جوتی اور گھاس جانورون کیواسطے یہانسے معلوم ہوا کہ چھوٹی چیزین بھی اللہ سے مانگنا چاہیے
اور یہ اسواسطے فرمادیا ہی کہ یہان کی بادشاہون سے حقیر چیز نہین مانگتے ہیں نقل ہے کہ
ایک شخص نے ایک بادشاہ سے کسی آسان مقدمے مین عرض کی وہ بادشاہ بہت خفا ہوا اور
اوسکو جیلخانہ مین بھیجدیا اور کہا کہ چھوٹے کام چھوٹے لوگون کیواسطے مقرر ہین مجھسے

معالم
عالم محدث
۱۲

چھوٹے کام کو جو اوسے کہا گویا مجھکو ذلیل جانا اور برابر اہلکاروں کے سمجھا سو حق تعالی
فرماتا ہے کہ مین بادشاہ بے پروا ہوں اور میری عزت کے آگے اور بادشاہوں کی عزت غلاموں کی
برابر بھی نہین ہے مگر ایسا بادشاہ نہین ہوں کہ بڑی چیزین مین دوں اور چھوٹی چیزین اور وں
کے ہاتھ سے دلاؤں بلکہ حقیقت مین اگر دیکھو تو یہ اونکی محتاجی ہے کہ اہلکار اونھون نے مقرر
کئے ہیں اسواسطے کہ سب کام اوسے ہو نہیں سکتے ہیں اور مین بادشاہ صاحب عظمت اور زبردست
ہون ایک لمحہ میں سارے جہان کی حاجت کو روا کر دیتا ہون سو رحمٰن بھی مین ہوں بڑی بڑی
چیزونکی طلب ہو تو مجھ سے کہو اور رحیم بھی مین ہوں چھوٹی چھوٹی چیزیں مانگنے ہوں تو وہ بھی
مجھ سے مانگو اس جانب کے بعد اگر کوئی چیز اگرچہ چھوٹی ہو اور سے مانگے گا تو سوا در کے ٹھکانا کہیں
نہ پاویگا اسیکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمھکو جو مانگنا ہے اللہ سے مانگ یہانتک کہ
نمک بھی مانگے تو اوسی سے مانگ اگر جوتی بھی مانگے تو اوسی سے مانگ اور بعضے کہتے ہیں کہ رحمٰن اوس کو
کہتے ہین کہ بری چیز اوسکے ہاتھ سے دور کیجیے اور دوا اوسکے بدلے مین اچھی چیز دیوے اور رحیم کا لفظ
دلالت کرتا ہے اوس رحمت پر کہ لوگون کے گمان مین وہ رحمت بندون کیطرف سے بھی ہو سکتی ہے
جیسے کہ علاج کرنا طبیب سے اور علم پڑھنا اوستاد سے سو معنی اسکے یہ ہوئے کہ مین رحمٰن ہون تو جو شخص
عبادت کرتا ہے اوسکے بدلے مین سونے اور چاندی کے محل دیتا ہون ایک قطرہ گندہ منی کا ہوتا
ہے اوس سے خوبصورت لڑکا سا کر تجھکو دیتا ہون ایک بیج پڑا مارین مین سیر کرتا ہے اوسکے بدلے
مین چاہے درخت سرسبز کرکے تیرے حوالے کرتا ہون اور مین رحیم ہون جو توقع اوستاد سے اور پیر سے
اور حکیم سے رکھتا ہے وہ مجھسے رکھ مین بے اوستاد کے تجکو علم دونگا کہ جسکا نام علم لدنی ہے بغیر
پڑھے کے تجکو عالم کرونگا اور بغیر حکیم اور دوا کے تجکو تندرست کرونگا اور اگر کوئی کہے رحمٰن اور
رحیم کے معنون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا مہربان ہے ایسے بندون پر پھر مہربان ہوکر غم اور بیماری
اور حاجت کو کیون پیدا کیا یہ بات رحمت سے بہت بعید ہے جواب اسکا یہ ہے کہ حقیقت مین عقل
ہماری ناقص ہے کہ ان چیزونکو خلاف رحمت کے جانتے ہیں کیونکہ باپ لڑکے کو اپنی رحمت کی جہت
سے مار مار کر اوسکو ادب سکھاتا ہے اور اوس لڑکے کے دل سے پوچھو تو اوسکو عین عذاب جانتا ہے
لیکن حقیقت مین وہ لڑکے کی نادانی ہے کہ اوسکو عذاب جانتا ہے یہ اوسکی عقل کا قصور ہے یہ چیز

بیان حکمت آدمیت تکالیف بیماری ورنج وغیرہ

وہ مکتب میں بٹھیتا ہے تو اوستاد اوسکو کبھی لکڑیان مارتا ہے کبھی ہاتھ باندھتا ہے سات دن تک اوسکو ایک لحظہ فرصت نہیں دیتا ہے پھر جمعہ کا دن ہوتا ہے تو باپ اوسکا حجامت کے واسطے زبردستی کرتا ہے کہین ناخن کٹواتا ہے کہین بال منڈواتا ہے پھر گھر میں مان اوس کی اوسکو نہلاتی ہے کہین ململ کر اوسکا بدن دہوتی ہے اور وہ روتا جاتا ہے اور ان باتون کو اپنے حق مین بے عقلی سے تکلیف جانتا ہے اور حقیقت میں کمال رحمت ہی حق تعالے اسکا اشارہ قرآن شریف میں فرماتا ہے عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ قصہ حضرت موسے اور حضرت خضر علیہما السلام کا اسکا جواب شافی ہے کہ ایسے پیغمبر اولوالعزم کی سمجھ میں اسرار الہی نہ آئے اور حضرت خضر علیہ السلام پر اعتراض کرنے لگے پھر دوسرا کوئی کیا سمجھے گا پس آدمی کو چاہیے کہ اوسکو رحیم مطلق اور رحمٰن برحق اعتقاد کرے اور اپنی تئین مانند اطفال ناقص العقل کے جانے اسمین ایمان باقی رہتا ہے غرض حاصل کلام کا یہ ہی کہ اگر دنیا مین فقرا اور غریب نہ ہوتے تو صورت انتظام کارخانۂ عالم کی نہ بندھتی اسواسطے کہ جب کوئی کسی سے غرض نہ رکھتا تو کیون اپنی اوقات اوسکی تابعداری میں گذارتا اور اوسکے حکم کو اپنے اوپر اوٹھاتا پس سب انتظام عالم کے برہم ہوجاتے پس خلقت انسانکی مانند جانورونکے پراگندہ پھرا کرتی جیسے جانور آپسمین ایک دوسرے کا کام نہین کرتے ہیں ایسے ہی آدمی بھی ہوجاتے جو کچھ انسان کے پیدا کرنیکا فائدہ تہا وہ حاصل نہوتا اور حکمت پروردگار کی ظاہر ہوتی مثلاً اگر چور لوگ پیدا ہوتے تو چوکیدار رکہنے کی کیون حاجت ہوتی اور اگر مرض نہوتا تو طبیب اور جراح اور عطار معطل پڑے رہتے اور اگر فقیر نہوتے تو بادشاہ اور امیر پے لشکر اور خدمتگار کیا کرسکتے ہیں اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ہر بلا اور آفت مین رحمت رحمٰن کی چھپی ہوئی ہے کیونکہ اکثر اوقات بڑے بڑے امیر جو مرض مین گرفتار ہوتے ہیں تو محتاج حکیمو سے دوا کرتے ہین اور محتاج عطارو سے دوا خریدتے ہیں اور وہ حکیم اور عطار غنی ہوجاتے ہیں اور حکیم ہر بیماری کے علاج سے آگاہ ہوتے ہین اور عطار ہر طرح کی دوا جمع کر رکھتے ہیں پھر اگر حکیم موجود نہو اور عطار دوا نہ رکھے تو علاج بیماری کا کیونکر ہووے پس مرض امیرون کا حکیمون اور عطارونکے حق مین رحمت ہی اور حکیم اور عطار امیرونکے حق مین رحمت ہین اسی طرح لشکر اور چوکیدار

بادشاہ اور امیرونکی حق مین رحمت ہی اور بادشاہ اور امیر کا اور چوکیدار ونکے حق مین رحمت
ہیں بین چورونکا ہونا اور امراض کا ہونا ہرامیر وفقیر کے حق مین رحمت ہوا اسیطرح سی ہر بلا
کو کہ پیش آوے قیاس کرنا چاہیے اور اگر بھلائی اوسکی سمجھ مین نہ آوی تو یون کہے کہ یہ آفت
حکمت اور رحمت کے ساتھہ ہی لیکن میری عقل ناقص مین نہیں آتی ہی اس کہی میں ایمان کی
درستی ہے بلکہ بیچھے وقت وہ بلا اور آفت باطن مین بڑی عمدہ رحمت ہوجاتی ہی لیکن ظاہر
مین بڑی بلا اور آفت عظیم معلوم ہوتی ہے اور عاقل اوسمیں حیران ہوتا ہے جیسے کہ قصہ
حضرت مریم علیہا السلام کا اللہ تعالی نے بغیر خاوند کے اونکو لڑکا دیا ظاہر میں بڑی رسوائی
اور سخت عیب ہے بلکہ اشرافون اور نیک بختون کے حق میں اس سی زیادہ کوئی رسوائی نہین
ہے اسواسطے حضرت مریم کی قوم نے دیکھکر کہا کہ اے بہن ہارون کی نہ تھا باپ تمھارا آدمی
اور مان تیری تھی بدکار سو اوسکو حق تعالی نے قرآن شریف مین رحمت فرمایا وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً
لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا یعنی عیسی علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنا اسواسطے کہ مقرر کرین
ہم اوسکو مورت قدرت کا واسطے لوگونکے اور رحمت اپنی طرف سی غرض غلام کو چاہیے کہ
کہ اپنے مولی کے کامو مین اعتراض کرے

مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝
یعنی خاوند ہے دن جزا کا

اور بعضے قاریون نے مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ بھی پڑہا ہے یعنی بادشاہ دن جزا کا سو جاننا
چاہیے کہ دنیا میں اللہ نے چند روز کے واسطے لوگون کو املاک پر قبضہ دیا ہے سو اسپر نازان ہو کر
کوئی کہتا ہے یہ ملک میری ہی کوئی کہتا ہی کہ تیری کہاں سے آئی یہ تو میری باپ اور دادا کی ہی غرض کوئی
چودہری اور کوئی زمیندار اور کوئی بادشاہ صاحب ملک کہلاتا ہے غرض ہر ہر شخص ایسا ایسا
دعوی کرتے ہیں اسواسطے اوس دن کی خاوندی اور بادشاہی کو اپنے واسطے فرمایا کہ اے
بندو اس دعوی پر اپنی اوقات کو نہ کھو اور ہماری یاد سے ہرگز غافل نہو اور یہ جو چند روز
تمہارے قبضے مین کچھ املاک ہی اسکو خواب و خیال سمجھو ایک وقت ایسا آویگا کہ تمہارے سب
دعوی غلط ہوجاوینگے اور ہر چیز ہماری کہلانے لگے گی اور معمول ہی یوں ہی کہ کسی جگہ کا

جو زمیندار ہوتا ہے اور اوس زمین کو اور وہاں کے لوگوں کو اپنی طرف نسبت کرتا ہے کہ وہ لوگ
میری رعیت ہیں اور وہ زمین میری ملک ہے اور جب وہ زمیندار بادشاہ کے روبرو جاتا ہے
تو ہرگز اپنی طرف نسبت نہیں کرتا ہے اور یہی کہتا ہے کہ سب رعیت اور یہ ورثہ قدیم حضور کا
ہے اور اگر بادشاہ کے روبرو یہ کلمہ کہے کہ وہ رعیت لوگ میرے ہیں اور زمین ملک میری ہے
تو بادشاہ اوس سے ناخوش ہو اور تغلب اور چوبدار اوسکو گستاخ اور بے ادب جان کر ذلیل کر کے
نکال دینگے سو حق تعالیٰ تو بادشاہوں کا بادشاہ ہے قیامت کے دن کوئی نہ کہے گا کہ یہ ملک یا یہ
محل یا یہ مکان میرا تھا کوئی شخص دعویٰ نہ کرے گا اور کچھ کہہ نہ سکے گا سوا اسکے کہ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ سو پہلے قرأت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیے کہ مالک حقیقی اللہ جل شانہ کو جانے
اور اپنکو چند روز کیواسطے تحویلدار سمجھے اور اللہ کے واسطے مال دینے میں دریغ نہ کرے کیونکہ
مالک مال کا اللہ ہے جب اوسنے دینے کا حکم دیا تحویلدار کو پھر بخل کرنا اوسکا بیجا ہے اور دوسری
قرأت سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمان کو نچاہیے کہ اپنی بادشاہی اور ریاست پر فخر کرے فخر اوس کو
چاہیے کہ جو بادشاہ حقیقی ہو اور بادشاہ مجازی کو فخر کرنا سزاوار نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ
ظلم سے کسی کی زمین اور مکان اور ملک میں دخل نکرے کیونکہ آخر کو اوسکے ہاتھ میں ہی ہے
مالک حقیقی اور بادشاہ حقیقی اور ہے اور اگر کوئی کہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے الحمد کے بعد
تین صفتوں کو کیوں بیان کیا ہے اسمیں کیا نکتہ ہے سو نکتہ اسمیں یہ ہے کہ جو کوئی کسیکی
تعریف اور ثنا کرتا ہے سو وہ تعریف تین چیز سے خالی نہیں ہوتی ہے یا تو تعریف کرنیوالا
زمانہ گذشتہ میں پرورش یافتہ اوسکا ہوتا ہے یا بالفعل توقع فائدے کی اوس سے
رکھتا ہے یا یہ غرض ہوتی ہے کہ آیندہ کچھ فائدہ حاصل ہوئیگا سو ان تین صفتوں کے بیان
لانے میں اشارہ یہ ہے کہ بندوں کو چاہیے کہ مجھی کو حمد کریں اور پچھلی پرورش کو دیکھ لیں کہ ماں کی شکم
میں اوسکو میں نے پالا ہے اور اگر اب توقع رکھتا ہے رحمت کی تو میں رحمن اور رحیم ہوں مجھی کو
تعریف کرے اور اگر توقع رکھتا ہے کہ آیندہ کو رحمت کرے تو میں مالک یوم الدین ہوں آیندہ کی
توقع سے میری حمد کرے سو اس واسطے ان تینوں صفتوں کو فرمایا ہے تاکہ معلوم ہووے کہ
فی الحقیقت لائق حمد کے اوسکی ذات پاک ہے اور جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ نے مالک یوم الدین

پڑہا ہے وہ کہتے ہین کہ ملک یوم الدین سے وہ قرأت کئی طرح سے بہتر ہے **اوّل** یہ کہ مالکیت
عام ہے آدمیون پر بھی ہوتی ہے اور غیر آدمیون پر بھی ہوتی ہے مثلاً جانورون اور درختون
وغیرہ پر بھی مالکیت ہوتی ہے بخلاف پادشاہی کے کہ پادشاہی صرف آدمی پر ہوتی ہے اور
جانورون وغیرہ پر نہین ہوتی **دوسری** یہ کہ مالک کو اپنے مملوک پر کمال اختیار ہوتا ہے چاہے
اوسکو بیچ ڈالے چاہے کسیکو بخشدیوے بخلاف بادشاہ کے کہ یہ اختیار اپنی رعیت پر نہین رکہتا ہے
تیسری یہ کہ نسبت مالکیت کی مضبوط ہوتی ہے نسبت پادشاہی سے کس واسطے کہ مملوک اپنے
مالک کی ملک سے خارج نہین ہو سکتا ہے اور رعیت کو ممکن ہے کہ رعیت ہوئے ایک بادشاہ
کے اوسکو خارج کرے اور دوسرے کی پادشاہی مین چلا جاوے لیکن غلام دوسرے کا از خود نہین بن سکتا
چوتھی یہ کہ مملوک کو خدمت مالک کی واجب ہے اور رعیت کو خدمت پادشاہ کی واجب نہین
پانچوین یہ کہ غلام بے اذن مالک کے کچھ کام نہین کر سکتا ہے اور رعیت بحکم پادشاہ کے جو کچھ
چاہے کر سکتی ہے **چھٹی** یہ کہ غلام امید رکھتا ہے اپنے خداوند سے نفع کی بخلاف پادشاہ
کی کہ وہ خود امید رکھتا ہے رعیت سے اور نفع حاصل کرتا ہے اوس سے کہین خراج لیتا ہے کہین محصول
لیتا ہے **ساتوین** یہ کہ غلام اپنے مولی سے خوراک اور پوشاک اور رحم اور عفو و کرم
چاہتا ہے اور رعیت پادشاہ سے کبھی جب پڑی تو عدل اور انصاف چاہتی ہے اور آدمی
کو بنسبت عدل کے اور انصاف کی خوراک اور پوشاک اور عفو اور کرم اور رحمت کی بہت حاجت
ہے بلکہ اسیواسطے حدیث قدسی مین خوراک اور پوشاک وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور عدل کا ذکر
نہین فرمایا ہے وہ حدیث یہ ہے يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي
اُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي اَكْسُكُمْ یعنی اے
بندو میرے تم سب بھوکے ہو مگر جسکو کھلاؤن مین پس کھانا مانگو مجھسے کھانا دون مین تمکو اے بندو
میرے تم سب ننگے ہو مگر جسکو پہناؤن مین پس کپڑا مانگو مجھسے کپڑا دون مین تمکو **آٹھوین** یہ کہ پادشاہ
جب موجودات لیتا ہے تو بڑہونکو اور ضعیفونکو اور بیمارونکو نظری کرتا ہے اور مالک جب غلامونپر
نظر کرتا ہے تو ضعیفونپر اور بیمارونپر رحم کرتا ہے سب غلامونکو کہتا ہے کہ انکی خدمت کرو
نوین یہ کہ قیامت کے دن پادشاہ بہت ہو وینگے اور مالک سواے حق تعالے کے کوئی ہو گا **دسوین**

مسئلہ فقہ کا ہے کہ جب مولی نے نیت سفر کی یا نیت اقامت کی کی جو غلام کہ ہمراہ مولی کے ہووے
اوسکو بھی بغیر نیت کرنے کے حکم مسافر کا یا مقیم کا ہو جاتا ہے بخلاف رعیت کی اور جن عالموں نے
ملک یوم الدین پڑھا ہے وہ کہتے ہین کہ یہ قرایت کئی طرح پر بہتر ہے مالک یوم الدین سے **اوّل** تو یہ
کہ بادشاہ مالک بھی ہوتا ہے اور ہر مالک بادشاہ نہین ہو سکتا ہے **دوسری** یہ کہ بادشاہ شہر بھر
ملک ملک مین ایک ہوتا ہے اور مالک ایک شہر مین بتیرے ہوتے ہین اور **تیسری** یہ کہ لفظ رب
العالمین کا اوپر مالکیت کے دلالت کرتا ہے اور اگر اسجگہہ بھی مالک یوم الدین پڑھا جاوے تو تکرار لازم
آوے اور **چوتھی** یہ کہ لفظ ملک کا بیچ بہت سے نامون کے آیا ہے اور لفظ مالک کا وہان نہین آیا مگر مالک
الملک آیا ہے سورہ ملک کے معنون مین آیا ہے اور **پانچویں** یہ کہ آخر قرآن شریف کو ملک الناس
آیا ہے اور اللہ پاک کے کلام کے ختم مین اچھا لفظ ہونا چاہیے اس سے معلوم ہوا کہ ملک بہتر ہے اور
چھٹی یہ کہ اطاعت بادشاہ کی اوپر سب کے واجب ہے اور اطاعت مالک کی ہر کسی پر واجب نہین
مگر اوسکے غلامون پر غرض گفتگو اس مین بہت ہے اس مختصر مین اتنا ہی بیان کافی ہے اور
جاننا چاہیے کہ دن شرع شریف مین طلوع ہونے صبح صادق سے غروب ہونے آفتاب تک کو
کہتے ہین اور کبھی مطلق وقت کو بھی دن کہتے ہین خواہ دن ہو خواہ رات ہو اور خواہ سال ہو خواہ
ماہ ہو جیسے کہ کہتے ہین جس دن فلانا شخص آویگا تو یہ ہو ویگا مراد یہ ہوتی ہے کہ جسوقت کہ آویگا تو یہ ہو ویگا
جیسے کہتے ہین کہ خندق کے روز یون اتفاق پڑا تھا حالانکہ خندق کی لڑائی کو مہینے گذرے سو
یوم الدین مین بھی روز مراد نہین بلکہ وقت مراد ہے یعنی وقت جزا کے اور اسوقت کی ابتدا نفخہ ثانیہ
سے ہے اور انتہا اوسکی اسوقت تک ہے کہ اہل بہشت بہشت مین جاویں اور اہل دوزخ دوزخ مین جاوین
اور جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے اس سورت مین پانچ نام اپنے فرمائے اللہ رب رحمن رحیم مالک
یوم الدین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس سورت مین بندے کے پانچ سوال بھی ہین تاکہ ہر ایک نام ہر ایک
سوال کے مقابل آجاوے وہ پانچ سوال یہ ہین ایک عبادت دوسری استعانت تیسری ہدایت
چوتھی استقامت پانچویں انعام گویا اسکا اشارہ یون ہوا کہ لائق عبادت کے مین ہون اسواسطے
کہ نام میرا اللہ ہے اور اگر مدد مانگا چاہے تو مجھی سے مانگ کیونکہ میرا نام رب ہے اپنی پرورش کی
شان سے تیرا سوال پورا کرونگا اور اگر ہدایت طلب کرے تو مجھی سے کر کیونکہ مین رحمن ہون اپنی

رحمت عام سے گمراہ نہ ہونے دونگا اور اگر استقامت چاہیے تو مجھی سے چاہو کیونکہ مین رحیم ہون اپنی
رحمت خاص سے تیرے قدم کو ڈگنے نہ دونگا اور اگر انعام کی خواہش ہو تو مجھی سے کرو کیونکہ مین مالک
ہون سارے جہان کا اپنے فضل سے تجھکو بخشش دونگا ۔ بعضے علمانے ان پانچ ناموں کی تخصیص مین
یون کہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کی تعریف کرتا ہے تو چار وجہ سے کرتا ہے **اول** یہ کہ اپنی
ذات مین وہ شخص کمال رکھتا ہو اگرچہ احسان دوسرے پر نکرے **دوسری** یہ کہ صاحب احسان ہو
لوگون پر جہاد اوسکی وراحت سے **تیسری** یہ کہ لوگ اوس سے آیندہ کو طمع رکھتے ہون گو بالفعل احسان نہیں
کرتا ہے **چوتھی** اوسکے غضب سے ڈرکر تعریف کرتے ہیں جانتے ہین کہ اگر ہم تعریف نکرینگے تو وہ خفا
ہو جاویگا سو اس جگہ کو یون فرمایا کہ درحقیقت تعریف کے قابل میری ذات پاک ہے کیونکہ مین ایسا ہون
اپنی ذات مین پورا کمال رکھتا ہون اے بندو میرے کمال کی تعریف کرو گو مین حکم کرون یا نہ کرون
کسو واسطے کہ صاحب کمال نہین کہتا ہے کہ مین صاحب کمال ہون میری تعریف کرو بلکہ اوسکا کمال خود
بخود مقتضی اس بات کا ہے کہ تعریف اوسکی کیجاوے مثلاً کوئی شخص کسی علم مین یا کسب مین پورا
کمال رکھتا ہے لوگ اوسکی خود بخود تعریف کرینگے اگرچہ وہ کہے یا نہ کہے لیکن اوسکا کمال اقتضا
کرتا ہے اسپر کہ اوسکی تعریف کیجیے اور اگر بندہ یون چاہے کہ کوئی احسان کرے تو مین اوسکی تعریف
کرون سو اے بندے میرا نام رب ہے مین احسان بھی کرچکا ہون کہ تجھکو عدم سے وجود مین لایا ہون
سو میری ربوبیت کو دیکھکر تعریف میری بجالا اور نام میرا رحمان ہے بالفعل میرے احسان کو دیکھکر
اور شکر ادا کر اور آگے کو بھی متوقع ہو کر میری صفت کر کیونکہ میرا نام رحیم ہے مین آگے بھی دونگا
اور اگر تجھے ان چیزون کی لالچ نہین ہے تو میرے خوف سے میری تعریف کر کیونکہ میرا نام مالک یوم
الدین ہے اگر میری تعریف نہ کریگا تو پڑے سخت عذاب مین پڑیگا اور بعضوں نے ان پانچ نامون
کے خاص ہونے کی وجہ میں اس جگہہ کہا ہے گویا یون ارشاد فرمایا کہ لائق تعریف کے مین ہون کیونکہ اپنی حریت کی
حریت تجھکو عدم سے وجود مین لایا اور جب دنیا مین آیا تو اپنی ربوبیت کی جہت سے تجھکو پرورش کیا اور جب بڑا ہوا تو گناہ کرنے لگا تو اپنی رحمانیت
کی جہت سے اس گناہ کو چھپایا اور خلق مین رسوا نہ کیا اپنا نام رحیم بتایا تاکہ رحمت کا امیدوار ہو کر توبہ کرے
پھر اوس توبہ کے بعد ثواب کا امیدوار کیا اور آپ کو مالک یوم الدین فرمایا کہ مالک روز جزا جانکر
امیدوار ثواب کا رہے بیان تک کہ بندہ اپنے خاوند کی صفت اور ثنا مین لگ رہتا اور اوسکے

دربار سے غائب تھا کیونکہ کہیں الحمد للہ رب العلمین کی ربوبیت کی اقسام ڈھونڈھ کر نکالتا تھا اور کہیں الرحمن الرحیم کے رحم اور مہر کا بیان کرتا تھا اور کہیں مالک یوم الدین کی مالکیت اور عظمت کو تلاش کرتا تھا سو اپنی استعداد کے موافق حقتعالی کی جو بیان بیان کر چکا اور دربار کے آنیکے قابل ہوا اسواسطے دربار میں حاضر ہوکے کہتا ہے

اِیَّاكَ نَعْبُدُ

یعنے خاص تجھی کو عبادت کرتے ہیں ہم

اور حقیقت عبادت کی تعظیم بجالانا ہے اور تعظیم شرع شریف میں کئی قسم پر ہے بعضی تعظیم ساتھ ظاہر کے تعلق رکھتی ہے اور بعضی ساتھ باطن کے رکھتی ہے اور وہ جو ساتھ ظاہر کے تعلق رکھتی ہے اوس میں سے بعضی زبان سے تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرنا زبان سے اور پڑھنا قرآن شریف کا اور رسول اللہ پر درود بھیجنا اور کرنا تسبیح اور تہلیل کا اور دعا کرنا اور وظیفہ پڑھنا اور بعضی آنکھ سے تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ دیکھنا بیت اللہ کعبہ شریف اور مسجدوں کا اور دیکھ کر پڑھنا قرآن شریف کا اور دیکھنا کتب احادیث اور تفسیر اور فقہ کا اور دیکھنا بزرگوں کا اور دیکھنا انبیا اور شہیدوں اور نیک بختوں کی قبروں کا کہ جان اپنی او نہوں نے اللہ کی راہ میں دی ہے اور دیکھنا آسمان کا اور ستاروں کا اور کشتی کا اور دریا کا اور درختوں کا کیونکہ یہ سب بڑی دلیل ہیں حقتعالی کی وحدانیت پر لیکن کہیل کیطرح نہ دیکھے بلکہ عبرت کی نگاہ سے دیکھے جسطرح اولیا اور انبیا دیکھتے تھے اور قبروں کو بھی اسیطرح دیکھے جسطرح اور بزرگ دیکھتے تھے مثلاً شہید کی قبر کو دیکھے تو یہ تصور کرے کہ میں اعدا اور مذہب کو بھی یہ رتبہ عنایت فرمائے جو درجہ انکا ہے وہ میں بھی کرے اور اگر کسی نیکبخت کی قبر کو دیکھے تو یوں کہے کہ اللہ مجھکو بھی ایمان سے مارے اور ان لوگوں میں ملا دے اور جب قبر کو دیکھے موت کو یاد کرے کہ ایکدن مجھکو بھی یہاں آنا ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ قبروں پر جا کر یہ الفاظ پڑھا کرے عـه اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُورِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ يَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُتَقَدِّمِيْنَ مِنَّا وَالْمُتَاَخِّرِيْنَ اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَيَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ اور موت یاد کرنیکو قبرستان میں جاوے نقش و نگار دیکھنے کو نہ جاوے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبرستان میں جاتے تھے تو بہت رویا کرتے تھے یہاں تک روتے تھے کہ ریش مبارک آنسو سے تر ہو جاتی تھی پھر جب کوئی پوچھتا کہ آپ اتنا کیوں روتے ہیں تو فرماتے کہ حضرت صلی اللہ علیہ

عـه سلامتی اوپر تمہارے اے اہل قبور ... اللہ اگلوں پر ہمارے اور پچھلوں پر مانگتا ہوں اللہ سے اپنے اور تمہارے واسطے عافیت بخشے اللہ ہمکو اور تمکو اور رحم کرے اللہ ہمکو اور تمکو

وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر پہلی منزل ہے آخرت کی منزلون مین اگر یہان امن پائی تو آگے بھی امان ہے اور اگر یہان
پکڑا گیا تو آگے بھی پکڑ ہے سو قبرون کا دیکھنا عبادت اسیطور سے ہے اور بہتر نہین ہے کہ قبرون پر دور دور
سے تکلیف اوٹھا کر جانا خصوصًا عوام کے حق مین تو بہت قابل ہے اگرچہ خواصون کو اہل اللہ کی قبرون سے
فائدہ ہوتا ہے لیکن جب اس مین فساد واقع ہووے تو خواصون کو چاہیے کہ اس سبب یا مباح
کو رفع فساد کے واسطے ترک کردین اسمین کچھ مضائقہ نہین بلکہ امید ثواب کی ہے اور عبادت کان کی
قرآن شریف کا سننا اور وعظ کا اور اللہ رسول کے ذکر کا ہے اور جانورون کی آواز کو سنکر اللہ کی
قدرت کو جانے اور اوسکی محبت اپنے دل مین پیدا کرے اور حرام آوازونکو جیسے کہ طبلہ سارنگی ستار
ڈھولکی بانسلی مہوچنگ اور نامحرم جوان عورت کی آواز ان چیزون سے بہت پرہیز کرے اور حضرت امام
اعظم نے تو راگ کی آواز سے بھی پرہیز کیا ہے لیکن عیدین مین اور شادی مین فقط راگ آواز سے
سنا اندون ار اییکے درست ہے اور ہاتھون کی عبادت ہے قرآن شریف اور حدیث کا لکھنا اور اسمار
الٰہی لکھنے اور کسی حاجتمند کا خط لکھدینا اور کسی کا بغیر سودی تمسک لکھدیا کسی کو دعا لکھدینی اور
پاؤن کی عبادت یہ ہے کہ طرف مسجد کے جانا اور واسطے زیارت بزرگون کے جانا اور واسطے جہاد کے
جانا اور ضعیفون اور لنگڑون کا کام کردینا اور وعظ کی مجلس مین حاضر ہونا چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم سیکھنے جاتا ہے تو فرشتے اوسکے پاؤن کے تلے اپنے پر بچھاتے چلتے ہین
اور فرمایا کہ خوشی سنادو ان لوگون کو کہ اندھیری رات مین مسجد کی طرف اپنے پاؤن سے آتے
ہین قیامت کے دن انکے واسطے انعام پورا پورا ہوویگا اور جو عبادت باطن سے تعلق رکھتی ہے
سو وہ فکر کرنا ہے اللہ کی قدرت مین اور قرآن شریف کے معنے مین اور آیات کی توجیہات اور نکات لغت
اوسکی مین اور شریعت کے حکمون مین کہ اس حکم مین کیا فائدہ ہے جس سے یکو یہ بات حاصل ہو جاتی
ہے اوسکو عبادت مین ایسا مزہ آتا ہے کہ کسی چیز مین نہین آتا ہے فکر کی فضیلت مین حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ساعت کا فکر کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے کیونکہ اوسمین
حق تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کھلتی ہے اور شریعت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اور یہی مغز عبادت کا
ہے پس فکر عبادت عقل کی ہے جس نے فکر کی اوس نے اپنی عقل کو عذاب الٰہی سے نجات دی اور نفس
کی عبادت صبر کرنا ہے تکلیف شرعی پر جو جاتا ہے یا جاتا ہے جیسے کہ گرمی مین روزہ اور جاڑے مین

عبادت کان کی

عبادت ہاتھون کی

عبادت پاؤن کی

عبادت فکر کی

عبادت نفس کی

وضو اور غسل کا کرنا اور اللہ کیواسطے اپنی مسجدوں میں بند کرنا یعنے اعتکاف کرنا اور صبر کرنا اوپر
مصیبت کے جیسے کہ اولاد کا مرجانا یا مال کا زیان ہوجانا اگر کوئی مصیبت بندے پر پڑجاوے تو صبر کرے اور
اگر بہت بیتاب ہوئے اور بیحد جوش جاری ہو تو رو لیوے مگر زبان کو اور ہاتھ کو بند رکھے یعنے منہ سے بے صبری کی
باتیں نکالے کہ میری کمائی لٹ گئی اور مجھ پر ظلم ہوگیا اور سوا اسکے جو نوحہ میں ہوا کرتا ہے اور ہاتھوں
سے منہ نہ پیٹے اور گریبان کو چاک نہ کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **حدیث** لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ
الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ یعنے نہیں ہمارے میں سے وہ شخص کہ مونہہ پیٹے
مونہہ کو اور پھاڑے گریبانوں کو اور پکارے پکار جاہلیت کا یعنے نوحہ کرے اور ایک حدیث میں آیا
ہے کہ قیامت کے دن نوحہ کرنیوالے کو دوزخ میں گندہک کا کپڑا پہنا کر ڈالینگے اور نوحہ کرنے پر اللہ اور
فرشتے لعنت کرتے ہیں اور نوحہ کرنا کسیپر درست نہیں ہے شریعت میں خواہ نبی ہو خواہ ولی ہو ہر دہ
حکم شریعت کا سب پر برابر ہے **حدیث** اَلنَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ یَوْمَ
الْقِیٰمَةِ وَعَلَیْهَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ یعنی نوحہ کرنیوالی اگر توبہ نکرے پہلے موت
اپنی سے تو اوٹھائی جاویگی قیامت کے دن اور اوسپر ہوویگی ازار گندہک کی اور چادر خارشت کی پھر اگر بیٹا یا
بیٹی مرگئے ہوں یا باپ بھائی مرگئے ہوں تو اگر عورت تین دن تک سوگ کرے یعنی مسی کاجل نکرے
اور سرمہ اور مہندی نہ لگاوے اور پان نہ کہاوے اور چوڑیاں اور کپڑا رنگا ہوا نہ پہنے اور عطر نہ
لگاوے یہ چیزیں تین دن تک نہ کرے تو درست ہے اور اگر یہ چیزیں کرے تو بھی درست ہے اور سوگ
کے حق میں یہ حدیث ہے کہ روایت ہے زینب سے کہ قَالَتْ دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ حَبِیْبَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ اَبُوْهَا اَبُوْ سُفْیَانَ بْنُ حَرْبٍ فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فِیْهِ صُفْرَةٌ فَدَهَنَتْ
بِهٖ جَارِیَةً ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَیْهَا ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَیْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صلعم یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ
ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا یعنے کہا زینب نے کہ داخل ہوئی میں حضرت
ام حبیبہ کے گھر میں جس وقت مرگیا تھا باپ اُسکا ابوسفیان بن حرب پھر منگایا ام حبیبہ نے اوبٹنہ کہ زرد
اوس میں ملی ہوئی تھی اسپر لے آئی لونڈی اوسکو پھر ملا اونہونے رخساروں کو پھر کہا کہ قسم ہے خدا کی نہیں
تھی مجھکو ملنے کی کچھ حاجت مگر سنا ہے میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ہیں۔

ف۔ نوحہ ماتم

ف۔ بیان سوگ کا اور عدت کی

حلال ہے واسطے اوس عورت کے کہ جو ایمان لائی ہے اللہ پر اور روز آخرت پر یہ کہ سوگ کرے میت پر زیادہ
تین دن سے مگر خاوند مر جاوے تو ان چیزون کو دس دن چار مہینے تک کرے اس سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے تین
دن کے بعد کسی قرابتی کے مرنے مین یا دس دن چار مہینے کے بعد خاوند کے مرنے مین محلے کی عورتین جمع ہو کر
سوگ موقوف کرا دیوین اور یہ جو لوگون نے سوگ مین واجب کیا ہے کہ چارپائی پر نہین سوتے ہین اور چالیس
دن سوگ کرتے ہین اور ٹاٹ بچھاتے ہین اور عید اُس سال مین آجاتی ہے تو عید نہین کرتے ہین سال
بھر تک سوہان نہین مٹتے ہین اور چالیس دن تک رونا آوے یا نہ آوے صبحکو اوٹھکر اکٹھے ہو کر روتے
ہین اور اُسکے کپڑے بخش جانکر دیڈالتے ہین اور چہلم کے روز روح نکلواتے ہین اور قبر پر روشنی
کرتے ہین اور چادر ڈالتے ہین اور قبرون پر ملکر عورتین جاتی ہین یہ سب باتین بدعت ہین مسلمانون
کو چاہیے کہ ان سب باتون کو پایش جاوے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدعت
والے کی نماز اور حج اور عدل اور صدقہ اور نفل اللہ جلشانہ قبول نہین کرتا ہے سو جو شخص اوپر والی
باتون کو جو پہلے بیان ہوئین بجا لایا اور پچھلی باتون سے پرہیز کیا تو نفس کی عبادت سے فراغت
پائی اور اُسکو عذاب الٰہی سے نجات ہوئی اور عبادت ف۲ قلب کی یہ ہے کہ اللہ کے دوستون سے دوستی کرے
اور دشمنون سے دشمنی کرے اور اُسکی رحمت کا امیدوار رہے اور اوسکے عذاب سے ڈرتا رہے جس نے
یہ کیا اپنے دلکو عذاب سے بچایا اور عبادت روح کی یہ ہے کہ کوشش کرے انوار الٰہی کے مشاہدے
کے واسطے جس نے یہ کیا اپنی روح کو اللہ کے غضب سے بچایا اور عبادت ف۳ سر کی یہ ہے کہ اوسکی عبادت
مین اپنے سر کو جھکاوے اور مراقب ہو کر بیٹھا کرے جس نے یہ کیا تو سر کی عبادت بجا لایا اور وہ ف۴ عبادت
جو مال سے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ زکوٰۃ دیوے اور صدقہ فطر نکالے اور قربانی کرے اور فقرا علماء
حفاظ کی اور اپنے اقربا کی خدمت کرے اور **بعضے لوگ** اپنی قوم اور برادری کی خاطر سے
اللہ کی عبادت کو اور اُسکے حکمون کو برباد کرتے ہین اور اولیا کی ایسی تعظیم کرتے ہین کہ جو خدائے
تعالیٰ کو چاہیے مثلاً نذرین اور قربانیان اونکے نامون کی دیتے ہین بلکہ بعضے لوگ اولیا کی قبور کے
ساتھ اور اون کے معابد و مساکن کے ساتھ وہ افعال کرتے ہین کہ جو مساجد مین اور کعبہ شریف
مین چاہیے کوئی معابد اور مساکن کی جگہہ سر کو رکھتا ہے اور کوئی گرد اونکی قبرون کے پھرتا ہے
اور کوئی ہاتھ باندھے مثل نمازکی طرح روبرو قبرون کے کھڑا ہوتا ہے اور کوئی انکے مساکن مین اون کی

ف۱ بیان سوگ حرام کا

ف۲ عبادت دل کی

ف۳ عبادت روح کی

ف۴ عبادت سر کی

ف۵ عبادت مال کی

صورت کا تصور کرکے بیٹھتا ہے اور خیال نہین کرتے کہ پانچ وقت نمازین کہتے وکر اللہ کے سامنے
کہتے ہین ایاک نعبد یعنی ہم تجھی کو عبادت کرتے ہین جو نمازی کے دل لیسے لوگ شرمندہ ہووینگے
گے کیونکہ حکم ہوویگا کہ یہ بندہ بڑا دلیر ہے کہ پانچ وقت ہمارے سامنے آن کر کہتا تھا کہ میرے
تجھ ہی کو عبادت کرتا ہون اور دلمین یہ خیالات بہرے ہوئے سو سمجھو کہ ... خدا ایک کی حکمہ
رسول کو جانین اور رسول کیجگہہ کسی ولی کو جانین حفظ مراتب ست سے ... اپنا ایمان قائم
رہتا ہے جیسا کہ کہا ہے ع اگر حفظ مراتب نکنی زندیقی اور بعضے لوگ عبادت رسمیہ
کرتے ہیں عبادت رسمیہ اوسکو کہتے ہین کہ مثلا ایک شخص ہے کہ نماز و روزہ ادا نہین کرتا ہے اور
حرام کہانے پینے سے کچہ پرہیز نہین کرتا ہے مگر ناچ نہیں دیکہتا اور شراب نہین پیتا اور جوا نہیں
کہیلتا ہے سو کوئی اس سے پوچھے کہ تو یہ کام کیون نہین کرتا ہے تو وہ یون جواب دیگا کہ میرے
خاندان مین یہ بات نہین ہوتی ہے اور اشراف لوگ اس کام کو نہین کرتے ہین اور اسکا یہ ناچ
نہ دیکہنا اور شراب نہ پینا اور جوا نہ کہیلنا اگرچہ کام بہتر ہے لیکن حقیقت مین فرمانبرداری حکم خدا کا
خیال نہین ہے اگر یہ خیال ہوتا تو نماز و روزہ بہی ادا کرتا اور حرام کہانے پینے سے بہی پرہیز رکہتا
بلکہ لحاظ اپنے خاندان اور اپنی شرافت کا ہے لہذا اوسکو کچہ ثواب نہ ہوگا کیونکہ خاندان مین
اوسکے یہ کام ہوتا تو وہ مقرر ہے کرتا پس گویا وہ پوجنے والا اپنے خاندان کا ہے اللہ کا نہیں
ہے اور آدمی کو چاہیے کہ اپنے پروردگار کے برابر کسی اور کو نہ جانے اور برابر نہ جاننے کے معنی
ہین کہ اوسکی سی تعظیم کسی اور کی نہ کرے اور اوسکی عبادت مین کسی اور کا ساجہا نکرے بحکم آیتہ
کریمہ کے فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنے نہ مقرر کرو واسطے اللہ کے ہمسر اور تم جانتے ہو
کہ برابر اوسکے کوئی نہین ہوسکتا ہے یعنے اللہ کے کامون مین اور اوسکی عبادت مین اور اوسکی صفات
مین کسی اور کا ساجہا نکرو اسمین اللہ کی برابری ہوجاتی ہے جیسا کہ بعضے لوگ پیرون سے اولاد
مانگتے ہین اور اونکی نذرین اور منتین قبول لیتے ہین اور جب اولاد ہوتی ہے تو اونکے نام سے اوسکے
نام بنا کر رکہتے ہین جیسے کہ بندہ علی بندہ حسین عبد النبی مدار بخش سالار بخش اور سوا اسکے اور نام ایسے
ہین انکو شرک کہنا چاہیے اور ارادات مین شرک یہ ہوتا ہے کہ کہتے ہین اللہ اور رسول چاہیگا تو یون
ہوویگا اللہ اور مرشد چاہیگا تو یون ہوویگا چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے ابن عباس

ف بیان حفظ مراتب خدا و رسول ۱۲

ف عبادت رسمیہ ۱۲

ف کسی کو خدا کے برابر کرنا ۱۲

ہے کہ ایک روز ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ ما شاء اللہ وشئت یعنی جو اللہ چاہیگا اور
تم چاہو گے تو یہ کام ہوجاوے حضرت نے فرمایا کہ جعلتنی للہ ندا یعنی مقرر کرتا ہے تو مجھکو واسطے
اللہ کے برابر اور ابن ماجہ اور امام احمد اور نسائی اور ابوداؤد نے حذیفہ بن الیمان سے روایت کی
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء فلان ولکن قولوا ما شاء
اللہ ثم شاء فلان یعنی یہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلانا بلکہ کہو جو چاہے اللہ اور پھر چاہے
فلانا غرض حاصل کلام کا یہ ہے کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اللہ اور تم چاہو گے تو ہو جاویگا بلکہ یوں کہے کہ
اللہ چاہیگا اور اوسکے بعد تم بھی چاہو گے تو ہو جاویگا اور ایک فرقہ پیر پرستوں کا ہوتا ہے سو وہ
لوگ اللہ کے علم کے برابر پیروں کے علم کو سمجھتے ہیں اور انسے حاجت روا جانکر ایسی تعظیم کرتے ہیں جو تعظیم
خدا کی چاہیے جیسے سجدہ کرنا اور اونکے واسطے کلمات ندائیہ خلاف شرع زبان پر لاتے ہیں یہ
امور درست نہیں اور بعضے لوگ بندوں کے نام کا ذکر کرتے ہیں بند نام خدا کے اور صبح کو وظیفے
کیطرح سے پڑھتے ہیں اور بعضے لوگ سوا اللہ کا روزہ رکھتے ہیں کوئی حضرت بی بی کے نام کا روزہ
رکھتا ہے اور کوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام کا رکھتا ہے اور کوئی حضرت خضر علیہ السلام کے
نام کا رکھتا ہے سو یہ درست نہیں ہے اور جاننا چاہیے کہ جیسے عبادت سوا حق تعالی کے کفر ہے ویسی
ہی متابعت بالاستقلال سوا اوسکے کفر ہے اور شرک ہے اور متابعت بالاستقلال اوسکو کہتے
ہیں کہ اس شخص کے حکم اور تقلید کو واجب جانے اگرچہ اللہ کا حکم اوسکے خلاف ہووے اس متابعت
کو اللہ جلشانہ نے فرمایا ہے اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله والمسیح
ابن مریم یعنی پکڑا ہے اونھوں نے اپنے مولویوں کو اور درویشوں کو خدا سوا اللہ کے اور
مسیح بیٹے مریم کو اور جن لوگوں کی متابعت فرض ہے بحکم خدا سو وہ چھ گروہ ہیں ایک تو انبیا ہیں
دوسرے مجتہدان شریعت ہیں تیسرے سلاطین دین اور انکے نائب اور چوتھے جورو کو خاوند کی
متابعت فرض ہے اور پانچویں اولاد کو والدین کی اطاعت فرض ہے اور چھٹے غلام کو مولی کی
اطاعت فرض ہے لیکن مطلق متابعت انکی بھی فرض نہیں ہے کیونکہ حضرت صلعم نے آپ اپنے
حق میں فرمایا ہے انتم اعلم بامور دنیاکم واذا امرتکم بامر من امور دینکم فخذوا
بہ یعنی تم خوب جانتے ہو امور اپنے دنیا کے مگر جسوقت حکم کروں میں تمکو ساتھ امور دینی کے

پس پکڑ لو اوسکو یعنے دنیا کے کام تم خوب جانتے ہو اسواسطے کہ ہم کرتے رہتے ہو سو اگر دنیا کو مقدمہ
مین کوئی حکم دون مین تو اوسکو غور کرو اگر مناسب ہوے تو بجالاؤ اور نہین تو کچہ ضرور نہین مگر جب
دین کی بابت کوئی بات بتاؤن تو اُسکو اوسیوقت پکڑ لو اور حدیث مین آیا ہے کہ بریرہ ایک لونڈی
تہی کہ اوسکے سبب آزاد ہونیکے اپنی خاوند کو چہوڑ دیا تہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو فرمایا
کہ اپنے خاوند سے تو پہر نکاح کر لے اوس نے کہا آیا آپ رسالت کی راہ سے حکم دیتے ہین یا سفارش
کی راہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفارش کی راہ سے کہتا ہون اوس نے کہا کہ مین نہیں
اوسکو اختیار کرتی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کا حال تو معلوم ہوا یعنے امور دنیا مین
موافق مصلحت کے کیا چاہیے جو خلاف شرع نہ ہووے اب باقی رہی پانچ گروہ مذکور سو اون کے
حق مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ یعنے متابعت
مخلوق کی درست نہین بیچ گناہ خالق کے یعنے جسمین گناہ خالق کا ہو اوس مین متابعت مخلوق
کی نکرے غرض حاصل کلام کا یہ ہے کہ ایاک نعبد کہنا اوسوقت کام آویگا کہ مطلق کفر اور شرک سے
پرہیز کرے اور بندہ جسوقت سچے دل سے ایاک نعبد کہتا ہے تو حق تبارک وتعالی اوسکے جواب مین
فرماتا ہے کہ سچ کہتا ہے بندہ میرا مجہے کو عبادت کرتا ہے اور جب زبان سے ایاک نعبد کہتا ہے اور دل
مین شرک بہرا ہوتا ہے تو اوسکی جواب مین فرماتا ہے کہ جہوٹ کہتا ہے مجہکو عبادت نہین کرتا ہے بلکہ غیر کی

وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

یعنے تجہی سے مدد چاہتے ہین ہم

عبادت کے بعد اس لفظ کو اسواسطے بیان کیا ہے کہ عبادت کرتے کرتے تکبر پیدا نہ ہووے
عبادت کی کرنیمین اوسی کی مدد چاہنا گویا یون عرض کرتا ہے کہ تیری عبادت بغیر تیری مدد کے نہین
ہوتی ہے اور دوسری وجہ اس لفظ کی لانے کی یہہ ہے کہ جہان مین تین گروہ مین ایک جبریہ دوسرے قدریہ
تیسرے اہل سنت سو مذہب جبریہ کا یہہ ہے کہ وہ کہتے ہین کہ ہم کچہ اختیار نہین رکہتے اور مانند سنگ اور
چوب کے ہین اور بے اختیار حرکت ہم سے ہوتی ہے ہم اپنے اختیار سے کچہ نہین کر سکتے ہین اور قدریہ
کہتے کہ ہم اختیار تمام رکہتے ہین اور حرکات افعال ہمارے جو ہوتے ہین سو وہ ہماری ایجاد سے
ہوتے ہین سو یہ دونون گروہ مردود ہین اسواسطے کہ جبریہ کے قول سے ابطال شریعت کا لازم آتا

ہے کیونکہ تکلیف شریعت کی بے اختیار پر نہین ہوتی ہے اختیار والے پر ہوتی ہے جانور دیوانے پر تکلیف
نہین ہے کہ بے اختیار ہین اور قدریہ کے قول سے خالقیت الٰہی مین شرکت لازم آتی ہے کہتے ہین کہ جو افعال
ہم سے صادر ہوتے ہین سو وہ ہماری ایجاد سے ہوتے ہین نیک فعل ہو یا بد فعل ہو سب کے موجد ہم ہین
اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ بیمار ہووین تو اونکی عیادت نہ کرو اگر مر جاوین
تو اونکی جنازہ پر نہ حاضر ہو اور نہ انکی نماز پڑہو اور نہ اون سے سلام کرو لیکن جاننا چاہیے کہ ایک
اور لوگ ہین سو وہ بھی اوس دین مین داخل ہین اور ہماری بیچ مین بہت ملے رہتے ہین سو انکا مذہب یہ ہے
کہ جو افعال نیک ہین اونکا موجد حق تعالی ہے اور جو بد ہین انکے موجد ہم ہین سو انکا حکم اور قدریہ کا
حکم برابر ہے نہ اعتقاد اسلام اون سے کیا چاہیے نہ اونکی جنازہ کی نماز پڑہنا چاہیے اور نہ عیادت
کیا چاہیے سو نعبد لفظ انکا عقیدہ رد کرنے کے واسطے فرمائی ہین ایاک نعبد سے جبریون کا عقیدہ رد
ہوتا ہے کیونکہ جب یا سب سنگ اور چوب کے بے اختیار ہوئے تو عبادت کیونکر ہو سکی اور ایاک نستعین
سے عقیدہ قدریون کا رد ہوتا ہے کیونکہ جب بالکل افعالون کے موجد ہم ہوئے تو مدد طلب کرنا کیا ضرور
ہے اور اہل سنت کہتے ہین کہ عبادت ہم اپنے اختیار سے کر سکتے ہین لیکن توفیق تجہی سے مانگتے
ہین اسواسطے کہ بے توفیق تیری کے عبادت نہین ہو سکتی ہے اور جاننا چاہیے کہ مدد طلب کرنی
غیر سے اس طور پر کہ اعتماد بالکل اوسپر کرنا اور مظہر عون الٰہی کا اوسکو نہ سمجھنا بلکہ اپنا نافع اور مضر
اوسکو جان لینا اور اوسکو قادر مختار بالاستقلال سمجھنا اس طرح کی استعانت حرام ہے اور فاعل
اوسکا مشرک ہے اور اگر غیر کو مظہر عون اور قدرت الٰہی کا سمجھے اور بطریق مشروع اوس سے مدد طلب
کرے تو جائز ہے غرض اسکی ایک مثال ہے کہ اوسکے سمجھنے سے استعانت کے معنے خوب سمجھ مین آجاوینگے
مثلاً ناودان مین سے جو پانی گرتا ہے تو حقیقت یہ ہوتا ہے جب تک آتا ہے اور جس روز چہت پر پانی
نہ ہوگا اوسی روز ناودان مین سے آنا بند ہو جاویگا مگر احمق لوگ جانتے ہین کہ ناودان ہی مین سے پانی
نکلکر نیچے گرتا ہے اور ہوشیار لوگ جانتے ہین کہ ناودان تو اوسکے آنیکا رستہ ہے لیکن آتا ہے چہت پر
سے پس اس طور کا فرق مشرک اور موحد مین ہے جو کسی کے ہاتہ سے مسلمانونکو فائدہ ہوتا ہے تو وہ اوس
شخص کو یون جانتا ہے کہ یہ گویا ناودان ہے خزانہ الٰہی کا سو خداوند اپنے خزانہ سے اس ناودان کی راہ
پانی میرے اوپر گراتا ہے اور مشرک جانتا ہے کہ یہ ناودان اپنے پاس سے مجہکو دیتا ہے یہ سمجھ کر طرح

مسئلہ بیان استعانت

طرح کی اوس نادان کی خوشامد کرتا ہے اور کھڑا ہو کر اوس نادان سے مانگتا ہے کہ ای نادان مجھ کو نباہ
وہ سو مسلمانون کو چاہیے کہ تمام مخلوقات کو نادان اونکی یقین کرے اور جانے کہ یہ خاوند کے
ونیکی راہین مین جس بادشاہ ان کی راہ چاہیے تمہیر انا س گراوسے سطرح سے استعانت کرنی جاہیے
لیکن جو استعانت درست نہین ہے وہ یہ ہی کہ ہر جا اور ہر وقت کسی بندہ کو پکارنا اور یقین کرنا کہ وہ
سنتا ہے اور اوٹھتے بیٹھتے اوسکا نام لینا اور کھانے کے وقت اوسکے نام کو یاد کرنا بدلے بسم اللہ کے یا
حضرت امام جعفر صادق کہنا اور مصیبت کے وقت اوسکی دہائی دینی اور اوسکا نام لیکر تلوار مارنی
اور اوسکے نام کی چھڑی بنانی اور لڑکون کے سر چوٹی اوسکے نام کی رکھنی اور پاؤن مین بیڑ ڈالنی
اور اوسکو فقیر بنا کر بھیک منگوانا اور اوسکے گلے مین طوق ڈالنا اور زنجیر پہنانا اور بھوانی کی سواری
سمجھ کر گدہے کو انیسے دانہ کھلانا اور اولاد کے جینے کیواسطے تعزیہ بنانا اور مسدار کہنا اور
چبوترہ طیار کرنا یہ سب استعانت حرام ہے اور بعضے لوگ جو راہ مین چاول پکا رکھتے ہین اور جاہمی
کتے کو ڈھونڈھ کر کھلاتے ہین اور بعضے شہید کا طاق جانکر شیرینی چڑھاتے ہین یہ سب مذہب شیطان
کی ہے غرض ایاک نستعین کو اسواسطے صاف ہو کر کہے کہ اوسکے خطاب معلوم ہو کہ سچا ہے بندہ میرا

(۱۰) استعانت ناروا

نقل ہے شیخ سفیان ثوری کی کہ مین ایک روز نماز مغرب کی امامت کرتا تھا جب میں ایاک
نستعین کہا ڈرا کہ قیامت کے دن ایسا نہ ہو کہ یون کہین مجھکو اے جھوٹے وایاک نستعین کہتا جاتا
تھا اور بادشاہون سے روزی طلب کرتا جاتا تھا سو یہ مجھکو یاد آیا تو ڈرا مین کہ کیا جواب دونگا پس
مسلمان کو چاہیے کہ شرم کرے کہ پانچ وقت کھڑا ہو کر کہتا ہے وایاک نستعین اور پھر روزی طلب
کرتا ہے اورون سے اور معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بیماری سخت مین گرفتار
ہوئے اور بہت مدت ہو گئی تو شیطان نے دیکھا کہ یہ شخص میرے فریب مین نہین آتا ہے تو ایک روز اپنی
قوم کو جمع کیا اور کہا ایوب نے مجھ کو تھکا دیا اور میرے کسی فریب مین نہین آتا ہے اونھون نے کہا
کہ تو آدم کے پاس جس رستے سے گیا تھا اوسی رستے سے اوسکے پاس بھی جا تب ابلیس صورت حکیم کی بنا کر
ایک صندوقچہ دوا کا لیکر جس راہ سے حضرت ایوب کی بی بی گذر کرتی تہین اوس راہ پر جا بیٹھا
اوس بی بی نے حکیم جانکر پوچھا کہ اے شیخ میرا خاوند بیمار ہے اوسکی بھی دوا تیرے پاس ہے اوسنے
کہا کہ ایک دوا بہت مجرب ہے لیکن اوس مین شرط یہ ہے کہ وہ بیمار دوا کھا کر یون کہے کہ مجھ کو

تو لے شعادی ہی تو وہ دوا جلد اثر کرے گی اور اوسکو شفا ہو جاویگی اوس بی بی نے جاکر یہ قصہ حضرت
ابوذر سے کہا اونہوں نے سنکر فرمایا کہ وہ ابلیس ہے اور چاہتا ہی کہ کسیطرح ابوذر غیر سے مدد چاہے اور
جناب حقتعالی سے نکال جاوے تو اوسکے پاس کیون کھڑی ہوئی تھی قسم خدا کی اچھا ہو کر سو لکڑیان
تجھکو مارونگا اور بی بی کو اپنے پاس سے آسنے دیا اور بولنا موقوف کیا سو مسلمان کو چاہیے کہ سوای
اللہ جلشانہ کے کسی سے مدد نہ چاہے اور زمین اور آسمان مین جتنے لوگ ہین سب کو اوسی کا محتاج جانے
اور جاننا چاہیے کہ ہر رکعت مین جو بار بار اس سورہ کا پڑھنا مقرر ہوا ہے سو اسکی وجہ یہ ہے
کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا تھا تو ہاتھ پاؤن خوب جکڑے تھے کہ
حضرت ہر گز ہل نہ سکتے تھے اوسوقت حضرت جبریل تشریف لائے اور کہا کہ اے ابراہیم اگر کہو تو مین
تمہاری مدد کرون حضرت نے کہا کہ مین تمہاری مدد نہین چاہتا ہون سو اس عقیدے کو حقتعالی نے
بہت پسند کیا اور مدد فرمائی پھر اس امت کو حکم دیا کہ ہر رکعت مین ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا
کرو کیونکہ جب حضرت ابراہیم کے ہاتھ بند ہے تھے تو وہ یہی کہتے تھے کہ تجھی سے مدد چاہتا ہون مین
سو نماز مین تمہارے ہاتھ اور پاؤن بند ہوتے ہین سو تم بھی یہی کہا کرو کہ تجھی کو عبادت کرتے
ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم جیسے ہمنے اوسکی مدد کی تھی ہاتھ اور پاؤن بندھے پر ویسی ہی
ہم تمہاری بھی مدد کرینگے گویا یون کہے کہ خداوندا ہاتھ میرے اسوقت کام نہین کرسکتے آنکھہ میری
دیکھہ نہین سکتی سو ایسے وقت مین تجھہ ہی سے مدد مانگتا ہون غرض حضرت ابراہیم کے قصے کو تفسیر
مین دیکھہ لیوین اور جان لیوین کہ ایاک نستعین کے یہ معنے ہین اور جاننا چاہیے کہ جو لوگ
سوای اللہ جلشانہ کے اورون سے مدد مانگتے ہین وہ سب قیامت کو اونکے دشمن ہو جاوینگے چنانچہ
قرآن شریف مین فرمایا ہے ویوم یحشرهم وما یعبدون من دون الله فیقول ءانتم
اضللتم عبادی هؤلاء ام هم ضلوا السبیل ۝ قالوا سبحانک ما کان ینبغی لنا
ان نتخذ من دونک من اولیاء ولکن متعتهم واباءهم حتی نسوا الذکر وکانوا قوما
بورا ۝ فقد کذبوکم بما تقولون فما تستطیعون صرفا ولا نصرا ومن یظلم منکم
نذقه عذابا کبیرا ۝ یعنے اوس دن جمع کریگا اللہ انکو کہ جنکو پوجتے تھے سوا اللہ کو پھر فرماویگا
اونکے معبودون کو کیا تمنے گمراہ کیا میرے بندونکو یا وہ خود بہول گئے راہ کو بولینگے پاک ہے تو نہین لائق

ہے ہمکو کہ پڑین پیچھے تیرے کوئی حمایتی اور لیکن مزا دیا تو نے انکو اور اونکے باپ دادا کو یہانتک
کہ بھول گئی نصیحت کو اور ہوگئے یہ لوگ ہلاک ہو رہا ویگا کہ معبود تمہارے جھوٹ ماتے ہین جو تم کہتے تہے
پس نہین طاقت رکھہ سکتے تم عذاب کے پھیرنے کی اور مدد کرنے کی اور جس نے شرک کیا تم مین سے
چکھاوینگے ہم اوسکو عذاب بڑا یعنے جب اللہ پاک پوچھیگا بعضے رسولون سے اور اولیاؤن سے
کہ تم نے میرے بندونکو کہا تھا کہ تم ہم سے مانگا کرو یا وہ اپنی حماقت سے مانگتے تہے وہ عرض کرینگے
کہ تو نادانی اور جہالت سے پاک ہے ہمسے پوچھنے کی تجھہ کو کیا حاجت ہے اور ہمارا کیا مقدور ہے کہ
ہم سکھاوین کسی کو کہ تم اللہ کو چھوڑ ہم سے مانگا کرو کیونکہ ہم خود محتاج ہین تیری حمایت کے لیکن
اونکے مانگنے کی ہم سے یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ مرادین مانگتے تہے ہم سے اور تو اپنی رحمت سے
انکی مرادین پوری کرتا تہا یہ اپنی حماقت سے جانتے تہے کہ اوہنون نے ہماری مرادین پوری کی ہین .
حالانکہ ہماری طرف دوڑتے اور نذر نیاز ہماری کرتے تہے یہانتک ہوا کہ تیری نصیحت کو بھول گئے
اور ہلاکت مین اپنی جان کو ڈالدیا پھر اللہ تعالی فرماویگا کہ تم جو انکو قاضی الحاجات کہتے تہے سو وہ
جھٹلاتے ہین تمکو اور کہتے ہین کہ ہم خود محتاج ہین حمایت کے سوا اونکے آپ امیدوار نہو اور
خود بھی طاقت نہین رکھتے ہو کہ عذاب کو اپنے سے دفع کردیا اپنی آپ مدد کرو اور ہماری دربار مین
یہ قاعدہ ہے کہ جس نے تم مین سے شرک کیا چکھاوینگے ہم اوسکو بڑا عذاب اور اہل تفسیر نے لکھا ہے
کہ یہ آیت مقبولون کے حق مین ہے جیسے کہ حضرت عیسی اور حضرت عزیر وغیرہ مین غرض آدمی کو
چاہیے کہ حضرت حق کے ساتھہ کسی کو شریک نہ کرے خواہ وہ شخص مقبولون مین ہو یا مردودون مین
ہو کیونکہ حق تعالی کی ذات پاک دونون سے بری ہے مگر ان سے دعا کروانا اسواسطے کہ اونکی دعا اکثر مقبول
ہوتی ہے لیکن یون نہ جانے کہ کوئی دعا انکی رد نہین ہوتی ہے بلکہ یون سمجھے اگر اللہ چاہے قبول
کرے چاہے رد کرے کیونکہ اللہ جلشانہ کسی سے خوف کرکے نہین کرتا ہے اور اپنے ارادے کو سب کے
ارادے پر غالب کہتا ہے اور جاننا چاہیے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابو جہل اور ابی لہب اپنے چچا کے حق مین بہتیرے دعا کی قبول نہ ہوئی اور بزرگ لوگون کو ہر وقت
عالم الغیب جاننا چاہیے لیکن اتنا عقیدہ رکھے کہ حق تعالی جب چاہتا ہے انکو کوئی بات معلوم
کروادیتا ہے اور یہی معنی ہین خرق عادت کے اور اگر ہر وقت اون سے کرامت ہوا کرے تو وہ عادت

بیان علم غیب

ہوجاتی حرق عادت نام رہتا اور دسل او سکی یہ ہے کہ حضرت یوسف کنعان کے پاس کوئین مین پڑے
اور حضرت یعقوب کو یہ معلوم ہوا جب اللہ جلشانہ نے چاہا تو مصر سے ہوا کے ساتھ خبر پہونچائی اور
پانچ چیزون کی خبر کسیکو نہیں ہے یہانتک کہ اگر کوئی کہے کہ جناب محمد رسول اللہ ان پانچون کو جانتے
تھے تو جان لیجیے کہ یہ افترا کرتا ہے اور وہ پانچون یہ ہین کہ ایک قیامت کا آنا کہ کب آویگی
دوسرے مینہ کا برسنا اور تیسرے شکم کا حال دریافت کرنا کہ لڑکی ہے یا لڑکا گورا ہے
یا کالا ہے پست قد ہے یا بلند قد ہے سعید ہے یا شقی ہے اور چوتھی آگے کا حال معلوم کرنا کہ
کل مجھسے کیا فعل ہوگا اور پانچوین یہ دریافت کرنا کہ مین کس زمین مین مرونگا اور جاننا
چاہیے کہ فقہانے لکھا ہی کہ بحق فلان کرکے دعا کرنی چاہیے کیونکہ حقتعالی پر کسیکا حق
واجب نہیں ہے مگر حق و اگر یہ مراد رکھے کہ وہ حق جو تونے وعدہ کیا ہے اپنی رحمت سے اس بندے
کو اُس حق کے دینے کا مضائقہ نہیں ہے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ خدا کا حق بندے پر اُسکی
عبادت کرنا ہے اور بندے کا حق اوپر خدا کے بخش دینا ہے سو اسجگہہ حق وعدہ مراد ہے کہ حق
تعالی نے اپنی رحمت سے وعدہ کیا ہے بخشش کا اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ یہ لوگ بڑے
بے ادب ہین کہ نبی کو اور ولی کو اور بت کو شرک مین برابر ذکر کرتے ہین لیکن یہ نہین جانتے
ہین کہ متقدمین نے بھی اسیطرح کہا ہے جسکے ہم پیرو ہین اور اُنکے کہے پر چلتے ہین کہ انہون
نے محمد رسول اللہ کو اور لات اور عزی کو شرک کے باب مین ایک جگہہ بیان کیا جیسے کہ فقہ مین
ذبیحہ کے باب مین لکھا ہے کہ جو کوئی بسم اللہ واللات والعزیٰ کہکر ذبح کرے یا بسم اللہ محمد رسول
اللہ کہکر کرے تو دونون شکلون مین وہ ذبیحہ حرام ہوجاتا ہے سو اب غور کرکے دیکھیے کہ یہ بے
ادبی کہانتک ہوسکتی ہے معاذ اللہ منہا اور بعضے لوگ اپنے کھیتون مین اور باغون مین انبیا
کے بندو کا نام کا علاقہ مقرر کرتے ہین اور جانتے ہین کہ اونہون نے مدد کرکے برکت دی ہے اور یہ نہین جانتے
ہین کہ پیدا کرنے مین اختیار کسیکا نہین ہے سوا اللہ کے اسواسطے اللہ نے فرمایا ہے سورہ انعام مین
کہ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ یعنے جس روز کاٹو تم کھیتون
کو اسیے اوس روز حق نکالو تم اللہ کا اور بیجا خرچ مت کرو یعنے اور کسی کی بنا اونپر مت نکالو اور اللہ دوست
نہین رکھتا بیجا خرچ کرنیوالون کو یعنے پیدا کرے اللہ اور نیاز کرو تم اور دنکی ایسے لوگون کو اللہ

دوست نہین کہتا ہے بلکہ دشمن کہتا ہے اور بعضی لوگ بندون کے نام کا جانور مقرر کرتے ہین
کوئی میران کے نام کا کرتا ہے اور کوئی سید احمد کبیر کے نام کا کرتا ہے اور کوئی ٹھیلہ کا مرغ مقرر
کرتا ہے اور کوئی بزرگون کے نام پر سانڈ بنا کر چھوڑتا ہے اور اللہ صاحب نے اس آیت مین اسکا
اشارہ بہی فرمایا ہے وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا
خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ یعنے پیدا کیا ہے اللہ نے جانورون مین سے بوجہ اٹہانے
والون کو اور ذبح کے واسطے نیچے گردن کرنے والون کو کہاؤ تم جو دیا ہے تم کو اللہ نے اور نہ چلو
تم قدمون پر شیطان کے مقرر وہ تمہارا دشمن ہے ظاہر یعنے بعضے جانورون کو اللہ نے بوجہ اٹہانے
کے واسطے پیدا کیا ہے سو یہ نہ کیا کرو کہ کسی کے نام کا چہوڑ رکھو اور بوجہ لادنیکو منع کرو اور
بعضون کو کہانے کے واسطے مقرر کیا ہے اور کسی کی نیاز نکالنے کیواسطے مقرر نہین کیا ہے
یہ نیاز کا نکالنا سدون کے واسطے شیطان کے قدمون پر چلنا ہے اور وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے کہ ہر
وقت یہی چاہتا ہے کہ تم جنت سے محروم رہو اور دوزخ مین ڈالے جاؤ واللہ اعلم

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

یعنے دکہا ہم کو راہ سیدہی

اور راہ سیدہی سے مراد اسکے قرآن شریف اور حدیث ہی کہ جو خالی ہے بدعت سے اور عصیان
سے لیکن ہر کوئی اپنی راہ کو سیدہی جانتا ہے اسواسطے آگے فرمایا ہے کہ مطلق راہ طلب کرو بلکہ یون کہو

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یعنے راہ اون لوگون کی کہ نعمت کی تونے اوپر انکے

سو وہ چار فرقون کی ہے انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کی سو تمام مین جسوقت اسکے پہنچے
تو ان چار فرقون کی راہ کو طلب کرے لیکن جاننا چاہیے کہ نبی کسکو کہتے ہین اور صدیق کسی
کہتے ہین اور شہید کی کیا صفت ہے اور صالح کسکا نام ہے سو جان لے کہ نبی وہ انسان ہے
کہ قوت نظریہ اور عملیہ مین مرتبہ کمال کا رکہتا ہو اور خداتعالی نے اوسکو واسطے ہدایت خلائق کے
مبعوث کیا ہو اور ہر آدمی کو دو قوتین دی ہین ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ قوت نظریہ اسکو
کہتے ہین کہ ہر چیز کو اوس قوت سے پہچان لیوے اور قوت عملیہ اوسکو کہتے ہین کہ جو نیک اور بد آدمی

سے ہوتا ہے اوسی قوت سے صادر ہوتا ہے سو حقتعالی بی کو بلا واسطہ تربیت فرماتا ہے اسواسطے کہ تاثیر
انوار کی اوسکی قوت نظریہ میں ایسی بخشتا ہے کہ غلطی اور خطا اسکی رائے مین ہرگز نہین پڑتا اور اسکی
قوت عملیہ کو ایسا ملکہ دیتا ہے کہ سبب اوسکی ہر نیکی اوس سے رغبت کے ساتھ ہوتی نکلتی ہے اور ہر بدی
سے محفوظ رہتا ہے یہانتک کہ معصوم ہوجاتا ہے اور سبب قوت عملیہ کے عقل اوسکی کمال کو پہونچ
جاتی ہے اوسکے بعد خلقت کی تعلیم کے واسطے اوٹھایا جاتا ہے اور اسکی طرف وحی آتی ہے اور
عوام کے واسطے معجزے اوسکی ہاتھ سے ظاہر ہونے لگتے ہین اور خواص کے واسطے اوسکا انوار
سرمہ بخشتی ہین اور علوم صادق نصیب کرتے ہین اور بیان شافی اور حجت واضح اوسکو عطا فرماتے
ہین اور صحبت میں اوسکی انوار برکات پیدا کرتے ہین اور **صدیق** وہ ہے کہ قوت نظریہ اوسکی
مثل قوت نظریہ انبیا کے ہوتی ہے خواہ نبی ہو خواہ نہ ہو اور ابتدائے عمر سے جھوٹھ نہین بولتا ہو
اور عمل اوس سے ایسے خالص ہوتے ہین کہ نفس کا ہرگز لگاؤ نہین ہوتا ہے اور اسکی نشانی یہ ہے
کہ اپنے قصد مین تردد نہ کرے یعنے اللہ پر توکل کرکے اوس کام کو کرنے لگے اور اسباب پر چندان
خیال نہ کرے اور اگر نماز مین اوسکو بڑے سے بڑی حضوری حاصل ہو تو اودھر اودھر نہ دیکھے بلکہ
سوائے خیال حقتعالی کے دوسری طرف خیال نہ کرے اور ظاہر اور باطن مین ایکسان
ہووے اور خواب کی تعبیر جلد ظاہر ہوجائے اور **شہید** وہ ہے کہ جو علم نبی نے اوسکو پہونچا دیا ہے اوس
علم کو ایسے یقین کے ساتھ قبول کرے کہ گویا آنکھون سے دیکھتا ہے اور اللہ کی راہ مین اپنی جان
دینے کو سب چیز سے آسان جانے گو وہ شہید ہو یا نہ ہو اللہ کے نزدیک وہ شہید ہے اور قوت عملیہ
اوسکی اپنے کمال مین نزدیک قوت انبیا کے ہوتی ہے اور **صالح** وہ ہے کہ ظاہر اپنے کو گناہون
سے پاک کرے اور باطن اپنے کو برے عقیدے سے باز رکھے اور بدخلقی سے دور رہے اور یاد حق مین
ایسا محو ہوجائے کہ گنجایش دوسری چیز کی اوسکے دل مین نہ ہے یہانتک اون سبکی جدا جدا
تعریف ہوچکی پھر جو باتین کہ شامل ہین ان چارون کو وہ یہ ہین کہ حقتعالی انکو دوست رکھتا ہے
انکو رزق کی کفالت کرتا ہے ملکہ عزت سے دیتا ہے کہ امیر انکو اوس عزت سے نہین ملتا اور ظاہر مین
انکو سب لوگون سے امتیاز دیتا ہے اور انکے دشمنون سے انکو محفوظ رکھتا ہے اور انکے دلون پر
اپنی عزت اور عظمت ڈالتا ہے کہ اوسکے سبب سے کسی بادشاہ اور امیر کی عزت کو خیال مین نہین لاتے اور

ف۱ معنے صدیق کے
ف۲ معنے شہید کے
ف۳ معنے صالح کے
ف۴ فضائل چہار فرقہ مذکورہ

کلمۂ حق کہدیتے ہیں اور اونکی خدمت کے واسطے کمر ہمیشہ باندھتے ہیں اور حق تعالی اونکی ہمت کو بلند کردیتا ہے
کہ ہرگز دولت دنیا کا خیال نہیں کرتے ہیں اور اونکی دلونکو روشن کردیتا ہے کہ اوس سے حق تعالی کے اشارہ کو
پہچان لیتے ہیں چنانچہ ایک بزرگ کی نقل ہے کہ کہتے ہیں کہ جب مجھکو رکوع کرنیکو فرماتا ہے جب میں
رکوع کرتا ہوں اور جب کہتا ہے کہ سر اوٹھا اوسوقت میں سر اوٹھاتا ہوں اور اونکے سینے کو کھول دیتا ہے
کہ کوئی مصیبت دنیا کی اونکو معلوم نہیں ہوتی ہے اور اوس مصیبت میں تنگ نہیں ہوتے ہیں
چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جیسا کہ تم ترقی میں خوش ہوتے ہو ویسا ہم تنگی میں خوش
ہوتے ہیں اور اونکی صورت تو ہیبت ڈالتی ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ جبار اوسی کا نپتے ہیں اور بڑے
سرکش انسے دبکر چلتے ہیں لیکن جاننا چاہیے کہ بعضے فرقے دعوی کرتے ہیں کہ ہم اون
بزرگون کے طریقہ پر ہیں اور اپنی نسبت اونکی طرف کرتے ہیں اور لوگون کو فریب دیتے ہیں کہ ہم
اونکے گروہ کہلاتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اونکے طریقے سے محض خلاف ہیں جیسے کہ یہود و نصاری کہ اپنی
نسبت انبیا کی طرف کرتے ہیں اور اونکے طریقے پر عمل نہیں کرتے اور جیسے شیعہ کہ اپنی نسبت
اماموں کیطرف کرتے ہیں اور متابعت انکی قول و فعل کی نہیں کرتے بلکہ تعزیہ داری اور نوحہ اور ماتم
جو ممنوعات شرعیہ ہیں اور کسی امام سے یہ امور ثابت نہیں عمل میں لاتے ہیں اور اسکو عین محبت
جانتے ہیں اور اسیطرح فرقہ جلالیہ و مداریہ وغیرہ کہ اپنی نسبت بزرگون کیطرف کرتے ہیں اور اونکے
خلاف راہ چلتے ہیں جیسے کوئی سر پر چوٹی رکھتا ہے کوئی چار ابرو کی صفائی کرتا ہے اور کوئی مزامیر
کو کہ جو بالاتفاق حرام ہے اوسکو حلال جانتے ہیں سو اونکے دعوی کے باطل کرنے کے واسطے ایک
عبارت اور فرمائی اسواسطے کہ وہ راہیں ان بزرگون کی طرف نسبت کرنے سے ظاہر میں مستقیم معلوم
ہوتی ہیں اور حقیقت میں اُن لوگوں نے اس راہ کو بہت بگاڑ دیا ہے سو اسکے سوا اسکی واسطے یون کہو

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

یعنے نہ راہ اون لوگون کی کہ غصب کیا گیا اونپر اور نہ راہ گمراہونکی

گویا یون تعلیم فرمایا کہ سالک راہ مستقیم کی جسطرح پر ہو نہ مانگا چاہیے کیونکہ مغضوب اور گمراہ لوگون نے
اوس راہ کو خراب کر دیا ہے سو اسکے بدلے پر نہ چلیو بلکہ ہم سے یون کہو کہ خداوندا وہ راہ ہمکو نصیب کر کہ
جو حقیقت میں راہ بزرگون کی ہے اور وہ راہ نہ دکھا کہ جس میں ہم پر تیرا غضب ہووے اور ہم گمراہ ہو جاوین

اور جاننا چاہیے کہ راہ مستقیم جب حاصل ہوتی ہے کہ بدعت کو اور زیادتی اور کمی کو ترک کردے
اور سنت رسول اللہ کو اختیار کرے اگرچہ بدعتین بہت سی ہین اس مختصر مین بیان نہین ہو سکتی ہیں
مگر تھوڑا سا بطور نمونے کے بیان سنا چاہیے مثلاً غمی کے بیچ مین سیکڑون روپیے بیجا صرف کرتے
ہین جو دہی مفلس اور قرضدار ہوجاتے ہین اور دوسرون کو بہی فائدہ نہین ہونچتا ہے مردے کے پیچھے
سال بہر تک طرح طرح کے رسوم اور بدعات کرتے ہین کہین سوم کے روز تکلفات رسمیہ کرنا اور
اسراف مال کا بیجا کرنا مثلاً مجلس سوم کے منعقد کرے واسطے قرآن خوانی اور کلمہ خوانی کے اور اس
مین حقہ پینا اور بیہودہ باتین کرنی اور قرآن شریف کی تعظیم نہ کرنی اور سوا اسکے اور فضول کام
کرے اور اُس روز کہانا پکا کر برادری والون کو اور اغنیا کو کہلانا اور اُس مین کئی طرح سی قباحت
ہے اکثر یہ بات ہی کہ ورثہ یتیم ہوتے ہین وہ مال اُنکا حق ہوتا ہے اونکی مال کو بے وجہ شرعی کہانا حرام
ہے اور کبھی اوس مال مین جو کوئی شریک ہوتا ہے تو اُس مال کو بدون تقسیم کے صرف کرنا درست نہین
ہے اور اکثر یہ بات بہی ہی کہ میت قرضدار ہوتا ہے تو پہلے اوس کے ادا سے قرضہ کرنا چاہیے بدون
ادائے قرضہ کے خواہ مخواہ تکلفات مین صرف کرنا نہ چاہیے اور اسیطرح سے چہلم دہم و بستم
و چہلم اور ششماہی اور سالیانہ کا کہ اُن دنون مین واسطے نمود اریکے اور بخوف طعن برادری کے
یہ سب تکلیفین اُٹھاتے ہین اور اگر روپیہ نہین ہوتا ہے تو سودی روپیہ قرض نکلواتے مین
اور اگر سودی بہی نہین ملتی ہین تو مکانات گرو کرتے مین اور رسوم بیجا مین خرچ کرتے ہین اور
قبر کو پختہ کرواتے مین اور اُنپر روشنی کرتے ہین اور اُنپر چادر اور غلاف ڈالتے ہیں اور چالیس
دن تک زبردستی روتے ہین اور چہلم تک لحد پر چراغ روشن کرتے ہین اور چالیسوین کو روح
نکلواتے ہیں اور چارپای پر چادر بچھاتے ہیں اور اوسکے تلے خاک بچھاتے ہین جو رات کو کوئی
شیطان یا کوئی جانور اوسپر پہر جاتا ہے اوسکو جانتے ہیں کہ فلانے کی روح اس قالب مین آئی غرض
آواگون کے قائل ہوتے ہین اور اُس مردہ پر نوحہ کرتے ہین اور ٹاٹ بچھاتے ہین اور اُسپر سوتے
ہیں اور اسیطرح اپنی شادیون میں بیہودہ خرچ کرتے ہیں کہین ناچ کرواتے ہین کہین ڈومنیان
بلوا کر گواتے ہین کہین بی بی کا کہانا کرتے ہین اور اُس کہانے کو مرد و پیر اور لونڈیو نپر اور دونکاحی عورت
پر حرام جانتے ہین اور **بی بی کی صحنک کی اصل** یون معروف ہی کہ جہانگیر بادشاہ کی بی بی

بیان اصل صحنک کا

نورجہاں جو دوسرا نکاح اوسکا بادشاہ کے ساتہہ ہوا تہا اور بادشاہ کے نزدیک اوسکی خاطر بڑی
تہی اور اور بیبیاں اسی سبب سے اوس سے حسد رکہتی تہین اوسکی ذلت کے واسطے یہ تجویز کی کہ بی بی
کے فاتحہ کے نام کا کہانا پکا یا اور اوسکا نام صحنک رکہا اور ایک محفل قرار دی اور اوس مین سب
بیبیان جمع ہوئین اور نورجہاں بہی اونمین تہی جب کہانے کیواسطے بیٹہین تب صحنک کرنے
والی نے کہا کہ اے بی بی سو یہ صحنک بنا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ہے اور جو دو خصمی ہو
اوسکو کہانا درست نہین ہے پس نورجہاں اوٹہہ گئی اور سب بیبیون مین ذلیل ہوئی اور وہ بیبیان
اوسکی ذلت سے خوش ہوئین اوس روز سے صحنک کا رواج جاری ہوا اور شریعت مین کچہ اوسکی اصل
نہین ہے اور نہ کچہ ثواب بلکہ حرکت بیجا موجب گناہ کا ہے اور کہین اللہ میان کا رتجگا کرتے ہین
اور ایک ٹہلیا کو پہول پہنا کر اور سر پر کپڑا ڈالکر بیچ مین بت کی طرح رکہتے ہین اور پچہلی رات کو
اوس ٹہلیا کو جانتے ہین کہ اللہ صاحب آ رہین آئے ہین اور صحکو اوسکا مانی تبرک کرکے پلاتے
ہین اور دولہا کو حرام پوشاک پہناتے ہین اور جیسے کہ ہندو کفر پر رکہتے ہین یہ لوگ سہرا سونڈ کی
طرح لٹکاتے ہین اور کنگنا اوسکے ہاتہہ مین باندہتے ہین اور جسکو حاجت ہو یا نہ ہو مقرر اوس رات
نہلاتے ہین اور دولہن کو حلوا کہلاتے ہین اور ہندو کی طرح گونا مقرر کرتے ہین غرض ایسے ایسے
خرافات شادی مین کرتے ہین اور بعضے لوگ سلام علیک کے بدلے بندگی کرتے ہین اور بعضے لوگ
حضرت علی کو شیخین سے یعنے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہین اور بعضے اپنے
پیر زادوں کو معبود کرکے پوجتے ہین اور انکو انبیا علیہم السلام پر فضیلت دیتے ہین اور بعضے لوگ اماموں
کو اون پر فضیلت دیتے ہین اور بعضے لوگ جہوٹی قبرین بنا کر پوجتے ہین اور ان جہوٹی قبرون کے
روبرو کہڑے ہو کر روزی اور رزق مانگتے ہین اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ حضرت علی کے دوستدار
کو شرک و کفر اور کوئی گناہ ضرر نہ کرے گا اور جنت مین مقرر جاویگا اور بعضے لوگ بزرگون کی
شفاعت کے بہروسے پر اللہ جلشانہ کا گناہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ہمکو بخشوا لینگے کہ اللہ راضی
ہو وے یا نہ ہو وے وہ ضرور ہی کر لینگے اور یہ نہین جانتے ہین کہ اللہ کے چور کو کوئی نہین چہپا سکتا ہے
بلکہ اگر وہ بزرگ لوگ کسی کیطرف سے اللہ کی نظر پہری ہوئی پاوینگے تو اوسوقت وہ بہی دشمن ہو
جاوینگے کیونکہ دنیا مین بہی اونکی یہی حالت تہی کہ اللہ کے دوست کو دوست رکہتے تہے اور اسکے

دشمن کو دشمن رکھتے تھے وہی حال بلکہ اوس سے بھی زیادہ آخرت مین ظہور کریگا اور تفسیرون مین لکھا ہے کہ مغضوب اور ضال سے مراد فرقہ یہود اور نصاری کا ہے یہودی بزرگون کو برا کہتے ہین اور نصاری اپنے کو درجہ خدا کا لگا لیتے ہین سو معنے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے یہ ہوئے کہ نہ تو ہم ایسے ہو جاوین کہ بزرگون کا انکار کرین اور نہ ایسے ہو جاوین کہ انکو تیرے برابر سمجھین یا انسے مرادین مانگین اور انکو ہر وقت عالم الغیب جانین بلکہ وہ راہ دکھا کرنے کو نبی جانین اور ولی کو ولی جانین اور جاننا چاہیے کہ پل صراط جو بال سے زیادہ باریک ہے اور راہ مستقیم ہے شریعت کی کپل کی شکل بنکر دہری جاویگی اور لوگ اوسپر سے گذرینگے سو جسکو یہان عادت تھی اس راہ پر چلنیکی وہ لوگ وہان بھی دوڑتے ہوئے چلے جاوینگے اور جسکا یہان قدم پھسلتا تھا کہ کوئی حکم شرع کا کرتے تھے اور کوئی سوا اون جو حق نفس کے کرتے تھے سو وہان بھی اونکا قدم پھسلیگا اور انکو ایک لپٹ دوزخ سے نکلکر لیجاوے گی اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ راہ مستقیم بال سے بھی زیادہ باریک ہے کیونکہ اسی راہ کی صورت وہان ظاہر ہووے گی سو اس راہ پر چلنا بڑے مردون کا کام ہے اور

بعضے لوگ رانڈون کا نکاح نہین کرتے ہین

اور انکو تمام عمر بند کر رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ شرافت سے بہت بعید ہے عورت دوسرا نکاح کرے اور یہ نہین جانتے ہین کہ بڑے اشراف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ اونکی دو صاحبزادیون کا دو جگہہ نکاح ہوا اور حضرت فاطمہ کی صاحبزادی کا چار جگہہ نکاح ہوا پھر اون سے زیادہ شرافت کا دعوی کرنا حماقت ہے اور بعضے لوگ بزرگون کی فاتحہ کیواسطے بڑے بڑے تکلف کرتے ہین جو اہ نخواہ کورے برتن مین پکاتے ہین اور کوئی آگ مانگے تو نہین دیتے ہین اور پانی اچھوتا مقرر کرتے ہین اور جگہہ کو لیپتے ہین اور اس جگہہ کو ہنود کیطرح چوکا مقرر کرتے ہین کہ کوئی پاون نہ رکھے اور بیٹھ نجاوے اور اگر کی بتی جلاتے ہین اور شمع روشن کرتے ہین اور ان سب چیزون کا نام اچھوتا رکھتے ہین اور اس کھانے پر پھول رکھوا کر فاتحہ پڑہواتے ہین اور فاتحہ کے وقت ہاتھ باندھے اوس کھانے کے روبرو کھڑے رہتے ہین اور جانتے ہین کہ اسوقت وہ بزرگ یہان آئے ہین پھر جاکر روزی و رزق اون سے مانگتے ہین اور فاتحے کے بعد اوس چوکے پر بعضے سجدہ کرتے ہین اور بعضے سلام کرتے ہین اور اسکا نام نیاز رکھتے ہین یہ سب باتین تماشے کی ہین ان سب باتون کی شرع

بیان پل صراط ۱۰۰

بیان سنت نکاح بیوہ کا اور اسکی نصیحت

بیان فاتحہ کا جو مروج ہے

شریف مین کچھ اصل نہین ہے البتہ ایصال ثواب کے لیے کہانا حلال پیسے سے پکوا کر بہوکون محتاجون کو
کہانا کہلانا اور اسکا ثواب بزرگون یا عزیزون کو بخشنا باعث نجات اور ثواب کا ہے اور جائز ہے
اور بعضی لوگ شہادت کی رات حلوا پکا کر تعزیے کے روبرو تمام شب دہرا تے ہین اور صبح کو تبرک
جانکر آپس مین بانٹتے ہین اور شربت کے کہڑے تعزیے پر چڑہاتے ہین اور اوسکو نیاز حسین کی
مشہور کرتے ہین اور یہ لوگ سمجھتے نہین ہین کہ نیاز سوا اللہ کے دوسرے کو نہین ہے اور نہ ہے اور
بعضے چاندی کا پنجہ اور آنکہہ اور روٹی بنا کر چڑہاتے ہین اور بعضے عرضی لکہکر لگاتے ہین اور
بعضے لوگ محرم کے دنون مین پہیکا کہاتے ہین اور زمین پر سوتے ہین اور پان نہین کہاتے
اور عورتین گہنا اوتار ڈالتی ہین اور رنڈ بنکر ساری رات چہل سرطی کرتے ہین اور نامحرم پیپا
مین پہرتی ہین اور اونکو والی منع نہین کرتے ہین یہ سب امور ناجائز اور باعث گناہ ہین اور بعضے
لوگ جمعرات کے فاتحے کیواسطے ایک حدیث نقل کرتے ہین کہ جمعرات کو سب ارواحین اپنے گہرون
مین آتی ہین پہر اگر اونکے واسطے اون لوگون نے کچھ پکایا ہوتا ہے تو خوش ہوتی ہین اور نہین
تو ناامید ہوکر چلے جاتے ہین سو یہ حدیث صحیح نہین ہے اور علماے حدیث کے نزدیک اس حدیث کی صحت
نہین ہے اور **جاننا چاہیے** کہ جو حدیث مین آیا ہے کہ مردے کیطرف سے صدقہ دینا چاہیے سو وہ
یہی ہے کہ کوئی غلام خرید کر آزاد کرنا چاہیے جیسے حضرت عائشہ نے کیا ہے اسی بہائی کیطرف سے یا کوئی
کنوان کہود وادیا چاہیے اگر یہ ہو سکے تو کسی بہوکے کو کہانا کہلوا دیوے یا کسی ننگے کو کپڑا پہنا دیوے
یا کسی کے قرض کو ادا کر دیوے یا کسی حاجتمند کو نقد دیوے یا قرآن شریف یا درود پڑہکر یا پڑہوا کر اسکا
ثواب بخشے یا قرآن شریف یا کتب دینیہ کے پڑہنے والون کو دیوے اوسکا ثواب جسے چاہے بخشے اور نیت
کرے کہ اس مردے کیطرف سے مینے یہ کیا ہے اسکا ثواب اوسی کو ہووے کیونکہ شریعت مین یہ صورت
ایصال ثواب کی ہے اور **جاننا چاہیے** کہ بعضے مفسرین کے نزدیک مراد راہ مستقیم سے یہ ہے
کہ خالی ہووے افراط اور تفریط سے یعنے زیادتی اور کمی سے مثلاً وحدانیت مین افراط یہی ہے کہ ذات
الٰہی مین تعطیل کا اعتقاد کرے یعنے ذات الٰہی کو خالی افعال سے اور صفات سے جانے جیسا کہ یہ مذہب
حکماے یونان کا ہے اور تفریط یہی ہے کہ اوسکی صفات خاصہ کو ممکنات اور مخلوقات مین بہی اعتقاد
کرے جیسا کہ مشرکین بعضی صفات الٰہیہ کو مثل خالقیت اور رازقیت کے مخلوقات مین اعتقاد کرکے

اونکی پرستش کرتے ہین اور افراط عبادت مین یہ ہے کہ ہر شے کو مظہر صنعت الہی جانکر اوسکو پوجہنے لگے اور تفریط
یہ ہے کہ حق تعالی کو مستغنی سمجہکر اوسکی عبادت کو بے فائدہ اعتقاد کرے اور افراط عادت مین یہ ہے کہ ہر کام
مین نحوست اور سعادت کا پابند ہو مثلاً اولاد مین اور لونڈی غلام مین اور مویشی اور حویلی مین اور
کہیتی اور باغ مین نحوست اور سعادت کو لازم خیال کرنا جسکو سعد خیال کرے اوسکو عمل مین لایا
کرے اور جسکو نحس جانے اوس سے احتراز کیا کرے اور ہر وقت اور ہر کام میں اس خیال کا گرفتار رہے
اور کسی مطلب کے لیے برہمن سے پوچہکر اوسکے قول کو سچا جانے اور اوسپر عمل کرے اور اپنے اوپر اسقدر
کو تنگ کرے اور مثل دیوانے اور وحشی کے ہر چیز سے ڈرے اور تفریط یہ ہے کہ دوا اور غذا اور
پرہیز اور دعا کو محض بے اثر اور بے فائدہ سمجہنا اور بے قید ہوکر جو چاہنا سو کرنا اور اسیطرح سے اماموں کو
اور اولیا اونکو وصائل اور صفات مین برابر انبیا کے جاننا اور انبیا کو درجہ الوہیت کا لگانا یعنی انکو
ہر وقت عالم الغیب سمجہنا اور یقین کرنا کہ ہر جگہہ ہر کسی کی فریاد کو سنتے ہین اور اسکے حال سے واقف
ہیں اور ہر چیز پر قدرت رکہتے ہین اور انکی ہر شفاعت اور ہر عرض کو جناب الہی مین واجب القبول
یقین کرنا گو خدا راضی ہو یا نہ ہو اور اونکی صورتون کو اور قبرونکو مسجود مقرر کرنا اور انکے سامنے
کہڑے ہوکر اون سے روزی رزق اولاد طلب کرنا اور دوزخ اور بہشت اور حساب اور میزان کا انکو
مالک جاننا اور کہنا کہ جسکو چاہین وہ دوزخ مین ڈالین اور جسکو چاہین جنت مین لیجائین یہ عقیدہ
بالکل افراط مین داخل ہے اور تفریط اس مین یہ ہے کہ انکی بزرگی کا انکار کرنا اور انکی نبوت اور ولایت
کو کچہ نہ سمجہنا اور اونکے معجزات اور کرامات کا انکار کرنا اور انکو بعد موت کے مانند سنگ اور چوب کے
بیکار محض جاننا اور ولایت دوازدہ امام پر ختم جانکر اور ونکی ولایت سے انکار کرنا یہ سب تفریط مین
داخل ہے اور افراط ایمان مین یہ ہے کہ یقین کرے کہ مومن کو کوئی گناہ ضرر نہین کرتا ہے اور
تفریط یہ ہے کہ گنہگار کو کافر سمجہے اور بڑے گناہ والے کو حکم خلود فی النار کا کرے اور کلام مین
افراط یہ ہے کہ ہر وقت بیمعنی گفتگو کیا کرے اور تفریط یہ ہے کہ بالکل بولنا چہوڑ دے اور دین کی
حرارت مین افراط یہ ہے کہ ہر کسی سے ادنی امور دین مین جہگڑا کرے اور ترک مستحب کے واسطے غصہ
کرے اور اسکو کافر کہے اور تفریط اس مین یہ ہے کہ بے نمازیون سے بے تکلف صحبت رکہے اور کچہہ دل
مین کراہیت نہ لاوے اور صاحب بدعت کی تواضع تعظیم کرے اور صرف مین افراط یہ ہے کہ اسراف

۲ بیان افراط و تفریط در عبادت و عادت

۳ افراط و تفریط در انبیا و اولیا

۳ افراط و تفریط در ایمان

۴ افراط و تفریط در ایمان

۵ افراط و تفریط در گفتگو

افراط و تفریط در صرف

کرنے لگے اور تفریط یہ ہے کہ بالکل بخیل ہو جاوے اور شجاعت مین افراط یہ ہے کہ تہوّر اختیار کرے اور موجب
موجب ہر کسی سے لڑا کرے اور تفریط یہ ہے کہ نامرد ہو جاوے اور جبن یعنے بزدلی اختیار کرے غرض توسط ہر جگہہ
محمود ہے اور افراط و تفریط ہر جگہہ مذموم ہے اور جاننا چاہیے کہ راہ مستقیم راہ انبیا کی ہے سو
یہ راہ تب حاصل ہوتی ہے کہ جب انکی متابعت کرے مثلاً اگر پروردگار حکم کرے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر
اسیوقت ذبح کرنیکو تیار ہو جاوے مانند حضرت ابراہیم کے اور اوس لڑکے کو جب حکم کرے کہ اسیوقت
ذبح ہو وہ اسیوقت مستعد ہو جاوے مانند حضرت اسمعیل کے اور اگر فرماوے کہ دریائے عظیم مین گر پڑ اسیوقت
گر پڑے مانند حضرت یونس کے اور اسی راہ مستقیم کا ذکر حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک روز رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کعبے شریف کے سائے مین بیٹھے تھے کہ صحابے انکو عرض کی کہ یا رسول اللہ کفار کے
ہاتھہ سے ہم کو بہت تکلیف پہونچتی ہے حضرت نے فرمایا کہ ایمان والون کو ہمیشہ کافرون کے ہاتھہ سے
تکلیف پہونچتی رہی ہے یہانتک ہوا ہے کہ مسلمان کو زمین مین گڑہا کھود کر گاڑ دیا ہے اور سر پر آرا
رکھکر چیر ڈالا ہے اور اُس سے سوائے کلمۂ توحید کے کچھہ اور مونہہ سے نہین نکالا ہے اور آہنی کنگہی
سے اون کے بدن کے گوشت چیرے ہین اور وہ راہ مستقیم سے ہرگز نہین پھرے ہین اور اُسی راہ پر قائم
رہے اور انہون نے تکلیف کے واسطے دین کو نہین چھوڑا ہے اور جاننا چاہیے کہ صاحب
بیضاوی نے لکھا ہے مغضوب علیہم سے مراد عاصی لوگ ہین اور ضالین سے مراد جاہل لوگ ہین
سو پوری نعمت تب میسر ہوتی ہے کہ اپنے خاوند کو بھی پہچانے اور عمل بھی نیک کرے اکثر اوقات
بہت سے لوگ خدا کو پہچانتے ہین لیکن عمل نیک نہین کرتے ہین اور اکثر لوگ عمل نیک کرتے ہین
لیکن خدا کو پہچانتے نہین سو اندونون فرقون کی راہون سے بچنے کا حکم ہوا کہ انکی راہون سے بہت
دور بھاگو اور ہم سے پناہ طلب کرو اور بعضون کے نزدیک مغضوب علیہم سے مراد کافر معاند ہے کہ
دیدہ و دانستہ دین سے انکار کرے اور ضال سے مراد عاصی معتمد ہے کہ جان بوجھکر گناہ کرے سو اسطرح
حدیث شریف مین آیا ہے کہ بڑا سخت عذاب قیامت کو عالم بے عمل پر ہوویگا کیونکہ سمجھہ بوجھکر گناہ
کرتے ہین اور لوگون کی خاطر سے حق چھپاتے ہین اور رشوت لیکر فتوی غلط بتاتے ہین اور کافر مومن
سب کو خوش رکھتے ہین سو ایسے لوگون کی راہ سے پناہ مانگنا چاہیے کہ جان بوجھکر شرک اور گناہ
مین گرفتار ہوئے ہین اور بعضون کے نزدیک مغضوب علیہم سے مراد بدعتی ہے اور ضال سے مراد گنہگار ہے —

ف: راہ انبیا کی راہ مستقیم ہے

ف: ذکر معنی مغضوب علیہم ولا الضالین

اور بعضی کہتے ہین کہ ایمان دو چیزون کے بیچ مین ہے ایک خوف دوسرے رجا سو مغضوب علیہم سے مراد وہ لوگ ہین کہ حقتعالی کو صرف قہار جانتے ہین اور غفور نہین جانتے اور ضال سے مراد وہ لوگ ہین کہ اسکو محض غفور جان لیتے ہین اور قہار نہین جانتے سو یہی مضمون کو قرآن شریف مین دوسری جگہہ فرمایا ہے نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ یعنے خبر دے ای محمد میرے بندونکو اس بات کی کہ مین بڑا بخشنے والا مہربان ہون اور خبر دے اس بات کی کہ عذاب میرا عذاب دردناک ہے سو غیر المغضوب علیہم والضالین کے معنے یہ ہوئے کہ نہ راہ دکھلا ہمکو اُن لوگون کی کہ تجھہ کو صرف قہار جانتے ہین اور تیری بخشش کی امید نہین رکھتے اور نہ راہ اُنکی کہ تجھکو صرف بخشنے والا جانکر گناہ کرتے ہین اور تیرے عذاب سے نہین ڈرتے اور جاننا چاہیے کہ اس سورۃ کے بڑے ہے کو جو ہر رکعت مین بار بار مقرر کیا ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ نماز کے ارکان مین سات رکن بہت بڑے ہین اور اس سورت کے آیات بھی سات ہین سو ایک ایک رکن کے مقابل ہین گویا ایک ایک آیت مقرر ہے مثلاً بسم اللہ مقابل قیام کے ہے اور الحمد للہ رب العلمین مقابل رکوع کے ہے الرحمن الرحیم مقابل قومے کے ہے مالک یوم الدین مقابل سجدے کے ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین مقابل جلسے کے ہے اہدنا الصراط المستقیم مقابل دوسرے سجدے کے ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین مقابل قعدے کے ہے اگر کوئی کہے کہ بسم اللہ کو مقابل قیام کے رکھا ہے اور الحمد للہ رب العالمین کو مقابل رکوع کے رکھا ہے اسیطرح سے ان سات کو انہین سات رکنون کے مقابل مین رکھنا کیا ضرور تھا اور رکنون کے مقابل مین کیون نہ رکھا سو اسکا جواب بہت طول ہے کہ اس مختصر مین گنجایش اوسکی نہین ہے بڑی تفسیرون مین دیکھہ لے اور اگر کوئی کہے کہ تمام نماز مین ایک ایک رکن ہے سجدے دو کیون مقرر ہوئے ہین سو اسکا جواب کئی طرح پر لوگون نے لکھا ہے بعضے کہتے ہین کہ سجدہ اولی وہ سجدہ ہے کہ روز ازل مین کیا تھا اور دوسرا سجدہ مقرر ہوا ہے شکر کے واسطے کیونکہ اگر وہ توفیق نہ دیتا تو ہرگز ہم سے سجدہ ازل مین نہ ہو سکتا سو سجدہ اولی کا نام سجدۂ ازلی ہے اور دوسرے سجدے کا نام سجدہ شکریہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر بات مین دو گواہ مقرر ہوا کرتے ہیں سو قیامت کو یہ دونون سجدے گواہی دیوینگے اس عبادت پر اور بعضی کہتے ہین کہ یہ مسئلہ مشہور ہے جو شخص کھڑا ہوکر عبادت کرے اوسکو پورا اجر ملیگا اور جو شخص بیٹھکر عبادت کری

اوسکو آدہا اجر ملیگا سو سجدہ حالت جلوس مین ہوتا ہے اسواسطے دو سجدے مقرر کیے ہین تاکہ پورا اجر پاوے
اور **جاننا چاہیے** کہ اس سورۃ مین سات حرف نہین آئے ہین اسواسطے کہ وہ سات حرف سات طرح
کے عذاب پر دلالت کرتے ہین جو کہ اس سورت مین بالکل رحمت بہری ہوئی ہے اس واسطے اون حرفون
کا لانا مناسب ہوا وہ سات حرف یہ ہین ثا و جیم و خا و زا و شین و ظا و فا سو ثا سے اشارہ ثبور ہے
یعنے ہلاکت و جیم سے اشارہ جحیم ہے اور خا سے اشارہ خزی ہے اور زا سے اشارہ زفیر ہے کہ آواز
دوزخیون کی ہے یا اشارہ زقوم ہے اور زقوم ایک درخت ہے دوزخ مین کہ جڑ اوسکی ساتوین دوزخ
کے تلے ہے اور شین سے اشارہ شہیق ہے اور شہیق کہتے ہین دوزخیون کی چیخ کو چنانچہ حقتعالی فرماتا
ہے لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ یعنے واسطے اونکے دوزخ مین آواز سخت ہے اور چلانا اور ظا سے
مراد لظے ہے وہ جہنم مین ایک طبقہ ہے کہ اوسکا نام لظی ہے اور فا سے مراد فراق ہے کہ دوزخ مین
ہر کسی کو جدائی رہے گی سو جو شخص اس سورہ کو پڑہا کرے گا ان عذابون سے محفوظ رہے گا **فائدہ**
علماء نے کہا ہے کہ یہ سورہ دوبار نازل ہوئی ہے ایک بار مکے مین اور ایک بار مدینے مین اسواسطے
اسکا نام سبع المثانی آیا ہے اور صاحب مدارک نے لکہا ہے کہ بعضے عالمون کے نزدیک یہ سورہ
پہلے مکے مین نازل ہوئی ہے اور وقت فرض ہونے نماز کے مدینے مین نازل ہوئی لیکن صحیح یہ ہے
کہ مکے مین نازل ہوئی ہے وقت فرض ہونے نماز کے اور مدینے مین نازل ہوئی ہے جسوقت نماز کا حکم ہوا
ہے طرف کعبے کے اور **جاننا چاہیے** کہ نام اس سورۃ کے بہت ہین لیکن تہوڑے سے بیان کیے جاتے
ہین کسواسطے کہ اس مختصر مین سمائی سب نامون کی نہین ہو سکتی ہے ایک نام فاتحۃ الکتاب ہے اور وجہ
اس نام کی یہ ہے کہ کتاب الٰہی کو اس سورہ کے ساتھ شروع کرتے ہین اور **دوسرا** نام فاتحہ ہے وجہ اس
نام کی یہ ہے کہ نماز مین پہلے اسی کو پڑہتے ہین اور کتاب کے سرے پر پہلے اسی کو لکہتے ہین اور **تیسرا**
نام سورۃ الحمد ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ ابتدا اسکا ساتھ لفظ حمد کے ہے اور **چوتھا** نام سورۃ الشکر
ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حمد بنیاد شکر کی ہے جس نے حمد کی اوسکو شکر گذار بیشک طور خوب آجاتا ہے
پانچوان نام سورۃ الکنز ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ نَزَلَتْ سُوْرَۃُ
الْفَاتِحَۃِ مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ یعنے نازل ہوئی ہے سورۃ فاتحہ اوس خزانے سے جو نیچے عرش کے
ہے اسواسطے نام اسکا سورہ الکنز ہے **چھٹا** نام سورۃ المناجات ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ بندہ اس

بندی کے ساتھ مناجات کرتا ہے اور ساتوان نام سورۃ التفویض ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ بندہ ایاک نستعین کہکر اپنے تمام کاموں کو حضرت حق کیطرف سپرد کرتا ہے اور آٹھوان نام سورۃ الواقیہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ یہ سورت اسکے پڑہنے والے کو ثواب بہر پور دلواتی ہے اور نوان نام سورۃ شافیہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفاءٌ من کل داءٍ یعنے سورۂ فاتحہ شفا ہے ہر بیماری کی وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حقتعالی کا نام ایک ظلمت کو دور کردیتا ہے سو بیماری بہی ظلمت ہے اوسکو بہی اس سے شفا ہوجاتی ہے اور دسوان نام سورۂ رقیہ ہے اور رقیہ کہتے ہیں منتر کو سو وجہ اس نام کی یہ ہے کہ جس بیمار پر پڑہکر دم کردیوے وہ بیمار تندرست ہوجاوے چنانچہ ایک صحابی نے مرگی والے پر اس سورت کو پڑہکر دم کردیا تہا وہ اوسی وقت تندرست ہوگیا اور گیارہوان نام سورۃ الاساس ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ یہ سورۂ نماز کی رکن ہے اور نماز کی بنیاد اسی سورۃ پر موقوف ہے اور بارہوان نام سورۃ الصلوۃ ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ نماز میں اسکا پڑہنا بہت ضرور ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ نے روایت کی ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اور حضرت نے روایت کی ہے حقتعالی سے کہ فرمایا ہے حقتعالی نے کہ نماز کو تقسیم کیا ہے یعنے درمیان اپنے اور درمیان اپنے بندی کے آدہی میرے واسطے ہے اور آدہی بندے کے واسطے ہے سو جسوقت کہتا ہے بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم حقتعالی فرشتون سے فرماتا ہے کہ دیکہو بندہ میرا مجہکو یاد کرتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العلمین حق تعالی فرماتا ہے کہ دیکہو بندہ میرا میری خوبیان بیان کرتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے الرحمن الرحیم حقتعالی فرماتا ہے کہ بندہ میرا بزرگی و تعظیم کے ساتھ مجہکو یاد کرتا ہے اور جب بندہ کہتا ہے مالک یوم الدین حق تعالی فرماتا ہے کہ بڑائی بیان کرتا ہے بندہ میرا اور جب کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین حق تعالی فرماتا ہے کہ مضمون اس آیت کا مشترک ہے درمیان میرے اور درمیان بندے میرے کے کیونکہ عبادت حق میرا ہے اور مدد طلب کرنا حق بندہ کا ہے سو ایاک نعبد کہنے مین حق میرا ادا کیا اور وایاک نستعین کے کہنے سے حق اپنا طلب کیا اور جب بندہ کہتا ہے اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین حق تعالی فرماتا ہے کہ یہ مضمون تمام واسطے بندے میرے کے ہے اور اسکو سوال اسکا دونگا یعنے راہ سیدہی دکہاؤنگا اور غضب

۷ سورۃ التفویض
۸ سورۃ الواقیہ
۹ سورۃ الشافیہ
۱۰ سورۃ رقیہ
۱۱ سورۃ الاساس
۱۲ سورۃ الصلوۃ

گمراہی سے پناہ مین رکھونگا اور تیرہوان نام سبع المثانی ہی وجہ اس نام کی یہ ہے کہ ہر رکعت اور ہر نماز مین یہ سات آیات بار بار پڑہی جاتی ہین اور نمازمین بہلے اسمین آیات کو پڑہتے ہین سو اسکی وجہ یہ ہی کہ حقتعالے کی راہ کے سات دروازے ہین اور یہ سات آیات کنجیان ہین ساتون دروازون کی سو بندہ جسوقت ان ساتون کنجیون سے اون ساتون دروازونکو کشادہ کرتا ہے تو سوقت اُس راہ مین داخل ہوتا ہے اور نمازمین اسکو کیفیت آتی ہے یہانتک کہ دنیا اور مافیہا سے غافل ہوجاتا ہے اور کلام آلہی کو سماعت کرنے لگتا ہے اسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز معراج ہے مسلمانون کی سو وہ ساتون دروازے یہ ہین ایک تو ذکر دوسرے شکر ہے تیسرے امید ہی چوتہے خوف ہی پانچوین اخلاص ہے چھٹے دعا ہے ساتوین اُس کرنا ہے ساتہ راہ انبیا اور صلحا کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کیجی ذکر کی ہے الحمد للہ رب العلمین کیجی شکر کی ہے الرحمن الرحیم کیجی امید کی ہی مالک یوم الدین کیجی خوف کی ہی ایاک نعبد وایاک نستعین کنجی اخلاص کی ہے اہدنا الصراط المستقیم کیجی دعا کی ہے صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کیجی اُنس کرنے راہ انبیا اور صلحا کی ہے اسواسطے ہر بار اس سورہ کو نماز مین پڑہتے ہین تو کہ ساتون دروازے کہلجاوین اور نماز جو بی کے ساتہ ادا ہووے اور چودہوان نام اس سورہ کا قرآن عظیم ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ سب سورتون سے بہ افضل ہے ثواب مین اور پندرہوان نام اس سورہ کا تعلیم المسئلہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حقتعالی نے اس سورۃ مین اپنے بندون کو مانگنے کا طور سکہایا ہے اور سولہوان نام اسکا سورہ کافیہ ہے وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اس سورۃ کا پڑہنا تمام سورتوں پر کافی ہے اور تمام سورتون کا پڑہنا اس سورۃ کو کفایت نہین کرتا ہے اور سترہوان نام اسکا ام الکتاب ہے اور ام القرآن بہی آیا ہے وجہ اس نام کی یہ ہے کہ تمام علم قرآن کا اسکے بیچ مین موجود ہے اور جاننا چاہیے کہ آدمی کے اندر تین چیزین ایسی ہین کہ شیطان اونکے سبب سے اوسکو بہت ہلاک کرتا ہے ایک شہوت ہی کہ آدمی اسکے غلبے سے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے اور دوسرے غضب ہے اور اسکے سبب سے غیر پر ظلم کرتا ہے اور تیسرے ہوا ہے کہ اوسکی جہت سے پروردگار کی نافرمانی کرتا ہے یعنے اوسکے ساتہ شرک کرتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے اَلظُّلْمُ ثَلٰثَةٌ ظُلْمٌ لَا يُغْفَرُ وَظُلْمٌ لَا يُتْرَكُ وَظُلْمٌ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتْرُكَهٗ فَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِیْ لَا يُغْفَرُ هُوَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالظُّلْمُ الَّذِیْ لَا يُتْرَكُ ظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَالظُّلْمُ الَّذِیْ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتْرُكَ هُوَ ظُلْمُ الْاِنْسَانِ عَلٰى نَفْسِهٖ یعنے ظلم تین قسم کے ہین ایک ظلم

ف سورہ سبع المثانی

ف نماز کا سات دروازے ... اور ساتہ کنجی کے در

ف سورہ قرآن عظیم

ف سورہ تعلیم مسئلہ

ف سورہ کافیہ

ف ام القرآن ام الکتاب

ف تنبیہ ... سبب ...

ہے کہ وہ ہرگز نہ بخشا جائیگا اور ایک ظلم ہے کہ وہ ہرگز نہ چھوڑا جاویگا یعنے بغیر بدلے کے معاف نہ ہووےگا اور
ایک ظلم ہے امید ہے کہ اللہ معاف کرے سو وہ ظلم کہ نہ بخشا جاویگا شرک اللہ کے ساتھ ہے اور وہ ظلم کہ نہ چھوڑا جاوے
گا ظلم بندوں کا آپس میں ہے کہ ایک دوسرے پر کرتا ہے اور وہ ظلم کہ امید ہے اللہ بخشدیویگا وہ ظلم بندے کا
ہے اپنے نفس پر سو ان چیزوں سے چھ چیزیں اور پیدا ہوتی ہیں شہوت سے حرص اور بخل پیدا ہوتا ہے اور
غضب سے عجب اور تکبر پیدا ہوتا ہے اور ہوا سے کفر اور بدعت کا ظہور ہوتا ہے اور ان چھ چیزوں سے
ایک اور چیز پیدا ہوتی ہے کہ جسکا نام حسد ہے اور علامت حسد کی یہ ہے کہ تمام اخلاق آدمی کے بگڑ جاتے ہیں
اور شیطان اوسپر بالکل اپنا قبضہ کر لیتا ہے اور آدمی خدا کی جناب میں ملعون ہو جاتا ہے سو جب یہ تمہید
معلوم ہو چکی تو اب جاننا چاہیے کہ ان چیزوں کے علاج کے لیے حق تعالی نے اس سورہ ام الکتاب کو
مقرر کیا ہے مثلاً جس وقت کہا آدمی نے سچے دل سے بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کلمہ پاک سے غضب اور
شہوت اور ہوا زائل ہو جاتی ہے کیونکہ اس کلمہ میں تین نام ہیں ایک ایک چیز کو زائل کر دیتے ہیں اور
جب کہا صاف دل سے الحمد للہ رب العلمین اس وقت حرص اور بخل دونوں دور ہو جاتے ہیں کیونکہ جب آدمی کو یقین
ہوا کہ تمام جہان کا پالنے والا اللہ ہے تو اوسکے ساتھ یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ جو تمام عالم کو پالتا ہے وہ
مجھ کو بھی پالیگا پھر جب یہ یقین مضبوط ہو جاتا ہے تو اوس وقت حرص بالکل زائل ہو جاتی ہے اور سمجھنے لگتا
ہے کہ پرورش اوسکی اختیار میں ہے میرے حرص کرنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے اور بخل بھی جاتا رہتا ہے اس واسطے
کہ اپنے خداوند کی سخاوت دیکھکر آپ بھی سخاوت کرنے لگتا ہے اور جب کہا الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اس
کلمے سے غضب دور ہوتا ہے کیونکہ اپنے مالک کو رحیم جانکر آپ بھی رحم کرنے لگتا ہے اور جب کہا ایاک
نعبد وایاک نستعین اس کلمے سے عجب اور تکبر ہو جاتا ہے کیونکہ جب عاجزی کرنے لگا ایک شخص کے روبرو تو
اوس وقت تکبر نہیں باقی رہتا ہے اور جب کہا اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین ان لفظوں کے کہنے سے کفر اور بدعت دور ہو جاتے ہیں کیونکہ جب اللہ سے ہی طلب ہدایت
کریگا تو معلوم ہوا کہ کفر اور بدعت سے بیزار ہے سو اوس وقت کفر اور بدعت دونوں کم ہو جاتے ہیں اور مطالب
اس سورہ میں ہر آیت کی یہی جاننا چاہیے کہ اس سورت میں اللہ صاحب نے اپنے بندوں کو مانگنے
کا طور سکھایا ہے کہ اس شخص سے مانگنا چاہیے کہ جو صاحب مقدور اور سخی اور کریم اور ہمت والا ہووے
اور جو ان چار صفتوں کے ساتھ نہ ہووے اوس سے مانگنا ذلت ہے کیونکہ بہتیرے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ

صاحب مقدور ہوے ہین لیکن سخی نہین ہوتے ہین اور بہت سے ایسے ہوتے ہین کہ سخی ہوتے ہین لیکن
کریم نہین ہوتے ہین اور جب بہت سے لوگ اوسے مانگنے لگتے ہین تو گھبرا کر اور خفا ہو کر انکو نکلوا دیتے
ہین اور گالیان دینے لگتے ہین اس سبب سے پہر اونکے پاس کوئی نہین جاتا ہے اور بعضے سخاوت کے
ساتھہ کریم بہی ہوے ہین لیکن کم ہمتی کے سبب سے اپنے موافق سلوک نہین کرتے ہین سو اس سورۃ
مین پہلے رغبت دلائی ہے اپنے بندونکو تاکہ مجہی سے مانگا کرین اور دوسرے سے طلب کیا کرین سو پہلے
اپنا مقدور بیان کیا ہے کہ الحمد للہ یعنے ای لوگو تمام خوبیان واسطے اللہ ہی کے ہین سو تم اوسی سے مانگو
اور کسی سے نہ طلب کرو پہر جب لوگون نے یہ سنا تو اون کو خیال مین یہ آیا کہ مقدور والا تو ہے کہین بخیل
ہو کہ ہمارا مانگنا خالی جاوے تو اوسکے آگے فرمایا کہ رب العلمین بخیل نہین ہے بلکہ پرورش اوسکی عرش
سے فرش تک پہیلی ہوئی ہے اور سخاوت اوسکی ہر عالم مین مشہور ہے پہر اوسکے بعد یہ دہیان آیا کہ سخی تو ہے
لیکن دینے وقت کسیکو برا کہتا ہو اور بہت سے لوگ مانگنے کو جمع ہو جاتے ہون تو انکو کہین نکلوا نہ
دیتا ہو سو اس خوف سے ہم نہین مانگ سکتے ہین اوسکے بعد فرمایا کہ الرحمن الرحیم یعنے بڑا مہربان ہے اور
بہت پیار کرتا ہے اپنے بندون کو اور جو نہین مانگتا ہے اوس پر بہت خفا ہوتا ہے اور مانگنے والون سے
بہت خوش ہوتا ہے اسی سے مانگنے پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَن لَم یَسأَلِ اللہَ یَغضَبُ عَلَیہِ
یعنے جو شخص نہین مانگتا ہے اللہ پاک سے غصہ کرتا ہے اللہ اوپر اوسکے پہر بعد اوسکے خیال آیا کہ بہت سے لوگ سخی
بہی ہوتے ہین اور کریم بہی ہوتے ہین لیکن ہمت اونکی پست ہوتی ہے اس سبب سے مانگنے والون کی حاجت کو
خوب طرح سے نہین روا کر سکتے ہین سو پہر جب حاجت روا نہ ہوئی تو ایسے سے مانگنا کیا ضرور ہے اس واسطے آگے
فرمایا ہے کہ مالک یوم الدین یعنی مالک ہے روز جزا کا دنیا کی کیا حقیقت ہے ہمت اوسکی ایسی بلند ہے کہ قیامت
کے روز اپنے بندونکو کہین چاندی اور سونیکے محل دیویگا اور طرح طرح کے باغون مین رکھیگا سو ہمت اوسکی
بڑی بلند ہے تم سے جو مانگا جاوے سو مانگو پہر اوسکے بعد ایک ادب سکھایا کہ یہ چاہیے تم کو کہ جب ہم تمہارے
حاجت کو روا کرین تو اوسوقت تم ہماری عبادت کرو اور ہمارے دروازے پر پڑے رہو اور جب ہم تمہاری حاجت
کو انکار کرین تو اوسوقت دوسرے لوگون کی تعظیم کرنے لگو اور اونکے دروازے پر جا جا بندہ مانگنے لگو سو ایسے
غلام نمک حرام ہوا کرتے ہین ہمکو یہ چاہیے کہ تم یون کہو ایاک نعبد وایاک نستعین یعنے ہم تجہی کو عبادت
کرینگے اور تجہی سے مدد چاہینگے تو چاہے ہماری حاجت روا کر یا نہ کر ہم دوسرے کے دروازے پر ہرگز نہ جاوینگے اور سوا

تیرے کسی کی عبادت مکریگے پہر اوسکی بعد ایک اور طور مانگنے کا سکہایا کہ تم یہ کیا کرو کہ جو چیز اپنے نزدیک
اچہی دیکہو سو اوسکو مانگنے لگو کیونکہ بہتیری چیزین ایسی ہوتی ہین کہ ہم انکو اپنے حق مین اچہا جانتے ہوا ور وہ
حقیقت مین بُری ہوتی ہین سو تم یہ دعا کرو اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین یعنے دکہا ہمکو راہ سیدہی اور راہ انکی کہ نعمت کی تو نے اونپر نہ راہ انکی کہ جنپر غصہ ہوا تیرا اور
نہ راہ انکی کہ جو گمراہ ہو گئے یعنے وہ چیزین ہمکو دے کہ جس مین راہ مستقیم ہماری قائم رہے اگر دنیا ہی دیوے
تو ایسی دیوے کہ جس مین ہمارا دین برباد نہ ہووے اور ویسی دنیا نصیب کر کہ جس مین تیرا غصہ ہووے اور
تیری راہ کو ہم بہولجاوین آمین یارب العالمین اور جاننا چاہیے کہ فضائل اس سورت کی یہ ہین بخاری
شریف مین لکہا ہے کہ ابو سعید نے کہا ہے کہ ایک روز مین مسجد نبوی مین نماز پڑہتا تہا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجہکو پکارا مین نماز مین تہا اسواسطے مینے جواب نہ دیا بعد نماز پڑہ کر مین آیا اور عذر خواہی کی یعنے کہ یارسول
اللہ مین نماز پڑہتا تہا فرمایا کہ یہ عذر مسموع نہین ہے رسول کے پکارنیکو ہر وقت قبول کیا چاہیے جیسے کہ اللہ صاحب
نے فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ یعنے ای مسلمانون قبول کرو
حکم اللہ اور رسول کا جس وقت کہ پکارے تم کو بعد اسکے فرمایا کہ میرے ساتہہ ہولے مین تجہکو پہلے مسجد کے
نکلنے سے ایسی سورت تعلیم کرون کہ جو تمام قرآن شریف کی سورتون سے بڑی سورت ہے سو مین حضرت کے
ساتہہ ہو لیا جب مسجد کے دروازے کے پاس پہونچے تب مین نے یاد دلایا فرمانے لگے کہ وہ الحمد للہ رب العلمین ہے
اور یہی ہے سبع مثانی اور قرآن عظیم اور حقتعالی نے اوسکے نازل کرنیکا مجہپر احسان کیا ہے اور ترمذی اور
نسائی مین بہی مثل اس قصے کے سید القراء ابی ابن کعب سے آیا ہے اور اس مین یہ بہی کلمہ واقع ہوا ہے
کہ اَتُحِبُّ اَنْ اُعَلِّمَكَ سُوْرَةً لَّمْ تَنْزِلْ فِی التَّوْرٰىةِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ مِثْلُهَا یعنے
یہ چاہتا ہے تو کہ سکہاؤن مین تجہکو ایک سورۃ کہ نہین نازل ہوئی توریت مین اور نہ انجیل اور نہ زبور مین مثل
اسکی کہا ابی بن کعب نے کہ ہان سکہا دو مجہکو یارسول اللہ فرمایا کہ وہ سورۃ ام القرآن ہے کہ ہر نماز مین تو اوسکو
پڑہتا ہے اور مسلم مین ابن عباس سے آیا ہے کہ ایک روز جبریل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہے تہے کہ ناگاہ
آسمان سے دروازہ کہلنے کی آواز آئی حضرت جبریل غور کرکے دیکہنے لگے اور فرمایا کہ جو کہلا ہے یہ دروازہ
اوس سے پہلے آجتک کبہی کہلا نہین پہر بولنے لگے کہ ایک فرشتہ آتا ہے آسمان سے کہ آدم کی پیدائش سے
اسوقت تک کبہی نہین آیا ہے زمین پر پہرتے ہین وہ فرشتہ حضرت کے پاس آیا اور کہا خوش ہو اے محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالی نے بخشا کو دو نور دیے ہیں اور پہلے تیرے کسی نبی کو نہیں دیے ہیں ایک تو سورہ فاتحہ
ہے اور دوسرے آمن الرسول سے آخر تک ان دونوں کے پڑہنے سے ایک ایک حرف پر ثواب عظیم لکھا جاتا ہے
اتھے اور بخاری اور مسلم میں آیا ہے کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سانپ اور بچھو کے کاٹے پر اس سورہ
کو پڑہکر دم کرتے تھے اور دیوانوں اور مرگی والوں پر بھی پڑہا کرتے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکو
جائز رکھتے تھے اور دارقطنی میں آیا ہے کہ ابن عساکر نے سنا ہے سائب بن یزید سے کہ وہ کہتے تھے کہ میرے
درد پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سورۃ کو پڑہا تہا اور بعد پڑہنے کے آب دہن لیکر اوس درد پر لگا دیا
تہا اور بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ فاتحہ الکتاب شفا ہے ہر بیماری کو اور بزار
نے اپنی مسند میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص رات
کو سوتے وقت سورہ فاتحہ کو اور قل ہو اللہ احد کو پڑہکر اپنے اوپر دم کریگا تو تمام شب امان میں رہیگا مگر موت
سے ناچاری ہے اور عبد بن حمید نے بھی اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فاتحہ الکتاب برابر دو
تہائی قرآن شریف کے ہے ثواب میں اور ابو الشیخ اور طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ چار چیزیں مجہکو گنج عرش میں سے ملی ہیں اور کوئی چیز سوا ان چار کے اوس گنج
میں سے نہیں ملی ہے سو ایک تو ام الکتاب ہے دوسری آیۃ الکرسی تیسری خاتمہ سورہ بقرہ کا
چوتھی سورہ کوثر ہے اور ابو نعیم اور دیلمی نے روایت کی ہے ابو الدرداء سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ فاتحہ الکتاب کفایت کرتی ہے اوس چیز سے کہ کوئی چیز قرآن میں سے کفایت نہیں کرتی ہے اور
اگر سورہ فاتحہ کو ترازو کے ایک پلے میں رکہے تو مقرر سورہ فاتحہ تمام قرآن سے سات حصے زیادہ ہوویگی اور
ابو عبید نے فضائل قرآن میں حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ جس شخص نے سورہ فاتحہ کو پڑہا گویا توریت و انجیل اور زبور اور فرقان کو پڑہا اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا
میں اور وکیع نے اپنی تفسیر میں لکہا ہے کہ ابلیس کو اپنی تمام عمر میں چار دفعہ نوحہ کرنیکا اور سر پر خاک ڈالنے
کا اتفاق ہوا ہے ایک تو اوس وقت کہ جس وقت اوس پر لعنت ہوئی تہی اور دوسرے جس وقت کہ آسمان سے زمین
پر پہینکا گیا اور تیسرے جس وقت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے اور خلقت کیطرف بہیجے گئے اور چوتہے
جس وقت سورہ فاتحہ نازل ہوئی اور ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں لکہا ہے کہ جس شخص کو کچھ حاجت
ہووے تو چاہیے کہ سورہ فاتحہ پڑہکر اور بعد اوسکے اپنی حاجت مانگا کرے قریب ہے کہ اوسکی حاجت کو

حق تعالیٰ پر لازم ہے اور ثعلبی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے شعبی سے شکایت درد گردوں کی کی شعبی
نے کہا کہ تو اساس القرآن پڑھا کر اور درد پر دم کر لیا کر اور شیخ نے کہا کہ اساس القرآن کون سی سورت ہے
شعبی نے کہا کہ سورہ فاتحہ ہے اور **بعضے بزرگون نے** تحریر کر کے لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم
ہے اور پڑھنا اسکا ہر مطلب کو مفید ہے اور اسکے دو طریق ہیں **اول** یہ ہے کہ صبح کو درمیان سنت
اور فرض کے ساتھ ملا دیوے بسم اللہ کے میم کو ساتھ الحمد للہ کے اکتالیس مرتبہ پڑھے اور چالیس روز تک مدام
پھر جو حاجت ہو ویگی حق تعالیٰ اوسکو روا کریگا اور **دوسرا** طریقہ یہ ہے کہ مہینے کے اول یکشنبہ کو
درمیان سنت اور فرض فجر کے بغیر ملانے میم کے ساتھ لام کے ستر مرتبہ پڑھنا شروع کرے اور ہر روز
اسیوقت دس دس بار کم کرتا جاوے یہانتک کہ ہفتہ کو ختم ہو جاوے اور اگر کسی پر جادو ہووے
تو یہی سورۃ پانی پر دم کر کے چالیس روز تک پلایا کرے اور اگر چینی کے پیالے پر اس سورت کو گلاب اور
زعفران سے لکھ کر چالیس روز تک پلایا کرے تو پھر جن کو اور سحر جادو کو مجرب ہے اور اگر دانت
مین اور سر مین یا شکم مین کسی کے درد ہووے اور اس سورت کو سات بار پڑھکر دم کر دیوے تو یہ
بھی بہت مجرب ہے۔ تمام ہوئی تفسیر سورہ فاتحہ کی حق تعالیٰ ہمکو اور سب بھائی مسلمانون کو اسکا
فائدہ نصیب کرے اور قرآن شریف کے معنے ہم سب کو سمجھا دے اور شرک سے
اور بدعت سے باز رکھے اور اپنے بندون کے گروہ مین ہمکو داخل
کرے اور سلف کے طریقے کی ہمکو راہ دکھاوے
آمین آمین آمین یا رب
العالمین فقط

تکملہ

فائدہ کچھ حال مؤلف اس تفسیر کا لکھا جاتا ہے کہ مولوی حافظ **محمد اکرام الدین** صاحب ان کا
نام تھا اور دار الخلافہ شاہجہان آباد ان کا مقام تھا اور قدوۃ المفسرین زبدۃ المحدثین جناب حضرت
شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کی خدمت سے ذخیرہ سعادت دارین حاصل کیا کرتے
تھے اور ہمیشہ مجلس وعظ شریف سے فیضیاب معانی اور حقائق ہوا کرتے تھے چنانچہ وہ ترجمہ تمام و کمال مع ربط
قرآن مجید کا اور لطائف اور نکات اوسکے حضرت ممدوح کی زبان سے سنے اور جواہر بیشمار دقائق و

اسرار اونکے بیان سے جیسے حضرت ممدوح نے اس جہان گذران سے فردوس اعلی کو انتقال کیا
او ہوئے الہ آباد مین لطلب معاش پیشہ عطاری کو اختیار کیا ساکنین وہان کے فصاحت انکی
پر شیفتہ اور لطیف تقریر پر فریفتہ تھے انہین دنوں مین جناب سید السادات منبع الفیوض و برکات
حضرت سید احمد صاحب قدس اللہ سرہ السامی تشریف لائے اور اوس شہر مین انوار فیضان کے
پھیلائے انکا لطف بیان سنکر وعظ گوئی کے لیے ارشاد فرمایا اور دعا دیکر دست مبارک سر و
سینے پر پھیر کر اُن کو منبر پر بٹھلایا اوس روز سے اُن کی تقریر میں نہایت فصاحت اور بلاغت
پیدا ہوئی کہ خلائق الہ آباد اور شاہجہان آباد وغیرہ کی اون کے وعظ کی شیدا ہوئی یہانتک کہ
مجلس وعظ مین مردم بیشمار آتے تھے اور انکی زبان سے اہل علم اور بے علم سے حظ وافر
اٹھاتے تھے حق تبارک و تعالی اُن کو جزائے حسنی بخشے اِنَّ اللّٰہَ
لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ - وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا
اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ — اَللّٰہُ الصَّمَدُ

خاتمۃ الطبع

بھائی مسلمانون کو مژدہ
ہو کہ رسالہ تحفۃ الاسلام بعسیر سورہ
فاتحہ مؤلفہ عالم ربانی مقبول بارگاہ صمدانی واعظ
باعمل جناب مولانا مولوی حافظ اکرام الدین صاحب
شاہجہان پوری علیہ الرحمۃ و الغفران ۱۳۰۱ ہجری شہر لاہور محلہ
سادھوان مطبع صدیقی مین خوشنمائی کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ و
پیراستہ ہو کر مقبول جہان ہوا اللہ تعالی بھائی مسلمانون کو اسپر عمل کرنے کی توفیق بخشے اور
اسکے مؤلف اور سپر عمل کرنیوالون اور اسکے چھپوانے والے کو خلد برین مرحمت فرماوے آمین یا الہ العلمین

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ — وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

خواہش رہی تھی کہ تم اردو زبان میں ایک ایسی تفسیر الہدی جو نہ بہت لمبی چوڑی ہو نہ مختصر بلکہ متوسط و وسط ہو قرآن
پاک کا مطلب سمجھاوے کم علموں کو ہدایت کا رستہ دیوے مجھکو اتنی فرصت کہاں تہی کہ میں اس کام کا ارادہ کرتا
لیکن جب تقاضا زیادہ ہوا تو چار ناچار غرہ رمضان ۱۳۰۲ ہجری روز دوشنبہ سے میں نے اس تفسیر کا شروع کیا
موضح قرآن کو اسکے مؤلف نے سنہ ۱۲۰۵ ہجری میں لکھا تھا جسکو تین برس کم سو برس ہوئے ترجمہ تھا اب یہ تفسیر
اسکے شہر رمضان میں اسلیے شروع کیا کہ سب سے پہلے نزول قرآن پاک کا آسمان دنیا سے رب العزت پر اسی مبارک مہینے
میں ہوا تھا کما قال تعالی شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ اس تفسیر میں ترجمہ آیتوں کا مع فوائد کے موضح قرآن
سے لیا ہے باقی مطالب تفسیر حافظ ابن کثیر تفسیر قاضی محمد بن علی شوکانی تفسیر فتح البیان سے لیکر لکھے ہیں عبارت موضح
قرآن کو مطابق روزمرہ حال کر لیا ہے بالکل موافق اصل کے نہیں لکھا اسلیے کہ تین کم سو برس کی مدت میں بعض
محاورے اردو زبان کے بدل گئے ہیں اس تفسیر سے یہ غرض ہے کہ عامہ اہل اسلام اپنی بولی میں اللہ کا کلام سمجھیں
قرآن شریف کا مطلب بوجہ لیں اسی سبب سے جو باتیں علمی تہیں جنکو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں جیسے مسائل علم
صرف نحو معانی بیان قرات وغیرہا کے وہ اس تفسیر میں نہیں لکھے فقط مقصود کتاب اللہ پر اکتفا کیا گیا
جو تفسیر قرآن شریف کی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین یا لغت عرب سے
ثابت ہوئی ہے وہی اس تفسیر میں لکھی گئی ہے کیونکہ جیسا مطلب اللہ کی کلام پاک کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
و اہل قرون ثلثہ مشہود لہا بالخیر سمجھے تہے ویسا مطلب ہرگز کوئی عالم بیان نہیں کر سکتا ہے علاوہ اسکے قرآن کے
معنے اپنی رائے یا غیر کی رائے سے بیان کرنا یا علم معقول کو اسمین ملانا بڑا گناہ ہے بہتر وہ ہے کی تفسیر تو وہی ہے جو
سلف سے نقل ہو کر ہم تک پہونچی ہے سب اہل اسلام پر یہ بات لازم ہے کہ جسطرح اول اپنے بچوں کو قرآن پڑہاتے ہیں
اسیطرح اس بات کا بہی اہتمام کریں کہ جو بچہ حرف شناس ہو کر اردو زبان پڑہنے سمجھنے لگے اوسکو اول موضح
قرآن کا سبق دیں تاکہ وہ قرآن شریف کی لفظی معنے سمجھ لے پہر اوسکو یہ تفسیر پڑہاویں اسمیں یہ فائدہ ہوگا
کہ سب سے پہلے اللہ کی کلام کا مطلب اسکے جی میں بیٹھ جاویگا جب قرآن پاک پڑھ لیا اور اسکا مطلب سمجھ لیا تو پہر
کتابیں حدیث کی پڑہاوے ان کتابوں کا ترجمہ بہی اردو زبان میں ہو گیا ہے پہر جسکو فقط معلوم کرنا احکام دین
کا مقصود ہو تو اوسکو اتنا علم واسطے عمل کے کافی ہے اور جسکو اللہ ہمت بلند نعمت رحمت بخشے اور وہ سارے
علم درسی پڑہکر عالم ہو جاوے تو اوسکے لیے تفسیریں عربی زبان کی صحاح و سنن کی کتابیں موجود ہیں وہ انکو
پڑہے پڑہاوے درجہ عالی حاصل کرے قرآن شریف میں فرمایا ہے کیا برابر ہو سکتے ہیں یعنے

مہینہ رمضان کی جسمین اتارا گیا قرآن ...

نہیں ہو سکتے جنکو علم ملا ہے اونکے بڑے بڑے رتبے ہیں اللہ سے وہی لوگ ڈرتے ہیں جو عالم ہوئے ہیں جب انہیں
کو ملیگی جو اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں اللہ کو بغیر علم کے کوئی نہیں پہچان سکتا علم یہی ہیں جو تین ہیں ایک اللہ کا کلام
دوسرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت تیسرے فرائض کا علم اسکے سوا جو کچھ ہے وہ سب فضول
ہے آیا تو کیا نہ آیا تو کیا دین دنیا کی درستی انہی علوم قرآن و حدیث و فرائض کفایت کرتے ہیں جب اونپر عمل ہوا
تو سمجھو جو ہر درست ہو گئی اب کچھ بھی باقی نہیں رہا کہ اوسکے لیے آدمی بے فائدہ کوئی محنت اوٹھاوے اب ایسا آدمی
جسنے کلام اللہ شریف مع ترجمہ و تفسیر پڑھ لیا ہے حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل کر لیا ہے
انشاء اللہ تعالی مصداق اس آیت شریف کا ہو جاویگا وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ
الصَّالِحِينَ اور مدار دین اسلام کا دو امر پر ہے ایک اخلاص دوسرا صواب اخلاص کے یہ معنے ہیں کہ خالص
اللہ کو پوجے کسی چیز کو اوسکی عبادت میں کسی طرح بھی حال میں کسی طرح بھی شریک کرے اُسیکو اپنا معبود ٹھیرائے
اُسیکو اپنا رب جانے تمام ہوئی توحید الوہیت و ربوبیت کی صواب کے یہ معنی ہیں کہ عمل مطابق صحیح حدیث ظاہر
سنت کے کرے بدعت و رائے کی ہوا بھی لگنے نہ دے سو یہ دو باتیں کسی مسلمان میں جمع ہو جاتی ہیں تو وہ شخص مومن
کامل ہو جاتا ہے ورنہ اوسکے ایمان میں نقصان ہے کیونکہ اخلاص نہ ہوا تو ضرور ہے کوئی نہ کوئی کھلا
چھپا شرک اوس سے صادر ہوگا یا اوسکے عقیدے میں موجود ہوگا صواب نہ ہوا تو عمل میں بدعت آ گھسی کہ
ہر بدعت گمراہی ہوتی ہے اب یہ شخص شرک بدعت میں پھسکر بالکل بیباک ہو گیا پہلے پاس بٹھانا ہمیں ہو کر
نسناس بنا لاحول ولا قوۃ الا باللہ بہر حال اس تفسیر کو اردو زبان میں بہت سہل و آسان کرکے لکھا
گیا ہے اسکا نام تاریخی **ترجمان القرآن بلطائف البیان** رکھا ہے اللہ تعالے اس خدمت
کو اپنے فضل و کرم سے ویسا ہی خالصاً لوجہ اللہ قبول فرماوے جسطرح ان دو ترجمہ فارسی و ہندی
کو ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالے سے قبول فرما کر ایک عالم کو اوسسے فیضیاب مستفید و ہدایت کیا ہے جسطرح ہمارا
سلسلہ سند کتاب و سنت کا ان بزرگوں تک پہنچا ہے اسیطرح سلسلہ قبولیت اس خدمت کا بھی ان دونوں ترجموں سے جا ملے
اللہ کے احسان و انعام سے یہ بات کچھ دور نہیں ہے اللہ پاک پہلی مجھکو پھر میرے اہل و اولاد کو پھر سارے مومن مرد و عورت
کو توفیق اتباع کتاب و سنت کا روزی کرے اللہم آمین **مقدمہ** اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا
لِكُلِّ شَيْءٍ یعنے اتاری ہمنے تجھپر کتاب جو بیان کرتی ہے ہر چیز کو اور فرمایا مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ یعنے
نہیں چھوڑی ہمنے کتاب میں کوئی چیز حدیث میں آیا ہے سَتَكُونُ فِتَنٌ قُلْتُ وَمَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا قَالَ

کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم اسکو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے یعنے
عنقریب کچھ فتنے ہونیوالے ہیں کسی نے کہا اون سے نکاسی کیونکر ہوگی فرمایا اللہ کی کتاب موجود ہے اسمیں اگلی پچھلی خبر حال کا
حکم ہے ابن مسعود کہتے ہیں جو کوئی علم سیکھنا چاہے وہ قرآن کو حاصل کرے اسمیں اولین وآخرین کی خبر ہے اس اثر کو
سعید بن منصور نے روایت کیا ہے بیہقی نے کہا مراد علم سے سمجھنا اصول علم ہے حسن بصری نے کہا ہے اللہ نے ایک سو چار
کتابیں اوتاریں سب کتابوں کا سارا علم ان چار کتابوں میں رکھا توریت انجیل زبور فرقان پھر پہلی تین کتابوں کا سارا
علم فرقان میں رکھا پھر فرقان کا سارا علم مفصل میں رکھا پھر سارا علم مفصل کا فاتحہ میں رکھا تو گویا جسنے تفسیر سورۂ فاتحہ کی معلوم
کرلی اوسنے گویا سب کتب منزلہ کا علم حاصل کرلیا اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے امام شافعی رح فرماتے ہیں جو کچھ ائمہ دین کہتے
ہیں وہ سنت کی شرح ہے سنت یعنے حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ساری سنت شرح ہے قرآن کریم کی بعض سلف
نے کہا ہے جسے کوئی حدیث نہیں سنی مگر اوسکے لیے ایک آیت کتاب اللہ کی ڈھونڈ نکالی سعید بن جبیر نے کہا ہے
نہیں پہونچی مجھکو کوئی حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹھیک ٹھیک مگر یہی اوسکا مصداق کتاب اللہ
میں پایا ہے اس اثر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یہ بھی ابن مسعود کا قول ہے کہ اس قرآن میں ہر علم اوتارا گیا ہے ہمکو ہر
چیز کا بیان بتایا ہے لیکن ہمارا علم دریافت بیان قرآن سے قاصر ہوا اخرجہ ابن جریر وابن ابی حاتم ابوہریرہ مرفوعا
کہتے ہیں اللہ تعالے اگر کسی چیز کو چھوڑتا تو ذرہ وخردلہ وبعوضہ کو چھوڑ دیتا اخرجہ ابو الشیخ شافعی نے
کہا ہے جو حکم نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے وہ سب قرآن سے سمجھا ہے حدیث عائشہ میں مرفوعا آیا ہے کہ
میں حلال نہیں کرتا کسی چیز کو مگر جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کی ہے رواہ الطبرانی یہی شافعی کا قول ہے
کہ دین میں کسی شخص پر کوئی حادثہ نہیں ہوتا مگر اللہ کی کتاب میں ایک رستہ ہدایت کا اوس حادثے میں موجود ہوتا
ہے بعض احکام جو ثابت ہوتا سنت سے ابتداءً معلوم ہوتا ہے درحقیقت وہ بھی کتاب اللہ ہی سے ماخوذ ہیں اسلیے
کہ اللہ کی کتاب نے اتباع رسول صلعم کا ہمپر واجب کیا ہے حضرت کی بات پر چلنا ہمپر فرض ٹھہرایا ہے ایکبار شافعی نے
مکہ معظمہ میں یہ بات کہی تھی کہ اے لوگو تم جو چاہو مجھسے پوچھو میں ہر بات کا جواب قرآن سے دونگا کسی نے کہا بتلا تو محرم
کو زنبور کا قتل کرنا جائز ہے یا نہیں انہوں نے کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم قال اللہ تعالی وما آتاکم
الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا پھر اسند سے یہ حدیث حذیفہ روایت کی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر پھر ایک دوسری حدیث اسند جو دو کرکی جسکا مضمون یہ تھا کہ عمر بن خطاب
رضی اللہ تعالے عنہ نے محرم کو حکم قتل کرنے زنبور کا دیا ہے بخاری نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے

اعلام غیر اگر صطلاحات صفا و بقا و حضور و خوف و ہیبت و انس و وحشت و قبض و بسط و محو ہا کو قائم کیا ف یہ
بیان اُن فنون کا ہے جسکو ملت اسلامیہ نے قرآن پاک سے لیا ہے اُن فنون کے سوا اور علوم بھی ہیں جنپر فرقان عظیم
محتوی و مشتمل ہے جیسے علم طب ہیئت ہندسہ جدل جبر و مقابلہ نجامت وغیر لیکن طب کا دار و مدار حفظ نظام صحت
و استحکام قوت وغیر ہا پر ہے یہ امور اعتدال مزاج سے تفاعل کیفیات متضادہ حاصل ہوتے ہیں سو ایک آیت کتاب
کی اس سب کو جامع ہے کما قال تعالے وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا یہہ بات بیجا سا چاہیے کہ اعادہ صحت کا بعد
اختلال کے حدوث شفائی مرض کا بعد اعلال کے کس چیز سے ہوتا ہے سو یہ بات اس آیت شریف سے معلوم ہوئی
شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاۗءٌ لِلنَّاسِ یہہ طب اجساد طب قلوب کو اور بڑہا دیا فرمایا وَشِفَاۗءٌ لِمَا فِي الصُّدُوْرِ
ہیئت اُن آیتوں کی بیچ ہیں بیان کی گئی ہے جنمیں ملکوت سماوات و ارض کا بیان مخلوقات کے پہیلا ہیکا
عالم علوی و سفلی میں ذکر ہے ہندسہ جیسے آیت کریمہ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ
مِنَ اللَّهَبِ اسمیں قاعدہ ہندسیہ موجود ہے کہ شکل مثلث کے لیے سایہ نہیں ہوتا جدل کی راہیں مقدمات و نتائج
و قول بموجب و معارضہ وغیرہ اشیاء کثیر بہت آیات کتاب اللہ حاوی ہیں ہاں من مناظرہ ابراہیم علیہ السلام
اصل عظیم اساس قدیم ہے جبر و مقابلہ کی یہ صورت ہے کہ اوائل سور میں ذکر مدد اعوام و ایام تواریخ امم سالفہ کا آیا ہے اسمیں
بقائے ملت اسلامیہ تاریخ مدت دنیا ہے کہ کتنی گذری کتنی رہی موجود ہے بعض کو بعض میں ضرب کرنے سے یہ
سارے حالات معلوم ہو سکتے ہیں نجامت اس قول میں ہے اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ ابن عباس نے اسکی تفسیر اسی کے
ساتھ کی ہے بعض نے کہا ہے مراد اس سے اسناد علم حدیث ہے اس آیت کو اگر دو علم کی دلیل اصل ٹہراویں تو کوئی مانع
نہیں ہے قرآن پاک سے حکم اتباع سنت و تقلید کا تو صاف نکلتا ہے اس آیت شریف سے سلسلہ اسناد کا علم
ہوتا ہے ثابت ہوا و للہ الحمد ف قرآن پاک میں جس طرح اصول جملہ علوم و فنون کے موجود ہیں اسیطرح اصول
صنائع و اسماء آلات کی بہی جنکی ضرورت ہوا کرتی ہے مذکور ہیں مثلاً صنائع کے خیاطت ہے یعنی درزیکا کام جیسے
یہ دلیل ہے وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ اس آیت سے کام کعش دوزیکا بہی سمجھا جاتا ہے جوتے گانٹھنے کو عربی میں خصف
کہتے ہیں حدادت یعنی آہنگری کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ نجاری یعنی معماری کا
کام اسکا ذکر بہت آیتوں میں آیا ہے قال تعالیٰ وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ نجارت یعنی بڑہئی گری کا ذکر اس آیت میں ہے اَنِ اصْنَعِ
الْفُلْكَ غزل یعنی سوت کاتنے کا ذکر اس آیت میں ہے نَقَضَتْ غَزْلَهَا نسج یعنی جلاہے کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے
كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا فلاحت یعنی کہیتی باڑیکا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ

سہل اد دیکھو تو جو بوتے ہو ۱۲ سو صد قرآن

اسکے سوا اور آیات میں بھی یہ ذکر آیا ہے صید یعنی شکار کھیلنا اسکا ذکر کئی آیتوں میں آیا ہے غوص یعنی غوطہ مارنا اسکا ذکر
اس آیت میں ہے کُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً صیاغت یعنی سناری کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے
وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا زجاجت یعنی شیشہ آلات کا کام اسکا ذکر اس آیت میں
ہے صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ فخارت یعنی خشت پزی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے
فَأَوْقِدْ لِي يَا هَامَانُ عَلَى الطِّينِ ملاحت یعنی ملاحی و تیراکی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ
لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ کتابت یعنی لکھنے کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے عَلَّمَ بِالْقَلَمِ اسکے سوا اور بھی
میں بھی یہ ذکر آیا ہے خبز و طحن یعنی نان پزی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے أَحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي خُبْزًا طبخ یعنی
باورچی گری کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے فَجَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ غسل و قصارت یعنی گازری کا کام اسکا ذکر اس آیت میں آیا
ہے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ یہ حواری دھوبی تھے جزارت یعنی قصابی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے
إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ بیع و شرا یعنی سوداگری کا کام اسکا ذکر بہت آیتوں میں آیا ہے صبغ یعنی رنگریزی کا کام اسکا ذکر
اس آیت میں ہے صِبْغَةَ اللَّهِ وَبِيضٌ وَحُمْرٌ حجارت یعنی سنگ تراشی کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے وَتَنْحِتُونَ
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا کیل و وزن یعنی وزن کشی کا کام اسکا ذکر بہت آیتوں میں آیا ہے رمی یعنی تیر اندازی
کا کام اسکا ذکر اس آیت میں ہے وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ قوت کی تفسیر
حدیث شریف میں گو تیر اندازی آئی ہے مگر لفظ عام ہے ہر طرح کے فن سپاہگری کو بھی شامل ہے جیسے بندوق چلانا گولہ
مارنا توپ چھوڑنا اسمیں یہ بھی بدخول اولیٰ داخل ہوگی اسیطرح اسمائے آلات و ضروب ماکولات و مشروبات و منکوحات و جمیع
وقائع کائنات جو قرآن عظیم میں مذکور ہیں اس آیت کے معنے کو ثابت کرتے ہیں مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ تمام ہوا
کلام سیوطی کا مع زیادات قال الکاتب السیوطی ان کلام میں ذکر کس دوری و علم ہیأت و حدیث کا کلام سیوطی پر بھی بڑھا دیا
گیا ہے اسیطرح کریمہ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ سے فن نظام و انتظام لشکر ثابت ہوتا ہے اور کریمہ
وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ میں سارے صنائع جدید داخل ہیں جو قیامت تک دنیا میں حادث ہوں غرضکہ جب کوئی شخص
قرآن شریف میں جتنا زیادہ غور کرتا ہے تو اتنا ہی ہر بات کو جان لیتا ہے کہ اللہ پاک کی کتاب پاک ہر شے پر مشتمل ہے
خواہ بطریق دلالت نص ہو یا بطور اشارت نص تو ہے انواع علوم سو کوئی باب و مسئلہ کسی علم کا ایسا نہیں ہے
جسکی کچھ اصل و بنیاد قرآن شریف میں نہ ہو ضرور ہی قرآن میں کوئی نہ کوئی دلالت اسپر ہے اسلئے یہ ہو سکتی
ہے اگر ہمنے اسکو نہ پایا تو یہ ہمارے علم و فہم کا قصور ہے نہ کتاب اللہ کا قصور **ف** قرآن مجید میں علم عجائب

مخلوقات کا علم ملکوت ارض وسموات کا علم آخرت کا حوائق اعلیٰ اور تحت الثریٰ میں ہی علم بدء خلق کا نام ہے انبیا
انبیا ورسل و ملائکہ کے عیوب اخبار امم سابقہ کے سوا دہیں جس طرح قصہ[1] آدم کے نکلنے کا مع ابلیس کے جنت سے و قصہ[2] ہابیل
قابیل کا بعد ان کے تجارت قصہ[3] رفع ادریس کا آسمان پر قصہ[4] غرق قوم نوح کا قصہ[5] عاد اولیٰ و ثانیہ کا قصہ[6] ثمود کا قصہ[7] یونس کا
قصہ[8] اصحاب کہف کا قصہ[9] اصحاب الرس کا قصہ[10] ثمود و ناقہ کا قصہ[11] قوم لوط و قوم شعیب کا اور دونا رسل ہونا انکا
قصہ[12] موسیٰ کی ولادت کا پھر دریا میں پھینکنے کا پھر قتل قبطی کا پھر مدین کو جانے کا پھر وحی و تعشیر
کا پھر تکلم باری تعالیٰ کا جانے طور میں پھر آنے کا پاس فرعون کے پھر نکلنے کا مصر سے پھر فرعون کے ڈوبنے
کا پھر گوسالہ کے پوجنے کا پھر قوم پر صاعقہ گرنے کا ذکر قتیل بنی اسرائیل و ذبح البقر کا قصہ[13] قتل جبارین کا قصہ[14]
مصاحبت خضر کا قصہ[15] قوم کے جانے کا سرنگ کی راہ سے جس کو قصہ[16] طالوت و داؤد کا ساتھ جالوت کے قصہ[17]
سلیمان کا ساتھ بلقیس ملکہ سبا کے قصہ[18] اس قوم کا جو ڈر سے طاعون کے بھاگ نکلے اللہ نے انکو مار کر پھر جلایا قصہ[19]
ابراہیم کا اور مجادلہ انکا ساتھ اپنی قوم کے اور مناظرہ ساتھ نمرود مردود کے قصہ[20] چھوڑنے ہاجرہ و اسمعیل کا مکہ معظمہ میں قصہ[21]
بنائے کعبہ کا قصہ[22] ذبیح کا قصہ[23] یوسف علیہ السلام کا یہ قصہ بہت بسط سے مذکور ہے اسمیں مذمت عشق و فسق
کی اور تقویٰ و طہارت کی ہے قصہ[24] مریم کا اور ولادت عیسیٰ اور انکے سوال و رفع کا آسمان پر قصہ[25] زکریا کا قصہ[26]
یحییٰ کا قصہ[27] ایوب کا قصہ[28] ذا الکفل کا قصہ[29] ذا القرنین کا اور جانا انکا مطلع و مغرب شمس تک اور بنانا
سد یاجوج و ماجوج کا قصہ[30] اصحاب کہف کا قصہ[31] اصحاب رقیم کا قصہ[32] بخت نصر کا قصہ[33] ان دو شخصوں کا جن میں ایک
صاحب باغ تھا قصہ[34] اصحاب جنت کا قصہ[35] مومن آل یس کا قصہ[36] اصحاب فیل کا قصہ[37] جبار کا جسنے ارادہ صعود
کا آسمان پر کیا تھا پھر ہر ایک قصے کے پیچھے اوس قدر مواعظ و حکم ہیں جنکی تفصیل کے لیے ایک دفتر کافی نہیں ہوسکتا
ہے **ف** قرآن شریف میں اعتبار مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی فرمایا گیا ہے انکا مبعوث ہونا
ہجرت کرنا دعوت ابراہیم بشارت عیسیٰ علیہما السلام ہونا ذکر کیا ہے مجملاً غزوات کی ذکر غزوہ بدر کا سورۂ انفال
میں ذکر غزوۂ احد کا سورۂ آل عمران میں غزوہ خندق کا احزاب میں نضیر کا سورۂ حشر میں حدیبیہ کا سورۂ فتح
میں تبوک کا سورۂ براءت میں حجۃ الوداع کا مائدہ میں پھر قصہ نکاح زینب بنت جحش کا تحریم سریہ تظاہر ازواج قصہ
افک عائشہ صدیقہ کا قصہ شب معراج کا قصہ انشقاق قمر کا قصہ سحر یہود کا مفصلاً یا مجملاً ایسا جسکو سب نے سمجھا
نازل کیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر و حیات و بات چیت کی قسم کھائی ہے لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ
لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ وَقِيلِهٖ يَا رَبِّ سارے کتب سیر اسلام گویا انہیں حالات و واقعات و مقالات

کی شرح ہیں **ف** انسان کا حال بدو خلق سے موت تک پھر کیفیت موت و قبض روح کے ذکر کیا ہے پھر یہ بیان
کیا ہے کہ بعد عود روح کے طرف آسمان کے کیا ہوتا ہے مومنین کے لیے فتح باب کرتے ہیں اور کفار کو اوپر سے نیچے
گرا دیتے ہیں عذاب قبر سوال قبر مقر ارواح اشراط ساعت کبری کا الگ ذکر ہے یہ دس علامتیں ہیں نزول
عیسیٰ خروج دجال خروج یاجوج ماجوج سیر دابۃ الارض دخان ہدم قرآن طلوع شمس از مغرب بند ہونا دروازہ
توبہ کا ہونا خسف کا احوال بعث جیسے نفخ صور واسطے فزع و صعق کے دوسرا نفخ واسطے بعث و حشر و
نشر کے احوال موقف کا شدت حرارت آفتاب کی سایہ عرش کا صراط میزان حوض حساب ایک قوم کا بخشا
ہونا دوسری قوم کا گناہی عصاۃ کی دنیا کتاب کا داہنے یا بائیں ہاتھ میں ملنا پیشی ذکر شفاعت و جنت
کا اور جو کچھ جنت میں ہوگا جیسے ابواب جنت کا انہار اشجار ثمار زیور ظروف درجات رویت الٰہی ذکر نار کا
اور جو کچھ نار میں ہے انواع ردیہ و عقبات اقسام عذاب سے جیسے زقوم و حمیم و غسلین وغیر ذلک ان
سب کا حال اگر بطریق بسط لکھا جاوے تو کئی مجلد میں آوے جسقدر کتب معتمدہ ائمہ اسلام نے ان سب
ابواب میں لکھے ہیں وہ سب کتب گویا تفسیر ہیں قرآن کی بابت ان امور کی جنکو انہوں نے سنت صحیحہ و
آثار قویہ سے صراحۃً یا اشارۃً اجمالاً یا تفصیلاً سمجھا بوجھا ہے **ف** قرآن شریف میں اللہ پاک کے ساری اسمائے حسنے
موجود ہیں جسطرح حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اللہ پاک کے ننانوے ۹۹ نام ہیں جو کوئی انکو یاد کریگا وہ بہشت میں جاویگا
سوا ان اسمائے حسنی کے دیگر اسما و صفات قرآن میں آئے ہیں اسیطرح بہت سے نام رسول محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کے اسمیں مذکور ہیں کچھ اوپر ستر شعبے ایمان کا اسی قرآن میں ہے شرائع اسلام تین سو پندرہ آئے ہیں انواع کبائر کا ذکر الگ کیا
ہے اقسام صغائر جدا بتلائے گئے ہیں ہر حدیث نبوی کی تصدیق علیحدہ فرمائی گئی ہے سو جسنے علم حدیث میں ساری سنت
مطہرہ کی شرح و تفسیر قرآن پاک ٹھیرا تو سمجھو کہ فہم قرآن کا موقوف ہوا علم سنت پر پس جسکو علم حدیث نہیں ہے وہ عالم
قرآن بھی نہیں ہے اسیطرح جب کوئی عامل بالسنۃ نہیں ہے وہ عامل بالقرآن بھی نہیں ہوسکتا ہے گو زبانی دعوی فہم یا
عمل بالکتاب کا کیوں نہ کرے جسطرح کہ اہل رائے وغیرہ اصحاب مذاہب کیا کرتے ہیں تلک امانیہم ہنوز دلی دور است ع مسکہ
قول مجمل بیان میں فضائل کتاب اللہ کے یہ ہے جو اسجگہ بطور نمونہ ذکر کیا گیا جس علم و فن قرآنی کو دیکھو خواہ صریح ہو یا
بطور ایما بحث نکلتی ہی کہتا ہی ع محذرات سراپردہائے قرآنی + چہ دلبر اند کہ دل میبرند پنہانی + قرآن و
حدیث کی لذت وہی شخص پا سکتا ہی جسکو ہمراہ علم نافع کے توفیق عمل صالح اخلاص کی بھی حاصل ہوئی ہے ورنہ
اکثر اہل زمانہ کی وہی مثل ہے ع کہ نکتہ دان نشود کرم گر کتاب خورد + انواع علوم قرآن میں بہت لوگوں نے

کہ اس تصنیف و تالیف کی ہیں کسی نے ہمارے دل میں کسی نے معرفت مبہمات میں کسی نے سوا طن دل میں سب سے
زیادہ جامع کتاب اتقان سیوطی رحمہ ہے انکا احسان ساری امت کی گردن پر ثابت ہے پھر کتاب اکلیل میں آئے ہوئے مختصر
طور پر بہت اچھے اچھے استنباط اس علم کے بعض آیات کتاب اللہ سے ذکر کیے ہیں جنکے دیکھنے سمجھنے سے مرد فہمیدہ عالم
سعید مسکے لیں قدر کتاب اللہ کی بڑہتی ہے غزالی سے یہ نقل کیا ہے کہ آیات احکام عدد میں پانسو آیت ہیں
بعض نے کہا کہ ایک سو پچاس آیت ہیں شاید مراد ان صاحبوں کی یہ ہوگی کہ صرائح احکام اسیقدر آیات میں ہیں ورنہ
آیات قصص و امثال وغیرہ سے بہت احکام نکل سکتے ہیں اسیطرح حافظ ابن الوزیر نے لکھا ہے کہ وہ آیات
احکام جنکا حفظ رکھنا مجتہد مطلق کو ضرور ہے ایکسو چھتیس آیت ہیں بس ہیں میں ان آیات کی تفسیر عربی میں نیز
لکھی ہے اوسکا نام نیل المرام ہے شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کتاب الامام میں لکھا ہے کہ اللہ نے قرآن شریف
میں جو امثال ذکر کیے ہیں مطلب اونسے تذکیر و وعظ ہے اسلیے کہ بعض اونمیں مشتمل ہیں بیان تفاوت مراتب ثواب
و حبط عمل یا مدح و ذم اعمال پر سو یہ سب امثال دلیل ہیں احکام پر پھر یہ کہا ہے کہ معظم آیات قرآن احکام سے خالی
نہیں ہیں ابواب حسنہ و اخلاق جمیلہ پر مشتمل ہیں کسی آیت سے کوئی حکم صراحۃً نکلتا ہے کسی آیت سے بطور استنباط حاصل
ہوتا ہے خواہ دوسری آیت سے ملا کر نکالا جاوے یا بغیر ملانیکے جیسے استنباط تحریم استمنا کا اس آیت سے
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ الی قوله فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ
اور صحیح ہونا انکحہ کفار کا اس قول سے وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ اور صحیح ہونا صوم جنب کا اس قول سے فَالْـٰٔنَ
بَاشِرُوْهُنَّ اِلٰى قَوْلِهٖ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ یہ سب مثالیں ہیں استنباط کی بلا ملانے کے اور ملا کر نکالنا سو اوسکی مثال
یہ ہے جیسے استنباط چھ مہینے کی حمل کا اس قول سے وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا مع قوله وَفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ
پھر کبھی یہ استدلال احکام پر کسی صیغے سے ہوتا ہے کبھی اخبار سے جیسے اُحِلَّ لَكُمْ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ
کبھی اس خیر و شر نفع و ضرر سے جو عاجل یا آجل میں مرتب ہوتا ہے پھر اسکے انواع ہیں جیسے ترغیب یا ترہیب عباد
تقریب لیے الافہام سو جو کام ایسا ہے کہ اسکو شارع نے معظم رکھا ہے یا اسکی مدح کی یا اوسکے فاعل کو ممدوح کیا یا اسکو
یا اوسکے فاعل کو محبوب ٹھیرایا یا اوس سے یا اسکے فاعل سے خوشنودی ظاہر کی یا اسکو موصوف باستقامت یا برکت
یا طیب فرمایا یا اسکی یا اسکے فاعل کی قسم کھائی جیسے قسم شفع و وتر و خیل مجاہدین و نفس لوامہ کی یا اسکو سبب ٹھیرایا
ذکر و محبت یا ثواب عاجل یا آجل یا شکر یا ہدایت یا مغفرت گناہ یا تکفیر سیئات یا قبول یا نصرت فاعل یا بشارت کا ٹھیرایا
یا کسی امر کو معروف کہا یا اوسکے فاعل کو نفی حزن و خوف فرمائی یا اسکو وعدہ امن کا دیا یا اوسکو سبب اپنی

ولایت وقربت کا کہا یا صفت مدح سے اوسکو نام کیا جیسے حیات یا نور یا شفا یا رحمت سو یہ سارے اقسام دلیل ہیں اوسکی
مشروعیت کی خواہ وہ واجب ہوں یا مندوب اور جس کام کا ترک کرنا مطلوب شارع ہوا یا اوسکے فاعل کو مذموم کہا ہے
یا اوسپر عتاب کیا ہے یا اوسکو ممنوع کہا ہے یا اوسپر لعنت کی ہے یا اوس سے نفی محبت کی یا رضائی سے یا اوسکے فاعل
کو تشبیہ بہائم یا شیاطین سے دیا ہے یا مانع ہدایت یا قبول کا بتایا ہے یا اوسکا وصف ساتھ کراہت کے کیا ہے یا
کیا ہے یا اوسکو سبب نفی صلاح وفلاح یا عذاب عاجل یا آجل کا قرار دیا ہے یا اوسکو ساتھ ذم ولوم یا ضلالت یا
معصیت یا وصف ساتھ رجس یا نجس یا فسق یا اثم یا سبب اثم یا لعن یا غضب یا زوال نعمت یا حلول نقمت کے
کیا ہے یا اوسکو کوئی حد یعنی سزا دی ہے یا قسوت یا خزی یا ارتہان نفس یا عداوت خدا یا محاربہ یا استہزا یا سخریہ
یا سبب نسیان فاعل بتایا ہے یا نفس کا وصف ساتھ صبر یا حلم یا صفح یا عفو کرنیکے کیا ہے یا اوس سے توبہ کرنے کی
طرف بلایا ہے یا اوسکے فاعل کو وصف خبث یا حقارت یا ذلت کیا ہے یا اوسکو طرف عمل شیطان کے منسوب فرمایا ہے
یا تزیین ابلیس یا اوسے ملعون کہا ہے یا وصف اوسکا کسی صفت ذم سے کیا ہے جیسے ظلم یا بغی یا عدوان یا اثم
یا پیغمبر بیزار ہوا ہے انبیاء کا اس کام سے یا اوسکے فاعل سے یا شاکی ہوا اونکا طرف اللہ کے ذکر کیا ہے یا اوسپر جرأت کرنے
سے نہی کی ہے یا اوسکے فاعل کو جاہل کہا ہے یا اوسپر حرمان جنت کو مرتب کیا ہے یا اوسکے فاعل کو
عدو اللہ یا اللہ کو اوسکا عدو ٹھیرایا ہے یا فاعل کو محارب خدا ورسول یا حامل اثم غیر کہا ہے یا اوسکو لفظ لا
ینبغی لا یکون یا ما کان سے کہا ہے یا لیس من اللہ فی شیء ما انت من الرسل واصحابہ فرمایا ہے یا اوسکو سبب ایقاع عداوت
وبغض کا بیچ اہلین یا سبب عدم فلاح کا ٹھیرایا ہے یا اوسکے حق میں ہل انتم منتہون یا قاتلہ اللہ وغیرہ ذکر کیا ہے
یا یہ کہا ہے کہ اللہ اوسکے فاعل سے دن قیامت کے بات نہ کریگا نہ اوسکی طرف دیکھیگا نہ اوسکے عمل کو درست کریگا یا اوسکے کید
کو چلنے نہ دیگا یا اوسپر کوئی شیطان گماشتہ ہے یا وہ کام سبب زیغ قلب کا ہے سو یہ کل انواع دلیل ہیں منع فعل وعمل مذکور
اور یہ دلالت اوسکی تحریم پر دلالت سے محض کراہت پر ظاہر تر ہے رہی اباحت سو لفظ احلال یعنی جناح نفی حرج واثم
ومواخذے سے یا اذن سے یا عفو سے یا منت رکھنے سے یا سکوت کرنے سے بیان تحریم کے یا کسی شئے کے حرام
ہونے پر انکار کرنے سے یا اس کہنے سے خلق او جعل یا مَن قتلنا کو بعد ذکر کرنے سے ثابت ہوتی ہے یہ جو یہ
دلالت ان الفاظ کی شرعیت شی پر وجوباً ہو یا استحباباً واللہ اعلم ف اللہ تعالے نے دنیا میں اپنا رسول
بھیجا وہ اوسکی طرف سے خوشخبری لائے ڈر سنا لائے یہ بات اسلیے ہوئی کہ پھر لوگوں کو کوئی حجت اللہ تعالے پر باقی نہ رہے
سب سے بعد ہمارے نبی امی عربی مطلبی مکی مدنی کو بھیجا جب وہ آئے سارے جن وانس کے لیے قیامت

تک رسول شہرت اللہ سے فرمایا ہے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ یعنے ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے
ان پڑھ نبی پر دوسری جگہہ فرماتا ہے اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا میں بھیجا ہوا ہوں اللہ کا تم سب کی
طرف تیسری جگہہ فرمایا ہے لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ بَلَغَ یعنے تاکہ ڈراؤں میں تمکو اس قرآن سے اور جسکو وہ
پہنچے سو جسکو یہ قرآن پہونچگیا ہے عرب ہو یا عجم کالا ہو یا گورا انس ہو یا جن اوسکے لیے یہ کتاب ڈر ہے
یعنے ڈرانے والی چوتھی جگہہ فرماتا ہے وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُہٗ یعنے جو کوئی گروہ اس
قرآن کو نہ مانیگا اوسکے لیے جہنم وعدہ ہے معلوم ہوا کہ قرآن کا منکر وہاں کا کوئی ہو کہیں ہو دوزخ میں
جاویگا قرآن کا انکار ایک تو یوں ہوتا ہے کہ سرے ہی سے اوسکو اللہ کا کلام ہی نہ سمجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو پیغمبر خاتم الانبیا اعتقاد نہ کرے جسطرح عقیدہ یہود ونصاریٰ وغیرہما کا ہے دوسری شکل یہ ہے کہ پیغمبر کو مانے
مگر کلام اللہ کو مخلوق جانے یہ بھی کفر ہے جسطرح عقیدہ معتزلہ کا ہے تیسری صورت یہ ہے کہ قرآن و پیغمبر دونوں پر ایمان
لائے مگر بعضے حکم قرآن کے نمانے جسطرح بعض لوگوں نے کہا ہے ہم پردے کی تعمیم فرائض کی صحت طلاق کی نہیں مانتے یہ بھی کفر
صریح ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ قرآن کا اقرار کرے مگر قرآن پر کسی امام یا عالم یا مجتہد کی بات کو غالب کرے یہ بھی در حقیقت
قرآن کا انکار ہے مقلدین مذاہب یہی کام کیا کرتے ہیں اسطرح سنت صحیحہ پر کسی کے قول یا رائے یا قیاس یا اجتہاد کو
مقدم کرنا گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر ہونا ہے جب یہ کام دیدہ ودانستہ کیا جاتا ہے تو ایمان باقی نہیں رہتا
پانچویں جگہہ کہا ہے فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنے چھوڑ دے تو
مجھکو اور اس شخص کو جو اس قرآن کو جھٹلاتا ہے میں انکو درجہ بدرجہ اوتارونگا اسطرح کہ وہ نہ جانیں گے حدیث میں آیا ہے
میں بھیجا گیا ہوں طرف ہر لال کالی کی مجاہد نے کہا ہے مراد اس سے جن و انس ہیں غرض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عالم
ہیں جو کچھ اللہ تعالے نے اس قرآن میں اونکو وحی کی ہے وہ اسکو اللہ کیطرف سے سارے انس و جن کو پہونچانے والے ہیں اللہ نے
فرمایا ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا یعنے کیوں نہیں غور کرتے
ہیں قرآن میں اگر وہ سوائے اللہ کے کسی اور کے پاس سے آتا تو اوسمیں بڑا اختلاف پاتے دوسری جگہہ فرمایا ہے کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ
اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنے یہ قرآن ایک مبارک کتاب ہے جسکو ہمنے تجھپر اتارا تاکہ یہ لوگ
اوسمیں غور کریں اور عقلمند ہوشیار ہوجاویں تیسری جگہہ کہا ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا یعنے
کیوں نہیں سوچتے قرآن کو یا اونکے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ قرآن کا اوتارنا سری پڑھنے ہی کو لیے نہیں ہے
بلکہ اسلیے ہے کہ سمجھکر اوسکا مطلب سمجھیں اوس مطلب پر چلیں یہ بات بہتر ہے ان پڑھ سے پر واجب ہے پڑھے ہیں

اس دلیل سے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ یعنے
اللہ نے جن لوگوں کو یہ کتاب دی ہے اُنسے ایسا انکا عہد لیا ہے کہ وہ اس آیت کا مطلب لوگوں کو کھولکر سنا دیں نہ چھپا دیں
اسی سے عالموں نے قرآن کی تفسیریں لکھی ہیں اور ترجمہ بھی کیا ہے اگر کوئی انکی بات سنکر اور سمجھ کر بھی حق سے جدا ہو
گئے پھر جن لوگوں نے اس عہد کو تھوڑے دام پر بیچا اللہ نے انکا کچھ بھی حصہ آخرت میں نہ رکھا قیامت کے
دن اُنسے بات بھی نہ کرے گا نہ اونکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے گا نہ اونکو اونکے گناہ سے پاک کریگا اونکے لیے تو دکھ
کی مار ہوگی جسطرح فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰہِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ
فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰہُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اس آیت
میں مست ہو اُن کتاب والوں کی جو ہم سے پہلے ہے کہ اونہوں نے اللہ کی کتاب کو جو اونپر اتری تھی چھوڑ دیا دنیا کے
جمع کرنے پر جھک پڑے کتاب کی تو پیروی نہ کی کچھ اور ہی دھندے میں لگ گئے رہی اُن پڑھ ہے اگر غور کریا قرآن میں
اس دلیل سے واجب ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ
وَلَا یَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ
یعنے کیا ابھی وہ وقت واسطے ایمان والوں کے نہیں آیا ہے کہ اونکے دل اللہ کی یاد کے لیے اور جو سچی بات اتری ہے اسکے
لیے عاجزی کریں اور جاویں یہ اُن لوگوں کی طرح نہوں جو اُنسے پہلے ہے کہ جب اونپر مدت دراز ہوئی تو اونکے
دل سخت پڑ گئے اونمیں اکثر یہی فاسق لوگ ہو گئے مراد اللہ کے ذکر اور حق سے یہی اللہ کی کتاب ہے جسنے اس
کتاب کو پڑھا اُسنے اللہ کو یاد کیا جسنے اوسکو سمجھا اوسنے حق پایا جو کوئی اسکو پڑھتے پڑھتے سمجھتے سمجھتے تھک کر بیٹھ رہا
گھبرا گیا کہ کہاں تک اسکو پڑھا کروں کہاں تک اسپر چلوں تو سمجھو کہ اسکا دل سخت ہو گیا ہے وہ سخت گمراہ ہو گیا ہے ورنہ یہ قرآن
ایسی چیز ہے کہ ایمان والا جتنا اسکو پڑھیگا اوتنا ہی اسکا ایمان قوی ہوتا رہیگا اونکے عمل کو قبولیت حاصل ہوگی
اس آیت کے بعد یہ فرمایا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُوْنَ معلوم ہوا کہ جسطرح زمین مر کر جی اٹھتی ہے اسیطرح جو دل گناہ کرتے کرتے سخت ہو جاتے ہیں ایمان ہدایت
کے ملنے سے ملائم اور نرم پڑ جاتے ہیں سو کوئی ایمان و ہدایت اس قرآن پاک کے بیان سے بہتر نہیں ہے اسی کو ہر
مسلمان پڑھتا رہے اسی کو ہر مومن ہتھیار ہے اس کتاب میں جتنا کوئی سمجھ غور کرے گا اُتنے ہی علم و رحمت و برکت کے
دروازے اوسپر کھلتے ہیں گے جتنا کوئی آدمی اس کتاب سے دور ہٹیگا اوتنا ہی اسکا دل سخت سیاہ ہو جائیگا
ایمان ہدایت سے دور جا پڑے گا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

لِكُلِّ شَيْءٍ كو هاتُ **ف** قرآن کی تفسیر یوں ہوتی ہے کہ پہلے قرآن کو قرآن ہی سے بیان کرے اسلیے کہ جو بات ایک جگہہ قرآن پاک میں مجمل آئی ہے وہ دوسری جگہہ مفصل بیان کی گئی ہے اسی طرح جو تفسیر قرآن مجید کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو چکی ہے وہ ہر چیز پر مقدم ہے بلکہ وہی تفسیر ساری امت پر حجت ہے اسکے خلاف ہرگز کہا یا کیا نہ چاہیے اسی کی پیروی سب پر واجب ہے امام شافعی نے کہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حکم دیا ہے وہ قرآن سے سمجھ کر دیا ہے اللہ نے فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا یعنی ہمنے اتاری تجھپر کتاب سچی تاکہ حکم دے تو لوگوں کو اس بات کا جو اللہ نے تجھکو دکھائی ہے یعنی موافق قرآن کے سمجھ بوجھ کر حکم دے دغا باز والوں کا حامی مت بن دوسری جگہہ فرمایا وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنی نہیں اتاری ہمنے تجھپر کتاب مگر اسلیے کہ کھولکر سنا دیوے تو انکو وہ چیز جسمیں وہ اختلاف کرتے ہیں یہ کتاب ہدایت و رحمت ہے واسطے ایماندار قوم کے معلوم ہوا کہ آپس کے اختلاف اس قرآن ہی سے دور ہو جاتے ہیں جب وہ آپسمیں بات کسی عقیدہ و حکم کے جھگڑا ہو جاوے تو چاہیے کہ قرآن سے اسکا فیصلہ کریں جو لوگ اس قرآن کو بیچ ورچ میں چھوڑ جاتے ہیں انکا ایمان درست نہیں ہے تیسری جگہہ کہا ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ یعنی ہمنے اتارا تجھپر ایک ذکر کہ کہے تو لوگوں سے جو انپر اتارا گیا ہے تا کہ وہ کچھ سوچ بچار کریں معلوم ہوا کہ قرآن پاک دو کاموں کے لیے آیا ہے ایک ذکر کے لیے جسکو تلاوت و تذکیر و وعظ کہتے ہیں دوسرے واسطے فکر کے کہ جو شخص غور کرے اوسکا مطلب صاف سمجھ لیں پھر اسکے موافق عمل کریں یہ بات نہیں ہے کہ یہ ذکر ہی کے لیے اتارا گیا ہو فکر سے کچھ واسطہ نہ رکھتا ہو بلکہ ذکر و فکر دونوں مطلوب شرع ہیں حدیث میں آیا ہے اَلَآ اِنِّيْ اُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ یعنی مجھکو قرآن دیا گیا ہے قرآن کے ساتھ وہ چیز بھی دیگئی ہے جو مثل اسکے ہے یعنی حجت ہونے میں مراد مثل سے سنت رسول اللہ صلعم ہے حافظ ابن کثیر نے کہا ہے سنت کا نزول بھی وحی سے ہوا ہے جیسے نزول قرآن کا اتنی بات ہے کہ سنت کی تلاوت مثل تلاوت قرآن کے نہیں ہوتی ہے شافعی وغیرہ اماموں نے اس بات پر بہت سی دلیلیں ذکر کی ہیں یہ جگہہ اونکے لکھنے کی نہیں ہے غرض یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر اگر قرآن میں نملے تو پہر سنت مطہرہ میں ڈھونڈے جس طرح معاذ نے وقت روانگی یمن کے کہا تہا کہ میں حکم موافق قرآن کے کرونگا اگر قرآن میں نہ ملیگا تو سنت رسول اللہ کے موافق حکم دونگا اگر سنت میں بھی نملیگا تو اجتہاد کرونگا آپنے اونکے سینہ پر ہاتھ مارکر فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اوسنے رسولِ رسول اللہ کو توفیق موافق مرضی رسول اللہ کے دی الحدیث

کی سند ہے سو جس تفسیر کی قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو پھر صحابہ کے اقوال سے لیا جانا چاہیے اسلیے کہ وہ لوگ
اہل زبان و صحبت کے بیٹھنے والے ہیں وقت نزول قرآن کے وہ حاضر و موجود ہوتے تھے اور تمام علم
صحیح و عمل صالح رکھتے تھے اور یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بیان کرتے اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے نہ سنا ہو پس اگر پایا جاوے کہ انہوں نے سب سنا تو بھی وہ اور جو سنا ہے جو لوگ حضرت
کے قول سے واقف ہیں ان کی کہاں مجال ہے خصوصاً جو انمیں بڑے عالم ہیں جیسے چاروں خلیفے اور ابن مسعود
اور ابن عباس ابن مسعود نے کہا ہے قسم ہے خدا کی نہیں اتری کوئی آیت کتاب اللہ کی مگر مجھے معلوم ہے کہ کسکے
حق میں اتری ہے اور کہاں اتری ہے اگر میں جانوں کہ کوئی مجھ سے زیادہ قرآن جانتا ہے تو میں ضرور اسکے
پاس پہونچوں پھر کہا جو کوئی ہم میں سے دس آیتیں قرآن کی سیکھ لیتا تھا تب تک وہ اوسکے معنے پہچان لیتا اور اس پر عمل
نہ کر لیتا تب تک آگے نہ بڑھتا یہ مضمون کئی روایتوں میں آیا ہے ابن عباس کو خود رسول خدا صلعم نے یہ دعا دی تھی کہ
اے اللہ اسکو دین کی سمجھ دے قرآن کے معنی سکھلا دے ابن مسعود نے کہا ہے ترجمان قرآن ہیں ابن مسعود کا انتقال ۳۲ سنہ
میں ہوا ابن عباس اسکے بعد ۳۶ برس تک جیے اب ان برسوں میں کیا کچھ علم انکو حاصل ہوا ہوگا ہاں جو باتیں ان دونوں
صاحبوں نے اہل کتاب سے حکایت کی ہیں وہ لائق استشہاد کے ہو سکتی ہیں نہ لائق اعتقاد کے کیونکہ یہ باتیں
تین قسم پر ہیں ایک وہ بات ہے جسکی صحت ہمکو معلوم ہے سو وہ بات صحیح ہے دوسری وہ بات ہے جسکا کذب ہمیں
معلوم ہے مخالف ہے ہمارے کلام کے تیسری وہ بات ہے جس سے ہمارا دین ساکت ہے سو ہم نہ اسپر ایمان لائیں نہ
اسکو جھوٹ بتائیں گو اسکی حکایت کرنا جائز ہو مگر غالباً اس قسم کی بات ذکر کرنے میں کچھ فائدہ دین کا حاصل
نہیں ہوتا ہے مثلاً نام اصحاب کہف کے کیا تھے کتے کا رنگ کیا تھا اونکی گنتی کیا ہے عصا موسی علیہ السلام کا کس
درخت کی لکڑی کا تھا ان پرندوں کے کیا نام تھے جنکو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے زندہ کر دیا تھا وہ کونسا
عضو گاؤ کا تھا جس سے قتیل بنی اسرائیل کو مارا تھا جس درخت کے پاس اللہ نے موسی علیہ السلام سے بات چیت کی تھی
وہ کونسا درخت تھا ان چیزوں کو اللہ پاک نے قرآن میں مبہم رکھا ہے انکی تعیین میں نہ کوئی دین کا فائدہ ہے
نہ دنیا کا نفع ہاں نقل کرنا خلاف کا کچھ منع نہیں ہے اسلیے کہ اللہ نے نقل خلاف کا فرمایا ہے سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ
رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ
قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ
أَحَدًا ۝ اس آیت میں ہمکو اس جگہ پر ایک ادب سکھایا تعلیم لائق فرمائی یعنی اللہ نے تین قول اونکے بیان کیے دو قول کو

صحیح ٹھیرایا ہے تیسرے قول سے سکوت کیا ہے معلوم ہوا کہ شاید یہی قول صحیح ہو اگر باطل ہوتا تو اون دونوں
کی طرح اس قول کو بھی رد کر دیتا پھر بتایا کہ اونکی گنتی پر مطلع ہونے میں کچھہ فائدہ نہیں ہے اللہ ہی کو معلوم ہے
صلی اللہ نے آگاہ کر دیا ہے پھر کہا تو اپنی جان کو ایسے کام کے پیچھے جسمیں کچھہ فائدہ نہیں ہے حقیقت میں
مت ڈال اور اس سے کچھہ اس گنتی کی پوچھہ پاچھہ کر کیونکہ سوائے گر لگانے اٹکل مارنے کے اونکو کچھہ جانکاری بھی معلوم نہیں ہے
وہ جو کچھہ کہتے ہیں رجماً بالغیب کہتے ہیں غرض کہ یہ قاعدہ حکایت خلاف کا بہت اچھا قاعدہ ہے اقوال کو جمع کر کے قول
صحیح بتا دے باطل امر کا بطلان جتا دے اسی طرح تفسیر فتح القدیر تفسیر فتح البیان وغیرہ میں کیا گیا ہے **ف**
تفسیر قرآن شریف کی قرآن پاک یا سنت صحیحہ یا قول صحابی میں نہ ملے تو اکثر علما کا قول ہے کہ تابعین کے قول کو لیوے
مگر جس شخص کو علم نہیں ہوتا ہے وہ عبارات تابعین کو مخالف یکدیگر سمجھہ کر چند قول مختلف ٹھیرا دیتا ہے حالانکہ
بات یوں نہیں ہے اسلیے کہ کوئی شخص آیت کا لازم معنے سے تفسیر کرتا ہے کوئی نظیر سے کوئی بعینہ کسی چیز سے
کرتا ہے سو ان اقسام کے غالباً ایک ہی معنے ہوتے ہیں اکثر جگہوں میں عقلمند آدمی اوسکو معلوم کر سکتا ہے دوسری
جماعت اہل علم نے یہہ کہا ہے کہ جب اقوال تابعین کے فروع میں حجت نہیں ہیں تو تفسیر میں کیونکر حجت ہو سکتے ہیں
حافظ ابن کثیر نے کہا یہ بات ٹھیک ہے لیکن جبکہ یہ سب کسی بات پر اجماع کرینگے تو پھر اوسکے حجت ہونے میں
کیا حجت ہے اوسمیں کچھہ بھی شک نہ ہوگا اگر اختلاف کرینگے تو پھر بعض کا قول نہ بعض دیگر پر حجت ہوگا نہ من بعد پر
بلکہ اوسوقت لغت قرآن یا سنت مطہرہ یا اقوال صحابہ یا عموم لغت عرب کیطرف رجوع کرینگے پھر کہا کہ تفسیر کرنا قرآن
کا رائے سے حرام ہے حدیث ابن عباس میں مرفوعاً آیا ہے جس نے کہا کچھہ قرآن میں اپنی رائے یعنے عقل و قیاس سے یا جو
بات وہ نہیں جانتا تو وہ شخص اپنی جگہ آتش دوزخ میں مقرر کرے اسکو ترمذی نے حسن کہا ہے نسائی و ابو داؤد نے بھی روایت
کیا ہے بلکہ دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جسنے کہا کچھہ قرآن میں اپنی رائے سے اور ٹھیک کہا تو بھی وہ شخص چوک گیا
اوس خطا کی معلوم ہوا کہ جب قرآن کی تفسیر کرے تو حتی الامکان اولاً قرآن پاک ہی سے کرے پھر سنت مطہرہ سے
پھر قول صحابی سے پھر اجماع تابعین سے پھر لغت عرب سے یہ پانچ مرتبے ہوئے اپنی طرف سے ہرگز کوئی بات نہ کہے اگرچہ اچھی
ہی کیوں نہ ہو اپنے سے تفسیر کرے اوسکو جہنمی فرمایا ہے حدیث فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وعید نیچریہ کے
ایک بڑی بشارت ہے جنھوں نے ساری قرآن کی تفسیر اپنی رائے یا مذہب سے گڑھی ہے جناب ابو بکر صدیق رضی
اللہ تعالے عنہ سا شخص یہ بات کہے کہ میں نہ جانے بوجھے کچھہ کتاب اللہ میں کہونگا تو کونسی زمین مجھے
اوٹھائے گی کونسا آسمان مجھپر سایہ کریگا تو پھر کسی اور شخص کی کیا ہستی ہے جو قرآن کے معنے اپنے دل سے بنائے

کسی نے عمر بن خطاب سے منبر پر پوچھا تھا کہ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا کے کیا معنے ہیں ذرا سوچکر کہا کہ اے عمر یہ تو تکلف ہے
یعنے ہر گز حق سے معنی نہ کہنا مطلب یہ کہ کیفیت نباتات کا علم کھولنا چاہیئے ورنہ یہ بات تو کھلی ہوئی ہی کہ اب
ایک گھاس ہے جسکو سب دیکھتے ہیں. وہ کہتے ہیں اسیطرح ایک شخص نے ابن عباس سے پوچھا کہ ہزار برس کا دن کیسا
ہوگا کہا نہیں جانتا کہ پچاس ہزار برس کا دن کیسا ہوگا اوسنے کہا میں تو تم سے پوچھتا ہوں فرمایا اللہ نے
ان دونوں دنوں کا ذکر اپنی کتاب میں فرمایا ہے سب سے بیچ نے مطلب یہ ہے کہ اپنی طرف سے ایسے جانے کو جیسے قرآن
شریف کے معنے تاویل کو مکروہ جانا نا پسند رکھا حاصل یہ ہوا کہ سلف تفسیر قرآن میں بہت احتیاط کرتے تھے بہت
ڈرتے تھے **ف** فضائل قرآن شریف کے بہت حدیثوں میں آئے ہیں قرآن خوان اگر چاہے کہ ثواب اجر اسکو
ملے تو یہ بات بغیر سمجھے نہیں ہو سکتی ہے کہ اوسکے معنے قرآن شریف کے سمجھ لے اس لیے کہ نتیجہ قرآن پڑھنے
کا یہی ہے پھر جو شخص معنے سمجھ لیگا تو قرآن پر عمل بھی کریگا کیونکہ بے سمجھے معنے کے عمل نہیں ہو سکتا ہے بڑی
شرم کی بات ہے کہ سارا قرآن تو حفظ ہو نوک زبان پر ہو طوطے کیطرح رات دن اسکو رٹے مگر معنے اسکے معلوم نہ ہوں
نہ حرام کی خبر ہو نہ حلال کی نہ محکم کی پہچان ہو نہ متشابہ کی نہ مجمل کی شناخت ہو نہ مفصل کی نہ ترغیب کو جانے نہ
ترہیب کو پہچانے فقط عبارت کا پڑھنا طوطے کا سا منہ سے نکالنا آتا ہو سو جو شخص کہ لفظ قرآن کے یاد کر لیتا ہے
مگر معنے نہیں سمجھتا وہ بے شبہہ اس اجر اور ثواب کامل سے محروم ہے جو حدیثوں میں آیا ہے گو مجرد تلاوت یا قرأت
کے کسیقدر اجر سے محروم نہیں مگر عالم کا اجر بے شبہہ نرے قاری سے دو چند سہ چند بلکہ ہفت صد چند بلکہ اس سے بھی
زیادہ بقدر قلت و وسعت عمل و علم کے ہوتا ہے ع بقدر گوہر باشد وسعت آغوش ساحلہا * عثمان رض نے کہا ہے رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم میں بہتر وہ شخص ہے جسنے قرآن شریف سیکھا اور سکھایا اسکو بخاری نے روایت کیا ہے عائشہ
کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص قرآن کا ماہر ہے وہ ہمراہ فرشتوں کے ہوگا وہ فرشتے جو کہ بزرگ و نیکو کار اعمال
و احوال ہیں اور جو شخص قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور یہ پڑھنا اوسپر مشکل ہے تو اوسکو دوہرا اجر ہے یہ حدیث
متفق علیہ ہے معلوم ہوا کہ برابر پڑھنا قرآن شریف کا بلا فہم معنے کے بھی خالی اجر سے نہیں ہے بلکہ جسکی زبان نہیں چلتی
اوسکو بہ نسبت صاف پڑھنے والے کے دگنا ثواب و اجر ملیگا حدیث عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ میں مرفوعاً آیا ہے
کہ اللہ تعالے اس کتاب کی سبب سے بعض قوموں کو بڑھاتا ہے بعض کو گھٹاتا ہے رواہ مسلم بڑھاتا اونکو ہے جو اسکے
معنے سمجھ کر جا بجا تمسک کرتا ہے اور اسپر عمل کرتے ہیں گھٹاتا اونکو ہے جو اسپر نہیں چلتے کچھ پروا اسکے حلال و حرام کی
نہیں لیتے ابو امامہ کا لفظ مرفوع یوں ہے تم قرآن پڑھا کرو یہ دن قیامت کے لیے یاروں کا شفیع ہوگا

رواہ مسلم۔ قرآن کے یہ وہی لوگ ہیں جو قرآن کو پڑھتے پڑہاتے سیکھتے سکہلاتے رواج دیتے رہتے ہیں رات دن
اسی کام کاج میں بسر کرتے ہیں جان و مال سے قرآن کے پہیلانے میں کوشش بجالاتے ہیں ابن عباس سے مرفوعاً
کہا ہے جس کسی شخص کے اندر کچھہ قرآن نہیں ہے وہ جیسا گہر خراب ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے
ابو سعید نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالے کہتا ہے جس شخص کو قرآن نے میرے
ذکر و سوال سے باز رکہا میں اوسکو اون سوال کرنے والوں سے بہی زیادہ دونگا فضیلت اللہ کے کلام کی سب کلاموں پر ایسی
ہے جیسے فضیلت اسکی ساری خلق پر ہے رواہ الترمذی والدارمی ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے جسنے
ایک حرف اللہ کی کتاب کا پڑہا اوسکو ایک نیکی ملی ہر نیکی دس گنی ہوتی ہے میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ الم ایک حرف
ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے اسکو ترمذی نے صحیح کہا ہے دارمی نے بہی روایت کیا
ہے حدیث علی میں مرفوعاً آیا ہے کہ جسنے قرآن کو حفظ کیا پہر اوسکے حلال کو حلال اوسکے حرام کو حرام جانا تو اللہ
اوسکو بہشت میں داخل کریگا وہ اپنے دس گہر والوں کا شفیع ہوگا ایسے گہر والے جنکے لیے دوزخ واجب ہو چکی
ہوگی رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ ابو موسے سے مرفوعاً کہتے ہیں تم خبرداری کرو قرآن کی قسم ہے خدا کی
ایسا جلد اونٹ اپنے پاس سے نہیں نکلتا اس سے زیادہ یہ قرآن نکل بہاگتا ہے متفق علیہ بہت لکھا ہے کہ جب
تک کوئی آدمی روزانہ تلاوت قرآن کرتا رہتا ہے تلاوت مذکور کی خبرداری رکہتا ہے تب تک قرآن حافظ میں
رہتا ہے جہاں سستی یا غفلت سے دو چار دن تلاوت اسکی چہوڑ دی پہر مہینوں تک نوبت قرآن پڑہنے کی
نہیں آتی ہے اسلیے خبرداری کا حکم فرمایا ہے حدیث میں امر کا صیغہ آیا ہے جس سے اس کام کا واجب ہونا ثابت
ہوتا ہے ابن عمرو نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں قرآن خوان سے کہیں گے قرآن پڑہ اور چڑہ
اچہی طرح پڑہ جس طرح تو دنیا میں پڑہتا تہا تیری جگہہ پچہلی آیت کے پاس ہے جسکو تو پڑہیگا رواہ احمد واہل السنن
الا ابن ماجہ معلوم ہوا کہ جس شخص کو جتنا قرآن یاد ہوگا ایک سے لیکر ایک پارہ تک ایک پارے سے لیکر آخر
قرآن تک اوسکی ترقی مراتب جنت میں اتنی ہی ہوگی یہ بہت بڑی بشارت ہے اوس شخص کے لیے جسکو سارا قرآن
حفظ ہے وہ جب قرآن شریف کو اول بسم اللہ سے لیکر سورۃ الناس تک پڑہ جاویگا تو برابر عدد آیات قرآن شریف کے
ترقی درجات کر جاویگا حافظ ابن کثیر نے کہا ہے قرآن شریف میں چہہ ہزار آیتیں ہیں پہر اس عدد سے زیادہ میں
اہل علم نے اختلاف کیا ہے کسی نے کہا بس اسی قدر ہیں کسی نے کہا اس عدد پر دو سو چار آیتیں زیادہ ہیں
کسی نے چودہ آیتیں زیادہ بتائیں کسی نے دو سو انیس بتائیں کسی نے دو سو پچیس یا چہبیس کہہ سنائیں

کسی نے دو سو چھتیس زیادہ شمار کرتے ہیں کلمے سو عطا بن یسار نے کہا ہے ستتر ہزار چار سو انتالیس کلمے ہیں مجاہد
نے کہا ہے تین لاکھ اکیس ہزار ایک سو اسی حرف ہیں عطا بن یسار نے کہا ہے تین لاکھ تئیس ہزار پندرہ حرف ہیں حجاج
نے حافظوں قاریوں کو جمع کرکے کہا تھا بتاؤ قرآن شریف میں کتنے حرف ہیں سب نے گنکر اسپر اتفاق کیا کہ تین
لاکھ چالیس ہزار سات سو چالیس حرف ہیں پھر کہا نصف قرآن کس حرف تک ہے کہا حرف فا تک سورۂ
کہف میں اس لفظ پر وَلْيَتَلَطَّفْ ثلث اول تالی وغیرہ سو تفسیر ابن کثیر میں اسکا ذکر کیا ہے مگر سب میں
اختلاف کا ہونا لکھا ہے بہرحال جب ہر حرف قرآن پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو اب عدد حروف کو دس گنا
کرکے حساب کرو کہ ایک ختم قرآن میں کتنی نیکیاں ہاتھ آئیں محض اللہ کا فضل ہے ورنہ کسی بندے کی یہ طاقت
کہاں ہے کہ اتنی نیکیاں تمام عمر میں بھی کر سکے دنیا میں کوئی مکان عالیشان سات یا نو یا گیارہ منزل سے زیادہ
نہیں ہوتا ہے حافظ قرآن کو کچھ اوپر چھ ہزار منزلہ مکان جنت میں عنایت ہوگا اس نعمت و دولت کا
کیا ٹھکانا ہے اگر کسی کو کم ہمتی سے حفظ قرآن نصیب نہیں ہوا ہے تو بقدر حروف قرآن کی تو ناظرہ ہی
پڑھ کر ضرور ہی اجر لینا لازم ہے اگر اس اجر سے بھی محرومی ہوئی تو سمجھو کہ سخت بدنصیبی نے دامن پکڑا اگر تین
یا سات دن یا ایک ماہ میں اگر گنگار قرآن ختم نہیں ہو سکتا ہے تو بلا سے ایک دو رکوع ہی ہر روز پڑھ لیا کرے
اسکے ترجمے میں غور کرے اس سے اتنا تو ہوگا کہ قرآن خوانوں میں گنا جاویگا اسکے لیے ہر دن میں قرآن کا پڑھنا لکھا
جاویگا اتنے ہی حرفوں کے عوض جتنا پڑھے ہی حرف دس نیکیاں تو لے ہی مریگا وباللہ التوفیق۔

سورۂ فاتحہ حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الحمد للہ رب العلمین
ام القرآن ام الکتاب سبع مثانی قرآن عظیم ہے رواہ الترمذی وصححہ اسکو فاتحہ اسلیے کہتے ہیں کہ قرآن میں پہلے
سب سے یہی سورت لکھی گئی ہے قراءت نماز بھی اسی سے شروع ہوتی ہے اسکو حمد بھی کہتے ہیں صلوٰۃ بھی کہتے
ہیں حدیث صحیح قدسی میں آیا ہے قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ مراد صلوٰۃ سے الحمد ہی سورت
مبارک ہے اسلیے کہ یہ سورت شرط نماز ہے بے اسکے پڑھے نماز نہیں ہوتی اسکا ایک نام شفا بھی ہے حدیث ابی سعید میں
مرفوعاً نزدیک دارمی کے آیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب شفا ہے ہر زہر سے دوسری روایت میں اسکو رقیہ فرمایا ہے ایک شخص
نے ایک سانپ کے کاٹے ہوئے پر اسکو پڑھا تھا فرمایا کہ تجھے کیونکر جانا کہ یہ رقیہ ہے یعنی منتر ہے ابن عباس اسکو اساس القرآن کہا
کرتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اساس فاتحہ بتلاتے تھے یہ سورت مکہ میں اتری تھی ایک بار مکے میں ایک بار مدینے میں کسی نے
آدھی مکے میں آدھی مدینے میں بتلایا ہے پہلی بات زیادہ ٹھیک ہے اکثر علما کا یہی قول ہے اسکو بغوی وغیرہ نے

صحیح پر شہر ایک ہے سب سورتوں کے نام اور سب سورتوں و آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے یعنی نقل پر رسول اللہ صلعم سے موقوف
ہے سورت قرآن کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں کبھی کسی سورت کا ایک ہی نام ہوتا ہے کبھی کئی نام جیسے سورۂ فاتحہ کے بہت
نام ہیں صحابہ نے مصاحف میں نام سورتوں کے نہیں لکھے ہیں یہ ایجاد حجاج نے کی ہے اس سورۃ میں پچیس کلمے ایک
سو تیرہ حرف ہیں **ف** رسول اللہ صلعم نے ابو سعید بن معلّٰی سے فرمایا میں تجھکو ایک بہت بڑی سورت قرآن کی سکھاؤں گا
پہلے اسکے کہ تو مسجد سے باہر آوے پھر سورۂ فاتحہ سکھائی کہا یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھکو دیا گیا ہے اسکو بخاری
واحمد وابوداؤد ونسائی نے روایت کیا ہے ابی بن کعب سے کہا تو چاہتا ہے کہ میں تجھکو ایک سورت سکھاؤں
جو توریت وانجیل میں اتری ہے نہ زبور و فرقان میں پھر فرمایا کہ وہ سورت یہی سورۂ فاتحہ ہے اسکو احمد ونسائی نے
روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح بتایا ہے حدیث عبد اللہ بن جابر میں نزدیک احمد کے بڑی خیر والی سورت بتائی
ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض سورتوں کو بعض سورتوں پر فضیلت حاصل ہے اکثر علماء نے یہی کہا ہے اگرچہ یوں تو سارا
ہی اللہ کا کلام فاضل ہے بلکہ نور علی نور ہے روایت ابی ہریرہ میں مرفوعًا آیا ہے کہ جسنے کسی نماز پڑھی جسمیں
فاتحہ نہ پڑھی تو وہ نماز ناقص نا تمام رہی کسی نے ابو ہریرہ سے کہا ہم پیچھے امام کے ہوتے ہیں کہا تو اسے
جی میں پڑھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے فرماتے تھے اللہ عزوجل کہتا ہے تقسیم کیا میں نے صلوٰۃ یعنی سورۂ
فاتحہ کو درمیان اپنے اور درمیان اپنے بندے کے آدھوں آدھ میرے بندے کو وہ ملتا ہے جو مانگے جب کہا اَلْحَمْدُ
لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اللہ نے فرمایا حمد کی میری میرے بندے نے جب کہا اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فرمایا ثنا کی مجھ پر میرے
بندے نے جب کہا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کہا بزرگی بیان کی میری میرے بندے نے کبھی یوں کہا کہ سونپ دیا مجھکو میرے بندے نے
جب کہا اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ فرمایا یہ درمیان میرے اور میرے بندے کے ہے اور میرے بندے کیلیے ہے جو اوسنے مانگا جب کہا
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ الآیہ فرمایا یہ ہے واسطے میرے بندے کے بندے کو اوسکا سوال ملا اسکو مسلم ونسائی
نے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح ٹھیرایا ہے نسائی کا لفظ یہ ہے کہ آدھی سورت میرے لیے ہے آدھی میرے بندے کیلیے
بندے کو اوسکا سوال ملتا ہے ابن عدی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے امام احمد بھی اسکے راوی ہیں حدیث ابی سعید میں نزدیک
سعید بن منصور و بیہقی کے اس سورت کو ہر سقم کی شفا کہا ہے حدیث ابن عمر میں نزدیک ثعلبی سہمی کے ہر بیماری کی دوا
فرمایا ہے ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام بیٹھے تھے کہ ناگہان ایک
آواز اوپر سے سنی گئی جبرئیل نے آنکھ طرف آسمان کے اوٹھا کر کہا یہ ایک دروازہ ہے آسمان کا جو آج تک کبھی نہ
کھلا تھا اس دروازے سے ایک فرشتہ اترا کہا تم کو بشارت ہو دو نور کی جو تم کو دیے گئے ہیں جسے

پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئی ایک فاتحۃ الکتاب دوسرے خواتیم سورۂ بقرہ تو کوئی حرف بھی ان دونوں کا نہ پڑھے گا
مگر وہ نور تجھکو دیا جاویگا اسکو مسلم و نسائی نے روایت کیا ہے **ف** ابو حنیفہ رح کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں
پڑھنا سورۂ فاتحہ کا کچھ متعین نہیں ہے بلکہ جو کچھ قرآن سے جسجگہ سے کچھ بھی پڑھ سکے تو نماز ہو جاتی ہے
باقی تینوں اماموں اور جمہور علماء کے نزدیک پڑھنا اس سورت کا مقرر ہے بدون اسکے نماز نہیں ہوتی اسلیئے کہ حدیث
عبادہ بن صامت میں مرفوعاً آتا ہے نہیں نماز اس شخص کی جسنے فاتحہ نہ پڑھی یہ حدیث صحیحین ہے ابوہریرہ کا لفظ یہ
ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافی نہیں ہوتی وہ نماز جسمیں ام القرآن نہ پڑھی گئی اسکو ابن خزیمہ و ابن حبان
نے بھی صحیح میں روایت کیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں اس باب میں بہت حدیثیں آئی ہیں انھیں پر مذہب موافق ظاہر سنت کی
بھی ہے اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقتدی بھی فاتحہ پڑھے ورنہ اوسکی نماز بھی ادا نہ ہوگی اس مسئلے میں اگرچہ دو
قول ہیں مگر صحیح قول یہی ہے کہ مقتدی پر بھی پڑھنا فاتحہ کا واجب ہے اس قول کی دلیلیں بہت صحیح صاف ہیں
جو لوگ واجب نہیں کہتے ہیں انکی دلیلیں قوی و غالب نہیں ہیں ضعیف خفی ہیں **ف** قرأت سے پہلے استعاذہ
کرنا نزدیک جمہور کے سنت ہے اس دلیل سے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ
الرَّجِیْمِ یعنی جب تو قرآن پڑھنا چاہے تو پہلے شیطان رجیم سے پناہ مانگ لے اس کہنے میں بندے کی طرف سے
اوسکے ضعف و عجز کا اقرار ہے اللہ کی قدرت کا دعوے مضر سے اظہار ہے ابن کثیر نے کہا لطائف استعاذہ سے
ایک یہ بات ہے کہ اوسکے کہنے سے منہ پاک ہو جاتا ہے جو لغو و رفث منہ سے نکلا ہے اس سے طہارت حاصل
ہو جاتی ہے اتنے حکم مطلق استعاذہ کا قرآن پاک میں بعض تین جگہ آیا ہے وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ
نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ وقال قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّیٰطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ
اَنْ یَّحْضُرُوْنِ تیسری جگہ بجائے اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ کے اِنَّہٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فرمایا ہے باقی اول آیت
مثل آیۂ اول ہے اس معنی میں کوئی حدیث نہیں آئی اس اختلاف میں کہ لفظ مختار استعاذے کا کیا ہے کچھ فائدہ
نہیں ہے جو لفظ قرآن پاک میں آیا ہے یا حدیث میں آچکا ہے کفایت کرتا ہے ابو سعید کہتے ہیں رسول خدا صلعم جب رات کو
نماز کیلئے اوٹھتے کہتے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ هَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ اسکو اہل سنن نے
روایت کیا ہے ابی بن کعب کی روایت میں مرفوعاً یوں آیا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ دوسری ایک روایت
لفظ یہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ایک اثر ضعیف و منقطع میں ابن عباس سے اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰہِ
السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بھی آیا ہے غرضکہ جس لفظ سے کوئی اعوذ کہیگا کفایت کرتا ہے خواہ پکار کر کہے

یا جیسے پڑھے ہے **ف** شیطان اسکو کہتے ہیں جسکی طبیعت شر کی طبیعت سے دور ہو بسبب اپنے فسق کے وہ سرچشمۂ خیر سے
محروم ہو پھر ہر سرکش و مرد سرکش کو جن ہو یا انس یا کوئی اور حیوان شیطان کہتے ہیں اللہ تعالے نے فرمایا وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ
عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا معلوم ہوا کہ شیطانوں کا کام یہ
ہے کہ جھوٹی بات دل فریبی کے لیے بنا کر ایک دوسرے سے کہتے ہیں مسند امام احمد میں ابوذر سے آیا ہے کہ رسول خدا صلعم
نے فرمایا ہے اے ابوذر تو پناہ مانگ اللہ کی شیاطین انس و جن سے ابوذر نے کہا کیا انسان میں بھی شیاطین ہوتے
ہیں فرمایا ہاں دوسری روایت مسلم میں جو ابوذر سے آئی ہے کالا کتا کو شیطان فرمایا ہے رجیم کے معنی ایک
یہ کہ لوگوں کو اپنے وسوسہ اور اذیت سے رجم کرتا ہے حالات فاسدہ کے حال میں پھانستا ہے دوسرے یہ کہ وہ خود
خیر سے مطرود و مردود و مرحوم ہے جس طرح اللہ نے کہا وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ پھر فرمایا وَيُقْذَفُوْنَ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ دُحُوْرًا پھر کہا اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ابن کثیر نے اسی پہلے معنے کو پھر راجح ٹھہرایا ہے واللہ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے **ف** صحابہ نے اللہ کی کتاب پاک کو اسی جملۂ مبارکہ سے
شروع کیا تھا سارے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ ایک آیت ہے سورۂ نمل کی ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلعم فصل نہ
کر سکتے تھے ایک سورت کا دوسری سورت سے یہاں تک کہ بسم اللہ اتری اسکو ابوداؤد نے باسناد صحیح روایت کیا
ہے یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی آئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ ہر سورت قرآن کے اول میں ایک آیت مستقل
ہے آدمی جب کوئی سورت قرآن پاک کی پڑھے نماز میں یا تلاوت میں تو ضرور ہے کہ پہلے بسم اللہ پڑھ لے ام سلمہ نے
کہا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کو فاتحہ کے اول میں نماز کے اندر پڑھا ہے اور اسکو ایک آیت فاتحہ کی
سمجھا ہے رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَفِيْهِ ضُعْفٌ ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے کہ بسم اللہ سوا سورۂ براءت کے
ہر سورت کی ایک آیت ہے یہی مذہب شافعی و احمد کا ہے مالک و ابو حنیفہ بسم اللہ کو کسی سورت کی آیت نہیں کہتے پہلا ہی
قول قوی تر و صحیح تر ہے سو جس نماز میں جہر سے سورۂ فاتحہ پکار کر پڑھے تو بسم اللہ بھی پکار کر پڑھے یہی مذہب ہے ایک گروہ
صحابہ و تابعین و ائمۂ مسلمین کا سلف و خلف سے خطیب نے کہا ہے کہ بسم اللہ کو چاروں خلیفہ جہر سے پڑھتے تھے مگر یہ روایت
غریب ہے ابن کثیر نے نام ان صحابہ و تابعین کے لکھے ہیں جو جہر کیا کرتے تھے پھر سب کے نام گنا دیے پھر یہ کہا کہ حجت بسم اللہ
بعض سورۂ فاتحہ پڑھنے کی تو اب انکا جہر ہی کرنا چاہیے ابو ہریرہ نے نماز پڑھی بسم اللہ جہر سے کہی پھر نماز پڑھ کر یہ کہا میں
بہت مشابہ ہوں تم سب میں رسول خدا صلعم کی نماز سے اسکو نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم نے روایت کیا ہے و دارقطنی و خطیب و بیہقی

یہ صحیح کہ ہے ابن عباس سے مروی آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بسم اللہ کو پکار کر پڑھتے تھے اور کو ...
نے صحیح کہا ہے صحیح بخاری میں انس بن مالک سے آیا ہے کہ کسی نے انسے پڑھنا رسول خدا صلعم کا پوچھا تو کہا لمبی قرأت
کہتے تھے پھر انہوں نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سنایا کہ بسم اللہ کو دراز کرتے تھے الرحمن کو دراز الرحیم کو یوں ام سلمہ کہتی
ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسی قرأت کرتے تھے کہ الگ الگ ہر آیت پڑھتے تھے بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ
رب العالمین الرحمن الرحیم پھر ٹھہرتے ملک یوم الدین دار قطنی نے کہا یہ اسناد صحیح ہے یعنی ہر آیت پر ٹھہرتے
تھے الگ کر دوسرے سے ملاتے نہ تھے بعض لوگ جو بسم اللہ الرحمن الرحیم کو الف لام الحمد سے کسی عمل وغیرہ کے لیے ملا کر پڑھتے ہیں سو
یہ خلاف سنت صحیحہ کے ہرگز جائز نہیں بلکہ قرأت کا منقطع ہونا ضرور ہے تاکہ سنت صحیحہ کی اتباع ہو ابن کثیر
نے کہا ہے ابو حنیفہ و مالک و احمد کا یہ مذہب ہے کہ نماز میں بسم اللہ جہر نہ پڑھے لیکن جو کوئی پکار کر پڑھتا ہے تو اسکی نماز
بھی صحیح جانتے ہیں یہ بھی غنیمت ہے واللہ الحمد فتح البیان میں کہا ہے حدیثیں ترک بسملہ کی اگرچہ صحیح تر ہیں لیکن اثبات ارجح
ہے کیونکہ مخرج صحیح سے آتا ہے اس لیے اسی کا اختیار کرنا اولیٰ ہے خصوصاً جبکہ ترک کی تاویل ممکن ہے تو یوں عقل
اس بات کو چاہتی ہے کہ بسم اللہ اتنا ہی ثابت ہو جتنے قرآن ہونے میں اور صفا ہی ثابت ہو جیسے جس سورت کے اول میں آئی
ہے اسکے ساتھ اسکا بھی پکار کر پڑھنا چاہیے حاصل یہ ہوا کہ بسم اللہ ایک آیت ہے سورت فاتحہ اور ہر سورت قرآن کی
اسکی جہر و اسرار کا وہی حکم ہے جو سورہ فاتحہ کا حکم ہے جہاں کہیں سورہ فاتحہ کو جہر سے پڑھو وہاں اسکو بھی جہر کہے جہاں
کہیں سورہ فاتحہ کو چپکے پڑھے وہاں اسکو بھی چپکے کہے اس ترکیب سے سب روایتیں جمع ہو جاتی ہیں اختلاف مٹ جاتا ہے اتفاق
ہاتھ آتا ہے **فائدہ** ابن عباس کہتے ہیں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلعم سے حال بسم اللہ کا پوچھا فرمایا یہ ایک
نام ہے اللہ کے ناموں میں سے درمیان اسکے اور درمیان اللہ کے اسم اکبر یعنی اعظم کے ویسا ہی قرب ہے جیسا کہ دو
آنکھوں کی سیاہی سفیدی میں ہے اسکو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے یہ ایک دوسری سند کر
نزدیک ابن مردویہ کے بھی آئی ہے ابن مسعود کہتے ہیں جو کوئی یہ بات چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو انیس زبانیہ کی مار سے
بچاوے تو وہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے ہر حرف اسکا ایک ڈھال سپر ہو جاویگا اسکو بھی قرطبی نے ذکر کیا ہے ابن عطیہ نے
اسکی نصرت فرمائی ہے اس دلیل سے کہ ایک آدمی نے ربنا لک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کہا تھا رسول خدا صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں نے کچھ اوپر تیس فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس کلمے کے لیے جلدی کرتے تھے کیونکہ اس کلمے کے کچھ اوپر تیس حرف ہیں ایسی ہی ایک
بات ہے کہ جسکو کوئی شخص اپنی عقل و اجتہاد سے نہیں کہہ سکتا ہے ابو تمیمہ ایک سواری پر ہمراہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تھے سواری کو ٹھوکر لگی انہوں نے کہا تعس الشیطان یعنی خدا کرے کہ شیطان مرے

فرمایا اتنے میں وہ اس کہنے سے بڑا ہو جاتا ہے یعنی مارے خوشی کے پھول جاتا ہے کہتا ہے میں نے اپنی قوت سے اسکو گرا دیا
اور جب بسم اللہ کہتا ہے اس کہنے سے وہ مکھی کے برابر چھوٹا ہو جاتا ہے اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ
کی روایت میں مرفوعاً یون ہے کہ شیطان گھر کے برابر ہو جاتا ہے بسم اللہ کہنے سے وہ گھٹ کر مکھی کی برابر چھوٹا
ہو جاتا ہے یہ تاثیر بسم اللہ کی برکت ہے ابن کثیر کہتے ہیں اسی لیے ہر کام اور ہر بات کے اول میں بسم اللہ کہنا مستحب ہے
جیسے دیباچہ کتاب وقت دخول خلا اول وضو بلکہ نزدیک بعض علماء کے واجب ہے
اسی طرح وقت ذبح وقت اکل وقت جماع مستحب یا واجب ہے اس بابت بہت حدیثیں آئی ہیں صحیحین میں حدیث
ابو ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے اللہ کے ننانوے نام ہیں جسنے انکو یاد کر لیا وہ بہشت میں جاویگا اسکو شیخین نے روایت
کیا ہے اللہ نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۤءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا دوسری جگہ یون کہا ہے اُدْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ
اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۤءُ الْحُسْنٰى بعض محققین نے کہا ہے کہ اللہ کا لفظ مبارک اسم اعظم ہے اللہ کا قرآن میں
یہ نام پاک دو ہزار تین سو ساٹھ جگہ آیا ہے رحمن کا لفظ سوا اللہ کے کسی اور مخلوق پر بولا نہیں جاتا اس سے معلوم
ہوا کہ بعض نام اللہ پاک کے ایسے بھی ہیں جو غیر اللہ پر بولے جاتے ہیں جیسے رؤف رحیم کہ حقّ میں رسول خدا صلعم کے آئے ہیں
حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ یا جیسے سمیع و بصیر کہ حق میں ہر انسان کے آئے ہیں اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
الی قولہ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا بخلاف لفظ اللہ و رحمن کے کہ انکا بولنا غیر اللہ پر درست نہیں ہے لیکن چونکہ رحمن کا اطلاق
بعض کفار قریش نے مسیلمہ کذاب پر کیا تھا اسلیے عطاء خراسانی نے یہ بات کہی ہے کہ بسم اللہ میں بعد رحمن کے
لفظ رحیم کا اسی لیے آیا ہے کہ مجموع وصف الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ خاص اللہ سے ہے کیونکہ نرا لفظ رحمن بعض عرب نے غیر اللہ کو بھی
جہالت و حماقت و عناد کی راہ سے کہہ لیا ہے مگر یہ صفت مجموع کسی دوسرے پر بولا نہیں گیا اس سبب سے یہ صفت
قاطع وہم مذکور ہے بہ نسبت لفظ رحیم کے لفظ رحمن میں زیادہ مبالغہ ہے ابن جریر کی تقریر سے یہ نکلتا ہے کہ گویا اس بات پے
سب کا اتفاق ہے رحمن وہ ہے جو سب پر رحم کرے رحیم وہ ہے جو خاص مومنون پر کرم فرماوے یا رحمن وہ ہے جو دنیا و آخرت
دونو جگہہ رحمت کرے رحیم وہ ہے جو خاص آخرت میں رحم فرماوے لیکن دعائے ماثورہ میں یون آیا ہے رَحْمٰنَ الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہی بات زیادہ ٹھیک ہے واللہ اعلم ابن مبارک نے کہا رحمن وہ ہے
کہ جب اس سے مانگو تو دیوے رحیم وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگو تو خفا ہووے اسکا پتا حدیث ابی ہریرہ سے بھی چلتا ہے کہ رسول
خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی خدا سے سوال نہیں کرتا ہے اللہ اوسپر غضبناک ہو جاتا ہے رواہ الترمذی
الٰہی اللہم ہم تجھ سے بھیک مانگتے ہیں کہ تو ہمکو دونون جہان میں عفو و عافیت دے تو ہماری جھولی اس دعا کی قبول سے بھر دے اللہم آمین

عہ لما ورد مسلم الحدیث ۱۲ منہ

الحمد لله رب العالمین یعنی تعریف اللہ کو جو صاحب ہے سارے جہان کا جب کوئی شخص کوئی اچھا کام اپنے
اختیار سے کرتا ہے اور دوسرا شخص اسکی بھلائی کے ارادے سے اس کام کی ثنا و صفت اپنی زبان سے بجا لاتا ہے تو اسکو
حمد کہتے ہیں یہ حمد خاص اللہ ہی کی ذات پاک کے لائق ہے دوسرے کو زیبا نہیں حدیث میں آیا ہے اللهم لك الحمد
کله ابن عباس کہتے ہیں الحمد لله شکر کا کلمہ ہے بندہ جب یہ کلمہ کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میرا
شکر کیا حکم بن عمیر نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تو نے الحمد لله رب العالمین کہا تو اللہ کا
شکر ادا کیا اب اللہ تجھکو زیادہ دیگا رواہ ابن جریر ابن عمر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ الحمد لله سر ہے شکر کا جسنے اللہ کی
حمد نہ کی اسنے اللہ کا شکر ادا نہ کیا اسکو عبد الرزاق و خطابی و حکیم ترمذی و بیہقی نے روایت کیا ہے قرآن پاک میں نوح علیہ السلام
کو بندہ شکر گزار فرمایا ہے اسلیے کہ وہ اللہ کی بہت حمد کیا کرتے تھے جابر نے مرفوعاً کہا ہے کہ افضل ذکر لا اله الا الله ہے اور
افضل دعا الحمد لله ہے اسکو ترمذی نے حسن کہا ہے نسائی و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی نے بھی روایت کیا ہے ابو مالک اشعری کا
لفظ یہ ہے کہ الحمد لله ترازو کو بھر دیتا ہے رواہ مسلم والنسائی واحمد انس کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ حمد سے زیادہ کوئی چیز اللہ
کو محبوب نہیں ہے ابو ہریرہ کی حدیث میں یوں فرمایا ہے کہ ہر عمدہ کام جو اللہ کی حمد سے شروع نہیں کیا جاتا وہ برکت سے جدا
ہے رواہ اهل السنن و ابن حبان و البیہقی مسلم کا لفظ مرفوع انس سے یوں آیا ہے کہ خوش ہوتا ہے اللہ اس بندے سے جو ہر
نوالے پر گھونٹ پر اللہ کی حمد کرتا ہے **ف** رب کہتے ہیں کسی چیز کے مالک مربی مدبر مصلح جابر قائم کو معبود کو بھی رب بولتے
ہیں سو یہ ساری صفتیں اللہ پاک کی ذات میں موجود ہیں رب کا استعمال غیر اللہ کے لیے اضافت سے ہوتا ہے جیسے رب الدار
وغیرہ بے اضافت خاص اسکے لیے بولا جاتا ہے کسی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ نام اسم اعظم ہے عالم کہتے ہیں ہر موجود ماسوی
اللہ کو یعنے جو کچھ اللہ کے سوا موجود ہے وہ سب عالم ہے لفظ عالم میں ساری خلق داخل ہے کسی نے کہا عالم مشتق ہے
علامت سے یہ مصنوعات گویا وجود صانع کی علامت ہیں ابن المعتز نے کیا خوب کہا ہے ؎ فیا عجباً کیف یعصی الاله +
ام کیف یجحده الجاحد + وفی کل شیء له آیة + تدل علی انه واحد + بعض نے کہا ہر زمانے کے لوگ عالم کہلاتے
ہیں ابن عباس نے کہا مراد عالم سے جن و انس ہیں بعض نے ملائکہ و شیاطین کو بھی زیادہ کیا ہے قول اول صحیح تر ہے اس دلیل
سے کہ جب فرعون نے موسی علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ رب العلمین کون ہے تو انہوں نے یہ جواب دیا تھا رب السموات والارض
وما بینهما اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالے عالم سے الگ تھلگ ہے عالم میں داخل نہیں ہے اسی لیے قرآن میں آیا
ہے کہ رحمن عرش پر ہے عالم کی گنتی میں اختلاف ہے کسی نے کہا چودہ ہزار عالم ہیں کسی نے کہا سترہ ہزار کسی نے کہا اٹھارہ ہزار
کسی نے کہا اسی ہزار عالم ہیں ٹھیک بات یہ ہے کہ سوا عالم الغیب کے کسی کو گنتی عوالم کی معلوم نہیں ہے کعب احبار

سے کہا نہیں جاتا کوئی شخص عمدہ عوالم کو مگر اللہ عزوجل اسلئے میں کہتا ہوں قرآن مجید میں فرماتا ہے وما یعلم
جنود ربک الا ھو الرحمن الرحیم بڑی رحمت مہربان نہایت رحم والا لفظ رب العلمین میں ایک ڈر پایا جاتا تھا
اسلئے ان دو نام مبارک کو ذکر کرکے تسلی خاطر کی اور ترہیب کو ترغیب سے ملا دیا اور بعد بسم اللہ کے لوٹ آنے کی یہ وجہ ہے کہ یہ ایک سے
سے زیادہ اپنی پاک کو توسط طرف کی رحمت کی ہے یا بڑی جانب خلق کی بھی رحمت سے بڑھی ہے یہ حدیث ابو ہریرہ سے
مرفوعاً آیا ہے اگر جانے مومن اُس عقوبت کو جو اللہ نے رکھی ہے تو کوئی ایک جنت کی طمع نہ کرے اور اگر معلوم کرے
کافر اُس رحمت کو جو نزدیک اللہ کے ہے تو کوئی ایک بھی اسکی رحمت سے ناامید نہ ہووے الخ اور مدیات اسکے کرم عزاسمہ
کو بدیہی ہے رحم + مالک یوم الدین مالک انصاف کے دن کا انصاف کا دن جسدن ساری خلق کا حساب کیا جائیگا ہر عمل
کا بدلہ ہوگا ہر عامل کو ملیگا مگر یہ کہ کسکو اُسکا گناہ معاف کردیا جاوے قرآن میں تفسیر اُسدن کی یوں آئی ہے وما
ادریک ما یوم الدین یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ اُسدن کسی کا کچھ حکم نہ ہوسکیگا یعنی مطلقاً
کہ سوا اللہ کے کسیکا حکم اُسدن نہ چلیگا جس طرح کہ دنیا میں لوگ حکم چلاتے ہیں اکثر صحابہ و تابعین و سلف سے یہی کہا
ہے کہ اللہ نے فرمایا لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کسیکا کیا مقدور ہے کہ اُسدن بغیر اذن خدا کے کوئی بات منہ سے
نکال سکے حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعاً آتا ہے مٹھی میں لیگا اللہ زمین کو لپیٹیگا آسمان کو اپنے ہاتھ میں پھر فرماویگا میں
ہوں بادشاہ کہاں ہیں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں جبر کرنیوالے کہاں تکبر کرنیوالے اسکو شیخین نے روایت کیا ہے دوسری روایت
میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً صحیحین میں یوں آیا ہے کہ بہت خوار نام نزدیک اللہ کے وہ شخص ہے جسکا نام ملک الاملاک ہے
نہیں مالک مگر اللہ دنیا میں جو غیر اللہ کو ملک کہتے ہیں یہ کہنا مجازاً ہے یہ مجاز قرآن پاک میں بھی آیا ہے فرمایا ان
اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا دوسری جگہ کہا ہے وکان وراءھم ملک تیسری جگہ فرمایا ہے وجعلکم ملوکا
صحیحین میں آیا ہے مثل الملوک علی الاسرۃ اس آیت شریف میں بھی بجائے مالک ملک پڑھا گیا ہے دونو طرح قرات ثابت
ہوئی ہے اُسدن کی تخصیص سے یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ اور دن کا مالک یا ملک ہو اسلئے کہ پہلے اسکے لفظ رب العلمین
کا فرمادیا ہے جو دنیا و آخرت دونو کو شامل ہے اس آیت سے معاد کا ہونا ثابت ہوا قیامت کا قائم ہونا پایا گیا جو معاد کا منکر ہے
وہ کافر ہے یہ معاد جسمانی ہوگا نہ فقط روحانی یہ حساب اعمال کا اُسدن حقیقی ہوگا نہ خیالی و مجازی ایاک
نعبد و ایاک نستعین تجھی کو ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں اس آیت میں ابطال ہے جبر
و قدر دونو کا جمع کا صیغہ اسلئے ہے کہ گویا اس جملے کا کہنے والا ساری عباد و موحدین کیطرف سے خبر دیتا
ہے بس اسی سے نکلا کہ جماعت کو پکڑے رہے مراد جماعت سے اہلسنت ہیں سنت کہتے ہیں حدیث کو عبادت وسیلہ ہے

استعانت کا اسلیے پہلے کہ عبادت کا کیا ہے استعانت کا بسبط ایاک کو نعبد و نستعین پر مقدم کیا ہے
اس سے حصر و قصر و اختصاص عبادت کا و استعانت کا ساتھ اللہ کے سمجھا گیا معلوم ہوا کہ سوائے اللہ کے نہ کوئی
لائق عبادت کے ہے نہ مدد چاہنے کے لائق ہے جب کوئی تو اللہ ہی کو پوجے جب کسی کام میں مدد مانگے تو اللہ ہی سے
مانگے سے وہ کیا ہے جو نہیں ہوا حد سے + جیسے تم مانگتے اولیا سے + عبادت کہتے ہیں پہلے سرکی
خواری و ذلت اختیار کرنے کو یہ ذلت و خواری سوا خدا کے کسی کے لیے نہ چاہیے عبودیت ایک ادنی مرتبہ ہے
عبادت کا استعانت یہ ہے کہ کسی سے کہیں تم ہماری مدد کرو ہمارا کام نکالو سو ساری دین کی جڑ یہیں دو امر
پر ٹھہرتی ہے اسی لیے بعض سلف نے کہا ہے کہ سورۂ فاتحہ بھید ہے ساری قرآن کا فاتحہ کا بھید یہی
دو کلمے ہیں کیونکہ پہلے کلمے میں بیزاری ہے شرک سے دوسرے کلمے میں علیحدگی ہے اپنی حول و قوت سے
سونپنا ہے اپنے ہر کام کا اللہ عز و جل کو یہ بات اور بھی آیتوں میں آئی ہے جیسے فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ
قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا اس سورت کے اول میں اللہ نے اپنی ثنا فرمائی ہے صفات حسنی کا ذکر کیا ہے
بندوں کو ارشاد فرمایا ہے کہ تم بھی اسیطرح پر اسکی ثنا و صفت کیا کرو اسی لیے جو کوئی شخص فاتحہ پڑھنے پر قدرت
رکھتا ہو مگر وہ اسکو نہیں پڑھتا تو اسکی نماز صحیح نہیں ہوتی جسطرح کہ صحیحین میں عبادہ بن صامت سے مرفوعا آیا ہے کہ نہیں
ہوتی نماز اس شخص کی جسنے فاتحۃ الکتاب نہیں پڑھی ف ابن کثیر نے کہا ہے عبادت ایک بڑا مقام ہے بندے
کو اس مقام سے شرف حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ بندہ منسوب طرف جناب الٰہی کے ٹھہرتا ہے اللہ تعالی نے اپنے رسول
کو بہتر مقامات میں لفظ عبد سے یاد فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ دوسری جگہ کہا اَنَّهٗ
لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ تیسری جگہ فرمایا سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا غرض کہ وقت نزول
قرآن وقت قیام دعوت وقت معراج کے عبد نام رکھا جب مخالفوں کی تکذیب سے دلتنگ ہوا تو یہ کہا کہ تم تمام
عبادت کرو وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ صوفیہ کا یہ کہنا کہ عبادت حصول ثواب و دفع عذاب کے لیے بے فائدہ ہوتی ہے بلکہ عبادت خاص اسکی
ذات پاک کے لیے چاہیے جس میں کوئی غرض نہ رکھے کچھ ٹھیک بات نہیں ہے دیکھو حدیث اعرابی میں آیا ہے کہ جب اسنے
یہ بات کہی کہ مجھے تمہارا اور معاذ کا سا گنگنانا نہیں آتا میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں نار سے پناہ چاہتا
ہوں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَوْلَهَا نُدَنْدِنُ یعنے ہم بھی تو اسی کے گرد گنگناتے ہیں اللہ نے

فرمایا ہے تعرفونہم حرباً وسمعاً یعنی دور سے [illegible] کرتے ہیں [illegible] ہم
ہمراہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے ایک لڑائی میں دشمن سے [illegible] میں [illegible] کہ آپ مالک
یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین پس دشمن لگے گرنے [illegible] آگے پیچھے سے
مارتے تھے اسکو سیوطی و ماوردی نے کتاب معرفۃ الصحابہ [illegible] ذکر کیا ہے [illegible]
کا ایک قصہ ہے کہ حق تعالیٰ نے [illegible] دشمن کے لشکر میں ہوا [illegible] تو [illegible] نے کہا ما اللہ
ان اولیائے شیخ الاسلام ابن تیمیہ یہاں موجود تھے [illegible] تو یہ کیا کہا ہے یوں کہو یا مالک یوم الدین
ایاک نعبد و ایاک نستعین اسے یوں کہا یہی کہا اللہ نے فتح بخشی یہ برکت اسکے اس کلمہ توحید عبادت تعریف و استعانت
سے نصیب ہوئی وللہ الحمد اھدنا الصراط المستقیم ۝ کہا ہمکو راہ سیدھی بات کہ ہمکو کھلے رستے پر ہدایت کر
ہمیں یہاں آیت میں جیسے ہدایت کی ہے ہمکو راہ حال میں کہا اللہ نے والذین اھتدوا زادھم ھدی دوسری جگہ
فرمایا والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ہدایت کہتے ہیں راہ دکھانے توفیق دینے مطلب کھولنے الہام کرنے
رستہ بتانے کو نرمی کے ساتھ جو مطلب تک پہنچا دے مستقیم کہتے ہیں برابر سیدھی چیز کو ابن کثیر نے کہا سارے
مفسروں کا اجماع کیا ہے اس بات پر کہ صراط مستقیم وہ کھلا رستہ ہے جس کسطرح کا ٹیڑھا پن نہ ہو یہی معنی اسکے ساری لغت عرب
میں ہیں لیکن مراد یہاں سیدھی راہ سے طریق حق ملت اسلام ہے حدیث نواس بن سمعان میں یہی صراط کو اسلام فرمایا ہے
ابن کثیر نے اسکی سند کو حسن صحیح کہا ہے ابن مسعود نے کہا مراد کتاب اللہ ہے یعنی ہمکو قرآن پر عمل کرنیکی توفیق دے
کسی نے کہا مراد طریقہ سنت و جماعت ہے یعنی حدیث رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلا کسی نے کہا مراد راہ حج ہے
ابن عباس نے کہا سمجھا ہمکو دین حق کسی نے کہا دکھا ہمکو راہ مستحقین جنت کی پہلا قول ظاہر تر ہے اور اگر سارے معنی
مراد لیں تو بھی کوئی مانع نہیں ہے ابن کثیر کہتے ہیں عبارتیں مفسرین سلف و خلف کی بیان میں معنی صراط کے مختلف ہیں
لیکن حاصل سب کا یہی ایک بات ہے کہ مراد متابعت ہے اللہ و رسول کی یعنی اتباع کتاب و سنت ابن مسعود کہتے ہیں صراط مستقیم
وہ راہ ہے جس پر ہمیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑا ہے صراط الذین انعمت علیھم ۝ راہ ان لوگوں کی جن پر
تو نے فضل کیا مراد ان لوگوں سے وہ چار قسم کے لوگ ہیں جنکا ذکر سورۂ نساء میں فرمایا ہے ومن یطع اللہ والرسول
فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک
رفیقا ابن عباس نے کہا مراد یہاں موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی قوم ہے جو اپنے دین حق میں بدلی نہیں ہے یا مراد اصحاب
رسولخدا و اہل بیت [illegible] یا انبیاء علیہم السلام یا سارے ایماندار ہیں پہلا قول اولے ہے اس آیت میں

اشارہ ہے اس بات کا کہ سلف صالح کا مقتدی بننا اچھا ہے سو اقتدا اور چیز ہے تقلید اور چیز اللہ نے فرمایا
فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ یعنی انکی راہ پر چل نہ یہ کہ وہ جو کہیں سو مان لے اسی طرح کا یہی موجب حق پرستی کا ہے غَیْرِ
الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۝ جن پر نہ غصہ کیا اور نہ بہکنے والے حدیث طویل عدی بن حاتم میں مرفوعاً
آیا ہے کہ مغضوب علیہم یہود ہیں ضالین نصاری ہیں روایت کیا احمد و حسنہ الترمذی اسی طرح حدیث ابی ذر میں
نزدیک اس گروہ کے مرفوعاً یہ تفسیر آئی ہے یہی قول سارے صحابہ و مفسرین کا ہے کسی کا اسمیں خلاف معلوم نہیں
ہوتا کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ بسبب بدعت کے غصہ ہوا اور سنت سے بہک گئے یہ قول قرطبی کا ہے کسی نے کہا بلکہ اسمیں سارے کافر
عاصی شامل ہیں لیکن ٹھیک بات وہی ہے جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آئی ہے کہ مراد اس غضب والوں سے اہل
کتاب ہیں انکا طریقہ اہل ایمان کے طریقے سے جدا ہے اہل ایمان کا طریقہ علم حق عمل صواب دونوں پر شامل ہے یہود نے
عمل نہ کیا نصاری کو علم نہ ہوا اسلیے یہود پر غصہ کیا گیا نصاری بہکا دیے گئے کیونکہ جو شخص عالم ہو کر ترک عمل کرتا
ہے وہ مستحق غضب کا ٹھیرتا ہے بخلاف اس شخص کے جسے شروع ہی سے کچھ علم حاصل نہ ہوا جاہل رہا نصاری نے
دریافت حق کا قصد کیا تھا مگر رستہ نہ ملا اتباع حق ہاتھ نہ لگا گمراہ ہو کر رہ گئے اگرچہ یہود و نصاری دونوں ہی گمراہ و
مغضوب ہیں لیکن وصف اخص یہود کا یہی غضب ہے جس طرح اللہ نے فرمایا مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَیْهِ فَبَآءُوْا
بِغَضَبٍ عَلٰی غَضَبٍ وصف اخص نصارے کا یہی ضلال ہے جس طرح ارشاد کیا قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا
كَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا یَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ
معلوم ہوا کہ تفسیر مغضوب علیہم اور ضالین کی قطع نظر احادیث و آثار کے خود کلام اللہ سے بھی ثابت ہے وللہ الحمد
ف اول سورت حمد میں آخر سورت تک وہ ہے جس سے معلوم ہوا کہ مطلع خیرات عنوان سعادات یہی توجہ کرنا ہے
طرف اللہ کے اس آخر اصل مخالفات یہی منہ پھیرنا ہے اللہ سے دور رہنا ہے اسکی طاعت و عبادت سے انکے احکام
غضب کی یہی ہوتا ہے اس سورت میں چار قسم کے علوم کا ذکر ہوتا ہے ایک علم اصول ہے الحمد للہ سے لیکر رحیم تک اسی طرف اشارہ ہے
انعمت علیہم سے معرفت نبوت کا پتا دیا ہے مالک یوم الدین سے معاد کا ہونا ثابت کیا ہے دوسرا علم فروع ہے اس علم میں
بڑی چیز عبادت ہے مالی ہو یا بدنی سو وہ ایاک نعبد سے ثابت ہوئی ہے تیسرا علم اخلاق ہے وہ ایاک نستعین سے مستقیم
تک پایا جاتا ہے چوتھا علم تاریخ ہے کہ اگلی امتوں میں کون سعید تھا کون شقی ہوا وہ انعمت علیہم سے آخر تک پایا
جاتا ہے غزالی و رازی نے مشتمل ہونا اس سورت کا علوم قرآن پر بہت بسط سے بیان کیا ہے یہانتک کہ رازی نے دس ہزار

سکے اس سورت سے نکالی ہیں **ف** اہل علم اس بات پر اتفاق ہے کہ بڑا مقصد قرآن شریف کی اتارنے سے ہی جلانا
توحید وقطع کرنا علائق شرک کا ہے کوئی سا ہی علاقہ کیوں نہ ہو یہ بات ایسی کھلی ہوئی ہے کہ حاجت نقل اقوال کی اسپر
نہیں ہے سب ہی کو تو معلوم ہے کہ اللہ نے رسول اسی کام کے لیے بھیجے کتابیں بھی عرض سے اتاریں پر اجمال تفصیل
سے بے پرواہ کرتا ہے جسکو شاب ہو وہ قرآن کریم میں فکر وغور کرے بہت جلد معلوم کر لیگا کہ بڑا مقصد اس کتاب کا
یہی ہے اگر قرآن میں غور کرنے سے عاجز ہے تو فقط اسی سورۂ فاتحہ میں ذرا غور کرے تیس جگہہ سے اخلاص توحید کا
حکم نکلتا ہے فتح البیان دین خالص میں بیان ان جگہوں کا کیا گیا ہے **ف** ابن کثیر نے کہا ہے صحیح مذہب علما
کا یہ ہے کہ جو خلل درمیان ضاد وظا کے ہو جاتا ہے معاف ہے اسلیے کہ مخرج ان دونوں کا قریب یکدیگر ہے ضاد اول
حافہ زبان و اضراس سے نکلتا ہے ظا نوک زبان و اطراف ثنایا سے برآمد ہوتی ہے دونوں حرف مجہورہ رخوہ
مطبقہ سے ہیں اسلیے استعمال ایک حرف کا دوسرے حرف کی جگہہ اوسکے لیے جسکو تمیز نہیں ہے معذور ہے رہی
یہ کہ اَنَا اَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ سو بے اصل ہے **ف** یہ سورت سات آیت ہے باوجود اس اختصار
کے اسمیں اللہ کی حمد وتمجید وثنا ہے اسماء حسنیٰ صفات علیا کا بیان ہے معاد کا ذکر ہے عباد کو ارشاد ہے کہ
وہ اپنے حول وقوت سے بری ہو کر خدا سے سوال وتضرع کریں اخلاص عبادت توحید الوہیت توحید ربوبیت
بجا لائیں اللہ کو شریک ونظیر ومماثل سے پاک جانیں دین قویم صراط مستقیم پر ثبات رہنا مانگیں یہاں تک
کہ وہ جسے ہیں ہمسائگی انبیا وصدیقین وشہدا وصالحین کی پاویں اس سورت میں ترغیب ہے اعمال صالحہ کی تاکہ
ہمراہ ایسے اعمال والوں کے دن قیامت کے ہوں ترہیب ہے مسالک باطل سے تاکہ ہمراہ اہل باطل کے محشور نہ
ہوں **ف** انعام ایک اچھی چیز ہے اسلیے اسکی اسناد اپنی طرف کی غضب وضلال ایک بری چیز ہے اسلیے
ذکر اوسکے فاعل کا نہ کیا اگرچہ دونو کا فاعل حقیقی اللہ ہی ہے فرمایا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۔ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ
تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۔ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ اسطرح کی اور بہی بہت آیتیں ہیں جسسے یہ بات بخوبی ثابت
ہے کہ اللہ ساتھہ ہدایت و اضلال کے منفرد ہے جسطرح فرقہ قدریہ نے کہا کہ بندے اپنے کام کے مختار ہیں جو چاہیں
سو کریں وہ اس مطلب پر متشابہ قرآن کو حجت لاتے ہیں اور جو آیتیں صریح اوسپر رد کرتی ہیں انکو چھوڑتے ہیں یہی
حال ہے اہل زیغ وضلال کا ہی حدیث صحیح میں آیا ہے جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو متشابہ قرآن کو کھوجتے ہیں
سو اللہ نے انہیں کا نام لیا ہے تم اونسے بچو ابن کثیر کہتے ہیں الحمدللہ کہ قرآن میں کوئی حجت صحیح واسطے
کسی مبتدع کے نہیں ہے قرآن تو اسلیے آیا کہ جدا کرے حق کو باطل سے اور علیحدہ کرے ہدایت کو

ف اترا ہے حکیم حمید کسا طرف سے تو وہ لکا ہوئے کیوں اختلاف و ناقص اسمیں آ ہی ضلالت سے
بعد پڑھنے سورہ فاتحہ کے آمین کہنا مشروع و مستحب ہے آمین کے معنے ہیں کہ اے اللہ قبول کر ہمسے
اس دعا کو شہر کانے لگا وائل بن حجر نے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہا تو میں نے سنا کہ
آمین کہی آواز لمبی کی اسکو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن بتایا ہے لفظ حدیث
مذکور کا مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ ہے ابو داؤد کا لفظ رفع بها صوته ہے یعنی آمین پکار کر کہتے تھے جیکو دوسری آیت میں مرفوعا
یوں آیا ہے کہ تا غفر لی امین کہے اخرجه الطبرانی عنه ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے کہ جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ
پڑھتے تو آمین کہتے اول صف والے جو قریب ہوتے وہ اسکو سنتے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے ابن ماجہ نے
اتنا اور بڑھایا ہے فیرتج بها المسجد یعنے مسجد گونج جاتی دارقطنی نے کہا اسکی سند حسن ہے صحیحین میں ابو ہریرہ سے
مرفوعا آیا ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو جسکی آمین موافق آمین ملائکہ کے پڑیگی اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاوینگے
مسلم کا لفظ یوں ہے جب تم میں کا کوئی شخص نماز میں آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں پھر جسکی آمین اونکی موافق
پڑی ہے اوسکے اگلے گناہ بخشدیے جاتے ہیں موافق ہونیکا مطلب یہ ہے کہ وقت یا اجابت یا اخلاص میں یکساں ہو ابو موسیٰ سے
مرفوعا کہتے ہیں امام وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو اللہ تمہاری دعا قبول کریگا رواہ مسلم ابن ماجہ کا لفظ مرفوع عائشہ
سے یوں ہے کہ حسد نہ کیا یہود نے تم پر کسی چیز کے سبب سے جتنا حسد کرتے ہیں وہ تمہارے سلام و آمین کہنے پر معلوم ہوا
کہ جسکو آمین کا کہنا برا لگے اسمیں ایک طرح کا شائبہ یہودیت کا ہے امام احمد کا لفظ عائشہ سے اسطرح آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس ذکر یہود کا آیا فرمایا حسد نہ کیا انہوں نے ہم پر کسی چیز کا جتنا کہ حسد کرتے ہیں وہ ہم پر جمعہ کی بات
کہ اللہ نے ہمکو بتایا وہ اس سے گمراہ ہو گئے اور قبلہ پر کہ ہمکو بتایا انکو ملا اور آمین کہنے پر پیچھے امام کے ف اکثر کہتے ہیں امام اگر کہنا آمین کا بھلا کر
بھول جاوے تو مقتدی ہی پکار کر آمین کہے اور اگر امام نے آمین پکار کر کہی ہے تو ماموم جہر کرے یہی مذہب
ہے ابو حنیفہ کا امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ مقتدی بھی پکار کے کہتے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر مسجد چھوٹی ہو تو ماموم جہر
نہ کرے تاکہ وہ لوگ پڑھنا امام کا سنیں بڑی ہو تو جہر کرے تاکہ سارے اطراف مسجد میں آمین پہونچ جاوے
انتہے یہ تفصیل کچھ نہیں ہے ملا کہنا آمین کا بجہر و باسرار دونوں طرح ثابت ہوا ہے جہر سے کہنے میں اسوقت کہ
بدعت کا زور و شور ہے زندہ کرنا سنت مردہ کا ہے وباللہ التوفیق لکن جسکو اس کہنے پر کسی جگہ نوبت ضرر
و ضرب کی آوے تو پھر چپکے ہی کہنا مصلحت ہے واللہ اعلم موضح قرآن میں لکھا ہے یہ سورت اللہ صاحب نے
بندوں کی زبان سے فرمائی کہ وہ اسطرح کہا کریں انتہی

سورۂ بقرۃ

یہ سورت مدنی ہے مدینہ میں اتری کہتے ہیں سب سے پہلے مدینہ میں یہی سورت اتری ہاں یہی آیت وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ کہ یہ سارے قرآن کے بعد تمام ہونے سے دن پہلے حجۃ الوداع کے اندر منیٰ میں اتری کہ یہی آخر نازل من القرآن کہا ہے اس سورت کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ان کو ابن کثیر نے ذکر کیا ہے بعض خاص میں ساتھ آیت الکرسی کے بعض ساتھ خواتیم سورۂ بقرہ کے بعض میں فضیلت اس کی اور آل عمران دونوں کی آئی ہے بعض میں فقط ذکر فضیلت سبع طوال کا ہے یہ سورت دو سو چھیاسی آیات اور ستی آیت ہے کلمے چھ ہزار دو سو اکیس حرف پچیس ہزار پانسو واللہ اعلم ابن عربی نے کہا اس میں ہزار امر ہزار نہی ہزار حکم ہزار خبر ہے خالد بن معدان نے اسکا نام فسطاط القرآن رکھا تھا اس سورت کا اخذ کرنا برکت ہے ترک کرنا حسرت ہے جادوگر اسکو حاصل نہیں کر سکتے ولله الحمد ؁

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓمّٓ ایک جماعت محدثین کا یہ قول ہے کہ یہ حروف مقطعہ اللہ تعالے کے بھید ہیں قرآن میں یہ بھید اللہ کی ہر کتاب میں ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اکیلا اللہ ہی اسکو جانتا ہے ہمکو اس پر ایمان لانا چاہیے کلام کرنے کی کچھ ضرورت نہیں یہی مذہب ایک جماعت صحابہ کا بھی تھا جیسے خلفائے اربعہ و ابن مسعود ابو حاتم نے کہا ہے ہم پاتے ہیں یہ حرف مگر اوائل سور میں ہم نہیں جانتے کہ مراد اللہ کی ان حرفوں سے کیا ہے دوسرے گروہ نے ان حروف کے معانی ٹھیرائے طرح طرح کے مطلب بتائے ہیں رازی نے وہ اقوال ان کے ذکر کیے ہیں سب سے زیادہ باریک معنی اس مقدمے میں مخشری معتزلی نے کشاف میں کی ہیں جسکے بیس شوکانی رحمہ نے فتح القدیر میں لکھی ہیں مختصر یہ کہ بات یہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان حروف کے معانی میں کلام فرماویں کچھ مطلب بتانا کہیں نہیں کہیں ثابت اتنا کہیں نہیں کہا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف ہے ہر حرف پر ایک نیکی ہے ہر نیکی دس گنی ہے مگر ان سے ملا تکلیف شارع وہ خوض و غور کیا جسکا کوئی نفع دین و دنیا میں بجز تضییع اوقات تحصیل سفاہت کے نہیں ہے ساری بحث اس مسئلہ کی فتح البیان میں لکھی گئی ہے ابن کثیر نے کہا ہے ایک جماعت کہتی ہے کہ ذکر ان حروف کا شروع سورتوں میں واسطے بیان اعجاز قرآن کے ہے تاکہ خلق کو اپنا عاجز ہونا معارضہ قرآن سے معلوم ہو جاوے کہ باوجودیکہ یہ وہی حرف ہیں جسکے ساتھ وہ رات دن باہم خطاب کیا کرتے ہیں مگر ان کو ایسی ترکیب نہیں دے سکتے رازی نے کہا مبرد و ایک جماعت محققین کا یہی مذہب ہے اسی کو قرطبی نے بھی فراء و قطرب سے حکایت

کیا ہے اسی کی بڑی تصریح کشاف میں کی ہے اسی طرف ہمارے شیخ امام ابو العباس ابن تیمیہ اور حافظ مجتہد ابو الحجاج مزی
بھی گئے ہیں انتہی ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ اس کتاب میں کچھ شک نہیں ہے مراد کتاب سے اس جگہ یہی کتاب اللہ
ہے جسکا نام قرآن کریم و فرقان عظیم ہے اسکے سوا دس قول اور ہیں سب سے زیادہ قوی یہی قول ہے اس میں کچھ شک نہیں
ہے کہ یہ کتاب اللہ کے پاس سے آئی ہے سراپا حق و صدق ہے اللہ نے فرمایا الٓمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ
مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ریب کے معنے ہیں شک کے ابن ابی حاتم نے کہا ہے اس معنی میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں مطلب
کہ نہیں کسی طرح کا شک و شبہ نہ کرو گویا یہ خبر معنے نہی کے ہے ریب کے ایک معنے تہمت کے بھی ہیں حدیث میں آیا ہے شک سبب
ہے صدق طمانیت ہے قرطبی نے کہا معنے اس نفی عام کے یہ ہیں کہ یہ کتاب کسی طرح جگہ شک و شبہ و تہمت و بدگمانی کی
نہیں ہے اسکی دلالت واضح جو کہ سچائے زبان سا طعے کے ہے اس بات کو چاہتی ہے کہ کسی طرح کا بھی کوئی شک اس میں راہ
نہ پاوے هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ راہ بتاتی ہے ڈر والوں کو معلوم ہوا کہ اگرچہ یہ کتاب فی نفسہ ہدایت ہے لیکن نفع اسکا
خاص ایمان والوں ہی کو ہوتا ہے جنکو اللہ کا ڈر ہے جو لوگ نڈر ہیں ان کو کچھ فائدہ اس کتاب سے نہیں ہوتا ہے
قال تعالے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا وقال تعالی
قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ
مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ وقال يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى
وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ معلوم ہوا کہ جو لوگ قرآن پاک کو شفا و ہدایت و رحمت و موعظت نہیں سمجھتے ہیں وہ ایمان سے
محروم ہیں جب ایمان نہ ہوا تو متقی بھی نہ ہوئے ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے یہ کتاب نور ہے واسطے اہل تقوے کے ابن
عباس نے کہا متقی وہ مومن ہیں جو شرک سے بچتے ہیں طاعت پر عمل کرتے ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ متقی وہ لوگ ہیں
جو ترک ہدی پر اللہ کے عقاب سے ڈرتے ہیں قرآن کی تصدیق پر رحمت کی امید رکھتے ہیں کلبی نے کہا متقی وہ آدمی
ہیں جو کبیرے گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں حسن نے بھی اسکی تصدیق کی ہے کیسی کہا متقی وہ ہیں جنکا ذکر بعد اسکے
آیا ہے کہ غیب پر ایمان لاتے ہیں نماز قائم رکھتے ہیں الآیہ ابن جریر نے کہا آیت ان سب اقسام کو شامل ہے حدیث
عطیہ سعدی میں مرفوعًا آیا ہے بندہ متقی نہیں ہوتا جب تک کہ نے ڈر کی چیز کو بچنے کے لیے ڈر والی چیز سے
نہ چھوڑ دے رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ شوکانی رحمہ اللہ نے کہا ہے معنی شرعی تقوے کے یہی ہیں
جو اس حدیث میں آئے ہیں اسی معنے کی طرف جانا واجب ہے اس حدیث کو احمد و عبد بن حمید و بخاری نے
تاریخ میں اور ابن ابی حاتم و بیہقی وغیرہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح بتایا ہے باوجود اس

حدیث کے کچھ حاجت اُس تعریف تقوی کی نہیں ہے جو یاروں نے اپنی عبارتوں میں ادا کی ہے گو اُس
تعریف میں کچھ برائی نہ ہو لیکن آثار کے سامنے مثل چراغ بیکار ہوتا ہے ہدایت سے کبھی ایمان مراد لیتے ہیں
ایمان کا دل میں پیدا کرنا سوا اللہ کے کسی سے نہیں ہو سکتا ہے إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وقال لَيْسَ
عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وقال مَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وقال مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ
تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا کبھی ہدایت سے مراد بیان حق ہوتا ہے یعنی حق کا کھولکر ظاہر کرنا اوسکی طرف راہ دکھانا
اوسکا بتانا قال تعالی وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وقال إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ وقال
وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَى عَلَى الْهُدَى وقال وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ارجح یہ ہے کہ مراد تحدین سے اس
جگہ خیر و تقوی ہے عمر بن خطاب نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ تقوی کیا چیز ہے کہا تم کبھی خاردار رستے پر چلے ہو کہا ہاں
کہا پھر کیا کیا کہا دامن اُٹھا کر الگ تھلگ بچتا ہوا چلا کہا یہی تو تقوی ہے حدیث ابی امامہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ حاصل
کی آدمی نے کوئی چیز بعد اللہ سے ڈرنے کے بہتر نیک بی بی سے کہ جب اُسکو دیکھے تو وہ اوسکو خوش کرے جب اُسکو
حکم دے تو وہ بجا لائے جب قسم کھائے تو وہ اُسکو سچا کرے اگر اوسکے پاس سے کہیں چلا جائے تو وہ اپنی جان اُسکی مال میں
خیرخواہی کرے رواہ ابن ماجہ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ جو یقین کرتے ہیں بن دیکھا یہ وصف ہے متقیوں کا
کہ وہ غیب کی بات پر ایمان لاتے ہیں ایمان کہتے ہیں تصدیق کرنے کو یعنی دل سے کسی بات کو سچا سمجھ لینا کسی نے کہا ایمان کے معنے ایک جگہ
ڈرنے ابن جریر نے کہا اولی یہ ہے کہ وہ لوگ موصوف ہیں ساتھ ایمان بالغیب کے قول و اعتقاد و عمل میں کبھی اللہ کا
ڈر بھی معنی ایمان میں داخل شامل ہو جاتا ہے یعنی اُس ایمان میں جسکے معنے یہ ہیں کہ قول کی تصدیق عمل سے کرے ایمان کا لفظ
ایک ایسا کلمہ جامعہ ہے کہ ساتھ اللہ کے کتب و رسل اور تصدیق اقرار کو عمل سے ابن کثیر کہتے ہیں لفظ ایمان کا لغت میں تصدیق
محض پر بولا جاتا ہے اللہ نے فرمایا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ یوسف کے بھائیوں نے باپ سے
کہا تھا وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ اسیطرح جب لفظ ہمراہ اعمال کے آتا ہے تو معنے تصدیق ہوتا ہے
کقولہ تعالی إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور جب مطلقاً مستعمل ہوگا تو ایمان شرعی بغیر اعتقاد و قول و عمل کے
نہیں ہوتا ہے اکثر ائمہ کا یہی مذہب ہے مالک شافعی و احمد و ابو عبیدہ وغیرہ نے اسپر اجماع نقل کیا ہے کہ ایمان قول و عمل ہے
گھٹتا ہے بڑھتا ہے اس باب میں بہت سی احادیث و آثار آئی ہیں جنکو ابن کثیر نے اول شرح بخاری میں علیحدہ ذکر کیا ہے
جنہوں نے ایمان کی تفسیر خشیت کے ساتھ کی ہے اوسکی دلیل ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
وقولہ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ خشیت خلاصہ ہے ایمان و علم کا اللہ نے فرمایا إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ

العلماء یعنی ڈرتے ہیں اللہ سے مگر عالم پھر دوسری جگہ یوں کہا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ یعنی یہ جزا واسطے اُس کے جو ڈرے
رب سے ڈر رہا ہے معلوم ہوا کہ بہشت حصہ اہل علم ہی کا ہے یعنی یہ بات کہ مراد غیب سے اس جگہ کیا چیز ہے کسی نے کہا
اللہ مراد ہے کسی نے رسول اور آخرت کا اور جنت و دوزخ و لقائے الٰہی ہے لوگ یہاں لاکر ہیں اسی بات پر کہ
مرنے کو پھر جی اٹھیں گے سو غرض [illegible] یہ ہے کہ آن حساب سے کہ غیب سے ہے جو [illegible] ہر چیز ہے کہا اور آپ
بعض نے کہا جو شخص ایمان لایا اللہ پر وہ ایمان لایا غیب پر کسی نے کہا مراد [illegible] اسلام ہے کسی نے کہا [illegible]
قدر ہے سو یہ ساری معنے ملتے جلتے ہوئے ہیں یہ ساری چیزیں ان دیکھی ہیں سب ہی پر ایمان لا۔ احمد نے اور
نے کہا ہمنے کہا یا کہا یا صحیح کا ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ہمارے ساتھ ابو عبیدہ بن جراح تھے
اُنھوں نے کہا اے رسول خدا بھلا ہم سے کوئی بہتر بھی ہے ہم ہمراہ آپکے اسلام لائے آپکے ساتھ ہوکر ہمنے جہاد کیا فرمایا
ہاں ایک قوم بعد تمہارے آویگی جو مجھپر ایمان لاویگی انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے رواہ احمد دوسری یہ ہے
ہمنے کہا اے رسول خدا بھلا کوئی قوم ہم سے زیادہ اجر میں ہوگی ہم اللہ پر ایمان لائے ہمنے آپکی پیروی کی فرمایا تمکو اس
بات سے کون منع کرتا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے بیچ میں موجود ہیں ہر دم آسمان سے وحی چلی آتی ہے
بلکہ ایک قوم بعد تمہارے ہوگی اونکو ایک کتاب درمیان دو لوح کے ملیگی وہ اوسکی تصدیق کرینگے جو کچھ اُس
کتاب میں ہوگا اوسپر عامل ہونگے اونکا اجر تمہارے اجر سے دوچند بڑا ہے رواہ ابن مردویہ مراد کتاب سے اس جگہ
یہی مصحف شریف ہے اس حدیث سے یہ نکلا کہ عمل کرنا وجادت پر جائز ہے فتح الباری میں لکھا ہے کہ صحابہ کی فضیلت سے
کوئی چیز برابری نہیں کر سکتی اونھوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اس لئے اجر کے زیادہ ہونے سے
یہ بات لازم نہیں آتی ہے کہ غیر صحابہ افضل ہوں صحابہ پر اسلئے کہ اجر کی کمی و بیشی باعتبار عمل کے ہوتی ہے سو
مشاہدہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی عمل نہیں پاتا ہے بیہقی نے بلفظ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کہا یہ ہے کہ بہت
پسند مخلوق مجھکو ایمان میں وہ قوم ہے جو بعد تمہارے ہوگی اُنکو صحیفے ملینگے اونمیں کتاب ہوگی وہ ایمان لائینگے
اوسپر جو کچھ کہ درمیان اُن صحف کے ہوگا رواہ ابن عرفہ ابو حاتم نے کہا مغیرہ بن قیس اس سند میں منکر الحدیث
ہے لیکن اسی کے لگ بھگ ابو یعلیٰ ابن مردویہ حاکم نے بھی حدیث محمد بن حمید کو روایت کیا ہے حاکم نے اسکو
صحیح بتایا ہے ان حدیثوں میں بشارت ہے سب ہمیں کتاب وسنت کی پیروی کرنے والوں کیونکہ اونھوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو نہیں دیکھا ہے فقط قرآن کو پایا ہے اوسپر ایمان لائے ہیں عمل کیا کرتے ہیں لغت میں غیب ہر
اوس چیز کو کہتے ہیں جو تجھسے غائب ہو کسی نے کہا مراد غیب سے اس جگہ دل ہے یعنی سچے دل سے تصدیق اس کتاب کی

کی نماز پڑھنا بعض وقت کی اوڑا جاتا ہے یا بے وقت ادا کرتا ہے یا اس طرح نہیں پڑھتا جس طرح حدیث سے ثابت ہے
یا عجلت کے ساتھ بے پروائی سے پڑھتا ہے وہ مقیم صلوٰۃ نہیں ہے بلکہ ایک نماز بھی ترک کرنے سے
کفر لازم آجاتا ہے اگر قبل توبہ کے مرگیا یا پایا گیا تو مرتد ہوا اوسکو مقابر مسلمین میں دفن کرنا نہ چاہیے اکثر لوگ
اماں سلام کہاں رکھتے ہیں مگر اکثر نمازیں عمداً ترک کرتے یا تاخیر سے پڑھتے ہیں یا عجلت سے ادا کر لیتے یا اوسکو اسا کی
علماء ہی حافظ ہیں خصوصاً عورات کہ اونسے پابندی اوقات نماز کی کسی طرح نہیں ہو سکتی ہے اگر یہ نہ ہو تو سے
راہ یہ نہیں ایک تعجب ہے ابن عباس نے کہا مراد نماز سے اسجگہہ پانچوں نمازیں ہیں قتادہ نے کہا مراد محافظت
ہے وقت و وضو و رکوع و سجود پر کسی نے کہا مراد اقامت سے پورا کرنا رکوع سجود و تلاوت و خشوع کا ہے بہر حال حاصل
سب عبارتوں کا آخر کو ایک ہی ہوتا ہے کہ ایسی نماز پڑھے جیسی نماز رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھتے تھے اسمیں
سب کچھ آگیا حدیث شریف میں آیا ہے صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي اس نماز میں رفع یدین آمین بالجہر ہاتھ باندھنا
کا سینے پہ بیٹھنا استراحت کے لیے اعتدال کرنا بعد رکوع کے وغیرہ سنن سب کچھ ہے اس نماز کی ترکیب مسک الختام
شرح بلوغ المرام میں لکھی ہے نماز کا مطلب رسالہ حقیقۃ الصلوٰۃ میں کسی نے خوب بیان کیا ہے وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
يُنْفِقُونَ اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں یعنی خدا کی راہ اور طاعت میں صدقہ دیتے ہیں رزق نزدیک جمہور کے وہ
چیز ہے جو لائق نفع لینے کے ہو حلال ہو یا حرام معتزلہ حرام کو رزق نہیں کہتے یہ انکی غلط فہمی ہے یہ اور بات ہے کہ
رزق حرام کا کھانا لینا دینا کبیرہ ہے مگر رزق ہونے سے تو باہر نہیں ہو سکتا اس لفظ سے کہ کچھ خرچ کرتے ہیں یہ نکلا
کہ اسراف و تبذیر بری چیز ہے مال کا اوڑانا خلاف مصرف حق میں صرف کرنا بڑا گناہ ہے ایسے لوگوں کو قرآن شریف میں
اخوان الشیاطین فرمایا ہے مگر صرف ان امور میں جو بخیل نہیں ہیں سب سے زیادہ ہوتا ہے دنیا میں کوئی بخل سے ہلاک
ہوا تو کوئی اسراف سے قتادہ نے کہا مراد اس خرچ سے نکالنا زکوٰۃ کا ہے ابن مسعود نے کہا مراد خرچ کرنا اپنے گھر والوں پر
ہے ابن جریر نے کہا یہ شامل ہے زکوٰۃ فرض و نفل و صدقہ و قربت وغیرہ وغیرہ جملہ نفقات کو ابن کثیر نے کہا اللہ نے
نماز و انفاق مال کو اکثر ساتھ بہت جگہہ ذکر کیا ہے یہ اسلیے کہ نماز حق ہے اللہ کا عبادت ہے خدا کی یہ عبادت مشتمل ہے
خدا کی توحید و ثنا و تمجید اور اپنی عاجزی و دعا و توکل پر انفاق احسان کرنا ہے ساتھ مخلوق خدا کے یہ نفع متعدی ہوتا
ہے سو سب سے اولیٰ تر ساتھ احسان کے قرابت والے گھر والے مملوک ہیں پھر اجنبی لوگ اول خویش بعدہ درویش اسلیے سارے
نفقات واجبہ اور زکوٰۃ مفروضہ اس آیت میں داخل ہیں اسی صحیحین میں ابن عمر سے مرفوعاً آیا ہے کہ بنیاد اسلام کی پانچ چیزوں پر
ہے ایک گواہی اس بات کی کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ دوسرے قائم رکھنا نماز کا تیسرے دینا زکوٰۃ کا چوتھے روزہ رکھنا

مشہمان یا منیعون ان تعم کرتا خانہ خدا کا ابن کثیر کہتے ہین حدیثین اس مقدمے مین بہت آئی ہین انتہی وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا

اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور جو یقین کرتے ہین جو کچھہ اترا ہے تجھہ پر مراد سارا قرآن ساری شریعت اسلام ہے مطلب قرآن کو اترنے

کا یہہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آسمان مین اللہ کا کلام سنا اوسکو جون کا تون لیکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

پاس آئے اوسکو اوپر سینے کے اوتار لائے اس سے خدا کا علو و فوق نکلا قرآن کا کانون سے سنا جانا زبانون سے پڑہا

جانا سینون مین محفوظ ہونا مصحفون مین لکھا جانا حرف و صوت کا ہونا ثابت ہوا یہہ سارے اوصاف کلام اللہ

کے خود کلام اللہ و حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئے ہین وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ اور جو

اوترا تجھسے پہلے یعنے اور رسولون پر جیسے صحف ابراہیم زبور داؤد توریت موسی انجیل عیسے وغیرہم کہ ان سب پر ایمان

لانا اجمالاً فرض عین اور قرآن پر تفصیلا فرض کفایہ ہے ایک جماعت صحابہ وغیرہ نے کہا مراد اس آیت سے مومنین اہل کتاب

ہین بدلیل قولہ تعالی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ دوسری جگہہ فرمایا

ہے وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ جسطرح کہ مراد آیت اول سے مومنین عرب تہے کسی نے کہا

نہین بلکہ یہہ دونو آیتین حق مین ساری مومنین کے عربی ہون یا عجمی انسی ہون یا جنی کتابی ہون یا مسلمان آئی ہین شوکانی

رحمہ اللہ نے اسی بات کو راجح کہا ہے پہر کہا دیکھو اللہ نے کئی جگہہ اُن مومنون پر ثنا کی ہے جنہون نے ان دونو امر کو

مانا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ

مِنْ قَبْلُ دوسری جگہہ فرمایا ہے اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ تیسری جگہہ کہا ہے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ

رُّسُلِهٖ چوتہی جگہہ ارشاد کیا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ابن کثیر نے کہا ہے

کہ اگرچہ سارے مومنین اسمین داخل ہین لیکن اہل کتاب کو ایک خصوصیت ہے یہہ کہ وہ اپنی کتاب پر ایمان مفصل لائے ہین پہر جب

مسلمان ہوکر قرآن پر بہی ایمان مفصل لائین گے تو اونکو دوبارہ اجر ملے گا غیر اہل کتاب کا ایمان اگلی کتابون پر اجمالی

ہے ہان کبہی یون بہی ہوتا ہے کہ بہت سے عربون کا اسلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُن لوگون کے ایمان سے

جو اسلام مین داخل ہوتے ہین اتم و اکمل و اعم و اشمل ہوتا ہے گو اونکو دوہرا اجر ہو اسلیے کہ اونکی تصدیق کا ثواب اونکے

دوبارہ اجر برابر ہوجاویگا انتہی وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ اور آخرت کو وہ یقین جانتے ہین یعنے جتنے کام اوسمین ہونگے جیسے

بعث و نشر و حشر وغیرہ کسی مین اُنکو کچھہ شک نہین ہے سب کو سچ دل سے تصدیق کرتے ہین معلوم ہوا کہ یہہ صفت متقین کا ہے

کہ وہ اس یقین کو اساس ایمان اس اسلام سمجھتے ہین بخلاف اہل کتاب کے کہ اونکا اعتقاد امور آخرت مین

صحت سے رو دے ہے یہ یا بجا لا سکے کہ وہ مرتبہ یقین تک پہونچ سکین ابن کثیر نے کہا ہے مراد آخرت سے اس جگہہ بعث و قیامت
و جنت و نار و حساب و میزان ہے روہ دن بعد دنیا کے آویگا اسلیے اوسکو آخرت و یوم آخر بولتے ہین اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی
مِّنْ رَّبِّهِمْ وہ لوگ اونہوں نے پائی ہے راہ اپنے رب سے مراد راہ سے نور یا استقامت یا بیان یا برہان یا بصیرت یا توفیق یا سداد
بلکہ یہ سب الفاظ مراد ہو سکتے ہین اس جملہ مین خبر دی ہے حالات متقین سے کہ وہ بسبب کمال استعداد اعمال صالحہ
و ترک محرمات کے اسکے لطف سے کامیاب کامران راہ شناس ہو گئے ہین وَ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور وہی ہین مراد کو پہونچے
بیچ دنیا و آخرت مین ابن عباس نے کہا پایا انہون نے اپنا مطلب جو دعا کی بدی سے اوس چیز کی جس سے بہاگ رہے کستی نے
کہا آگ سے بچے جنت کو پہونچے ابن عمرو کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہا ہم بعض قرآن پڑہتے ہین ہم کو
امید بندھتی ہے بعض جگہہ نا امیدی آگھیرتی ہے فرمایا کیا مین تم کو جنت دوزخ والون کی خبر دون کہا ہان فرمایا الٓمٓ
سے لیکر مُفْلِحُوْنَ تک ذکر اہل جنت کا ہے کہا ہمکو امید ہے کہ ہم بھی اوس لوگ ہون پھر فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ
ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے عَظِیْمٌ تک ذکر اہل نار کا ہے کہا اے رسول خدا یہ لوگ ہم نہین ہین فرمایا
سچ کہتے ہو رواہ ابن ابی حاتم یعنی وہ لوگ جو منکر ہوے برابر ہے انکو تو ڈراوے یا نہ ڈراوے وہ نہ مانین گے یعنی اللہ
نے انپر کفر کو لکہدیا ہے وہ کسی طرح ایمان لانیوالے نہین خواہ انکو خوف دلایا جاوے یا نہ دلایا جاوے جسطرح دوسری جگہہ
فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ کُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ تیسری
جگہہ حق مین معاندین اہل کتاب کے یہ ارشاد کیا ہے وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ
یعنے جسکو خدا نے شقی ٹہیرا دیا ہے اوسکو کوئی سعید نہ کرے گا جسکو اللہ نے گمراہ کر دیا ہے اوسکو کوئی راہ پر نہ لگا دیگا
پہر اے رسول تو اپنی جان اس حسرت مین کیون کہوتا ہے تو تو رسالت کو پہونچا دے کوئی ماننے یا نہ ماننے جو ماننے گا
وہ اپنا بہلا کرے گا جو نہ مانیگا وہ تیرا کیا بگاڑ سکتا ہے اوس کے لیے تیری بلا بخ کرے تیرا کام ابلاغ کا ہے
حساب لینا ہمارا کام ہے ابن عباس نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حرص تہی کہ سارے لوگ ایمان لاوین ہدایت
کی راہ پر چلین آپکا کہنا مانین اللہ نے فرمایا ایمان نہین لاتا مگر وہی شخص جسکے لیے پہلے سے سعادت مقرر ہو چکی ہے گمراہ وہی
ہوتا ہے جو پہلے سے بدبخت ٹہیر چکا ہے ابو العالیہ نے کہا یہ آیتین حق مین قائدین احزاب کے اوتری ہین جنکے
حق مین اللہ نے دوسری جگہہ یون فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ کُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ
جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا علماء نے کہا ہے یہ آیت عام ہے مگر معنے اسکے خاص ہین یعنے مراد اس سے وہ شخص ہے جسکا کفر پیشتر
اللہ کے علم مین ٹہیر چکا ہے اللہ نے یہ چاہا کہ لوگون کو یہ بات جتا دے کہ ان مین ایسے آدمی بہی ہین جنکا یہ حال ہوگا خاص تعیین

جنہون نے بدلا کیا احسان کا ناشکری اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گہر مین جو دوزخ ہے پیٹہیں گے اوس مین ۱۲

کسی شخص کی نہیں ہے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولہم عذاب عظیم مہر
کر دی اللہ نے اون کے دلوں پر اور اونکے کان پر اور اونکی آنکھوں پر ہے پردہ اور واسطے انکے ہے بڑی مار دل کان آنکھ کا ذکر
اسلیے کیا کہ علم کے یہی تین رستے ہیں دل سے انسان سمجھتا ہے کان سے سنتا ہے آنکھ سے دیکھتا ہے سو دلپر کان
پر مہر لگ گئی آنکھ پر پردہ پڑ گیا تو اب نہ ہدایت کو سمجھ سکتے ہیں نہ حق کو دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں بعض اہل کہتے ہیں
ان آیت میں خبر دی ہے اس بات کی کہ وہ حق بات کے سننے سے تکبر و اعراض کرتے ہیں ابن جریر نے کہا یہ قول ٹھیک نہیں اسلیے
کہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ ہمنے اونکے دل پر مہر کر دی ہے زمخشری نے ابن جریر کا رد پانچ طرح پر کیا ہے مگر اس تفسیر میں
یہ وہ سب وجوہ ضعیف ہیں اعتزال نے اسکو یہ جرأت دلائی کہ خدا کا مہر لگانا اوسکے اعتقاد میں ایک امر قبیح ٹھیرا
اگر وہ ان آیت میں غور کرتا فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبہم وقولہ تعالی ونقلب افئدتہم وابصارہم الآیہ تو رد مذکور
نہ کرتا یہ بات جان لیتا کہ اللہ تعالی نے اونکے دلوں پر مہر لگا کر درمیان اونکے اور درمیان ہدایت کے حائل کر دیا ہے
اون کے ترک حق و تمادی باطل کی پوری پوری سزا خدا ہے قرطبی نے کہا امت کا اجماع ہے اس بات پر کہ اللہ نے
اپنے نفس کو موصوف کیا ہے ساتھ ختم و طبع کرنے کے کافروں کے دلوں پر جس طرح فرمایا بل طبع اللہ علیہا
بکفرہم پھر حدیث تقلیب قلب کو ذکر کیا پھر اس دعا کو یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک پھر حدیث
حذیفہ کو جس میں ذکر عرض و وقوع فتن کا دلوں پر آیا ہے یہ حدیث بخاری میں ہے ابن جریر کہتے ہیں حدیث ابوہریرہ
میں مرفوعا آیا ہے کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک کالا نکتہ ہو جاتا ہے اگر توبہ کر لی اور رک گیا اور
رہا تو دل کو صیقل ہو گئی اور اگر زیادہ گناہ کیا تو نکتہ بھی بڑھتا گیا یہاں تک کہ سارے دل پر چھا گیا یہ وہی رین ہے
جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح
کہا ہے نسائی نے بھی روایت کیا ہے پھر ابن جریر نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اس بات کی جب
گناہ دل پر لگا تار آتے ہیں تو دل کو بند کر دیتے ہیں جب دل بند ہو گیا تو اللہ کی طرف سے اوسپر مہر لگ گئی اب نہ ایمان
اوس تک جا سکتا ہے نہ کفر وہاں سے باہر آ سکتا ہے یہی مطلب ہے اس آیت شریف کا غرض کہ مہر تو دل پر کان
پر لگتی ہے آنکھ پر پردہ پڑتا ہے قال تعالی وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ مجاہد نے
کہا رین طبع سے ہلکا ہے طبع اقفال سے کم ہے اقفال سب سے زیادہ سخت ہے باقی رہا عذاب عظیم سو مراد اس سے
اس جگہ عذاب آخرت عقاب قیامت ہے یا قتل و قید دنیا عذاب نام ہے ہر اوس چیز کا جو انسان کو تکلیف دیتی ہو
کوئی چیز کیوں نہ ہو عظیم نقیض ہے حقیر کی جس طرح کبیر نقیض ہے صغیر کی اس بنیاد پر عظیم کبیر سے بڑھ کر ٹھیرا جس

طرح کہ حقیر صغیر سے کمتر ہے پہلے اللہ تعالیٰ نے چار آیتوں میں ذکر مومنین مخلصین کا کیا تھا پھر دو آیت میں ذکر خالص کافروں
کا فرمایا اب تیرہ آیتوں میں ذکر منافقین کا فرماتا ہے یہ وہ گروہ ہے جو نہ ادھر نہ اودھر ظاہر میں موافق مومنین کے ہے
باطن میں مطابق کافروں کے اسی لیے اس فرقہ سوم کے حق میں یوں فرمایا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ
مِنَ النَّارِ ابن کثیر کہتے ہیں اس فرقہ کا حال اکثر لوگوں پر مشتبہ رہتا تھا اسلیے کئی وصف انکے بیان فرمائے ہر وصف
ایک طرح کا نفاق ہے انکا ذکر سورۂ براءت میں سورۂ منافقین میں سورۂ نور وغیرہ میں آیا ہے تاکہ سب لوگ انکا
حال معلوم کرکے بچتے رہیں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ایک لوگ وہ
ہیں جو کہتے ہیں ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور انکو یقین نہیں ہے یہ آیت تعریف میں عبد اللہ
ابن ابی و معتب بن قشیر و جد بن قیس اور انکے یاروں کے اوتری ہے یوم آخر سے وہ وقت مراد ہے جو منقطع نہ ہو
بلکہ ہمیشہ رہے سو ایسا وقت قیامت کا دن ہے خدا نے انکے نفی ایمان کی بالکل کردی کہ یہ کسی زمانے میں
بھی ایمان نہ لاوینگے يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے خداع لغت
میں بمعنی فساد آتا ہے مطلب یہ ہوا کہ مفسدوں کا سا کام کرتے ہیں گو اللہ کا کسی کا فساد کچھ نہیں ہوتا ہے وَ
مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اور کسی کو دغا نہیں دیتے مگر آپ کو اور نہیں بوجھتے نفاق اس
بات کو کہتے ہیں کہ خیر ظاہر کرے شر چھپاوے سو یہ کئی طرح پر ہوتا ہے ایک نفاق اعتقادی ہے ایسا نفاق والا
دوزخی ہوگا دوسرا عملی ہے یہ اکبر ذنوب ہے ابن جریج نے کہا منافق وہ ہے جسکا قول خلاف اسکے فعل کے ہو سر
اسکا خلاف اسکے علانیہ کے ہو دخل کچھ مخرج کچھ حاضر کچھ غائب کچھ منافقوں کا حال یہ ہے اسلیے اوترا کہ مکہ
میں نفاق نہ تھا وہاں جو شخص برخلاف ہوتا وہ ناخوشی سے اظہار کفر کرتا باطن میں مومن ہوتا جب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم مدینے میں ہجرت کر آئے یہاں کے انصار بت پرست تھے یہود اپنے اگلوں کے چال پر چلتے تھے جب بدر کی
لڑائی ہوئی تو عبد اللہ بن ابی ابن سلول اور اعراب حوالی مدینے نفاق ظاہر کردیا یہ عبد اللہ قبیلہ خزرج سے تھا اللہ
نے اہل ایمان کو خبردار کردیا کہ تم انکے ظاہر حال پر دھوکا نہ کھاؤ وہ دل میں کافر ہیں گو ظاہر میں اعتقاد ایمان کا ظاہر
کرتے ہیں معلوم ہوا کہ فجار کے حق میں کبھی گمان خیر نہ کرے آیت کا یہ مطلب ٹھیرا کہ یہ لوگ یوں خیال کرتے ہیں
کہ جس طرح کفر کو چھپا کر ایمان کو جتا کر ہم نے لوگوں کو دھوکا دیا ہے اسی طرح یہ فقرہ ہمارا سامنے اللہ اور اہل ایمان
کے بھی چل جاویگا اس لیے اللہ نے انکے مقابلے میں یہ کہا کہ تمہارا فقرہ تمہاری ہی جان پر وبال ہوگا لیکن تم
نہیں جانتے ان باتوں سے کچھ خدا تعالیٰ کا بگڑتا ہے نہ مومنوں کا کچھ لگتا ہے انکا ہی اپنی جان کا ہوگا تمہارا

وقف لازم

ہی اور پا وے گا ابن جریج نے کہا انکی دغابازی یہی تہی کہ ظاہر میں لا الہ الا اللہ کہہ کر اپنا مال اور خون بچا لیتے تہے مگر
جی میں انکے اور ہی کچہ بسا تہا قتادہ نے کہا منافق وہ ہے جو بدخلق ہو زبان سے تصدیق کرے دل سے انکار
قول کچہ ہو عمل کچہ صبح کو اور حال شام کو اور حال ہو کبہی جدہر کی ہوا چلی ادہر ہی کو گئی ...
سیرین نے کہا سلف کے نزدیک کوئی آیت شریف اس آیت سے زیادہ خوفناک نہ تہی فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ
اللَّهُ مَرَضًا انکے دلوں میں آزار ہے پہر زیادہ دیا اللہ نے انکو آزار مرض اس چیز کو کہتے ہیں جو آدمی کو اپنی
تندرستی سے نکال دے جیسے کوئی علت یا نفاق یا تقصیر کسی امر میں بعض نے کہا مرض نام ہے ...
صورتوں میں یہ لفظ بولے جانا ہے اور ہار لیا گیا خواہ شک و نفاق ہو یا انکار و تکذیب جسقدر اللہ کی
نعمتیں دینی و دنیاوی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر زیادہ ہوتی تہیں اوتنا ہی انکا مرض نفاق زیادہ ہوتا جاتا
تہا یا یہ جملہ بد دعا ہے اونپر کہ تم اسی طرح کے شک و حسرت و نفاق میں پڑے رہو ابن زید نے کہا مراد مرض دین
میں مرض ہے نہ جسم میں طاؤس نے کہا مراد اس مرض سے ریا ہے کسی نے کہا یہ مرض شک کرنا تہا اسلام میں اللہ تعالی نے
فرمایا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَتْهُمْ
رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ یعنی شر پر شر ضلالت پر ضلالت بڑہتی جاتی ہے گویا یہ جزا جنس عمل سے ہو کہ جیسا کیا ویسا
ہی پایا اور اسکے مقابلے میں یہ آیت ہے وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ موضح قرآن میں فرمایا
ہے ایک آزار یہ تہا کہ جس دین کو دل نہ چاہتا تہا ناچار قبول کرنا پڑا دوسرا آزار اللہ نے یہ زیادہ دیا کہ حکم
جہاد کا آیا اپنے خیرخواہ تہے اون سے لڑنا پڑا انتہی وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ اونکو دکہ
کی مار ہے اسپر کہ جہوٹ کہتے تہے ابن عباس نے کہا قرآن میں جہاں کہیں لفظ أَلِيم کا آیا ہے مراد اس سے سخت ہو
یعنی عذاب دردناک جسکا دکہ دل کے اندر جا گہتا ہے جہوٹ یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کا حال خلاف اسکی ماہیت کے ظاہر
کریں یہ حرام ہے کیونکہ اسپر عذاب کا استحقاق بیان کیا ہے انکا جہوٹ یہ تہا کہ مومن نہ تہے مگر آپ کو مومن کہتے
تہے ابو السعود نے کہا یہ تبدیل تحریف کیا کرتے تہے انتہی **ف** رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بعض منافقین
کو جانتے پہچانتے تہے مگر انکو قتل نہ کیا اس لیے کہ عرب کہیں یہ بات نہ کہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب
کو قتل کرتے ہیں کیونکہ اون کا قتل کرنا تو کفر پر ہوتا مگر یہ گنوار ظاہر میں انکو مسلمان سمجہتے تہے وہ اس حکمت کو
کاہے کو بوجہتے مفت میں بدنام کرتے یہ ویسی بات ہو کہ باوجود معلوم ہونے سوء اعتقاد مؤلفۃ القلوب کے انکو دیتے
لیتے رہتے تہے اسکے سوا اور بہی جواب ہیں جنکا ذکر ابن کثیر نے کیا ہے وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي

فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ جب کہا جاتا ہے انکو
کہ فساد نہ ڈالو ملک میں تو کہتے ہیں کہ ہمارا کام تو سنوارنا ہے سن رکھو وہی ہیں بگاڑنے والے پر نہیں سمجھتے ایک جماعت
صحابہ نے کہا مراد فساد سے اس جگہہ کفر و گناہ کرنا ہے جس نے زمین میں اللہ کی نافرمانی کی یا حکم کسی معصیت کا دیا
تو اسنے زمین میں فساد ڈالا کیونکہ درستی ملک کی صلاح زمین و آسمان کی طاعت سے ہے سلمان نے کہا ابھی اس آیت والے
لوگ نہیں آئے ابن جریر نے کہا مطلب یہ ہے کہ اس صفت والے فسادی ان لوگوں سے جو زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
میں تھے کہیں پیچھے ہوئے ہیں یہ مطلب نہیں ہے کہ اس صفت کا کوئی آدمی اسوقت میں موجود نہ تہا پھر کہا کہ بڑے مفسد
زمین میں یہی اہل نفاق ہیں خدا کا گناہ کرتے ہیں فرائض بجا نہیں لاتے دین میں شک کرتے ہیں مومنوں کے دعوے
کو جھٹلاتے ہیں اہل تکذیب کے مددگار ہیں اسپر انکو یہ خیال ہے کہ وہ ملک و حال کی صلاح کرتے ہیں ایک فساد ملک کا
یہ ہے کہ ایمان والے کفار کے یار دوست ہو جاویں قال تعالی وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ
تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ اللہ پاک نے اس آیت شریف میں رشتہ دوستی کا مومن و کافر سے کاٹ دیا دوسری
جگہہ فرمایا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اس میں صریح نہی ہے
اس بات کی کہ مسلمان کسی کافر سے دوستی یاری کرے نہی کا فائدہ تحریم ہوتا ہے معلوم ہوا کہ جو مسلمان کسی کافر
کا دوست ہے اور دل سے انکار اوسکی دوستی کا نہیں رکھتا ہے وہ مرتکب حرام ہے مسلمان مخلص نہیں ہے بلکہ منافق
خالص ہے یہ دوستی زمین میں کوئی فتنہ و فساد کھڑا کرے گی چنانچہ نتیجہ اس دوستی کا آج کل سب اہل تجربہ پر ظاہر
ہے ابن عباس نے کہا کہ جب ان سے کہو کہ تم فساد نہ کرو تو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو درمیان دونو فریق مومنین و اہل
کتاب کی صلح کراتے ہیں اللہ نے فرمایا جسکو یہ اصلاح سمجھے ہیں وہی تو عین فساد ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا
كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ جب
کہا جاتا ہے انکو ایمان میں آؤ جس طرح ایمان میں آئے سب لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم اوس طرح مسلمان ہوں جیسے
مسلمان ہوئے بیوقوف سن رکھو وہی ہیں بیوقوف پر نہیں جانتے پہلی آیت میں منافقوں کو فساد سے روکا تہا اس
آیت میں انکو حکم ایمان لانیکا فرمایا مراد لوگوں سے اس جگہہ اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیا مہاجرین
کیا انصار یا عبد اللہ بن سلام اور انکے یار ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ توبہ زندیق کی قبول ہوتی ہے زبان سے اقرار
کرنا بھی ایمان ہوتا ہے مطلب یہ کہ جیسے سب لوگ اللہ و ملائکہ و کتب و رسل و بعث بعد الموت و جنت و نار پر
یقین لائے ہیں اسیطرح تم بھی یقین لاؤ وہ اسکی جواب میں کہتے ہیں کیا ہم ان اصحاب کی طرح یقین لائیں یہ تو احمق

ہیں سفہ لغت میں جاہل ضعیف رائے کو کہتے ہیں جو نفع نقصان اچھی طرح نہ پہچانتا ہو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے
عورتوں اور بچوں کو سفہا فرمایا ہے وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا عامہ علماء نے
سفہا کی تفسیر یہی کی ہے کہ مراد اس جگہ لڑکے اور عورتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ وہ خود ہی تو احمق ہیں اس سے
زیادہ اور کیا انکی حماقت ہوگی کہ وہ اپنی ضلالت و جہل ہی کو نہیں جانتے ہیں ایسے ٹیڑھا اور کون ہدایت اور تمیز
سے دورتر ہوگا وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ
مُسْتَهْزِئُونَ ۝ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ جب ملاقات کرتے ہیں مسلمانوں
سے کہتے ہیں ہم مسلمان ہوئے اور جب اکیلے جاتے ہیں پاس اپنے شیطانوں کے کہتے ہیں ہم ساتھ میں تمہارے ہم تو ہنسی کرتے
ہیں اللہ ہنسی کرتا ہے اون سے اور بڑھاتا ہے انکو انکی شرارت میں بہکے ہوئے مراد شیاطین سے اس جگہ اونکے
سردار اور بڑے رئیس گروہ یہود و مشرکین کے ہیں وہ علماء یہود و روسا کفر کے پاس جاکر اپنا اتحاد دلی ظاہر کرتے
تھے کہتے ہم تم ایک ہیں ہم تو ان مسلمانوں کو بہکاتے ہیں ان سے دل لگی کرتے ہیں ہم کچھ سچ مچ ایمان نہیں
لائے اللہ نے جواب ترکی بترکی دیا کہ تم کیا اون سے ہنسی کروگے اللہ خود تم سے ہنسی کرتا ہے تمہاری گمراہی بڑھتی
جاتی ہے اوس ہنسی کا نتیجہ تمکو قیامت کے دن معلوم ہوجاویگا قال اللہ تعالیٰ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ
لِلَّذِينَ آمَنُوا انْظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ
لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ دوسری جگہ فرمایا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا الآیہ اس قسم کی آیتیں گویا اللہ تعالیٰ کی استہزاء و مکر و خدیعت و سخریہ ہے
ساتھ منافقین و مشرکین کے اور وں نے کہا ہے بلکہ استہزاء خدا کا اون سے یہ ہے کہ اونکو ملامت کی ہو جھڑکی دی ہے
اونکو کفر و عصیان پر کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ ہم اس استہزاء کی سزا جزا دینگے اول ظلم تھا دوسرا عدل ہے کسی نے
کہا جس طرح وہ اپنے شیطانوں سے ملکر یہ بات کہتے ہیں کہ ہم تکذیب رسول اللہ میں تمہارے ہمراہ ہیں اسیطرح
اللہ نے دنیا میں انکے مال و خون کو محفوظ رکھا آخرت میں اونپر عذاب و نکال ہوگا تو یہی اللہ کا استہزاء ہے
انکے ساتھ ابن جریر نے اسی قول کو قوت دی ہے اسلیے کہ مکر و خدع و سخریہ کا بطور لعب و عبث کے
خدا سے منتفی ہے مگر بطریق مقابلہ و انتقام کے براہ عدل و مجازات کچھ منع نہیں ہے بعض نے کہا جب لوگ کوئی
گناہ کرتے ہیں تو اللہ ایک نئی نعمت انکو دیتا ہے وہ نعمت درحقیقت نقمت ہے رحمت نہیں جیسے قال اللہ تعالیٰ
فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا

هُمْ مُبْلِسُوْنَ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ایک جماعت صحابہؓ نے کہا ہے مراد مد
سے مہلت دینا ہے مہلت انکی لیے ہلاکت ہے قال تعالی اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ وقال تعالی سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَاُمْلِيْ
لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ ہم اونکو مہلت دیکے انکی سرکشی وتمرد کو بڑہاتے
ہیں جسطرح فرمایا ہے وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ
طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ طغیان یہ ہے کہ کسی کام میں حد سے تجاوز کرے جسطرح کہا ہے اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ
فِي الْجَارِيَةِ ابن عباس وغیرہ صحابہ نے کہا ہے مراد طغیان سے اس جگہہ کفر ہے ابن زید نے کہا ہے مراد ضلالت ہے بعض
نے کہا ہے آنکھ کی کوری کو عمی کہتے ہیں دل کی کوری کو عمہ بولتے ہیں کبھی بجائے عمہ عمی بھی استعمال
میں آجاتا ہے جیسے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ مطلب یہ ہے کہ دل کے اندہے ہیں
اونکے ہیے کی پھوٹ گئی ہیں یہانتک کہ وہ اتنا نقصان تک نہیں پہچانتے اپنی چالاکی کو عقل سمجھ رکہا ہے
وہ ساری عقل ایک دن اونکو جہنم کی سیر کراویگی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى فَمَا رَبِحَتْ
تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ یہ لوگ وہی ہیں جنہوں نے خرید کی راہ کے بدلے گمراہی سو نفع نہ لائی انکی
سوداگری اور نہ راہ پائی انہوں نے ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے کہ مطلب اسکا یہ ہے کہ گمراہی لی ہدایت چھوڑی
ابن عباس نے کہا ایمان دیکر کفر مول لیا مجاہد نے کہا ایمان لاکر کافر ہوئے قتادہ نے کہا انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر دوست
رکہا ہے جسطرح خدا نے فرمایا ہے وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى پہر قتادہ نے کہا واللہ تمنے
انکو دیکہا ہے کہ وہ راہ سے نکلکر گمراہ ہو گئے ہیں جماعت سے باہر آکر فرقت کیطرف چلے گئے ہیں امن چہوڑ کر خوف میں
جا پڑے ہیں سنت سے علیحدہ ہو کر بدعت پر اڑ گئے ہیں اصل پونجی پر جو آمد زیادہ ہو اوسکو ربح کہتے ہیں سوداگر کے کام
کاج کو تجارت بولتے ہیں سو انکو اس تجارت میں ٹوٹا ہے نہ نفع کیونکہ راس المال ایمان کو برباد کرکے ضلالت کو معتقد
ہوئے ہدایت سے بہک گئی ہیں ؎ ہوتی شب کو دادوستد کچے عجب کہ یوسف کے لیئے پریم جوڑے تو لبوں سے
تم ہی لبے حباب دی جس اور لینے کے دینے پڑے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ
اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ انکی مثال جیسے ایک شخص نے سلگائی
آگ پہر جسے روشن کیا اوسکے گرد کو لے گیا اللہ انکی روشنی اور چہوڑا انکو اندہیروں میں نظر نہیں آتا بہرے ہیں گونگے اندہے
سو وہ نہیں پہرینگے یعنی اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام کو روشن کیا خلق نے اس میں راہ پائی منافق اوسوقت

اندہی ہوگئے آنکہہ کی روشنی ہو تو مستقل کیا کام آوے بات یہ ہے اگر اندہا ہو تو کسی کو لکارے یا کسی کی بات سنے اسی ہو کر لنگا بہرا وہ گونگا
راہ پر آوے منافقون کو عقل کی آنکہہ ہے کہ آپ سمجہہ سکے اطراف حق ہے کہ وہ ہاتہ پکڑے بات سمجہاوے
سمجہنے موقع نہیں ہے کہ پہر آوے اس مثال مین دلیل ہے اوس پر کہ یہ لوگ ایمان لاکر کافر ہوگئے جیسا کہ اللہ نے کہا ہے
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ابن کثیر نے کہا یہ بات صحیح ہے اسلیے کہ ہو ان
ایمان لا کر نور کمایا تہا پہر منافق بنکر اوس نور کو کہو دیا اور گمراہی مین پڑ گئے [illegible]
ابن جریر کا یہ خیال کہ وہ کبہی بہی ایمان نہ لائے تہے اس دلیل سے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ
بِمُؤْمِنِيْنَ ٹہیک بات نہین ہے اسلیے کہ اس آیت مین خبر دی ہے وقت انکے نفاق و کفر کا حال ہے اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ
پہلے اس سے کبہی انکو ایمان حاصل ہوا ہو بلکہ وہ ایمان اوس کے پہر انکے دلون پر مہر لگادی گئی اس خبر پر کو آیۃ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
اٰمَنُوْا الاٰیۃ شاید یاد ہوی ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینے مین آئے تو کچہ لوگ مسلمان ہوگئے پہر
پیچہے سے منافق بن گئے سو انکی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک شخص اندہیرے مین تہا اوسنے آگ سلگائی آگ کی روشنی مین جو کچہ پلیدی
وایذا تہا وہ سوجہنے لگا اوس نے جو چیز بچنے کی تہی پہچان لی ناگہان وہ آگ بجہ گئی اب کچہ نہین سوجہتا کہ کس چیز سے بچے
کس سے بچے یہی حال منافق کا ہے کہ وہ ظلمت شرک مین پڑا تہا اسلام لایا حرام حلال خیر شر پہچانا اب تے مین پہر
کافر ہوگیا اب کچہ بہی نہین پہچانتا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا مراد نور سے اونکا ایمان ہے جس کی بات
چیت کرتے تہے مراد ظلمت سے اون کی ضلالت وکفر ہے جس مین وہ پہنس گئے یہ ایک قوم تہی ہدایت پر پہر وہ ہدایت
اون سے لے لی گئی عطا خراسانی نے کہا یہ آیت شریف مثال ہے منافق کی کہ اچہا نادیکہتا پہچانتا ہے پہر اسکا
دل اندہا ہوجاتا ہے ابن زید نے کہا یہ صفت ہے منافقون کی کہ وہ پہلے تو ایمان لائے ایمان انکے دل مین چمکا جس
طرح آگ وسطے سلگانے والے کے روشن ہوجاتی ہے پہر کافر ہوگئے اللہ اونکے ایمان کی روشنی لے گیا جس طرح
کہ وہ آگ بجہہ گئی اب اندہیرے میں پڑے ہین کچہ سوجہائی نہین دیتا ابو العالیہ نے کہا منافق جب کلمہ اخلاص
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو چمک اوٹہتا ہے پہر جب اوس نے شک کیا تو اندہیرے مین جا گرا قتادہ نے کہا یہ لوگ یعنی
منافق دنیا مین کلمہ پڑہکر کہاتے پیتے نکاح کرتے جان ومال بچاتے ہین جب مرینگے تو اللہ تعالے انکو اندہیرے
مین اندہون کی طرح چہوڑدیگا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ظلمات سے مراد عذاب ہے بعد مرنے کے قتادہ نے
کہا مرتے وقت اون سے ایمان لے لیا جاتا ہے اسلیے کہ کچہ اصل اوسکی انکے دلمین نہ تہی نہ وہ عمل انکا کچہ حقیقت رکہتا
تہا بلکہ ایک دہوکے کی ٹٹی تہی اسواسطے اندہیرے مین پڑے رہو وہ ایسے اندہے بہرے گونگے ہین کہ کبہی طرف

ہدایت کو بہرے گئے نہ اسلام قبول کرینگے نہ ایسے نفاق وضلالت سے تائب ہونگے آگ باطل کی آگ ہے اسکا چمکنا ایسے فرمایا کہ پھر باطل کی چمک ایک لحظہ بڑی دہوم دہام سے ہوجاتی ہے پھر آخر کو بیٹھ جاتی ہے عرب کی مثل ہے للباطل صولۃ ثم تضمحل۔ علمار بلاغت نے کہا ہے کہ ضرب مثل کا رتبہ وسطی پردہ کشائی اور اظہار امر خفی کے بہت بڑا ہے اسلیے اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جابجا امثالین کہاوتین ذکر فرمائی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی اکثر وعظ ونصیحت و گفتگو میں مثال و کہاوت بیان فرمایا کرتے تھے ابن جریر نے کہا ایک جماعت کی مثال ایک شخص سے بہی ہو سکتی ہے جیسے آیت رأیتہم ینظرون الیک تدور اعینہم کالذی یغشی علیہ من الموت وقال تعالی مثل الذین حملوا التورٰۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا ٥ ضرب مثل ہر قائل کا مطلب سننے والے کے گلے اوتر تا ہے اور اسکے دل میں اگر کچھ بہی وہ عقل وشعور رکہتا ہے تو اثر کامل بخشتا ہے ورنہ اندہے کے آگے رونا اپنی آنکھین کہونا ہوتا ہے مثل ہر زمان میں نیا رنگ رکھتی ہے عربی فارسی اردو سب لغتون میں مستعمل ہوتی ہے علمار ادب نے اس باب میں مستقل کتابین لکھی ہیں جیسے امثال میدانی وخزینۃ الامثال وغیرہما اوکصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق ج یجعلون اصابعہم فی اٰذانہم من الصواعق حذر الموت ط واللہ محیط بالکفرین ٥ یکاد البرق یخطف ابصارہم ط کلما اضاء لہم مشوا فیہ ق واذا اظلم علیہم قاموا ط ولو شاء اللہ لذہب بسمعہم وابصارہم ط ان اللہ علی کل شیء قدیر ع یا جیسے مینہ پڑتا آسمان سے اسمین ہین اندہیرے اور گرج اور بجلی ڈالتے انگلیاں اپنے کانون مین مارے کڑک کے اور اللہ گہیر رہا ہے منکرون کو قریب ہے کہ اوچک لے بجلی انکی آنکھین جس بار چمکتی ہے اس میں چلتے ہین اُس مین اور جب اندہیرا ہوا کہڑے رہے اور گر چاہے اللہ لیجاوے انکے کان اور آنکھین بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے یعنی دین اسلام مین آخر کو سب نعمت ہی نعمت ہے کو اول اسمین کچھ محنت اور زحمت ہے جیسے مینہ کہ اوسکے شروع مین اول کڑک اور چمک ہوتی ہے پھر آخر اُس سے آبادی ہے سو جو لوگ منافق ہین وہ اول کی سختی سے ڈر جاتے ہین انکو آفت سامنے آتی ہے جیسے بجلی ہے کبہی اوجالا کبہی اندہیرا ہوتا ہے اسی طرح منافق کے دل مین کبہی اقرار کبہی انکار رہتا ہے **ف** اللہ پاک نے شروع سورت سے یہان تک تین لوگون کا حال ذکر فرمایا ایک مومن کا دوسرے کافر کا جن کے دلپر مہر ہے یعنی انکی قسمت مین ایمان نہین لکھا ہے تیسرے منافق کا جو دیکھنے مین مسلمان ہین اور دل انکا ایکطرف نہین ہے ابن کثیر نے کہا یہ ایک دوسری مثال ہے جو اللہ نے منافقون کے لیے بیان فرمائی یہ وہ قوم ہے کہ کبہی تو اظہار حق کرتی ہے کبہی شک ظاہر کرتی انکو دل ہمیشہ شک کفر وتردد مین رہتے ہین مثل مینہ کے ظلمات سے مراد شک وکفر ونفاق ہے رعد سے مراد خوف ہے منافقون کو ہمیشہ وحشت اور گہبراہٹ رہتی ہے کما قال تعالی یحسبون کل صیحۃ علیہم وقال

والان کا کیا ذکر ہے ابن عباس نے کہا ہے مطلب آیت کا یہ ہے کہ وہ حق کو پہچانتے اور کہتے ہیں آگے بات میں استقامت
ہے مگر جب طرف کفر کی جھکتے ہیں تو متحیر ہو کر رہ جاتے ہیں یہی قول اکثر صحابہ کا ہے ابن کثیر نے کہا اصح و اظہر یہی
ہے اسی طرح انکا حال دن قیامت بھی ہوگا کہ جب لوگوں کو مطابق انکے ایمان کے نور دیا جاویگا کسی کو کسی
مثل پہاڑ کے کسی کو کم کسی کو زیادہ پیر تک جلیگا اور کبھی بجھ جاویگا اور کبھی چمکے گا تو کبھی ایک بار صراط پر چلیگا پھر ٹھیر جاویگا کسی کا
نور بالکل بجھ جاویگا وہ خالص منافق ہونگے جنکے حق میں فرمایا ہے یَوْمَ یَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالْمُنٰفِقٰتُ الی قولہ
فَالْتَمِسُوا نُورًا اور مومنین کے حق میں یوں فرمایا ہے یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ
وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ الآیة وقال تعالی يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ
وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ **ف** اس کہنے سے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے عموم قدرت الٰہی کا ثابت ہوا بلا کسی استثناء
کے کوئی بھی چیز کیسی ہی مشکل کیوں نہ ہو اللہ سب پر قادر ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حادث وقت اپنے حدوث کی ممکن
وقت اپنے وقوع کے داخل مقدورات ہیں معتزلہ کا یہ خیال کہ استطاعت فعل کے پہلے ہوتی ہے کچھ ٹھیک بات نہیں ہے
اس جگہ ذکر قدرت کا واسطے ڈرانے منافقین کے فرمایا ہے تاکہ اسکی سطوت و باس سے ڈر کر ترک نفاق کریں یہ
بات سمجھ لیں کہ اگر اللہ انکو اندھا بہرا کر دیگا تو کیا دور ہے اسلیے کہ ہر چیز اسکے احاطے میں ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا
ہے یہ نفاق اور انکا سامنے قادر محیط کے کسی طرح نہیں چل سکے گا غرضکہ یہ مثال اللہ نے واسطے منافقوں کے
بیان کی ہے سو منافق دو طرح کے ہوتے ہیں ایک اعتقادی کہ ظاہر میں مسلمان باطن میں کافر وشیطان دوسرے عملی
جنکے حق میں یوں فرمایا ہے کہ تین چیزیں جس کسی میں وہ ہوں تو وہ خالص منافق ہے اور جس کسی میں ایک ہی
چیز ہو تو اس میں ایک ہی خصلت نفاق کی ہے جب تک کہ اوس خصلت کو چھوڑ نہ دے حتی کہ بات کہے تو جھوٹ کہے جب
وعدہ کرے تو خلاف کرے جب اوسکے پاس امانت رکھیں تو خیانت کرے رَوَاهُ الشَّيْخَانِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو مَرْفُوعًا دوسری
روایت میں چوتھی چیز یہ آئی ہے کہ جب جھگڑے تو گالی بکے تیسری روایت میں پانچویں چیز یہ آئی ہے کہ جب عہد کرے
تو توڑ ڈالے اس سے معلوم ہوا کہ انسان میں کبھی ایک شعبہ ایمان کا دوسرا شعبہ نفاق کا ہوتا ہے خواہ عملی ہو جس
طرح اس حدیث میں آیا ہے یا اعتقادی جس طرح آیت شریف سے ثابت ہوا اکثر سلف وبعض علماء کا یہی قول ہے یہ
ویسی بات ہے کہ قرآن میں فرمایا ہے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ معلوم ہوا کہ اگر شرک باطنی ساتھ ایمان
ظاہری کے جمع ہو جاتا ہے گو فائدہ نہ کرے سو جس طرح شرک ایمان کو تباہ کر دیتا ہے اسی طرح نفاق اخلاص کو جڑ سے اکھیڑ

پھینکدیتا ہے کفر ونفاق کا ساتھ مثل دہن و گریبان کے ہے اللہم احفظنا ابن کثیر نے کہا ہے یہانتک اللہ نے کئی قسم کے
آدمیوں کا ذکر فرمایا ہے ایک خالص مومنین انکا وصف چار آیتوں میں اوپر گذر چکا ہے دوسرے خالص کفار ان کا ذکر
دو آیتوں میں ہو چکا ہے تیسرے خالص منافق وہ دو قسم ہیں ایک وہ جنکے لیے آگ سلگانے کی مثال دی گئی ہے دوسرے
وہ جو متردد ہیں کبھی ایمان ظاہر کرتے ہیں کبھی ایمان چھپاتے ہیں انکی مثال مینہ سے دی گئی ہے یہ پہلی قسم سے کسی
قدر ہلکے ہیں یہ مقام بعض وجوہ سے مشابہ مثل کے ہے جیسا ذکر سورۂ نور میں آیا ہے مومن کی مثال وہ ہے جیسے چراغ
و فانوس سے دی ہے بقریر مثال مذکور کی اور اسیجگہہ مفصل آویگی یہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ بعد اسکے اللہ نے مثال ان کفار
کی بیان کی ہے جنکو یہ خیال ہے کہ وہ کچھ دین رکھتے ہیں حالانکہ وہ کچھ بھی چیز نہیں ہیں بلکہ اصحاب جہل مرکب ہیں
کما قال تعالے وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ
شَيْئًا الآیہ پھر مثال ان کفار کی بیان کی ہے جو اصحاب جہل بسیط ہیں انکے حق میں یہ فرمایا ہے أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي
بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ
يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ پس کفار کو دو قسم ٹھیرایا ہے ایک داعیہ دوسرا مقلد جیسا کہ
ذکر ان دونوں کا اول سورہ حج میں یوں آیا وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ وقال
وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ اسیطرح اللہ نے تقسیم مومنین کی اول سورۂ واقعہ و
آخر سورۂ مذکورہ اور سورۂ انسان میں دو طرح پر کی ہے ایک سابقین جو مقربین کہلاتے ہیں دوسرے اصحاب یمین جنکو
ابرار کہتے ہیں سو مجموع ان آیات سے یہ خلاصہ نکلا کہ مومنین دو قسم ہیں مقربین و ابرار اسیطرح کفار دو قسم ہیں داعی
و مقلدین اسیطرح منافق دو طرح پر ہیں ایک منافق خالص دوسرے وہ جس میں کوئی شعبہ نفاق کا ہے جسطرح حدیث
سابق ابن عمر میں گذر چکا ابو سعید مرفوعا کہتے ہیں کہ دل چار طرح کے ہوتے ہیں ایک اجرد اسمیں چراغ سا
جلتا ہے اجرد کہتے ہیں برہنہ کو دوسرا اغلف جسکو غلاف میں باندھ دیا ہے تیسرا اسکو سر نیچے اوندھا چوتھا
مصفح سو اجرد مومن کا دل ہے اسکا چراغ وہی اسکا نور ایمان ہے اغلف کافر کا دل منکوس منافق خالص کا
دل ہے کہ حق کو پہچان کر منکر ہو گیا ہے مصفح وہ دل ہے جس میں ایمان و نفاق ہے ایمان کی مثال اسکے اندر ایسی ہے جیسے
ساگ جسکو پاک پانی بڑھاتا ہے نفاق کی مثل اسکے اندر ایسی ہے جیسے پھوڑا کہ پیپ لہو اسکو بڑھاتا ہے سو جونسا مادہ
دوسرے مادے سے بڑھ گیا وہی اس پر غالب آگیا اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے ابن کثیر نے کہا ہے اسناد جید حسن ہے
ابن جریر وغیرہ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ دو مثالیں آیت شریف کی ایک ہی قسم کے منافقوں کے لیے ہیں ابن کثیر نے کہا

یہ باعتبار جنس منافقین کے ہے کیونکہ کئی قسم اور ہیں جنکے احوال و صفات کا ذکر اللہ نے سورۂ برات میں کیا ہے اونکی اقوال و افعال کا پتا پایا ہے سوا ان دونوں مثالوں کو دو قسم کے منافقین کے واسطے ٹھیرانا زیادہ تر مطابق ہے اونکے احوال و صفات سے واللہ اعلم جس طرح دو مثالین دو قسم کے کافروں کی سورۂ نور میں ذکر کی ہیں ایک دعاة دوسرے مقلدین پہلے قسم کے حق میں مثال سراب کی دی ہے جسکو پیاسا شخص پانی سمجھتا ہے یہ دعاة ہیں دوسری قسم کے حق میں مثال ویسے تاریک کی فرمائی ہے یہ مقلدین ہیں دعاة جہل مرکب میں گرفتار ہیں مقلدین اصحاب جہل بسیط ہیں واللہ اعلم انتہی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے بنایا تم کو اور تم سے اگلوں کو شاید تم پرہیزگاری پکڑو جس نے بنا دیا تم کو زمین بچھونا اور آسمان چھت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اوس سے میوے کہانا تمہارا سو نہ ٹھیراو اللہ کی برابر کسی کو اور تم جانتے ہو **ف** ابن عباس کا یہ قول کہ یا ایہا الناس خطاب ہے اہل مکہ کو یا ایہا الذین امنوا خطاب ہے اہل مدینہ کو اکثری ہے نہ کلی کیونکہ سورۂ بقرہ نساء و حجرات بالاتفاق مدنی ہیں حالانکہ ہر ایک میں ان صورتوں سے یا ایہا الناس آیا ہے اور اس جگہہ یہ خطاب سارے مکلفین کے لیے عام ہے ابن عباس نے کہا قرآن میں جہاں کہیں اعبدوا آیا ہے اسکے معنے یہ ہیں کہ وحدوا یعنے اللہ کی توحید کرو مشرکین سے توحید اقرار کا ذکر اس جگہہ اسلیے کیا ہے کہ سارے کافر اللہ کے خالق ہونے کا اقرار رکھتے ہیں ولئن سألتهم من خلقهم ليقولن الله اسلیے اوسی بات کی بحث اوپر رکھی جسکے وہ معترف تھے تاکہ انکار نہ کر سکیں ابن کثیر کہتے ہیں اس آیت شریف میں اللہ نے اسی توحید الوہیت کو بیان فرمایا ہے کہ اس انعام کو تو دیکھو کہ پہلے تم کو عدم سے موجود کیا طرح طرح کے کھلی چھپی نعمتیں دیں زمین کو پہاڑوں سے مضبوط کر کے تمہارے چلنے پھرنے کو ایک فراش بنا دیا آسمان کو چھت کر دیا کما قال تعالی وجعلنا السماء سقفا محفوظا وهم عن آياتها معرضون فتح البیان میں ہے اگر کوئی آدمی اس جہان میں غور کرے تو اوسکو مانند ایک آباد گہر کے پاویگا جس میں ہر حاجت کی چیز موجود ہے آسمان کو دیکہو چھت کیطرح بلند ہے زمین کو دیکہو فرش کیطرح بچھی ہوئی ہے تاروں کو دیکہو چراغوں کیطرح روشن ہیں انسان کو دیکہو جیسے گہر کا کوئی مالک ہو اس گہر میں ہر طرح کی روئیدگی ہر طرح کے جانور ہر کام کی چیز موجود و مہیا ہے انسان جس کی تسخیر میں یہ سب اشیا ہیں واجب ہے کہ اللہ کا شکر بجا لائے اس نعمت کو عطا سے نہ بہتے **ع** ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری ٭ ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار ٭ شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرمان نبری ٭ ابن کثیر

نے کہا ہے کہ مراد آسمان سے اس جگہ بادل ہے یعنی اللہ نے حاجت کے وقت بادل سے مینہ برسایا اس مینہ سے طرح طرح کی کھیتی اور پھل
نکالے یہ مضمون بہت جگہ قرآن پاک میں آیا ہے بہت مشابہ اس آیت سے وہ آیت ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا
وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ط
مطلب یہ ٹھیرا کہ جب خالق رازق مالک اس گھر کا وہی اکیلا اللہ ہوا جس نے سب کچھ بنایا ہے تو اسی اکیلے وحدہ لاشریک لہ
کی عبادت چاہیے کسی اور کی ہرگز کسی غیر کو اسکی عبادت میں شریک نہ کرو صحیحین میں ابن مسعود سے آیا ہے انہوں نے کہا
اے رسول خدا کے کونسا گناہ نزدیک اللہ کے بہت بڑا ہے فرمایا یہ گناہ کہ تو کسی کو برابر اللہ کے ٹھیرا دے حالانکہ اوس نے تجھے
بنایا ہے الحدیث اسی طرح حدیث معاذ میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون سے کہا تو جانتا ہے اللہ کا حق اپنے
بندوں پر کیا ہے پھر کہا یہ حق ہے کہ اسکی عبادت کریں کسی چیز کو اسکا شریک نہ ٹھیرائیں الحدیث تیسری حدیث میں یوں
آیا ہے کوئی شخص یوں نہ کہا کرے کہ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ فُلَانٌ بلکہ یوں کہے مَا شَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ شَآءَ فُلَانٌ یعنے
کسی کا چاہا کچھ نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اللہ نہ چاہے جب پہلے اللہ چاہ لیتا ہے تب ہی ہر کوئی بندہ بھی چاہتا ہے وال
فلا ۵ چاہا پیچھے والے نے چاہا اوس نے جو چاہا اسکا ہوا ہمارا کہا ہوا ۔ حدیث طویل طفیل بن سخبرہ میں آیا ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا کہ کوئی یوں کہے مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ اور فرمایا کہ یوں کہو مَا شَآءَ
اللّٰہُ وَحْدَہٗ رواہ ابن مردویہ اسکو ابن ماجہ نے بھی دوسری طرح حماد بن سلمہ سے روایت کیا ہے سفیان ثوری کی
روایت میں بھی ابن عباس سے یوں آیا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مَا شَآءَ اللّٰہُ وَشِئْتَ کہا
تو فرمایا کیا تو نے مجھے برابر خدا تعالی کے ٹھیرایا یوں کہہ مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ اسکو ابن مردویہ و نسائی و ابن ماجہ
نے بھی روایت کیا ہے ابن کثیر نے کہا یہ سب صیانت و حمایت ہے جناب توحید کی انتہی فتح البیان میں کہا ہے
کہ اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ استعمال کرنا حجت کا ترک کرنا تقلید کا واجب ہے ف ابن عباس نے کہا خطاب
کہ اے لوگو تم اپنے رب کو پوجو دو گروہ کفار و منافقین کو ہے پھر کہا تم جانتے ہو کہ یہ توحید جس کی طرف رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمکو بلاتے ہیں بیشک یہی حق ہے پھر کیوں کسی کو اللہ کے برابر ٹھیراتے ہو جو نہ نفع دے نہ
ضرر پہونچا سکے مراد انداد سے شرک ہے یہ شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے جو اندھیری رات میں کسی
کالے پتھر پر چلے یہ شرک برابری ساتھ خدا کی یوں ہوتی ہے کہ اسطرح کہو قسم اللہ کی اور تیری جان کی یا یوں کہے کہ اگر یہ کتیا یا
بط گھر میں نہوتی تو چور گھسکر چوری کر لیجاتے یا کسی سے یہ کہے کہ اللہ اور تو چاہیگا تو یوں ہوگا یا اگر اللہ و فلان شخص
نہوتا تو یوں ہوتا یہ سب کہنا اسکے ساتھ شریک کرنا ہے انتہی اسکی نظیر یہ ہے کہ بعض جاہل حاجتمند کہتے ہیں پیر یا ولیت نسند تو

کہنے لگتے ہیں کہ اور رالیٹے نیچے ہم ہوا اس کہنے سے مشرک ہو جاتے ہیں سننے والا اگر منع نہیں کرتا ہے تو وہ بھی مشرک ٹھہر جاتا
ف کبیر کہتے ہیں یہ آیت دلیل ہے توحید باری تعالی پر کہ اوسکی عبادت میں کسی کو شریک نہ چاہیے ٹھہرانی
کو جیسا لازم ہے بہت سے مفسرین نے اس آیت سے استدلال کیا ہے وجود صانع عالم پر جیسے رازی وغیرہ سو جسطرح یہ
آیت کہ وجود صانع پر دلالت ہے اسیطرح یہ آیت توحید عبادت پر بھی بطریق اولے دلیل ہے کیونکہ جو کوئی شخص ان موجودات
سفلیہ و علویہ اور اختلاف اشکال و الوان و طبائع و منافع میں تامل کرے گا اور دیکھے گا کہ ان صانع کو کس طرح انکی
جگہوں میں کس عمدہ طریق سے رکھا گیا ہے تو ضرور ہی ان سب کے خالق کی قدرت و حکمت و علم و اتقان و عظمت
سلطان کو معلوم کر لیگا جسطرح کسی ایک اعرابی یعنے گنوار آدمی سے کسنے پوچھا تھا کہ خدا کے ہونے پر کیا دلیل ہے اوسنے
جواب دیا سُبحان اللہ اِنّ البَعرَ لَیَدُلُّ عَلَی البَعِیرِ وَاِنّ اَثَرَ الاَقدَامِ لَیَدُلُّ عَلَی المَسِیرِ فَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبرَاجٍ
وَاَرضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ وَبِحَارٌ ذَاتُ اَموَاجٍ اَلَا یَدُلُّ ذٰلِکَ عَلٰی وُجُودِ اللَّطِیفِ الخَبِیرِ یعنے بڑی تعجب کی بات ہے کہ
مینگنی دلالت کرتی ہے اونٹ کے نکلنے پر قدم کا نشان دلالت کرتا ہے چلنے پر یہ آسمان برجوں والا یہ زمین درار والی
یہ دریا موج مارنیوالے کیا اللہ تعالی کی ہستی پر دلالت نہیں کرتے ہیں امام رازی نے امام مالک سے حکایت کی ہے کہ رشید
نے اونسے پوچھا تھا کہ وجود صانع پر کیا دلیل ہے اونہوں نے یہی استدلال کیا ہے کہ زبانوں آوازوں رنگوں کا اختلاف
بڑی نشانی ہے ابو حنیفہ سے کسی زندیق نے کہا تھا کہ وجود باری تعالی پر کیا دلیل ہے اونہوں نے کہا ذرا مجھکو چھوڑ دو میں
ایک خبر سنی ہے اوسکی فکر میں ہوں مجھسے لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ دریا میں ایک کشتی طرح طرح کے سامان تجارت سے بھری
ہوئی چلی جاتی ہے کوئی اسکا نگہبان چلانیوالا نہیں ہے وہ خود ہی آتی جاتی چلتی پھرتی رہتی ہے بڑی بڑی موجوں کو
پھاڑ کر جہاں جاتی ہے وہاں چلی جاتی ہے کوئی اسکا ہانکنے والا نہیں ہے لوگوں نے کہا ایسی بات تو کوئی عاقل بھی
نہیں کہیگا یعنے یہ کس طرح ہو سکتا ہے اونہوں نے کہا کمبختو بھلا یہ ساری موجودات جس میں عالم علوی و سفلی بھی ہے
اور یہ مضبوط و محکم چیزیں جو اس کائنات میں پائی جاتی ہیں کیا بے صانع ہیں سب لوگ حیران ہو کر اسلام لائے حق کی
طرف پھر آئے اسیطرح کسی نے شافعی سے دلیل وجود صانع پر سوال کیا تھا کہا دیکھو بیدانے توت کے ہیں انکا ایک ہی
مزہ ہے کیڑا انکو کھاتا ہے تو ریشم بنتا ہے شہد کی مکھی کھاتی ہے تو شہد نکلتا ہے گاؤ بکری کھاتی ہے تو مینگنی
گوبر ہو جاتا ہے ہرن کھاتا ہے تو مشک نکلتا ہے حالانکہ یہ سب ایک ہی چیز ہے یہی سوال کسینے امام احمد سے بھی کیا تھا
کہا یہاں ایک مضبوط قلعہ چکنا ہے نہ دروازہ ہے نہ منفذ باہر جیسے سفید چاندی اندر سے جیسے صاف سونا ناگاہ
اوس قلعے کی دیوار ٹوٹ گئی اوس میں سے ایک جانور سنتا دیکھتا اچھی شکل کا نکل آیا یعنے انڈے سے بچہ مرغ

اور شخص نے کہا ہے جو کوئی ان آسمانوں کی اونچائی اور کشادگی میں تامل کرے گا چھوٹے بڑے تارے چلتے پھرتے دیکھیگا فلک اعظم کا سرات دن چکر مارنا اپنی خاص چال پر چلنا جان لیگا ان دریاؤں کو دیکھیگا کہ پہاڑ زمین پر پڑے ہیں تا کہ زمین اور زمین والے ٹھہرے رہیں پھر خلاف انکی شکلوں کا معلوم کرے کا جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اسی طرح ان نالوں ندیوں میں غور کرے ایک قطرے سے دوسرے قطرے کو بہتے ہیں ہر جگہہ نفع کے لیے جاری ہیں ... پیڑ ہیں اس گھاس پھوس کو جسکی شکل جسکا مزہ جسکی بو جسکی رنگت ... طبیعت آپس میں مختلف ہو دیکھیگا تو ضرور یہی سمجھ لیگا کہ یہ سب دلیل ہیں وجود قدرت و حکمت صانع پر جو رحمت عام خلق پر لطف و احسان شامل ساتھ نوع انسان وغیرہ کے بدون کسی صانع کے کیونکر ہو سکتا ہے لَا إِلَٰهَ غَيْرُهُ وَلَا رَبَّ سِوَاهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ اس طرح کی آیتیں قرآن عظیم میں بہت ہیں وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ

مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَن تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ○ اگر ہو تم شک میں اس کلام سے جو اوتارا ہمنے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس قسم کی اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ کرو اور البتہ نہ کروگے تو بچو آگ سے جسکی چھپٹیاں ہیں آدمی اور پتھر ف جب بیان توحید کا کر دیا تو اب بیان نبوت کا شروع کیا کافروں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تم کو اس کتاب میں جو ہمنے اپنے بندے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتاری ہے کچھہ شک ہو اور تم اوسکو طرف سے غیر اللہ کے سمجھتے ہو تو تم مثل اسکے بنالاؤ اور جس سے چاہو اس کام پر مدد لو جنکو تم پوجتے ہو اور معبود ٹھہراتے ہو اونہیں سے مدد لو اگر یہ کتاب اللہ جل جلالہ کا کلام نہیں تو تم بھی ایسی کتاب اکیلے یا سب ملکر بنا لاؤگے اگر نہیں بنا لاؤگے تو پھر انکار تمہارا اس کتاب سے ناحق ہے اسطرح کا دعوی قرآن پاک میں کئی جگہہ آیا ہے منکرین کو طرف معارضہ کتاب کے آواز بلند بلایا ہے سورۂ قصص میں فرمایا ہے قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ سورۂ سبحان میں کہا ہو قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا سورۂ ہود میں فرمایا ہے أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ سورۂ یونس میں ارشاد کیا ہو وَمَا كَانَ هَٰذَا الْقُرْآنُ أَن يُفْتَرَىٰ

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ ساری آیتیں مکی ہین
اور یہی ہین پھر اونکے ساتھہ مدینہ میں بھی تحدی کی ہے فرمایا تم کو اگر اس میں کچھ شک ہے تو کوئی سورہ قرآن کی سی
بنا لاؤ اسی کو ابن جریر مخشری رازی وغیرہ اور ایک جماعت صحابہ و تابعین و محققین نے اختیار کیا ہے اور ترجیح
دی ہے حاصل یہی کہ یہ تحدی سب کو کی گئی خواہ متفرق ہوں یا مجتمع اُمّی ہوں یا کتابی اگر سے احادیث کو
یہ تحدی ہوتی تو اس سے عموم و شمول نہ ہوتا دس آیت سے لیکر ایک آیت تک یہ کہا کہ بھلا اس مثل اس کے لے تو آؤ
یہ تحدی مکے مدینے میں بارہا واقعہ ہوئی کفار کی دشمنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکا بغض دین سے
حساب تھا مگر باوجود اس شدت عداوت کے مقابلہ قرآن معارضہ فرقان سے بالکل عاجز نکلے اسی لیے اللہ نے کہا کہ البتہ تم
ایسا نہ کرسکو گے یعنے اب نہ آیندہ یہ ایک دوسرا معجزہ ہے کہ قطعی خبر دی کہ یہ بات ہرگز قیامت تک اونسے نہ بنیگی کہ
قرآن کا معارضہ کرسکیں ابن کثیر کہتے ہین ایسا ہی ہوا کہ اُس زمانے سے لیکر ہمارے اس زمانے تک کسی نے معارضہ نہ کیا اور
نہ معارضہ ہوسکتا ہے اور کیونکر کوئی معارضہ کرسکے گا حالانکہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو ہر شے کا خالق ہے بھلا کہیں
مخلوق کی بات خالق کی بات کیطرح ہوسکتی ہے جو کوئی قرآن میں غور کرے گا اُسکو بہت سی وجوہ اعجاز کے کیا جسم
لفظاً و معنیً ہاتھ لگ سکتی ہین اللہ نے فرمایا الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝ معلوم
ہوا کہ الفاظ اس کتاب کے محکم ہین معنے مفصل ہین یا بالعکس اسکے جو کلمہ کچھ بھی ہو لفظ و معنی دونو صحیح و فصیح ہین کسی کا
مقدور نہیں کہ مقابلہ کرسکے مثل اسکے لاسکے پچھلی چھپی باتین جسکی قرآن پاک نے خبر دی ہے جیسے کچھ ٹھیک ٹھیک
ہین ہر ہر خیر کا حکم کیا ہر شر سے ہی روکا جیسا کہ قال تعالی وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا یعنے یہ کلمہ اللہ کے
اخبار میں صادق احکام مین عادل ہین اس سے معلوم ہوا کہ سارا کلام اللہ کا حق و صدق و عدل و ہدی ہے جس میں
نہ کسی طرح کی گپ شپ ہے نہ کسی قسم کا جھوٹ نہ کسی طور کا افترا جیسطرح کہ اشعار عرب وغیرہ مین لاف و گزاف ہوتا ہے
دروغ بندی کیجاتی ہے اسی لیے حق یہی سمجھے یون کہا ہے کہ شیرین تر وہی شعر ہوتا ہے جو دروغ تر ہے ذرا کسی قصیدہ
طویلہ کو دیکھو کہ غالب اشعار اُسکے وصف نسا و یا اسپ یا شراب یا کسی شخص معین کی مدح یا ذکر ناقہ یا جنگ یا کسی اندیشہ
درندہ یا کسی شئ مشہود کے بیان مین ہوتے ہین جس سے سوائے قدرت متکلم کے کسی شئے معین خفی یا دقیق یا اظہار
واضح کا کچھ فائدہ حاصل نہین ہوتا پھر اس قصیدے یا غزل مین ایک ہی دو شعر عمدہ ہوتے ہین جسکو بیت القصیدہ یا
بیت الغزل کہہ سکتے ہین باقی سارا نظام ہذیان و طغیان کا ساکھہ نہین ہوتا بخلاف قرآن کریم کے کہ اول سے آخر

تک نہایت درجہ فصاحت غایت رتبہ بلاغت مین واقعہ ہوا ہے اس بات کو وہی شخص خوب جانتا ہے جو کلام عرب کو اجمالاً
تفصیلاً سمجھتا ہے تصریف عبارت کو سمجھتا بوجھتا ہے قرآن کے اخبار مین تامل کرو دیکھو کس وجہ با حلاوت مین
خواہ مبسوط ہین یا مختصر پھر خواہ مکرر آئی ہیں یا بے تکرار پھر جو مکرر ہین انکی حلاوت و علو کا کچھ ٹھکانا ہی نہین قصہ
مکرر ایک ہی بات کو مکرر کرو بار بار پڑہے سُننے والا برا ماننا ہوتا ہے یہ علما اوس سے ملول ہوتے ہیں جی گہبرا جاتا ہے یہ
دل وحشت میں آتا ہے وعید و تہدید کو اگر دیکھو تو بڑے بڑے سخت و درشت پہاڑ ہل جائین پہر اون دلون کا کیا ذکر
ہے جنکو کچھ فہم و شعور حاصل ہے وعد کو دیکھو تو ایسے کہ جن سے دل و کان کہلجاوین دار السلام کا شوق پیدا ہو
عرش رحمن کی ہمسایگی کا ذوق دوبالا ہو چنانچہ محل ترغیب میں فرمایا ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن
قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ دوسری جگہہ کہا ہے وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ
فِيهَا خَالِدُونَ مقام ترہیب مین ارشاد کیا ہے أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَأَمِنتُم مَّن فِي
السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا فَسَتَعْلَمُونَ
كَيْفَ نَذِيرِ مقام زجر میں یوں کہا ہے فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ مقام وعظ میں یہ فرمایا ہے أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ
سِنِينَ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ اسطرح کے انواع فصاحت و بلاغت
و حلاوت و طلاوت بیان سے بھرا ہوا ہے پہر اون آیات کو دیکھو جو احکام و اوامر و نواہی مین آئے ہین کہ کسطرح
ہر شے معروف پر خیر حسن نافع طیب محبوب کا امر کیا ہے کسطرح ہر برے قبیح رذیل دنی سے نہی فرمائی ہے ابن مسعود
وغیرہ سلف نے کہا ہے جب تو قرآن مین سنے کہ اللہ تعالی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فرماتا ہے تو ذرا اپنے کان رکھ کہ یا تو
کسی خیر کا حکم ہے یا کسی شر سے نہی فرماتا ہے چنانچہ اسی جگہہ سے یہ ارشاد کیا ہے کہ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ
عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ
عَلَيْهِمْ الآية پھر جو آیتین وصف معاد اہوال قیامت وصف جنت و نار بیان نعیم و جحیم و ذکر لذت و عذاب الیم مین آئی
ہین وہ اوسکو طرف فعل خیرات ترک منکرات کو بلاتی ہیں دنیا مین زاہد آخرت مین راغب بناتی ہین طریقہ محمودہ اور راہ مستقیم
پر ثابت قدم کرتی ہین جس شیطان رجیم کو دلوں سے باہر نکالتی ہین اسیلیے صحیحین مین ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے
کہ ہر نبی کو انبیا مین سے کچھ نشانیان دی گئی ہین جنکے سبب لوگ اوسپر ایمان لائے تھے مجھکو یہی وحی طرف اللہ
کے دیگئی ہے مین امید کرتا ہون کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ میرے ہی تابع لوگ ہونگے یہ لفظ مسلم کا ہے مطلب یہ ہوا
کہ مین اس معجزہ وحی کے ساتھہ خاص ہون مجھکو یہ قرآن معجز بعبر ملا ہے کوئی بشر اسکا معارضہ نہین کر سکتا بخلاف

اور کتب الٰہی کہ وہ نزدیک اکثر علما کے معجز نہیں تھے بیان کیے ہیں کہا ہے کہ معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو آپکے صدق پر
دلیل ہیں بے گنتی ہیں انکا حصر نہیں ہو سکتا ہے للہ الحمد بعض متکلمین نے تقریر اعجاز قرآن کی اس طرح پر کی ہے کہ قول اہل
سنت و معتزلہ دونوں کو شامل ہے یعنے اگر یہ قرآن فی نفسہ معجز ہے اور کوئی بشر اوس جیسا کلام نہیں لا سکتا ہے اور نہ
انکی قوت میں معارضہ اسکا ممکن ہے تو مطلب حاصل ہو گیا اور اگر معارضہ اوسکا ممکن ہے اور باوجود شدت عداوت کے
معارضہ نہیں کر سکتے تو یہ عجز انکا دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ نے انکو معارضہ کرنے سے باوجود قدرت کے پھیر دیا ہے
ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ تقریر اگرچہ پسندیدہ نہیں ہے اس لیے کہ قرآن فی نفسہ معجز ہے کسی بشر کا یہ مقدور ہی نہیں ہے کہ اسکا معارضہ
کر سکے لیکن بطریق تنزل و مجادلہ و مناضحہ عن الحق کے یہ تقریر درست ہو سکتی ہے چنانچہ رازی نے بھی اسی طریقے
جواب اون کا سوال قصار سے مثل العصر و سورہ کوثر کے دیا ہے **ف** اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنا بندہ کہا ہے یہ اضافت واسطے تشریف و تعظیم کے ہے عبد کی لفظ ماخوذ ہے تعبد سے تعبید کہتے ہیں تذلل کو سو داغ
علامت کر دیا یہ جسر و بلد ❊ یہ ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید ❊ اسی لیے اہل تجربہ نے یہ بات کہی ہے کہ بندہ بننا تو
مشکل ہے مگر خدا بننا سہل ہے کیونکہ اکثر لوگ غرور و تکبر میں گرفتار ہو جاتے ہیں سو یہ وصف خدا کا کسی کو زیبا نہیں
متکبر گویا مدعی خدائی کا ہوتا ہے جسطرح کہ خاکسار مدعی عبدیت کا ہوتا ہے سو جو شخص تہ غلامی و بندگی میں جتنا چست
و چالاک ہوگا اوتنا ہی نزدیک خدا کے مقبول و مقرب ٹھہریگا جو شخص جتنا شخصیت و خود بینی و خود پرستی میں پھنسا ہوگا
اوتنا ہی خدا سے دور رحمت سے مہجور رہیگا **ف** سورت کہتے ہیں ایک ٹکڑے قرآن کو چھوٹی سی چھوٹی سورت وہ ہے جس میں
تین آیتیں ہوں ایسی سورت بھی معجز ہے معتزلہ کا یہ کہنا کہ تعلق اعجاز کا ساتھ سارے قرآن کے ہے کچھ ٹھیک بات نہیں ہے بلکہ
مثل سورۂ والعصر و سورۂ کوثر کے بھی معجز ہے ابن کثیر نے کہا ہے یہ قول اللہ کا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ جو اس جگہ آیا ہے
اور وہ جو سورۂ یونس میں بِسُورَةٍ مِّثْلِهِ فرمایا ہے سو ہر سورت قرآن کو طویل ہو یا قصیر شامل ہے اسلیے کہ نکرہ سیاق شرط
میں اوسیطرح نزدیک محققین کے عام ہوتا ہے جسطرح سیاق نفی میں پس اعجاز قرآن کا طوال و قصار دونوں سورتوں میں
حاصل ہے میں نہیں جانتا کہ کسی سلف و خلف میں سے اس بات پر نزاع کیا ہو شافعی نے کہا ہے لوگ اگر سورہ والعصر میں غور
کریں تو وہ انکو کفایت کر سکتی ہے **حکایت** عمرو بن العاص پاس مسیلمہ کذاب کے گئے تھے اسلام لانے سے پہلے مسیلمہ نے کہا کچھ
آجکل مکہ میں تمہارے صاحب پر کیا اوترا انہوں نے کہا ایک مختصر سورت بہت بلیغ اوتری ہے والعصر پھر پڑھ سنائی تھوڑی دیر چپکا رہ کر
سر اٹھا کر کہا مجھ پر بھی اسیطرح کی ایک سورت نازل ہوئی ہے کہا کیا کہا یَا وَبْرُ یَا وَبْرُ إِنَّمَا أَنْتَ أُذُنَانِ وَصَدْرٌ وَسَائِرُكَ
حَفْرٌ نَقْرٌ پھر کہا ای عمرو یہ کیسی سورت ہے انہوں نے کہا واللہ تو خود جانتا ہے کہ میں تجھکو کاذب جانتا ہوں انتہی یعنی یہ رذل قافیہ

جو تونے قرآن کے مقابلہ میں بنا کر گھڑی ہیں ہو اور نہ تو رسول ہے میں کہتا ہوں کہ پوری سورت و آیت کو بھی طویل ہو یا کثیر تم جانے دو ہر جملہ تامہ قرآن پاک کا ایسا ہی جو معجز ہے کسی بڑے ادیب فصیح بلیغ شاعر عربی دان کا کیا مجال ہو کہ اُسکا معارضہ کر سکے اور ویسی ترکیب الفاظ کی بٹھا سکے گو کوئی اُس کا حاصل اسکو نہ ملے اسی لیے اللہ پاک نے لفظ ماضی حال و استقبال کی فرمائی ہو سوا اگر کسی بشر کو کچھ بھی قدرت ہوتی تو ضرور ہی اب تک کچھ نہ کچھ بنا لاتا مگر جبکہ نہ لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور اسکا عجز بخوبی ظاہر ہو گیا حالانکہ عرب اہل فصاحت و بلاغت تھے قرآن پاک انہیں کے جنس کلام سے آیا ہے انکو اس بات کی بڑی حرص و طمع تھی کہ وہ لوگ قرآن کو جھٹلاویں امر نبوی کو باطل کر دیں گے با وجود اس شدت حرص کے کسی ایک سے بھی کچھ معارضہ نہ کیا بلکہ گرفتاری اعدا اموال و قتل نفوس پر راضی ہو گئے سو حق انکا عجز ظاہر ہو گیا ہوا صدق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا شک باقی رہا پھر جب یہ بات صحیح ٹھہری تو اب اسکے ترک عناد و جب ہے جو خبر قرآن نے وقوع کی دی اسی لیے ایام ہوتے ہیں اور بعد اوسکے اب تک کسی ایک کافر سے بھی معارضہ واقعہ نہوا **ف** وقود کہتے ہیں لکڑی اور ایندھن کو کما قال تعالیٰ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا وقال تعالیٰ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ٥ پتھر سے مراد اس جگہ بت ہیں جنکو وہ کافر پوجتے تھے یا گندھک کا پتھر مراد ہو جس میں آگ جلد لگ جاتی ہے یا ہر قسم کے پتھر مراد ہیں کچھ ہو اس آگ کی قوت ظاہر ہے کہ وہ نہ آدمی کو چھوڑے گی نہ پتھر سے سو نہ ہو گی انس نے مرفوعا کہا ہے کہ اُس آگ کو ہزار برس سلگایا تھا تب وہ لال ہوئی پھر ہزار برس جلایا تب سفید ہوئی پھر ہزار برس سلگایا تب کہیں جا کر سیاہ ہوئی اب یہ کالی اندھیری ہے اسکی لپٹ نہیں بجھتی رواہ ابن مردویہ و الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ یہ آگ جسکو لوگ سلگاتے ہیں ایک جزء ہے ستر جزء نار جہنم سے صحابہ نے کہا اے رسول خدا یہی ایک جزء کافی ہے فرمایا بلکہ اس پر انہتر جزء اور بھی گرمی میں بڑھے ہوئے ہیں رواہ مالک و احمد و الشیخان **ف** اس کہنے سے کہ یہ آگ بنائی گئی ہے کافروں کے واسطے ثابت ہوا کہ دوزخ مع اپنے آلات و اوزار کے اس گھڑی موجود ہے یہ بات نہیں ہے کہ قیامت کے دن پیدا کیجاویگی اس مقدمہ میں بہت حدیثیں بھی آئی ہیں جیسے تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ یا جیسے اِسْتَاذَنَتِ النَّارُ رَبَّهَا یا جیسے حدیث ابن مسعود کہ ہم نے ایک آواز سنی پوچھا اے رسول خدا یہ کیا ہے فرمایا ایک پتھر ہے جسکو کنارہ جہنم سے نیچے ڈالا ہے ستر برس سے وہ نیچے جا رہا تھا اب اسکی تہ میں پہونچا یہ حدیث مسلم میں ہے اسیطرح ذکر نار کا حدیث نماز کسوف و حدیث معراج وغیرہ میں متواتر المعنے ہے سو لہذا اس عقیدہ کی خلاف گئے ہوئے ہیں بلوطی قاضی اندلسی بھی اسطرف گئے ہیں یہ صریح انکی غلطی ہے یہ عقیدہ خلاف ظاہر قرآن و حدیث ہے کیونکہ کتاب و سنت دونوں میں صیغہ ماضی کا آیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جہنم آج موجود و طیار ہے ورنہ خدا کی خبر میں کذب لازم

اونگا اسکی کیا صورت ہے کہ بلا ضرورت عاصی کو ہمیشہ مستقل ٹھیرایا جائے جو ایسا بار کو ہمیشہ پیدا کر سکتا ہے اوسنے اگر پہلے
سے اسکو پیدا کر رکہا ہے تو اس مین معتزلہ کا کیا نقصان ہے دیکہو قوم فرعون کے حق مین فرمایا ہے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا
وَّعَشِیًّا یعنی قوم فرعون دریاے نیل مین ڈوبے کی بعد ہر دن صبح و شام دوزخ پر عرض کیے جاتے ہین اگر دوزخ نہین ہے تو پہر کسکے سامنے کیے جاتے تہے
حدیث مین آیا ہے کہ ہر مردے پر صبح و شام اسکی جگہ جنت و دوزخ کی عرض کیجاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تیری جگہ یہ ہے جسکو تو قبر سے جی کر اوٹھیگا سو عرض
کرنا کسی چیز کا بے اوسکی موجود ہونے کے نہین ہو سکتا ہے وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ کُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَاُتُوْا
بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِیْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○ خوشی سنا ان کو جو یقین لائے اور کیے کام
نیک کہ اونکے لیے ہین باغ بہشتی ہین نیچے اونکے ندیان جب ملیگا انکو وہان کا کوئی میوہ کہانے کو کہین یہ وہی
ہے جو ملا تہا ہمکو آگے اور لیگا وہ میوہ اونکے پاس ایک طرح کا اور اونکے لیے ہین وہان عورتین ستہری اور وہ ہین وہان
ہمیشہ رہنا یعنے جنت کی ہر میوے کا مزا جدا ہے اگرچہ صورت ایک سی ہو صورت دیکہکر جانین گے کہ وہی قسم ہے جو پہلے دنیا
مین یا جنت مین کہا چکے ہین لیکن جب چکہینگے تو مزا جدا پاوینگے ف اللہ نے جب انجام کافرون کا بتا دیا اور اونکے
عذاب و نکال کا حال جتا دیا تو اب مومنین کا انجام بخیر ارشاد فرمایا اسی لیے قرآن کا نام مثانی رکہا ہے کہ بعد ذکر
ایمان کے ذکر کفر کا یا بالعکس اوسکے آتا ہے بعد بیان حال اشقیا کے حال سعدا کا یا بالعکس بیان کیا جاتا ہے مطلب
ہے کہ ایک چیز کو ذکر کیا پہر اوسکے مقابل کا ذکر کیا اور جو اوسکی نظیر کا ذکر کرین تو یہ تشابہ کہلاتا ہے بہر حال جمع کرنے
ترغیب و ترہیب و وعدہ و وعید مین مومنین کو بجا آوری طاعت الہی مین ایک طرح کا نشاط و سرور حاصل ہوتا ہے
کافرون کا حوصلہ نافرمانی پست پڑتا ہے عمل صالح کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ جنت جب ملتی ہے کہ ایمان کے ہمراہ کام بہی
اچہے ہون یہ بات نہین ہے کہ صرف ایمان جنت دلادے اہل علم نے کہا ہے عمل صالح وہ ہے کہ جس مین چار باتین ہون علم و نیت
و صبر و اخلاص یعنے ریا سے پاک ہو جنت کے درختون اور محلون کے نیچے ندیان جاری ہونگی حدیث مین آیا ہے نہرین
بدون خندق کے بہتی ہونگی یعنے برابر زمین پر یہ نہوگا کہ مثل دنیا کے وہ نہرین اور ندیان مین نشیب مین جاری ہون
کوثر کے حق مین آیا ہے کہ اوسکے دونون کنارون پر جالی موتیون کے قبے ہونگے سو اسمین کچہ منافات نہین ہے اس لیے
کہ مٹی کوثر کی مشک خالص ہوگی سنگریزے اوسکے موتی و جواہر ہونگے اے اللہ ہم تجہ سے تیرا فضل مانگتے ہین تو نیکو کار رحمت
فرما ہے حدیث مرفوع ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ جنت کی نہرین ٹیلون کے نیچے سے پہوٹ کر آتی ہین یہ ٹیلے مشک کے پہاڑون کے
نیچے ہین رواہ ابن ابی حاتم ف ابن عباس نے کہا جنت کی کوئی چیز بہی مشابہ کسی شے دنیا کی نہوگی مگر نام مین یعنے یہان فقط

وہاں کی چیز کا سا نام ہے باقی چیز و کیفیت ابن زید نے کہا فقط نام چیزوں کے پہچانیں گے جیسے دنیا میں سیب انار وغیرہ
لکن مزا جدا ہوگا ف بیبیاں ہر گہن و نجاست تحیرہ سے ستہری صاف پاک ہونگی مجاہد نے کہا یعنے حیض بول براز
آب بینی آب دہن منی نفاس سے ہوگا قتادہ نے کہا ایذا و اثم سے پاک ہونگی حسن آویگا نہ کلف ہوگا جابر بن عبد اللہ
مرفوعاً کہتے ہیں کہ اہل جنت کھائیں گے پیینگے مگر نہ موتینگے نہ ہگینگے نہ ریٹ ہوگی نہ تہوک انکو حمد و تسبیح کا اس
طرح الہام ہوگا جیسے سانس لینے کا الہام ہوتا ہے انکا طعام ڈکار ہوگا پسینا جیسے مشک یعنی خوشبودار اسکو مسلم
نے روایت کیا ہے کسی نے کہا وہی بیبیاں دنیا کی بوڑہیاں محمد کی میلی عورتیں ہونگی سب طرح کی گہن سے پاک
کردیجاوینگی بعض نے کہا حلال مد سے پاک ہونگی ف جنت کہتے ہیں گلستان بوستان کو جسکو درخت ڈہنپ لیویں
چہپائے رہتے ہیں کسی نے کہا جنت کھجور کا باغ ہوتا ہے فردوس انگور کا باغ یہاں جنت نام ہے ثواب کے گھر کا ف
خلود کہتے ہیں ہمیشہ باقی رہنے کو جسکی انتہا نہ ہو یا دیر تک رہنے کو خواہ ہمیشہ رہے یا نہ رہے یہاں مراد اگلے معنے
ہیں آیات و احادیث میں یوں ہی آیا ہے مطلب یہ ہوا کہ جنت سے باہر ہونگے نہ انکو موت آویگی بلکہ اسی حال پر ہمیشہ
ناز و نعمت میں بلا انقطاع رہیں گے مسند احمد شیخین وغیرہما نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب جنتی جنت
میں ناری نار میں جا چکینگے تو ایک موذن انکے بیچ میں کھڑا ہوکر یہ اذان دیگا کہ اے دوزخ و بہشت والو اب موت
نہیں ہے ہر کوئی جس حال میں ہے اوسی میں مدام رہے گا ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اگر اہل نار سے کہیں کہ تم
دوزخ میں بقدر تعداد ہر کنکر کے جو دنیا میں ہے رہوگے تو وہ خوش ہوجاویں اور اگر اہل جنت سے کہیں کہ تم جنت میں بقدر
شمار ہر سنگریزہ کے رہوگے تو وہ غم میں گرفتار ہوجاویں لیکن ان سب کیلیے ابد مقرر ہے اسکو طبرانی و ابن مردویہ و
ابو نعیم نے ذکر کیا ہے اسامہ بن زید کی حدیث میں مرفوعاً آیا ہے کہ ہے کوئی کمر باندہنے والا واسطے جنت کے جنت میں کوئی
خطرہ نہیں قسم ہے رب کعبہ کی جنت ایک نور ہے چمکتا ہوا ایک پہول ہے لہراتا ہوا ایک محل ہے گچ کیا ہوا ایک نہر ہے
بہتی ہوئی ایک میوہ ہے پکا ہوا ایک جورو ہے حسین جمیل کپڑے بہت سے ہیں رہنا ہے ہمیشہ کے لیے سو سلامتی
کے گھر میں ایک پہل ہے سبز سبز الی آخر الحدیث رواہ ابن ماجہ والبزار و ابن حبان والبیہقی وغیرہم احادیث
وصف جنت و صفت نساء اہل جنت بیان نعمتہائے جنت کہ سامان جنت میں سب آئی ہیں یہ جگہ انکو نہیں سما سکتی یہ حدیثیں
صحیحین وغیرہما میں موجود ہیں جنت کے بیان میں کوئی کتاب حادی الارواح اور مشارق العزام سے بہتر اسلام میں تالیف
و تلخیص نہیں ہوئی ہے ابن کثیر نے کہا یہ خلود جنت کی پوری سعادت ہے وہ اس نعمت کے ساتھ اس مقام میں موت و انقطاع
سے بالکل امن میں ہونگے جسکے لیے آخر ہے نہ انقضا بلکہ نعمت سرمدی ابدی علی الدوام ہوگی اللہ ہمکو نصیب کرے آمین

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ط

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا م يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا ج وَمَا يُضِلُّ

بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ۝ الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ

وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ط أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ اللہ کچھ شرماتا نہیں اس بات سے کہ بیان کرے کوئی مثال ایک مچھر کا اوس سے اوپر کی پھر جو لوگ یقین رکھتے ہیں سو جانتے ہیں کہ وہ ٹھیک ہے انکے رب کا کہا اور جو منکر ہیں سو کہتے ہیں کیا غرض تھی اللہ کو اس مثال سے گمراہ کرتا ہے اس سے بہتیر اور راہ پر لاتا ہے بہتیرے اور اس سے گمراہ کرتا مگر انہیں کو جو بے حکم ہیں جو توڑتے ہیں اقرار اللہ کا مضبوط کیے پیچھے اور توڑتے ہیں وہ چیز جو اللہ نے جوڑنی فرمائی اور فساد کرتے ہیں ملک میں انہیں کو آیا نقصان قرآن شریف میں کہیں مثال مکڑی کی کہیں مثال مکھی کی فرمائی ہے اسپر کافر عیب پکڑتے تھے کہ اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ ان چیزوں کا ذکر کرے یہ کلام اگر اللہ کا کلام ہوتا تو اس میں ایسے مذکور نہ ہوتے اوسپر اللہ نے یہ دو آیتیں اتاریں ف ربیع بن انس نے کہا یہ مثال اللہ نے دنیا کے لیے بیان کی ہے کہ جس طرح مچھر جبتک بھوکا رہتا ہے جیتا ہے جب کھا کر تن جاتا ہے تو مر جاتا ہے اسیطرح یہ قوم جنکے لیے یہ کہاوت کہی گئی ہے جب پیٹ بھر کے دنیا حاصل کر لیتے ہیں تو اللہ انکو پکڑ لیتا ہے پھر یہ آیت پڑھی فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ رواہ ابن جریر یہ گویا خلاف ہے بیان میں سب قول کے ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے اسلیے کہ اسکا سیل چال سوت سے زیادہ ہے حدیث میں آیا ہے دنیا کی قدر روایت میں لکے اگر برابر ایک پر پشہ کی بھی ہوتی تو کبھی کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ پلاتا معلوم ہوا کہ دنیا سامنے اللہ کے ایک مچھر کے پر سے بھی زیادہ بے حقیقت و بے قدر ہے یہ معنی اس بنا پر ہیں کہ مراد فوق سے فوقیت صغر و حقارت میں ہو اکثر محققین کا یہی قول ہے بعضوں نے کہا مراد فوق سے اکبر ہے اسلیے کہ کوئی چیز مچھر سے زیادہ حقیر و صغیر نہیں ہے اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے بدلیل حدیث عائشہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کسی مسلمان کو کوئی کانٹا یا اوپر اسکے بھی نہیں لگتا مگر اسکے لیے ایک درجہ لکھا جاتا ہے اسکی ایک خطا مٹائی جاتی ہے سو اللہ نے خبر دی ہے کہ مثال کہنے میں کوئی شے صغیر نہیں سمجھی جاتی ہے اگرچہ حقارت و صغر میں برابر مچھر ہی کے کیوں نہ ہو جسطرح مچھر کے پیدا کرنے میں کوئی عار نہیں لگتا ہے اسیطرح مچھر کی مثال لانے میں کوئی جگہ عار و انکار کی نہیں ہے اسی لیے مثال مکھی و مکڑی کی بھی بیان فرمائی ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ وقال تعالی مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ

العنكبوت لو كانوا يعلمون وقال تعالى الم تر كيف ضرب الله مثلا كلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت و
فرعها في السماء تؤتي اكلها كل حين باذن ربها ويضرب الله الامثال للناس لعلهم يتذكرون ومثل
كلمة خبيثة كشجرة خبيثة اجتثت من فوق الارض ما لها من قرار يثبت الله الذين امنوا بالقول
الثابت في الحيوة الدنيا وفي الاخرة ويضل الله الظلمين ويفعل الله ما يشاء وقال تعالى ضرب الله مثلا عبدا
مملوكا لا يقدر على شيء الاية ثم قال ضرب الله مثلا رجلين احدهما ابكم لا يقدر على شيء وهو كل على مولاه
اينما يوجهه لا يات بخير هل يستوي هو ومن يامر بالعدل الاية كما قال ضرب لكم مثلا من انفسكم هل لكم
من ما ملكت ايمانكم من شركاء في ما رزقنكم الاية وقال ضرب الله مثلا رجلا فيه شركاء متشاكسون وقال
وتلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العلمون غرضکہ قرآن میں امثال بہت آئی ہیں بعض سلف نے کہا
جب میں کوئی مثل قرآن کی سنتا ہوں اور اسکو نہیں سمجھتا تو اپنی جان پر روتا ہوں اس لیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے
تلك الامثال نضربها للناس وما يعقلها الا العلمون مجاہد نے کہا امثال چھوٹی ہوں یا بڑی مومنین سب پر ایمان لاتے
ہیں اسکو طرف سے اللہ کے جانتے ہیں اللہ انکو ان امثال سے رستہ دکھاتا ہے ابو العالیہ نے کہا جو لوگ کافر ہیں وہ کہتے ہیں اللہ کو ان
مثالوں سے کیا مطلب تھا جیسا کہ سورہ مدثر میں فرمایا ہے وما جعلنا اصحب النار الا ملئكة وما جعلنا عدتهم
الا فتنة للذين كفروا ليستيقن الذين اوتوا الكتب ويزداد الذين امنوا ايمانا ولا يرتاب الذين اوتوا
الكتب والمؤمنون وليقول الذين في قلوبهم مرض والكفرون ماذا اراد الله بهذا مثلا كذلك يضل الله
من يشاء ويهدي من يشاء وما يعلم جنود ربك الا هو اسی طرح یہاں یہ کہا کہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں
کو راہ دکھاتا ہے گمراہ نہیں ہوتے اس سے مگر فاسق لوگ ایک جماعت صحابہ نے کہا مراد يضل به كثيرا سے منافقین ہیں ويهدي به كثيرا
سے مومنین ہیں منافقوں نے جب مثل کو سچ سمجھکر جھٹلایا تو گمراہی پر اور گمراہی بڑہی مومنوں نے جب مثل کو حق جانکر تصدیق کی تو ہدایت
اور ہدایت زیادہ ہوئی یہی صحیح ہے کہا مراد اہل کفر ہیں کہ جان بوجھکر انکار کرتے ہیں کسی نے کہا مراد خوارج ہیں یہ تفسیر بالمعنی ہے کیونکہ وقت
اونکے اس آیت کے خوارج موجود نہ تھے ہاں عموم مفہوم میں داخل ہیں اسلیے کہ خارجی وہ شخص ہے جو طاعت امام وقیام شریعت اسلام
سے باہر نکلا فاسق بھی اوسی کو کہتے ہیں جو طاعت سے خارج ہو لفظ فاسق کا شامل ہے کافر وعاصی دونو کو اتنی بات ہے کہ فسق کافر کا زیادہ سخت
ہوتا ہے مراد آیت سے فاسق کافر ہے واللہ اعلم اس دلیل سے کہ نقض عہد وغیرہ جو اوصاف فساق کے اسجگہ بیان فرمائے ہیں وہ سب صفات کفار
کے ہیں مومنوں کی صفات اسکے خلاف ہیں جس طرح کہ سورہ رعد میں فرمایا ہے افمن يعلم انما انزل اليك من ربك الحق كمن هو اعمى انما
يتذكر اولوا الالباب الذين يوفون بعهد الله ولا ينقضون الميثاق والذين يصلون ما امر الله به ان يوصل و

يحشون ربھم ويخافون سوء الحساب الی قولہ وينقضون عھد اللہ من بعد ميثاقہ ويقطعون ما امر اللہ بہ ان يوصل ويفسدون فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار قرطبی کہا اس آیت میں دلالت ہی مذہب اہل سنت پر کہ ہدایت وضلالت طرف سی خدا کے ہوتی ہی زمحشری کا یہ کہنا کہ اسناد اضلال کی طرف خدا کے مجاز ہے عقیدہ اعتزال کا ہی اس مقام کو رازی نے اپنی تفسیر میں خوب ہی حل کیا ہے **ف** مراد عہد سے اس جگہہ اللہ کی وصیت ہے ساتہہ امر و نہی کے جو زبان انبیاء پر اور کتب آسمانی میں فرمائی ہے اسکی توڑنے سے مراد ہی کہ اوسپر عمل کرنا چھوڑ دیا کسی نے کہا مراد کفار اہل کتاب اور منافقین ہیں کیونکہ اللہ نے توریت میں یہ عہد لیا تھا کہ توریت پر چلیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کریں بعد مبعوث ہونیکے انکی تصدیق کریں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے انہوں نے پہچان کر انکا انکار کیا لوگوں سے انکا حق چھپایا یہ عہد شکنی ہوئی اسوجہ کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے کسی نے یوں کہا ہے کہ مراد اس ساری آیت سے سارے اہل کفر و شرک و نفاق ہیں ان سے عہد توحید کا لیا گیا تھا اور ربوبیت پر ادلہ ظاہر کیے گئے تھے اور اقرار یہی تھا کہ سب ہمارے رسول معجزات لائیں جسکو کوئی شخص مانند نہیں ہے تو تم اون کا امر و نہی قبول کرنا انہوں نے اس عہد واقرار کا نقض کیا کہ توحید و نبوت و کتب کے منکر ہو گئے زمحشری کا میل خاطر طرف اسیوجہ کی ہے ابن کثیر نے بھی اسیوجہ کو حسن کہا ہے کسی نے کہا مراد اس عہد سے عہد الست بربکم ہے اور اسکا توڑنا یہی ترک وفا تھا **ف** ابو العالیہ نے کہا ہے منافقوں میں چھہ عادتیں ہوتی ہیں جب انکو لوگوں پر غلبہ ہوتا ہے تو وہ ساری خصلتیں ظاہر کر دیتے ہیں جب بات کریں تو جھوٹ بولیں جب وعدہ کریں خلاف کریں جب امین ہوں تو خیانت کریں اللہ سے عہد باندھکر توڑ ڈالیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسکو کاٹیں زمین میں فساد کریں اور اگر لوگوں کو ان پر غلبہ ہو تو پھر اگلی تین باتیں ظاہر کرتے ہیں پچھلی تین باتوں سے جاسوس رہتی ہیں اسی طرح ربیع بن انس نے بھی کہا ہے سدی نے کہا عہد وہ ہی جو قرآن میں ان سے لیا گیا انہوں نے اسکا اقرار کیا تھا پھر کافر ہو کر اوس عہد کو توڑ ڈالا مراد کاٹنے سے قطع صلہ رحم ہے کقولہ تعالی فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اسکو ابن جریر نے راجح بتایا ہے کسی نے کہا بلکہ مراد ہر وہ چیز ہے جسکے وصل و فعل کا حکم تھا اوسکو قطع کیا چھوڑ دیا جیسے موالات مومنین وصل قول بعمل لزوم جماعات مفروضہ حفظ شرائع وحدود و ترک ہر چیز ممل ہر شر کہ اس سے وہ پیوند جو درمیان اللہ اور بندے کے ہے قطع ہو جاتا ہے جمہور کا قول یہی اور یہی قول آیت کا عام ہونا ٹھیک معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم **ف** مراد زمین میں فساد کرنے سے وہ اعمال و اقوال ہیں جو مخالف امر خدا ہوں جیسے عبادت غیر اللہ ضرر رسانی خلق مثلا اپنے کسی کی حفاظت کا حکم ہے غرضکہ جو چیز شرعا یا عقلا خلاف صلاح ہے

آنا کسی کہا قرین ہے یہ ہوا حکم مباحیت دنیا کے سو هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى

السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾ وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے واسطے جو کچھ زمین میں ہے سب پھر
چڑھ گیا آسمان کو تو ٹھیک کیا انکو سات آسمان اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ف اس آیت سے کہا ہے یہاں تک بعد ان
نباتات سونا پہاڑ یا تمہارے نفع دینی دنیا کے لیے بنائے ہیں پر کا نفع یہ ہے کہ تم اللہ کی اس عجائب مخلوقات
کو دیکھ کر عبرت پکڑو شکر کرو تامل کر کے توحید کا یقین لاؤ دنیا میں ان چیزوں سے نفع اٹھاؤ یہی معلوم ہوا کہ اصل
اشیا میں اباحت ہے جب تک کوئی دلیل اس اصل سے پھیر نہ دے [illegible] تو غیرہ سب یکساں ہیں کسی نے کہا اس آیت
سے یہی نکلتا ہے کہ مٹی کا کھانا حرام ہے کیونکہ ہمارے لیے مَا فِي الْأَرْضِ کو پیدا کیا ہے نہ عین ارض کو لیکن اس
سے بہتر یہ دلیل ہے کہ حدیث میں تحریم اکل طین آئی ہے اسکو سواسطے مضر ہے ف پہلی آیت میں توحید کی دلیل انسان کی
ہستی اور خاص انکی جانوں میں بطور آئی ہے اس دوسری دلیل آسمان و زمین کی پیدائش کی ذکر فرمائی استواء کے معنی اس جگہ
دوسرے ہیں لفظ استوا اس جگہ صرف ہے ہر چیز سے واقف ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ کا علم ساری خلق کو محیط
ہے جس طرح فرمایا اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ کل شے میں علم ساری کلیات و جزئیات کا داخل ہے اسلیے فرمایا کہ خالق کو عالم
ہونا ساری مخلوق کا ضرور ہے بعض علما نے کہا ہے کہ صفت علم کی امام ہے ساری صفتوں کی ف تفصیل اس
آیت کی سورۂ حٰم سجدہ میں آئی ہے فرمایا قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ۚ
ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٩﴾ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ﴿١٠﴾
ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿١١﴾ فَقَضَاهُنَّ
سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ
الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾ اس آیت میں دلالت ہے اس بات پر کہ پہلے اللہ نے زمین بنائی پھر سات آسمان بنائے یہی عمارت کا بھی دستور
ہوتا ہے کہ اول نیچے کی بنیاد رکھتا ہے پھر اوپر کی عمارت بناتا ہے رہی یہ آیت أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا
الی قولہ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا ﴿٣٠﴾ اس جگہ عطف خبر کا خبر پر ہے فعل کا فعل پر نہیں یہی کہا ہے کہ پھیلانا
زمین کا بعد خلق آسمان و زمین کے ہوا ہے ف ابن عباس و ابن مسعود اور ایک جماعت صحابہ نے کہا ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر
تھا پانی سے پہلے کوئی چیز اسنے نہیں بنائی جب ارادہ کیا کہ خلق کو بنائے تو پانی سے دھواں نکالا وہ پانی کے اوپر
اونچا ہو گیا اللہ نے اسکا نام آسمان رکھا پھر پانی کو خشک کر دیا اسکا نام زمین رکھا یہ زمین ایک لخت تھی اسکو
پھاڑ کر سات زمینیں ٹھیرائیں یہ کام دو دن میں کیا اتوار پیر کو اس زمین کو ایک مچھلی کے اوپر پیدا کیا ہے

وہی مچھلی ہے جسکا ذکر قرآن میں آیا ہے نٓ وَالْقَلَمِ یہ مچھلی پانی مین ہے پانی ایک صاف پتھر پر ہے پھر ایک فرشتے کی پشت
ہے فرشتہ ایک سخت پتھر پر ہے وہ پتھر ہوا مین ہے اسی پتھر کا ذکر لقمان نے کیا ہے یہ پتھر نہ آسمان مین ہے نہ زمین مین مچھلی نے
حرکت کی زمین ہلنے لگی اللہ نے اوس پر پہاڑ رکھدیے وہ تھم گئی ف زمین از تپ لرزہ آمد ستوہ فرو کوفت
بر دامنش میخ کوہ - پہاڑون کو اس بالکار زمین پر گاڑنے سے یہی مطلب ہے اس آیت کا وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ
بِهِمْ اوسنے پہاڑ اور لوگون کا قوت اور درخت وغیرہ دو دن مین پیدا کیے منگل بدہ کو یہی مطلب ہے اس آیت کا قُلْ أَئِنَّكُمْ
لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ الآیہ دہوان پانی کی سانس سے اوٹھا اوسکو آسمان ٹھیرایا یہ آسمان
ایک سخت تہا پہر اوسکے سات آسمان کیے یہ کام دو دن مین ہوا جمعرات جمعہ کو اوس دن کو جمعہ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ
آسمان زمین کی پیدایش اسدن مین جمع کی گئی تھی ہر آسمان میں امر کا وحی کر دیا ہے کہ اوسمین فرشتے نائے دریا
پانی پہاڑ برف پیدا کیا اور وہ جو معلوم نہین پہر ہر آسمان کو تارون سے رونق دیکر شیطانون سے محفوظ رکہا جب سب پیدایش
سے فراغت ہوئی عرش پر جا ٹھہرا یہی مطلب ہے اس آیت کا خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ
عَلَى الْعَرْشِ وقال كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ عبداللہ بن سلام کا قول ہے کہ اللہ
نے ابتداء خلق کی اتوار سے کی اتوار پیر کو ساری زمینین بنائین قوت و پہاڑ کو منگل بدہ کو دن بنایا آسمانون کو جمعرات
جمعہ کے دن پیدا کیا پچھلی گھڑی کو دن جمعہ کے اس کام سے فارغ ہوا اس گھڑی مین آدم کو تعالی نے پیدا کیا اسی
گھڑی مین قیامت بہی قائم ہوگی مجاہد نے کہا ایک آسمان دوسرے آسمان کے اوپر ہے ایک زمین دوسری زمین کے
نیچے ہے ف ابن کثیر کہتے ہین اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ خلقت زمین کی آسمان سے پہلے ہے یہی بات آیۃ
سورہ سجدہ سے بہی نکلتی ہے کہ پہلے ذکر خلق ارض کا کیا ہے پہر آسمان کیطرف جانیکا سو ان دونو آیتون کو دلالت
ہے اس بارے مین نہین جانتا کہ علما مین سے کسی نے اس بات مین نزاع کیا ہو مگر قتادہ نے یہ زعم کیا ہے کہ آسمان
پہلے زمین سے پیدا ہوا ہے قرطبی نے اسمین توقف کیا صحیح بخاری مین آیا ہے کہ یہی سوال کسی نے ابن عباس سے
کیا تہا اوسکے جواب مین کہا کہ پہیلانا زمین کا بعد خلق آسمان کے ہوا تہا یعنے پہلے زمین پیدا کی پہر آسمان بنایا پہر زمین
کو پہیلایا یہی جواب علماء قدیم و حدیث و تفسیر نے بہی دیا ہے ہمنے اس تقریر کو سورہ والنازعات مین تحریر کیا ہے حاصل
یہ ہے کہ جو چیزین اللہ نے زمین مین رکہی ہین اون سب کو قوت سے فعل مین بعد خلق آسمان کے لایا ہے نفس
زمین پہلے آسمان سے بنی ہے جیسے نباتات جمادات سیاہ وغیرہ مع اختلاف نوع و صفت و لون و شکل وغیرہ اسی
طرح گردش کرنا آسمانون کا ہے مع اپنے ثوابت سیارات کے چکر مارنا افلاک کا ہے مع اون چیزون کے

خدا نے اون کے اندر رکھے ہین واللہ اعلم **ف** فتح البیان مین یون ہی درمیان ان آسمون کے جمع کیا ہے کہ پہلا
ارض کا بعد خلق سما کے ہے پھر یون کہا ہے کہ یہ جمع جید ہے اسی کیطرف جانا ضرور ہے یہی قول شوکانی کا ہے
آیت مذکور سے سات آسمانون کا ہونا ثابت ہو رہی زمین سو سارے قرآن پاک مین فقط ایک جگہہ فرمایا ہے وَمِنَ الْاَرْضِ
مِثْلَهُنَّ اسپر کسی نے یہ کہا ہے کہ مراد گنتی ہے یعنے زمینین بھی سات ہین کسی نے کہا ہے مراد مثل پایا ہے ماوردی
کہا ساتون زمینین یک لخت ہین بیچ مین فاصلہ نہین ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مثل آسمانون کے الگ الگ ہین
مگر دعوت اسلام محض ساتھ اسی مین کے ہے جسپر ہم رہتے ہین حدیث صحیح مین بھی زمینون کا سات عدد ہونا آیا ہے رازی
نے بیان مین آسمانون کے کہ سات ہین یا آٹھ مذہب حکما کا ذکر کرکے کیا اچھی بات لکھی ہے کہ اس خبط سے تجھے یہ ہوشیاری
حاصل ہو جاوے گی کہ عقل ہرگز ایسی چیزون کو دریافت نہین کرسکتی ہے یہ علم اوسی کو ہے جس نے انکو بنایا ہے
اسلیے اس جگہہ اُنہین سمعی دلیلون پر جھک کر بیٹھ رہنا واجب ہی اتنی ہے حدیث مین نزدیک اہل سنت کے ایک
جماعت صحابہ سے وصف آسمان مین بہت سی حدیثین آئی ہین ہر آسمان کا قول پانسو برس کی راہ کا بتایا ہے
ہر آسمان کا فاصلہ دوسرے آسمان سے اسیقدر مدت کا فرمایا ہے زمین آسمان دونو کی گنتی ساتھ سات عدد
ارشاد کی ہے مگر کسی حدیث صحیح صریح مرفوع مین نہین آیا کہ ہر طبقہ زمین مین عالم و آدم و انبیا و علما رو
جہلا رمثل اسی زمین علیا ر کے موجود ہین صحابہ کے آثار اس جگہہ لکار آمد نہین ہوسکتے گو انکی سند صحابہ تک
صحیح ہی کیون نہ ٹھیرے کیونکہ ایسے آثار غالبًا اسرائیلیات سی لیے گیے ہین اسرائیلیات کا حکم ہے کہ نہ اونکی
تصدیق کرو نہ تکذیب سو ہمکو اس جگہہ توقف کرنا لازم ہے **ف** مسلم و نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے فرمایا پیدا کیا اللہ نے تربت کو دن سنیچر کے پہاڑون کو دن اتوار کے درختون کو
دن پیر کے مکروہ چیزون کو دن منگل کے نور کو دن بدھ کے پھیلایا جانورون کو دن جمعرات کے بنایا آدم کو بعد عصر دن
جمعہ کے پچھلی گھڑی مین ساعات جمعہ سے درمیان عصر کے رات تک ابن کثیر کہتے ہین یہ حدیث غرائب مسلم سے ہے علی
بن المدینی و بخاری و بہت سے حافظ نے اس حدیث مین کلام کیا ہے اسکو کلام کعب احبار ٹھیرایا ہے ابو ہریرہ نے
اسکو کعب سے سنا تھا بعض راویون کو دھوکا ہوا اُنہون نے اسکو مرفوع ٹھیرا دیا اسکی تحقیق بیہقی نے کی ہے

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ

نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۵ جب کہا تیرے رب نے فرشتون کو مجھکو بنانا ہے زمین مین ایک
نائب بولے کیا تو مقرر کریگا زمین مین وہ شخص جو فساد کرے وہان اور کرے خون اور ہم پڑھتے ہین تیری خوبیان اور یاد کرتے ہین تیری پاک

۵ اور زمینیں بھی اوسی ۱۲

دات کو فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے **ف** اللہ تعالیٰ بنی آدم کو اپنے احسان و منت کی خبر دیتا ہے کہ دیکھو
کہ تمہاری ایجاد کرنے سے پہلے ہم نے تمہارا ذکر ملاء اعلیٰ میں کیا تھا تمہارا خلیفہ ہونا ایک دوسرے کے بعد قرن در قرن
قوم در قوم ٹھہرایا تھا کما قال تعالیٰ ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ وقال وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ وقال
وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْکُمْ مَّلٰٓئِکَۃً فِی الْاَرْضِ یَخْلُفُوْنَ وقال فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ اس کے لئے کہا مراد خلیفہ
سے اس جگہ پر آدم علیہ السلام نہیں ہیں جس طرح ایک گروہ مفسرین کہتا ہے اور قرطبی نے اسکو طرف ابن مسعود و
ابن عباس و جمیع اہل تاویل کے منسوب کیا ہے کیونکہ بعض طریقے میں اختلاف ہے اور ہم نے ذکر اسکا کیا ہے اگر یہ
آدم مراد ہوتے تو فرشتے یہ کہتے کہ تو مفسد و خونریزوں کو کیوں مقرر فرماتا ہے بلکہ مراد جنس انسان ہے یہ بات ملائکہ کو کسی
علم خاص سے معلوم ہوگئی ہوگی یا طبیعت بشر سے اس امر کو سمجھا ہوگا اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بتایا تھا کہ میں اس
جنس کو کھنکھناتی مٹی سے بناؤں گا یا لفظ خلیفہ سے سمجھا اسلئے کہ خلیفہ کا کام یہی ہے کہ درمیان میں لوگوں کے
مظالم کے محارم و مآثم سے انکو روکے لیکن یہ بات ملائکہ کی بطور اعتراض کے اللہ پر یا بطور حسد کے بنی آدم پر
بھی جس طرح بعض مفسرین نے خیال کیا ہے اسلئے کہ اللہ نے کہا ہے لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ یعنی بے اذن کے وہ کوئی بات
پوچھ نہیں سکتے ہیں بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ یعنے حسد سے بھی بری ہیں اور یہاں تو اللہ نے ان کو پیدا کرنا اس خلق کا
بتلایا تھا بلکہ یہ سوال بطور دریافت حال کے تھا کہ اس طرح کی مخلوق کے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے وہ لوگ تو
مفسد خونریز ہونگے سو اگر عبادت درکار ہے تو ہم تیری عبادت کرتے ہیں ہمسے کوئی قصور بھی سرزد نہیں ہوتا ہے
ہمیں پر اقتصار کیا ہوتا اسکے اللہ نے جواب دیا کہ جو مصلحت اچھی اس کام کے باوجود اس مفسدی کے جو تم کہتے ہو مجھکو
معلوم ہے وہ تمہیں معلوم نہیں ہے کیونکہ میں ان میں نبی و رسول بھیجونگا اون میں صدیق شہید صالح عابد زاہد
اولیا ابرار مقرب علما عامل خاشع محب متبع پیدا کرونگا حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب فرشتے اعمال عباد لیکر آسمان
پر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ باوجودیکہ اونسے زیادہ دانا تر ہے سوال کرتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال پر چھوڑا
وہ کہتے ہیں ہم انکے پاس گئے تھے وہ نماز پڑھ رہے تھے ہم انکو چھوڑ کر آئے ہیں وہ نماز میں تھے یہ اسلئے ہے کہ فرشتے
درمیان ہمارے آتے جاتے رہتے ہیں نماز صبح نماز عصر میں یکجا ہو کر ٹھہر جاتے ہیں وہ اعمال لیکر اوپر چڑھ جاتے
ہیں دوسری حدیث میں آیا ہے کہ رات کا عمل دن سے پہلے دن کا کام رات سے پہلے طرف اللہ کے جاتا ہے سو یہ کہنا ملائکہ کا
کہ ہم انکو نماز پڑھتے پایا نماز پڑھتے چھوڑا گویا تفسیر ہے اس آیت کی اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اسکے سوا اور بھی بہت جواب
سوالی دعیرہ کے ذکر کیے ہیں مگر اس میں زیادہ صحیح یہ ابن عباس نے کہا اسلئے ان میں جن بستے تھے جب انہوں نے

مار ماده کا ربیں میں نصب کرنا درست نہیں ہے حدیث میں آیا ہے جو کوئی آوے پاس تمہارے اور تمہارا کام فراہم ہو
وہ تمہارے درمیان جدائی ڈالا چاہے تو تم اسکو مار ڈالو کوئی کیوں نہو یہی قول جمہور کا بھی ہے امام الحرمین وغیرہ نے
اس پر اجماع نقل کیا ہے مگر استاد ابو اسحق نے دو یا زیادہ اماموں کا قائم ہونا جائز بتایا ہے مگر جسکہ اقطار دور دراز اور اقلیم
وسیع ہوں مگر امام الحرمین کو اس میں تردد ہے ایسی بات ہے کہ خلفائے بنی عباس عراق میں تھے فاطمیین مصر میں امویین
مغرب میں ہم اس مسئلے کی تقریر کیسی اور جگہہ میں کتاب الاحکام سے لکھینگے انتہی کلام ابن کثیر میں کہتا ہوں کہ یہ مسئلہ
طوائف الملوک کا ہے اسکی تحقیق کتاب حسن المساعی میں خوب لکھی گئی ہے ابتداء کا کہنا درست ہے **ف** مارنا اللہ
پاک کا کہ ہم خلیفہ مقرر کریگے ملائکہ ارض سے تھا جو بعد اخراج جن کے زمین پر بس گئے تھے یا مطلق ملائکہ سے اس کہنے میں اکو منت اور
کی تعلیم کی آدم کی تعظیم یا بنی الجاد کی حکمت جتائی کہ جس میں خیر غالب ہو اسکو شر پر اختیار کرنا بہتر ہوتا ہے بعض نے کہا
کہ یہ کچھ فرشتوں سے مشورت تھا ملکہ اونکی جی کی بات کا دریافت کرنا تھا بعض نے کہا ملکہ یہ ارشاد ہے بندوں کو کہ تم مشورہ کیا
کرو اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ملائکہ کو علم غیب نہیں ہے غیب کو سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ

عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هٰٓؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا
إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ قَالَ يٰٓا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ
أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ سکھائے آدم کو نام

سارے پھر وہ دکھائے فرشتوں کو کہا بتاؤ مجھکو نام انکے اگر ہو تم سچے وہ لوگ بولے پاک ہے تو نہیں معلوم ہمیں مگر جتنا تو نے
سکھایا تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا اے آدم بتا دے انکو نام اونکے پھر جب اوسنے بتا دیے نام اونکے کہا میں نے نہ کہا تھا تم کو کہ مجھے
معلوم ہیں پردے آسمان اور زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو اور چھپاتے ہو **ف** اللہ پاک نے اس جگہہ بزرگی آدم کی ملائکہ
پر بیان کی کہ ہمنے اسکو مختص کیا تھا ساتھ علم اسماء کے وہ ہر چیز کا نام جانتا تھا فرشتے نہیں جانتے تھے یہ ماجرا بعد اسکے
ہوا کہ ملائکہ نے آدم کو سجدہ کیا تھا لیکن اس فصل کو اس قصے پر اسلیے مقدم کیا کہ اس مقام کو عدم علم ملائکہ سے ساتھ حکمت
خلق خلیفہ کی مناسبت ہے کیونکہ اللہ نے انکو سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اسی لیے اللہ نے ذکر
اس امتحان کا اس جگہہ کیا تاکہ آدم کا شرف علم میں اوپر ظاہر ہو جاوے **ف** ابن عباس نے کہا ہے اللہ نے آدم کو نام انکی اولاد کے اور
جانوروں کے الگ الگ بتا دیے کہ یہ گدھا ہے یہ اونٹ یہ گھوڑا یہ بدیہ دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ وہ یہی معارف نام تھے
جو سب لوگ بولتے جانتے ہیں انسان دواب آسمان ارض سہل بحر جبل حمار وغیرہ تیسرا لفظ یہ ہے کہ سکھایا اون کو نام ہر رکابی
دیگچی کا یہاں تک کہ بڑے چھوٹے گوز کا مجاہد نے کہا سکھایا نام ہر جانور پرندے ہر شی کا سعید نے کہا

ستارے اور فرشتون کے کسی نے کہا نام ستارون کے کسی نے کہا نام ساری ذریت کا ابن جریر نے اسی کو ترجیح دی ہے
ابن کثیر نے کہا صحیح یہ ہے کہ نام ساری چیزون کے سکھائے مع ذات وصفت وفعل کے جیسا کہ ابن عباس نے کہا ہے حتی الفسوة
والفسیة یعنی بڑی چھوٹی گوز تک سکھا دیا اسی لیے صحیح بخاری میں انس سے مرفوعًا آیا ہے کہ قیامت کے دن مومنین جمع ہو کر
کہین گے چلو اپنے رب کے پاس کسی کو سفارشی کرائین پھر آدم کے پاس آکر یہ بات کہین گے کہ تم سب آدمیون کے باپ ہو اللہ نے
تم کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا فرشتون سے تمکو سجدہ کرایا ہر چیز کا نام تم کو سکھایا تم ہماری سفارش اپنے رب سے کرو
الحدیث بطوله اسکو مسلم ونسائی وابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مقصود اس جگہ فقط یہ مضمون ہے وَعَلَّمَكَ اَسْمَاءَ
كُلِّ شَيْءٍ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ آدم کو ساری مخلوقات کے نام سکھائے تھے اسی لیے یہ کہا کہ پھر انکو یعنی ان مسمیات
کو آدم نے ملائکہ پر عرض کیا قتادہ نے کہا ہے کہ ان اسمار کو عرض کیا ابن مسعود و ایک جماعت صحابہ کا یہ قول ہے
کہ خلق کو ملائکہ پر عرض کیا مجاہد کا لفظ یہ ہے کہ ارباب اسمار کو عرض کیا حسن و قتادہ نے کہا ہر چیز کا نام سکھایا
وہ ہر ایک چیز کا نام لیتے ایک ایک گروہ عرض کیا جاتا مطلب یہ ہوا کہ ملائکہ سے یہ بات کہی گئی کہ یہ اشیا جو تم کو دکھائے
گئے تم ان کے نام بتاؤ اگر تم اس بات مین سچے ہو کہ جسکو میں زمین مین خلیفہ کرونگا وہ فسادی خونریز ہوگا اور جو تم رہوگے
تو مطیع وملازم رہوگے سو جب تم کو ان چیزون کی جو تمہین دکھائی گئی ہین نام تک معلوم نہیں ہین حالانکہ تم انکو دیکھ رہے
ہو تو جو چیزین ابھی وجود مین نہیں آئی ہیں اور زمانہ آیندہ میں ہونگی انکو تم کیا جانکر معلوم کروگے اس پر ملائکہ نے اللہ کی
تقدیس اپنی کم علمی کا اقرار کیا ابن عباس نے کہا لفظ سُبْحَانَ اللّٰهِ تنزیہ کرنا ہے اللہ کا اپنی جان کو ہر برائی
سے عمر نے علی سے پوچھا یہ کیا کلمہ ہے فرمایا اللہ نے اس کلمہ کو اپنے لیے دوست رکھا اللہ کیا ہے اللہ چاہتا ہے کہ
یہ کلمہ پڑھا جاوے میمون بن مہران نے کہا یہ ایک ایسا نام ہے جس سے اللہ کی تعظیم نکلتی ہے ف ربیع بن انس نے
کہا آدم نے نام یون بتائے کہ تم جبرئیل ہو یہ میکائیل ہے وہ اسرافیل یہانتک کہ ساری نام غراب تک گن ڈالے
مجاہد نے کہا نام کبوتر وغراب ہر چیز کا بتایا جب فضل آدم کا ملائکہ پر بیان اسمار اشیا میں ظاہر ہوا تو اللہ نے کہا کیونکہ
میں نے کہا تھا کہ میں ہر غیب ظاہر چھپی کو جانتا ہون کما قال تعالیٰ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اور
زبان ہدہد سے واسطے سلیمان علیہ السلام کے یون خبر دی ہے اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ابن عباس نے کہا مطلب یہ ہے کہ میں
سر کو ویسا ہی جانتا ہون جیسے علانیہ کو ایک گروہ صحابہ نے کہا مراد مَا تُبْدُوْنَ سے یہ قول ملائکہ ہے اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ
فِيْهَا الآیۃ اور مراد تَكْتُمُوْنَ سے وہ تکبر وغرور ہے جو ابلیس کے نفس مین تھا ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے قتادہ وغیرہ

ہے کہا تکتمون سے یہ قول ملائکہ مراد ہے کہ اللہ سے جتنی مخلوق بنائی ہے ۔ دہم کو ہم سے یا کسی کی آدم پر ... کہا اللہ نے کہ نہیں ہوئے کسی کو علوم
فرمایا کہ آدم کو علم و کرم میں اُن پر فضیلت حاصل ہے ان حدیث کہا ہے بہتر ہوا اس بات کا قول ابن عباس کا
ہے کہ جو تم زبان سے کہتے ہو وہ اور جو تم دل میں چھپاتے ہو وہ سب پیر، دیکھ رہا ہے کوئی چیز سر ہو یا علانیہ مجھ
مخفی نہیں **ف** کشاف میں کہا ہے کہ آدم عجمی نام ہے یہی قول بیضاوی نے سمجھا ٹھیک یہ ہے کہ یہ نام کسی لفظ
سے نکالا نہیں گیا ہے اللہ نے تمام سید آدم کو سب چیزوں کے نام انکو سکھا دیے مراد اسماء سے مسمیات
ہیں کسی نے کہا اسمای لغات مراد ہیں لیکن جب آنکی اولاد متفرق ہو گئی ایک کسی کو زبان عربی اور سہی کو بھی بھول گیا
مراد علم اسماء سے یہ ہے کہ لفظ و معنی مفرد و مرکب حقیقت و مجاز سب کچھ سکھا دیا مراد اسم سے وہ لفظ ہے جو معنے پر دلالت
کرے خواہ ذات ہو یا عرض پس اس میں اسم و فعل و حرف سب داخل ہیں یہ قول کہ اللہ نے اپنے سارے اسماء حسنیٰ سکھا دیے
تفسیر مظہری میں لکھا ہے مگر خصوص سے عموم بہتر ہوتا ہے علیم اوسکو کہتے ہیں جو محیط ہو سارے معلومات کا حکیم کہتے
ہیں واضع عدل کو یا اوسکو جسکا کام بہت پختہ ہو کوئی فساد خلل اوسکے کام میں نہ آسکے اس آیت سے یہ بھی
نکلا کہ آدم نبی مکلم تھے کیونکہ اللہ نے اون سے یہ بات کہی کہ تم اون کو نام بتا دو نام بتانے سے یہ نکلا کہ علم کو شرف
ہے جہل پر اسی لیے علم شرط ہے واسطے خلافت کے اللہ نے فضل آدم کا ملائکہ پر اسی علم سے ظاہر کیا تھا علم سے بڑھکر اگر
اور کوئی شرف ہوتا تو اوسی سے اظہار فضل فرماتا اسی علم کی فضیلت کے سبب فرشتوں سے سجدہ انکو کرایا معلوم ہوا کہ عالم
کے لیے کھڑا ہو جانا جائز ہے اگر بطریق محبت علم کے ہو نہ بطور تعظیم شخص کے طیبی نے کہا اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم لغت
عبادت سے بڑھکر ہے پھر علم شریعت کا کیا ذکر **ف** یہ ارشاد کہ میں آسمان زمین کے غیب جانتا ہوں دلیل ہے اس بات
پر کہ دعوی غیب دانی کا یا کسی چھپی بات پر مطلع ہونیکا جس طرح منجم و کاہن و اہل رمل و ساحر و شعبدہ باز و غیرہم کرتے
ہیں مردود ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی علم غیب نہیں جانتا نہ ملائکہ نہ انبیاء نہ اولیاء ۔ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ جب ہمنے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کر لیے
مگر ابلیس نے نہ مانا اور تکبر کیا وہ تھا منکروں میں **ف** یہ ایک دوسری کرامت ہے جسکا احسان اللہ نے ذریت آدم پر کیا
کہ ہمنے ملائکہ سے آدم کو سجدہ کرایا اس مقدمہ میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں حدیث شفاعت اوپر گذر چکی ہے موسیٰ و آدم
سے جب ملاقات ہوئی تو انھوں نے یہی کہا کہ تم وہی آدم ہو جسے خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا اپنی روح
اسمیں پھونکی اپنے فرشتوں سے اسکو سجدہ کرایا ابن عباس کہتے ہیں ابلیس ایک قبیلہ ملائکہ سے تھا جنکو جن کہتے ہیں یہ قبیلہ
مخلوق ملائکہ کا آگ گرم سے پیدا کیا گیا تھا اسکا نام حارث تھا یہی ایک جنت کا خزانچی ہو گیا تھا باقی فرشتے نور سے ہوئے ہیں و جبر

جنکا ذکر قرآن میں آیا ہے اونکی خلقت شعلہ نار سے ہے شعلہ آگ کی زبان ہے [illegible] نہر کہتے ہے انسان ہی سے پا
ست سے پہلے زمین میں جن بستے تہے جب انہوں نے فساد کیا اور بعض نے بعض کو قتل کرنا شروع کیا تو اللہ تعالی نے ایک لشکر ملائکہ
کا ابلیس کو دیکر اُنپر بھیجا یہ ملائکہ اوسی قبیلہ کے تہے جنکو جن کہتے ہیں جب ابلیس نے اُنکو مار کر جزائر اطراف جبال کی طرف
بھگا دیا تو اُسکے جی میں یہ غرور آیا کہ میں نے ایسا کام کیا ہے جو کسی سے نہو سکا اللہ تعالی کو اس دل کی بات خبر ہے گو وہ
ملائکہ جو اُسکے ہمراہ گئے تہے اُنکو معلوم نہو اسلیے اللہ تعالی نے [illegible] کہ میں زمین میں ایک خلیفہ [illegible]
نے کہا کہ جس طرح جنوں نے فساد کیا جو بنایا اسی طرح یہ بھی کرے گا جو اسی کام کے لیے بھیجا گیا تہا اللہ تعالی نے فرمایا جو
مجھے معلوم ہے وہ تم نہیں جانتے ہو یعنے اوس کبر و غرور پر جو ابلیس کے دل میں ہے تمہی کو اطلاع ہے پھر آدم کی مٹی اٹھا کر
ایک چکنی کہنکہناتی خاک سے انکو پیدا کیا اپنے ہاتھ سے بنایا چالیس رات تک انکا دھڑ پڑا رہا ابلیس آتا پاؤں سے ٹہوکر
مارتا وہ دھڑ کہنکہناتا کما قال تعالی مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ یعنے ٹولی ٹھیکرے سی ٹہوس نہیں ہے بنایا ابلیس منہ کی
طرف سے گھس کر دُبر کی طرف سے نکلتا کہتا ہے پیٹ کی طرف سے گھس کر منہ کیطرف سے باہر آتا پھر کہتا کہ تو نرے اس [illegible] کے
لیے نہیں ہے کسی اور کام کے لیے بنایا گیا ہے گر میں تجہپر غالب ہوا تو تجہے برباد کرونگا اور جو تو مجہپر غالب آیا تو
میں تیری نافرمانی کرونگا جب اللہ نے اُس دھڑ میں اپنی روح پہونکی تو پہونکنا سر کی طرف سے ہوا جہانتک بدن میں روح
جاتی [illegible] گوشت بنتا جاتا جب روح ناف تک پہونچی بدن کو دیکھکر خوش ہو جاتا کہ اوٹھ بیٹہین مگر نہ ہو سکا یہی
مطلب ہے اس آیت کا وَخُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ یعنے بنا ہے آدمی جلد باز اور اسکو صبر نہیں جلد باز ہے جب جان سارے تن میں
پہونچ گئی چہینک آئی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا یہ کہنا اللہ کے الہام سے تہا اللہ تعالے نے فرمایا يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا آدَمُ پہر
(اے آدم تجہپر اللہ رحم کرے)
اللہ نے اُن فرشتوں سے جو ہمراہ ابلیس کے بہیجے گئے تہے اور ان فرشتوں سے جو آسمانوں میں تہے فرمایا کہ تم آدم کو سجدہ
کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا غرور کیا اوسکے دل میں تکبر سمایا جی میں کہتا تہا کہ میں اسکو ہرگز سجدہ نکرونگا میں
اُس سے کہیں بہتر ہوں عمر میں بڑا خلقت میں قوی ہوں یہی مطلب ہے اس آیت کا خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن
طِينٍ یعنے آگ مٹی سے زیادہ زبردست ہے جب ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو اللہ تعالی نے اوسکو ہر طرح کی خیر سے نا امید
کرکے شیطان رجیم کردیا یہ اوسکی معصیت کی عقوبت ہوئی پھر آدم کو سب چیزونکے نام بتائے سب چیزوں کو حاضر کرکے
اون فرشتون کے سامنے جو ہمراہ ابلیس کے تہے آدم سے نام ظاہر کرائے سب نے اللہ کا عجز پایا اور معلوم کرکے
برات اپنی علم غیب سے ظاہر کی ابن کثیر کہتے ہیں یہ سیاق اس اثر کا غریب ہے اس میں ایسی چیزیں ہیں جن میں
نظر ہے لمبا جھگڑا ہے تفسیر مشہور ابن عباس کی اسی اسناد سے آئی ہے اسی کے لگ بھگ کم و بیش سدی نے

روایت کیا ہے سدی کی تفسیروں میں اسرائیلیات بہت ہیں کیا عجب ہو کہ بعضی بات مدرج ہو کلام صحابی بہو یا صحابہ نے
بعض اگلی کتابوں سے لی ہو حاکم نے مستدرک میں اسناد سدی کو بعینہ لاکر شرط بخاری پر بتایا ہے پھر ابن کثیر نے کہا ہے
غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ملائکہ کو حکم سجدہ آدم کا دیا تو ابلیس بھی اس خطاب میں داخل ہوا اگرچہ اُنکی ذات کا نہ
تھا مگر اونکے سے کام کرکے اون میں ملتا جلتا ہو گیا تھا اسی لیے مخالفت امر پر مذموم ٹھہرا اسکا بیان اپنے جگہہ پر آویگا
جہاں یہ فرمایا ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ابن عباس نے کہا ہے ابلیس معصیت سے پہلے فرشتوں میں تھا عزازیل
نام رکھتا تھا ساکن زمین سے تھا سب ملائکہ سے زیادہ عبادت کرتا سب سے زیادہ علم رکھتا اسی گھمنڈ پر اوس نے تکبر کیا اسکی
قوم کا نام جن تھا دوسرا لفظ یہ ہے کہ پہلے نام اُسکا عزازیل تھا اشراف ملائکہ میں تھا چار پر رکھتا تھا پھر ابلیس ہو گیا
تیسرا لفظ یہ ہے کہ زمین و آسمان دنیا کا سلطان تھا دونوں جگہہ کی سیاست کرتا تھا جب عاصی ہوا اللہ نے مسخ کرکے
شیطان رجیم کر دیا حسن نے کہا ہے کہ ابلیس ہرگز ایک دم بھی مجملہ ملائکہ کے نہ تھا ملکہ جس طرح اصل نوع انس آدم علیہ السلام
ہیں اسی طرح یہ ملعون اصل نوع جن ہے **ف** ابو العالیہ نے کہا کافرین سے مراد اس جگہہ عاصین ہیں سدی نے
کہا یعنے اُن کافروں میں سے ہے جو ہنوز پیدا نہیں ہوئے ہیں پیچھے ہونگے قرطبی نے کہا اللہ نے ابلیس کو کفر و ضلالت
ہی پر پیدا کیا تھا گو کام فرشتوں کا سا کرتا تھا پھر اوسکو اوسکی اصل پر پہیر دیا یہ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ فرمایا **ف**
قتادہ نے کہا یہ سجدہ کرنا ملائکہ کا اللہ کی طاعت آدم کو سجدہ تھا اللہ نے آدم کا یہ اکرام کیا کہ ملائکہ سے اُنکو سجدہ
کرایا کسی نے کہا یہ سجدہ تحیت و اکرام و سلام تھا جس طرح یوسف علیہ السلام کو برادران یوسف نے سجدہ کیا تھا کما قال
تعالیٰ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا یہ سجدہ اگلی امتوں میں مشروع تھا ہماری ملت میں منسوخ ہو گیا معاذ کہتے ہیں میں ملک
شام میں گیا تھا دیکھا کہ وہ لوگ اپنے علما کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا آپ اللہ کے رسول ہو آپ کو سجدہ کرنا بہت ٹھیک
بات ہے فرمایا میں اگر کسی بشر کو سجدہ کرنے کا حکم کسی بشر کے دیتا تو عورت سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے
کیونکہ شوہر کا حق اوس پر بہت بڑا ہے رازی نے اسی کو ترجیح دی ہے بعض نے کہا یہ سجدہ اللہ کو تھا آدم قبلہ تھے جس
طرح فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ لکن اس تطبیق میں نظر ہے ظاہر یہی ہے کہ قول اول اولی ہے یہ سجدہ
آدم ہی کو تھا اونکی اکرام و عظام و احترام و سلام کے لیے اوسکو حکم ''اللہ'' ہے میں امر کو حکم کی اطاعت تھی قبلہ ٹھیرانے میں
کیا شرف ظاہر ہوتا ہے یا سجدے سے خضوع کو مراد لیں مثل انحناء و وضع پیشانی بر زمین کیا حاجت نکلتی ہے رازی نے اول و دو
قول کو ضعیف ٹھہرا کر اگلی بات کو قوی کہا ہے یہی ٹھیک ہے حدیث صحیح بخاری بمقدمہ شفاعت بھی اسی کی موید مصرح
ہے وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ **ف** رازی نے کہا ہے مامور بسجدہ آدم خاص ملائکہ ارض تھے یا سموات کی بھی اس قول میں اہل علم

کے ہر ایک قول کو ایک گروہ نے ترجیح دی ہے مگر ظاہر آیت کریمہ عموم ہے فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ
انتہی میں کہتا ہوں یہ عموم شبوت مفہوم ہوسکتا ہے کہ مراد ملائکہ سے خاص وہ ملائکہ ہوں جو ہمراہ ابلیس کئے تھے ورنہ عموم حال
انہیں کے ساتھ رہیگا لکن جب کہ کوئی مرجع چند اس باب میں وارد نہیں ہے تو ایسی جگہہ ایمان اجمالی مطابق ظاہر کتاب وسنت
کے کافی ہے حاجت زیادہ خوض وغور کی نہیں قتادہ نے کہا عدو اللہ ابلیس نے آدم علیہ السلام پر حسد کیا اس بات پر کہ
یہ کرامت انکو کیوں ملی یہ فضل کیوں حاصل ہوا کہا میں آتشی ہوں یہ خاکی ہے گناہ کبری اول اسی مردود سے ہوئی ہے حسد
وکبر سے آدم کو سجدہ نہ کیا حدیث صحیح میں آیا ہے وہ شخص جنت میں نہ جاوے گا جس کے دل میں رائی برابر کبر ہوگا ابلیس کے
دل میں کبر وکفر وعناد تھا اسی وجہ سے اللہ کی رحمت سے مردود ومطرود ہوا حظیرۃ القدس سے دور پڑا بیت مکر عزازیل
را خوار کرد ٭ زندان لعنت گرفتار کرد ٭ کسی نے کہا کافر ہو گیا کسی نے کہا پہلے ہی سے علم خدا میں کافر تھا قرطبی نے اسی
کو راجح کہا ہے پھر یہ لکھا کہ ہمارے اہل علم نے یہ بات کہی ہے کہ جس کسی کے ہاتھ پر اللہ تعالی نے کرامات وخوارق
عادات ظاہر کیے اور وہ شخص نبی نہیں ہے تو یہ کچھ دلیل اس شخص کی ولایت پر نہیں ہوسکتی ہے جس طرح کہ بعض
صوفیہ و رافضہ نے خیال کیا ہے پھر کہا ہم یقین نہیں کرسکتے کہ ایسا شخص اللہ سے با ایمان ہو کر ملیگا ہاں ولی با ایمان
ملتا ہے ابن کثیر نے کہا کبھی خارق عادت ہاتھ پر فاجر کافر کے بھی ظاہر ہوتا ہے دیکھو ابن صیاد نے کہا تھا ھو الدخ
جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پوشیدہ رکھا یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اسی طرح جب وہ کسو غصہ آتا
تو اتنا پھول جاتا کہ رستہ بھر جاتا ابن عمر نے اسی امر پر اسکو مارا تھا احادیث میں کیا کچھ خوارق عادات دجال میں آئی ہیں
جیسے آسمان سے پانی برسانا زمین کا خزانہ ہمراہ لیے پھرنا ایک جوان کو مار کر جلانا شافعی ولیث بن سعد نے کہا ہے جب تم
کسی آدمی کو دیکھو کہ پانی پر چلتا ہوا میں اڑتا ہو تو دھوکا نہ کھاؤ جبتک کہ اسکی کام کو کتاب وسنت پر عرض نہ کر لو
میں کہتا ہوں ہوا پر باز وکبوتر اوڑتے پانی پر کتے وغیرہ حیوان چلے جاتے ہیں اسمیں کیا فخر ہوا اللہ نے انسان کو اکرم
مخلوقات اشرف کائنات بنایا ہے اسکا فخر یہ نہیں ہے کہ پانی پر چلے یا ہوا پر اوڑے اسکا شرف تو یہ ہے کہ بندگی کا پورا
پورا حق ادا کرے غرور وتکبر کی ہوا بھی لگنے نہ دے علیین کی طرح خاکسار رہے وستار کیطرح صاحب سجوت نہ ہو **ف**
بقاعی نے کہا ہے پہلے آدم کو تعلیم اسماء ہوئی پھر سجدہ پھر اسکان جنت پھر اخراج جنت سے پھر اسکان زمین میں اس آیت میں
دلیل ہے مذہب اہل سنت پر کہ انبیاء ملائکہ سے افضل ہیں یہ قصہ آدم علیہ السلام کا قرآن میں سات سورتوں میں آیا اس
سورت میں پھر سورۂ اعراف پھر سورۂ حجر سورۂ اسرا سورۂ کہف سورۂ طہ سورۂ ص میں مطلب اس تکرار کا شاید تسلی خاطر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ حضرت ہاتھ سے اہل زمانہ اور اپنی قوم کے بڑی محنت وتکلیف میں گرفتار تھے یہ بات جتنے

کہی ہی مگر یہ بتانا ہی کہ تکرار مذکور واسطے اظہار شرف وفضل آدم علیہ السلام کے ساری خلق پر ہی حتے کہ ملائکہ پر بہی اس لیے کہ آدم کسی محنت میں تہے فتح البیان میں ہی کہ یہ سجدہ دن جمعہ کے وقت زوال سے عصر تک تہا اول جبریل علیہ السلام پہر میکائیل نے پہر اسرافیل نے پہر عزرائیل نے پہر سارے ملائکہ مقربین نے کیا انتہی یہ قول اسی بنیاد پر ٹہیک ہوگا کہ سجدے کو خاص ساتہ ملائکہ ہمراہی ابلیس کے نہ کیا جاوے جس طرح کہ قول اکثر اہل علم کا ہے شیطان کا نام سریانی میں عزازیل عربی میں حارث تہا بعد عصیان کے ابلیس نام ہوا ابلیس کے معنے مایوس کے ہیں نام کے ساتہ صورت بہی بدل دی گئی استکبار یہی کہ اپنی جان کو بڑا سمجہے حدیث صحیح میں آیا ہے کبر رد کرنا حق کا حقیر جاننا لوگوں کا ہے ابا یعنی انکار بعد استکبار کے تہا لیکن ذکر اسکا اس لیے مقدم کیا گیا کہ انکار افعال ظاہریہ سے ہے استکبار افعال قلوب سے ہے سورہ ص میں فقط ذکر استکبار کا فرمایا سورہ حجر میں ذکر انکار پر قصر کیا ہے آیت شریف سے صریح ہونا تکبر کا برا ہونا خوص کا اللہ کے سہو میں نکلا یہ بہی معلوم ہوا کہ صیغہ امر کا واسطے وجوب کے ہوتا ہے جسکو خدا نے جان لیا ہی کہ وہ کفر پر وفات کریگا حقیقت میں کافر وہی شخص ہے کیونکہ اعتبار خاتمے کا ہے اگرچہ فی الحال مومن ہی کیوں نہ ہو اسی کو مسئلہ موافاۃ کہتی ہیں اسمیں حنفیہ شافعیہ ماتریدیہ کا اختلاف ہو سکی ہے اس باب میں ایک مستقل کتاب لکہی ہے ق

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ ۝

کہا ہمنے اے آدم بس تو اور تیری عورت جنت میں اور کہاؤ اس میں محظوظ ہوکر جس جگہہ چاہو اور نزدیک جاؤ اس درخت کی پہر تم بے انصاف ہو جاؤ گے پہر ڈگا دیا انکو شیطان نے اس سے پہر نکالا انکو وہاں سے جہاں آرام میں تہے ہمنے کہا تم سب اترو ایک دوسرے کے دشمن ہو تم کو زمین میں ٹہیرنا ہے اور کام چلانا ایک وقت تک **ف** یہ تیسری نعمت ہی اللہ کی بنی آدم پر کہ اوس جنت کو انکو باپ آدم پر مباح کردیا تہا کہ جہاں چاہیں رہیں اور جو چاہیں سو کہائیں ابوذر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچہا کیا آدم نبی تہی فرمایا ہاں نبی رسول تہے اللہ اوسے رو برو کلام کیا تہا کہا اے آدم تو اور تیری جورو جنت میں رہ ابن کثیر نے کہا اس جنت میں اختلاف ہی کہ یہ کہاں تہی آسمان پر یا زمین میں اکثر نے کہا ہی آسمان پر تہی قرطبی نے معتزلہ وقدریہ سے نقل کیا ہے کہ زمین میں تہی کلحال سورہ اعراف کی تفسیر میں آویگا اسکے فتح البیان میں کہا ہے کہ بعض نے کہا جنت زمین فلسطین میں تہی یا درمیان فارس و کرمان کے اللہ نے اسکو امتحان آدم کے لیے بنایا تہا وہاں سے انکا اتارنا یہ تہا کہ طرف زمین ہند کی نقل کر آئے کما قال تعالی اهبطوا مصرا یعنی مصر کو جاؤ یہاں سے نکل جاؤ رستہ لو چلتے بنو تے نظر آؤ آدم

کی خلقت بلا خلاف اسی زمین پر ہوئی تھی اس قصے میں رفع الی السماء پر ذکر نہیں کیا گیا اگر رفع ہوتا تو اس نعمت عظمیٰ کا
ذکر ضرور کیا جاتا اور اگر یہ جنت دار الخلد ہوتی تو ابلیس اوس میں نہ جا سکتا کسی نے کہا یہ سب ممکن ہے اور ادلہ نقلیہ متعارض
ہیں اس لیے کسی بات پر یقین کرنا توقف کرنا واجب ہے ابو السعود نے یہی بات کہی ہے حافظ ابن القیم نے کتاب حادی
الارواح میں فریقین کے دلائل کو بدون تصریح قول راجح کے بتفصیل تمام ذکر کیا ہے ہمیں شک نہیں کہ جس بات کو
ہمیں اللہ و رسول نے صراحۃً نہیں بتایا ہم کو اس میں خوض کرنا کچھ ضرور نہیں ہے **ف** ابن کثیر کہتے ہیں سیاق آیت
سے چاہتا ہے کہ حوا آدم کے جنت میں جانے سے پہلے پیدا ہوئی ہیں محمد بن اسحق نے اسی بات کی تصریح کی ہے مگر بحوالہ
توریت وغیرہ اہل علم کے ابن عباس نے کہا جب آدم پر خواب ڈالی گئی تو ایک پسلی اونکے بائیں جانب کی لیکر اوس
جگہہ گوشت سے جوڑ دیا گیا آدم بدستور سوتے رہے جاگے نہیں یہاں تک اونکی اوس پسلی سے بی بی حوا نام پیدا ہو کر پوری
ایک عورت ہو گئیں تاکہ آدم کو اوس سے چین ملے آرام ہاتھ آئے جب وہ اوس خواب راحت سے جاگے دیدہ سے جو کہلے حوا کو
اپنے پہلو کے پاس بیٹھا دیکھا کہا لَحْمِي وَدَمِي وَزَوْجِي یعنے یہ میرا ہی گوشت پوست جس ہے میرا جوڑا ہے پھر اون سے
ان کا دل ٹھیر گیا پھر اللہ نے انکا بیاہ آدم سے کر دیا کہا تم دونو جنت میں رہو مگر اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا کسی نے کہا کہ
پیدایش حوا کی بعد دخول جنت کے ہوئی تھی ابن عباس و ابن مسعود اور ایک جماعت کا یہی قول ہے حوا کا نام حوا اس
لیے ہوا کہ شی حی سے پیدا ہوئیں یعنے تم جیو **ف** یہ ارشاد اللہ پاک کا کہ اس درخت کے پاس جانا بطور امتحان و
آزمایش کے تھا ابن عباس نے کہا یہ درخت انگور کا تھا یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا یہود کا یہ
زعم ہے کہ وہ درخت گیہوں کا تھا ایک روایت میں ابن عباس سے بھی یوں ہی آیا ہے دوسری روایت میں سنبلہ کہا ہے یہی
قول ہے ابو الخلد کا کہ جس درخت کے پاس آدم نے توبہ کی تھی وہ زیتون کا درخت تھا مگر اس گیہوں کا دانہ جنت میں بہت
بڑا تھا جیسے گاؤ کا سر مکھن سے زیادہ نرم شہد سے زیادہ شیرین تھا ابو مالک نے کہا کھجور کا درخت تھا مجاہد نے کہا انجیر
کا درخت تھا کسی نے لوز کا درخت بتایا کسی نے کہا علم کا درخت تھا کسی نے کہا کافور کا درخت تھا کسی نے کہا اترج کسی نے
کہا درخت کی جنس سے تھا ابو العالیہ نے کہا جو کوئی اس درخت کو کہاتا اسکو حدث ہوتا بہشت جگہہ حدث کی نہیں ہے یعنے
اسی لیے آدم وہاں سے نکالے گئے وہب بن منبہ نے کہا یہ درخت تنا خدار تھا جس میں پہل لگتا فرشتے اوسکو اسی
ہمیشہ رہنے کے لیے کہاتے اللہ نے آدم و حوا کو اس درخت سے روک دیا کہ تم اسکے پاس تک نہ جانا کہانے کا کیا ذکر ہے ابن جریر
نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ اللہ نے ایک خاص درخت سے یعنہٖ ان دونو کو منع کر دیا تھا سارے اشجار جنت سے ہم نہیں
جانتے کہ وہ کونسا درخت معین تھا کیونکہ اللہ نے قرآن میں کوئی دلیل تعیین پر ذکر نہیں کی ہے نسبت صحیح

مین آتی ہے کوئی کسی درخت کو بتلاتا ہے کوئی کسی جہاڑ کو بتلاتا ہے یا ایسا علم ہے کہ اگر اسکا حال معلوم ہو تو عالم کو کچہ نفع نہیں
نہ جانا تو جاہل کو کچہ ضرر نہیں واللہ اعلم رازی نے بہی اسی ابہام کو ترجیح دی ہے ابن کثیر نے بہی اسی کو صواب کہا ہے
شوکانی بہی اسی طرف گئی ہین غرضکہ کچہ ہی کیون نہ ہو شیطان نے ان دونون میان بی بی کو جنت سے بہکا کر اس
درخت کے کہلا دیا الغرض وہی جنت جیسے لباس پہنے گہر اچہے رزق اچہے چین آرام مین تہے اس سے نکال باہر کیا اللہ نے
فرمایا اب تم زمین میں ایک وقت تک یعنی تا موت یا تا قیام قیامت رہو تمہارا قرار رزق اصل یہی زمین ہے آیت کریمہ
نے قصہ سانپ ابلیس کا کہ کیونکر جنت مین جاکر وسوسہ ڈالا تفسیر سورۂ اعراف مین ذکر کیا ہے اسلیے کہ وہاں قصہ آدم کا
مفصل تر آیا ہے مگر اخبار مذکور اسرائیلی ہین نہ لائق تصدیق ہین نہ مستحق تکذیب **ف** ابی بن کعب مرفوعاً کہتے ہیں
کہ اللہ نے آدم کو ایک لنبا آدمی بنایا تہا سر پر بہت بال تہے جیسے کہجور کا درخت ہوتا ہے جب اوس درخت کو چکہا ستر
سے اوسکے کہل گیا تہا تو بدن پر سے کپڑے گر گئے ستر نظر آنے لگا جنت مین دوڑتے پہرتے تہے ایک درخت مین بال
اٹک گئے اوس سے چہڑانے لگے رحمن نے پکار کر کہا اے آدم کیا تو مجہ سے بہاگتا ہے کہا نہین اے رب مگر شرماتا ہون اسکو
ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے ابن عباس کہتے ہین آدم جنت مین عصر سے مغرب تک رہے حسن نے کہا ایک ساعت دن
مین رہے یہ ساعت تہا ایک سو تیس دن کے ایام دنیا سے تہی ربیع بن انس نے کہا آدم نوین یا دسوین ساعت مین
جنت سے نکلے اونکے سر پر ایک تاج تہا جنت کے درخت کا سدی نے کہا جب اللہ نے فرمایا یہان سے نکلو تو آدم ہند مین
اوترے اونکے ساتہ حجر اسود اور کچہ جنت کے پتے تہے وہ پتے ہند مین پہینک دیے اوس سے یہ سارے خوشبو کے درخت پیدا
ہوگئے عطر ہندوستان کی اصل وہی جنت کے پتے ہین آدم ان پتون کو بطور یادگار رہایت حسرت و افسوس کے ساتہ اپنے
ہمراہ مٹہی بہر جنت سے لیتے آئے تہے ابن عباس نے کہا آدم و حوا نام زمین پر اوترے یہ زمین درمیان مکہ و طائف
کے ہے حسن بصری نے کہا آدم ہند مین حوا جدے مین ابلیس دستمیسان مین جو زمین بصرہ سے چند میل کے فاصلہ
پر ہے سانپ اصبہان مین اوترے ابن عمر نے کہا آدم صفا پر حوا مروہ پر نازل ہوئے رجاء بن سلمہ نے کہا آدم سر نیچا
رکہے ہوئے سرنگون اوترے ابلیس انگلیون مین انگلیان ڈالے ہوئے آسمان کیطرف دیکہتا ہوا اوترا بیت آثار صحابہ مین
حدیث مرفوع مین کوئی جگہہ معین نہین ہے آدم کی ہمین اتنا صحیح ہے کہ ہند مین اوترے مگر نام شہر یا قصبے یا گاؤن
کا معلوم نہین ہوا ہمیں اسنا کافی ہے کہ جہان اللہ نے چاہا وہان اوتارا جگہہ معلوم ہوئی تو کیا نہ معلوم ہوئی تو
کیا ابو موسی نے کہا ہے اللہ نے جب آدم کو زمین پر اوتارا ہر چیز کی صنعت سکہا دی کچہ پہل جنت کے بطور توشہ اور زاد راہ ساتہ
کر دیے یہ تمہارے پہل ہین سو اسیکے ہین صرف اتنی بات ہے کہ یہ بگڑ جاتے ہین وہ نہین بگڑتے تہے ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہین بہترین جس

سورج جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم پیدا ہوے اوسی میں داخل جنت ہوئے اسی دن وہاں سے نکالے گئے
د ف رازی نے کہا ہی اس آیت شریف میں بڑی دھمکی ہے سب گناہوں پر کئی وجہ سے ایک یہ جو
شخص تصور کرے گا کہ آدم پر بات ایک ذرا سی لغزش کے کیا گذرا تو وہ معاصی سے بہت ڈرے گا وہاں تو آدم ایک ذرا
قصور پر خارج کیے گیے یہان ہم آدم سے راتدن ہزار ہا گناہ پر گناہ کرتے ہیں کسی کو دہیان تک بہی نہیں آتا اسکا
انجام دیکہیے کیا ہوتا ہے ان ناسقون کی وہی مثل ہے **بیت** پدرم جنت جاوید بہ گندم بفروخت ناخلف باشم
اگر من بجوے نفروشم ف فتح موصلی نے کہا ہے کہ پہلے ہم ایک قوم جنت کی تہے ابلیس ہم کو قید کر کے دنیا میں لایا ہے
ہم کو سواے رنج و غم کے کچہ حاصل نہین جب تک ہم اوسی گہر مین پہر نہ پہنچیں جہاں سے نکالے گئے ہیں سچ ہے مسافر کو
آرام جب ہی ملتا ہے کہ وہ تکلیف سفر سے چہوٹ کر اپنے گہر بار اپنے وطن ملک میں آوے **ف** سانپ دشمن
آدمی کے دو ہی ہین ایک ابلیس ایک سانپ اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ تمکو بعض تمہارے دشمن ہیں بعض کے یعنی ذریات
ابلیس و ذریت مومنین آدم کے قدیم سے عداوت چلی آتی ہے اسی طرف اس آیت میں بہی اشارہ فرمایا ہے اِنَّ الشَّیْطٰنَ
لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا عدو اوس کو کہتے ہیں ظلم کو عدو وہ ہے جو دوست دار نہ ہو **بیت** بقول دشمن پیمان
دوست بشکستی ببین کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی ف عداوت حیات کا یہ حال ہے کہ بہت سی حدیثوں میں رہ اہل
اہل سنن وغیرہ کے حکم آیا ہے کہ سانپوں کو قتل کرو اون کے عوض لینے سے ڈرو قرطبی نے یہ حدیثیں لکہی ہیں کچہ
فتح البیان میں بہی مذکور ہین سانپ کو تو لوگ مارتے ہی ہین اسلیے کہ اوسکی کاٹنے سے جان جاتی ہے آدمی مر جاتا
ہے مگر شیطان کو جسکی سبب سے ایمان جاتا ہے جسکا اثر سانپ کے زہر سے بڑہا ہوا ہے اوسکو ہزاروں لاکہوں میں شاید دو
چار ہی آدمی عبادت خالص توحید صادق اختیار کر کے مارتے ہوں تو مارتے ہون ورنہ خیر سلا فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ
کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ پہر سیکہ لیے آدم نے اپنے رب سے کئی ایک کلمے پہر قبول کی اللہ
نے اونکی دعا ہی ہے رحم معاف کرنے والا مہربان **ترجمہ** صحیح قرآن میں کہا ہے یعنی آدم کے دل میں اللہ نے کئی لفظ ڈالدیے اس
طرح پکارا تو بخشا گیا وہ سورہ اعراف میں ہیں انہی کو ابن کثیر نے کہا وہ کلمے یہ تہے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا
وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ یہی بات ایک جماعت سلف نے بہی کہی ہے ابن عباس نے کہا وہ ملتفی یعنی کہ حج
کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا عبید بن عمیر نے کہا آدم نے عرض کیا اے رب یہ خطا جو مجہسے ہوئی ہے میرے پیدا کرنے سے پہلے مجہپر لکہی
گئی تہی یا میں نے اپنی طرف سے ایجاد کی ہے ایک بدعت نکالی ہے فرمایا نہیں بلکہ تیری پیدایش سے پہلے میں نے تجہپر
لکہہ لی تہی یا جب یہ عرض کیا کہ جس طرح مجہپر وہ خطا لکہی گئی ہے اوسیطرح اب تو مجہکو بخش بہی دے تو

تلقی مذکور یہ کلمے تھے ابن عباس نے کہا آدم نے عرض کیا کہ اے رب کیا تو نے مجھکو اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا ہے کہا ہاں کہا
کیا اپنی روح مجھ میں نہیں پھونکی ہے فرمایا ہاں کہا کیا چھینک کے جواب میں یرحمک اللہ نہیں کہا ہے کیا تیری رحمت
تیرے غصے سے زیادہ نہیں ہے فرمایا ہاں کہا کیا تو نے اس خطا کو مجھ پر نہیں لکھا تھا فرمایا ہاں عرض کیا اب اگر توبہ کروں
پشیمان ہوں تو پھر تو مجھکو جنت میں لیجاویگا فرمایا ہاں اسکو حاکم نے روایت کیا ہے صحیح الاسناد بتایا ہے معلوم ہوا کہ
توبہ کرنے سے جنت مل سکتی ہے جو توبہ نہیں کرتا وہ جنت سے محروم رہتا ہے توبہ کا وقت اول تو وہی ہے کہ جس وقت جو
چوک سے گناہ ہوگیا ہے اوسی وقت تدارک اسکا توبہ سے چاہیے دیر نکرے آخر وقت مرنے سے پہلے ہی یعنی حالت نزع
میں توبہ کام نہیں آتی ہے ع توبہ ہار الفرس باز نیست دست رد ست چو بخیر در رسیدی در محل لستند. ابن کعب
کا لفظ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آدم نے عرض کیا کہ ای رب اگر میں تائب ہوں رجوع کروں تو کیا تو مجھکو
جنت دیگا پھر وہاں پھیرے جاویگا فرمایا ہاں وہ کلمے یہی باتیں ہیں اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یہ حدیث غریب
منقطع ہے مجاہد نے کہا وہ کلمات یہ تھے اَللّٰھُمَّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ
اِنَّکَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ پہلا قول اولے ہے اگر چہ خدا و رسول نے ہمکو وہ کلمات بعینہا نہیں بتلائے ہیں وہی جانے کہ وہ کیا
کلمات تھے کچھ ہوں بہر حال آدم کی توبہ قبول ہوئی یہی وعدہ اللہ کا سب آدمیوں سے ہے کقولہ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ یَقْبَلُ
التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وقولہ وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ وقولہ مَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا اسکے سوا اور بہت آیتیں ہیں
جو مغفرت ذنوب اور قبول توبہ تائب پر دلالت کرتی ہیں محو الحوبہ نام رسالے میں حال استغفار و توبہ کا مفصل لکھا گیا
ہے یہ قبول کرنا توبہ کا محض اللہ تعالیٰ کا لطف و فضل اپنی خلق پر رحمت و رأفت اپنے بندوں پر ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ
التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ توبہ قبول ہونے کی یہ علامت ہے کہ جس کام کو خدا کے ڈر سے چھوڑا ہے ایک
مدت ہو چکی ہو پھر اسکام کو نہ کرے اور جس اور کو کرے اور گرد نہ پھرے ورنہ توبہ ٹوٹنے سے اگلے گناہ پھر قائم ہوجاتے ہیں قُلْنَا

اھْبِطُوْا مِنْھَا جَمِیْعًا فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ ھُدًی فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ہمنے کہا تم سارے یہاں سے اوترو
پھر کبھی پہنچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر تو جو کوئی چلا میرے بتائے پر تو نہ ڈر ہوگا اونکو اور نہ اونکو غم اور جو
منکر ہوئے اور جھٹلائیں اونھون نے ہماری نشانیاں وہ ہیں دوزخ کے لوگ وہ اوسی میں رہ پڑے ف یہ خطاب
اگرچہ آدم حوا ابلیس سب کو تھا جس وقت کہ اُن سب کو جنت سے نکالا ہے لیکن مراد اس جگہ ذریت آدم ہے ابو العالیہ نے
کہا مراد ہدی سے انبیا و رسل و بینات و بیان ہے مقاتل بن حیان نے کہا ہدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اور حسن نے کہا ہدی قرآن ہے ابن کثیر نے کہا یہ دونو قول صحیح ہیں ابو العالیہ کا قول عام تر ہے آیت دلیل ہے اس بات پر کہ
متبع کتاب و رسول پر آخرت میں کچھ خوف و غم نہ ہوگا یعنے نزدیک ہول آخرت کا غم نہ ہوتا اور دنیا کا سو [illegible]
ہے اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا
يَشْقَى ابن عباس نے کہا ہے یعنی متبع ہدی دنیا میں گمراہ آخرت میں بدبخت نہ ہوگا وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ
لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى ابن جریر نے سعد بن مالک خدری سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ دوزخی
لوگ دوزخ میں مرینگے نہ جیینگے لیکن کچھ قومیں جنکو سبب خطاؤں کے آگ پہونچی ہے اللہ انکو مار دیگا حتی کہ کوئلا ہو جاوینگے
تو اونکے لیے اون شفاعت کا حکم ہوگا اسکو مسلم نے بھی ابو سعید سے روایت کیا ہے باقی رہی تیسری قسم جو ایمان لائے
مگر کوئی طاعت نکی وہ قسم ان دونو آیتوں میں داخل نہیں ہے خلود کے معنے اس جگہ دوام بلا انقطاع کے ہیں کسی نے کہا
یہ اہباط ثانی تاکید و تکریر ہے کسی نے کہا پہلا اہباط جنت سے آسمان دنیا پر تھا دوسرا آسمان دنیا سے زمین پر ہوا قول اول
صحیح ہے ف صحیحین وغیرہما میں قصہ مناظرہ آدم و موسیٰ کا آیا ہے آخر یہ بات کہی کہ کیا یہ ملامت اوس امر پر ہے
جسکو اللہ نے پہلے میرے پیدا کرنے سے مجھپر مقدر کیا تھا ایک جماعت صحابہ کا یہی قول ہے کہ اوترنا آدم کا زمین ہند پر
ہوا علی مرتضیٰ کہتے ہیں سب سے زیادہ خوشبودار یہی زمین ہند کی ہے آدم یہیں اوترے تھے جنت کی خوشبو یہاں
کے درختوں میں لگ گئی ہے یہ بات کہ آدم کا اوترنا کسطرح ہوا اونکے ساتھ کیا کیا چیز آئی اور ترکر کیا کام کیا اسکا
کچھ ذکر ابن القیم نے حادی الارواح میں کیا ہے میر آزاد بلگرامی نے فضائل ہند میں ایک مستقل رسالہ تالیف کیا ہے
شمامة العنبر نام اسکا ترجمہ هيكا ايتها السائل میں مرقوم ہے آدم جب یہاں آئے نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی
پیشانی پر چمکتا تھا پھر وہ نور پشت در پشت منتقل ہو کر مکہ معظمہ سے ظاہر ہوا سارے جہان کے لوگوں کا وطن اصلی یہی
سرزمین ہند ہے اسی جگہہ سے ساری اولاد آدم کی متفرق ہو کر سات اقلیم میں جا بسی ہے بیت گر بیت از بہشت فرو [illegible]
بوستان ہند ** آدم ز ناز و نعمت جنت چسان گذشت ** حدیث مرفوع ابی ہریرہ میں آیا ہے اگر بنی اسرائیل نہوتے
تو گوشت نسڑتا اور اگر حوا نہوتیں تو کوئی عورت اپنے شوہر کی خیانت نکرتی اسکو بخاری و حاکم نے روایت کیا ہے سب سے پہلی
جس نے شرک کیا عورت ہے اسکا قصہ سنت سے ثابت ہوتا ہے ہابیل اسی کے پیچھے مارے گئے قصہ بقرہ کا بھی اسی فتنہ کی
بنیاد پر تھا سب سے پہلے عشق اسی سے ظاہر ہوا زنا کی ابتدا بھی اسی سے ہوتی ہے انکا مکر سب سے بڑا ہے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو ناقص عقل ناقص دین فرمایا ہے پھر یہ بھی کہا ہے کہ بڑے عقلمند کی عقل کو یہ کھو دیتی

یعنی اللہم احفظنا | يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ

إِيَّايَ فَارْهَبُونِ ۝ وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا

ڈرا کرو مجھ سے ۝ اے بنی اسرائیل یاد کرو احسان میرا جو میں نے کیا تم پر پورا کرو اقرار میرا میں پورا کروں اقرار تمہارا اور میرا
ہی ڈر رکھو اور مانو جو میں نے اوتارا ہے سچ بتاتا ہے تمہارے پاس والی کتاب کو مت ہو تم پہلے منکر اوسکے اور مت لو میری آیتوں پر
مول تھوڑا اور مجھ ہی سے بچتے رہو ف بنی اسرائیل کہتے ہیں اولاد حضرت یعقوب بن اسحق بن ابراہیم علیہ السلام کو انہیں میں حضرت
موسی علیہ السلام بھی پیدا ہوئے تھے اور انپر توریت اوتری تھی اونہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ہاتھ سے چھڑا کر ملک شام
میں بسایا تھا اللہ نے اون سے یہ اقرار لیا تھا کہ حکم توریت پر قائم رہنا جو نبی بھیجوں تم اسکی مدد کرنا ملک شام تمہارے پاس
رہیگا مگر وہ گمراہ ہو گئے یعنی بدنیت ہو کر رشوت لیتے غلط مسئلے بتاتے خوشامد کے لیے حق بات چھپاتے اپنی ریاست
چاہتے پیغمبر کی اطاعت نکرتے پیغمبر کی صفت جو توریت میں لکھی تھی وہ بدل ڈالی اللہ تعالی نے انکو اپنا احسان کیکی
یاد فرمائی یاد دلائی توریت میں یہ نشان بتایا تھا کہ جو کوئی نبی اُٹھے اگر وہ توریت کو سچا کہے تو تم جانو کہ وہ ہمارا بھیجا
ہوا ہے نہیں تو جھوٹا ہے آیتوں پہ تھوڑا مول یہ تھا کہ دنیا کی محبت سے دین چھوڑتے تھے **ف** ابن کثیر نے کہا ہے اس
آیت میں اللہ پاک نے حکم کیا ہے بنی اسرائیل کو اس بات کا کہ وہ اسلام میں داخل ہوں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی
پیروی کریں نام یعقوب کا حوصلہ بڑھانے کو لیا یعنے اے اولاد عبد صالح مطیع خدا کے تم بھی متابعت حق میں ویسے ہی جیسے
ہو جاؤ جیسے تمہارا باپ تھا جیسا لائق ہے جس طرح کہتے ہیں یَا ابْنَ الْكَرِيمِ افْعَلْ كَذَا يَا ابْنَ الْعَالِمِ اطْلُبِ الْعِلْمَ خطاب ہے
جماعت یہود کو جو زمانہ موسی میں ساکن مدینہ اولاد یعقوب علیہ السلام سے تھے ابن عباس نے کہا اسرائیل کے معنی ہیں عبد اللہ
کسی نے کہا جل اسم ہے مرد کا کسی نے کہا صفوۃ اللہ مگر پہلا قول اولے ہے یاد کرنیکا مطلب ہے کہ شکر کرو یعنی جس نے
نعمت کو یاد کیا اوس نے شکر ادا کیا جس نے انکار کیا اوس نے کفران نعمت کیا ذکر بالکسر ضد ہے فراموشی کی ذکر بالضم ضد
فراموشی کی نعمت سے مراد ہے کہ پتھر سے نہر جاری کی من وسلوی اوتارا فرعون کی غلامی سے نجات دی ابر کا سایہ کیا
ابو العالیہ نے کہا نعمت یہ تھی کہ نبی اور رسول بھیجے کتابیں اوتاریں یہ ویسی بات ہے کہ موسی نے اپنی قوم سے کہا تھا
يَا قَوْمِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاءَ وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۝
اور عالمین سے اوسی زمانے کے لوگ ہیں عہد سے وہ عہد مراد ہے جو بابت خاتم الانبیاء کے لیا گیا جب وہ آویں تو تم انکی تصدیق
و پیروی کرو ہم بھی اپنا عہد پورا کریں جو آصار و اغلال تمہاری گردن پر تمہارے گناہوں کے سبب سے رکھے گئے ہیں وہ
دور کرینگے حسن بصری نے کہا مراد اوس عہد سے یہ آیت ہے یعنی وَلَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ
اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ ۖ لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنتُم بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ

قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ الآیۃ ابن ... نے

کہا ہے عہد وہ تہا جو توریت مین لیا گیا تہا کہ ہم عنقریب ایک نبی عظیم بنی اسمعیل سے اوٹہاوینگے بارہ ... اسکی

اطاعت کرینگے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین جس نے انکی پیروی کی اللہ اسکو گناہ بخشیگا اوسکو بہشت مین

داخل کریگا دوسرا اجر دیگا اسکی تصدیق قرآن پاک مین یون ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ ھُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ

الی قولہ اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا علی بن عیسی نے کہا اسکی مصدق یہ آیت ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ ہر حدیث شریف مین جن لوگون کے دوہرے اجر آئے ہین ان

میں ایک وہ کتابی بہی ہے جو پہلے عیسی علیہ السلام پر پہر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا ہو اور انکی بابت جو بہت

سے بشارات انبیا علیہم السلام کے بابت بعثت رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے لکہی ہیں بعض بشارات فتح البیان

میں بہی ذکر کیے گئے ہیں ابو العالیہ نے کہا انکا عہد یہ تہا کہ عبادت دین اسلام کی بجا لاؤ ابن عباس نے کہا اللہ کا اوسکو

عہد یہ تہا کہ میں تم سے راضی ہونگا تمکو جنت میں داخل کرونگا ابن الفارس نے کہا اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت

کفار پر بہی ہوتی ہے انتہی کسی نے کہا وہ عہد یہ تہا وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ

لِلنَّاسِ کسی نے کہا بلکہ یہ تہا خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّةٍ کسی نے کہا بلکہ وہ تہا جو سورۂ اعراف میں آیا ہے وَ

رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ اَلَّذِیْنَ

یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ رہا عہد اللہ کا انکو

ساتہہ سو کسی نے کہا وہ عہد یہ تہا وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَةٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ الآیۃ وقال تعالے وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا

لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ یہی ہو سکتا ہے کہ یہ ساری عہد ہون

جو ان آیتوں سے سمجہے جاتے ہین واللہ اعلم **ف** یہ جو کہا کہ میرا ہی ڈر رکہو اسکا مطلب ہوا کہ اگر تم عہد توڑوگے تو میں

تم کو سزا دونگا ابن عباس نے کہا یعنے جو آفات تمہارے آبا و اجداد پر نازل ہوئے تہے جیسے مسخ وغیرہ وہی بلا

تم پر نازل کرونگا پہلے ترغیب دی تہی پہر ترہیب سنائی غرضکہ ہر طرح رغبت و رہبت سے انکو طرف اختیار حق اتباع

رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلایا قرآن پاک کو روحی سے نصیحت پذیر ہونا اور امر خدا کا بجا لانا اعتبار

کتاب اللہ کی تصدیق کرنا سمجہایا مگر ہدایت اوسی کو ہوتی ہے جسے خدا چاہے اسی لیے یہ کہا ہے کہ تم پہلے کافر نہ ہو

ابن عباس نے کہا یعنے تم کو علم ہے جو اورون کو نہین ہے مگر لیے سب سے پہلے تم ہی منکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم

نشتے ہو حالانکہ ان کی بعثت ہونے کی خبریں چھپے پڑھ چکے تھے ابن جریر نے کہا ہے مراد قرآن ہے یعنی پہلا منکر قرآن کا مت ہو ابن
کثیر نے کہا دونو قول صحیح ہیں اسلیے کہ باہم متلازم ہیں جو قرآن کا انکار کرے گا وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کا بھی منکر ہوگا جو حضرت کا منکر ہوگا وہ قرآن کا بھی انکار کرے گا مراد اول کافر سے بنی اسرائیل ہیں کیونکہ ان
سے پہلے اور بہت کفار قریش وغیرہ عرب انکار کر چکے تھے مطلب یہ ہو کہ قوم بنی اسرائیل میں سب سے پہلے منکر تم نہ ہو
اسلیے کہ قرآن میں سب سے پہلے یہی یہود مدینہ مخاطب ہوئے ہیں انکے انکار سے یہ بات لازم آوے گی کہ آگلی جس ہر ایک
سے پہلے وہی کافر و منکر ٹھیرے **ف** حسن بصری نے کہا ہے تھوڑا مول ساری دنیا ہے یعنی تم بعوض
ایمان و تصدیق رسول کے ان شہوات فانی قلیل کو اختیار نکرو سدی نے کہا ہے یعنی تھوڑی سی لالچ پر اللہ کے نام
کو نہ چھپاؤ یہی لالچ مول ہے ابو العالیہ نے کہا تعلیم علم پر اجرت نہ لو دیکھو تمہاری پہلی کتاب میں کیا لکھا ہے اے ابن آدم
تو علم سکھا مفت جس طرح تونے مفت میں سیکھا ہے کسیو نے کہا ہے مطلب یہ ہے کہ تم عوض بیان و ایضاح و نشر
علم کے کتمان و لبس نکرو دو ہو کا رد و اسلیے کہ تمہاری ریاست دنیا میں بدستور قائم رہے کیونکہ یہ دنیا قلیل و حقیر
ہے عنقریب زائل ہو جاوے گی حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعا آیا ہے جس نے سیکھا کوئی ایسا علم جس سے ذات الٰہی مقصود
ہوتی ہے پھر سیکھا اسکو مگر اسلیے کہ کچھ سامان دنیا ہاتھ آئے تو وہ شخص دن قیامت کے جنت کی خوشبو نہ
پاویگا رواہ ابوداود **ف** معلوم ہوا کہ علم دین پڑھکر دنیا کمانا جہنم میں جانا ہے ابن کثیر نے کہا تعلیم کرنا علم کا اگر اجرت
پر مقرر کر لیا ہے تو جائز نہیں ہے ہاں بیت المال سے بقدر کفاف حال و عیال کے لے سکتا ہے پھر اگر وہان سے
کچھ نہیں ملتا ہے اور بسبب تعلیم کے کمائی بھی نہیں کر سکتا ہے تو یہ شخص مثل اُسکے ہے کہ جسکی کچھ اجرت مقرر نہیں
ہے سو حسب مقرر نہوئی تو امام مالک و شافعی و احمد و جمہور علما کے تعلیم مذکور پر مزدوری لے سکتا ہے جیسا کہ صحیح
بخاری میں ذیل قصہ شخص مار گزیدہ یون آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ
عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللهِ پھر قصہ زن مخطوبہ میں آیا ہے زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ انتہی لیکن پہلی اجرت بعوض
رقیہ کے تھی نہ عوض تعلیم کے دوسری اجرت عوض مہر کے تھی نہ عوض تعلیم کے اسی لیے حدیث عبادہ بن صامت میں
آیا ہے کہ ایک شخص نے انکو عوض تعلیم قرآن کے ایک کمان تحفہ میں دی تھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اگر تو آگ کی کمان اپنے گلے میں لٹکانا چاہتا ہے تو اسکو قبول کر رواہ ابوداود ابن کثیر نے انکا یہ جواب دیا ہے کہ
جو تعلیم اسنے کی تھی وہ بھی للہ تھی بعوض ثواب کے تحفہ لینا جائز نہوا اگر پہلے ہی سے اجرت ٹھیرالی جاتی تو درست ہوتا میں کہتا ہوں کہ حدیث
نزدیک اکثر علما کے اسی طرف لگائی گئی ہے **ف** ذکر تقوی کا تفسیر میں تقوی یہ ہے کہ اسکی اطاعت باسبب رحمت الٰہی

بجالائے اللہ کی معصیت بخوف عقاب خدا ترک کرے اس کیسے ہین کہ مجہی سے ڈرتے بچتے رہو وعدہ بخت ہی حق کے

چھپانے خلاف حق کے ظاہر کرنے مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجالانے پر وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا

الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ○ مت ملاؤ صحیح مین غلط
اور نہ چھپاؤ سچ کو حالانکہ کہڑی کرو نماز دیا کرو زکوۃ جہکو ساتھ جہکنے والون کے **ف** اللہ نے اس آیت مین یہود کو دو چیزون
سے منع کیا اظہار حق کا حکم دیا ابن عباس نے کہا یعنے حق کو باطل سے سچ کو دروغ سے نہ ملاؤ ابو العالیہ نے اتنا زیادہ
کیا ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیر خواہی بجالاؤ قتادہ نے کہا یعنی یہودیت و نصرانیت کو اسلام مین
داخل نہ کرو حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ کا دین یہی اسلام ہے یہودیت و نصرانیت بدعت ہے اللہ کیطرف سے نہین ہے ابن عباس
نے کہا سچ کا چھپانا حالانکہ یہ تہا کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توریت انجیل مین لکہا ہوا پایا رسول کو بہی پہچان
لیا مگر نہ مانا جان بوجہکر انکار کر گئے حق بات کو چھپا ڈالا یا یہ مطلب ہے کہ تم حقیقت کو چھپاتے ہو حالانکہ تم کو معلوم
ہے کہ اس چھپانے مین کسقدر نقصان عظیم ہے ان لوگون کا جو تمہارے اس اضلال و باطل پر پہنچین گے کیونکہ
یہ پہنچنا انکو جہنم کی سیر کراویگا **ف** اس آیت سے یہ نکلا کہ جس کسیکو حق بات معلوم ہو اوسے ظاہر کرنا اوس حق کا
واجب ہے چھپانا اسکا حرام ہے یہی تہدید ہے ساری خلق کو تحدید یہ ہے ایسے کام سے سو یہ خطاب اگرچہ صورت مین
خاص ہے مگر معنی مین عام ہے معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص پر ملانا حق کا باطل سے چھپانا حق کا کسی پر فرض ہے جس مسلمان نے
کتابین علم حدیث کی پڑہی یا سنی ہین اور اسکو حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی امر مین امور دین و دنیا سے معلوم
ہو چکا ہے مگر وقت سوال کے وہ اوس حق کو چھپاتا ہے یا کسی ملا مشائخ کی بات سے ملا کر راہ صواب سے گمراہ کرتا ہے وہ
اس آیت مین داخل ہے لفظ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○ سے یہ ثابت ہوا کہ کفر یہود کفر عناد تہا نہ کفر جہل سو اس کفر کا گناہ بہت غلیظ
اسکی سزا بہت سخت ہے جسطرح انکار مقلدین کا اتباع سنت سے انکار عناد ہے نہ انکار جہل اس آیت سے یہ نہین نکلتا
کہ ہمراہ جہل کے لبس و کتمان جائز ہوتا ہے کیونکہ جاہل پر یہ بات واجب ہے کہ وہ کسی چیز مین خصوصًا امر دین مین بے سمجھے
بوجہے پیشقدمی نکرے اس لیے کہ تکلم کرنا تصدیق کرنا احکام دین مین کام اوس شخص کا ہے جو علم مین ہمیشہ فہم بہم
پہنچا ہو کہان جہال و مقلدین کہان یہ مسائل شرعیہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ **ف** فتح البیان مین اس مقام
رد کیا ہے اون متکلمین مفسرین پر جنہون نے آیات بینات قرآنی کے مناسبات باہمی بیان کیے ہین پہلے بقاعی نے
یہ کام کیا تہا پہر اور دو نے تفسیر حقانی تفسیر عزیزی مین بہی یہی غوغا ہے اللہ کے کلام پاک کو اس تکلف سے کیا علاقہ
نزول آیات کا ہمیشہ موافق حالات متنوعہ و حادثات مختلفہ کے رہا ہے انکے لیے مناسبت باہمی کا جستجو کرنا کوہ کندن و کاہ

بیا آوردن یا ما دست بسودن یا آہن سو کوفتن ہے پس بس ایا ہے ف مقاتل نے کہا ہے اس آیت میں حکم کیا ہے اہل کتاب
کو نماز پڑھنے کا ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس بات کا کہ تم مال کی زکوٰۃ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر
کیا کرو ہمراہ اس امت اسلام کے رہو نہیں میں کے ایک تم بھی ہو جاؤ ابن عباس نے کہا مراد زکوٰۃ سے اس جگہ طاعت
و اخلاص ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ مراد مقدار زکوٰۃ ہے دوسو یا زیادہ یہ قول ظاہر تر ہے اس لیے کہ ذکر زکوٰۃ کا ہمراہ نماز
کے آیا ہے اگرچہ پہلے معنی بھی لغۃً صحیح ہو سکتے ہیں اور اسے زکوٰۃ خود ایک طاعت و اخلاص ہے اسی لیے ... ہے
کہا ہے کہ مراد زکوٰۃ سے فریضہ و جسہ ہے کیونکہ اعمال بے زکوٰۃ و بے نماز کے کچھ نفع نہیں ہے ... آیت ... ہے
کہا مراد صدقہ فطر ہے مگر عموم بہتر ہے فتح البیان میں ہے کہ مراد نماز سے اس جگہ نماز پنجگانہ ہے ...
مع جملہ حدود و ارکان کے یہی حال زکوٰۃ کا ہے ف رکوع کہتے ہیں کمر جھکانے سر جھکا کر ... کہا
پڑھو ساتھ نمازیوں کے رکوع کا ذکر اس جگہ اس لیے کیا کہ یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا اہل جاہلیت میں رکوع کہاری تھا
رکوع شرعی کو ساری نماز جانتے ہیں حدیثوں میں اسکا ذکر آیا ہے کہ گردن و کمر کو جھکا کر گھٹنوں کو کف دست سے
پکڑ کر باطمینان تمام ذکر مشروع کرے ف اس آیت سے یہ نکلا کہ نماز جماعت سے پڑھنا چاہیے یہ جماعت نزدیک بعض اہل
علم کے واجب ہے جمہور کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے نہ واجب یہی قول حق ہے کیونکہ ایک جماعت صحابہ سے مرفوعًا احادیث
صحیحہ میں آیا ہے کہ نماز جماعت کی تنہا نماز سے پچیس یا ستائیس درجہ بڑھکر ہے معلوم ہوا کہ اگر کسی عذر سے یا بے عذر نماز
فرض تنہا پڑھی ہے تو بھی ہو گئی جماعت اگر فرض ہوتی تو تنہا پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوتا بخاری میں مرفوعًا آیا
ہے کہ جو شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے وہ اُس شخص سے بہتر ہے جو اکیلا نماز پڑھکر سو رہتا ہے پوری بحث اس
مسئلے کی شرح منتقے میں ہے قرطبی نے اس آیت کے نیچے مسائل جماعت و امامت کے اچھی طرح لکھے ہیں أَتَأْمُرُونَ
النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ کیا حکم کرتے ہو تم لوگوں کو نیک
کام اور بھولے ہو آپ کو تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہیں بوجھتے یہ خطاب ہے اہل کتاب کو کہ جو تم اوروں کو کہتے
ہو وہ کام خود نہیں کرتے کیا تم نہیں سمجھتے ہو کہ کیا کر رہے ہو ذرا اندیشہ سے جاگو آنکھیں کھولو قتادہ نے کہا بنو اسرائیل
لوگوں سے کہتے تھے کہ اللہ کی اطاعت کرو نیک کام کرو اور تقویٰ کرو خود خلاف اس ارشاد کے کرتے اس لیے اُنکو یہ عار دلائی
ابن جریج نے کہا منافق لوگ لوگوں سے کہتے تھے روزہ رکھو نماز پڑھو جو یہ کام نہ کرتے سو جو کوئی دوسرے کو حکم خیر کرے
اُسکو چاہیے کہ سب سے جلد اور پہلے آپ اس کام کو بجا لائے ورنہ وہی مثل ہو گی کہ خود را فضیحت دیگران را نصیحت ابن عباس
سے کہا یہ خطاب ہے کہ اے اہل کتاب تم لوگوں کو کفر سے منع کرتے ہو اس لیے کہ تمہارے پاس نبوت اور عہد توریت ہے مگر خود تم

اوس عہد کا انکار رکھتے ہو جو کہ بات تصدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تم سے لیا گیا تھا دوسرا لفظ یہ ہے تم
لوگوں سے تو کہتے ہو کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہو ولکن جو مسلمان نہین ہوتے ابو الدردا نے کہا آدمی پورا
فقیہ یعنی سمجھدار نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ کے لیے لوگوں کو دشمن نہ رکھے پھر اپنی جان کی طرف پھرے اوسکو لوگوں سے بھی زیادہ
دشمن سمجھے ابن زید نے کہا جب کوئی آدمی پاس ہووے کے اگر کوئی بات تو پوچھتا جس میں حق یا ثبوت نہ ہوتی تو اسکو تم بتا
سنا دیتے حاصل یہ ہے کہ اللہ اس کام پر اہل کتاب کی مذمت کی اور انکو انکی خطا پر حق پر اور انکے نفس کے آگاہ کیا کہ دیکھو
تم اوروں کو خیر کا حکم کرتے ہو مگر خود نہیں کرتے یعنی نیک بات کا حکم کرنا تو اچھا ہے اسپر کچھ مذمت نہیں بات اس
ہے کہ اوس نیک کام کو تمنے چھوڑ رکھا ہے اسلیے فرمایا کہ امر معروف ہر عالم پر واجب ہے لیکن اوس کے ساتھ یہ بھی لازم
ہے کہ وہ کام آپ بھی کرے یہ نہو کہ فقط اونکو حکم دیکر بیٹھ رہے جسطرح شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا وَمَآ اُرِيدُ اَنْ
اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِيٓ اِلَّا بِاللّٰهِ الآیہ سو امر
معروف و فعل معروف دونو واجب ہین ایک کے ترک سے دوسرا کام ساقط نہیں ہوتا ہے یہی صحیح تر ہے نزدیک
سلف و خلف کے یہ قول بعض کا کہ مرتکب معاصی غیر کو نہی منکر نہ کرے ضعیف ہے اس سے زیادہ ضعیف
یہ ہے کہ اس آیت سے اس قول پر تمسک کیا جاوے حالانکہ آیت میں اسکی حجت نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ عالم امر
معروف کرے گو خود اوس پر عمل نہ کیا ہے اور نہی عن المنکر بجا لاوے گو آپ مرتکب اوس کام ہو سعید بن جبیر نے
کہا اگر یہی بات ہو تو پھر کوئی امر معروف کرے نہ نہی عن المنکر مالک نے کہا یہ بات سچ ہے کون شخص ہے جس میں کوئی
چیز نہیں ہے یعنی گناہ اکثر نے کہا لیکن یہ حالت مذموم ہے یعنی جان بوجھکر ترک طاعت و فعل معصیت کرنا
دیدہ و دانستہ مخالفت کی راہ چلنا ہے کیونکہ عالم غیر عالم برابر نہیں ہوتے ہیں اسی لیے احادیث میں اس حال پر
وعید سخت آئی ہے انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے گذرا میں شب معراج میں ایک قوم
پر جنکے ہونٹھ آگ کی قینچی سے کترے جاتے تھے میںنے کہا یہ کون لوگ ہیں کہا تمہاری امت کے دنیا دار خطیب ہیں
جو لوگوں کو حکم کرتے نیک کام کا بھولتے آپ کو اور وہ کتاب پڑھتے ہیں پھر کیوں نہیں سمجھتے رواہ احمد دوسری
روایت انکی اسامہ سے یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک آدمی کو دن قیامت کے لاکر آگ میں ڈالینگے
اوسکی آنتیں اوس سے نکل جاوینگی وہ آگ میں یوں پھرے گا جیسے گدھا چکی لیکر چلا کرتا ہے دوزخی لوگ اوسکے پاس
آکر کہینگے کہ اے فلان تجھے کیا ہوا کیا تو ہم کو حکم نیکی کا اور بدی سے منع نہیں کرتا تھا وہ کہیگا ہاں میں امر معروف کرتا مگر خود
بجا نہ لاتا اور بدی سے منع کرتا خود اوسکو بجا لاتا تھا طبرانی نے بھی اسی کے مانند ایک روایت کی ہے انس کہتے ہیں رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ معاف کریگا ان پڑہوں کو دن قیامت کے وہ جو کہ علما کو معاف نکریگا رواہ احمد معلوم ہوا کہ سوا ترک اور کفر کے بعض معاصی میں جہل عذر ہو سکتا ہے اسلیے ہے کہ پڑہا ان پڑہا برابر نہیں ہوتا قال تعالی هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝ ولید بن عقبہ مرفوعا کہتے ہیں کہ لوگ بہشتی دوزخیوں کو جہانک کر کہیں گے ہم کیسے نار میں آئے واسطے ہم تو تم سے سیکھہ کر بہشت میں گئے کہینگے ہم جو کہتے تھے وہ نہ کرتے تھے رواہ ابن عساکر ایک آدمی پاس ابن عباس کے آیا کہا میں چاہتا ہوں کہ امر معروف نہی عن المنکر کروں انہوں نے کہا کیا تو اس حد کو پہونچ گیا ہے کہا امید تو ہے کہا اگر تجہ کو اس بات کا ڈر ہو کہ تین آیتیں کلام اللہ کی تجہے رسوا کریگی تو تو یہ کام کر کہا وہ کون آیتیں ہیں کہا أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ الآیہ اسکو تو نے مضبوط کر لیا ہے کہا نہیں پوچھا دوسری آیت کون ہے کہا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۝ پوچھا اسکو تو نے محکم کر لیا ہے یا نہیں کہا نہیں کہا تیسری آیت کیا ہے کہا قول شعیب علیہ السلام کا ہے وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ الآیہ کہا اسکو بہی محکم نہیں کیا ہے کہا تو پہلے اپنی ہی جان سے شروع کر اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے ابراہیم نخعی نے کہا میں وعظ کہنا نہیں ان تین آیتوں کے سبب سے مکروہ رکھتا ہوں وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُو رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے البتہ وہ بہاری ہے مگر انہیں پر جنکے دل پگہلے ہیں جنکو خیال ہے کہ انکو ملنا ہے اپنے رب سے اور وہ اسی کیطرف پہر جاینگے لیعنے اسکی عادت کرو تو سب کام دین کے آسان پڑیں **ف** مجاہد نے کہا مراد صبر سے اس جگہہ روزہ ہے قرطبی نے کہا اسی لیے رمضان کو شہر صبر کہتے ہیں جسطرح حدیث میں آیا ہے کہ صوم نصف صبر ہے کسی نے کہا صبر یہ ہے کہ گناہوں سے باز رہے اسلیے اسکو ہمراہ نماز کے ذکر کیا ہے عمر بن خطاب نے کہا صبر دو طرح کا ہے ایک مصیبت پر یہ حسن ہے اس سے زیادہ حسن یہ ہے کہ اللہ کے محارم سے صبر کرے ابو العالیہ نے کہا اللہ کی مرضی پر رہنا اسکی اطاعت جاننا یہی مدد لینا ہے صبر پر سعید بن جبیر نے کہا نماز بڑی مددگار ہے ثابت قدمی پر کام میں اللہ نے فرمایا ہے وَأَقِمِ الصَّلَاةَ ۖ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۗ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ ۗ معلوم ہوا کہ جس کی نماز اوسکو خلاف شرع اور بیحیائی کے کام سے نہیں روکتی وہ نماز اسکی یہاں قبول نہیں ہوتی ہے حدیث حذیفہ میں آیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی امر مہم پیش آتا تو آپ نماز پڑہنے لگتے رواہ احمد وابوداود وابن جریر کا لفظ یہ ہے کہ پناہ پکڑتے نماز سے علی مرتضی نے کہا شب بدر میں جو کوئی تہا وہ سوتا تہا سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ نماز پڑہ رہے تہے صبح تک دعا کرتے رہے رواہ ابن نصر المروزی

ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ پر گذرے وہ پیٹ کے بل پڑے ہوئے تھے فرمایا کیا تیرے پیٹ میں درد ہے کہا ہاں فرمایا
اٹھ نماز پڑھ کہ بیشک نماز میں شفا ہے رواہ ابن ماجہ ابن عباس کو سفر میں خبر ملی کہ اونکے بھائی قثم مر گئے انا للہ کہکر راہ
سے علیحدہ ہوکر اونٹ بٹھا کر نماز پڑھنے لگے پھر سواری کے پاس جا کر یہ آیت پڑھی وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اسکو
ابن جریر نے روایت کیا ہے ابن جریج نے کہا یہ دونوں چیزیں معونت ہیں اللہ کی رحمت پر حدیثیں مدح صبر کے
بارے میں بہت آئی ہیں مگر عام ہیں نہ خاص اس آیت کی سید رسیوطی نے انکو درمنثور میں ذکر کیا ہے
اصطلاح اللہ نے قرآن شریف میں جا بجا صبر کی رغبت ستر سے زیادہ جگہ ذکر فرمائی ہے **بیت** صبر ست علاج دل بیمار
تو توقف مکن افسوس کہ کم داری و بسیار ضرورست میں کہتا ہوں کہ صبر کی جزا میں اگر کوئی اور آیت و حدیث نہ
ہوتی مگر یہی ایک آیت اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ تو وسطی اختیار کرے صبر کے دین و دنیا میں کفایت
تھی حدیث صہیب میں مرفوعاً آیا ہے کہ انبیاء وقت گھبراہٹ کے نماز پڑھا کرتے تھے رواہ احمد و ابن حبان **ف**
مراد خاشعین سے نزدیک بعض کے مومنین ہیں کسی نے کہا خائفین ہیں کسی نے کہا مطیعین ہیں کسی نے کہا مصدقین
وعد و وعید ہیں کسی نے کہا مسکینین ہیں کسی نے کہا متذللین ہیں کسی نے کہا متواضعین ہیں سفیان ثوری کہتے
ہیں میں نے اعمش سے پوچھا خشوع کیا چیز ہے کہا اے ثوری تو لوگوں کا امام بنا چاہتا ہے اور خشوع کو نہیں جانتا سنا
کہ خشوع کچھ یہ نہیں ہے کہ موٹا کھائے موٹا جھوٹا پہنے سرنگوں رہے بلکہ خشوع یہ ہے کہ شریف و کمینہ کو حق میں یکسان
سمجھے جو کام اللہ نے تجھ پر فرض کیا ہے تو اوسکے ادا کرنے میں عاجزی فروتنی خاکساری عاجزی کرتے ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر
یہ ہے کہ ہر چند یہ آیت بسیاق انذار بنی اسرائیل میں آئی ہے لیکن کچھ خاص کر وہی لوگ مقصود نہیں ہیں بلکہ اونکے
اور غیر کے لیے ہوا تھا اس آیت سے یہ نکلا کہ یہ نماز بار ہے صبیت یا یہ ساعات اوسی پر آسان ہوتی ہے جو قیامت کا
منتظر ہے خدا کے ملنے کا ایسے محشور ہونے کا یقین رکھتا ہے بس جسکو معاد کا یقین آگیا اوسپر طاعات کا بجا لانا منکرات
کا چھوڑنا سہل ہو گیا جسکا ایمان ضعیف ہوا اوسپر بجالانا طاعت کا ترک کرنا گناہوں کا بہت مشکل ہو جاتا ہے لاحول
ولا قوۃ الا باللہ مراد ظن سے اس جگہہ مطابق محاورہ عرب و اشعار اہل ادب کے یقین ہے مجاہد نے کہا قرآن میں جہان
کہیں لفظ ظن کا آیا ہے معنی اوسکے علم ہیں یہی بات ایک جماعت سلف نے کہی ہے حدیث بخاری میں آیا ہے کہ اللہ دن
قیامت کو ایک بندے سے کہیگا اَظَنَنْتَ اَنَّكَ مُلَاقِيَّ فَيَقُوْلُ لَا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَلْيَوْمَ اَنْسَاكَ كَمَا نَسِيْتَنِيْ اس جگہہ
بھی ظن بمعنی یقین بولا گیا ہے اس آیت پر ربع اول پارہ اول کا ختم ہوا و للہ الحمد والمنۃ

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ اے اولاد یعقوب کی یاد کرو

واخشوا يوما لا يجزي والد عن ولده ولا مولود هو جاز عن والده شيئا ۔ یہ مقام نہایت بلیغ ہے کہ نہ بیٹے
کا بھلا کر سکے نہ بیٹا باپ کے کام آسکے بلکہ اُس دن ہر کوئی شخص اپنے بھائی ماں باپ سے بھاگیگا لکھا ہے جی سے مراد نفس مومن
ہے دوسرے جی سے مراد نفس کافر ہے یعنی طاعت کسی مطیع کی کسی عاصی کو اُسکے عذاب سے جو اوسپر واجب ہو گیا ہے
دور نہ کر سکیگی نہ کسی شخص کی کوئی سفارش چلیگی کما قال تعالیٰ فما تنفعهم شفاعة الشافعين اسی طرح بیان
اہل نار سے ارشاد کیا ہے فما لنا من شافعين ولا صديق حميم اسی طرح اگر کوئی یہ چاہے کہ فدیہ یا بدلہ لیکر رہا
ہو تو یہ بھی نہ ہوگا کما قال تعالیٰ ان الذين كفروا وماتوا وهم كفار فلن يقبل من احدهم ملء
الارض ذهبا ولو افتدى به وقال ان الذين كفروا لو ان لهم ما في الارض جميعا ومثله معه
ليفتدوا به من عذاب يوم القيامة ما تقبل منهم ولهم عذاب اليم وقال وان تعدل كل
عدل لا يؤخذ منها وقال فاليوم لا يؤخذ منكم فدية ولا من الذين كفروا مأواكم النار هي
مولاكم ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ نہ وہ رسول پر ایمان لائے نہ انہوں نے رسول کی پیروی
اختیار کی تو اب وہ اللہ سے بھی دن قیامت کے اسی حال میں ملیگی نہ کوئی قرابت اُنکے کام آویگی نہ کسی بڑے
شخص کی شفاعت اُنکے لیے چلیگی اگر زمین بھر سونا دینگے تو وہ بھی نہ لیا جاوے گا کما قال تعالیٰ من قبل ان
يأتي يوم لا بيع فيه ولا خلة ولا شفاعة وقال لا بيع فيه ولا خلال ابن عباس نے کہا مراد لفظ
عدل سے بدل ہے عدل فدیہ ہوتا ہے یہی بات ایک جماعت سلف نے بھی کہی ہے کہ مراد عدل سے اس جگہہ فدا ہے
علی نے تفسیر سے کہا صرف نفل ہے عدل فریضہ ہے لیکن یہ قول اس جگہہ غریب ہے قول اول اظہر ہے ایک حدیث میں بھی
آیا کہ عدل فدیہ ہے رواہ ابن جریر **ف** اسکا مطلب کہ انکو مدد نہ پہونچیگی یہ ہے کہ وہاں کوئی ایسا شخص
ہوگا جس کو غصہ آوے اور وہ انکی مدد کے لیے کھڑا ہوکر عذاب خدا سے انکو رہائی دلواوے غرضکہ نہ کوئی انکا
مددگار ہوگا نہ کوئی پیدا ہو کما قال تعالیٰ فما له من قوة ولا ناصر یعنے اسدن میں کافر کے نہ کوئی فدیہ قبول
کریگا نہ کسی کی شفاعت نہ کوئی اوسکو عذاب سے چھوڑا سکے نہ پناہ دیسکے کما قال وهو يجير ولا يجار عليه و
قال فيومئذ لا يعذب عذابه احد ولا يوثق وثاقه احد وقال ما لكم لا تناصرون بل هم اليوم
مستسلمون وقال فلولا نصرهم الذين اتخذوا من دون الله قربانا آلهة بل ضلوا عنهم الآية ابن جریر نے
کہا معنی آیت کے یہ ہیں کہ اسدن کوئی انکی عذر نہ کریگا جس طرح کہ کوئی سفارشی ہی ہوگا نہ بدلا قبول کیا جاویگا نہ فدیہ
لیا جائیگا وہاں دوستی باطل رشوت مضمحل شفاعت بیکار ہو جاوے گی تناصر و تعاون قوم سے اوٹھ جاویگا حکم اُسی ایک

حبار عادل کا ہوگا جس کے سامنے تعنیون کی کچہ چلے مددگارون سے کچہہ مدد کی سراشل اوس کے نیکی کی خدا دے

اوسے دیگا یہ آیت مثل اوس آیت کر ہے کہ وَقِفُوهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُولُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ الآیہ انتہی مرضکا اہل

کتاب ہون یا مشرکین جانے خرات انکو لیے اوسدن کوئی طرلقہ رہائی کا عذاب خدا سے نہین ہے وہ دن کچہ دنیا کا سا دن نہین

ہے کہ وہان دیتے لیتے کہاتے کہلاتے خوش آمد درآمد سعی سفارش سے کام چل نکلتا ہو ای سدہ ورین یاد دست یا

آشنا کام آوین یا باپ ادہر بچا لیوین وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ

وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝ جب چہوڑایا ہمنے تم کو فرعون کے لوگوں سے وہ دیتے

تہے تمکو بری تکلیف ذبح کرتے تہے تمہارے بیٹے جیتی رکہتے تہے تمہاری عورتین اسمین مدد ہوئی تمہارے رب کی

بڑی **ف** یہ چہوڑانا انکا موسی علیہ السلام کی طفیل سے ہوا ابن کثیر نے کہا فرعون لعنہ اللہ نے خواب دیکہا تہا ڈر

گیا وہ خواب یہ تہا کہ ایک آگ بیت المقدس سے نکلی ہے بلاد مصر مین قبط کے گہرون میں گہس گئی ہے بنی اسرائیل کے

گہر بچ گئے ہین مضمون اسکا یہ تہا کہ زوال ملک کا ہاتہہ پر ایک شخص اسرائیلی کے ہوگا کسی نے کہا فرعون سے یہی یہ

بات کہی گئی تہی کہ بنی اسرائیل ایک شخص کے منتظر ہین جس کے ہاتہہ پر انکو دولت اور رفعت حاصل ہوگی تب فرعون

نے یہ حکم دیا کہ اون میں جو لڑکا پیدا ہوا اوسکو قتل کر ڈالو لڑکیون کو چہوڑ دو پہر بنی اسرائیل کو سخت محنت کے کامون

مین بیگار اور ذلیل خدمتین لینا شروع کیا **ف** ابن کثیر کہتے ہین فرعون نام ہے ہر کافر بادشاہ مصر کا قوم عمالقہ

وغیرہم سے جس طرح کہ قیصر نام ہے ہر کافر بادشاہ روم و شام کا کسری نام ہے ہر کافر بادشاہ فرس کا تبع نام ہے

ہر کافر بادشاہ یمن کا نجاشی نام ہے ہر بادشاہ حبشہ کا بطلیموس نام ہے ہر بادشاہ ہند کا انتہی لکن کتب تاریخ

مین بعد اسلام ملوک یونان کا تایا ہے فیصل لقب ہر بادشاہ ہند کا ٹہیرایا ہے خاقان لقب ہے ہر بادشاہ چین

کا پہر ابن کثیر نے کہا کہتے ہین نام اوس فرعون کا جو زمانہ موسی علیہ السلام مین تہا ولید بن مصعب بن ریان ہے

کسی نے کہا مصعب بن ریان وہ اولاد عملیق بن اود بن ارم بن سام بن نوح سے تہا اوسکی کنیت ابو مرۃ تہی اصل

مین فارسی ہے اہل اصطخر سے پہر کہا کچہ ہی ہو اسکی اوسپر لعنت پڑے انتہی فتح البیان مین اتنا اور زیادہ کیا ہے

کہ نام فرعون کا قول اہل کتاب مین قابوس تہا چار سو برس سے زیادہ جیا موسی علیہ السلام کی عمر ایکسو بیس سال کی ہوئی

مسعودی نے کہا عربی مین فرعون کی کچہ معنی نہین ہین جوہری نے لکہا فرعون کہتے ہین ہر سرکش جبار متکبر بدکار کو ۔

ف استعمال لفظ بلا کا خیر و شر دونو مین آتا ہے یہان اگر خیر مراد ہو تو وہ خیر یہ تہی کہ اللہ نے انکو اور انکے اسلاف کو عدو

فرعون سے نجات دی اسلیے ابن جریر نے ابن عباس و مجاہد سے ترجمہ بلا کا اس جگہہ نعمت عظیمہ کیا ہے اور اگر مراد شر ہو تو

شر دیکر کرنا اظہار کا زندہ رکھنا سارا کا تہا سدی او العالیہ وغیر ہمانے کہا ہے اصل بلا آزمایش ہے ما آزمایش کبھی
خیر کبھی شر سے ہوتی ہے کما قال تعالی وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وقال وَبَلَوْنَاهُم بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ قرطبی نے کہا مراد بلا سے اس جگہہ شر ہے یہی قول ہے جمہور کا وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ
وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ۝ جب ہمنے چیر دیا تمہارے سمیٹنے کے ساتہہ دریا پہر بچا دیا تم کو اور ڈبا دیا
فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکہتے تہے یہ قصہ مفصل سورہ شعرا مین آیا ہے وہین لکہا جاویگا دیکہنے کا ذکر اس لیے کیا
کہ انکا دل ٹہنڈا ہو دشمن کی خواری اپنی آنکہوں سے دیکہیں عمرو بن میمون نے کہا جب موسی بنی اسرائیل کو لیکر نکلے
فرعون نے کہا جبتک مرغ صبح نہ بولے تو پیچہا نکرنا اسدن مرغ ہی نہ بولا صبح کو ایک بکری منگا کر حلال کی کہا جب تک
میں اسکے کلیجی سے فارغ ہوں تب تک چہہ لاکہہ قبط جمع ہو جاوین چنانچہ جمع ہو گئے موسی علیہ السلام جب دریا پر پہونچے
ایک انکے صحابی نے جنکا نام یوشع بن نون تہا کہا تیرے رب کا حکم کہان ہے کہا سامنے اوہون نے اپنا گہوڑا دریا میں
ڈالدیا وہ غوطے کہانے لگا یوشع پہر کر آئے پہر موسی کہا کہ کہان کا حکم ہے واللہ نہ مین جہوٹا ہون نہ تم جہوٹے ہو مین بار
یہی کہا پہر موسی علیہ السلام کو وحی آئی کہ تم اس دریا کو اپنی لاٹہی سے مارو جب مارا وہ پہٹ گیا ہر ٹکڑا اسکا ایک بڑے
پہاڑ کیطرح ہو گیا موسی مع اپنے ہمراہیوں کے چل نکلے رستے مین فرعون آگیا جب بیچ دریا مین پہونچا دریا یکسان ہو گیا
یہ مطلب ہے اس آیت کا کہ ہمنے فرعون کو ڈبا دیا اور تم دیکہتے تہے اسیطرح بہت سلف نے کہا ہے کہتے ہین یہ دن عاشورا
کا تہا ابن عباس نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے مین آئے دیکہا کہ یہود دن عاشورا کے روزہ رکہتے
ہین پوچہا یہ کیا دن ہے جس مین تم روزہ رکہتے ہو کہا یہ ایک اچہا دن ہے اسدن خدا نے بنی اسرائیل کو ہاتہہ سے دشمن
کے نجات دی تہی موسی نے روزہ رکہا تہا فرمایا تم سے زیادہ حقدار موسی کا مین ہون پہر اسدن روزہ رکہا اور سب کو
حکم دیا کہ روزہ رکہو رواہ احمد اسی کے مانند اس حدیث کو بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ نے بہی روایت کیا ہے انس کی
حدیث مین مرفوعاً آیا ہے کہ چیرا اللہ نے دریا کو واسطے بنی اسرائیل کے دن عاشورا کے رواہ ابو یعلی لکن سند اس حدیث کی
ضعیف ہے زید عمی اسکے راوی ہین انمین ضعف ہے اور اسنے زیادہ انکے شیخ یزید رقاشی ضعیف ہین فتح البیان مین کہا
ہے کہ یہ قصہ جسطرح ایک بڑا معجزہ ہے موسی علیہ السلام کا جس کا شکر سارے بنی اسرائیل پر جان و زبان سے واجب ہے اسی طرح
بیان کرنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قصے کو جو بن پڑا تو ان ایک بڑا معجزہ ہے واسطے یہود کے جسکا قبول کرنا اونکے اخلاف پر
لازم ہے وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ ۝ جب ہمنے وعدہ کیا
موسی علیہ السلام سے چالیس رات کا پہر تمنے بنا لیا بچہڑا معبود انکے پیچہے اور تم بے انصاف ہو اسکا قصہ سورہ اعراف مین آویگا سورہ اعراف

مین فرمایا ہے وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً وَاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ کہتے ہیں یہ ایک مہینا ذیقعدہ کا دس دن ذیحجہ کے تھے یہ
ماجرا بعد خلاصی فرعون سے بعد نجات کے بحر سے ہوا تہا پہ انصاف اپنے فرمایا کہ اُنہوں نے شرک کیا شرک سے بڑہکر کوئی بے
انصافی وظلم نہین ہے یہ آٹھہ ہزار نفر تھے ملکر سب نے اسکو پوجا تہا سوا ہارون اور بارہ ہزار شخص کے یہی قول اولی
ہے ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ پہر معاف کیا ہمنے تم کو اسپر بھی شاید تم احسان مانو
یعنے بعد تشریف بری تمہارے کے طور پر اُنہوں نے ایک گوسالہ کو پوجا تہا اللہ نے وہ قصور انکا معاف کیا اپنا احسان یاد دلایا
کہتے ہیں اس عجل کا نام بہموت یا بہموث تہا موس عجمی عبری نام ہے تو مارکو تشا تسخر کو بولتے ہیں اونکو ماٸی اور جبت
کے بیچ مین سے پایا تہا اس لیے موسیٰ کہنے لگے یہ بسبب ہوگیا شکر کہتے ہین محسن پر ثنا کرنے کو احسان مانے کو وَاِذْ
اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ جب دی ہمنے موسیٰ کو کتاب اور چکوتی شاید تم راہ پاؤ
چکوتی وہ حکم جن سے معاملے فیصل ہون روا ناروا معلوم ہو **ف** مراد کتاب سے اس جگہ توریت شریف ہے فرقان
وہ ہے جو حق و باطل ہدایت و ضلالت مین فرق کر دے تمیز بخشنے کسی نے کہا فرقان یہ تہا کہ انکو بچایا فرعون کو ڈبایا کسی نے
کہا فرقان وہ ہے جو حلال حرام مین جدائی کر دے مادریا کا پہٹ جانا آنحلے یہی کہ مراد فرقان سے حجت و بیان الٰہی
ہے جیسے عصا و ید بیضا وغیرہ یعنے ہمنے موسیٰ کو کتاب دی معجزات دیے یہ دینا بعد نکلنے کے دریا سے ہوا تہا
جس طرح کہ سورہ اعراف سے سمجھا جاتا ہے لقولہ تعالیٰ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ
الْاُوْلٰى بَصَاۗىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اسکے بعد توبہ بنی اسرائیل کی صفت بیان
فرمائی ارشاد کیا وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ
فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ۭ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ جب کہا
موسیٰ نے اپنی قوم کو اے قوم تمنے نقصان کیا اپنا یہ بچھڑا بناکر اب توبہ کرو اپنے پیدا کرنیوالے کیطرف اور مار ڈالو اپنی جان یہ بہتر ہے
تمکو اپنے خالق کے پاس پہر متوجہ ہوا اللہ تم پر حق وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان **ف** لفظ بارئ کہنے مین یہ جتلایا
کہ گناہ تمسے بہت بڑا ہوا کہ جو تمہارا خالق تہا اسی کو تمنے چھوڑکر غیر کو پوجا ابن عباس کہتے ہین اللہ نے فرمایا ہے انکی توبہ یہ
تہی کہ ہر ایک شخص جس سے ملے باپ ہو یا بیٹا اسکو تلوار سے قتل کرے کچھ پرواہ نکرے کہ سمجھے کس کو جان سے مارا ایسی ان لوگوں نے جنکا
حال موسیٰ و ہارون پر چھپی ہی تہا مگر اللہ کو انکے گناہون پر اطلاع تہی توبہ کی اپنے گناہون کا اقرار کیا اللہ کا حکم بجا لائے اللہ نے قاتل
و مقتول دونو کو بخشدیا یہ نساٸی و ابن جریر و ابن ابی حاتم ابن کثیر نے کہا یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث الفتون کا
یہ حدیث سورہ طٰہٰ مین پوری آوے گی انتہی ابن عباس کہتے ہین موسےٰ نے خدا کے حکم سے یہ حکم دیا تہا۔

قتل کرو جن لوگوں نے بچھڑا پوجا تھا وہ ٹھیرے جنہوں نے نہیں پوجا تھا انہوں نے ہاتھ میں خنجر لیکر قتل کرنا شروع
اندھیرا ہوگیا ایک نے دوسرے کو قتل کیا جب اندھیرا دور ہوا دیکھا تو ستر ہزار آدمی مقتول ہیں
قتل والوں کی توبہ قبول ہوئی جو بچ گیا وہی مانے ٹھیرا دیا اس حرکت یہ قصہ قتل کا اس بعد ذکر
بلکہ سب مقتول ہیں جنکا نام ابن کثیر نے لیا ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَ
اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○
اور جب کہا تم نے اے موسی ہم یقین نہ کرینگے تیرا جب تک کہ نہ دیکھیں ہم اللہ کو کھلم کھلا پھر پکڑ لیا تم کو بجلی نے اور تم
دیکھتے تھے پھر اٹھا کھڑا کیا ہمنے تم کو مر گئے پیچھے شاید تم احسان مانو ابن عباس نے کہا جہرۃ کے معنی علانیۃ ہیں
یہ ستر آدمی تھے جنکو موسے علیہ السلام نے اپنے ساتھ لیجانے کو پسند کیا تھا انہوں
کا کلام سنکر کہا کہ ہم تو جب ایمان لائینگے کہ اللہ کو اپنے سامنے دیکھیں پھر بجلی کی آواز سنکر بیہوش
ہوگئے کسی نے کہا صیحہ کہتے ہیں آسمانی چیخ کو کسی نے کہا آگ کو سدی نے کہا موسی اس حال کو دیکھکر روئے
اور دعا کی کہا اے رب میں بنی اسرائیل سے کیا کہونگا یہ اونکے چیدہ لوگ تھے جو مر گئے اللہ نے وحی کی کہ یہ وہ ستر
ہیں جنہوں نے بچھڑا پوجا تھا پھر اللہ نے انکو زندہ کر دیا اوٹھ کھڑے ہوئے ہر ایک دوسرے کے زندہ ہوجانیکو دیکھتا
بن انس نے کہا یہ موت انکی سزا تھی اب وہ جی کر اپنی عمر پوری کرینگے ابن کثیر نے اس قصہ کو اسی طرح
روایت کیا ہے یہ قول رازی کا کہ وہ سب بعد اس حیات کے نبی ہوگئے ٹھیک نہیں ہے اسلئے کہ زمانہ موسی
ہارون و یوشع کے کوئی نبی نہیں ہوا یہ قول اہل کتاب کا کہ ان سبہوں نے اللہ کو دیکھا غلط ہے
نہ دیکھا تھا اسلئے وہ مر گئے دیکھتے قرطبی نے کہا بعد اس حیات کے مکلف ہی رہے ہیں تاکہ تکلیف
ان سے ساقط ہو جاتی ف معتزلہ کہتے ہیں دیدار خدا کا نہ دنیا میں ہوسکتا ہے نہ آخرت میں ہوگا اہل سنت کہتے ہیں
یہاں تو نہیں ہوتا مگر وہاں ضرور ہوگا احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے کہ لوگ اپنے رب کو دیکھینگے ان حدیثوں
کی دلالت قطعی ہے دلائل عقلیہ قواعد کلامیہ اس لائق نہیں ہیں کہ مقابلہ احادیث کے صحت ہوسکیں یہ بحث حافظ
ابن القیم نے حادی الارواح میں مفصل لکھی ہے جمہور سلف و خلف سے ہونا دیدار الٰہی کا روز قیامت کو
ادلہ کتاب و سنت سے بخوبی ثابت کیا ہے جزاہ اللہ خیرا وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى
كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ سایہ کیا ہمنے تم پر ابر کا اور اتارا
تم پر من و سلوی کہاؤ ستھری چیزیں جو دیں ہمنے تمکو اور ہمارا کچھ نقصان نہ کیا پر اپنا ہی نقصان کرتے رہے ف

جب فرعون غرق ہو چکا اور بنی اسرائیل خلاص ہو کر چلے جنگل میں آئے انکے خیمے ڈیرے پھٹ گئے تو ساری دن ایسا رہتا دھوپ کا بچاؤ اناج نہ پہونچا تو من وسلوی اترتا من ایک چیز تھی میٹھی جمنے کی سی دانے رات کو اوس میں سے لشکر کے گرد ڈھیر ہو رہتے صبح کو ہر آدمی اپنی قوت کو سارا دن لاتا سلوی ایک جانور تھا نام ہے شام کو لشکر کے گرد ہزاروں جانور جمع ہوتے اندھیرا پڑے پکڑ لاتے کباب کرکے کھاتے مدتوں تک یہی کھایا کیے ف ابن عباس نے کہا یار دبیارہ تھا جیسا ہوتا ہے بلکہ اس سے زیادہ ٹھنڈا اور پاکیزہ تھا ایسے ہی اتریا اللہ تعالی نے قیامت کے آدر لگا ورتے دن تک اوسی جس کے ا ر مین آئے تھے یہ بادل انکے ساتھ تھے یعنے جنگل میں رہتا تھا من کہتے ہیں ترنجبین کو مجاہد نے کہا وہ ایک طرح کا گوند تھا عکرمہ نے کہا اوس میں تھی مگر گاڑھی سدی نے کہا یہ اوس درخت بحیل پر پڑتی قتادہ نے کہا انکی جگہہ میں گرتی جسطرح برف گرتا ہے دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیرین تھی طلوع فجر سے سورج نکلنے تک برسا کرتی جو شخص ایک دن کی قوت سے زیادہ لیتا تو خراب ہو جاتی ربیع بن انس نے کہا من ایک پانی تھا شہد کیطرح اوسکو پانی میں ملا کر پیتے وہب بن منبہ نے کہا من پتلی روٹی تھی یعنے چپاتی شعبی نے کہا یہ تمہارا شہد ستر واں حصہ ہے من کا یہی قول ہے زید بن اسلم کا بھی ابن کثیر کہتے ہیں عبارتیں مفسروں کی بترح ہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملتی ہیں فقط اتنی بات ہے کہ کسی نے اوسکو طعام کہا ہے کسی نے پانی ٹھیرایا ہے ظاہر یہ ہے کہ من وہ ہے جسکو اللہ نے اونپر مقرر کیا طعام ہو یا شراب اور جنہیں محنت مشقت ملتی تھی جو من اس مشہور ہے اوسکو تنہا کہاؤ تو طعام ہے پانی میں ملاؤ تو شراب ہے کسی اور چیز سے جوڑو تو اور کچھ ہو جائے ولکن آیت شریف میں وہ سب جگہہ مراد نہیں ہے اس دلیل سے کہ بخاری میں سعید بن زید سے مرفوعاً آیا ہے کہ کہنبا من سے ہے اسکا پانی آنکھہ کے لیے شفا ہے یہ حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے بلکہ سوا ابو داؤد کے سب اہل سنن اوسکے راوی ہیں ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے یہ حدیث کئی طریق سے نزدیک شیخین وغیرہما کے آئی ہے ابن کثیر نے بہت سے طرق احادیث کو اپنی تفسیر میں ذکر کیے ہیں پھر کہا ہے کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ سلوی ایک پرندہ ہے مشابہ سمانی کے یہی بات ابن مسعود اور ایک جماعت صحابہ نے بھی کہی ہے عکرمہ نے کہا ہے وہ ایک چڑیا ہے جیسے جنت کی چڑیا کہنٹک سے بڑی قتادہ نے کہا وہ پرندہ سرخی مائل تھا جنوب اوسکو لاتی تھی وہب بن منبہ نے کہا سلوی ایک موٹا پرندہ ہوتا ہے مثل کبوتر کے اوسکو ایک سینچر سے دوسرے سینچر تک کے لیے پکڑ رکھتے ہیں وہ ایک میل کے انبار میں ایک نیزہ بلند زمین پر گرتا رہتا تھا سدی نے کہا جب بنی اسرائیل جنگل میں گئے تھے تو موسی علیہ السلام سے کہا یہاں طعام کہاں ہے اللہ نے من سلوی اوتارا کہا پانی کہاں ہے تو پتھر پر عصا مارا بارہ چشمے جاری ہو گئے کہا سایہ کہاں ہے بادل آیا وہ سایہ کرتا تھا کہا لباس کہاں ہے کپڑا اونکا مثل بچوں کے بڑھتا نہ پھٹتا نہ میلا ہوتا ف فتح البیان میں ہے کہ وہ بادل اونکے ساتھ جنگل میں رہتا تھا

ایک ستون نور کا تہا وہ رات کو جب چاندنہ ہوتا چمکتا یہ جنگل جسکو تیہ کہتے ہین یہ درمیان شام و مصر کے تہا نو کوس کا لمبا
چوڑا وہاں چالیس برس تک حیران پریشان پہرے نکلنے کی راہ نہ ملی عصریر کہتے ہین یہ سزا اسپر ہوئی کہ شہر جبارین
مین جانے سے انکار کیا تہا کہا تو اور تیرا رب جاکر لڑو آنکی تعداد چہہ لاکہہ تہی سب اسی تیہ مین تباہ ہو کر مرگئے مگر وہ شخص
جو بیس برس کا نہ تہا ہارون بہی یہین مرے چالیس برس بعد اونکے موسی علیہ السلام نے بہی انتقال فرمایا **ف** اللہ نے من
وسلوے کو حلال لذیذ ٹہیرایا فرمایا کہاؤ مگر جمع کرنے سے منع فرمایا تہا معلوم ہوا کہ جو چیز سامنے مہمان کے لائین
وہ اسکا مالک نہین ہوجاتا ہے نہ اسکو ملا ادن میزبان کے اُس چیز مین کوئی تصرف پہنچتا ہے انہون نے یہ ظلم صریح
کیا تہا کہ جو رزق بے مشقت و محنت کے دنیا مین ہیجا اور عقبے میں انکو ملتا تہا اوسکو لیکر جمع کرنا شروع کیا جو حد
مقرر کردی تہی اوس سے آگے بڑہ گئے مستحق عذاب کے ہوے عصیان کیا نعمت کا شکر بجا نہ لائے وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا

هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ

وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ

ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ جب کہا ہمنے داخل ہو اس شہر مین کہاتے پہرو اس مین جہان چاہو
محظوظ ہو کر داخل ہو دروازے مین سجدہ کرکے کہو گناہ اوترے تو بخشین ہم تم کو تمہاری تقصیرین اور زیادہ بہی دینگے
نیکی والون کو سو بدل لی ظالمون نے بات سوا اوس کے جو کہدی تہی پہر اوتارا ہمنے ظالمون پر عذاب
آسمان سے انکی بے حکمی پر **ف** جنگل مین اسی تقصیر سے پہنسے تہے سورہ مائدہ میں اسکا بیان ہے پہر ایک کہات سے پہاڑ کے
تب ایک شہر میں پہونچایا اور حکم دیا کہ دروازے میں سجدہ کرکے جاؤ حطہ کہو یعنے گناہ اُترے اُنہون نے ٹہٹہے سے
بدلے حطہ کے حنطہ کہا یعنے گیہون سجدہ کے بدلے چوتڑ کے بل سرکنے لگے پہر شہر میں جاکر اُنپر طاعون پڑا یعنے پہوڑے
کی وبا آئی دو پہر میں قریب ستر ہزار آدمی کے مرگئے **ف** ابن کثیر نے کہا اس آیت مین ملامت ہے اُنپر وہ جب ہمراہ
موسی علیہ السلام کے مصر سے نکلے تہے اُنکو حکم ہوا تہا کہ تم ارض مقدس مین جاؤ وہ تمہارے باپ اسرائیل کی میراث ہے
وہاں جو کفار عمالیق رہتے ہین انکو لڑکر نکالدو وہ آنکی جنگ سے ہیٹہ بہت گئے ہمت ہاردی پہر اللہ نے انکو ایک
جنگل مین پہینکدیا یہ پہینکنا بطور عقوبت کے تہا جسطرح کہ سورہ مائدہ مین مذکور ہے اسی لیے صحیح تر قول یہی ہے
کہ وہ شہر بیت المقدس تہا خود اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے اوسکی حکایت کی ہے یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ
الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا الآیات کسیو نے کہا کہ وہ شہر اریحا قریہ جبارین تہا یہی قول ابن عباس و عبد الرحمان
بن زید کا بہی ہے مگر ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ بات بعید ہے اسلیے کہ وہ مارادہ بیت المقدس نکلے تہے یہ شہر انکو رستے پر تہا لکن نہ تہا یہ

کہا ہے اریحا ایک قریہ ہے زمین پست مین نزدیک بیت المقدس کے پھر ابن کثیر نے کہا کہ اوس سے زیادہ بعید یہ قول ہے کہ مراد شہر مذکور سے مصر ہے اسکو رازی نے ذکر کیا ہے صحیح یہی ہے کہ مراد بیت المقدس ہے کیونکہ جب چالیس برس بعد وہ ہمراہ یوشع بن نون علیہ السلام کے تیہ سے نکلے اور اللہ نے انکو فتح دی اوسدن تیسرے پہر جمعے کو تہوڑی دیر کے لیے سورج روک دیا گیا تہا یہانتک کہ فتح حاصل ہوئی تو اوسوقت انکو یہ حکم ملا کہ تم دروازہ شہر سے سجدہ کرتے ہوئے اندر شہر کے جاو یہ سجدہ وسطے بجا آوری شکر خدا کے حصول فتح و نصرت کے بطور مذکور پر تہا اور اس بات پر کہ اللہ نے انکا شہر انکو دلا دیا جنگل سے نجات بخشی کہتے ہین اس قریہ مین بقیہ قوم عاد تہی جنکو عمالقہ بولتے ہین کسی نے کہا کوئی قریہ ملک شام کا تہا قاضی بیضاوی و جمہور مفسرین کا قول وہی قول اول ہے ابن عباس نے کہا مراد سجدے سے اس جگہہ رکوع ہے یعنے باب صغیر سے رکوع کرتے ہوئے اندر جاو حسن بصری نے کہا یہی سجدہ مراد ہے کہ سر زمین پر رکہا جاوے مگر رازی نے اسکو بعید سمجہا ہے کسی نے کہا مراد سجدے سے اس جگہہ خضوع ہے کیونکہ معنے حقیقی سجدے کے نہین بنتے ہین ابن عباس نے کہا یہ دروازہ قبلہ رخ تہا کسی نے کہا مراد باب سے کوئی جہت قبلے کی تہی کسی نے کہا وہ جگہہ اب تک ملقب باب حطہ معروف ہے کسی نے کہا مراد باب قبہ ہے جسطرف موسی و بنی اسرائیل نماز پڑہتے تہے جس نے یہ کہا ہے کہ مراد شہر اریحا ہے وہ کہتا ہے مطلب یہ تہا کہ جس دروازے سے چاہو اندر جاو کیونکہ اس شہر کے سات دروازے تہے وہ لوگ سجدہ کے عوض سر اوپر کو اوٹہائے ہوئے گئے خلاف حکم کے کیا ابن عباس نے کہا حطہ کے یہ معنے ہین کہ یہ امر حق ہے دوسرا لفظ یون ہے کہ معنے مغفرت و استغفار کے ہے عکرمہ نے کہا مراد یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو کسی نے کہا یہ معنے ہین کہ اپنے گناہ کا اقرار کرو ابن کثیر نے کہا حاصل یہ ہوا کہ انکو یہ حکم تہا کہ وقت فتح کے اظہار عاجزی و خاکساری کا کرین قول و عمل دونون سے اپنے قصور کا اقرار کرکے مغفرت چاہین اللہ کی نعمت کا شکر بجا لائین کیونکہ اللہ کو ایسے کام کرنا محبوب ہوتا ہے جسطرح فرمایا ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ اس سورہ کی تفسیر مین بعض صحابہ نے یہ کہا ہے کہ مراد کثرت ذکر و استغفار ہے بوقت فتح و نصر کے مگر ابن عباس نے یون کہا ہے کہ اس مین خبر دی ہے وفات نبوی کی عمر رضی اللہ عنہ نے بہی یہی مقرر رکہا لیکن ان دونو قول مین کچہ منافات نہین ہے اسلیے کہ پہلے حکم ذکر و استغفار کا دیا تہا پہر اوسی کے ساتہہ خبر انتقال بہی بیان کر دی عادت شریف نبوی یہ تہی کہ جب فتح ہوتی تو بہت خضوع کرتے دن فتح مکہ کے جب ثنیہ علیا سے داخل شہر ہوئے متواضع تہے پہر وہان آٹہہ رکعتین پڑہین کسی نے کہا نماز چاشت کی کسی نے کہا نماز فتح کی اسی لیے امیر امام کو مستحب ہے کہ جب کوئی شہر فتح کرے تو وقت اول دخول شہر کے آٹہہ رکعت نماز پڑہے جسطرح سعد بن

ابی وقاص نے کہا تہا کہ حسن نے ایک سری مین یہو بخی آٹھ رکعت نماز پڑہی صحیح یہ ہے کہ نماز مذکور کو دو دو رکعت کر کے پڑہے کیسی کہا
ملکہ ساری نماز کے بعد ایک ہی سلام پہیرے واللہ اعلم **ف** بخاری نے ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل
سے یہ کہا گیا تہا کہ دروازے مین سجدہ کرتے حطہ کہتے ہوے داخل ہو مگر وہ چوتڑ کے بل گہسٹتے ہوے گہسے حَبَّۃٌ فِی شَعْرَۃٍ کہا دوسرے لفظ نیز
حنطہ کا جب آیا ہے اسکو ابن اسحاق نے روایت کیا ہے تیسرے لفظ مین حِنْطَۃٌ حَمْرَآءُ فِیْہَا شَعِیْرَۃٌ آیا ہے یہ رای
سے مروی ہے ابن مسعود نے کہا انکا لفظ یہ تہا ھطا سمعاتا ازبۃ مزبا اسکا ترجمہ عربی مین یہ ہے حِنْطَۃٌ حَمْرَآءُ
مَثْقُوْبَۃٌ فِیْہَا شَعْرَۃٌ سَوْدَآءُ غرضکہ حاصل اقوال مفسرین کا یہی ہے کہ جس بات کا اللہ نے انکو حکم دیا تہا کہ قول و فعل دونو
مین خاکساری ظاہر کرین حطہ کہین یعنی ہمارے گناہوں کو دور کر سو انہوں نے وہ تو کچہ نہ کیا کیا کیا حطہ کی جگہہ بطور
مسخر ان حنطہ وغیرہ کہا سجدے کی جگہہ سرین کے بل اندر گہسے یہ نہایت درجہ کی مخالفت و معاندت تہی اسلئے اونکی ہوئی
اس لیے اللہ نے اونپر آسمانی عذاب اوتارا کما قال تعالیٰ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ
معلوم ہوا کہ فسق سبب ہے نزول عذاب کا ابن عباس نے کہا قرآن مین جہان کہین لفظ رجز آیا ہے مراد اوس سے عذاب
ہے یہی بات مجاہد و ابو مالک و سدی نے بہی کہی ہے ابو العالیہ کا یہ قول ہے کہ رجز بمعنے غضب ہے شعبی نے کہا رجز
طاعون ہے یا اولا حدیث سعد و اسامہ و خزیمہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ طاعون رجز ہے یہ عذاب تہا جو اللہ نے تم سے اگلے
لوگون پر اوتارا تہا رواہ ابن ابی حاتم والنسائی و دوسرا لفظ اسامہ بن زید کا مرفوعاً یہ ہے کہ یہ درد و بیماری رجز ہے
تم سے پہلے بعض امتون پر یہ عذاب آیا تہا رواہ ابن جریر **ف** کہا رازی کہتے ہین اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ
اقوال منصوص علیہا کا بدلنا جائز نہین ہے بلکہ خاص اتباع اونکا متعین ہوتا ہے رازی نے کہا اذکار و اقوال توقیفی
کا بدلنا جائز ہے انتہی مین کہتا ہون کہ جب سے آخر امت نے الفاظ نبوی اور عبارات قرآنی کو چہوڑ کر تحریر فتوی بیان
مسائل و احکام مین اپنے الفاظ تراشیدہ یا عبارات قوم کو اختیار کیا ہے سب یہی سبب ہے سارا اختلاف درمیان اہل اسلام کے
پڑا ہے اگر نصوص کتاب و سنت کا بلفظہا حفظ کرتے تو یہ خرابی تقلید و اتباع رای وغیرہ کے پیش نہ آتی غزالی نے
احیاء العلوم میں کئی لفظ لکہے ہین جنکے معنی سلف مین کچہ تہے پہر اصطلاح خلف مین وہ الفاظ مبدل کیا اور ہی معنے
اونکے ٹہیر گئے از انجملہ ایک لفظ فقہ کا ہے کہ صدر اول مین فقیہ اوسکو کہتے تہے جو دنیا مین زاہد آخرت مین راغب ہو اب
فقیہ وہ آدمی ہے جسکو مسائل خرید و فروخت نکاح اجارہ وغیرہ کے معلوم ہون کتب فروع سے ایسے مسئلے نکال کر تا سکے بہر حال
اللہ تعالیٰ نے بات بدلنے والون کو ظالم فاسق کہا انپر عذاب اوتارا معلوم ہوا کہ فسق سبب نزول عذاب کا ہوتا ہے اب بہی
یہی دیکہا گیا کہ جب کسی شہر و دیہے میں کثرت فسق و فجور کی ہوتی ہے تو وہان وبا آتی ہے سیکڑون ہزارون کو

کو برباد کر جاتی ہے وبا جو ہے کسی جگہہ قحط پڑتا ہے کسی جگہہ زلزلہ آتا ہے کہیں خسف و مسخ ہوتا ہے کسی جگہہ سیلاب
و طوفان تباہی لاتا ہے کسی جگہہ طاعون ہوتا ہے کہتے ہیں اس رجز میں جو بنی اسرائیل پر اوترا تھا ایک ساعت میں ستر
ہزار نفر مر گئے تھے یہ وبا اوس کے سوا تھی جو اوس سے پہلے نازل ہو چکی تھی سورۂ اعراف میں بجائے یَفْسُقُوْنَ یَظْلِمُوْنَ فرمایا
ہے معلوم ہوا کہ وہ جامع ہر دو وصف تھے وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ
اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ
مُفْسِدِيْنَ ○ جب پانی مانگا موسی نے واسطے اپنی قوم کے تو کہا ہم نے مار اپنی لاٹھی سے پتھر کو سو بہہ نکلے اوس سے بارہ چشمے
پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ کہاؤ پیو روزی اللہ کی نہ پھرو ملک میں فساد مچاتے **ف** اوسی جنگل میں جہاں حیران
پڑے پھرتے تھے پانی نہ ملا تو ایک پتھر سے بارہ چشمے نکلے وہ لوگ بارہ قوم تھے کسی میں لوگ زیادہ کسی میں کم ہر قوم
کے موافق ایک چشمہ تھا اوسکو پہچان لیا جب لشکر کوچ کرتا تو وہ پتھر ساتھ اٹھا لیتے جب مقام ہوتا تو رکھ دیتے کہتے
ہیں یہ ایک مربع پتھر تھا گز در گز جیسے کہ سر آدمی کا تھا یا برابر سر گاؤ کے یا جنت کا پتھر تھا دس گز کا لمبا ازرق
موسی علیہ السلام کے اوس کے دو شعبے تھے جو رات کو اندھیری میں چمکتے تھے مشعل کا کام دیتے وہ پتھر گدھے پر لادا
جاتا تھا کسی نے کہا وہ پتھر ہمراہ آدم علیہ السلام کے آیا تھا شعیب علیہ السلام کو ورثے میں ملا تھا انہوں نے ہمراہ عصا کے
موسی علیہ السلام کو دیا تھا یا یہ وہ پتھر تھا جو موسی کے کپڑے لیکر بھاگا تھا جبرئیل علیہ السلام نے اوس سے کہا کہ تم اوس پتھر
کو اوٹھا لو اوس میں اللہ پاک کی قدرت ہے تمہارے لیے معجزہ ہے ابن عباس نے کہا وہ پتھر چھوٹا تھا جو جانب زمین تھے
چشمے بہتے یہ ایک لفظ ہے حدیث الفتون کا جسکو نسائی وغیرہ نے روایت کیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں قصہ ہمارا سورۂ
اعراف میں آتی بات یہ کہ وہ مکی ہے تو مدنی اسلیے وہاں ضمیر غائب کی یہاں خطاب کی ہے وہاں فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ
تھا جسے پہلا بہاؤ یہاں فَانْفَجَرَتْ کہا یعنی پچھلا بہاؤ ان دونو سیاق میں دس وجہ سے علیحدگی ہے جسکا ذکر کشاف
میں کیا ہے لکن مطلقًا قریب یکدیگر ہے بہر حال اس آیت شریف میں انکو اس بات سے بھی منع کیا تھا کہ تم زمین میں فساد کرتے
نہ پھرو پہلے انکو ظالم فاسق کہا تھا اسکو یا مفسد بھی ٹھہرایا جو لوگ مفسد نہیں ہیں انکے لیے وعدہ حسن آخرت کا کیا ہے
تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ جس کسی شخص
میں ظلم و فسق و فساد جمع ہو سمجھو کہ وہ ہمرنگ بنی اسرائیل ہے اسکا انجام بھی انہیں کا سا ہوگا اللہم احفظنا **ف** عصا جس
پتھر کو مارا تھا درخت آس کا تھا ہمراہ آدم علیہ السلام کے جنت سے آیا تھا دس گز کا لمبا تھا برابر طول موسی علیہ السلام کے اسکا
نام علیق تھا یا نبعہ وہ بارہ قومیں جنکے لیے وہ بارہ چشمے نکلے تھے چھ لاکھ آدمی تھے انکا پڑاؤ بارہ کوس میں ہوتا تھا ۔

ایک بڑا معجزہ ہے موسی علیہ السلام کا کہ ایک حجر صغیر سے ایک جمع کثیر کو سیراب کر دیتے تھے مگر ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کا معجزہ اس سے بڑھکر ہوا کہ دو انگلیاں کے بیچ سے اتنا پانی بہا کہ ایک جمع غفیر پیا تھے سے تو پانی نکلنا کچھ دور نہیں
ہے لحم و دم کے بیچ سے نکلنا کرامت عظمی ہے وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ۭ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِيْ
هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ۭ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ۭ کہا سے ای موسی ہم نہ ٹھیرینگے ایک کھانے پر سو
پکار ہمارے لیے اپنے رب کو کہ نکالے ہمارے لیے جو اوگتا ہے زمین سے ساگ ککڑی گیہوں مسور پیاز کہا موسی نے کیا تم لیا چاہتے
ہو ایک چیز جو ادنی ہے بدلے ایک چیز کے جو بہتر ہے اترو کسی شہر میں تو ملے تم کو وہ جو تم مانگتے ہو **ف** حسن بصری
نے کہا انہوں نے اپنا اگلا عیش یاد کیا وہ قوم انہیں چیزوں کی عادی تھی ایک کھانا مادہ دیکھ من و سلوی ملتا تھا اس لیے کہا کہ
ہر دن وہی طعام تھا دوسرا فوم کو ابن مسعود نے ثوم پڑھا ہے ثوم کہتے ہیں لہسن کو اسی طرف ایک جماعت سلف بھی گئی
ہے یہی قول ابن عباس و مجاہد و حسن کا بھی ہے گویا حرف بدل گیا ہے بجاے ثاء مثلثہ کے حرف فاء کا استعمال آتا ہے کسی
نے کہا ہے فوم گیہوں کو کہتے ہیں ابن عباس نے کہا زبان بنی ہاشم میں حنطہ کو فوم بولتے ہیں مجاہد و عطا نے کہا فوم
سے مراد روٹی ہے لغت قدیمہ میں فَوِّمُوْا لَنَا اِخْتَبِزُوْا آیا ہے جوہری نے بھی فوم کا ترجمہ حنطہ کیا ہے ابن درید نے
سنبلہ ٹھیرایا ہے یعنے گیہوں کی بال جس میں دانے ہوں قتادہ نے کہا حسن دانے کی روٹی پکاؤ وہی فوم ہے کسی نے کہا
ہے فوم لغت شامیہ میں چنے کو کہتے ہیں نخود فروش کو فامی بجاے فومی بولتے ہیں بخاری نے کہا بعض کہتے ہیں جتنے
حبوب کہ کول ہوتے ہیں وہ سب فوم ہیں **ف** حسن نے کہا بیگی کی بیل جو چلے اوسکو ساگ کہتے ہیں کشاف میں کہا ہے جو سبزہ
زمین سے اوگتا ہے اوسکو بقل بولتے ہیں مراد اوکی اچھے ناگیرہ ساگ تھے جسکو لوگ کہاتے ہیں جیسے پودینہ کرفس کراث وغیرہ
یہ چیزیں اسلیے مانگیں کہ شہوت کو قوت ہو یا اس لیے کہ جنگل میں پڑے پڑے اکتا گئے تھے اس بہانے سے شہر میں جا چاہا
لیکن پہلی بات بہتر ہے یہ جو فرمایا کہ شہر کو جاؤ یہ کہنا بطور اہانت و تعجیز کے تھا اسلیے کہ یہ جنگل سے بسبب وہ ہوسے
رہیوں کے کسی شہر میں جا سکتے تھے اگر رستہ پاتے تو چالیس برس تیہ میں حیران پریشان رہکر بسر نکرتے یہ بھی معلوم ہوا
کہ خیر کو چھوڑکر ادنے لینا دلیل ہے حماقت و جہالت کی ایسی اولا بدلی احکام کو نقصان و خسران لاتی ہے کتاب و سنت
جو محض ہیں سو ان سے رائے و قیاس ادنی ہیں جو لوگ اس ادنے کو لیتے ہیں خیر کو چھوڑتے ہیں بلندی سے طرف پستی کے آتے ہیں کمینے
ہیں بخیر ہیں وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاۗءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ ڈالی اوپر ان کے ذلت و محتاجی

ع

اور کمال ائی عصیان کا یہ اثر کہ وہ حکم اللہ کا نہ مانتے تھے اور خون کرتے نبیوں کا ناحق یہ اسلیے کہ بے حکم تھے حد پر نہ رہتے تھے
ف ابن کثیر نے کہا وہ خواری و محتاجی انکو ہمیشہ عادتاً و قدراً گلے کا ہار ہو گئی ہی جس نے انکو پایا ذلیل و خوار کیا خود
بھی ذلیل و محتاج تھے ابن عباس نے کہا وہ اصحاب قبالات ہیں یعنی جزیہ بھی انکی ذلت و مسکنت ہی حسن و قتادہ نے
کہا وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیتے ہیں اللہ نے انکو خوار کر دیا ہے انکو کچھ قوت باقی نہیں مسلمانوں کے ہاتھ سے
مال بچے ہوجب اس سے انکو پایا تو وہ مجوس کے جزیہ گذار تھے سدی وغیرہ نے کہا مراد مسکنہ سے فاقہ کشی ہے
عطیہ عوفی نے کہا خراج ہے ضحاک نے کہا جزیہ ہے سو کان کہتے ہیں یہ خبر خدا تعالیٰ کی دی ہے سب زمانوں میں یہ معلوم
ہوئی یہود سے زیادہ ذلیل و خوار و محتاج و فقیر کوئی فرقہ نہیں ہے کبھی انکو کچھ شوکت و جمعیت نہ ملی ہمیشہ ہر زمانے
میں جہاں کہیں رہے غلاموں کیطرح رہے اتفاقاً اگر انمیں کوئی مالدار بھی ہوتا ہے تو وہ محتاجی و فقیری ظاہر کرتا ہے
تاکہ اوسکے مال میں کسی کو طمع ہو خواہ یوں کہ اوس پر جزیہ بڑھا دے یا یوں کہ بطور ظلم اوسکا مال چھین لیوے غرضکہ
سارے اہل ملل میں اونسے بڑھکر یہ کوئی ذلیل ہے نہ حریص مال گو پاس کے سب فقرا و گدا ہیں اگر آسودہ حال کیوں
نہوں ف ضحاک وغیرہ نے کہا غضب کما لانے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے غضب کے مستحق ٹھیر چکے ہیں لائق خفگی بن گئے
ہیں یہ سزا انکی اس بات پر ہوئی کہ انہوں نے اتباع حق سے تکبر کیا اللہ کی آیتوں کا انکار کیا انبیا علیہم السلام کو
مع اونکے اتباع کے جو حامل شرع تھے خوار و حقیر کیا یہانتک کہ انکو مار ڈالا اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوگا حدیث میں آیا
ہے کبر کہتے ہیں سو حق تحقیر مردم کو یعنی آپ کو بڑا ٹھیرانا اوروں کو خوار سمجھنا حق باتوں کا نہ ماننا اسی لیے جب بنی اسرائیل
سے یہ کام ہوئے تو اللہ تعالے نے اوپر انکے عذاب و نکال دنیا و آخرت میں لباس خواری و بے اعتباری کا پہنا دیا ابن
مسعود کہتے ہیں بنی اسرائیل ایک ایک دن میں اول وقت تین تین سو انبیا کو قتل کرتے تھے پھر تیسرے پہر کو ساگ
بھاجی کا بازار لگاتے لین دین بیچ کہوچ کرتے شعیا و زکریا و یحیے کو انہیں نے قتل کیا تھا حدیث ابن مسعود میں
مرفوعاً آیا ہے کہ سب سے زیادہ سخت تر عذاب میں دن قیامت کے وہ شخص ہوگا جسکو کسی نبی نے قتل کیا ہے یا اوس نے
کسی نبی کو جان سے مارا ہے یا پیشواے ضلالت تھا یعنی امام بدعت یا صورت بنانیوالا رواہ احمد عصیان کہتے ہیں حکم نہ ماننے
کو اعتدا کہتے ہیں حد سے آگے بڑھ جانے کو اس قوم میں یہ دونو وصف تھے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالنَّصَارَىٰ
وَالصَّابِئِينَ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا
هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ تاویل یہ ہے کہ جو لوگ مسلمان ہوئے اور جو لوگ یہودی و نصرانی ہوئے اور صابئین جو کوئی یقین لایا اللہ پر اور کام کیا
نیک تو انکو ہی انکی مزدوری انکے رب کے پاس ہے اونکو ڈر ہے نہ وہ غم کہا دینا یعنی کسی فرقہ خاص پر موقوف نہیں ہے بلکہ

یقین لانا شرط ہے اور نیک عمل کرنا ایسے ایسے وقت جس لیے نیک کام کیا اوسے ثواب پایا اس لیے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل
اسی بات پر مغرور تھے کہ ہم پیغمبرون کی اولاد ہیں ہم ہر طرح خدا کے یہان بہتر ہین یہود کہتے ہین حضرت موسی علیہ السلام
کی امت کو نصاری کہتے ہین حضرت عیسی کی امت کو صابئین ایک فرقہ تہا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مانتا تہا ف ابن
کثیر کہتے ہین جب اللہ نے حال اس فرقے کا بیان کر دیا جس نے خلاف امر خدا کیا تہا اور ناحق کا مرتکب ہوا تہا جس بات کا ادنی تہا
اوسکو بجا لایا تہا اور منہیات و محارم کیا تہا تو اس بات پر آگاہ کیا کہ جس کسی نے امم گذشتہ میں اچہی کارروائی کی ہے اوسکو جزا
ملیگا یہی امر تا قیام ساعت قائم ہے کہ جو کوئی متبع رسول نبی امی کا ہوگا اوسکے لیے سعادت ابدی ہے اوسکو آئندہ
کچھ ڈر ہے نہ کسی چیز کے فوت ہو جانے پر کچھ غم ہے کما قال تعالی اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ
فرشتے وقت احتضار کے مومنین سے یہ بات کہتے ہین جو اس آیت مین مذکور ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا
تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۰ سلمان نے
کہا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حال اون دین والون کا پوچہا جنکے ہمراہ مین تہا میں نے اونکی نماز و عبادت کا
ذکر کیا تہا اوسپر یہ آیت اوتری رواہ ابن ابی حاتم سدی نے کہا یہ آیت سلمان فارسی کے حق مین نازل ہوئی ہے
یہود کا ایمان یہ تہا کہ توریت و سنت موسی پر چلنا چاہیے لیکن جب عیسی آئے تو جس کسی نے توریت و سنت موسوی کو چہوڑ کر
اتباع عیسی کا نہ کیا وہ ہلاک ہوا نصاری کا ایمان یہ تہا کہ انجیل و شرائع عیسے پر چلنا چاہیے تہا مگر جب محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو جس کسی نے انجیل و شرع عیسوی کو چہوڑ کر آپکا اتباع نہ کیا وہ ہلاک ہوا ابن عباس کہتے ہیں
اس آیت کے بعد وہ آیت اوتری وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَہُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ
معلوم ہوا کہ کسی شخص سے کوئی عمل و طریقہ مقبول نہین ہے جب تک کہ موافق شریعت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہو
ہاں آپکی بعثت سے پہلے جس نے اپنے زمانے کے رسول کا اتباع کیا ہے وہ طریق ہدایت و سبیل نجات پر تہا اس آیت
مین فقط ذکر ایمان و یقین لانیکا اللہ و یوم آخر پر ہے رسول کا ذکر نہین ہے اسلیے کہ بے اتباع رسول کے کوئی شخص
نہی اللہ و معاد پر یقین نہین لا سکتا ہے اللہ پر وہی آدمی ایمان لاویگا جو پہلے رسول پر ایمان لا چکا ہوگا ف
بعض نے کہا ہے مراد لفظ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے منافقین ہین اسلیے کہ ذکر انکا ہمراہ ہر سہ فرقہ مذکورہ کیا ہے یعنے
ظاہر مین وہ ایمان دار بنے ہین لیکن اولی یہی ہے کہ مراد اس جگہ سچے مومن مصدق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین گویا اسمین
حال اس امت اسلامیہ اور اگلی امتون کا بیان فرمایا ہے کہ مرجع ان سب کا ایک ہی امر کیطرف ہے اور وہ امر
یہ ہے کہ اللہ و معاد پر یقین لاوین عمل صالح کرین ایمان سے وہی بات مراد ہے جو حدیث جبریل مین آئی ہے کہ

اٰنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ سو ایسا ایمان اوسی کو ملتا ہے جو ملت اسلامیہ
میں داخل ہوتا ہے کیونکہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہ لایا قرآن کو نہ مانا وہ ہرگز مومن نہیں ہو اور جس
نے ان دونو کو مانا وہ مسلمان ایماندار ہوا یہودی ہا نصرانی مجوسی **ف** یہود کہتے ہیں اولاد یہود بن یعقوب علیہ
السلام کو دال ذال ہو گئی ہے یا تہود سے مشتق ہے معنے توبہ کرنا کقولہ تعالی اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ای تُبْنَا یا تہود کہتے ہیں
ہلنے کو یہ وقت قرأت توریت کے ہلتے تھے جس طرح لڑکے مکتب میں سبق پڑھتے وقت ہلا کرتے ہیں اسلیے یہود کہلائے
جب عیسی علیہ السلام آئے تو انپر آنکی تابعداری جب ہوئی جنہوں نے اون کا دین قبول کیا وہ نصاری کہلائے اون کو
انصار بھی کہتے ہیں قال تعالی قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ یا اس لیے کہ ناصرہ نام گاؤں میں آکر بسے تھے جب
خاتم النبیین ساری بنی آدم کے رسول ہوکر آئے انپر تصدیق انکی فرض ہوئی جنہوں نے مانا وہ سچے مومن کہلائے امت
محمدیہ کا نام مومنین ٹھیرا اسلیے کہ اس امت کا ایمان بہت کثرت سے آنکی تصدیق نہایت شدت سے ہے کیونکہ یہ سارے
اگلے نبیوں پر ایمان لائے ہیں آیندہ کے غیوب کا یقین کرتے ہیں صابئین سو مجاہد نے کہا وہ ایک قوم تھی درمیان
مجوس یہود و نصاری کے اونکا کوئی دین نہیں تھا یعنی لا مذہب تھے ایک جماعت سلف نے کہا ہے وہ ایک فرقہ ہے
اہل کتاب کا زبور پڑھتا تھا اسی لیے ابو حنیفہ و اسحاق کہتے ہیں کہ انکا ذبیحہ حلال ہے اور ان سے نکاح کرنا درست ہے حسن نے کہا
یہ مجوس کی طرح تھے دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ فرشتہ پرست تھے زیاد نے کہا وہ قبلے کی طرف نماز پنجگانہ پڑھتے تھے
ابو الزناد نے کہا وہ قوم متصل عراق قریہ کوثی میں بستی تھی سب نبیوں کو مانتے تھے تیس روزے رکھتے یمن کی طرف
نماز پنجگانہ پڑھتے وہب بن منبہ نے کہا صابی وہ شخص ہے جو موحد ہو کر کفر کرے نہ کسی شریعت پر چلے ابن زید نے کہا وہ
ایک دین ہے وہ لوگ جزیرہ موصل میں تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے نہ عمل کرتے نہ کتاب رکھتے نہ نبی فقط یہی کلمہ کہتے اسی لیے
مشرکوں نے اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صابئین کہدیا تھا یعنے کلمہ کہنے میں مشابہ صابئین کے ہیں
خلیل نے کہا وہ ایک قوم تھی انکا دین نصاری کے دین سے ملتا جلتا تھا مگر قبلہ انکا طرف باد جنوب کے ہے انکو یہ زعم ہے
کہ وہ دین نوح علیہ السلام پر ہیں مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ انکا دین یہود و مجوس سے مل گیا ہے اسلیے انکا ذبیحہ نادرست
ہے انسے نکاح کرنا جائز نہیں ہے قرطبی نے کہا حاصل یہ ٹھیرا کہ وہ موحد تھے مگر تاثیر نجوم کے قائل تھے نجوم کو فاعل جانتے
تھے اسلیے ابو سعید اصطخری نے حاکم قادر باللہ میں فتوی انکے کفر کا دیا تھا رازی کا مذہب یہ ہے کہ ایک قوم ستارہ
پرست تھی انکا عقیدہ ہے کہ اللہ نے کواکب کو قبلہ عبادت و دعا ٹھیرایا ہے یا اس عالم کی تدبیر انکو سونپی ہے پھر کہا کہ
یہ قول منسوب ہے طرف کستر انیہ کے جنکے رد و ابطال کو بہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تھے ابن کثیر کہتے ہیں اظہر

اقوال واللہ اعلم قول مجاہد واس سے غیر ہمارا کا ہے کہ وہ قوم درمیان یہود و نصاریٰ کے تھی نہ مذہب مجوس نہ مشرکین بلکہ اپنی
فطرت پر باقی تھی اور انکا کوئی دین نہیں تھا جس کے وہ پیرو ہوتے اسی لیے مشرک لوگ مسلمانوں کو صابی کہتے تھے یعنی سارے
ادیان اہل ارض سے باہر ہیں ع ہم طرح سوں اور ہی ایجاد کر چلے ✤ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ صائبین وہ لوگ ہیں جنکو دعوت
کسی نبی کی نہیں پہونچی واللہ اعلم کسی نے کہا ہے اونکا یہ دعوی تھا کہ وہ دین صابی بن شیث بن آدم پر ہیں شیخ الاسلام
ابن تیمیہ نے کتاب رد منطقیین میں لکھا ہے کہ شہر حران پہلے صائبین کا گھر تھا یہ جگہہ اوسی قوم کی منڈی تھی ابراہیم
علیہ السلام اسی جگہہ پیدا ہوئے تھے یا عراق سے چلکر یہاں آئے تھے یہاں بہت سے تاروں کی مورتیں تھیں جیسے زحل
مشتری زہرہ عطارد قمر انکا علت اولے و عقل اول و نفس کلیہ کی بھی ہیکل بنائی تھی یہ دین انکا پہلے ظہور نصرانیت سے
تھا پھر ان میں نصرانیت آگئی کچھ صابی بھی بنے رہے آخر میں اسلام آگیا صابیہ و فلاسفہ دولت اسلام میں بھی آخر
وقت تک باقی رہے بغداد میں بسبب طبابت و کتابت کام کیا کرتے تھے فارابی جب حران میں آیا سنہ چار سو ہجری تھی اوسنے
یہیں کے فلاسفہ سے علم سیکھا تھا اسیطرح دمشق والے بھی قبل ظہور دین نصرانیت کے صابی تھے قطب شمالی کیطرف نماز پڑھتے تھے
مساجد قدیمہ دمشق کا قبلہ اسی قطب کیطرف ہے جامع دمشق کے پیچھے ایک بڑا معبد اس قوم کا تھا یہ دو قسم ہیں ایک
حنیف موحد دوسرے مشرک انتہی اس آیت میں پہلے ہی قسم کی ثنا فرمائی ہے نسخ و تبدیل سے پہلے توریت پر چلتے تھے پھر
انجیل پر چلے جو انسے بھی پہلے تھے وہ ملت ابراہیمی کے تابع تھے مجوس مشرک اونکے برخلاف ہیں کیونکہ ان میں کوئی
مومن نہیں ہے اسی لیے اللہ نے فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ
وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ اس جگہہ چھہ ملت کا
ذکر فرماکر یہ ارشاد کیا کہ انکا فیصلہ روز قیامت ہم کرینگے اون میں کسی مومن کا ذکر نہیں کیا پھر یہ صابیہ مشرک ہوگئے فلاسفہ
انہیں مشرکین میں سے ہیں ہاں اگلے فلسفی جو موحد قائل صانع عالم مقر معاد تھے وہ صابئین حنفاء کے تھے
جنپر اللہ نے ثنا کی ہے رہے صابئہ مشرکین سو یہ بھی مثل مشرکین عرب کے مقر حدوث عالم تھے جسطرح مشرکین ہند بھی
اسی کے قائل ہیں اہل مقالات نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے معطلہ اور مشرکین فلاسفہ کے جو شخص قائل قدم عالم ہوا ہے
ارسطو ہے انتہی رہے فلاسفہ اسلام جیسے ابن سینا وغیرہ سو انکا حال بھی مثل صابئہ مشرکین کے تھا اور انکے علوم اوسی قوم مذموم
کے علوم سے ماخوذ ہیں اسلیے علماء اسلام نے اونکو ملاحدہ میں شمار کیا ہے اس زمانہ آخر میں کہ بمدوث قیامت کبری معلوم
ہوتا ہے سرزمین ہند میں دہریت کا اثر روز افزوں ہے دعوی اسلام کا رکھتے ہیں مگر درپردہ اسلام کی بیخ کنی میں اقماهم

اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ

تَتَّقُوْنَ ○ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ جب لیا
ہمنے اقرار تمسے اور اونچا کیا تمپر پہاڑ پکڑو جو ہمنے دیا زور سے یاد کرتے رہو جو اوسمین ہی شاید تم ڈرو پہر تم پہر گیے
بعد اسکے اگر نہ ہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اوسکی مہر تو تم خراب ہوتے **ف** جب توریت اتری تو کہنے لگے ہمسے اتنے
حکم نہو سکینگے تب پہاڑ اوپر آیا کہ گر پڑیے تب ڈر کر قبول کیا کما قال تعالیٰ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّ
ظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ طور کہتے ہین پہاڑ کو اس لفظ
کو سورۂ اعراف مین یون ہی تفسیر کیا گیا ہے اسطرف ایک جماعت صحابہ و تابعین کی گئی ہے یہی معنی ظاہر ہین ابن
ابن عباس کہتے ہین طور وہ پہاڑ ہے جو کچھ اگاتا ہو جو نہین اگاتا وہ طور نہین ہے طور اوس پہاڑ کا بہی نام ہے
جسپر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کی باتین ہوئی تہین توریت اوتری تہی یہ اوس پہاڑ کے پیچہے آگئے تہے وہ انکے
اوپر ہو گیا تہا کسی نے کہا ہے سریانی زبان مین طور ہر پہاڑ کو کہتے ہین یہ پہاڑ جو اون کے سر پر اونچا کیا گیا تہا
سمجہا جبال فلسطین کے تہا حدیث الفتون مین ابن عباس سے آیا ہے کہ جب وہ اطاعت سے مار رہے تو انپر پہاڑ لایا گیا
تہا تا کہ سنین ابن سدی نے کہا اونکو حکم ہوا تہا کہ سجدہ کرو نہ مانا تو پہاڑ لایا گیا اوسکو دیکہکر جو اس ہو کر سجدے
مین گر پڑے لیکن ایک جانب سے دوسری جانب سے پہاڑ کو دیکہتے جاتے تہے کہ کہین گر نہ پڑے اللہ نے رحم کیا پہاڑ ہٹا لیا
انہون نے کہا سے زیادہ محبوب یہی سجدہ ہے جسکے سبب سے یہ عذاب دور ہو گیا اسلیے اب تک وہ اوسی طرح
سجدہ کرتے ہین **ف** حسن نے کہا مراد مَآ اٰتَيْنٰكُمْ سے توریت ہے یعنی اسکو پکڑے رہو ابو العالیہ نے کہا مراد قوت سے
طاعت ہے مجاہد نے کہا عمل کرنا ہے قتادہ نے کہا مراد کوشش و طاقت ہے یاد کرنے کا یہ مطلب ہے کہ جو کچہ اوس مین لکہا
ہے اوسکو تم پڑہو سمجہو اوسپر چلو لیکن وہ بعد لینے مضبوط عہد کے اپنے اقرار سے پہر گیے عہد کو توڑ ڈالا مگر اللہ نے اون کی
توبہ قبول کی نبی و رسول بہیجے ورنہ دنیا و آخرت دونو کو برباد کر چکے تہے بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر پہلی بار زبان بہتی
تو کچہ حاجت اوس عہد و پیمان کی نہوتی ابن عطیہ نے کہا اللہ نے وقت سجدے کے انکے دلون مین ایمان پیدا کر دیا تہا یہ بات
نہین ہے کہ زبردستی وہ ایمان لائے ہون دل مطمئن ہو اتہے شوکانی فرماتے ہین یہ تقریر بنا و شہی قواعد نہی کی ہے یدی
نے ایسی بات کہلوائی ہے ورنہ ہر شخص عاقل جانتا ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا اکراہ ہوگا کہ ایک پہاڑ لاکر سر پر دہر دیا جاوے
کہا مانو تو مانو ورنہ یہ تمپر گرتا ہے تم جانو بلکہ بعض مفسرین نے یہ لکہا ہے کہ سامنے سے آگ آئی پیچہے سے دریا آیا اوپر پہاڑ تہا
غرضکہ ہمارا تو یہ قول ہے کہ بیشک اللہ نے انپر اکراہ کیا وہ زبردستی ایمان لائے انکی رعایا پر اللہ نے اوسی عذاب کو اٹہا لیا یہی بات
ہے کہ ہماری شریعت مین امر ثابت ہو چکا ہے کہ جسکو نبی کلمہ اسلام ہو وہ سے کہہ لی تواب اوسپر تلوار نہ چلائی جاتی تہی کہنچ لو جہان تک ہو

اور جانتا ہوا ہے یہاں تک کہ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ ایک شخص نے اسی طرح ایک شخص کو بعد تکلم بکلمۂ اسلام مار ڈالا تھا جب
سعد نے کہا کہ اس نے تقیہ سے کلمہ کہا ہے یہ قصہ صحیح ہے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اسکو دل کو چیر کر دیکھ
لیا ہے مجھکو یہ حکم نہیں ہے کہ میں لوگوں کے دلوں کو پہاڑ کر دیکھوں یہی بات لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ وقوله اَفَاَنْتَ
تُكْرِهُ النَّاسَ سو یہ معاملہ حکم قتال سے پہلے کا تھا منسوخ ہو گیا ف حدیث میں آیا ہے کہ میں نے تم میں دو بھاری چیزیں
چھوڑی ہیں جب تک تم انکو پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب اللہ کی دوسری سنت میری یہ حدیث
مشکوۃ میں ہے اسیطرح اور بہت حدیثوں میں ترغیب بمسک قرآن و حدیث کی بلکہ وصیت انکی اتباع کی فرمائی ہے ارشاد
کیا ہے کہ انکو اپنے دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو قرآن پاک میں اہل علم سے اس بات کا عہد و پیمان لیا گیا ہے کہ تم احکام
قرآن کو بیان کیا کرو سو جسطرح بنی اسرائیل اپنے قول و قرار سے بات اخذ و عمل توریت کے پھر گئے اسیطرح ایک
مدت سے انکا طریقہ اس امت نے بھی اختیار کر لیا ہے یہ معجزہ ہے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ جیسا فرمایا تھا ویسا
ہی ہوا ایسے ارشاد کیا تھا کہ تم اگلی امتوں کی چال پر چلو گے بالشت بالشت ذراع بذراع سو اصل تقلید طریقہ یہود کا جو
اس امت آخر میں تقلید ایسی آگھسی ہے کہ زمانہ مہدی و عیسی علیہ السلام سے پہلے دور ہونا اسکا محال نظر آتا ہے جب سے
یہ تقلید رسم و قیاس عوام اس امت اسلامیہ نے پسند کر لی ہے تیرے میرے کہنے سننے پر قناعت کر کے بیٹھ رہے
ہیں قرآن کا پڑھنا حدیث کا سمجھنا کتاب پر چلنا سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے سبھی ہر اسلام غریب ہو گیا مسلمانوں پر
ادبار آگیا یہود کی طرح ذلیل و محتاج ہو گئے انا للہ اب انکی بھی یہی حالت ہو گئی ہے کہ جبتک مثل پیغمبر بنی اسرائیل کے کسی امام مہدی
ہادی یا نبی برحق کا کوڑا انکو نہ لگے گا تب تک یہ بھی ایسے عہد پر چلیں گے سیر مہدی علیہ السلام میں آیا ہے کہ وہ سنت
کو زندہ بدعت کو مردہ کرینگے تقلید کو اٹھا دینگے کتاب و سنت پر سب کو چلا دینگے پس جب کبھی ان مقلدین و مبتدعین کے
سر پر انکی تلوار چمکے گی تب کہیں یہ بھی مثل یہود کے سیدہے تو بہ کرینگے راہ راست پر آجاوینگے ابھی تو مثل بنی اسرائیل
کے اپنے جہل و حمق و ضد و عناد پر جمے ہوئے ہیں اہل حق کا رد کرتے ہیں ابطال حق احقاق باطل پر مستعد ہیں مگر یہ ظالم
بہت جلد معلوم کر لینگے کہ کونسا پلٹنے والا پلٹتا ہے یہ لوگ یا اہل حق وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ

فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۚ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

تم جان چکے ہو جنہوں نے تم میں زیادتی کی ہفتے کے دن میں تو ہم نے کہا ہو جاؤ بندر پھٹکارے ہوئے پھر ہم نے وہ دہشت رکھی اس شہر
کو روبرو والوں اور پیچھے والوں کو اور نصیحت رکھی ڈر والوں کو یہ قصہ سورۂ اعراف میں ہے وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ
حَاضِرَةَ الْبَحْرِ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ كَذٰلِكَ

نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ القصة ایلہ ایک بستی ہے سدی نے کہا گانوں والے اہل ایلہ تھے یہی قول قتادہ کا ہے ابن عباس نے کہا یہ گانوں
درمیان ایلہ و طور کے تھا اوسکو مدین کہتے ہیں یہ حال اسرائیل اون سے یہ عہد و میثاق لیا تھا کہ تم سنیچر کے دن کی تعظیم کرو ہفتہ میں
مچھلی کا شکار نہ کھیلو انہوں نے یہ حیلہ نکالا کہ ایک دن پہلے سنیچر سے جال ڈال لیتے حوض بنائے مچھلی اسمین پہنسکر رہجاتی رات
کو پکڑ لیتے اللہ کو غصہ آیا انکو بندر سور یا بندر شکل و صورت میں سب سے زیادہ مشابہ انسان ہے گو حقیقت میں حیوان ہے اسی
طرح جسکے اونکے اعمال و حیلے ظاہر میں بشارع حق تھے اور باطن میں مخالف حق تو اللہ نے انکو وہی جزا سزا دی جو اونکے جنس
عمل کے تھی مجاہد نے کہا اونکے دل مسخ ہو گئے تھے یہ نہیں کہ سچ مچ شکل بندر ہی ہمین بنگئے تھے یہ ایک مثل ہے جو اللہ نے بیان
کی كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ابن کثیر کہتے ہیں مجاہد کا یہ قول عجیب خلاف ظاہر سیاق آیت ہے کیونکہ اس جگہہ کے
سوا دوسری جگہہ بھی یون ہی فرمایا ہے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ ابن عباس نے کہا جوان لوگ بندر ہو گئے
تھے بوڑھے سور بنگئے تھے قتادہ نے کہا قوم کی دُم نکل آئی تھی چیخنے چلانے لگے پہلے وہ مرد عورت تھے اب بندر ہو گئے
ابن عباس نے کہا اللہ نے اونکو بندر بنا دیا اونکی معصیت پر وہ تین دن زندہ رہے کوئی صاحب مسخ تین دن سے زیادہ نہین جیتا ہے
نہ کہایا نہ پیا نہ نسل چلی اللہ نے بندر سور ساری خلق چھہ دن میں بنائی ہے اس قوم کو بندر کی صورت مین کر دیا اسی طرح
جسکے ساتھہ جو چاہتا ہے اور جسطرح چاہتا ہے کرتا ہے جسکو جو چاہے بنا دے اور یہی فقط وہ لوگ بچ گئے جو قوم کو اس
کام سے منع کرتے تھے ورنہ سب ہلاک ہو جاتے ابن کثیر کہتے ہیں غرض کہ یہ بات نہین ہے جو مجاہد نے کہی تھی کہ انکا مسخ معنوی
تھا نہ صوری بلکہ صحیح یہی ہے کہ صوری و معنوی دونوں طور پر مسخ تھا ابن عباس سے سارا قصہ مفصل اونکے مسخ کا نقل کیا ہے
جسکا حاصل اوپر گذرا فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ صیغہ امر کا اس آیت میں واسطے تحویل و تسخیر و تکوین کے ہے یعنی قدرت کا تعلق
واسطے انکے نقل کرنے کے حقیقت بشریت سے طرف حقیقت بندر کی ہوا یعنی سچ مچ مسخ ہو گئے پھر کہا ہے کہ ایک جماعت مفسرین
نے یون ذکر کیا ہے کہ یہود دو فرقے ہو گئے تھے ایک فرقے نے سنیچر کے دن یا داؤد کی حد سے آگے بڑہکر خلاف حکم خدا کیا مچھلی کا شکار
کرنے لگے دوسرا فرقہ دو قسم ہو گیا ایک قسم نے انکو منع کیا اور کنارہ کشی اختیار کی دوسری قسم نے شکاریوں کا ساتھہ نہ دیا لیکن ایسے
پہلے جو ان کو عمل کرنے سے منع بھی نہ کیا یہ انکے لئے ہوا اللہ نے سب کو مسخ کر دیا سوا پہلے فرقہ کے کوئی نہ بچا یہ قصہ زمانہ داؤد میں واقع ہوا
تھا لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ الآية **ف** اللہ نے اس عقوبت کو واسطے اوس شہر
والوں کے اور جو شہر اوس کے ارد گرد تھے عبرت ٹھیرایا کما قال تعالیٰ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرَىٰ وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ومنہ قولہ تعالیٰ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا الآية مراد اطراف آس پاس کے
شہر ہین ایک قول پر قتادہ نے کہا ہے مَا بَيْنَ يَدَيْهَا سے مراد اگلے لوگ ہین مَا خَلْفَهَا سے پچھلے لوگ بنی اسرائیل کے لیکن یہ بات

شک نہین ہے کیونکہ مراد مکان ہے نہ زمان اگر پچھلون کی نسبت یہ عبرت درست بہی ہو تو اگلون کی نسبت نہین بنتی
اس لیے مضبوط بات یہی ہے کہ مراد وہ گاؤں ہیں جو اوسوقت موجود تہے جنکو اس حادثے کی خبر ہو گئی تہی کما قال تعالی
وَلَا یَزَالُ الَّذِینَ کَفَرُوا تُصِیبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ وقال تعالی أَفَلَا یَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِی الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ
أَطْرَافِهَا حاصل یہ کہ اللہ نے انکو عبرت و نکال ٹہیرایا واسطے اون کے جو اوس پاس مین تہے اور موعظت دیدہ ٹہیرایا انکے
لیے جو بعد مین آوینگے اور اس خبر متواتر کو معلوم کرینگے ابن عباس نے کہا ہے یہ موعظت قیام قیامت تک کے لیے ہے
حسن وقتادہ نے کہا یعنی تا کہ لوگ اللہ کی انتقام سے ڈر کر معصیت سے بچین سدی نے کہا ہے مراد متقین سے اس جگہہ امت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے ابن کثیر نے کہا مطلب یہ ہے کہ وہ نکال و وبال جو اونپر آیا تہا اس لیے آیا کہ انہون نے ارتکاب محارم
خدا کا کیا طرح طرح کے حیلے نکالے اسلیے جو لوگ متقی ہوں اونکو ایسے کام سے بچنا چاہیے کہین یہ ہو کہ جو آفت انپر آئی
تہی وہ اونپر بہی آجاوے حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعا آیا ہے تم وہ کام نہ کرو جو یہود نے کیا تہا کہ دراسا حیلے نکالکر
اللہ کے حرام کو حلال ٹہیرالیا تہا رواہ احمد هذا اسناد جید جامی نے فقہا کے حیلون کا شکوہ اپنے نظم مین بہت
خوب کیا ہے اونکو حیلہ گر شعبدہ باز بتایا ہے کیونکہ وہ لوگ طمع دنیا کے لیے امرا کی خوشامد کے واسطے ناجائز امر کو کسی حیلے
حوالے بہانے سے لباس جواز کا پہنا دیتے ہین ابن القیم نے اعلام الموقعین مین ابطال حیل کا مفصل طور پر کیا ہے اللہ
نے اس حیلہ گری سے اہل حدیث و قرآن کو ہمیشہ بچایا اور بچاوے گا ۞ ما اہل حدیثیم دغا را نشناسیم ۞ صد شکر کہ در
مذہب ما حیلہ و فن نیست ۞ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تَذْبَحُوا بَقَرَةً ۖ قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ۖ قَالَ
أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ جب کہا موسی نے اپنی قوم کو اللہ فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گائے تو کہا کیا ہم
کو ٹھٹھے مین پکڑتا ہے کہا پناہ اللہ کی اس بات سے کہ مین ناد انون میں ہون عبیدہ سلمانی نے کہا ہے بنی اسرائیل مین
ایک شخص بانجہ تہا اوسکے اولاد نہ ہوتی تہی مگر بڑا مالدار تہا اوسکا بہتیجا جو وارث ہوتا تہا اوسنے اوس شخص کو قتل
کر ڈالا ہے رات کو اوسکی لاش اوٹہا کر کسی اور شخص کے دروازے پر رکہدی صبح کو ان گہر والون پر دعوی خون کا کیا لوگ ہتہیار
باندہکر لڑنے پر طیار ہوئے ایک عقلمند آدمی نے کہا تم کیون خانہ جنگی کرتے ہو تمہارے درمیان مین رسول اللہ موجود ہین
موسی علیہ السلام کے پاس آکر یہ حال کہا اونہون نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو وہ لوگ اعتراض نہ کرتے تو ایک ادنی
گاؤ کافی ہوجاتی اونکے طول دینے سے یہ نوبت پہنچی جس کا ذکر اللہ نے اس جگہہ کیا ہے ابن کثیر نے اس قصے کو ابن عباس و ابو العالیہ
و سدی وغیرہم سے بالفاظ مختلفہ نقل کرکے یہ بات لکہی ہے کہ ان سیاقات مین کسقدر اختلاف ہے ظاہر یہ ہے کہ کتب بنی
اسرائیل سے ماخوذ ہین سو گو نقل انکی جائز ہو مگر نہ تصدیق ہو سکتی ہے نہ تکذیب یہ سیاقات لائق اعتماد کے نہین ہین مگر

اوسی قدر جو موافق حق کے ہو ف یہ قصہ ذبح بقرہ کا تلاوت مین بعد مین ہے آیہ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ

فِیْہَا سے موخر ہے یہی ہوسکتا ہے کہ اِذْ قَتَلْتُمْ نزول مین مقدم ہو اور ذبح موخر ہو قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا ھِیَ ط

قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکْرٌ ط عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِکَ ط فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ

یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُہَا ط قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُہَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ○ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنْ

لَّنَا مَا ھِیَ لا اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَہَ عَلَیْنَا ط وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَمُہْتَدُوْنَ ○ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوْلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِیْرُ

الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِی الْحَرْثَ ج مُسَلَّمَۃٌ لَّا شِیَۃَ فِیْہَا ط قَالُوا الْئٰنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ط فَذَبَحُوْہَا وَمَا کَادُوْا یَفْعَلُوْنَ ○

ع ۱۰

بولے پکار ہمارے لیے اپنے رب کو کہ بیان کرے ہمکو کہ وہ گاو کیسی ہے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہے نہ بن بیاہی میانہ ہے

انکے بیچ اب کرو جو تم کو حکم ہے کہا پکار ہمارے لیے اپنے رب کو کہ بیان کرے ہمکو کیسا ہے رنگ اوسکا کہا وہ فرماتا

ہے وہ ہے زرد ڈہڈہا رنگ اوسکا خوش آتی ہے دیکھنے والوں کو کہا پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کرے

کس قسم میں ہے وہ ہمکو گائیوں مین شبہ پڑا ہے ہم اللہ نے چاہا تو راہ پالینگے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک گاو ہے محنت والی

نہیں کہ جوتتی ہو زمین کو یا پانی دیتی ہو کہیت کو بدن سے پوری ہے اوس مین کچھ داغ دہبا نہیں ہے بولے اب لایا تو

ٹہیک بات پہر ذبح کیا اوسکو اور لگتے نہ تھے کہ کریں یہ کام ف اس آیت مین اللہ پاک نے بنی اسرائیل کا تعنت

بیان کیا کہ اونہوں نے کثرت سوال سے رسول کو تنگ کر دیا ویسی ہی اللہ نے اونپر تنگی کی یہ اگر کوئی گاو ذبح کر ڈالتے

تو کام چل جاتا لیکن انہوں نے تشدد کیا ویسا ہی تشدد اونپر ہوا حدیث مین آیا ہے کہ اگر یہ انشاء اللہ نہ کہتے تو آخر ابد تک حلال

گاو کا نہ کہلتا اسکو ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ سے مرفوعا روایت کیا ہے بیان فارض وبکر کا ہوا در بیان کبر وصغر کے علامت قوت وحسن

کی ہے حسن نے کہا یہ ایک وحشی گاو تھی ابن عباس نے کہا جو شخص زرد جوتا پہنیگا جب تک پہنے رہیگا خوش رہیگا ابن عمر نے

کہا ہے اوس گاو کے کہر زرد تھے ابن جبیر نے کہا بلکہ سینگ بہی زرد تھے عطا نے کہا زردی ایسی گہری تھی کہ سیاہ ہو جاتی تو

کچھ دور نہیں مجاہد نے کہا نہیں بلکہ صاف رنگ تھی ابن عباس نے کہا لگتا تھا کہ شدت زردی سے سفید ہو جاوے حسن

نے کہا تو اسکی کہال کو دیکھتا تو یہ خیال کرتا کہ گویا سورج اوسکے پوست سے نکلتا ہے توریت مین اس گاو کو سرخ رنگ

لکہا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ خطا ہے تعریب کی یعنی مترجم نے ترجمہ غلط کیا ہے زرد کی جگہ سرخ لکہہ گیا حقیقت مین وہ پیلی

تہی شدت زردی سے لال کالی نظر آتی واللہ اعلم یہ جو فرمایا کہ اوسمین داغ نہ تہا اسکا مطلب یہ ہوا کہ وہ بے عیب تہی نہ سفید

نہ سیاہ نہ سرخ بلکہ ایک رنگ تہی اور اس کہنے مین کہ وہ کام کیا نہ چاہتے تہے مذمت ہے آنکی کہ باوجود اس بیان وسوال صراحت

ایضاح کے بڑی مشکل سے اونہوں نے اوسکو ذبح کیا کسی نے کہا کہ یہ سبب گرانی قیمت کے ذبح کرنا نہ چاہتے تہے مگر اس قول میں نظر ہے

قول نقل ہے ہے یا بہ اول سے ظاہر یہی ہے کہ انکو تعنت شرارت کی سبب سے باز رہنا مقصود تہا بعض نے کہا بخوف فضیحت
باز رہنا چاہتے تہے قول اول اولی ہے **ف** اس آیت سے کئی ایک حکم نکلتے ہیں ایک یہ کہ امر کہ نیوالا عموم امر میں داخل
نہیں ہوتا ہے چنانچہ موسی علیہ السلام داخل نہ ہوئے بدلیل قولہ تعالی فَذَبَحُوهَا دوسرا حکم یہ ہے کہ سنت نحر میں
ذبح کرنا ہے تیسرا یہ کہ امر کا مجملاً جائز ہے بیان میں تاخیر روا ہے چوتہا یہ کہ ستہری کو حاصل کہ سکتے ہیں پانچوان
یہ کہ اتفاقاً اسکہی سے امور میں اشتباہ ہو جاتا ہے **چہٹا** یہ کہ امر مسلم مثبت نہیں ہوتا ہے ساتوان یہ کہ
امر فور کے لیے ہوتا ہے لقولہ وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ آٹہوان یہ کہ حیوان میں سلم جائز ہے حیوان حصر وصف سے کر سکتے
ہیں ابن کثیر نے کہا سلم کرنا حیوان میں مذہب ہے مالک اوزاعی ولیث وشافعی واحمد وجمہور علما کا سلف وخلف مگر
ابوحنیفہ ثوری اہل سلم کو صحیح نہیں کہتے ہیں وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ
فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝ جب تم مار ڈالتے تہے ایک
شخص پہر لگے ایک دوسرے پر دہرنے اور اللہ کو ہے نکالنا اس چیز کا جو تم چہپاتے سو ہم نے کہا مارو تم اس مردہ
کو ایک ٹکڑا اوس گائے کا اسیطرح جلاویگا اللہ مردے اور دکہلاتا ہے تم کو اپنے نمونے شاید تم بوجہو **ف** بنی اسرائیل میں
ایک شخص مارا گیا تہا اوسکا قاتل معلوم نہ تہا اوسکے وارث ہر کسی پر دعوی کرتے تہے اللہ نے اس طرح اوس مردے کو
جلایا اور بتا دیا کہ ان وارثون ہی نے مجہکو مارا تہا بخاری نے کہا اِدَّارَأْتُمْ کے معنے اِخْتَلَفْتُمْ ہیں یہی قول
مجاہد کا بہی ہے عطاء خراسانی کہتے ہیں اسکے معنے اِخْتَصَمْتُمْ ہیں ابن جریج نے کہا اسکے معنے ہیں کہ بعض نے کہا
تم نے مارا دوسرون نے کہا تمنے مارا اسحال ایک ٹکڑا گائے کا مارا اوس ٹکڑے میں اختلاف ہے کسی نے کچہ کہا کسی نے کچہ کہا سب اقوال
ابن کثیر نے لکہے ہیں پہر کہا کہ کوئی سا ہی عضو ہو معجزہ حاصل ہے اس عضو کی تعیین میں اگر کچہ فائدہ ہوتا دینی یا
دنیاوی تو اللہ تعالی ہم کو بتا دیتا لیکن جب عضو مذکور مبہم رہا اور کسی طریق صحیح سے ہمکو طرف سے معصوم کے نہ پہونچا تو ہم
کو بہی اسکا مبہم کہنا بہتر ہے حدیث مرفوع ابن عباس میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی کام ایک ٹہوس پتہر کے اندر کریگا
جسکا نہ کوئی دروازہ ہو نہ اوسمین کوئی سوراخ تو وہ کام اسکا لوگون میں ظاہر ہو جاویگا کوئی سا کام کیون نہ ہو اسکو احمد نے
روایت کیا ہے حاکم نے صحیح بتایا ہے سیدنا ربیع نے کہا ذکیا کسی آدمی نے کوئی کام اچہا سات گہر کے بیچ میں مگر
اللہ اسکو ظاہر کر دیگا یہیں کیا کوئی کام برا کسی آدمی نے درمیان سات گہر کے مگر ظاہر کر دیگا اوسکو اللہ تصدیق اسکی
کتاب اللہ میں موجود ہے وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا جسکی کوئی خصلت اچہی یا بری ہو اللہ اسکی
ایک چادر ظاہر کرتا ہے جس سے وہ خصلت پہچانی جاتی ہے ایک جماعت صحابہ وتابعین نے اسیطرح کے کلمات ذکر کیے ہیں میں کہتا ہون

کہ اگرچہ یہ بات عام ہے مگر بالخصوص قتل وزنا وسحر کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا **ف** ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت لیا ہے کہ
اونہون نے چالیس برس تک گایکو تلاش کیا پھر ایک شخص کے پاس پایا کہ اوسکے کہال بہر کر دینار دیکے پھر اوسکو حلال کرکے ایک
عضو اوسکا مقتول کو مارا وہ خون آلودہ اوٹھہ بیٹھا پوچھا تجھکو کس نے قتل کیا ہے کہا فلان شخص نے اللہ نے اس کام کو
ایک حجت معاد کی ٹھیرایا ہے جسطرح وہ مردہ زندہ ہوگیا اوسی طرح اللہ تعالی سب مردوں کو دن قیامت کے زندہ کریگا معلوم
ہوا کہ قیامت کا ہونا معاد کا آنا حق ہے سکو اوسکا وقوع ہے **ف** اللہ تعالے نے اس سورۃ میں ذکر زندہ کرنے مردوں کا
پانچ جگہہ فرمایا ہے ایک ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ دوسرا یہ قصہ تیسرا قصہ اَلَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ
حَذَرَ الْمَوْتِ چوتہا قصہ اَلَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا پانچواں قصہ ابراہیم علیہ السلام اور چار
پرندون کا اسیطرح زمین کے زندہ کرنیکو بعد موت کے دلیل ٹھیرایا ہے اعادہ اجسام پر بعد مٹی ہو جانے کے چنانچہ حدیث
ابی رزین عقیلی مین آیا ہے کہ انہون نے کہا ای رسول خدا اللہ مردوں کو کیونکر زندہ کرتا ہے فرمایا کیا تیرا گذر کسی سوکھے
جنگل مین نہین ہوا ہے پھر دوبارہ گذر مین تو نے اوسکو سرسبز پایا ہو کہا ہان فرمایا اللہ اسیطرح مردوں کو زندہ کرد یگا دو
ابوداود الطیالسی اسحدیث کو لیے یہ آیت گواہ ہو وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ۚۖ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ
یَاْكُلُوْنَ وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ
اَیْدِیْهِمْ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ○ **ف** غرض اس بیان سے رد کرنا منکرین بعث پر ہے مقتضی اس بات کا ہے کہ بلحاظ اس
آیت کے غرض ہون یہود اسلیے کہ وہ بعث وحشر کے مقر ہین مگر منیا دیر یہ جملہ درمیانی معترضہ ٹھیریگا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہمنے
اوس قتیل کو جلا دیا اوسیطرح ہم سارے مردونکو دن قیامت کے زندہ کرینگے اندونو امر مین با عتبار جواز وامکان کچہ فرق
نہین ہے یہ موسی اسی لیے کہا گیا ہے کہ شاید تم اپنے جان کو معاصی سے باز رکھو سیوطی نے درمنثور مین قصہ بقرہ کا بڑا
لنبا چوڑا وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے یہان کچہ حاجت اوسکے ذکر کی نہین ہے اگر مرفوع ہوتا تو کچہ مضائقہ نہ تہا **ف**
کسینے کہا یہ آیت دلیل ہے مذہب مالک کی اثبات مین کہ قول زخمی کا کہ مجھکو فلان شخص نے قتل کیا ہے لوث ہوتا ہے اسلیے
کہ جب اس مردے نے جی کر قاتل کو بتایا تو یہ قول اسکا مقبول ٹھیرا کیونکہ یہ حالت اوسکی ایسی نہین تہی کہ اسمین گنجایش
تہمت کی ہو سکے حدیث انس بھی اسی کو راجح بتاتی ہے ایک یہودی نے ایک لڑکی کا سر پتھر سے کچلکر ہلاک کیا تہا
اوس سے پوچھا تجھے کس نے مارا فلان فلان یہانتک جب یہودی کا نام لیا تو اوس نے سر ہلایا اوسکو گرفتار کیا آخر اوس نے اقرار
کیا مالک کہتے ہین لوث کی صورت مین اولیاء قتیل سے بطور قسامت کے حلف لینگے جمہور کہتے ہین یہ قول قتیل کا لوث نہیں
ہے انتہی مین کہتا ہون مسئلہ لوث کا ابن القیم نے کتاب طرق حکمیہ مین بڑی تفصیل سے لکھا ہے جسکا کچہ خلاصہ کتاب

حسن المساعی میں آگیا ہے ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ۭ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاۗءُ ۭ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ پھر سخت ہوگئے دل تمہارے اسکے بعد سو وہ جیسے پتھر یا پتھر سے بھی زیادہ سخت پتھروں میں تو وہ بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹتی ہیں اُن میں تو وہ بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں پھر نکلتا ہے اون سے پانی اُنمیں تو وہ بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں ڈر سے اللہ کے اللہ بیخبر نہیں تمہارے کام سے **ف** اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بنی اسرائیل کو ڈانٹا ہے کہ تم عجب قسمت سخت الائق ہو کہ یہ ساری نشانیاں تمنے دیکھیں مردے کا جی اُٹھنا دیکھا او پھر بھی کچھ نرم نہوئے بلکہ سخت دل ہوگئے جیسے پتھر کہ کسی طرح نرم نہیں پڑتا **ع** موم سمجھے تھے تیرے دل کو سو پتھر نکلا ۝ پھر اسی لیے مومنین کو منع کیا کہ دیکھو تم اُنکا سا کام نہ کرنا فرمایا اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ

ابن عباس نے کہا ہے جب مقتول نے زندہ ہوکر کہدیا کہ مجھکو میرے بھتیجوں نے قتل کیا ہے تو پھر وہ بدستور مقبوض ہوگیا اوسوقت اُنہوں نے پھر انکار کیا کہ ہمنے نہیں مارا یہ انکار تھا حق کا بعد رویت کے اس لیے اللہ نے اونکو کہا کہ تمہارے دل تو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوگئے ہیں کہ کسیطرح نہیں پسیجتے بلکہ پتھر کے بھی تمنے کان کترے کہ اون میں کسی سے تو ندی بہتی ہے کوئی پہاڑ کے اوپر سے بخوف خدا نیچے آگرتا ہے تمہاری سختی ایسی ہے کہ اُسکا کچھ علاج نہیں ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ معلوم ہوا کہ پتھر کو بھی حس حال جدا ایکطرحکا اوراک وشعور ہوتا ہے اللہ نے فرمایا تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ مجاہد نے کہا جو نسا پتھر ہے اُس سے یا تو کوئی نالہ ندی نکلتا ہے یا تھوڑا سا پانی بہتا ہے یا وہ اللہ کے ڈر سے پہاڑ پر سے نیچے گرتا ہے یعنی ان کاموں سے خالی نہیں ہے قرآن میں یونہی آیا ہے ابن عباس نے کہا مطلب یہ ہے کہ بعض پتھر تمہارے دل سے زیادہ نرم ہیں تم حکم حق کو نہیں مانتے وہ حکم اُٹھاتے ہیں یٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ جبائی کا یہ قول کہ مراد پتھر کے گرنے سے اولوں کا برسنا ہے ایک بعید ہے رازی و ابن کثیر نے بھی اسکو بعید سمجھکر یہ کہا ہے کہ اس میں خروج ہے ظاہر لفظ سے بلا دلیل انتہی پتھر کا پہاڑوں پر سے گرنا بہت لوگوں نے دیکھا ہے جبر متواتر سے سنا ہے پھر اُسکا انکار کرنا بات بنانا کہا ضرور ہمیں لفظ قرآن کا حجت ہے اتباع ظاہر لفظ کا فرض ہے یحیی بن یعقوب نے کہا مراد ندی سے زیادہ رونا ہے مراد پانی نکلنے سے کم رونا ہے مراد گرنے سے دل کا رونا ہے بغیر آنسو کے کسی نے سمجھا ہے کہ یہ اسناد مجازی ہے جس طرح دیوار کے حق میں ارادہ کا ذکر

کیا ہے یُرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ مگر رازی و قرطبی نے کہا اسکی کچھ حاجت نہین ہے اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ یہ صفت اندر پتھر کے پیدا کردے کما فی قولہ تعالیٰ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وقال تعالیٰ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ الآیة وقال تعالیٰ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَانِ وقال تعالیٰ اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ الآیة وقال تعالیٰ قَالَتَا اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ وقال تعالیٰ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ الآیة وقال تعالیٰ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا قَالُوْا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الآیة حدیث صحیح مین آیا ہے هٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ستون کا رونا حد تواتر سے ثابت ہے صحیح مسلم میں آیا ہے کہ میں اب تک اوس پتھر کو پہچانتا ہون جو مکے مین قبل بعثت کے مجھپر سلام کرتا تہا حجر اسود کے حق مین آیا ہے کہ وہ دن قیامت کے لینے ہاتھ چومنے والے کے لیے گواہی دیگا اس طرح کی اور بہت دلیلین آئی ہین حاصل یہ ہے کہ تمہارے دل تو پتھر کیطرح ہین بلکہ پتھر سے بھی زیادہ کرّے ہین وہ ان دو صفتوں سے کسیطرح باہر نہین ہو سکتے ہین ابن جریر نے کہا یعنی بعض دل مثل پتھر کے ہیں اور بعض پتھر سے بھی زیادہ سخت ہین حدیث ابن عمر مین مرفوعًا آیا ہے تم بہت باتین بغیر ذکر اللہ کے نہ کیا کرو کیونکہ بہت باتین کرنا بغیر ذکر اللہ کے قسوت قلب ہے یعنے دل کی سختی ہے اور بہت دور لوگون مین اللہ سے وہی قلب قاسی ہوتا ہے اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے غریب بتایا ہے انس کا لفظ مرفوعًا نزد بزار کے یہ ہے کہ چار چیزین بدبختی ہین ایک سوکہا ہونا آنکھہ کا یعنے یہ کہ آنسو نہ نکلے دوسرے سختی دل کی تیسرے لمبی امید چوتھے حرص دنیا کی

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ قَالُوْا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ لِیُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اَوَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۝

اب کیا تم ای مسلمانو توقع رکھتے ہو کہ وہ مانین تمہاری بات اور ایک لوگ تہے اون مین کہ سنتے کلام اللہ کا پہر اوسکو بدل ڈالتے بعد بوجہہ لینے کے اور وہ اسکو جانتے تہے اور جب ملتے ہین ایمان والون سے کہتے ہین ہم مسلمان ہوے ہین اور جب اکیلے ہوتے ہین ایک دوسرے کے پاس تو کہتے ہیں تم کیون کہدیتے ہو اون سے جو کہولا ہے اللہ نے تمپر کہ جھٹلاوین وہ تم کو اوس سے آگے تمہارے رب کے کیا تم کو عقل نہین ہے کیا اتنا بھی نہین جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو چہپاتے ہین اور جو کہولتے ہین **ف** جو تہیں منافق تہے وہ خوشامد کے لیے اپنی کتاب مین سے پیغمبر آخر الزمان کی باتین مسلمانون کے پاس بیان کرتے اور جو مخالف تہے وہ انکو الزام دیتے کہ تم اپنے علم مین سے اونکے ہاتہ سند کیون دیتے ہو **ف** تحریف کا ذکر جسطرح اس آیت میں کیا ایسا ہی دوسری جگہہ بھی فرمایا ہے فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّیْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً ۚ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

تحریف کرنا اونکا بعد فہم وفقہ وعقل کے تہا لفظ کو کچہ اور ہی معنی پہناتے تہے یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کا دیکہنا انکا
ہا تجلی گری مر گیے پہر دوبارہ جیو اوٹہو ے وہان پہاڑ پر اللہ کا کلام سنا سمجہ لیا بوجہ لیا تہا پہر پہر گئے اور ایک
قول یہ ہے اسکو بدل ڈالا اسدی نے کہا مراد یہ ہے کہ توریت مین تحریف کی حرام کو حلال حلال کو حرام حق کو باطل باطل کو حق
ٹہرادیا جب کوئی شخص حقدار رشوت لیکر آتا تو اوسکو کتاب اللہ سے مسئلہ نکالکر بتادیتے جب کوئی مدعی باطل آتا رشوت لاتا
تو ویسا ہی مسئلہ نکالکر سمجہادیتے جب کوئی ایسا آدمی آتا جو نہ حقدار ہوتا نہ رشوت گذارنے انکو اس مسئلے سے کچہ سروکار
نہ ہوتا سچ ٹہیک ٹہیک مسئلہ بتدیتے اسی بنا پر اللہ نے فرمایا أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ الآیۃ یہی حال بعض
اہل فقہائے زمانہ کا ہے کہ جس طرح کا مسئلہ کہو کتب فتاوی سے نکالکر بتادین حکم ربانی و تحریری جاری کردین حالانکہ جو جانتے
ہین کہ وہ مسئلہ بالکل خلاف کتاب اللہ و مخالف سنت رسول اللہ ہے مگر حب زر و نام یا قرابت یا مروت مرید یا شاگرد یا آمد
رشوت یا تحفہ و ہدیہ مانع حق گوئی حق نویسی ہے الا ماشاء اللہ یہ بلا نہ ہوتی تو اسلام اس حالت تنزلات تک کاہیکو پہونچتا۔
ف جو توریت انجیل آج پاس یہود و نصاری کے موجود ہے بعض اہل علم کے نزدیک بالکل اصل محرف ہے الفاظ
بدل گئے ہین بعض محدثین و فقہا کے نزدیک وہ تحریف معنوی تہی بخاری مین یون ہی لکہا ہے اسی کو فخر رازی نے
اختیار کیا ہے تفسیر کر دینے کہا کہین لفظ کو بدلا ہے کسی جگہہ معنی کو بگاڑا ہے یہی قول حق ہے موسی علیہ السلام
بنی اسرائیل کو فقط ایک سورت دی تہی باقی توریت پاس اولاد ہارون کے رکہدی تہی جب وہ قتل ہو گئے یعنی واقعہ بخت
نصر میں تو عزیر نے کچہ تہوڑی سی توریت جمع کی وہ بہی زبان حافظے سے وہی توریت آج موجود ہے اوس میں کم و بیشی
ہوئی ہے ترجمہ خلاف کیا گیا ہے اصل کا کہین پتا نہیں چلتا ہے یہی حال انجیل کا ہے کہ اوسکے چار نسخے ہیں باہم
مختلف لفظ و معنی دونوں مین تحریف و تبدیل ہو گئی اب یہ سنا گیا ہے کہ واسطے رفع اعتراضات اہل اسلام کچہ نہ کچہ
ترمیم ہوتی رہتی ہے وجہ اعتراض کو بدلدیا جاتا ہے ع تو مبارک ہو تمہین پہری ہی شامت آئی **ف**
ابن عباس نے کہا مراد ان لوگوں سے منافق ہیں یہ یہودی جب اصحاب سے ملتے کہتے ہم تو مسلمان ہین سدی نے کہا یہ وہ یہودی
تہے جو ایمان لائے پہر منافق ہو گئے یہی قول بہت سے سلف و خلف کا ہے ابن زید نے کہا ایک بار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمادیا تہا کہ ہمارے سوا اس قصبہ مدینہ مین کوئی نہ آوے مگر وہی شخص جو مسلمان ہو اوسپر روسائے اہل کفر و نفاق نے کہا تم جاکر
کہو ہم مسلمان ہین پہر جب ہمارے پاس آؤ تو انکار کر جاؤ وہ لوگ صبح کو مدینے جاتے بعد عصر کے پہر آتے پہر ان سے یہ
آیت پڑہی وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ یہ جانا اون کا مدینے مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر لگانیکو تہا جب پہر کر آتے

وہی کافر کے کافر رہتے مسلمان سمجھتے تھے اللہ نے انکے حال پر آگاہ کردیا **ف** مراد فتح سے ذکر نعت رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم کا ہے آپس میں چرچا کرتے کہ ایک نبی ہونے والا ہے سو دوسروں کو منع کرتے کہ تم یہ ذکر نکر یا مجاہد نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے دن قریظہ کے نیچے قلعے کے کھڑے ہو کر فرمایا یا اِخْوَانَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ وَعَبَدَةَ الطَّاغُوتِ اس
او وہ بولے کہ یہ خبر محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہاں سے ملی تمہیں میں سے یہ بات نکلی ہے تم یہ حال کیوں ان سے کہتے ہو کہ
خود تمپر انکی حجت قائم ہو سدی نے کہا بعضے تم مسلمانوں سے حال اپنے عذاب سابق کا کیوں کہتے ہو وہ کہنے لگیں گے
کہ ہم اللہ کو تمسے زیادہ محبوب مکرم ہیں ابو العالیہ نے فرمایا تمہاری اس تدبیر سے کیا ہوتا ہے تم کہو یا نہ کہو اللہ کو تو سب کچھ
خبر ہے کھلی چھپی بات کی الحمد للہ کہ اس آیت پر نصف پارہ سورہ بقرہ کا تمام ہوا وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ

إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ۝ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ
عِنْدِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ فَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَهُمْ مِمَّا يَكْسِبُونَ ۝ ا یک ان
میں یعنی یہود میں ان پڑھے ہیں جو نہیں کہتے کتاب کی مگر باندھ لین اپنی امیدیں نہیں انکے پاس مگر اپنے خیال
سو خرابی ہے انکو جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھ سے پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ لیں اوس پر مول تھوڑا سو خرابی
ہے انکو اپنے ہاتھ کے لکھنے سے اور خرابی ہے انکو اپنی کمائی سے **ف** یہ وہ لوگ ہیں جو عوام کو اپنی جی سے گھڑ کر
باتیں جوڑ کر لکھ دیتے تھے اور نسبت کرتے تھے طرف خدا یا رسول کے جیسے اس زمانے کے اکثر فقہائے اہل الرائے و قیاس
میں انکا حال بری ہے جو اگلے یہود کا حال تھا کہ رشوت لیکر مسئلے بناتے فقہ کی کتابوں کو دیکھو کتنے مسئلے اور حیلے بنا
طیار کر رکھے ہیں جدھر کہو بات حکم کی سوڑ دیں جس ناجائز کو کہو جائز کر دیں دار الحرب کا نام لیکر سود کھلا دیں شراب
کا نام تلغہ پلا دیں محرم سے زنا کرنے پر حد ساقط کر دیں تمثال نبوی کی پوجا کرا دیں قبروں پر چادر چڑھوا دیں چراغ جلوا دیں
غرضکہ اب سب کچھ ہو سکتا ہے اِنَّا لِلّٰہِ **ف** ابن کثیر نے کہا امی وہ ہے جو لکھنا نہیں جانتا ہے یہی قول ابو العالیہ
اور ربیع قتادہ ابراہیم نخعی وغیرہم کا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو امی اسی لیے کہا ہے کہ لکھ نہیں سکتے تھے
کما قال تعالیٰ وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ۝ حدیث
میں آیا ہے اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا یعنی ہم اپنے عبادات میں کسی حساب کتاب کے
محتاج نہیں ہیں قال تعالیٰ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ ابن جریر نے کہا جسکو لکھنا نہیں آتا
ہے عرب اوسکو طرف اوسکی ماں کے نسبت کرتے ہیں جہل میں نہ طرف باپ کے یعنی یہ اپنی ماں کی طرح ان پڑھ
ہے لفظ امانی سے مراد جھوٹی باتیں ہیں یہ قول ابن عباس کا ہے مجاہد نے کہا مراد امیدیں ہیں قتادہ نے

کہا اللہ نے ویسی ہی دوگری جاوے گی یہی نہیں ہے اس پر بڑے کھٹا تمنا کرکے کہتے ہیں کہ ہم اہل کتاب ہیں حالانکہ نہیں ہیں
ویسی بات ہے جیسے اہل بدعت آپ کو سنی کہتے ہیں حالانکہ تارک سنت عامل بدعت ہیں ابن جریر نے کہا اشبہ
بصواب قول ابن عباس کا ہے کہ وہ توریت کو کچھ نہیں سمجھتے لیکن کذب و رشا تے مراد تمنی سے اس جگہہ یہی پیدا کرنا
کذب کا ہے کسی نے کہا مراد تمنی سے تلاوت ہے یعنی تھوڑا سا پڑھ لینا کچھ کام پر کہنا **ف** جنکی جرائی کا ذکر ہوا ہے سو یہ دوسری
قسم یہود کی ہے سوا ان پڑھ جاہلوں کے ابن کثیر نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو طرف مکر و کذب کے بلاتے تھے اللہ پر جھوٹ جوڑتے تھے لوگوں کا
مال دہو کا دیکر کہاتے تھے ویل کے معنے ہیں ہلاک و دمار کسی نے کہا جہنم کا ایک جنگل ہے یا دوزخ کا ایک زرد آب حدیث ابی
سعید خدری میں مرفوعاً آیا ہے ویل ایک وادی ہے جہنم میں کافر آدمی اس میں پہلے ایسا ہے کہ اوسکی تہ میں پہونچے چالیس برس
تک نیچے کو گرتا رہے جہاں جا ویگا رواہ احمد و ابن ابی حاتم ترمذی نے بھی اسکو روایت کیا ہے غریب کہا ہے مگر ابن کثیر نے
سند پر بدی کو منکر بتایا ہے ابن عباس نے کہا ویل سخت عذاب کو کہتے ہیں خلیل بن احمد نے کہا شدت شر کو کہتے
ہیں سیبویہ نے کہا جو ہلاکت میں پڑا اوسکو ویل کہتے ہیں اصمعی نے کہا ویل کہتے ہیں کسی نے کہا حزن ہے ابن عباس نے کہا
مراد اوس سے علماے یہود ہیں اور مشرکین سدی نے کہا کچھ یہودی کتاب لکھکر عرب کے ہاتھ فروخت کرتے تھے کہتے تھے یہ
کتاب خدا کی ہے تھوڑا سا مول لیکر ابن عباس نے کہا اے مسلمانوں تم اہل کتاب سے کیا پوچھا کرتے ہو یہ کتاب حق
اللہ نے جو تم پر اوتاری ہے یہ سب سے نئی ہے تر و تازہ ہے لوٹی بھی نہیں ہوئی اللہ نے تم کو سنا دیا ہے کہ اہل کتاب
نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا وہ ایسے ہاتھ سے اور کتاب لکھکر اللہ کی کتاب ٹہیرا کر تھوڑے داموں پر بیچ دیتے ہیں
علم جو تمہارے پاس آیا ہے کیا تمکو اون کے سوال سے منع نہیں کرتا واللہ ہم انکو نہیں دیکھتے کہ وہ کبھی بھی تم
سے کوئی بات تمہاری کتاب کی پوچھیں اسکو بخاری نے روایت کیا ہے حسن نے کہا مراد تھوڑے مول سے ساری دنیا
ہے اور جو کچھ انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے وہ سب کذب بہتان و افترا ہے اور جو کچھ کما کر کھایا ہے وہ سب حرام
ہے تفتازانی نے کہا تکرار لفظ ویل اسلیے ہے کہ وہ کتابت وہ کسب دو گناہ جدا گانہ ہیں ہر گناہ پر ویل ہے یہ مجموع
پر **ف** سیوطی نے سلف سے کچھ آثار نقل کیے ہیں اس بات پر کہ اس آیت میں دلیل ہے کراہت بیع مصاحف پر حالانکہ
یہ دلالت اوسمیں نہیں ہے پھر ایک جماعت سلف سے جواز بلا کراہت بھی نقل کیا ہے وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ
إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ
کہتے ہیں ہمکو آگ نہ لگیگی مگر کئی دن گنتی کے تو کہہ کیا لے چکے ہو تم اللہ کے یہاں اقرار تو البتہ خلاف نکریگا اللہ اپنا اقرار
یا جوڑتے ہو اللہ پر جو معلوم نہیں رکھتے **ف** ابن عباس نے کہا یہود کہتے تھے دنیا سات ہزار برس ہے

ہم ہر بار ہمیشہ ایک دن آگ مین رہینگے یہ سات دن کے ہو بعد عذاب موقوف ہوجاوے گا اوسپر اللہ نے یہ آیت اوتاری خٰلِدُوْنَ
تک دوسرا لفظ یہ ہے کہ جو ہمنے چالیس دن بچہڑا پوجا ہے اوتنے ہی دن ہمکو آگ لگے گی باقی حیر سلامت تیسرا
لفظ یہ ہے کہ چالیس برس آگ لگے گی حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر سے سرکشی کو جمع
کرکے پوچھا دوزخی کون لوگ ہین کہا ہم دوزخ میں تہوڑا سا رہینگے پہر ہماری جگہہ تم بس جاؤ گے فرمایا کالا منہہ تمہارا
ہم ہرگز کبہی تمہاری جگہہ نہ ہونگے الحدیث مسلم کے بخاری و احمد و نسائی نے بہی حدیث لیث بن سعد سے روایت
کیا ہے **ف** اس کہتے ہین کیا تمنے کوئی اقرار لیا ہے انکا یہ اونکے دعوے باطل کا کہ وہ چند روز سے زیادہ آگ
مین نہ رہینگے مطلب یہ ہے کہ نہ تو کوئی عہد تمہارا اللہ سے اس باب میں ہوا ہے تم نے کوئی عمل صالح کیا ہے جو اس دعوے کو
سچا کر دے عہد سے مراد اس جگہہ وعدہ ہے یعنی تم سے یہ وعدہ نہیں ہوا کہ آگ ہمیشہ نہ لگے گی مگر چند روز جیسا کہ تم کہتے ہو بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ

اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ ہان جس نے کمایا گناہ اور گہیر لیا اوسکو اوسکے گناہ نے سو وہی ہین دوزخ والے وہ
اوسی مین رہ پڑے اور جو یقین لائے اور کیے عمل نیک وہ ہین جنت والے وہ اس مین رہ پڑے **ف** اللہ نے فرمایا بات یون
نہین ہے جیسے کہ تم سمجہتے ہو بلکہ جو کوئی گناہ کرتا ہے اور شرمندہ نہین ہوتا بلکہ اون گناہوں کو لیکر قیامت مین
آویگا سوا سیئات کے کوئی حسنہ اوسکے نہوا تو وہ اہل نار ہے اور جس نے ایمان کے بعد عمل صالح موافق شریعت کے کیا وہ
اہل جنت ہے یہ آیت ایسی ہے جیسا فرمایا ہے لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَلَآ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا یَجِدْ لَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۝ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ
وَلَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ابن عباس نے کہا مطلب کمانے کا یہ ہے کہ تمہارے سے عمل کیے تمہارا سا کفر کیا ہر طرف سے کفر نے اوسکو
گہیر لیا کوئی اچہا کام نہوا دوسرا لفظ یہ ہے کہ مراد شرک ہے یہی قول مجاہد عکرمہ حسن قتادہ وغیرہم کا بہی ہے سدی وغیرہ
نے یہی کہا ہے کہ مراد سیئہ سے گناہ کبیرہ ہے مجاہد نے کہا یعنے گناہ نے دل کو گہیر لیا ابو ہریرہ و عطاء و ابو وائل نے
کہا شرک نے گہیر لیا ربیع بن خثیم نے کہا مراد وہ شخص ہے جسکی موت خطاؤن پر ہوئی توبہ کرنے نہ پایا یہی قول ابو رزین
و سدی کا بہی ہے ابو العالیہ و مجاہد و حسن نے یہ بہی کہا ہے کہ گہیر لیا اوسکو ایسی خطا نے جو گناہ کبیرہ کو واجب کرتی ہے ابن
کثیر کہتے ہین یہ سارے قول معنی مین ایک دوسرے کے لگ بہگ ہین پہر ابن مسعود کی حدیث مرفوع لکہی ہے کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بچو چہوٹے گناہون سے کہ یہ آدمی پر جمع ہوکر ہلاک کر دیتے ہین پہر یہ مثال فرمائی کہ
ایک قوم ایک جنگل مین اوتری باورچی آیا کوئی لکڑی لایا کوئی لکڑی لینے گیا جب ایک ڈہیر جمع ہوگیا تو

آگ جلائی اوسمیں جو کچہ ڈالا وہ پک گیا اسکو احمد نے روایت کیا ہے یعنے چہوٹے چہوٹے گناہ جمع ہوتے ہوتے گنہگار کو
ہلاک کردیتے ہیں ابن عباس نے کہا مطلب عمل صالح کا یہہ کہ ایمان لایا اوسپر جسکا تمنے انکار کیا جو دین تمنے ترک کیا ہے
اوسپر عمل کیا اوسکے لیے بہشت ہی یعنے ثواب خیر و بہتر ہے اہل بہشت ہمیشہ بلا انقطاع قائم و دائم رہے گا **ف** اس لپیٹ
لینے کہ گہیر لیا گناہ سے یہہ معلوم ہوا کہ نرا گناہ ہو جانا موجب خلود نار کا نہیں ہوتا ہے بلکہ جب گناہ ہر طرف سے آگر گہیر لیتا
ہے کوئی نیکی بہی باقی نہیں رہتی ہر طرف سے رستے نجات کے بند ہو جاتے ہیں تب کہیں خلود نار ہوتا ہے یہہ قول کہ مراد
خطا سے اس جگہہ شرک ہے اولے ہے اس لیے کہ حدیث سے تواتر ثابت ہو چکا ہے کہ عصاۃ موحدین نار سے باہر نکالے جاوینگے
علاوہ اسکے گو اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا مگر نزول اس آیت کا حق میں یہود کے ہوا ہے اس سے بہی تائید اسکی
کی نکلتی ہے سیوطی نے کہا مفسرین کا اجماع ہے اس سے قول معتزلہ کا باطل ہوا کہ خلود نار خاصہ مشرکین و کفار کا ہے اور یہہ بات
متعین ہو گئی کہ مراد سیئہ و خطیئہ سے اسجگہہ بہی کفر و شرک ہے نقل کہا ہے پہلی آیت میں اولٰئک کہا معلوم ہوا کہ سبب
خلود نار ہے مگر ایمان سبب خلود جنت نہیں ہے بلکہ خلود جنت محض فضل خدا پر موقوف ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ
بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا
وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ جب لیا ہمنے اقرار بنی اسرائیل
کا بندگی نکرنا مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک اور قرابت والے سے اور یتیموں اور محتاجوں سے اور کہو لوگوں کو
نیک بات اور کہڑی رکہو نماز اور دیتے رہو زکوۃ پہر تم پہر گئے مگر تہوڑے تم میں اور تم کو دہیان نہیں **ف** بنی اسرائیل
کا پہر جانا اقرار مذکور سے قصدًا و عمدًا تہا وہ ایسے اقرار کو جانتے پہچانتے تہے اللہ نے اون کو حکم دیا تہا کہ وہ عبادت
میں شرک نکریں یہی حکم ساری خلق کو دیا ہے بلکہ خلق کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت بلا شرک بجا لاویں
کما قال تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ وقال تعالیٰ وَ
لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ سب حقوں میں بہت عمدہ اور بڑا حق یہی اللہ
کا حق ہے کہ اکیلا اوسیکو پوجیں کسی کو اوسکا شریک نٹہیراویں اسکے بعد پہر مخلوق کا حق ہے اون میں سب سے زیادہ اولیٰ و
مؤکد حق ماں باپ کا ہے اسی لیے اللہ نے اپنے حق کو اور والدین کے حق کو ملا کر ذکر کیا ہے کما قال تعالیٰ اَنِ
اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ وقال وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا الیٰ قولہ وَ
اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ صحیحین میں ابن مسعود سے آیا ہے کہ میں نے کہا اے رسول خدا کون
عمل افضل ہے فرمایا نماز پڑہنا وقت پر کہا پہر کون عمل فرمایا سلوک کرنا ماں باپ سے کہا پہر کون عمل فرمایا جہاد

کرنا راہ خدا میں نماز اللہ کا حق ہے پھر والدین مخلوق کا حق ہے اوسکو پیچہا دیر بہی مقدم رکہا دوسری حدیث صحیح میں آیا ہے
کہ ایک آدمی نے کہا میں کس کے ساتھہ احسان و نیکی کروں فرمایا اپنی مان سے کہا پہر فرمایا وہی تیری ماں کہا پہر فرمایا اپنے
باپ سے پہر جو نزدیک ہے حصہ ورثہ قریب ہو جملہ کہ بندگی نہ کرنا مگر اللہ کی اسکا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی کرو کسی کو اوسکا شریک
نہ ٹہیراؤ یتیم اون بچوں کو کہتے ہیں جنکے لیے کوئی کمانیوالا باپ دادا نہین ہوتا ہے مسکین وہ ہو جو اپنے لیے اور گہر والوں
کے لیے نفقہ نہین پاتا اسکا بیان سورۂ نسا مین صراحۃً نیچے اس آیت کے آویگا وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا
وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا نیک بات کہنے سے یہ مراد ہے کہ بہلی بات اچہا کلمہ کہے نرمی سے پیش آوے اس مین امر معروف ہی
عن المنکر داخل ہے جس طرح کہ حسن بصری نے کہا ہے کہ قول حسن یہ ہے کہ نیکی کا حکم دے بدی سے روکے حلم و عفو کرے
قصور سے درگزر کرے ہر عادت نیک جسکو اللہ تعالی پسند کرتا ہے قول حسن ہے ابوذر مرفوعاً کہتے ہیں تو کسی احسان کو حقیر
نہ سمجہ اگر کچہ نپاوے تو کشادہ روئی ہی سے ملو روایت کیا اسکو مسلم نے صحیح مین حدیث ابی عامر سے روایت کیا ہے ترمذی نے
صحیح کہا ہے ابو عامر کا نام صالح بن رستم ہے پہلے ذکر فعل حسن کا کیا ہے کہ ماں باپ قریب یتیم مسکین سے سلوک کرو
پہر ذکر قول حسن کا کیا دونو طرح کے احسان قولی و فعلی کو جمع کر دیا پہر اسی عبادت و احسان خلق کو موکد کر نماز و زکوۃ
فرمایا پہر یہ خبر دی کہ بنی اسرائیل نے یہ سارے کام چہوڑ دیے تہے سب سے دیدہ و دانستہ منہ موڑ لیا تہا مگر تہوڑے لوگون
نے کہ وہ اپنے اقرار پر قائم رہے **ف** اللہ نے اس امت کو بہی اسیطرح کا حکم دیا ہے سورۂ نسا مین فرمایا ہے وَاعْبُدُوا
اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَ
الْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا
ابن کثیر کہتے ہیں سو جیسا کچہ اس امت نے ان کامون کے ساتھہ قیام کیا ہے ویسا قیام کسی اگلی امت نے نکیا انتہی مین کہتا
ہون یہ قیام اس امت کے سلف نے کیا تہا اب خلف برخلاف اس قیام کے ہین الا ماشاء اللہ سو کوئی باوجود امکان و قدرت
کے قائم ان امور پر نہین ہے اوس مین گویا ایک شعبہ تمرد و یہودیت کا ایک ہے وہ جہل بنی اسرائیل کا ہے **ف** ابن ابی حاتم
نے اس جگہہ ایک نقل عجیب لکہی ہے کہ اسد بن وداعہ جب گہر سے باہر نکلتے جو یہودی نصرانی ملتا اسکو سلام کرتے کسی نے کہا
تم یہ کیا کام کرتے ہو کہا اللہ نے فرمایا ہے وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وہ قول حسن یہی سلام ہے اسیطرح عطا خراسانی سے
بہی مروی ہے ابن کثیر کہتے ہین سنت صحیحہ مین ثابت ہوا ہے کہ اون سے ابتدا بسلام نکرے انتہی وہ سلام کرین تو فقط
وعلیکم کہے لیکن اس زمانے مین بسبب شدت غربت اسلام کے یہ سنت بالکل متروک ہوگئی ہے **ف** یہ
اقرار جو اللہ نے بنی اسرائیل سے لیا تہا زمانہ موسی علیہ السلام مین ہوا تہا یہ اقرار وہی ہے جو اس آیت مین ذکر ہوا ایک علم نہ شرک دوسرے

ف اور بندگی کرو اللہ کی اور ملاؤ مت اوسکا کسیکو اور ماں باپ سے نیکی ع اور بندگی کرو اسکی اور ملاؤ مت اوسکو ساتہہ کسیکو اور ماں باپ سے نیکی اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسایہ قریب سے اور

احسان ساتھ ماں باپ کے گو وہ کافر ہی کیوں ہوں جو کام کہ خلاف امر خدا کے نہیں ہے اوس میں اطاعت والدین کی ضرور ہے
محتاج ہوں تو صلہ رحم کرے کافر ہوں تو طرف ایمان کے بلائے بات جیت اچھا اٹھنا بیٹھنا اور لحاظ سے کرے فاسق ہوں تو
امر معروف بدون سختی درشتی کے بجالائے اف نہ کہے ف کسی نے کہا مراد قول حسن سے کلمہ توحید ہے یا صدق یا حسن
خلق بلکہ ظاہر ہے کہ یہ قول کوئی نوع خاص نہیں ہے حسن جیسا ہر شخص کا حسن ہونا صادق آتا ہے وہ سب اسمیں داخل ہے
خطاب قولہ الا یا تو یہود زمانہ موسی کو تھا یا یہود زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے غرض کہ اللہ نے سب اسرائیل
کو یہ حکم دیے تھے مگر وہ اوس پر قائم نہ رہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ
فَرِیْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ یَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰی تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ
مُحَرَّمٌ عَلَیْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ
اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰٓی اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ جب لیا
ہم نے اقرار تمہارا نہ کرو گے خون آپس میں اور نہ نکال دو گے اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے اقرار کیا اور تم مانتے ہو پھر
تم ویسے ہی خون کرتے ہو آپس میں اور نکال دیتے ہو اپنے ایک فرقے کو انکے وطن سے چڑھائی کرتے ہو انپر گناہ سے اور ظلم
سے اور اگر وہی آویں تم پاس کسی کی قید میں پڑے تو انکی چھڑوائی دیتے ہو اور وہ ہی حرام ہے تم پر انکا نکال دینا تو
کیا مانتے ہو تھوڑی کتاب اور منکر ہوتے ہو تھوڑی سے پھر کچھ سزا نہیں اسکی جو کوئی تم میں یہ کام کرتا ہے مگر رسوائی
دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن پہونچائے جاویں سخت سے سخت عذاب میں اور اللہ بیخبر نہیں تمہارے کام سے ف
یعنی اسی قوم غیر کے ہاتھ پھنسے تو چھڑانے کو موجود ہو اور آپ انکو ستانے میں قصور نہیں کرتے اگر خدا کے حکم پر چلتے
ہو تو دونوں جگہ چلو انتہے ابن کثیر نے کہا یہ آیت انکار ہے اوپر یہود کے جو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے
اوس وخزرج سے لڑتے وہ دونوں قبیلے جاہلیت میں بت پرست تھے باہم انکے لڑائی رہتی تھی اور یہود تین قبیلے تھے
بنی قینقاع بنی نضیر حلفا خزرج سو قریظہ حلفا اوس جب لڑائی ہوتی تو ہر قبیلہ ہمراہ اپنے حلفا کے لڑتا یہودی اپنے
دشمن کو مارتا کبھی دوسرے گروہ کے یہودی کو بھی قتل کرتا حالانکہ انکو دین میں انکے بموجب کتاب کے یہودی کا یہودی کو قتل کرنا
حرام تھا مگر وہ مارتا گھر سے نکال دیتا سارا مال لوٹ لیتا پھر جب لڑائی ہو چکتی تو فریق مغلوب سے انکے قیدیوں کو موجب حکم توریت
چھڑاتے اسی پر اللہ نے فرمایا کہ تم بعض کتاب کو مانتے ہو بعض کو نہیں مانتے ہمارا تمہارا اقرار تو یہ تھا کہ نہ کسی کو قتل کرو
کسی کو گھر سے نکالو نہ اوسپر چڑھائی کرو کما قال تعالی فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم

سے اسلئے کہ ایک بات والے ہمسر ایک جان کو ہوتے ہیں جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مثال اہل ایمان کی دوستی
و مرحمت و صلت میں مثل ایک تن کے ہے کہ جسوقت ایک عضو بیمار ہوا تو سارا بدن گرم ہو گیا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ
الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ○ یہ وہی ہیں جنہوں نے خرید کی دنیا کی زندگی آخرت
دیکر وہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب اور نہ انکو مدد پہنچیگی ف شروع آیت اول سے یہانتک مذمت یہود کی ہے کہ جس توریت کو وہ
حق جانتے ہیں اوس کی مخالفت کرتے ہیں یعنی ایمان توریت پر اور انکی نقل پر کچھ اعتماد نہیں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جو
کچھ حال متعلق نعت و صفت و بعثت و ہجرت وغیرہا توریت میں لکھا تہا وہ سب چہپا ڈالا اکثر غلط کر دیا انکے پیغمبرو اُن
سے جو خبر پیغمبر آخر الزمان کی دی تھی اون بد لاعینوں نے اوسکو آپس ہی میں پوشیدہ رکہا اسی لئے اللہ نے کہا کہ اوسکام کی
سزا دنیا میں رسوائی آخرت میں سخت سے سخت عذاب ہے بہلا کہیں وہ کرتوت اُنکے اللہ سے مخفی رہ سکتی ہے کیا اُسکو
بے خبر سمجھ لیا ہے ہاں اُنہوں نے آخرت دیکر دنیا مول لی ہے لو اب آخرت میں بھی اُنکو عذاب میں تخفیف کی جاویگی نہ کوئی اُنکو
اُس گہڑی سے چہڑاویگا فتح البیان میں لکھا ہے کہ دنیا میں یہ رسوائی ہوئی کہ مارے پکڑے گئے ذلیل و خوار ہو کر جزیہ دیا
اپنا وطن سے اخراج ہوا یعنی قریظہ قتل ہوئے قید میں پہنسے بنی النضیر اپنے گہروں سے طرف اریحا و اذرعات کی جو زمین شام میں
ہے نکالے گئے آخرت کا عذاب الگ ہے گویا دونوں جہاں کی ذلت و خواری اونکے لازم حال ہو گئی ہے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا
مُوْسَی الْکِتٰبَ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَفَکُلَّمَا
جَآءَکُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُکُمُ اسْتَکْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ ○ ہمنے دی موسی کو
کتاب اور لگاتار بہیجے ہمنے بعد اوسکے رسول اور دئیے عیسی مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اوسکو روح پاک سے
پہر بہلا جسوقت پاس لایا کوئی رسول جو نہ چاہا تمہارے جی نے تو تم تکبر کرنے لگے پہر ایک جماعت کو جہٹلایا اور ایک جماعت کو
مار ڈالتے ف مراد کتاب سے توریت ہے جسکو اونہوں نے تحریف تبدیل کر ڈالا اخلاف اُسکے عمل کیا پہر جو رسول و نبی بعد
موسی کے آئے وہ اُنہیں کی شریعت کے موافق حکم کرتے رہے کما قال تعالی اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِیْهَا هُدًی وَّنُوْرٌ یَحْکُمُ
بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰهِ وَکَانُوْا
عَلَیْهِ شُهَدَآءَ الآیۃ یہ مطلب ہے ایسے درپے بہیجے رسولوں کا سدی نے کہا قفینا کے معنے ہیں اتبعنا کسی نے کہا
اردفنا مطلب دونوں کا قریب ہے کما قال تعالی ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا یہانتک کہ انبیا بنی اسرائیل کا ختم عیسی بن مریم
پر ہوا انہیں بعض احکام خلاف توریت کے بہی لائے تہے اسلئے اللہ نے اُنکو معجزات دئیے ابن عباس نے کہا وہ مردوں کو زندہ کرتے مٹی سے
پرندہ بناتے اُسمیں جان پہونکتے بیمار کو چنگا کرتے غیب کی خبر بتاتے روح القدس اونکو مدد دیتے تہے روح القدس کہتے ہیں جبریل علیہ السلام

کو رہ سرور تب او نا ساتہ رہتی تہے یہ بات تہا اسیلیے بہا کہ بنی اسرائیل انکو سچا سمجہیں مگر اونہون نے اونپر حسد کیا اور بسبب مخالفت
بعض احکام توریت کے انکو دشمن ہوگئے جھٹلانے لگے کما قال تعالی اخبارا عن عیسی علیہ السلام وَلِأُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ
الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ الآیۃ غرضکہ معاملہ بنی اسرائیل کا ساتہ انبیاء کے بہت برا تہا ایک
گروہ کو اگر جھٹلاتے تو دوسرے گروہ کو قتل کرتے رہا اور اسلیے تہا کہ وہ انبیاء خلاف انکی رائے و ہوا کے امر کرتے احکام توریت
کو انپر لازم ٹہیراتے تہے جو تصرفات مخالفہ توریت مین کیا تہا اوس سے روکتے تہے سو یہ بات انپر نہایت شاق ہی لہذا
نوبت قتل بعض و تکذیب بعض کی آئی یہ خصلت یہود کی اس زمانۂ آخر مین درمیان اس امت اسلام کے بہی پہیل گئی ہے
جو کوئی اہل بدعت وغیرہ سے کہتا ہے کہ تم قرآن و حدیث پر چلو اوسکی جان و آبرو کے دشمن ہو جاتے ہیں مار ڈالنے
کی فکر کرتے ہیں جو کوئی انکے بدعات کو مسائل شرع میں ظاہر کر دیتا ہے اوسکی تکفیر کرتے ہیں غرضکہ فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم ہر بسم ... راہ یہود کی چال پر چلوگے سچ ہوا مقلدین نے اپنے وہ کام کر دکہایا قال
ایک جماعت صحابہ و تابعین نے کہا ہی کہ مراد روح القدس سے یہاں جبرئیل علیہ السلام ہین بدلیل قولہ تعالی نَزَلَ
بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ حدیث عائشہ مین نزدیک بخاری کے تعلیقا آیا ہے کہ حق
مین حسان بن ثابت کے فرمایا ہے اللَّهُمَّ أَيِّدْ حَسَّانَ بِرُوحِ الْقُدُسِ بعض روایات مین یہ لفظ ہی کہ حسان سے
کہا اُهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ ؎ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید * دیگران ہم بکنند آنچہ
مسیحا میکرد * شہر بن حوشب نے کہا کہ یہودیوں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا ہم کو روح کا حال بتاؤ فرمایا ہم کو قسم
ہے اللہ کی اور اوسکے ایام کی جو بنی اسرائیل میں تم جانتے ہو کہ روح جبرئیل ہیں کہا ہاں صحیح ابن حبان میں ابن مسعود سے
مرفوعا یون آیا ہے کہ إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِي رُوعِي أَنَّهُ لَنْ تَمُوتَ نَفْسٌ حَتَّى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ
أَجْمِلُوا فِي الطَّلَبِ ابن جریر نے کہا راجح یہی قول ہے اسکے سوا اور بہی اقوال ہین مثلا ابن عباس نے کہا روح القدس وہ اسم اعظم
ہے کہ جسکے ذریعہ سے عیسی مردونکو زندہ کر دیتے تہے کسی نے کہا روح محافظ ہی ملائکہ پر ربیع بن انس نے کہا قدس سے مراد رب تبارک و
تعالی ہے مجاہد و حسن نے کہا قدس اسم پاک ہی اوسکی روح جبرئیل ہین ؎ صد آشنہ جبرئیل عنق ہر ساعت * زخنجر ولب
پر خطرات مینشوم ... سدی نے کہا قدس معنی برکت ہی ابن عباس نے کہا ہے مطہر ہے کسی نے کہا روح انجیل ہی جس طرح قرآن
بہی روح ہی کما قال تعالی وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا لکن صحیح وہی قول اول ہے اس لیے کہ إِذْ أَيَّدْتُكَ
بِرُوحِ الْقُدُسِ فرما کر ذکر انجیل وغیرہ کا کیا ہی پس اگر روح سے مراد انجیل ہوگی تو کلام اللہ مین تکرار بیفائدہ لازم آویگی زمخشری
نے کہا قدس صفت روح کی ہی جیسے روح مقدسہ گویا کہ خود نفس مطہرہ عیسی علیہ السلام مراد ہی مگر یہ بات وہی ہی جو اوپر گذری

وبہ الحمد **ف** پیغمبر لگاتار بعد موسیٰ علیہ السلام کے آنا بطور تبعیت تہا بطریق استقلال زمانہ عیسوی تک متواتر ہی آتے رہے شریعت ایک ہی تہی سب انبیا طرف توریت کی بلاتے جیسے سمویل الیاس شمائل الیسع یونس زکریا یحییٰ شعیا حزقیل داود سلیمان ارمیا عیسیٰ علیہم السلام ان سب رسولوں کو حضرت موسیٰ سے عہد لیا اون سب سے یہ اقرار لیا تہا کہ تم صفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صفات امت محمدیہ کی اپنی امتوں کو پہونچاؤ عیسیٰ علیہ السلام کو جو معجزے دیے تہے انکا ذکر آل عمران و مائدہ میں ہے عیسیٰ علیہ السلام کا نام سریانی میں ایشوع ہے مریم کے معنی خادم ہیں یہ خادم جاہ خداتہین عبری زبان میں معنی مریم کے یہی ہین کہ دوسرے لگاتار کرے سیوطی نے تحبیر میں لکہا ہے کہ موسیٰ سے عیسیٰ تک ایکہزار نوسو پچیس برس گذرے تہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ ۝ کہتے ہین ہمارے دل پر غلاف ہے یون نہین لعنت کی ہے اللہ نے اونکی انکار رسول کرنے سے سو کم یقین لاتے ہین **ف** یہود اپنی تعریف مین کہتے تہے کہ ہمارے دل پر پردہ ہے یعنی سوائے اپنے دین کے کسی کی بات ہمکو اثر نہین کرتی اللہ نے فرمایا کہ حق بات اثر نہ کرے یہ نشان ہے لعنت کا ابن عباس نے کہا غلاف ہے یعنی کچہ نہیں سمجہتا دوسرا لفظ یہ ہے کہ دل پر مہر لگ گئی ہے سدی نے کہا پردہ پڑگیا ہے مثل اس آیت کے ہے وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ اسی کو ابن جریر نے راجح بتایا ہے حدیث حذیفہ کی حدیث میں آیا ہے دل چار طرح کے ہوتے ہین انمین ایک اغلف ہے جسپر خدا کا غضب ہوا یہ دل کافر کا دل ہوتا ہے حسن نے کہا اس دل کا ختنہ نہیں ہوا ہے جیسے دور طہارت سے مہجور ہے ابن عباس نے یہ بہی کہا ہے کہ یعنی ہمارے دل بہر ہین علم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ کے محتاج نہیں سو اللہ نے لعنت کی کما قال تعالے فی سورۃ النساء وقولہم قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا یعنی ایمان لانیوالے تہوڑے ہین کافر بہت ہین یا انکا ایمان تہوڑا ہے یعنی امر معاد و ثواب و عقاب جو موسیٰ علیہ السلام لائے تہے اوسکو تو مانتے ہین پہر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین اوسکو نہین مانتے سو بعد اس انکار رسول اللہ کے پہلا ایمان کیا فائدہ دیسکتا ہے بعض نے کہا قلیل سے یہ مراد ہے کہ کچہ بہی ایمان نہین لاتے سب ہی تو منکر ہوئے ہین جیسے یہ محاورہ میں بولتے ہین مَا رَأَيْتُ قَلِيلًا ... یعنی جس زمین میں کم بیداواری ہوتی ہے وہان کسیطرح کی پیداواری نہین ہوتی وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ جب انکو پہونچی کتاب طرف اللہ کے سچا بتاتی انکے پاس کی کتاب کو اور تہے پہلے سے فتح مانگتے کافرون پر پہر جب پہنچا انکو جو پہچان رکہا تہا منکر ہوگئے اوس سے سو لعنت ہے اللہ کی منکرون پر **ف** یہود جب عرب کے کافرون کا دیکہتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزمان جلدی ظاہر ہون جب پیدا ہوئے تو آپ ہی انکے منکر ہوگئے مراد کتاب سے اس جگہ قرآن ہے یہ قرآن توریت کو سچا بتاتا ہے محمد بن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ آیت حقیقت

انصار اور یہود کے اور یہی یہود وہ یہود جو ہمسایہ انصار ہو انصار کہتے ہیں ہم مدت تک رہا یہ جاہلیت میں ان پر غالب رہے اور ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب وہ کہا کرتے تھے اب عنقریب ایک نبی اٹھنے والا ہے اوسکا زمانہ آگیا ہم اوسکے ہمراہ ہو کر تمکو عاد و ارم کیطرح قتل کریں گے جب اللہ نے رسول اللہ کو قریش سے ظاہر کیا اور ہم نے انکی پیروی اختیار کی تو وہ منکر ہو گئے یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ پہچان کر کافر ہو گئے ابن عباس نے کہا جب انہوں نے دیکھا کہ یہ پیغمبر یہود میں سے نہ ہوئے غیر یہود سے ہوئے تو حسد کیا اور بقول ابو العالیہ یوں کہا کرتے تھے کہ ای اللہ اوس نبی کو بھیج جسکو ہم اپنے نزدیک لکھا ہوا پاتے ہیں یعنے توریت میں تاکہ ہم عذاب و قتل کریں مشرکین کو اس آیت سے یہ نکلا کہ حق کو پہچان کر نہ ماننا موجب لعنت کا ہوتا ہے یہ مقام بڑے خوف کا ہے جسکو یاروں نے ہلکا سمجھ لیا ہے قرآن و حدیث کا اتباع فرض ہے اس فرضیت کو سارے مسلمانوں نے اور سب نے پہچان رکھا ہے حسد سے قرآن اور سنت فراموش ہوئی مگر اس حق پر اکثر خلق نہیں چلتی جاہل لوگ دین میں تقلید کو واجب جانتے ہیں رائے و قیاس پر عمل کرتے ہیں یہ ایک شعبہ ہے یہودیت کا جو اس امت کے بعض افراد میں آگیا ہے کیونکہ اصل تقلید انہیں یہود سے نکلی ہے جس طرح کہ قرآن پاک سے ثابت ہوتا ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ○ بُرے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوئے اللہ اوتارے کلام سے اس ضد پر کہ اوتارے اللہ اپنے فضل سے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سو کما لائے غصے پر غصہ منکروں کو عذاب ذلت کا مجاہد نے کہا یہود نے حق دیا باطل لیا بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپایا سدی نے کہا قرآن کا انکار کیا تصدیق و نصرت سے الگ رہے یہ بات اس حسد کے باعث تھی کہ اللہ کا کلام انپر کیوں اترا اس سے بڑھکر اور کیا حسد ہوگا ابن عباس نے کہا ایک غضب اس پر ہوا کہ توریت کو ضائع کیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا کمالانی کا یہ مطلب ہے کہ اس دہرے غضب و غصے کے مستحق ٹھیر گئے ابو العالیہ نے کہا ہے پہلا غصہ یہ ہے کہ انجیل و عیسیٰ کو نہ مانا دوسرا یہ کہ قرآن و محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا یہی قول عکرمہ و قتادہ کا بھی ہے سدی نے کہا پہلا غضب بچھڑے کی پوجنے پر تھا دوسرا انکار رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر ذلت کا عذاب اسلیے مقرر ہوا کہ سبب اس کفر کا حسد و بغی تھا منشا بغاوت و حسد کا یہی تکبر ہوتا ہے اسلیے بمقابلہ تکبر کے اہانت و ذلت اونپر تجویز ہوئی کما قال تعالیٰ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ یعنے خوار و ذلیل حقیر و فقیر و بے حقیقت ہو کر جہنم میں جاوینگے امام احمد نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے متکبر لوگ دن قیامت کے مثل چیونٹیوں کے آدمی کی صورت میں حشر کیے جاوینگے ہر طرف سے ذلت و خواری انپر چڑھی آتی ہوگی یہانتک کہ بولس نام قیدخانہ جہنم میں داخل ہونگے وہاں سب آگوں سے بڑی آگ اون پر

سوار ہوگی دو رحیوں کا بچھوڑا اونکو ملایا جاویگا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ
يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۝ جب کہا جاتا ہے انکو کہ مانو تم اللہ کا اوتارا کلام تو کہتے ہیں ہم مانتے ہیں جو اترا ہم پر اور منکر ہوتے ہیں اس سے وہ
کلام جو پیچھے اس کے آیا اور وہ اصل تحقیق ہے سچ بتاتا ہے اون پاس کے کلام کو تو کہہ پھر تم کیوں مارتے رہے ہو نبی اللہ کے
پہلے سے اگر تم ایمان رکھتے تھے ف مراد یہود و نصاریٰ ہیں انکا قول یہ تھا کہ ہم کو ایمان اوپر توریت انجیل کے کافی ہے
ہم قرآن کو نہیں مانتے حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ قرآن مصدق توریت و انجیل ہے اور انکا مصدق ہے اور حق ثابت ہو
چکی کما قال تعالے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ پھر اللہ نے الزام دیا کہ تمہارا
یہ دعوی کہ تم توریت و انجیل پر ایمان رکھتے ہو سچا ہوتا تو تم انبیا کو کیوں قتل کرتے آخر وہ رسول بھی کہتے تھے کہ توریت
سچی کتاب ہے اور تم کو بھی انکا سچ معلوم ہو گیا تھا پھر جو تم نے انکو قتل کیا تو یہ محض عناد و سرکشی ہے اس سے ظاہر ہو گیا تھا
معلوم ہوا کہ تم نرے اپنی ہوا کے اور رسموں کے تابع ہو کما قال تعالی اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ
فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ سدی نے کہا اس آیت میں انکو قتل انبیاء پر عار دلائی ہے فتح البیان میں ہے کہ یہ
خطاب اگرچہ بظاہر حاضرین کو ہے مگر مراد انکی اسلاف ہیں کیونکہ جب انکے فعل پر راضی ہو تو گویا انہیں کی طرح ہوئے
معلوم ہوا کہ رضا بھی معصیت پر مثل فاعل معصیت کے ہوتا ہے وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ
مِنْ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ آچکا تم پاس موسیٰ صریح معجزے لیکر پھر تم نے بنا لیا بچھڑا اوس کے پیچھے اور تم ظالم ہو ف
مراد بینات سے آیات و صحات دلائل قاطعہ ہیں اس بات پر کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے
وہ نشانیاں یہی طوفان ٹڈی مینڈک جوں عصا من سلوی سایہ ابر فلق بحر انفجار حجر وغیرہا تھیں مع ہذا جب موسیٰ طور
پر گئے تو تم نے اون کے پیچھے گوسالہ کو معبود ٹھیرا لیا کما قال تعالی وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا
لَّهٗ خُوَارٌ سو تم ظالم ہو یعنی اس عبادت عجل میں اسلیے کہ شرک ظلم ہوتا ہے کما قال تعالی اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ وَاِذْ
اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاسْمَعُوْا قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاُشْرِبُوْا
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖٓ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ جب لیا ہمنے اقرار تمہارا اور
اونچا کیا تم پر پہاڑ پکڑو جو ہمنے تمکو دیا زور سے اور سنو بولے سنا ہمنے اور نمانا اور رچ رہا اونکے دلوں میں وہ بچھڑا مارے کفر
کے تو کہہ برا ہے جو کچھ سکھاتا ہے تمکو ایمان تمہارا اگر تم ایمان والے ہو یعنی ظاہر میں کہا کہ ہم نے سنا جی میں کہا کہ ہم
نہ مانا ف اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے اسمیں انکی خطاؤں کو گن گن کر جتلاتا ہے بچھڑے کا رچ جانا یہ کہ وہ لیتے

اوسکی محبت گہس گئی حدیث ابی الدردا میں مرفوعاً آیا ہے کہ محبت کسی چیز کی تجھکو اندہا بہرا کر دیتی ہے رواہ احمد۔ سدی نے
کہا ہے موسی نے گوسالہ کو لیکر ذبح کیا اوسکو ریتی سے ریت کر اوسکی راکھ کو دریا میں پہینکدیا اوس دن جو کوئی دریا بہتا تہا کچھ
نہ کچھ اس میں سے اوسمیں جا ملا موسی نے کہا اسکا پانی پیو سب نے پانی پیا جسکے دلمیں محبت اوس بچھڑے کی تہی اوسکی موچھو پر اثر سونے
کا ظاہر ہوا یہ مطلب ہے اس آیت کا کہ وہ ایسے دلوں میں اوسکی محبت ملا گئے تہے علی مرتضے نے کہا جب کسیسے اوس پانی
کو پیا اور وہ محب عجل تہا اوسکا چہرہ مثل سونے کے زرد ہو گیا سعید بن جبیر نے کہا اونکے چہرے مثل زعفران کے ہو گئے
قرطبی نے کتاب قشیری سے نقل کیا ہے کہ جس عابد عجل نے وہ پانی پیا مجنون ہو گیا پہر کہا کہ یہاں یہ مقصود نہیں ہے کیونکہ
اوسکا مطلب یہی ہوا کہ انکے لب و چہرے پر اثر ظاہر ہوا حالانکہ مذکور یہاں یہ امر ہے کہ اونکے دلمیں محبت اوس بچھڑے
کی گہس گئی تہی یعنے اوس وقت میں کہ وہ اوسکے عابد تہے پہر اللہ نے کہا کہ باوجود ان افعال قبیحہ کے کس طرح تم مدعی ایمان
کے بنتے ہو یعنے درحقیقت تم مومن نہیں ہو اسلیے کہ ایمان کسیطرح یہ حکم نہیں کرتا کہ بچھڑے کو پوجو یا محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کی تکذیب کرو قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ

لَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ

وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ تو کہہ اگر تم کو ملتا ہے گہر آخرت کا اللہ
کے یہاں الگ سوائے اور لوگوں کے تو تم مرنے کی آرزو کرو اگر سچ کہتے ہو اور یہ آرزو کبہی نکرینگے جسبب اوسکے جو بہیج چکے ہیں
ہاتہ انکے اللہ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو اور دیکہیے انکو سب لوگوں سے زیادہ حرص جینے کی اور شریک پکڑنیوالوں
سے بہی ایک ایک چاہتا ہے کہ عمر پاوے ہزار برس اور کچہ اوسکو سرکا نہ دیگا عذاب سے اوتنا جینا اللہ دیکہتا ہے جو کرتے ہو۔
ف وہ کہتے تہے جنت میں ہمارے سوا کوئی نجاویگا ہم کو عذاب نہوگا اللہ نے فرمایا اگر تم یقیناً بہشتی ہو تو مرنے سے کیوں
ڈرتے ہو ابن عباس نے کہا اللہ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ تم اون سے یہ بات کہدو کہ موت کی دعا کرو اوس فریق پر جو جہوٹا ہے
اونہوں نے یہ نمانا اور اگر ایک دن بہی وہ یہ آرزو کرتے تو جو یہودی روئے زمین پر ہوتا وہ مرجاتا مراد تمنائے موت سے سوال موت ہے
ابن جریر نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اگر یہود آرزوئے موت کرتے تو مرجاتے اپنی جگہہ آگ میں دیکہہ لیتے اور جو لوگ مباہلہ کرنیکو رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلے تہے وہ اگر پہرتے تو اہل و مال کچہ نپاتے ابن کثیر کہتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں وہی پہلا قول ابن عباس
کا معتبر ہے یعنے جو فریقین میں اکذب ہو یا سب لوگوں میں اوس پر بطور مباہلہ دعائے بد کرو اسیطرح پر یہ آیت سورہ جمعہ کی بہی
اسی طرح ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗ

أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِينَ ۝ قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ
إِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ عکرمہ ابن عباس سے لائے ہیں یہ زعم کیا کہ وہ اللہ کے یار و حبار ہیں
اور یہ بات کہی کہ جنت میں ہم جاوینگے مگر وہی شخص جو یہودی یا نصرانی ہوگا تو انکو واسطے مباہلہ و بددعا کرنیکے اللہ نے یقین پر بلایا
گیا جب وہ نکل بھاگے تو سب نے جان لیا کہ وہی ظالم ہیں کیونکہ اگر انکو اپنے صدق پر یقین ہوتا تو پھر کس لیے اونہوں نے تقدمی
نکی جنت کی تو معلوم ہوا کہ جھوٹے دغاباز ہیں ابن کثیر نے کہا یہ ویسی بات ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد نجران کو جو
نصاریٰ تھے جب بعد قیام حجت کے انکے مناظرے میں طرف مباہلہ کی بلایا اور آیت مباہلہ اتری تو انہوں نے آپس میں یہ بات کہی
کہ اگر تم نے اس نبی سے مباہلہ کیا تو تم میں کوئی ایک بھی باقی نہ رہیگا ناچار جزیہ دینے پر صلح کرلی ہی کو قریب وہ آپ ہی خوف کر
سے بہی گئی قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا یعنے ہم میں ہم میں جو کوئی گمراہ ہوگا اللہ اسکی گمراہی
کو زیادہ کریگا حافظ ابن القیم نے مسئلہ صفات الٰہی میں منکرین صفات سے مباہلہ کرنا چاہا تھا مگر وہ مستعد نہوئے اسی طرح ایک
اور جماعت اہل علم نے اہل بدعت ضلالت سے ارادہ مباہلہ کا اپنے اپنے وقت میں کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ اہل باطل و ضلال کو
ہمیشہ روک دیتا ہے کوئی مباہلہ پر راضی نہوا مباہلہ ہر زمانے میں قیامت تک ساتھ مخالفین حق ناصرین باطل کے ہوسکتا
ہے کچھ خاص ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا زمانہ نبوی کے نہ تھا کسی نے کہا ہی کہ وہ معاملہ مباہلہ تھا ابن جریر بھی اسی طرف
گئے ہیں لیکن ابن کثیر نے کہا ہے کہ وہ گفتگو مطابق قول ابن عباس کے بطور مباہلہ کے تھی اسی لیے وہ اس میدان سے بھاگ نکلے
کیونکہ انکو حال اپنے کذب و افترا کتمان نعت نبوی کا معلوم تھا اور جانتے تھے کہ مباہلہ میں کاذب کی بیخ کنی ہوجاتی ہی اوس
مباہلہ کا نام اس جگہ تمنی اس لیے رکھا گیا کہ ہر محق یہ چاہتا ہے کہ اللہ مناظر مبطل کو ہلاک کردے خصوصاً جب کہ اسکو پاس
کوئی حجت بہی واسطے بیان حق و ظہور صدق کے موجود ہوتی ہے وہ مباہلہ ساتھ موت کے تھا اس لیے کہ انکو حیات عزیز تہا جانتے
تھے کہ مرنیکے بعد انجام بد ہوگا اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ وہ ہرگز ایسی تمنا نکرینگے انکو تو یہ امید ہے کہ ہزار برس جئیں اسقدر طول عمر
اسی لیے چاہتے ہیں کہ سوء عاقبت کو جانتے تھے کیونکہ دنیا مومن کا قید خانہ کافر کا باغ ہے انکی حرص مشرکون کی حرص سے
بہی بڑھی ہوئی تھی جو کتاب نہیں رکھتے تھے ابن عباس نے کہا مراد مشرکین سے اس جگہ اعاجم ہیں اسیطرح حاکم نے ثوری سے
بہی روایت کیا ہے سند کو صحیح بتایا ہے حسن بصری نے کہا مراد اَحْرَصَ النَّاسِ سے منافق ہیں وہ اہل شرک سے بہی حرص میں
زیادہ تھے ہر یہودی یا مجوسی یہ چاہتا ہے کہ ہزار برس جیے ابن عباس نے کہا یہ قول پارسی کا ہے ہزار سال نوروز یا
ہزار سال نوروز یا مہرجان نزی مجاہد نے کہا انکو گناہ کرنا ساری عمر محبوب ہے ابن عباس نے کہا وہ جینا انکو عذاب
سے نجات نہ دیگا ربیع نے کہا کہ مشرک کو امید بعث کی بعد موت کے نہیں ہے نہ وہ کہتا ہے جو جی گیا وہی غنیمت ہے یہودی سمجھ چکا

کہ آخرت میں سوائے خواری و رسوائی کے کچھ ہاتھ نہ آویگا اس لیے طول حیات کو دوست رکھتا ہے یہ وہی یہودی ہیں جو دشمن جبرئیل

علیہ السلام تھے سو جس طرح الّو کو سیدھا کام ہونے کی طول عمر سے کچھ نفع نہیں ہے اسی طرح وہ طول عمر اونکو بھی عذاب خدا سے نہیں بچا

سکتا ہے قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى

وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ

لِّلْكَافِرِينَ ۝ تو کہہ جو کوئی ہوگا دشمن جبرئیل کا سو اوس نے تو اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ کے حکم سے سچ بتاتا ہے اوس کلام کو

جو اوس کے آگے ہے راہ دکھاتا ہے اور خوشی سناتا ہے ایمان والوں کو جو کوئی ہوگا دشمن اللہ کا اور اوسکے فرشتوں اور رسولوں

کا اور جبرئیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے ان کافروں کا **ف** یہود نے کہا کہ یہ کلام جبرئیل لاتا ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے کئی بار

ہمارے دشمنوں کو ہم پر غالب کر گیا کوئی اور فرشتہ لاتا تو ہم مانتے اوس پر اللہ نے فرمایا کہ فرشتے جو کچھ لاتے ہیں وہ بے حکم نہیں کرتے

جو کوئی انکا دشمن ہوگا بیشک اللہ اوسکا دشمن ہے ابن جریر نے کہا اہل تفسیر کا اتفاق ہے اس بات پر کہ یہ آیت جواب میں یہود بنی

اسرائیل کے اوتری ہے وہ جبرئیل کو دشمن میکائیل کو اپنا دوست خیال کرتے تھے اس میں اختلاف ہے کہ یہ بات انہوں نے

کس طرح کہی بعض نے کہا ہے اون میں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے امر نبوت میں مناظرہ ہوا تھا اوس پر یہ گفتگو بیچ آئی

پھر روایات اس مناظرہ کے لکھے ہیں جو تفسیر ابن کثیر میں بروایت امام احمد و ترمذی وغیرہ ہم مذکور ہیں عکرمہ نے کہا جبر میک

اسراف بمعنی عبد ہیں ایل بمعنی اللہ ہے اسی طرح اور سلف نے بھی کہا ہے بعض نے کہا ایل کے معنے عبد ہیں باقی کلمات

کے معنے اللہ اس لیے کہ لفظ ایل کا کسی جگہہ نہیں بدلتا جیسے عبداللہ عبدالرحمن عبدالملک عبدالسلام عبدالکافی عبدالجلیل

وغیرہ کہ ان سب اسما میں لفظ عبد موجود ہے مضاف الیہ بدلا گیا ہے کلام غیر عرب میں مضاف الیہ پہلے آتا ہے مضاف

پیچھے ہوتا ہے سو اسطرح وہ نام ہیں جبرئیل میکائیل اسرافیل بعض نے کہا کہ یہ گفتگو اور مناظرے یہ یہودی جو عمر بن الخطاب

رضی اللہ تعالی عنہ اور یہود سے مقدمہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوا تھا اس مناظرے کو ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے

ف آیت شریف کا مطلب یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام روح امین ہیں اللہ کیطرف سے ذکر حکیم لیکر آئے یا ایک رسول ہیں اللہ کے

منجملہ رسل ملائکہ کے فرشتے ہیں جس نے اللہ کے کسی ایک رسول کو دشمن ٹھیرایا اوس نے گویا سارے رسولوں سے دشمنی پیدا کی

جسطرح کہ ایک رسول پر ایمان لانے سے سب رسولوں پر ایمان لانا لازم آتا ہے اور ایک رسول کے انکار سے سب رسولوں سے

انکار کرنا ٹھیرتا ہے کما قال تعالے إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ

وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ الآیۃ ان آیتوں میں اللہ نے بعض پر ایمان لانے بعض سے انکار کرنے

پر حکم کفر محقق کا لگایا اسیطرح جبرئیل کا دشمن اللہ کا دشمن ہے اس لیے کہ وہ کچھ اپنی طرف سے نہیں لاتے نہ آگے

اللہ کے حکم سے اُترتے ہیں اوسکا کلام لاتے ہیں کما قال تعالیٰ وما نتنزل الا بامر ربک الآیۃ وقال تعالیٰ وانہ لتنزیل رب
العالمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین بخاری شریف مین ابوہریرہ سے مرفوعا آیا ہے
جس نے دشمن رکھا کسی میرے دوست کو وہ مجھسے لڑنیکو نکلا اسی لیے اللہ دشمن جبریل علیہ السلام پر غصہ فرمایا **ف** مراد اس
کلام سے جو آگے ہے پہلی کتابیں ہیں قرآن ان سب کتابون کی تصدیق کرتا ہے دلون کو راہ ہدایت کی دکھاتا ہے جنت
کی نوید دیتا ہے ہدی وبشری خاص واسطے مومنین کے ہے جس طرح فرمایا ہے قل ھو للذین آمنوا ھدی وشفاء
وقال تعالیٰ وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین لفظ رسل کا شامل ہے رسل ملائکہ وبشر کو کما قال تعالیٰ
اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس ذکر جبریل ومیکائیل کا علیحدہ اس لیے کیا ہے کہ مقصود انہین کی نصرت
کرنا ہے جبریل اللہ کے سفیر ووکیل ہین طرف انبیا علیہم السلام کے میکال کو اسلیے ملالیا ہے کہ یہود اون کو اپنا دوست
کہتے تھے اللہ نے یہ بات جتلادی کہ ایک کی دشمنی بعینہ دوسرے کی دشمنی ہے بلکہ خود خدا کی دشمنی ہے میکال بہی تو بعض
اوقات میں پاس پیغمبرون کے آیا کیے ہین جس طرح ابتدا سے امر میں ہمراہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے رہتے تھے لیکن جبریل
کا آنا جانا اس لیے بہت ہوتا ہے کہ وحی کا لانا اونہین کا وظیفہ ہے میکال بارش وپیداوار زمین پر موکل ہین جس طرح
اسرافیل صور پھونکنے پر دن قیامت کے مقرر ہین اسلیے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جب رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات
کو اوٹھتے یہ دعا پڑھتے اللھم رب جبرئیل ومیکائیل واسرافیل فاطر السموات والارض عالم الغیب وا
لشہادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک
تھدی من تشاء الی صراط مستقیم بعض سلف نے کہا ہے جبریل کا نام ملائکہ مین خادم اللہ ہے سلیمان دارانی نے کہا
یہ حدیث مجھکو اس سارے دفتر سے زیادہ پسند آئی علی بن حسین نے کہا جس نام میں ایل ہے اوسکا مرجع طرف اللہ عزوجل کے
ہے **ف** اس آیت میں دلیل ہے شرف ورفعت مرتبہ جبریل علیہ السلام پر اور اسبات پر کہ دشمنی یہود کی اون سے بالکل بیوجہ
ہے اون کو کوئی کام سوا محبت کے نہین ہوا ہے اونکا آنا اللہ کے حکم سے ہوا وہ کچہ اپنی رائے سے یہ کلام نہین لائے
قلب کا ذکر اسلیے کیا کہ دل جگہ ہے عقل وعلم کی خزانہ ہے حافظے کا گہر ہے ربکا کرامی نے کہا ملائکہ کو رسل پر مقدم کیا
جس طرح اللہ کو سب سے اوپر ذکر فرمایا یہ اسلیے کہ عداوت پیغمبرون کی بسبب اوترنے کتابون کے تہی کتابون کا اوترنا بعد
فرشتون کے ہوتا ہے فرشتون کا آنا جانا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے اسلیے یہ ترتیب اختیار فرمائی گئی ولقد انزلنا

الیک آیات بینات وما یکفر بھا الا الفاسقون ○ او کلما عاھدوا عھدا نبذہ فریق منھم بل اکثرھم
لا یؤمنون ○ ولما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب

آدمیوں میں سے ۱۲

كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ
سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ ۚ
وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ
وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا
لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ
آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ ۖ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۝ ہمنے اوتارین تیری طرف آیتیں کہلی ہوئیں منکر
ہونگا اوسکے مگر وہی لوگ جو بیحکم ہیں کیا جس بار باندہیں ایک اقرار پہینک دیگی اوسکو ایک جماعت اون میں بلکہ وہ اکثر یقین
نہیں کرتے جب پہنچا اونکو رسول اللہ کیطرف سے سچ بتاتا اوسکے پاس کی کتاب کو پہینکدی ایک جماعت نے کتاب دیے گیوں
میں سے اللہ کی کتاب اپنی پیٹہ کے پیچہے گویا انکو معلوم نہیں اور پیچہے لگے ہیں اوس علم کے جو پڑہتے تہے شیطان سلطنت
میں سلیمان کی اور کفر نہیں کیا سلیمان نے لیکن شیطانوں نے کفر کیا لوگوں کو سکہاتے تہے سحر اور وہ علم جو اوترا دو فرشتوں
پر بابل میں ہاروت ماروت پر اور وہ نہ سکہاتے کسی کو جبتک نہ کہتے کہ ہم تو ہیں آزمانے کو سو تو مت کافر ہو پہر انسے سیکہتے
وہ چیز جس سے جدائی ڈالتے ہیں مرد میں اور اسکی عورت میں اور وہ اس سے کسی کا کچہ بگاڑ نہیں سکتے بغیر اذن اللہ کے
اور سیکہتے ہیں جس سے انکو نقصان ہے نفع نہیں جان چکے ہیں کہ جو کوئی اوسکا خریدار ہو اوسکو آخرت میں کچہ حصہ نہیں
ہے بہت بری چیز ہے جس پر بیچا اپنی جان کو اگر اونکو سمجہ ہوتی اور اگر وہ یقین لاتے اور پرہیز رکہتے تو بدلا تہا اللہ کے
یہاں کا بہتر اگر انکو سمجہ ہوتی **ف** یعنی یہود نے اپنے دین کی کتاب کا علم چہوڑ دیا لگے تلاش میں اعمال سحر کے سحر لوگوں
میں دو طرف سے آیا ہے ایک حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں آدمی و شیطان ملے جلے رہتے تہے اون شیطانوں
نے سیکہا یہود اسکو نسبت کرتے تہے طرف سلیمان علیہ السلام کے کہتے تہے ہمکو یہ انہیں سے پہنچا ہے انکو حکم جن وانس
اسی کے زور سے تہا سو اللہ نے بیان کر دیا کہ وہ کام کفر کا ہے سلیمان کا کام نہیں ہے انکے عہد میں شیطانوں نے سکہایا تہا دوسرے
ہاروت ماروت کیطرف سے یہ دو فرشتے تہے شہر بابل میں بصورت آدمی رہتے انکو علم سحر معلوم تہا جو کوئی طالب
اوسکا جاتا اول کہدیتے کہ اوسمیں ایمان جاتا رہیگا پہر اگر وہ چاہتا تو سکہا دیتے اللہ کو آزمایش منظور تہی سو اللہ نے فرمایا کہ ایسے
علموں سے آخرت کا کچہ فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہے دنیا میں بہی ضرر پاتے ہیں بغیر حکم خدا کچہ نہیں کر سکتے علم دین علم کتاب
سیکہتے تو اللہ کے یہاں ثواب پاتے **ف** ابن جریر نے کہا آیتیں کہلی ہوئی علوم مخفی و اسرار اخبار یہود و اخبار اوائل بنی
اسرائیل ہیں جنکو سوائے علمائے یہود کے کوئی جانتا نہ تہا اور یہود نے اون آیتوں کو تحریف و تبدیل کر ڈالا تہا اللہ نے قرآن میں

ع ۱۲
۱۲

اوسکو ظاہر کردیا سو جسکو اللہ نے فطرت سلیم و صحیح دی ہے وہ جانتا ہے کہ یہ باتین جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہین
بے سیکھے کسی سے تھے سب سچی باتین کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکے نزدیک اُمّی تھے مگر جو بات انکی کتاب کی کہتے
تھے ٹھیک کہتے تھے جب انکو یہ بات یاد دلائی کہ تمسے عہد لیا گیا ہے اور محمد پر ایمان لانیکا لیا گیا ہے تو کہنے لگے کہ ہم
سے کوئی عہد بھی اس بات کا نہین لیا گیا تھا اوسپر اللہ نے کہا انکی یہی عادت ہے کہ آج عہد کیا کل توڑا حسن عسکری صاحب
انکی کتاب مین درج ہے اوسکی تکذیب کرتے ہین حالانکہ اوسکی پیروی و مدد کا اقرار ہو چکا تھا کما قال تعالی الَّذِينَ
يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ الآیۃ سمجھ کے فرمایا کہ
اونہون نے اللہ کی کتاب جیسے توریت کو ایسا الگ کر دیا گویا اوسکو جانتے سمجھاتے ہی نہین ہین اور اسکے عوض سحر سکھنا جادو
کرنا اختیار کیا چنانچہ لبید بن اعصم یہودی لعنہ اللہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا اللہ نے آپ کو آگاہ کر دیا
تھا حتی یہ قصہ صحیحین مین حضرت عائشہ سے مفصل آیا ہے سُدی نے کہا جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم آئے تو یہود نے انکا مقابلہ
توریت سے کیا توریت کو موافق قرآن کے پایا ناچار اوسکو چھوڑ کر کتاب آصف و سحر ہاروت ماروت کو لیا وہ کتاب سحر موافق قرآن
کے نہ تھا اسلیے اللہ نے کہا گویا وہ کچھ نہین جانتے ہین سدی نے کہا یعنی جان بوجھکر وہ کام کیا ابن عباس کہتے ہین جب ملک
سلیمان کا جاتا رہا تھا لوگ جن و انس کے مرتد ہوکر تابع شہوات ہو گئے جب اللہ نے ملک پھر دیا اور لوگ دین پر قائم ہوئے
جیسے پہلے تھے تو سلیمان علیہ السلام نے انکی کتابین لیکر اپنی کرسی کے نیچے گاڑ دین اوسی قرن مین سلیمان کا انتقال
ہوگیا انس و جن نے اون کتابون کو نکالکر کہا کہ یہ کتاب اللہ کی طرف سے سلیمان پر اوتری تھی اونہون نے اسکو ہمسے چھپایا تھا
پھر اوسکو اپنا دین ٹھیرایا اور جو شہوات شیطانون نے نکالی تھی جسمین باجا کھیل تماشا تھا اوسکو اختیار کیا آصف سلیمان کا کاتب
تھا اسم اعظم جانتا تھا ہر ایک چیز حکم سلیمان علیہ السلام کی زبان سے لکھتا پڑھتا تھا پھر اوسکو پیچھے انکی کرسی کے دفن کر دیا
جب سلیمان کا انتقال ہو گیا شیطانون نے اس کتاب کو نکالکر بیچ سطور مین سحر و کفر لکھ دیا لوگون سے کہا کہ سلیمان
اسپر عمل کرتے تھے جاہل لوگون نے سلیمان علیہ السلام کو کافر کہنا گالیان دینا شروع کیا علما خاموش تھے اسلیے اللہ نے فرمایا کہ
سلیمان تو کفر سے بری ہین کافر وہی شیطان تھے دوسری روایت ابن عباس سے یون ہے کہ حضرت سلیمان جب پاخانے جاتے یا کسی
بی بی کو پاس بلاتے تو اپنی انگوٹھی جرادہ نام بی بی کو سونپ جاتے جب اللہ نے چاہا کہ انکی آزمایش لے تو ایکدن جو اپنی انگوٹھی جرادہ
کو دیکر گئے تھے کہ اتنے مین ایک شیطان انکی صورت مین بنکر آیا اور جرادہ سے انگوٹھی لیکر بیٹھ گیا سارے شیاطین جن و انس اوسکو تابع
ہو گئے جب سلیمان نے آکر انگوٹھی مانگی جرادہ نے کہا تو سلیمان نہین ہے اونہون نے سمجھ لیا کہ مین بلا مین مبتلا کیا گیا ہون شیاطین نے
اون دنون مین کفر و سحر لکھکر نیچے انکی کرسی کے گاڑ دیا پھر بعد انکی وفات کے نکالکر یہ ظاہر کیا کہ سلیمان انہین کتابون کے سبب سے

سب یہ حالت تھی لوگوں نے سلیمان کو کافر کہا پھر ظاہر کی ان کتابوں کو یہود نے حاصل کیا تھا یہاں تک کہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا یہ آیت اتاری وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا ابن اسحاق کا لفظ یوں ہے کہ شیطانوں
نے موت سلیمان علیہ السلام کی معلوم کر کے طرح طرح کے سحر لکھ ڈالے کہ جو کوئی ایسا کرنا چاہے تو وہ یوں کرے ویسا کرنا چاہے
تو یہ کرے پھر اوس پر مثل نقش خاتم سلیمان کے مہر لگائی اور اسکے شروع میں یہ لکھ دیا هٰذَا مَا كَتَبَ اٰصِفُ بْنُ بَرْخِيَا
الصِّدِّيْقُ لِلْمَلِكِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ مِنْ ذَخَائِرِ كُنُوْزِ الْعِلْمِ پھر اوسکو زیر کرسی دفن کر دیا اوسکے بعد بقیہ بنی اسرائیل نے
اوسکو نکالکر لوگوں میں پھیلایا کہا سلیمان نے اسی کے بدولت یہ ملک پایا تھا سب سے زیادہ اوسکو انہیں یہود نے سیکھا
لعنہم اللہ تعالی اس باب میں اور بھی روایتیں ہیں حسن نے کہا جس چیز کی شیطان تلاوت کرتے تھے اسمیں ایک تہائی شعر ایک
تہائی سحر ایک تہائی کہانت سے معلوم ہوا کہ اشعار اور سکر نظم حکم میں سحر و کہانت کے ہوتا ہے جیسے اشعار مدح شراب و عشق
پرستی و زناکاری و سماع و غنا و مدح کفر و فسق و اعضائی معشوق وغیرہ کی یہ سحر زمانہ سلیمان علیہ السلام سے پہلے بھی تھا کیونکہ
موسی علیہ السلام اون سے پہلے آئے تھے اون سے اور ساحروں سے مقابلہ ہوا تھا اسیطرح قوم صالح علیہ السلام نے صالح سے کہا تھا
اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ یہ صالح ابراہیم علیہ السلام سے بھی پہلے تھے معلوم ہوا کہ سحر کی اصل ہے یہ بات نہیں ہے کہ بے
اصل محض ہو یہی آیت باب سحر میں نص قطعی ہے کہ سیکھنا سکھانا جادو کا کفر ہے یا گناہ کبیرہ قرطبی نے کہا مَا اُنْزِلَ
میں ما نافیہ ہے یعنی سلیمان نے کفر کیا نہ فرشتوں پر سحر اوترا لکن شیاطین بابل میں لوگوں کو سحر سکھایا کرتے تھے اس صورت
میں مراد مَلَكَيْنِ سے جبریل و میکائیل علیہما السلام ہونگے کیونکہ ساحران یہود کو یہ زعم تھا کہ اللہ نے انہیں کے ذریعہ سے سلیمان
پر جادو اتارا تھا اسلیے اللہ نے انکی تکذیب فرمائی کہ نہ وہ دونوں سحر لائے نہ سلیمان نے کفر کیا سحر تو کام شیاطین کا ہے
وہی لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے کسی نے کہا مراد مَلِكَيْنِ سے داؤد و سلیمان علیہما السلام ہیں لام مکسور ہے مگر ابن جریر
نے حرف ما کے نافیہ ہونیکا انکار کیا ہے ما کو بمعنی اَلَّذِیْ ٹھیرایا ہے ملکین سے ہاروت و ماروت کو مراد رکھا ہے پھر کہا کہ اللہ
نے انکو زمین پر اوتارا تعلیم سحر کا اذن دیا بندوں کا امتحان مقصود تھا یہ دونوں فرشتے اوس تعلیم میں مطیع حکم
تھے ابن کثیر کہتے ہیں یہ مسلک ابن جریر کا نہایت غریب ہے اس سے زیادہ غریب بات یہ ہے کہ ہاروت ماروت دو قبیلہ جن کے تھے
جسطرح ابن حزم نے گمان کیا ہے اکثر سلف کا یہی مذہب ہے کہ یہ دو فرشتے آسمان سے اوپر زمین پر آگئے تھے حدیث ابن عمر میں
مرفوعا آیا ہے کہ جب آدم زمین پر اتارے گئے فرشتوں نے کہا اے رب یہ زمین پر ایسے مفسد سفاک کو بھیجتا ہے ہم تیری تسبیح و
حمد کرتے ہیں فرمایا جو مجھے معلوم ہے وہ تمکو معلوم نہیں کہا ہم بنی آدم سے زیادہ مطیع ہیں فرمایا تم میں سے دو فرشتے
آویں میں انکو زمین پر بھیجتا ہوں دیکھوں وہ کیا کرتے ہیں کہا ہاروت ماروت حاضر ہیں انکو زمین پر اوتارا زہرہ

کو ایک بہت ہی اچھی صورت میں انکے لیے ظاہر کیا اونہوں نے اوس سے زنا کرنا چاہا اوس نے کہا شرک کرو یا اس بچے کو قتل کرو یہ
یا یہ پیالہ شراب کا ہے اسکو پی لو اوسکو پی لیا نشے میں آکر دونوں نے اوس سے زنا بھی کیا بچے کو بھی جان سے مارا جب ہوش
میں آئے عورت نے کہا واللہ جو کام تم سے کام کر لیے جو تم نہ مانتے تھے اونکو اختیار دیا گیا کہ عذاب دنیا لو یا عذاب آخرت
انہوں نے عذاب دنیا اختیار کیا یہ حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے ابن کثیر نے مع سارے طرق نقل کر کے اوسکی سند و
رفع میں بڑی گفتگو کی ہے اول یہ لکھا تھا کہ ذکر الحدیث الوارد فی ذلک ان صح سنده و رفعه پھر بعد ذکر طرق مختلف
کے یہ کہا ہے کہ دار الحدیث ورجع الی نقل کعب الاحبار عن کتب بنی اسرائیل پھر جو آثار صحابہ و تابعین کے اس
مقدمہ میں آئے انکو ذکر کیا ہے علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ زہرہ ایک زن جمیلہ تھی اہل فارس سے جس سے ہاروت ماروت پھسل
گئے ابن عباس و ابن مسعود کہتے ہیں زہرہ کو بشکل ایک عورت پارسی کے اون کے پاس اوتارا وہ اوس سے مبتلا ہو گئے زہرہ
کو بیدخت کہتی ہیں یہی قول ابن عمر کا بھی ہے ابن کثیر کہتے ہیں نزول زہرہ بصورت زن جمیلہ سخت غریب ہے اس سے تو وہ
قول قریب تر معلوم ہوتا ہے جو ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ قصہ زمانہ ادریس علیہ السلام میں واقع ہوا تھا اوس زمانہ میں ایک
عورت تھی نہایت شکیل جیسے تاروں میں زہرہ یہ شراب پیکر اوس سے مبتلا ہو گئے هذا اقرب ما روی فی شان الزهرة
قتادہ نے کہا وہ ایک عورت تھی اپنے شوہر کا جھگڑا لیکر آئی تھی یہ اوس کے حسن پر بہک گئے اوسکا نام عربی میں زہرہ نبطی میں
بیدخت فارسی میں ناہید تھا وہ اسم اعظم سیکھکر آسمان پر اوڑ گئی تارہ بنکر رہ گئی اس عہد میں اس لال تارے کو دیکھتے
لعنت کرتے کہتے اسی نے ہاروت ماروت کو فتنے میں ڈالا حاصل کلام یہ ہے کہ قصہ ہاروت ماروت کا ایک جماعت تابعین
سے مروی ہے اگلے پچھلے مفسرین نے بڑی کہانی اوسکی لکھی ہے مرجع سب کا اخبار بنی اسرائیل ہیں اس مقدمہ میں کوئی
حدیث مرفوع صحیح متصل الاسناد صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں آئی ہے ظاہر سیاق قرآن پاک کا اجمال قصہ
ہے بدون بسط و اطناب کے اسلیے جسقدر قرآن میں آیا ہے اوس پر حسب ارادہ اللہ ہم ایمان لاتے ہیں باقی اللہ جانے اور اوسکا
علم فتح البیان میں بھی اقوال مفسرین کو اس باب میں جمع کیا ہے زہرہ کا مسخ ہو کر تارہ بن جانا ہاروت ماروت کا بطور
امتحان کے آنا پھر معصیت میں گرفتار ہو جانا ثابت کیا ہے پھر کہا کہ یہ سب امور داخل مقدور رب تعالی ہیں کچھ جگہ استبعاد
کی نہیں ہے۔ **ف** ابن جریر نے اپنی سند سے ایک قصہ عورت کا جو بابل سے سحر سیکھکر ایمان کھو کر نزدیک عائشہ کے
آئی تھی بطولها ذکر کیا ہے وہ قصہ تفسیر ابن کثیر میں موجود ہے پھر ابن کثیر نے کہا کہ ابن جریر نے اس قصہ سے یہ
استدلال کیا ہے کہ ساحر کو قلب اعیان پر قدرت ہوتی ہے اوروں نے کہا نہیں بلکہ محض تخییل ہے کما قال تعالی سَحَرُوا
اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ وقال تعالی یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی یہ بھی اوس سے

استدلال کیا ہے کہ وہ بابل جو قرآن شریف میں مذکور ہے بابل عراق ہے نہ بابل دنباوند علی مرتضی کا یہی قول ہے بلکہ بحوالہ حدیث
مرفوع بابل کو ملعون کہا ہے وہاں نماز عصر کا وقت آگیا تھا نہ پڑھی علیحدہ ہو کر پڑھی معلوم ہوا کہ جس طرح دیار ثمود میں بے روتے ہوئے
جانے سے منع کیا ہے اسیطرح ارض بابل میں نماز پڑھنے کو مکروہ فرمایا ہے اصحاب ہیئت کہتے ہیں بابل اقلیم عراق ہے جو
بعد اوسکا بحر محیط سے جسکو بحر اوقیانوس بولتے ہیں ستر درجے ہے یہ تو بابل کا طول ہے اور عرض سو بابل سے وسط ارض تک
جانب جنوب سے مقابلہ خط استوا میں تینتیس درجے ہے فتح البیان میں لکھا ہے بابل نام ہے ایک زمین کا یا ایک شہر کا
سواد عراق میں یا زمین کوفہ کا یہ قول ابن مسعود کا ہے کسی نے کہا جبل دنباوند ہے یا نہاوند یا نصیبین یا مغرب بابل
کا نام بابل اس لیے ہوا کہ اوس جگہ تبلبل السنہ ہوا تھا حالانکہ زبانون میں تفرقہ پڑ گیا تھا **ف** اہل علم نے
اس بات سے استدلال کیا ہے اسپر کہ سیکھنا سحر کا کفر ہے حدیث عبداللہ میں آیا ہے جو کوئی آیا پاس کسی کاہن یا
ساحر کے سو سچا کہا اوسکو اسکی بات میں تو کفر کیا اوس نے ساتھ قرآن کے رواہ البزار باسناد صحیح حاکم نے
کہا ہے کہ اوسکی سند صحیح ہے **ف** جادو سیکھکر میان بی بی میں جدائی ڈالتے حالانکہ یہ رشتہ اختلاط و الفت کا
ہے سو یہ کام شیطانون کا ہوتا ہے مسلم میں ابوہریرہؓ سے مرفوعاً آیا ہے شیطان اپنا تخت پانی پر رکھکر اپنا لشکر بھیجتا ہے
یعنے واسطے اغوائے بنی آدم کے سو سب سے زیادہ قریب اوسکے مرتبہ مین اور سب سے بڑا فتنہ انگیزی مین نزدیک اوس کے وہ شخص ہوتا
ہے جو آکر یہ بات کہتا ہے کہ مین نے اوسکو نہ چھوڑا یہانتک کہ اوسکو اوسکی بی بی سے جدا کر دیا شیطان اوسکو پاس بلا کر
گلے لگاتا ہے کہتا ہے تو بہت اچھا ہے الحدیث ابن کثیر نے کہا ہے کہ سبب تفریق کا درمیان میاں بی بی کے وہ خیال
ہوتا ہے جو میان بی بی کو طرف ایک دوسرے کے بابت بد صورتی یا بد خلقی وغیرہ کے آتا ہے یا دوسرے عقد یا کسی اور شے
سے پیدا ہوتا ہے فتح البیان میں کہا ہے اللہ نے تفریق کو طرف ساحروں کے منسوب کیا ہے سحر کو سبب تفریق کا ٹھیرایا یہ دلیل
ہے اس بات پر کہ سحر کا اثر دلوں میں حب و بغض جمع و فرقت و قرب و بعد کے ساتھ ہوتا ہے ایک گروہ نے کہا ساحر کو
فقط اسی تصرف پر قدرت ہوتی ہے اسلیے کہ اللہ نے ایسا ہی فرمایا ہے اگر زیادہ قدرت ہوتی تو اسکا محل ذم سحر میں ذکر
فرماتا دوسرے گروہ نے کہا نہیں اس سے زیادہ قدرت ہوتی ہے یہاں فقط اغلب تاثیر کا ذکر کیا ہے پھر کہا کہ سحر کے سیکھنے
میں سوائے اس کے کہ ساحر کا نقصان ہو کوئی فائدہ بھی نہیں ہے ابو السعود کہتے ہیں جس چیز کی آفات سے امن ہو اوس سے
بچنا بہتر ہے جیسے سیکھنا علم فلسفہ کا کہ اکثر عوام کو گمراہ کر دیتا ہے **ف** یہ بات کہ ساحر کسی کو بے اذن خدا ضرر نہیں
پہنچا سکتا اس کا مطلب جیسا حسن بصری نے بیان کیا ہے کہ جسپر اللہ چاہتا ہے سحرہ کو مسلط کر دیتا ہے جسپر چاہتا ہے مسلط نہ کرے
کیا مقدور ہے کہ بے اذن خدا کے وہ کسیکا کچھ کر سکیں سفیان ثوری نے کہا یعنے اللہ کے حکم سے محمد بن اسحاق نے

کہا ہے جب کہ اللہ اسکو سپرد وار ادکہ ساحر کردے ابن عباس و مجاہد و سدی نے کہا خلاق کے معنے نصیب ہیں جس نے کہا
دین ہیں جیسے جادوگر نے نصیب دین ہوتا ہے اُس لفظ سے وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا ساحر کے کافر ہونے پر استدلال
کیا ہے امام احمد اور ایک جماعت سلف کا یہی قول ہے بعض نے کہا کافر نہیں ہوتا ہے لیکن جدا اسکی یہ ہے کہ گردن
مارین یہ قول شافعی سے منقول ہے رازی نے معتزلہ سے نقل کیا ہے کہ وہ منکر ہین وجود سحر کے بلکہ کبھی معتقد
وجود سحر کو کافر کہدیتے ہیں ہاں اہلسنت کے نزدیک اوڑجانا ساحر کا ہوا میں آدمی کو گدہا بنا دینا گدہے کو انسان
کردینا جائز ہے اسکا یہ مطلب ہوا کہ جسوقت ساحر اپنا منتر پڑھتا ہے اور کلمات معینہ کہتا ہے تو اوسوقت اللہ اوس
چیز کو پیدا کردیتا ہے یہ بات نہیں ہے کہ موثر اُس کام میں فلک یا نجوم ہوں جسطرح فلاسفہ و منجمین و صابئین کہتے ہیں پہر
اس لفظ سے وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ استدلال کیا ہے اس بات پر کہ سحر واقع ہوتا ہے
اللہ کے پیدا کرنے سے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سحر کیا گیا تہا ایک عورت ساحرہ بابل سے پاس عائشہ کی آئی
تہی اسکے سوا اور بہت حکایات سحر مین ہین رازی نے کہا سیکہنا سحر کا کچہہ مذموم نہین ہے ایک علم شریف ہے یہ
علم ہو تو معجزہ سحر مین کیونکر فرق سمجہا جاوے انتہی ابن کثیر نے اسقول کا رد بہی کیا ہے حدیث صحیح مین آیا
ہے کہ جو کوئی پاس کاہن یا عراف کے گیا وہ کافر ہوا اصحابہ و تابعین و سارے ائمہ مسلمین جنکو علم سحر آتا تہا معجزات
کو بہی جانتے پہچانتے تہے پہر ابو عبد اللہ رازی سے بحوالہ کتاب سر مکتوم آٹہہ قسمین سحر کی نقل کین ہیں اون
مین کلام کیا ہے بعد اوسکے کتاب الاشراف علے مذاہب الاشراف تالیف وزیر ابن ہبیرہ سے یہ روایت کی ہے کہ
سب کا اس بات پر اجماع ہے کہ سحر کی حقیقت ہے مگر ابو حنیفہ کہ وہ سحر کو حقیقت کہتے نہین رہا سیکہنا سحر کا سو ابو حنیفہ
و مالک و احمد کا یہ مذہب ہے کہ ساحر کافر ہوجاتا ہے نزدیک مالک و احمد کے مجرد فعل و استعمال کے لائق قتل کے ٹہیرتا
ہے شافعی و احمد کے نزدیک عمداً مارنے کی کچہہ ضرورت نہین ہے جب مکرر سکر یہ کام کرے تو مارا جاوے یہی یہ
بات کہ ساحر کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہین شافعی کہتے ہین قبول نہین ہوتی باقی تین امام قبول ہونا بتاتے ہین ف
قرطبی نے وہب سے نقل کیا ہے کہ جس مرد کو عورت سے کسی نے سحر کرکے باندہ دیا ہو تو سات پتے بیری کے لیکر دو
پتہروں کے بیچ مین کوٹ کر پانی مین ملا کر آیۃ الکرسی پڑہ کر مسحور کو تین گہونٹ اوسکو پلا کر باقی پانی سے نہلا دین
انشاء اللہ تعالی اثر اوس سحر کا جاتا رہے گا یہ عمل اس باب مین جید ہے ابن کثیر کہتے ہین سب سے زیادہ نفع دور
کرنے سحر کا وہ ہے جو اللہ نے اپنے رسول پر خاص اوسی کے دور کرنیکے لیے اوتارا ہے وہ معوذتین ہیں حدیث
میں آیا ہے کہ پناہ نہ پکڑی کسی نے ساتھ کسی چیز کے مثل ان دونو سورت کے اسیطرح آیۃ الکرسی شیطان کو دور

کردیتی ہے یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۗ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ مَا يَوَدُّ

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ

مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ اے ایمان والو مت کہو راعنا کہو انظرنا سنتے رہو منکرون کو دکھ کی مار ہے دل
نہیں چاہتا اون لوگوں کا جو منکر ہین کتاب والون میں اور شرک والوں میں کہ اوترے تم پر کچھ نیک بات تمہارے رب سے
اللہ خاص کرتا ہے اپنی مہر سے جسکو چاہے اللہ کا بڑا فضل رکھتا ہے ف یہود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین بیٹھتے
حضرت کلام فرماتے بعض بات جو سنی نہ ہوتی چاہتے کہ پھر تحقیق کرین تو کہتے رَاعِنَا یعنی ہماری طرف بھی متوجہ ہو اور
مسلمان بھی سیکھ گئے کسیوقت یہ لفظ کہتے اللہ تعالے نے منع فرمایا کہ تم یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو انظرنا
کہو اس کے بھی یہی معنے ہین اور آگے ہی سے سنتے رہو کہ تو پھر نہ پڑے یہود کو اس لفظ کے کہنے میں دغا تھی اوسکو زبان
دبا کر کہتے تو رَاعِینَا ہو جاتا یعنے ہمارا چرواہا اور اونکی زبان میں رَاعِنَا احمق کو بھی کہتے تھے ابن کثیر کہتے ہیں اللہ
نے ایسے ایمان والے بندون کو منع کیا کہ وہ قول و فعل مین مشابہ کفار کے ہوں یہود ایسی بات بولتے جس میں توریہ
ہوتا کام بقصد حقارت کرتے اِسْمَعْ لَنَا کی جگہ رَاعِنَا کہتے رعونت سے کما قال تعالے مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ
الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ ۚ وَ
لَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا
يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ اسطرح احادیث میں آیا ہے کہ جب سلام کرنا چاہتے تو اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ کہتے سام کے معنے موت
ہین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہوا کہ ہم اون کے جواب مین وَعَلَيْكُمْ کہیں یعنے یہ موت تمہین پڑے ہم مین کوئی اس سے بچا سے
نہ مری حدیث مرفوع ابن عمر میں آیا ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ رواہ احمد یعنی جس نے مشابہت پیدا کی کسی
قوم سے وہ انہیں مین سے ہے اسکو ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے ابن کثیر نے کہا اس حدیث مین دلالت ہے نہی شدید
و تہدید و وعید پر اور تشبہ پیدا کرنے کے ساتھ کفار کے انکے اقوال و افعال و لباس و اعیاد و عبادات وغیرہ امور
میں جو ہمارے لیے مشروع نہیں ہوئے انتہے میں کہتا ہوں جیسے شرح اس حدیث کی شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کتاب
اقتضاء الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ لِمُخَالَفَةِ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ میں لکھی ہے مثل اوس کے کسی کتاب میں دیکھی سنی نہین
گئی یہ حدیث ایک بڑی اصل ہے اسلام مین مسلمانوں نے اس زمانے مین بالخصوص عمل کرنا اس حدیث پر ترک کر دیا گویا اون
کے خیال مین منسوخ ہو گئی ہے اِنَّا لِلّٰہِ ایک آدمی پاس ابن مسعود کے آیا کہا مجھے کچھ عہد کرو کہا جب تو سنے کہ اللہ
یَا أَیُّہَا الَّذِینَ آمَنُوا فرماتا ہے تو تو اوس پر کان رکھ وہ کسی خیر کا حکم ہے یا کسی شر سے نہی فرماتا ہے خیثمہ نے کہا قرآن

میں جہاں کہیں یا ایہا الذین امنوا ہے توریت میں وہاں یا ایہا المساکین ہے ف عطا نے کہا لفظ راعنا انصار
کہتے تھے اللہ نے اس لفظ سے منع کر دیا ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ اللہ نے مومنین کو اس لفظ کے کہنے سے ہی منع فرمائی یہ
کلمہ اللہ کو مکروہ و ناپسند آیا یہ ویسی بات ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا تم انگور کو کرم نہ کہو حبلہ کہو عبد کو
فتای کہو ف اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو الفاظ محتمل دشنام و تعریض ہوں انکو بولنے سے بچے گو ارادہ متکلم
کا اوس سے تعریض و دشنام کا نہو اس میں ذریعے کا بند کرنا وسیلے کا دور کرنا مادہ فساد کا کاٹنا ہے پھر اللہ نے حال شدت
عداوت کفار کا اہل کتاب ہوں یا مشرک بیان فرمایا اس غرض سے کہ اون میں اور مومنین میں قطع مودت ہو جائے
کسیطرح کا باہم میل جول نہو رحمت سے مراد اس جگہہ قران و اسلام ہے یا نبوت یا جنس رحمت غیر معین بندوں کو جو چیز
دنیا و دین میں ملی ہے وہ بدوں کسی استحقاق کے محض خدا کے فضل و انعام سے حاصل ہوئی ہے سو خدا فضل والا
وہی ہے جسکو چاہے جو رحمت و نعمت دے یہود و مشرکین کا حسد کرنا مومنین پر باب اس خیر و برکت کی بلا وجہ صحیح
ہے ما ننسخ من آیة او ننسها نأت بخیر منها او مثلها الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر ○
الم تعلم ان اللہ له ملک السموت والارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ○ جو موقوف کرتے
ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں تو بھیجتے ہیں اوس سے بہتر یا اوسکی برابر کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر
ہے کیا تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمان و زمین کی اور نہیں تمہارا سوا اللہ کے کوئی حمایتی اور نہ مدد
کرنیوالا ف یہی یہود کا طعن تھا کہ تمہاری کتاب میں بعضی آیتیں نسخ ہوتی ہیں اگر اللہ کیطرف سے تھی تو پھر کیا عیب دیکھا
کہ موقوف کی اللہ نے فرمایا حضرت پہلی آیت میں تھا پچھلی میں پر حکم ہر وقت جو چاہے سو حکم کرے ابن عباس نے کہا مراد
نسخ سے اس جگہہ تبدیل ہے مجاہد نے کہا محو ہے قرطبی نے کہا بیان ہے ضحاک نے کہا ترک ہے سدی نے کہا قبض
ہے یعنی رفع جیسے یہ آیت الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة یا یہ قول لو کان لابن آدم وادیان من
ذهب لابتغی لهما ثالثا ابن جریر نے کہا مراد نسخ سے نقل آیت ہے جیسے حلال کو حرام یا حرام کو حلال مباح کو محظور محظور کو
مباح کر دینا یہ نقل و تبدیل و تغیر اوسی امر و نہی و حظر و طلاق و منع و اباحت میں ہوتا ہے نہ اخبار میں خواہ نسخ حکماً ہو
یا حقیقتاً باقی احکام و انواع و شروط نسخ کے کتب اصول فقہ میں مفصل مرقوم ہیں یہاں انکو ذکر کی کچھ حاجت نہیں ابن عمر نے کہا
دو آدمیوں کو ایک سورت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھائی تھی وہ انکو پڑھا کرتے تھے ایک رات نماز کو
کھڑے ہوئے سو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکے صبح کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا فرمایا منسوخ ہو گئی یا بھلا دی گئی
اب تم اوسکو چھوڑ دو رواہ الطبرانی اسکی سند میں سلیمان بن ارقم ضعیف ہے زہری کی حدیث سی بہت کم

نُنْسِهَا بضم نون جمعہ پڑھا کرتے حسن نے نُنْسَأْهَا بفتح نون پڑھا ہے اسکے معنے تاخیر کے ہیں ابن عباس نے کہا مطلب ترک و تبدیل
کے ہیں مجاہد نے کہا اسکے یہ معنے ہین کہ ہم اوسکو خط مین ثابت رکھتے حکم مین بدل دیتے ہین جس نے بضم نون پڑھا ہے اُس نے
اس لفظ کو نسیان سے لیا ہے حسن نے کہا کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم بعض قرآن پڑھتے تھے پھر اوسکو بھول جاتے ابن عباس
نے کہا رات کو وحی اوترتی دن کو فراموش ہو جاتی اوسپر اللہ نے یہ آیت اتاری ف یہ بات کہ جس آیت کو ہم منسوخ کرتے ہیں
اوس سے بہتر یا اوسکی برابر دوسری آیت لاتے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ دوسری آیت نفع عاجل و آجل مین یا ایک نفع میں
اون دو نفعون سے زیادہ ہوتی ہے یا مثل اوسکے ہے زیادہ بیان ناسخ منسوخ مین نظر کرنے مین حاصل ہوتی ہے کیونکہ کبھی
ناسخ اخف ہوتا ہے تو نفع اوسکا عاجل میں زیادہ ہوتا ہے کبھی اثقل ہوتا ہے تو ثواب اُسکا آجل مین زیادہ ہوتا ہے
کبھی دونون یکسان ہوتے ہین تو نفع مین برابر ٹھیرتے ہیں شافعی کا یہ کہنا کہ قرآن سنت متواترہ سے منسوخ نہین ہوتا ہے
بدلیل اسی آیت کے صحیح نہین ہے بلکہ حق یہ ہے کہ کتاب کا سنت سے منسوخ ہو جانا جائز ہے اس ارشاد سے کہ اللہ تعالی
ہر چیز پر قادر ہے یہ نکلا کہ نسخ بھی منجملہ مقدورات الٰہی کے ہے انکار کرنا نسخ کا انکار کرنا قدرت کا ہے اسمین دلیل ہے
جواز نسخ پر دوسرے ارشاد مین کہ آسمان و زمین مین اوسی کی سلطنت ہے تکذیب ہے یہود کی جو منکر نسخ ہین ف سارے
اہل اسلام سلفاً و خلفاً اسپر متفق ہین کہ نسخ ثابت و جائز ہے عقلاً و واقع ہے سمعاً کسی ایک شخص نے بھی
اسمین خلاف نہین کیا ہے ہان یہود نا مسعود منکر نسخ کے ہین سو توریت انپر حجت ہے کیونکہ ہونا نسخ کا اوس سے ثابت
ہے جب نوح علیہ السلام کشتی سے باہر نکلے تھے تو اللہ نے اون سے کہا تھا کہ مین نے ہر دابۃ تیرے لیے اور تیری ذریت
کے لیے غذا مقرر کیا ہے سوا خون کے سو تو اوسکو کھایا کر پھر بنی اسرائیل پر بہت سے حیوانات حرام کر دیے تھے
یہی توریت ہی سے ثابت ہے کہ آدم بہن کا بیاہ بھائی سے کر دیتے تھے پھر اللہ نے اوسکو موسے علیہ السلام وغیرہ پر
حرام کر دیا یہی توریت مین ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو پہلے حکم دیا کہ تم اپنے بیٹے کو ذبح کرو پھر فرمایا کہ ذبح نہ کرو اسی
طرح موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا تھا کہ جنھون نے بچھڑا پوجا ہے انکو قتل کرو پھر کہا اب تلوار اُٹھا لو
اسیطرح سنیچر کے دن کام کرنا حرام کیا تھا حالانکہ اگلون پر اون سے حرام نہ تھا اس طرح کے احکام توریت موجودہ مین بہت
موجود ہین قرآن عظیم نے ساری اگلی شریعتون اور الٰہی کتابون کو جیسے توریت انجیل وغیرہا ہین منسوخ کر دیا نسخ آیۃ کا یہہ
مطلب ہوتا ہے کہ تعبد اوسکی قرارت یا حکم یا دونو کا ختم ہو چکا ف بعض علما نے کہا ہے کہ پانسو آیتین منسوخ ہین لیکن
نزدیک محققین کے پانچ آیتون سے زیادہ منسوخ نہین ہین یہی قول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فوز الکبیر میں ہے لیکن ان
پانچ مین بھی نظر ہے رہی حدیث سو ابن جوزی نے کہا ہے کہ اکیس حدیثین منسوخ ہین ابن القیم نے کہا نہیں بلکہ

دین حدیث سے بھی کم ہین بلکہ اوسکے نصف سے بھی کم زرقانی نے شرح موطا امام مالک مین لکھا ہے کہ مذہب محدثین و اصولیین
و فقہا کا یہ ہے کہ جہانتک جمع ممکن ہو جمع کرنا واجب ہے صاحب دراسات اللبیب نے ایک رسالہ مستقل بیان بطلان نسخ اجتہادی
ر لکھا ہے مگر لکہا کہ یہ دعوی اکثر فقہا خصوصا حنفیہ کا ہے مقلدین کے نزدیک نسخ معتبر وہ ہے جو مرفوع ہو رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو غیر تک پہنچتا ہے وہ زیادتی و تجاوز کرنا ہے مقلدین طرف اس نسخ کے اتہے **ف** ابن کثیر نے
کہا کہ اس آیت شریف مین اللہ پاک نے اپنے بندونکو یہ ارشاد کیا ہے کہ متصرف خلق مین وہی اکیلا اللہ ہے خلق و امر
اسی کا ہے جسکو جسطرح چاہا بنایا جسکو چاہا سعید کیا جسکو چاہا شقی ٹہیرایا کسیکو تندرست رکھا کسی کو بیمار ڈالا کسی
کو توفیق دی کسیکو بے مدد چھوڑا اسیطرح جس چیز کو چاہا حلال کیا جسے چاہا حرام کیا جسے چاہا مباح فرمایا جسے چاہا
حظر ٹہیرایا اللہ سے کون سوال کر سکتا ہے سوال تو انہین بندون سے ہوگا اوسکا حکم کرنا ایسا ہے کہ کسی شے کی مصلحت سے
ہوتا ہے جسکو وہی جانتا ہے نہی کرنے کی مصلحت بہی اوسیکو معلوم ہوتی ہے ہمپر تو یہ فرض ہے کہ اوسکی پوری اطاعت
کرین امر بجالاوین رسول کی تصدیق و پیروی مین رہین پہر یہ کہا ہے کہ اس مقام مین ایک بڑا رد و بیان بلیغ ہے
کفر یہود کا دعوی استحالہ نسخ مین یہ دعوی انکا عقلا جہل و کفر ہے نقلا افترا و بہتان ہے اس حرکت نے کہا یہود نے
نسخ احکام توریت کا انکار کیا اسی لیے سوا عیسی و محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا کیونکہ عیسے علیہ السلام نے بعض
احکام توریت کو منسوخ کیا تہا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم توریت و انجیل دونون کو بدلدیا ابن کثیر کہتے ہین مسلمانون
مین فقط ایک ابو مسلم اصفہانی نے یہ کہا ہے کہ قرآن مین نسخ نہین ہے سو یہ قول اوسکا ضعیف مردود مرذول ہے اور جو
جواب اوسنے آیات منسوخہ سے دیے ہین وہ سب نامقبول ہین اَمْ تُرِيدُونَ اَنْ تَسْئَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسٰى
مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ۝ کیا تم بھی چاہتے ہو کہ سوال شروع
کرو اپنے رسول سے جیسے سوال ہو چکے ہین موسے سے پہلے اور جو کوئی انکار لیوے بدلے یقین کے وہ بہولا سیدھی راہ
کریعنی یہود کے بہکانے سے تم اپنے نبی کے پاس شبہے نہ لاؤ جیسے وہ اپنے نبی کے پاس لاتے تہے شبہے نکالنا گویا
یقین چھوڑکر انکار پکڑنا ہے **ف** اس آیت مین مومنین کو کثرت سوال سے منع کیا ہے کہ ہونے سے پہلے کسی چیز کا سوال نہ کرو
کما قال تعالی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔـلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْــَٔـلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ
یعنی اگر بعد نزول کے تفصیل پوچہو گے تو بتادیجاویگی لیکن جو شے ابہی نہین ہوئی ہے اوسکا سوال کیا کہین وہ چیز اس
پوچہنے یا چہیڑنے سے حرام ہوجاوے اسی لیے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ بڑا مجرم مسلمانون مین وہ شخص ہے کہ جس نے سوال
کیا ایک شی کا جو حرام نہ تہی وہ اسکے سوال کرنے سے حرام ہوگئی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچہا تہا کہ اگر

کوئی شخص کسی مرد کو اپنی جورو کے ساتھ پاوے تو کیا کرے اگر کچھ کہتا ہے تو بڑا ابول منہ سے نکالتا ہے اگر چپکا رہتا ہے
تو بڑی بات پر چپکا ہوتا ہے آپ نے ان مسائل کو مکروہ جانا عیب اسے سمجھا بعد اسکے یہ آیت ملاعنہ بعد ہی آئی سوال کا نتیجہ یہ ہوا صحیحین
میں مغیرہ بن شعبہ سے مرفوعًا آیا ہے کہ قیل وقال اضاعت مال کثرت سوال سے منع فرمایا ہے صحیح مسلم میں یوں ہے تم چھوڑ
مجھکو جب تک کہ چھوڑے رہوں میں تم کو تم سے پہلے کے لوگ اسی کثرت سوال و اختلاف کے سبب سے ہلاک ہو گئے
ہیں میں جس بات کا تم کو حکم دوں وہ تم جہاں تک ہو سکے بجا لاؤ جس کام سے منع کروں اوس سے بچتے رہو یہ حدیث اسوقت
فرمائی تھی جبکہ اللہ نے حج فرض کر دیا تھا ایک شخص نے کہا کیا ہر سال فرض ہے آپ چپ رہے تیسری بار کہا میں
اگر ہاں کہتا تو واجب ہو جاتا اگر واجب ہوتا تو تم سے نہ ہو سکتا انس کہتے ہیں کہ ہم منع کیے گئے تھے سوال سے
ہم کو یہ بات پسند آتی تھی کہ کوئی گنوار آدمی صحرائی آوے اور کچھ پوچھے اور ہم سنیں براء بن عازب کا لفظ یہ ہے کہ مجھپر
ایک سال گذر جاتا تھا میں کچھ پوچھنا چاہتا مگر دہشت و ہیبت سے پوچھ نہ سکتا تھا تمنا کرتا کہ کوئی اعرابی آجاوے رواہ
ابو یعلی ابن عباس کہتے ہیں میں نے کوئی قوم بہتر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں دیکھی نہ سوال کیا مگر بارہ
مسئلوں سے کہ وہ سب قرآن میں موجود ہیں جیسے يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَيَسْأَلُونَكَ
عَنِ الْيَتَامَىٰ اور مثل اسکے **ف** ام بمعنے بل ہے یا استفہام انکاری یہ آیت مومنین و کافرین سب کو شامل ہے اسلیے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب ہی کی طرف مبعوث ہوئے ہیں کما قال تعالی يَسْأَلُكَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ
كِتَابًا مِنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَقَالُوا أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ
ابن عباس نے کہا رافع بن حریملہ و وہب بن زید نے کہا تھا اے محمد آسمان سے کوئی کتاب ہم پر اوتروا جسے ہم پڑھیں ہمارے
لیے نہریں چلاؤ تو ہم تمکو سچا سمجھیں تمہارے کہے پر چلیں اوسپر یہ آیت اوتری أَمْ تُرِيدُونَ الآیہ ابو العالیہ نے کہا
ایک آدمی نے یہ سوال کیا تھا کہ ہمارے کفارات بھی مثل کفارات بنی اسرائیل ہوتے تو کیا اچھا ہوتا فرمایا ہم ایسا نہیں
نہیں چاہتے ہیں کہا جو تم کو دیا گیا ہے وہ اون سے کہیں بہتر ہے اون میں جسکو کوئی خطا ہوتی تو وہ اسکو اپنے گھر کے دروازے
پر لکھا ہوا مع کفارے کے پاتے اگر کفارہ دیتے دنیا میں رسوا ہوتے نہ دیتے تو آخرت میں بدنام ہوتے تو یہ کہا وَمَنْ يَعْمَلْ
سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ غَفُورًا رَحِيمًا یہ فرمایا نماز پنجگانہ جمعہ سے جمعے تک کفارہ ہیں درمیان کا
جسنے بدی کا ارادہ کیا مگر نہ کی وہ گناہ اوسپر لکھا نہ گیا جس نے بدی کی ایک ہی گناہ لکھا گیا جس نے ارادہ نیکی کا کیا مگر نہ
کی تو ایک نیکی لکھی گئی اگر وہ نیکی کر لی تو دس گنی لکھی گئی ہلاک نہیں ہوتا اللہ پر مگر ہالک اسپر اللہ نے یہ آیت اوتاری مجاہد
نے کہا سدی سے یہ سوال کیا تھا کہ ہمیں اللہ کو کھلم کھلا دکھا دو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا

کہ کوہ صفا کو سونا کردو فرمایا بہتر مگر مثل مائدہ عیسوی کے جو بنی اسرائیل کے ہوگا اوس پر وہ مارے رہے یہی بات سدی و قتادہ
نے بھی کہی ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ نے اون لوگوں کی مذمت فرمائی ہے جو سوال کسی شے کا رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم سے بطور تعنت و اقتراح کے کرتے ہے جسطرح بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے راہ تکذیب و عناد سوال کیا تھا **ف**
مراد سبیل سے اسی صراط مستقیم ہے اوس راہ سے نکلنا یہ ہے کہ جہل و گمراہی میں جا پڑے ابن کثیر کہتے ہیں یہی حال ہے اون لوگوں
کا جو تصدیق و اتباع و انقیاد انبیا سے پھر گئے ہیں سوال نے حاجت بطور کفر و تعنت اگر کرکے مخالفت و تکذیب میں پڑ گئے
کما قال تعالی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَبِئْسَ
الْقَرَارُ ابو العالیہ کہا مراد یہ ہے کہ مدلے سختی کی وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دل چاہا ہے بہت کتاب والوں کا کسیطرح تمکو پھیر کر مسلمان ہوئے پیچھے کافر کردیں حسد کرکے اپنے اندر
سے بعد اوسکے کہ کھل چکا انپر حق سو تم درگذر کرو خیال میں نہ لاو جب تک بھیجے اللہ اپنا حکم اللہ ہر چیز پر قادر ہے آخر حکم بھیجا
اور سب یہود کو مدینے کے آس پاس سے نکال باہر کردیا ابن کثیر نے کہا اللہ نے اپنے مومن بندوں کو اس بات سے ڈرایا ہے
کہ مبادا اہل کتاب کی چال چلیں وہ تم سے ظاہر و باطن میں عداوت رکھتے ہیں باوجود جاننے اس امر کے کہ تم اور تمہارے
نبی صاحب فضل ہیں تمپر حسد کرتے ہیں سو تم تا آنے حکم یعنے نصر و فتح کے خاموش رہو ابن عباس نے کہا یہ آیت حق میں حیی
بن اخطب اور یاسر بن اخطب یہودی کے اوتری ہے جو حسد اونکو تھا وہ کسیکو نہ تھا اون سے جہاں تک ہو سکا لوگوں کو اسلام
سے پھیرتے رہے زہری نے کہا یہ آیت حق میں کعب بن الاشرف کے اوتری ہے یہ یہودی شاعر تھا ہجو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کیا کرتا تھا **ف** یہ آیت فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا مثل اوس آیت کے ہے وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ
وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى کثيرا سدی نے کہا آیت عفو و صفح منسوخ ہے ناسخ اسکی وہ آیت ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ
و قوله قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ الى قوله صٰغِرُوْنَ یہی قول ایک جماعت سلف کا ہے کہ یہ آیت
منسوخ ہے آیت سیف سے چنانچہ لفظ حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ سے معلوم ہوتا ہے اسامہ بن زید نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم اور صحابہ مشرکین و اہل کتاب سے موافق اس حکم کے درگذر کرتے اونکو معاف فرماتے اونکی ایذا دہی و بد زبانی پر صبر کرتے
یہاں تک کہ اللہ نے اجازت قتل کی دی پھر بڑے بڑے سردار قریش کے جان سے مارے گئے ابن کثیر کہتے ہیں اسکو ابن ابی
حاتم نے روایت کیا ہے اسکی اسناد صحیح ہے مگر کتب ستہ میں اوسکو نہیں دیکھا ہاں اصل اسکی صحیحین میں ہے **ف**
جس طرح سے زمانہ موسی میں اہل کتاب چاہتے تھے کہ مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کتابی یا مشرک بن جاویں اونکی دولت و عزت

حالی رہے اسی طرح اس زمانے مین وہ لوگ اسی فکر مین رہتے ہین کہ سارے اہل اسلام کتابی ہو کر دین حق سے پھر جاوین کوئی
مرحم انکا دنیا و دین میں پردۂ زمین پر باقی نرہے سو جسطرح ابتدای اسلام مین صحابہ و رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی ایذا
پر صبر کیا تھا اوسیطرح آج غربائے اسلام صابر ہین صدہا تکلیفین انکے ہاتھ سے پاتے ہین درگذر کرتے ہین لیکن جس
طرح اللہ نے بعد ایک مدت کے اپنے رسول کو حکم انکے قتل کا دیا تھا اسیطرح رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانون سے
یہ وعدہ کیا ہے کہ زمانہ مہدی و عیسی علیہما السلام میں تم اونکو قتل کروگے سو سارے مسلمان اوسی انتظار مین خاموش ہین
حتی یاتی اللہ بامرہ اگرچہ بحسب وعدہ سوی اوس کے ایک گروہ اہل اسلام کا کسی نہ کسی قطر مین ہمیشہ غالب رہتا ہے مخالف
اوسکو کچھ ضرر نہین پہونچا سکتے مگر یہ عموم ملوی عزت اسلام کا بدون ظہور مہدی موعود فاطمی و نزول عیسی روح اللہ
علیہما السلام دور ہوتا نظر نہین آتا اس آیت شریف پر ثلث ارباع الم کا تمام ہوا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا
الزَّکٰوۃَ ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ کھڑی رکھو نماز اور دیتے
رہو زکوۃ اور جو آگے بھیجو گے اپنے لیے بھلائی وہ پاؤ گے اللہ کے پاس اللہ تمہارا کام دیکھتا ہے اس آیت میں اللہ نے
مسلمانوں کو یہ کہا کہ تم اوس کام مین مشغول ہو جو تمکو فائدہ بخشے عاقبت کو درست کرے دنیا مین نصر و فتح حاصل ہو آخرت
مین گواہ حاضر ہون جس دن کہ ظالمون کو عذر داری کچھ نفع نہ دیگی بلکہ انکو لعنت و بدانجامی ہوگی اسی لیے فرمایا کہ ہم
تمہارا کام دیکھتے ہین یعنی تمہارے کرتوت سے غافل نہین ہین اچھا ہو یا برا کیسے کی جزا سزا ضرور ہی ہر عامل کو ملیگی
یہ آیت اگرچہ جارح بطرح خبر ہے مگر اس مین وعد و وعید و امر و زجر سب کچھ ہے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے وَمَا تُقَدِّمُوْا
لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ گویا سب کو جتا دیا کہ تم اطاعت کرو ثواب لو معصیت سے بچو عذاب سے نجات
پاؤ وَقَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ط تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ ط قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ
صٰدِقِیْنَ ۝ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ
کہتے ہین ہرگز نہ جاوینگے جنت مین مگر جو ہونگے یہود یا نصاری یہ آرزوئین باندہ لی ہین انہون نے کہہ لاؤ سند اپنی
اگر تم سچے ہو کیون نہین جسنے تابع کیا مونہ اپنا اللہ کیطرف اور وہ نیکی پر ہے اوسی کو ہے مزدوری اپنے رب کے پاس
اور نہ ڈر ہے اونپر اور نہ انکو غم اللہ نے اس آیت مین اہل کتاب کا غرور ذکر کیا ہے کہ ہر ایک دونون گروہ سے اس
بات کا مدعی ہے کہ جنت مین وہی شخص جاویگا جو اونکے ملت پر ہوگا کما قال تعالی فی سورۃ المائدۃ نَحْنُ
اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ لیکن اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹے دغاباز ہین یہ انکی سوکہی بنا سے ہے وہ ایسے گنہگار ہونگا عذاب پاوینگے جہنم
کی سیر کرینگے اگر وہ سچے ہوتے تو معذب نہ ہوتے یہ دعوی انکا ویسا ہی ہے جیسے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا

مَعْدُوْدَةً سو طرح اللہ نے انہ اس جگہہ رد کیا اور اوسی طرح اوسجگہہ بہی رد فرمایا کہ وہ دعوے انکا بلا دلیل وحجت ہے آ او الغاية
لے کہاہی کہ یہ تمنا انکی خدا پر ناحق ہے اسی لیے اون سے مطالبت کہ تم اپنی حجت بیّن کرو گواہ لاؤ پہر فرمایا کہ جس نے اپنا
مونہہ اللہ کو سونپا یعنی اپنا دین خالص کیا اور وہ محسن ہے یعنی متبع رسول او سکا احکام بجالاتا ہے ابن کثیر نے کہا عمل متقبل کے
لیے دو شرطین ہیں ایک تو یہ کہ خالص اللہ ہی کے لیے ہو دوسری شرط یہ کہ صواب ہے یعنے موافق سنت مطہرہ ہو اگر خالص ہوا مگر
صواب نہوا تو متقبل نہوگا اسی لیے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے کیا ایسا کام جسپر ہمارا حکم نہین تو
وہ مردود ہے رواہ مسلم من حدیث عائشہ سو عمل درویشون کا اور جوانکی طرح ہین گو وہ خالص کیا جاوے کہ وہ اوسمین مخلص
ہین لیکن متقبل نہین ہے جب تک کہ ساتہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں کون رسول جو طرف ساری خلق کے بہیجے گئے
ہین انہین لوگون کے حق مین اللہ نے فرمایا ہے وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا وقال تعالى وَ
الَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وقال تعالى
وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت
کی تفسیر اوہین رہبان کے ساتہہ کی ہے رہی یہ بات کہ عمل صورت ظاہری میں موافق شریعت ہو لیکن خالص اسطے اللہ کے نہو
تو ایسا عمل بہی مردود ہوتا ہے کا لانے مدریش خاو مدیحال اہل ریا و لعاق کا ہے کما قال تعالے إِنَّ الْمُنَافِقِينَ
يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ
إِلَّا قَلِيلًا وقال تعالى فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ وَيَمْنَعُونَ
الْمَاعُونَ اسی لیے یہ ارشاد فرمایا ہے فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ
أَحَدًا اور اسجگہہ یہ فرمایا بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ طلب دونو آیت کا یکسان ہوتا ہے پہر اس اخلاص
و صواب پر یہ اقرار کیا کہ نہ کسی کے گذشتہ امر پر غم اور نہ کسی آیندہ امر پر کچہہ خوف ہوگا سعید بن جبیر نے کہا ہے یعنی
نہ مرتے دم غم نہ آخرت میں کچہہ ڈر وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ
الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ ۗ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ یہود نے کہا نصاری کچہہ راہ پر نہین نصاری نے کہا یہود کچہہ راہ پر نہیں
وہ سب پڑہتے ہین کتاب اسیطرح کہا اون لوگون نے جنکے پاس علم نہین ہے انہین کی سی بات سو اللہ حکم کرے گا اون
مین دن قیامت کے جس بات مین وہ جہگڑتے تہے ف اس آیت شریف مین اللہ پاک نے حال تناقض و باغض و
تعادی و تعاند اہل کتاب کا باہم بیان فرمایا ہے یعنی انکی آپسمین بڑی تقطیع و بغض و عداوت و دشمنی ہے ابن عباس نے کہا

نجران کے عیسائی پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے تو علماء یہود بھی حاضر ہوئے آپس میں نزاع ہوا رافع بن حرملہ
نے کہا تم کچھ چیز نہیں ہو عیسیٰ علیہ السلام و انجیل کا انکار کیا ایک نصرانی نجرانی نے جواب دیا کہ تم بھی کچھ نہیں ہو
موسیٰ و توریت کا انکار کیا اوسپر اللہ نے یہ آیت اتاری فرمایا یہ دونوں کتاب ان میں ہی اپنی کتاب میں تصدیق
ایک دوسرے کی پاتے ہیں یہود کا انکار کرنا عیسیٰ علیہ السلام سے بالکل غلط ہے اس لیے کہ اللہ نے توریت میں زبان موسیٰ
علیہ السلام پر ان سے یہ عہد لیا ہے کہ عیسیٰ کی تصدیق کرنا اسیطرح انجیل میں موسیٰ و توریت کی تصدیق ہے پھر ایک کا
دوسرے کو کافر کہنا کیا مجاہد و قتادہ نے کہا اگلے یہود و نصاریٰ کچھ راہ پر تھے یہ وہ ہیں جو زمانہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں تھے اونہوں نے بدعات نکالی متفرق ہو گئے مگر صحیح یہ ہے کہ سارے اگلے پچھلے مراد ہیں ایک دوسرے
کا مقابلہ واسد بالفاسد براہ جحود و عناد و کفر کیا **ف** مراد لا یعلمون سے نصاریٰ ہیں جنہوں نے یہود سے
یہ بات چیت کی یہ قول قتادہ کا ہے عطا نے کہا یہ وہ امتیں ہیں جو یہود و نصاریٰ سے پہلی تھیں قبل توریت و انجیل کے
جیسے قوم نوح ہود صالح لوط شعیب علیہم السلام کہ ان سب نے اپنے انبیا کے حق میں یہ بات کہی کہ وہ کسی راہ پر نہیں
ہیں سدی نے کہا مراد عرب ہیں اونہوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ راہ پر نہیں ہیں موضح القرآن کا لفظ یہ
ہے جن پاس علم نہیں ہے وہ عرب کے لوگ ہیں اگلے حضرت ابراہیم کا دین رکھتے تھے پھر آخر بہک کر بت پوجنے لگے ایسے
شخص کو مشرک کہیے وہ اپنی ہی راہ بتاتے تھے انتہی ابن جریر نے کہا آیت مذکور عام ہے سب کو شامل ہے کوئی دلیل
قاطع کسی کی تعیین پر موجود نہیں ہے اسی لیے حمل علی الجمیع اولیٰ ہے واللہ اعلم انتہی میں بھی یہی کہتا ہوں کہ یہ آیت کچھ
خاص ساتھ امم سابقہ یا عرب گذشتہ کے نہیں ہے بلکہ ہر زمانے کے بے علم اسیطرح کی گفتگو اپنے اپنے وقت میں کیا کرتے
ہیں باوجود قرآن پڑھنے کے روافض کو دیکھو خوارج نواصب کو لا علی شئی کہتے ہیں کافر سمجھتے ہیں خوارج تکفیر روافض
کی کرتے ہیں بہتر فرق اسلام میں ایسے فرقے بہت نکلے جنکے باہم سلسلہ تکفیر یکدیگر کا جاری رہا یا اب تک جاری
ہے یہی حال مقلدین مذاہب کا ہے کہ ہر ایک مقلد دوسرے کی تضلیل و تبدیع بلکہ تکفیر کرتا ہے ہاں اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ
اہلسنت و جماعت کو اس بلا سے بچا لیا ہے کہ وہ کسی مسلمان کو کافر و لا شئی نہیں کہتے نہ اول کی تکفیر کرتے ہیں جب تک
کہ کفر تصریحی موجود نہ ہو و للہ الحمد و المنۃ رازی نے کہا ہے یہ واقعہ یقیناً اس امت میں واقع ہوا ہے کہ ہر ایک گروہ
دوسرے گروہ کی تکفیر کرتا ہے باوجودیکہ تلاوت قرآن پر سب کا اتفاق ہے انتہی **ف** یہ جو فرمایا کہ انکا فیصلہ روز قیامت
اسکا مطلب یہ ہے کہ اوس دن حکم عدل جاری ہوگا فیصلہ برابر جیسے ظلم ہوا ہے کیا جاویگا جس طرح کہ سورۂ حج
میں ہے إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ

بَیْنَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ جس گروہ کے سچ ہونیکا اوسدن فیصلہ کیا جاویگا وکما قال تعالیٰ قل
یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ مراد فتح سے اس جگہہ فیصلہ و حکم ہے آدم سے لیکر اس
دم تک جتنی امتیں گذری ہیں اور جتنے اختلاف باہم خلق کے ہوئے ہیں ان سب کا فیصلہ جسی روز پروردگار عالم کو
روز حشر کو ہونیوالا ہے تم بھی منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں وہاں معلوم ہو جاویگا کہ حق پر کون تھا اور ناحق پر کون تھا

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَا
اِلَّا خَآئِفِیْنَ ط لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ اور سے بڑا ظالم کون ہے جس نے منع
کیا اسکی مسجدوں میں کہ ذکر کیا جاوے وہاں نام اوسکا اور دوڑا اونکے اوجاڑنے کو ایسوں کو نہیں پہنچتا کہ داخل ہوں
اون میں مگر ڈرتے ہوئے انکو دنیا میں ذلت و آخرت میں بڑی مار ہے **ف** نصاریٰ آپ کو مصحف جانتے تھے اور یہود
کو ظالم کہ اونہوں نے حضرت عیسیٰ سے دشمنی کی اور جیسے انکو مانا اسپر فرماتا ہے کہ جب نصاریٰ نے غلبہ پایا تو مسجد بیت المقدس
کو ویران کیا یہود کی مسجدیں اوجاڑیں یہود کی ضد سے سو یہ کیا انصاف ہے کہ آدمیوں کی ضد سے اسکی مسجدیں ویران کریں
پھر فرمایا کہ یہ بھی لائق نہیں ہے کہ وہ اس ملک میں حاکم رہیں آخر اللہ نے وہ ملک شام مسلمانوں کے ہاتھ لگایا جب سے اب تک
بحمدہ تعالیٰ قبضہ اسلام میں ہے حمد روم کے لیے اکثر لیا تھا پھر آگیا اب تہہ من تک کی ہے ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ ان
مانعین مساجد سے کون لوگ مراد ہیں اس میں اختلاف ہے ابن عباس نے کہا یہ نصاریٰ ہیں مجاہد نے کہا وہ بیت المقدس
میں ایذا کی چیز ڈالتے لوگوں کو نماز پڑھنے سے روکتے قتادہ نے کہا مراد ساعی خراب سے بخت نصر ہے اسکی لشکر نے بیت
المقدس کو اوجاڑا نصاریٰ نے اوسکی مدد کی بسکام یہود کی دشمنی پر کیونکہ بخت نصر مالکی مجوسی تھا لیکن اس قول میں اتنی بات ہے
کہ بالاتفاق اہل سیر عہد بخت نصر کا قبل مولد مسیح علیہ السلام تھا اور نصاریٰ بعد مسیح کے ہوئے پھر کیونکر اوسکے مددگار ہو
سکتے ہیں سدی نے کہا رومیوں نے بخت نصر کی مدد کی مسجد میں مردار لاکر ڈالے یہ اسلیے کہ بنی اسرائیل نے یحییٰ بن زکریا
کو قتل کیا تھا یہی قول حسن بصری کا بھی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ مراد مانعین سے وہ مشرک ہیں جو دن حدیبیہ کے درمیان رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور مکہ معظمہ کے حائل ہوئے تھے یہانتک کہ نحر ہدی ذی طوی میں کر کے چلے آئے اون سے کتنا ہی کہا
کہ کبھی کسی نے کسی کو اس گھر سے نہیں روکا ہے بلکہ آدمی اپنے باپ یا بیٹے کے قاتل کو بھی دیکھکر منع نہیں کرتا تھا اونہوں نے
ایک نہ مانا کہا جنہوں نے ہمارے آبا کو دن بدر کے قتل کیا ہے وہ ہرگز ہمارے شہر میں داخل نہونگے ہم باقی ہیں اور وہ
آویں یہ نہیں ہو سکتا ہے سعی خراب سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی مسجد الحرام میں ذکر کرتا حج و عمرے کو آتا اوسکو آنے نہ دیا ابن عباس نے
کہا قریش نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھنے سے نزدیک کعبے کے منع کر دیا تھا اوسپر یہ آیت اوتری

اور جریر نے پہلا قول اختیار کیا ہے اس دلیل سے کہ قریش نے ویرانی کعبہ میں کوئی سعی نہیں کی روم نے بخت نصر نے بیت المقدس
میں کوشش کی تھی ابن کثیر نے کہا ظاہر قول ثانی ہے اس دلیل سے کہ جس وقت نصاریٰ نے یہود کو بیت المقدس سے روکا تھا
اس وقت نصاریٰ کا دین یہود سے زیادہ تر قائم و مضبوط تھا یہی لوگ اقرب تھے یہود کا ذکر کرنا اُس وقت مقبول نہ تھا اس
لیے کہ قبل اس کے بزبان داؤد و عیسیٰ علیہ السلام ملعون ہو چکے تھے اسکے سوا جب اسنے مدت یہود و نصاریٰ سے فرصت
پائی تو طرف قوم مشرکین کے توجہ فرمائی جنہوں نے رسولخدا و اصحاب باصفا کو مکے سے نکالا تھا اور مسجد الحرام سے روک دیا
تھا یہی بات کہ قریش نے کوئی سعی ویرانی کعبہ میں نہیں کی سوا اس کے زیادہ اور کیا خرابی ہوگی کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ و
سلم و اصحاب کو نکالدیا ایسے بتوں کو لیکر عبادت بیٹھے اپنے شرک و الحاد کو رواج دیا کما قال تعالے وما لهم الا
يعذبهم الله وهم يصدون عن المسجد الحرام وما كانوا اولياءه ان اولياؤه الا المتقون ولكن اكثر
هم لا يعلمون وقال تعالے ما كان للمشركين ان يعمروا مساجد الله شاهدين على انفسهم بالكفر اولئك
حبطت اعمالهم وفي النار هم خالدون انما يعمر مساجد الله من آمن بالله واليوم الآخر واقام
الصلوة وآتى الزكوة ولم يخش الا الله فعسى اولئك ان يكونوا من المهتدين وقال تعالے هم الذين كفروا
وصدوكم عن المسجد الحرام والهدي معكوفا ان يبلغ محله ولولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنات
لم تعلموهم ان تطؤهم فتصيبكم منهم معرة بغير علم ليدخل الله في رحمته من يشاء لو تزيلوا
لعذبنا الذين كفروا منهم عذابا اليما سو جب ایسے لوگ وہاں سے نکالے گئے جو مومن نماز کی کرتے تھے تو ان
سے زیادہ اور کیا ویرانی کعبے کی ہوگی عمارت سے کچھ یہ مراد نہیں کہ اسکی اچھی صورت طیار کریں آراستگی پیراستگی کہیں
نقش و نگار بناویں بلکہ اسکی عمارت و آبادی یہی ہے کہ اوس میں اللہ کا ذکر ہو شرع شریف قائم کیجاوے اور کفر و نجاسات
شرک سے پاک و صاف رہے ف مطلب اس جملے کا کہ داخل نہوں مسجدوں میں مگر ڈرتے ہوئے یہ ہے کہ جب تم کو اے مسلمانوں
قدرت حاصل ہو تو تم ان ظالموں کو نہ آنے دو مگر بطور صلح یا بامر جزیہ اسی لیے جبکہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ
فتح کیا دو سال آئندہ میں اوس برس حکم دیا کہ میدان منی میں یہ بات پکار دو کہ بعد اس سال کے کوئی مشرک حج کو نہ آوے
نہ ننگا اس گھر کا طواف کرے اور جسکے لیے کوئی مدت ٹھیر چکی ہے وہ اپنی مدت پوری کرے یہ تصدیق و عمل ہے اس بات
پر يا ايها الذين آمنوا انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا بعض نے کہا بلکہ مطلب
ہے کہ نہ آویں مسجد میں مگر ہیبت زدہ کانپتے ہوئے کہ کہیں مومنین انکو پکڑ نہ لیں بجائے اسکے کہ وہ مسجد پر غالب ہوں
اور مومنین کو داخل مسجد سے منع کریں یعنے حق واجب تو یوں ہے اگر کفار و غیرہم کا ظلم و ستم نہ ہو کسی نے کہا

بشارت ہے طرف اللہ کے مسلمانون کو اس بات کی کہ وہ مسجد الحرام پر اور ساری مسجدون پر عنقریب غالب آجا دینگے اور مشرک
اسقدر ذلیل ہو دینگے کہ کوئی بے خوف ہو کر مسجد مین نہ آسکیگا مگر کسی کو یہ ڈر ہوگا کہین اوسکو پکڑ کر عقوبت نکرین
یا قتل نہ کر ڈالیں اگر اسلام نہ لاوی سو اللہ نے یہ وعدہ پورا کیا اور انکیا مشرکون کو دخول مسجد الحرام سے روک دیا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ جزیرہ عرب میں دو دین باقی نرہین نہ دو دین یہود و نصاری وہان سے نکال دیے
جاوین وللہ الحمد والمنۃ یہ اگر تشریف الکن مسجد حرام تطہیر بقعہ بعثت رسول انام کی ہین توپھر کیا ہے یہ تو دنیا مین
انکی رسوائی کا سامان ہوا کہ جزا جنس عمل سے ملے جس طرح مسلمانون کو مسجد حرام سے روکا تہا اسیطرح خود روکے
گئے جس طرح انکو مکہ معظمہ سے نکالا تہا اوسیطرح وہ بھی نکلے آخرت مین ہلاک حرمت بیت نصب اصنام دعا
غیر اللہ طواف عریان پر علیحدہ عذاب عظیم ہوگا مگر جس کسی نے تفسیر کی ساتھہ بیت المقدس کے کی ہے وہ کہتا ہے کہ کعب
احبار نے کہا ہے کہ جب نصاری اوسپر غالب آئے اور اسکو ویران کر دیا تو اللہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہیجا
اور یہ آیت اتاری سو زمین پر کوئی نصرانی نہیں ہے جو بیت المقدس مین آوے مگر ڈرتا ہوا آتا ہے سدی نے کہا کوئی
رومی نہین مگر اوسکو یہ ڈر ہے کہ کہین وہان اسکی گردن ماری جاوی یا اوس سے جزیہ رکہوالیا جاوے قتادہ نے کہا نہین
آتے مساجد مین مگر ڈرتے ہوے ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ کچھ منافی اس بات کو نہین ہے کہ عموم آیت مین داخل ہو اسلیے
کہ نصاری نے جب بیت المقدس پر ظلم کیا جس صخرہ کیطرف یہود نماز پڑہتے تہے اوسکو خوار و حقیر کر دیا تو شرعاً و
قدراً اسکا ثمرہ یہ ملا کہ ذلیل ہو مگر بعض اوقات وہ ہین جو انہین اوس جگہہ سے نکالی اسی طرح جب یہود نے وہان عیسیٰ
جدا کا کیا نامرادی مین نصاری سے بہی آگے بڑہ گئے تو اللہ نے اونکو سزا جزا بہی بہت بڑی دی ابن ایمان لوگون
نے خزی دنیا کو تفسیر کیا ہے ساتھہ خروج مہدی علیہ السلام کے یہی قول ہے سدی و عکرمہ و وائل بن داؤد کا قتادہ نے
کہا ہے مراد اوس رسوائی سے یہ ہے کہ ذلیل ہو کر آپ اپنے ہاتھہ سے جزیہ دین مگر صحیح یہ ہے کہ خزی دنیا ان سب اقوال
سے عام تر ہے حدیث مین رسوائی دنیا و آخرت سے پناہ مانگی ہے بشر بن ارطاۃ کہتے ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
یہ دعا کیا کرتے تہے اللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ رواہ احمد
یہ حدیث حسن ہے اگر صحاح ستہ مین نہین ہے اور نہ نقطہ بہی ایک حدیث یا حدیث لا تقطع الایدی فی الغزو مروی ہے
انکو ابن ابی ارطاۃ بہی کہتے ہین فتح البیان مین ہے مراد ویرانی مساجد سے یہ ہے کہ انکو ڈھا دین یا ذکر و طاعت سے جنکی
لیے انکی بنا ہوئی ہے بیکار و معطل کر دین جیسے سکہنا سکہانا علم کا بیٹہنا اوسمین اعتکاف کرنا انتظار کرنا نماز کا سو کسی حال
مین مسلمان وہان نہ آوین مگر حالت خوف مین ڈرتے کانپتے لرزتے ہوے کیونکہ بیت المقدس جگہہ حج و زیارت

بتحقیق الطبرانی

نصاریٰ کی ہے کسی نے کہا مراد خوف سے جزیہ لینا ذمی سے قتل کرنا جلا وطن کرنا ہے کسی نے کہا فتح قسطنطنیہ و رومیہ و عموریہ ہے مگر قول اول ارجح ہے اس آیت میں مذکورین کو یہ ارشاد ہے کہ مسجدوں کو اہل کفر سے ممنوع رکھیں کوئی مسجد کسی طرح کافر کیوں نہ ہو اس لیے کہ لفظ عام ہے گو سبب خاص ہو اونکے لیے دنیا میں رسوائی ہے یعنی ذلت قتل و گرفتاری و جزیہ و قید غیرہ آخرت میں عذاب عظیم ہے یعنی آگ دوزخ وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ اللہ ہی کی ہے مشرق و مغرب جس طرف تم منہ کرو وہاں ہی متوجہ ہے اللہ برحق البتہ گنجائش والا ہے سب خبر رکھتا ہے یہود و نصاریٰ کا آپس میں جھگڑا تھا کہ ہر کوئی اپنے قبلہ کو بہتر بتاتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ ایک طرف مخصوص نہیں ہے اوسکے حکم سے جس طرف منہ کرو وہ متوجہ ہے **ف** اس آیت میں تسلی دی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کو جنہیں کفار نے مکہ سے نکال دیا تھا مسجد و مصلیٰ الگ کر دیا تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں کعبے کے سامنے بیت المقدس کیطرف نماز پڑھتے تھے جب مدینہ میں آئے سولہ یا سترہ مہینے تک ادہر ہی نماز پڑھی پھر اللہ نے طرف کعبے کے پھیر دیا اور یہ آیت اتاری ابن عباس نے کہا سب سے پہلے جو قرآن میں منسوخ ہوا یہی حکم قبلے کا تھا آیت ناسخ یہ ہے وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ پھر کہا مراد وجہ اللہ سے قبلۃ اللہ ہے مجاہد نے کہا تم جہاں کہیں ہو منہ قبلہ کو کرو یعنی کعبے کو ابن جریر نے کہا بعض نے کہا ہے کہ نزول اس آیت کا قبل فرضیت توجہ کے طرف کعبے کے ہوا ہے یعنی جس سمت مشرق مغرب اللہ کی ٹھیری کوئی جگہ اس سے خالی نہیں ہے کما قال وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا تو جس سمت کو تمہارا منہ ہوگا وہ اللہ کیطرف ہوا پھر جب توجہ طرف مسجد حرام کے فرض ہوئی تو وہ حکم ہر سمت کا منسوخ ہوگیا ابن کثیر کہتے ہیں یہ بات کہ کوئی جگہ اللہ سے خالی نہیں ہے مراد اس سے اگر علم خدا ہے تو صحیح ہے کیونکہ اوسکا علم محیط جمیع معلومات ہے رہی ذات اوسکی سو وہ کسی چیز میں ساری خلق سے محصور نہیں ہو سکتی تعالیٰ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا پھر ابن جریر سے یہ نقل کیا ہے کہ بعض کے نزدیک یہ آیت اوس میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا کہ نماز تطوع یعنی نفل حالت سفر و سفر و شدت خوف و مسایفہ میں جدہر چاہیں مشرق و مغرب پڑہیں ابن عمر نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم یونہی کرتے تھے سواری جدہر چاہے جاوے اس آیت کے یہی معنے فرماتے تھے اس حدیث کی اصل صحیحین و سنن میں ہے بخاری میں ابن عمر سے آیا ہے کہ اگر خوف زیادہ ہو تو تم نماز پڑہو پیادہ سوار رو بقبلہ غیر قبلہ نافع نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس بات کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے تھے مسئلہ ابن کثیر کہتے ہیں شافعی نے درمیان سفر مسافت و سفر عدوی کے کچھ فرق نہیں کیا ہے سب میں نماز نفل ہر احلہ

پڑھی یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے مگر مالک و مالکیہ اس کے خلاف کہتے ہیں ابو یوسف رح ابو سعید اصطخری رح نے یہ اختیار کیا ہے کہ
نفل سواری پر شہر میں پڑھے سفر میں یہی قول انس بن مالک سے مروی ہے یہی مختار طبری ہے بعض نے کہا نزول
اس آیت کا حق میں ایک قوم کے ہوا تھا جسکو قبلہ معلوم نہ ہوا ہر کسی ایک طرف نماز پڑھی اللہ نے انکو آگاہ کر دیا کہ
یہ تمہاری نماز ہوگئی جو مسلے بعد تحری کے پڑھی گو طرف قبلہ کے نہ ہوئی عبید اللہ نے کہا ہم ایک اندھیری رات میں
ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تھے لوگوں نے پتھر جمع کر کے مسجد بنا کر نماز پڑھی صبح کو معلوم ہوا کہ ادہر قبلہ
نہ تھا حضرت سے کہا آج کی رات ہم نے نماز غیر قبلہ کیطرف پڑھی اوسپر یہ آیت اوتری اسکو ابن کثیر نے اسی سند
سے لکھا ہے اسکی سند میں ضعف ہے یا سی کے لگ بھگ ایک حدیث بھی بالفاظ و طرق مختلفہ آئی ہیں ابن کثیر نے
کہا گو اون میں ضعف ہے مگر بعض مقوی بعض ہیں یہی بات کہ جو نماز طرف قبلہ کے نہیں پڑھی ہے اوسکی قضا
کرے یا نہیں سو اس میں دو قول ہیں اور یہ روایات دلائل ہیں عدم قضا کے کسی نے کہا یہ آیت حق میں نجاشی کے اوتری
ہے جب حضرت صلعم نے خبر موت نجاشی دیکر نماز پڑھنا چاہا لوگوں نے کہا وہ قبلے کیطرف نہیں پڑھتا تھا اوسپر یہ
آیت اوتری قتادہ رض سے کہا وہ طرف بیت المقدس کے پڑھتا تھا اوسکو ناسخ نہیں پہونچا تھا قرطبی نے کہا حضرت نے
اوسپر نماز جنازہ پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ غائب پر نماز پڑھنا درست ہے پھر کہا کہ نماز خاص تھی ساتھ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اسلیے میں کہتا ہوں خصوصیت پر کوئی دلیل لائق تعویل کے موجود نہیں ہے جب نہیں ہے تو
ہر غائب پر پڑھنا مشروع ہوا یہی بات ٹھیک ہے حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درمیان
مشرق و مغرب کے قبلہ ہے اہل مدینہ و اہل شام و اہل عراق کا دولابی مرد دسرا اس کے نے کہا حدیث کو اسکی ہے ایک
سماعت ہے اسکو ترمذی نے بھی باختصار روایت کیا ہے حسن صحیح کہا ہے پھر کہا کہ کئی صحابہ سے بھی آیا ہے کہ درمیان
مشرق و مغرب کے قبلہ ہے ابن عمر نے کہا جب مغرب کو دہنی طرف مشرق کو بائیں طرف کریگا تو قبلہ درمیان میں
ہوگا اوسکو دارقطنی و بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اسلیے مدینے کے لوگ جنوب کیطرف موہنہ کر کے نماز پڑھتے
ہیں ہند کے لوگ مغرب کیطرف موہنہ کرتے ہیں مکے کے لوگ مسجد الحرام میں ہر چہار طرف موہنہ کرتے ہیں ابن جریر نے
ایک یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ آیت حق میں دعا کے اوتری ہے مجاہد نے کہا جب یہ آیت ادْعُونِي أَسْتَجِبْ
لَكُمْ اوتری تو لوگوں نے کہا ہم کدہر موہنہ کریں تب یہ آیت نازل ہوئی فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ معلوم ہوا کہ
دعا ہر طرف درست ہے گو رو بقبلہ ہو کر مانگنا افضل و اولیٰ ہے **ف** واسع وہ ہے جو بندوں پر اونکے دین میں گنجایش
رکھتے جو بات انکی طاقت سے باہر ہے اوسکی تکلیف نہ دے اور اس کا علم سب کو سمالے کما قال وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا

والا ہے کشادگی والا وسیع وہی ہے جسکا خود سمایا ہے سب کو سمائی علیم وہ ہے جسکو ہر چیز کا علم ہو کوئی چیز اوسکے علم سے غائب

نہ ہو سکے وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ○

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ○ کہتے ہیں اللہ کہا اولاد وہ سب سے نرالا ہے بلکہ اسی کا مال ہے جو کچھ ہے آسمان زمین میں سب اسکے آگے ادب سے ہیں پیدا نکالنے والا آسمان زمین کا جب حکم کرتا ہے کسی ایک کام کا تو یہی کہتا ہے اوسکو کہ ہو وہ ہو جاتا ہے **ف** اس آیت میں رد جواس سے ملی ہوئی ہے نصاریٰ پر اور جو انکی طرح ہیں یہود و مشرکین عرب سے جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں ٹھیراتے تھے اللہ نے ان سب کو جھٹلایا اور انکے دعوے کو باطل فرمایا بعد اپنی تقدیس کے یہ ارشاد کیا کہ جو کچھ درمیان آسمان و زمین کے ہے سب مین اسیکا تصرف ہے سب کا وہی ایک خالق رازق مقدر مسخر مسیر مصرف ہے جو چاہے سو کرے سب اسکے بندے ملک ہیں بھر کوئی نہیں ہے کسطرح اسکی اولاد ہو سکتا ہے ولد جب ہوگا تو تب متناسب سے ہوگا اللہ کا کوئی نظیر عظمت و کبریا میں شریک نہیں ہے بلکہ لیکھتا ہے تو اب بچا کہاں سے آوےگا کما قال تعالیٰ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ وقال تعالیٰ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ○ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ○ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ○ وقال تعالیٰ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ان آیتوں میں اللہ پاک نے تقریر فرمائی ہے کہ وہی ایک ذات سید عظیم ہے جسکا کوئی نظیر و شبیہ نہیں ہے ساری چیزیں جو اوسکے سوا ہیں اسی کی مخلوق مربوب ہیں پھر اسکے لیے کہاں سے اولاد ہو سکتی ہے اسی لیے بخاری نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں مرفوعاً یوں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جھٹلایا مجھکو ابن آدم نے اور یہ اسکو لائق نہ تھا گالی دی مجھکو اور یہ اسکو چاہیے نہ تھا اوسکا جھٹلانا مجھے یہ ہے کہ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ میں اسکو اعادہ جیسا کہ وہ تھا قادر نہیں ہوں اوسکا گالی دینا مجھے یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میری اولاد ہے سو میں تو برا ہوں اس بات سے کہ جورو بچے اختیار کروں بخاری ساتھ اس حدیث کے اس طریق سے منفرد ہیں ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تکذیب کی میری ابن آدم نے یہ اسکو لائق نہ تھا گالی دی مجھکو اسکو یہ چاہیے نہ تھا تکذیب کی کہ میں اسکو پلٹا کر عادہ کروں گا جس طرح پہلی بار اسکو بنایا حالانکہ اول خلق کچھ مجھپر اسکے اعادے سے زیادہ آسان نہیں ہے گالی یوں دی کہ یوں کہا اللہ اولاد رکھتا ہے حالانکہ میں ایک اکیلا معبود ہوں کسی کا محتاج نہیں کسی کو جنا نہ کسی نے مجھکو جنا نہ کوئی میرا ہمسر ہے اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے

صحیحین میں مرفوعاً آیا ہے اللہ سے زیادہ سماعت ایذا پر کوئی صابر نہیں ہے تو اوسکے لیے اولاد ٹھیراتے ہیں اللہ انکو رزق
و تندرستی دیتا ہے یہ اولاد ٹھیرانے والے یہود و نصاریٰ ہیں یہود نے عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا نصاریٰ نے مسیح کو ولد اللہ
ٹھیرایا کفار عرب نے ملائکہ کو بنات اللہ کہا **ف** ابن عباس نے کہا قانت کے معنے ہیں نمازی عکرمہ نے کہا قانت
وہ ہے جو اقرار اپنی بندگی کا کرے سعید بن جبیر نے کہا قنوت کے معنے ہیں اخلاص ربیع بن انس نے کہا قانت کہتے ہیں
قائم کو دن قیامت کے سدی نے کہا یعنے مطیع روز حشر مجاہد نے کہا تابعدار یعنے حکم ہے کہ انسان ہو تو ہو گیا کہا کہ حمار
ہو تو ہو گیا دوسرا قول مجاہد کا یہ ہے کہ طاعت کافر کی یہ ہے کہ اسکا سایہ سجدہ کرتا ہے اور وہ جی میں ناخوش ہے ابن جریر نے
اسی قول کو اختیار کیا ہے اسکے مدار سارے قول آجاتے ہیں کیونکہ قنوت و طاعت و استکانت الی اللہ شرعی و قدری
ہوتی ہے کما قال تعالیٰ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَظِلَالُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ حدیث
ابی سعید خدری میں مرفوعاً آیا ہے قرآن کے حرف حرف میں ذکر قنوت کا ہے مراد اس سے طاعت ہے روایۃ ابی حاتم اسکے
مثل امام احمد نے بھی روایت کیا ہے لیکن سند ضعیف ہے لائق اعتماد نہیں کیا عجب ہے کہ کلام کسی صحابی یا تابعی وغیرہ
کا ہو اس قسم کے بسانید ثقات بہت سی آتی ہیں ان میں اکثر نکارت ہوتی ہے اوسیر وسوکا کہا ماننا چاہیے کیونکہ سند ضعیف
ہے **ف** بدیع وہ ہے جو بے مثال سابق کے ساوے یعنی نئی ایجاد کی سے کوئی اگلا نمونہ نہ ہو مجاہد و سدی نے
کہا یہی معنے مقتضائے لغت ہیں اسی لیے شرع نو ایجاد و احداث کو بدعت کہتے ہیں جس طرح صحیح مسلم میں آیا ہے اِنَّ کُلَّ
مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ اہل علم کہتے ہیں بدعت دو طرح پر ہوتی ہے ایک بدعت شرعیہ جیسے قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کما قال فَإِنَّ کُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَکُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ دوسری بدعت لغویہ جیسے قول عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حق
میں تراویح کے نعمت البدعة هذه جبکہ عمر نے سب کو اس نماز پر جمع کر کے مستمر کیا تھا اور یہ کلمہ کہا تھا اس تقریر ابن کثیر
سے یہ بات نکلی کہ ہر بدعت شرعی گمراہی ہوتی ہے طرف حسنہ سیئہ کی تقسیم نہیں ہے معلوم ہے تو طرف اسکا شرعی و لغوی کے ہے
بس یہی بات حق و صواب ہے اسلیے کہ حدیث مرفوع میں کہیں نہیں آیا یہ تقسیم بدعت کا نہیں چلتا یہ کلمہ اپنے عمل
اوراد کو شامل ہے قیامت تک جس علماء و فقہاء نے بدعت کو پانچ یا کم و بیش عدد پر تقسیم کیا ہے وہ مری کی رائے یا قیاس ہے
سو یہ ملوحت نہیں ہے انکی تقسیم کی مثال میں ایسی چیزیں بھی ذکر کر دی ہیں جو سرے ہی سے خارج از بدعت ہیں شرعی
بدعت ہو سکتی ہے یعنی جیسے کتابت علم وغیرہ کہ ثبوت اسکا خود کتاب و سنت سے ہو چکا ہے علاوہ اسکے جو قائل ہیں
حسنہ سیئہ کے وہ بھی یہ بات کہتے ہیں کہ اولیت بدعت حسنہ سے بہتر ہوتی ہے مثلاً استحکام مطابق آداب سنت
کے باطل و مدرسہ خانقاہ کے بانی سے بہتر ہے اس مثال کو ملا علی قاری جیسے شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح و ترجمہ مشکوۃ

میں لکھا ہی بدعت سے دل کا تاریک ہو دل پر زنگ لگ جانا مہر لگنا سنت سے دل کا روشن ہو جانا نور کا بڑھنا سا کیا
ہے یہ جگہہ زیادہ تفصیل کی بیان بدعت کے لیے نہین ہی ابن جریر نے کہا بدیع معنے مبدع ہی مبدع وہ
ہے جو ایسی چیز بنائی نکالے جو کسی نے اوس جیسی بنائی نکالی ہو پھر کہا اسی وجہ سے مبتدع فی الدین کو مبتدع کہتے ہین
کہ جو چیز اوسکے غیر نے نکالی نہتی وہ اوسی نے نکالی اسی طرح ہر محدث قول یا فعل غیر مقدم فیہ کو عرب میں مبتدع کہتے ہیں پہر
ابن جریر نے یہ لکھا کہ دلالت اس آیت شریف کی یہ ہوئی کہ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ اوسکی اولاد ہو وہ وہ ساری
آسمان و زمین کا مالک ہے یہ اوسکی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں طاعت کا اقرار کرتے ہیں وہ ان سب کا خالق
اور موجد ہی بغیر کسی اصل مثال کے اوسنے اونکو بنایا اسمیں بندوں کو آگاہ کرتا ہے اس بات پر کہ وہ مسیح جسکو
۔ خدا کا بیٹا کہتے ہیں وہ خود اسی بات کی گواہی دیتا ہے سو جسنے آسمان و زمین کو بغیر کسی اصل سابق مثال متقدم کے
۔ ہے اوسنے مسیح کو بھی اپنی قدرت سے بغیر باپ کے پیدا و ایجاد کیا انتہے ابن کثیر نے کہا یہ کلام ابن جریر کا حد
عبارت کی ہے ہی **ف** اس ارشاد میں کہ جب ہم کوئی حکم کرتے ہیں تو فقط کن کہنے سے وہ شی موجود ہو جاتی ہی
کمال قدرت عظیم سلطان کو بیان فرمایا ہی کہ ایک بار کن کہدیا اوس چیز کے بیکار ہو جانیکو مطابق ارادے
کافی ہو جاتا ہے کما قال تعالی اِنَّمَا اَمْرُهُ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وقال تعالی اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَا
اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ وقال تعالی وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ شاعر نے کہا ہے ؎ اِذَا مَا اَرَادَ اللّٰهُ
اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ قَوْلَةً فَيَكُوْنُ اس سے یہی نکلا کہ عیسی کا پیدا ہونا ہی اس کلمہ کن فیکون سے ہوا ہی قال تعالی
اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اس آیت سے یہی بات ہوا کہ یہ جو یہی
حرف کن کا ارشاد ہوتا ہے یہ بات نہیں ہی کہ یہ مجاز ہو حقیقت سے ہو کیونکہ کوئی امر حمل کرنے سے معنی حقیقی پر مانع نہیں
سکوئی دلیل موجب تاویل آئی ہی پہر یہ کہنا بیضاوی وغیرہ کا کہ وہاں کوئی قول نہیں ہے فصاحت کو اس لفظ سے تعبیر کیا ہی
بعض فلسفی ہی اور کچھ ملہم حفظنا وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝ کہی لوگ جنکو علم نہیں کیوں نہیں
بات کرتا ہم سے اللہ یا ہمکو آتی کوئی آیت اسی طرح کہہ چکے ہین انسے اگلے انہین کی بات ایک سے ہیں دل انکے ہم بیان
کردیں نشانیاں واسطے اون لوگوں کے جنکو یقین ہی یعنے اگلی امت جو یہود تہے وہ بہی ایسے ہی بہکی ہی جو اکے لوگ کہتے
ہیں **ف** ابن عباس نے کہا رافع بن حریملہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اے محمد اگر تم خدا کے رسول ہو جیسا کہ تم
کہتے ہو تو تم اللہ سے کہو وہ ہمسے بات کرے ہم اوسکی کلام کو سنیں اوسپر یہ آیت اوتری مجاہد نے کہا یہ قول نصاریٰ کا تھا

میں یہ بات ذکر کی ہے کہ اللہ نے اگلے ماں باپ کو زندہ کر دیا تھا وہ ایمان لے آئے اور یہ حدیث کہ میرا باپ تیرا باپ نار میں
جواب دیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں جو حدیث حیات ابوین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مروی ہے وہ کسی
کتاب میں کتب ستہ سے نہیں ہے غیر صحاح ستہ میں اسکی اسناد ضعیف ہے انتہیٰ ابن کثیر نے سچ کہا کہ یہ حدیث بلکہ اور جو
حدیثیں اس باب میں آئی ہیں جن سے سیوطی وغیرہ نے تمسک کیا ہے سب اسی طرح بے اصل یا منکر یا شاذ یا موضوع ہیں
انمیں شک و شبہ نہیں ہے عدم ایمان ابوین ہی سے کوئی منقصت نہیں ہے اس لئے کہ اس حالت میں نہیں لگتی پھر اسقدر شور و
غوغا ریہ وغیرہ کا اثبات ایمان ابوین کے لئے کیوں ہے ہاں جریر نے جو قول قرطبی کو اس سادہ رد کیا تھا کہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شک کرنا امر ابوین میں محال ہے اس لیے اگلی ہی قرات ٹھیک ہے سو اسکا رد ابن
کثیر نے کیا اور یہ کہا محتمل ہے کہ یہ بات وقت استغفار واسطے ابوین کے ہو پہلے اس سے کہ اونکا حال معلوم ہو جب معلوم ہوا تو
ان دونوں سے تبرا کیا اور یہ خبر دی کہ وہ اہل نار سے ہیں جس طرح صحیح میں آیا ہے اسکے اور بہت اشباہ و نظائر ہیں اس جریر کا
کہنا کچھ لازم نہیں ہے انتہیٰ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مختار ابن کثیر کا یہی ہے کہ اون کفر پر مرے ہیں حیات میں یا بعد ممات
کے ایمان نہیں لائے یہی عقیدہ مطابق حدیث مسلم کے سب سلف کا ہے مخالف اسکا مخالف حدیث صحیح ہے بلکہ ہمارے
نزدیک تو یہ بات بہتر ہے کہ ایسے مسائل میں سرے سے خوض ہی کرنا خلاف مقصود شرع پر حق ہے ہمکو تو قرآن میں
یہ کہہ سنایا ہے تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝
سو ہمکو اسی قاعدے پر جمے رہنا چاہیے مالایعنی سے بچنے میں اسلام کی خوبی ہے بیجا خوض و غور کرنے میں تضییع وقت و
تباہی ایمان ہے **ف** عطاء بن یسار نے ابن عمرو سے ملکر یہ کہا کہ بتاؤ صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توریت
میں کیا ہے کہا واللہ موصوف ہیں توریت میں اوسی صفت کے ساتھ جو قرآن میں آئی ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ
شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَا فَظٌّ وَلَا غَلِيظٌ وَلَا
سَخَّابٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ نَقْبِضَهُ حَتَّى يُقِيمَ
بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَفْتَحُ بِهِ أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوبًا غُلْفًا رَوَاهُ
احمد و[illegible] ما اخرجه البخاری یعنی اے نبی ہمنے بھیجا تمکو گواہ بناکر خوشی دینے والا ڈر سنانیوالا پناہ ان پڑھوں
کی تو میرا بندہ و رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا نہ بد مزاج ہے نہ سخت دل نہ بازاروں میں چلاتا پھرتا نہ بدی کو بدی سے
دور کرے بلکہ معاف فرماوے بخشدے وفات نہ دیگا اسکو اللہ یہانتک کہ سیدھا کر دیوے اسکے سبب سے ٹیڑھی ملت کو یوں کہ
وہ کلمہ طیبہ کہیں اس کلمہ سے وہ اندھے آنکھوں بہرے کانوں بند دلوں کو کھول دیگا یہ حدیث کو ابن مردویہ نے

بھی روایت کیا ہے مگر اسا اور زیادہ کہا کہ عطا نے کہا یہ ہر کعب سارسے ملا اوسسے بھی یہی سوال کیا کسی حرف میں اختلاف ہوا اگر کوئے اپنی لغت میں یوں کہا اعیناً عموماً واما ناصموماً رفلو سا ملوما ولن ترضی

عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

ہرگز راضی نہ ہونگے تجھسے یہود اور نصاری جب تک تابع نہ ہو تو اونکے دین کا تو کہہ جو راہ اللہ دکھاوے وہی راہ ہے اور کبھی تو چلا انکی پسند پر بعد اس علم کے جو تجھکو پہونچا تو پھر کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنیوالا نہ مددگار جنکو ہم نے دی ہے کتاب وہ اوسکو پڑھتے ہیں جو حق ہے پڑھنے کا وہ اوسپر یقین لاتے ہیں اور جو کوئی منکر ہوگا اوس سے سو انہیں کو نقصان ہے یہود میں کچھ لوگ علم والے انصاف بھی تھے کہ اپنی کتاب کو پڑھتے تھے سمجھکر وہ اس قرآن پر ایمان لائے ایک اونکے عالم تھے عبداللہ بن سلام اونکے ساتھ اور بھی کئی مسلمان ہوئے **ف** ابن جریر نے کہا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دونوں فریق کبھی تم سے راضی و خوش نہ ہونگے سو تم انکی رضامندی و موافقت کو چھوڑ کر اونکے بلانے کی طرف اوس حق کے جو اللہ نے بھیجا ہے اللہ کی رضامندی طلب کرو جو راہ اللہ نے ہمکو دکھا دی ہے وہی دین مستقیم صحیح کامل شامل ہے قتادہ نے کہا یہ ایک خصومت ہے جو اللہ نے اپنے رسول اور اونکے صحابہ کو سکھائی ہے کہ تم اہل ضلالت سے یوں کہا کرو پھر زیادہ نے کہا مجھکو یہ حدیث پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا حق پر لڑیگا اور غالب رہیگا جو کوئی اوسکے خلاف ہوگا وہ کچھ نقصان اوسکو نہ دے سکیگا یہانتک کہ اللہ کا حکم آوے ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث بخاری میں آئی ہے ابن عمرؓ سے **ف** اس امت میں اگر تو نے اہل کتاب کا اتباع کیا تو پھر کوئی تیرا حامی و ناصر نہیں ہے ایک بڑی تہدید اور وعید شدید ہے امت کو اس بات پر کہ کہیں وہ اتباع طرائق یہود و نصاری کا نہ کرنے لگیں بعد اسکے کہ قرآن و سنت کو معلوم کر چکے ہیں یہ خطاب گو رسول کو ہے مگر امت کو ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ اس آیت میں ایسی سخت وعید ہے کہ جس سے دل کانپتے ہیں جی پھٹے جاتے ہیں اہل علم جو حامل حجتہاے الہی قائم بہ بیان شرائع ہیں اونپر اس آیت نے یہ بات واجب کر دی ہے کہ وہ اہل بدعت و متمذہبین مذاہب کی ساتھہ جو تارک عمل بہ کتاب و سنت و مختار رائے محض ہیں قرآن و حدیث پر کسی طرح کی مداہنت نہ کریں اسلیے کہ یہ لوگ اگرچہ ظاہر میں اظہار قبول کرتے ہیں اخلاق نرم سے پیش آتے ہیں لیکن اونکو سواے اتباع بدعت و رد حول ضلالت کی کوئی بات پسند نہیں آتی بس جو کوئی شخص عالم کتاب و سنت ہو کر اونکی بدعت

وقف منزل
ع ۱۴

تقلید کو معلوم ہوا اسکے بعد اتباع کریگا تو تمہارے لیے اللہ سے کوئی دوست نہ مددگار ف اکثر فقہا نے اس آیت سے استدلال کیا
ہے اس بات پر کہ سارا کفر ایک ملت ہوتا ہے کیونکہ لفظ ملت کا آیت میں مفرد آیا ہے بقولہ تعالی لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَ
لِيَ دِيْنِ اس بنا پر مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتے ہاں ایک کافر اپنے قریبی کا وارث ہوتا ہے
خواہ ہم مذہب ہو یا نہ ہو اسلیے کہ یہ سب کے سب ایک ہی ملت ہیں یہی مذہب ہے شافعی و ابو حنیفہ و احمد کا دوسرا قول
احمد کا موافق امام مالک کے ہے کہ دو اہل مذہب متفرق وارث یکدیگر نہیں ہو سکتے جس طرح کہ حدیث میں آیا ہے واللہ اعلم
ف مراد ان لوگوں سے جنکو کتاب دی گئی ہے یہود و نصاریٰ ہیں یہی قول ابن زید کا ہے اسی کو ابن جریر نے
اختیار کیا ہے قتادہ نے کہا مراد اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں عمر بن خطاب نے کہا مطلب حق تلاوت کا
یہ ہے کہ جب ذکر جنت پر گذرتے ہیں سوال جنت کرتے ہیں جب ذکر نار پر گذرتے ہیں نار سے پناہ مانگتے ہیں یہ بات مرفوعاً
بھی مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آیت رحمت پر گذرتے سوال رحمت کرتے جب آیت عذاب پڑھتے
پناہ مانگتے ابن مسعود نے کہا حق تلاوت یہ ہے کہ اسکے حلال کو حلال حرام کو حرام جانے جیسا وہ اترا ہے اسی طرح
اسکو پڑھے یہ نہ کرے کہ کلمات کو انکی جگہ سے بدل دے یا اسکی کسی اور مطلب پر جو قرآن کا مطلب نہیں لگا دے
یہی بات ابن عباس سے بھی منقول ہے حسن بصری نے کہا مطلب یہ ہے کہ محکم پر عمل کرے متشابہ پر ایمان لاوے
جو مشکل ہو اسکو عالم پر چھوڑ دے یہی ابن عباس ابن مسعود کا قول ہے کہ مراد حق تلاوت سے پورا پورا اتباع کرنا ہے
پھر یہ آیت پڑھی وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا یعنے اتبعها اسی طرح عکرمہ عطا مجاہد وغیرہم سے مروی ہے بلکہ ابن عمر نے
اس مطلب کو مرفوعاً روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ میں یہ فرمایا یَتَّبِعُوْنَهٗ
حَقَّ اتِّبَاعِهٖ اسکی سند اگرچہ بہت ضعیف ہے مگر ابن کثیر نے کہا کہ معنی صحیح ہیں ابو موسی اشعری نے کہا جو کوئی قرآن
کا اتباع کرتا ہے وہ اسکے سبب سے ریاض جنت میں اتر جاتا ہے ف یہ ارشاد کہ کتاب دی ہے والی ہی یقین لاتے ہیں
اسکا یہ مدعا ہوا کہ اہل کتاب میں سے جو کوئی اقامت کتاب کما حقہ کرتا ہو وہ اسی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ایمان لاتا ہے
کما قال تعالی وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ
اَرْجُلِهِمْ وقال تعالی قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ
یعنے جب تم توریت و انجیل کو پورا پورا قائم کروگے کما حقہ انپر ایمان لاؤگے جو اخبار بعثت و نعت و صفت و امر اتباع
محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود ہیں انکی تصدیق کروگے تو یہ بات تمکو حق کیطرف کھینچ لیجاویگی تم دارین میں
اتباع خیر کرنے لگوگے کما قال تعالی اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ

حق پر تھے اور اہل اسلام ہمیشہ سے انکے بعد سے اسی پر رہے اور یہ کہ جو حکم اللہ نے بھیجے ہمیشہ کرتے رہے سو قبول
کریں اب مسلمان اسی راہ پر اور اس راہ سے پھر گئے ہو **ف** اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل اللہ
ابراہیم علیہ السلام کے شرف پر آگاہ کیا کہ ہم نے اونکو توحید و دین اسلام کا امام و پیشوا ٹھیرایا تھا اسلیے کہ وہ
ہمارے کہنے پر سب کو بجا لائے تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے کہ تم اس بات کی یاد دہی ان مشرکین و اہل کتاب
کو کرو کہ تم ملت ابراہیم کے پیرو اور اس پر قائم نہیں ہو بلکہ جس راہ پر ہم اور مومنین ہیں یہی راہ ابراہیم علیہ
السلام کی ہے ابراہیم آزمائش میں پورے نکلے کما قال تعالی وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی یعنے ساری شرع کو عمل میں
لا کر پورا کیا قال تعالی اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا وَلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰىهُ وَ
هَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ
اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وقال تعالی مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ
كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ **ف** مراد کلمات سے شرائع و اوامر و نواہی ہیں اسلیے کہ کلمات بولکر کبھی کلمات
قدریہ مراد لیے جاتے ہیں جس طرح مریم علیہا السلام سے نقل فرمایا ہے وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ
مِنَ الْقٰنِتِیْنَ کبھی کلمات شرعیہ مراد ہوتے ہیں کما قال تعالی وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا سو وہ کبھی یہی شرعی ہوتی
ہے کبھی خلقت اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ یہی ہے اسی جس کی یہ آیت ہے کہ ہمنے ابراہیم کو آزمایا او سنے ہماری باتوں کو پورا کر دکھایا
اونکا امام بنانا گویا جزائے عمل ہے کہ جسطرح تم نے قیام امر و ترک زواجر کیا اسی طرح لوگ تمہارے پیچھے چلیں گے تمہارا
اقتدا کرینگے تم اونکے پیشوا ہو ابن عباس نے یہ کلمات بتلائے ہیں دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ پانچ طرح کی طہارت سر میں پانچ
قسم کی طہارت بدن میں تھی سر میں مونچھوں کا کترانا کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا مسواک کرنا مانگ نکالنا یا سر منڈانا بدن
میں ناخن کترانا موئے زیر ناف مونڈنا بغل کے بال دور کرنا بول براز کے اثر کو پانی سے دھونا یہی قول سعید بن مسیب و مجاہد
و شعبی و نخعی وغیرہم سے بھی منقول ہے اسی کے قریب یہ حدیث عائشہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دس
چیزیں فطرت سے ہیں کترانا مونچھوں کا چھوڑنا داڑھی کا مسواک کرنا ناک میں پانی ڈالنا ناخن کترانا پوروں کا دھونا موئے بغل
کا دور کرنا حلق زیر ناف کرنا پانی سے استنجا کرنا مصعب نے کہا دسویں چیز میں بھول گیا شاید مضمضہ ہوگا روایت کیا مسلم اور ابو داود نے
کا لفظ صحیحین میں یوں ہے فطرت پانچ چیزیں ہیں ختنہ کرنا استرہ لینا مونچھیں کترانا ناخن کترانا بغل کے بال اکھاڑنا واللفظ
للمسلم یہی ابن عباس نے کہا ہے کہ وہ دس باتیں تھیں چھ انسان میں چار مشاعر یعنی مناسک حج میں انسان میں حلق عانہ

نتف ابط ختان تقلیم اظفار ان سبھون کو کہا چار دن حقیقت ایک چیز ہین پانچ قص شارب ستم سواک و غسل جمعہ متشابہ عرفات سعی بین صفا
و مروہ رمی جمار افاضہ پھر یہ کہا کہ مبتلا نہ ہوا ساتھ اس دین کے کوئی شخص جسنے پورا قیام کیا ہو ساتھ اوسکے مگر ابراہیم
دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ اسلام کے تیس سہم ہین دس آیتین سورہ برات مین ہین اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الآیۃ دس آیتین
سورہ قد افلح المومنون مین قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الآیۃ دس آیتین سورہ احزاب مین ہین اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الآیۃ ابراہیم
علیہ السلام نے ان سب کو پورا کیا اللہ نے انکے لیے برات لکھی تیسرا لفظ یہ ہے کہ مراد ان کلمات سے ایک تو فراق قوم ہے راہ
خدا مین جب حکم ہوا انکو چھوڑ دو وفی الغفور قوم سے جدا ہو گئے دوسرے حجت نمرود سے اللہ کی راہ مین تیسرے
صبر کرنا آگ مین گرنے پر چوتھے ہجرت کرنا ہے وطن و شہر سے پانچوین مہمان نوازی کرنا ہے چھٹے ذبح ولد پر شیبا
ہو جانا حسن بصری نے کہا وہ آزمایش یہ تھی کہ ستارہ و چاند و سورج و آگ و ہجرت و ختان و ذبح ولد مین مبتلا کیا ہر حال
مین اسسے راضی رہے پکے نکلے تمام ہو نے کہا وہ بتلا یہ تھی کہ ابراہیم نے کہا مجھکو لوگون کا پیشوا کر کہا اچھا کہا میری اولاد مین
بھی امامت مقرر کر فرمایا میرا عہد ظالمون کو نہین پہونچتا کہا اس گھر کو مرجع خلق فرما کہا اچھا کہا اس کی جگہ کر فرمایا
اچھا کہا ہمکو ہماری اولاد کو مسلمان بنا رکھہ فرمایا اچھا کہا ان مین جو ایمان دار ہون انکو رزق دے فرمایا اچھا بعض نے کہا
وہ کلمات یہ تہے اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا و قولہ وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ
اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی و قولہ وَعَهِدْنَا اِلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ الآیۃ و قولہ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ
وَاِسْمٰعِیْلُ یہ سب منجملہ انہین کلمات کے ہین جنسے آزمایش کی گئی تہی سدی نے کہا وہ کلمے یہ تہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ
اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
سعید بن مسیب کہتے ہین سب سے پہلے جسنے ختنہ کیا مہمان کو کھلایا ناخن کترے مونچھین کم کین بوڑھے ہوئے ابراہیم علیہ
السلام ہین اونہون نے سفید بال دیکھکر کہا یہ کیا ہے فرمایا وقار ہے کہا یَا رَبِّ زِدْنِیْ وَقَارًا جسنے ای رب اس عزت ابتیا
کو بڑہا کسی نے کہا سب سے پہلے منبر پر خطبہ انہین نے پڑہا تہا اگ کی جوکی مقرر کی تلوار چلائی مسواک کیا پانی سے استنجا
کیا ازار پہنی ابن جریر کہتے ہین جائز ہے کہ مراد کلمے سے سارے امور مذکور ہون یا بعض مگر جزم ساتھ کسی امر کے جائز نہین
ہے کہ فلان بات تہی مگر حدیث یا اجماع سے اس باب مین کوئی حدیث آئی ہے نہ ایک آدمی سے ایک جماعت سے جسکا ماننا واجب
ہو پھر ابن جریر نے کہا اولی بالصواب قول مجاہد و ربیع بن انس کا ہے ابن کثیر نے کہا اقویٰ تو یہی بات تہی
کہ لفظ کلمات شامل جمیع مذکورات ہو کیونکہ سیاق سے علاوہ قول مجاہد وغیرہ یہی معلوم ہوتا ہے فتح البیان
مین بعد ذکر اختلاف اقوال اہل علم کے بابت کلمات کے یہ لکھا ہے کہ حق یہ ہے کہ جب اس باب مین

نہ کوئی حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے نہ کسی اور طریق سے تعیین کلمات کا معلوم ہوا ہے تو
اب فقط اتنی ہی بات رہتی ہے کہ یا تو وہ اوسکے قائل ہوں جو اللہ نے کہا اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا اور اسکو بیان
کلمات کا شامل ہوں یا سکوت اختیار کریں اور امر چھوڑیں اور جو کچھ ابن عباس وغیرہ صحابہ و تابعین سے بابت تعیین
کلمات مروی ہے اول تو وہ اقوال صحابہ ہیں انکی حجت کیا اسیطرح تابعین کے پھر اگر یہی مان لیا جاوے کہ اسمیں
اجتہاد کا دخل نہیں ہے بلکہ وہ حکم مرفوع میں ہیں تو بھی نہیں ہیں اسمیں اتنا بڑا اختلاف ہے جو عمل کرنے سے بعض
منع کرتا ہے پھر کس بات پر عمل کریں کس پر نہ کریں بلکہ خود ایک صحابی سے جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ ہیں روایات
متناقض آئی ہیں اونپر کیونکر عمل ہو سکتا ہے یہاں تو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو کوئی طرف عموم کے گیا ہو اور اس
نے یہ بات کہی ہے کہ یہ کلمات جمیع کلمات مذکورات ہیں اوسکا قول ضعیف ہے اسلیے کہ اس قول سے یہ بات لازم
آتی ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر ضعیف و متناقض قول سے کی گئی جو لائق قیام حجت کے نہیں ہے پھر آیت بھی محتمل
ہے کہ وہ آزمایش نبوت سے پہلے تھی یا پیچھے جسنے کہا ہے کہ پہلے تھی اسکی دلیل یہ ہے کہ اونکو بعد امام بنایا یہ ابتلا
سبب امامت ٹھیری سبب مسبب پر مقدم ہوتا ہے جسنے کہا بعد نبوت کے تھی اسکی حجت یہ ہے کہ تکلیف بدون
وحی الٰہی کے معلوم نہیں ہو سکتی ہے تکلیف بعد نبوت کی ہوا کرتی ہے کسی نے یہ کہا کہ اگر مراد ابتلا سے ابتلا بہ کوکب و قمر
و شمس ہے تو نبوت سے پہلی تھی اور اگر شریعت ہے تو بعد نبوت کی تھی میں کہتا ہوں کہ اس خوض کی بھی کچھ حاجت نہیں
ہمکو اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا جب کبھی آزمایا ہو اور جس کسی امر میں آزمایا ہو وہ اس
آزمایش میں بڑے ثابت قدم راسخ دم پکے مضبوط نکلے اللہ نے اونکو ساری جہان کا پیشوا کیا بعد اونکے جو پیغمبر آیا
وہ انہیں کی نسل میں تہا وہ مامور رہا سا تہ انکی اتباع کے ابراہیم علیہ السلام وہ شخص ہیں جنکو اگلے پچھلے سب لوگ
دنیا بہر کے مانتے ہیں یہود و نصاریٰ مقر ہیں اونکے فضل کے انکی طرف یا اونکی اولاد کیطرف منسوب ہونیکو اپنا شرف سمجھتے
ہیں عرب و قریش اسی بات کا فخر کرتے ہیں کہ ہم اونکی اولاد میں ہیں حرم کے رہنے والے خانہ کعبہ کے خادم ہیں جب اسلام آیا تو اتباع
ابراہیم علیہ السلام ہی وہ امور نقل کیے جن سے مشرکین و اہل کتاب پر قبول کرنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کرنا دین اسلام
کا منعقد ہونا اور اسطی شرع کے واجب آتا ہے اسلیے کہ جو باتیں اللہ نے ابراہیم علیہ السلام پر واجب کی تہیں وہ خصائص میں
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں اسمیں قیام حجت ہے یہود و نصاریٰ و مشرکین عرب پر بابت وجوب انقیاد رسول خدا صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے کہ اونپر ایمان لاویں اونکی تصدیق کریں ف اللہ نے جب ابراہیم علیہ السلام کو امام عالی مقام کیا تو انہوں نے
اللہ سے یہ سوال کیا کہ میرے بعد جو امام ہوں وہ میری ہی اولاد سے ہوں اللہ نے یہ دعا انکی قبول کی مگر یہی بتا دیا

کہ تمہاری اولاد میں ظالم بھی ہونگے سو یہ عہد انکو نہ پہونچیگا یہ منصب انکو نہ ملیگا یعنے وہ امام و مقتدا نہ ہونگے
اس بات کی دلیل کہ وہ سوال متعدد ل ہے یہ آیت سورۂ عنکبوت ہے وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ سو بعد
ابراہیم علیہ السلام کے جو نبی آیا جو کتاب اتری وہ اُنہیں کی ذریت میں ہوا مجاہد نے کہا اس آیت سے یہ نکلا کہ تمہاری
ذریت میں نیک انصاف لوگ بھی ہونگے سو ظالم آدمی امام نہیں ہو سکتا ہم ظالم کو مقتدی نہیں بنا سکتے ہاں جو انمیں
نیک ہوگا اُسکو ہم امام کرینگے سعید بن جبیر نے کہا مراد یہ ہی کہ مشرک امام نہیں ہوگا قتادہ نے کہا مراد آخرت ہی
رہی دنیا سو دنیا میں کبھی ظالم بھی امام بنجاتا ہے یہی قول مجاہد و عطا و حسن و عکرمہ کا بھی ہے ربیع بن انس نے کہا اللہ کا
عہد طرف بندوں کے اللہ کا دین ہے یعنے یہ دین ظالموں کو نہیں ملتا ظالم سے دین رہتا ہے دیکھو اللہ نے فرمایا
ہے وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۚ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ اے ابراہیم تمہاری ساری اولاد
حق پر نہ ہوگی یہی قول ابو العالیہ و عطا و ابن حیان کا بھی ہے ضحاک نے کہا مراد یہ ہے کہ میری طاعت کسی ایسے شخص کو
جو اوپر ان کے نہیں پہونچیگی جو میرا دوست اور مطیع ہوگا اُسکو ملیگی حدیث علی رضی میں مرفوعاً تفسیر میں اس آیت
کے یوں آیا ہے کہ نہیں طاعت مگر معروف میں رواہ ابن مردویہ سدی نے کہا مراد عہد سے نبوت ہے ابن کثیر
کہتے ہیں یہ اقوال مفسرین سلف کے ہیں جنکو ابن جریر و ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے پھر ابن جریر نے یہ اختیار کیا
کہ یہ آیت اگرچہ ظاہر میں خبر ہے کہ وہ عہد ظالموں کو نہ ملیگا مگر اسمیں ابراہیم علیہ السلام کو یہ بات جتلائی کہ تمہاری نسل
میں ظالم النفسہ بھی ہونگے ابن کثیر کہتے ہیں مگر اس تقریر میں کچھ فائدہ نہیں ہے اگر ابن جریر یوں کہتے کہ یہ خبر بجائے امر ہی تو بہتر ہوتا
یہ مطلب ٹھیرتا کہ بندوں کو چاہیے ہے کہ اسوقت تک کسی ظالم کو والی نہ کریں یہ بات ہمنے اسلیے کہی ہی کہ اسکی خبر غلط
نہیں پڑتی حالانکہ ہم کو معلوم ہے کہ عہد امامت بہت سے ظالموں تک پہنچ گیا ہے ایمہ خویز منداد مالکی نے
کہا ہے کہ ظالم اس لائق نہیں ہے کہ خلیفہ ہو یا حاکم یا مفتی یا شاہد یا راوی فتح البیان میں لکھا ہے کہ ایک جماعت علما نے
اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اس بات پر کہ امام کا اہل عدل و عمل بالشرع ہونا ضرور ہے اسلیے کہ جب اس صفت عدل و عمل سے
دور ہوگا تو ظالم ٹھیریگا بلکہ اضافت عہد اس بات کو چاہتی ہے کہ جتنے کام دین کے ہیں امام ان سب میں صفت
ظلم سے سالم ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ یا تو دعائیہ ہو یا بطور استفہام جسکے جواب میں بعض ذریت کا ظالم ہونا ارشاد
فرمایا وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۖ جب ٹھیرایا ہمنے گھر
کعبہ جماع کی جگہ لوگوں کے لیے اور پناہ اور کر رکھو جہاں کھڑا ہوا ابراہیم نماز کی جگہ ابن عباس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے
کہ لوگ اس گہر سے جب اپنی حاجت پوری کر کے اپنے اہل و عیال کو جاتے ہیں تو پھر اس گہر کو آتے ہیں

یعنی پھر پھر کر یہاں جمع ہوتے ہیں یہی بات ایک جماعت صحابہ و تابعین نے کہی ہے کہ جو کوئی یہاں سے گھر کو پھر
کر جاتا ہے اوسکو شوق یہاں کے آنے کا لگا رہتا ہے ہر شہر و ملک سے لوگ دوڑ دوڑ کر یہاں آتے ہیں شاعر نے کہا
ہے ؎ جعل البیت مثابا لهم ✻ لیس منه الدهر یقضون الوطر ✻ یعنی یک بار دیدم بار دگر ہوس
دارم ؎ دوبارہ می طلبم طوف کعبہ را نواب جدا و ہدیہ ... ہوئے گر ✻ عکرمہ و قتادہ و عطا وغیرہم
معنے مثابہ کے یہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے مجمع ہے ؎ نہ پوچھو اہل ہوس ہم سے دیوانوں کی تباہی ✻ یہاں مجمع
سایاں ہی تلاش یار میں آتے ✻ امن سے یہ مراد ہے کہ یہاں لوگ بے کھٹکے رہتے ہیں اللہ کی پناہ میں ہوتے ہیں ابو العالیہ
نے کہا یعنی دشمن کے ہتھیار اوٹھانے سے امن میں ہیں جاہلیت میں ارد گرد سے لوگوں کو اچک لیتے ہے مگر حرم والے کو
اونکو کوئی نہ پکڑتا تھا نہ ستاتا یہ حسن ابراہیم سے تھے مجاہد و عطا و سدی و قتادہ وغیرہم کا یہ قول ہے کہ جو اس جگہ آیا
وہ امن میں ہوا ایک جماعت اہل علم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ جو کوئی ملتجی طرف حرم کے ہو اوس پر کوئی
حد قائم کیجاوے اللہ کا قول وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا بھی اسی کا مؤید ہے بعض نے کہا یہ حکم منسوخ ہے صحیح یہ ہے کہ
محکم ہے اوسکو یہاں تک تنگ کریں کہ وہ باہر آوے پھر اوسکو پکڑ کر سزا دیویں اسی لیے ابن عباس نے کہا ہے کہ مراد اس سے
معاذ و ملجا ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت میں شرف خانہ کعبہ کا بیان کیا جو وصف اسکا شرعا و قدرا تھا وہ ذکر فرمایا کہ یہی
جگہ ہے جسکا شوق ارواح کو ہے کوئی اگر ہر سال یہاں آیا کرے تو بھی اسکا جی نہیں بھرتا گویا اللہ نے ابراہیم کی قبول کی
وہ یہ دعا تھی فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ الی قولہ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ پھر اللہ نے کہا یہ وہ جگہ ہے کہ کوئی
کچھ بھی کیوں نہ کرے جب اس جگہ آجاتا ہے تو اوسکو پناہ ملجاتی ہے اس بدلے کہا آدمی اپنے باپ یا بھائی کے قاتل کو دیکھتا
مگر تعرض نہ کرسکتا جیسا کہ اللہ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا ہے جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ یعنی
اس گھر کی تعظیم کے سبب سے بدی دور کیجاتی ہے جیسا کہ اسی لیے ابن عباس نے کہا ہے کہ اگر لوگ اس گھر کا حج نہ کریں تو اللہ
آسمان کو زمین پر گرا دے ایک طرف کو یہ شرف اس کو بانی مبانی کے شرف سے حاصل ہوا ہے یعنی خلیل الرحمن علیہ السلام
ہیں کما قال تعالی وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وقال تعالی إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ
لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ابن عباس
مرفوعا کہتے ہیں کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن فتح مکہ کے فرمایا یہ وہ شہر ہے جسکو اللہ نے دن پیدا کرنے آسمان و زمین کے
حرام کردیا سو یہ حرام ہے بحرمت خدا قیامت تک یہاں کسی شخص کو مجھ سے پہلے قتال کرنا حلال نہیں ہوا مجھکو بھی ایک ساعت سے
زیادہ حلال نہ ہوا اب وہ قیامت تک حرام ہے یہاں کا کانٹا کاٹا جاوے نہ شکار بھڑکایا جاوے نہ لقطہ اٹھایا جاوے جو شخص

باللہ نعم من سنۃ ابی بکرٍ و عمرَ ۔ وہ شخص ہیں جنکی رائے سے قرآن نے اس جگہہ نماز پڑہنے میں موافقت کی اسی
لیے کسی صحابی نے اوپر انکار نہ کیا یہ مقام قدم سے ملتصق دیوار کعبہ تہا اسکی جگہہ معروف ہے متصل باب حجر اسود
داہنی جانب اس شخص کے جو دروازے سے سیدہا داخل ہوکر سامنے کو جائے ابراہیم علیہ السلام جب کعبہ بنا چکے تو اسکو
پاس دیوار کے اسی جگہہ جہاں ختم ہوئی وہاں رکہکر چہوڑ دیا تہا لہذا یہ حکم ہوا کہ بعد طواف کے اس جگہہ نماز پڑہو اور یہی
مناسب ہی تہا کہ مقام اسی جگہہ پڑا رہے جہاں بنا کعبہ منتہی ہوئی ہے مگر عمر رض نے اسکی جگہہ بدل دی کہتے ہیں اس پتہر پر
نقش انگشتان پائے ابراہیم علیہ السلام کثرت مسح سے جاتا رہا اوسکے پاس نماز پڑہنے کا حکم دیا گیا ہے کسی طرف جہات
اربعہ سے کیوں نہ پڑہو لیکن تخصیص نماز کی پیچہے مقام کے فعل رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فعل صحابہ سے استفادہ
کی گئی ہے حکم مسح تقبیل کا نہیں دیا گیا بخاری نے شروع قصہ مقام میں ایک اثر طویل ابن عباس سے لکہی ہے
ترمذی کی حدیث میں آیا ہے کہ رکن و مقام دو یاقوت ہیں جنت کی اللہ نے اونکے نور کو مٹا دیا جابر کہتے ہیں دوڑ
کر چلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تین شوط میں پہر راہ چلے چار شوط میں جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کے
پیچہے آکر دو رکعتیں پڑہیں پہر یہ آیت پاک پڑہی ابن جریر کی روایت میں اتنا اور آیا ہے کہ مقام کو درمیان اپنے اور خانہ
کعبہ کے کرکے دو رکعت پڑہیں ابن کثیر کہتے ہیں یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث طویل کا جو صحیح مسلم میں حدیث حاتم بن اسمعیل
سے آئی ہے بخاری میں عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ ابن عمر نے کہا آئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پہر طواف کیا سات بار
پہر نماز پڑہی پیچہے مقام کے دو رکعت یہ سب حدیثیں دلیل ہیں اس بات کی کہ مراد مقام سے وہی پتہر ہے جسپر ابراہیم علیہ السلام
کہڑے ہوکر کعبہ بناتے تہے جب دیوار اونچی ہو گئی اسمعیل علیہ السلام اس پتہر کو اوٹہا لائے تاکہ اوسپر کہڑے ہوکر ہاتہ سے
پتہر اوٹہا کر دیویں جب ایکطرف کی دیوار بن چکتی تو دوسرے رخ کی بناتے وہ پتہر ہر طرف جاتا اوسپر کہڑے ہوتے
یہانتک کہ چاروں دیواریں کعبے کی بن گئیں یہ قصہ ابن عباس سے نزدیک بخاری کے مفصل آیا ہے نقش قدم اسمیں ظاہر تہے
کچہہ نشان اوسکا مسلمانوں کی ہی پاس ہے انس بن مالک نے کہا میں نے مقام کو دیکہا اوسمیں انگلیاں اور ایڑی کا نقش تہا لوگوں کے
ہاتہوں نے مسح کرکے ان نقوش کو کہو دیا قتادہ نے کہا اس جگہہ حکم نماز پڑہنے کا ہے نہ مسح کرنیکا جو تکلف اگلی امتوں نے کیا تہا
وہی تکلف اس امت نے برتا جسنے ایڑی و اصابع کا اثر دیکہا تہا اوسنے ہمسے کہا لیکن اس امت کی مسح نے اسکو برابر کر ڈالا
ابن عیینہ نے کہا ہے ایک بار بعد تحویل عمر رضی اللہ عنہ کے سیل آیا تہا وہ مقام کو بہا لیگیا عمر نے پہر دوبارہ اوسکو لاکر رکہا
سفیان کہتے ہیں ہمیں نہیں معلوم کہ درمیان اس پتہر اور درمیان کعبے کے تحویل سے پہلے کسقدر مدت گذری ہے یہ معلوم
ہے کہ جدار کعبہ سے چپکا ہوا تہا یا نہیں مگر ایک روایت میں مجاہد سے یوں آیا ہے کہ اسکی جگہہ جو دور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

سے ملی ہو مگر قول اول صحیح ہے وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ
السُّجُودِ ۝ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَٰذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُم بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ قَالَ وَمَن كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ وَإِذْ يَرْفَعُ
إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا
مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝

کہدیا ہمنے ابراہیم اسمعیل کو کہ پاک رکہو گہر میرا واسطے طواف والوں اعتکاف والوں رکوع سجدہ کرنے والوں کے جب کہا ابراہیم نے
اے رب کر اسکو شہر امن کا رزق دے اسکے لوگوں کو میوے جو کوئی انمیں یقین لاوے اسپر اور پچھلے دن پر فرمایا اور جو کوئی منکر ہو
اوسکو بہی فائدہ دونگا تہوڑے دنوں پہر اسکو قید کر بلاونگا دوزخ کے عذاب میں اور بری جگہہ پہونچے جب اوٹہانے لگا ابراہیم
بنیادیں اس گہر کی اور اسمعیل اے رب قبول کر ہمسے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا اے رب کر ہمکو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بہی ایک
امت حکم بردار اپنی اور جتا ہمکو دستور حج کرنیکے اور معاف کر ہمکو تو ہی ہے اصل معاف کرنیوالا مہربان **ف** حسن بصری
نے کہا مراد پاک کرنے سے یہ ہے کہ کوئی چیز پلید و نجاست کی وہاں نہ ہو عہد کے معنی ہیں حکم و وحی کے ابن عباس نے کہا یعنے بتوں
سے پاک کرو مجاہد نے اتنا اور زیادہ کیا کہ بیہودہ کی بات اور جہوٹی بات اور ریا کی سے پاک رکہو ابوالعالیہ و عطا و قتادہ
وغیرہم نے کہا یعنے لا الہ الا اللہ کہکر شرک سے پاک صاف رکہو طواف کے معنے ہیں اردگرد گہومنے کے اوسکو سب
جانتے پہچانتے ہیں مراد طائف سے اسجگہہ وہ شخص جو سفر کرکے آیا ہے عاکف سے وہ شخص مراد ہے جو مکے میں رہتا
ہے یہی قول قتادہ و ربیع بن انس کا بہی ہے عطا نے کہا مراد وہ آدمی ہے جو اور شہروں سے آکر یہاں ٹہیرے کہتا
ہے میں مجاور ہوں تم عاکف ہو ابن عباس نے کہا جب کہ بیٹہا ہو تو منجملہ عاکفین ہوا صحیح میں ثابت ہو لیے کہ
ابن عمر مسجد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں سوتے تہے اور وہ کم عمر تہے ابن عباس کہتے ہیں جو وہاں نماز پڑہتا
ہے وہ رکع و سجود میں سے ہے ابن جریر نے ان دونوں آیتوں کو ضعیف کہا ہے ابن کثیر نے کہا پہلی بات ٹہیک ہے
حاصل یہ ہے کہ اللہ نے ان دونوں کو یہ حکم دیا تہا کہ تم اس گہر کو خاص نام پر اللہ وحدہ لا شریک لہ کے بناؤ کما قال تعالی
وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِي شَيْئًا وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ فقہا کا
اختلاف ہے کہ کعبہ میں نماز افضل ہے یا طواف کعبے کا امام مالک کہتے ہیں باہر کے شہروں کے لیے طواف افضل ہے جمہور نے کہا کہ
نماز مطلقًا افضل ہے توجیہ اسکی تفصیل کی ابن کثیر نے کتاب الاحکام میں ذکر کی ہے مراد اس آیت سے رد ہے اون
مشرکوں پر جو بانی کعبے کو شریک اللہ کیا کرتے تہے پہر بعد اسکے مومنوں کو وہاں آنے سے روکتے کما قال تعالے

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ

وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ پھر ذکر کیا کہ یہ گھر کسلیے بنایا گیا ہے یعنی بیان ہوا اللہ کے عبادت کیجاوے
طواف ہمارے سورۂ حج میں تینوں رکن نماز کے ارشاد کیے ہیں قیام رکوع سجود عاجزی کے واسطے ہیں کہ پہلے
ہوچکا تھا اس آیت میں ذکر الطائفین والعاکفین کا کیا رکوع وسجدہ کا ذکر فرمایا قیام کو چھوڑ دیا اس لیے کہ یہ بات معلوم
ہے کہ رکوع سجود بعد قیام ہی کے ہوا ہے اس آیت میں اس یہود ولے اور یہ ہم ہ سب جو اس گھر کا حج نہیں کرتے کیونکہ
ابراہیم واسمعیل علیہما السلام کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں اور جو جانتے ہیں کہ انہوں نے یہ گھر اسی طواف کے
اور حج وغیرہ کے لیے بنایا ہے اعتکاف نماز کے لیے تیار کیا ہے حالانکہ اہل کتاب کچھ بھی ان کاموں میں سے
نہیں کرتے تو کس طرح یہ مقتدی خلیل علیہ السلام کے ہوسکتے ہیں حالانکہ جو کام اللہ نے اونکے لیے شروع کیے تھے وہ
انکے واجب ہوئے موسی بن عمران وغیرہ انبیا علیہم السلام نے اس گھر کا حج کیا تھا اسطرح ہی معلوم ہوا ضروری ہے
ف تطہیر مساجد کی اسی آیت شریف سے لی گئی ہے اور اس آیت کریمہ فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ
يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ بھی اسی تطہیر پر ہے بہت حدیثوں میں حکم تطہیر وتطییب مساجد کا اور بچاؤ کا
اذی ونجاست وغیرہ سے آیا ہے اسی لیے یہ فرمایا ہے اِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ ابن کثیر کہتے ہیں میں نے اس مقصد
میں ایک رسالہ علیحدہ لکھا ہے ولله الحمد والمنة **ف** اسمیں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے کعبے کو کس نے بنایا امام
محمد باقر نے کہا ملائکہ نے اس قبل ابن عباس ہے عطا وسعید بن المسیب نے کہا آدم نے اسکو پانچ پہاڑوں سے بنایا
حرا طور سینا طور زیتا جبل لبنان جودی یہ روایت بہت غریب ہے ابن عباس وکعب احبار وقتادہ وغیرہم نے کہا
سب سے پہلے شیث علیہ السلام نے بنایا ابن کثیر کہتے ہیں کہ غالب ذکر اس قبل کے آئے ہیں اہل کتاب سے یہ کتب ایسی ہیں
کہ لائق تصدیق ہیں نہ لائق تکذیب مگر انپر کچھ اعتماد نہیں اگر کوئی حدیث اس باب میں صحت کو پہونچے تو سر آنکھوں پر
ہے **ف** جابر بن عبد اللہ مرفوعا کہتے ہیں ابراہیم نے بیت اللہ کو حرام وامن کیا میں نے مدینہ دونوں سنگستان کے بیچ
کو حرام کیا اوسکا شکار نہ کیا جاوے نہ وہاں کا درخت خاردار کاٹا جاوے اسکو ابن جریر ونسائی ومسلم نے روایت کیا
یہ مضمون ایک جماعت صحابہ سے کئی طریق پر آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ نے حرم کیا
مکے کو جس دن کہ پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو سو یہ قیامت تک کے لیے حرام ہے اسکو بخاری اہل سنن نے حدیث ابی ہریرہ
تعلیقا روایت کیا ہے ابن ماجہ نے حدیث صفیہ بنت شیبہ سے لیا ہے اس باب اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں ان میں
کچھ تناقض نہیں ہے اسلیے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو یہ بات پہونچا دی کہ اللہ نے اس کو حرام کیا اور

یہ ہمیشہ سے حرام تہا تو سبب تحریم کی طرف ابراہیم علیہ السلام کے معنے اظہار ہے یعنے ظاہر کرنے الی اس حکم الٰہی
کے وہ ہیں اسی جمہ کو ابن عطیہ وابن کثیر نے اختیار کیا ہے ابن جریر کہتے ہیں یہ پہلے ہی سے حرام تہا لیکن اللہ
نے حکم تعبد کا خلق کو نہیں دیا تہا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام نے سوال کیا تب اسکو حرام کیا حکم تعبد کا کیا جمع
بہی اچہی ہے حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ ابراہیم اللہ کے بندے اور خلیل تہے اور میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں ابراہیم
نے مکہ کو حرام کیا ہی جیسے میں نے مدینہ کو درمیان دونوں پہاڑوں کے حرام کیا یہاں کا جانور شکار حرام ہے یہاں لڑائی کے لیے ہتہیار
اوٹہانا نہ چاہیے یہاں کا کوئی درخت کاٹا جاوے مگر اسطے چارہ شتر کے اسکو ابن جریر نے اپنی سند سے روایت کیا
ہے ابن کثیر نے اس طریق کو غریب ٹہیرا کر یہ لکہا ہے کہ یہ حدیث کتب ستہ میں نہیں ہے لیکن اصل اسکی صحیح میں اور طرح
ابو ہریرہ سے آئی ہے کہ لوگ پہلا پہل دیکہتے یاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاتے آپ اوسکو لیکر فرماتے
الٰہی برکت دے ہمارے پہل ہماری شہر ہمارے صاع ومد میں جیسے میری سیر میں الٰہی اللہ بیشک ابراہیم تیری بندے و خلیل
و نبی تہے میں بہی تیرا بندہ و نبی ہوں اونہوں نے تجہسے دعا واسطے مکہ کے کی میں تجہسے دعا واسطے مدینے کی کرتا ہوں
ویسی ہی دعا اور مثل اوسکے ہمراہ اوسکے یعنے دو چند اوس سے پہر کسی بہت چہوٹے سال بچہ کو بلا کر وہ پہل دیتے دوسرا
لفظ یہ ہے کہ برکت ہمراہ برکت کے پہر جو بہت چہوٹا بچا حاضر ہوتا اوسکو مرحمت فرماتے یہ لفظ مسلم کا ہے راقم صحیح
کا لفظ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ابراہیم نے مکے کو حرام کیا میں مابین ہر دو پہاڑ مدینہ کو حرام کرتا ہوں رواہ ابن جریر و مسلم
صحیحین میں انس سے مرفوعاً آیا ہے کہ الٰہی اللہ میں حرام کرتا ہوں جو کچہ درمیان دونوں پہاڑ مدینے کی ہے جیسے ابراہیم نے
مکے کو حرام کیا الٰہی اللہ برکت دے اونکے مد و صاع میں الٰہی اللہ برکت دے اونکے پیمانوں و سیر و پیمانے میں بخاری نے
کہا مراد اہل مدینہ ہیں دوسرا لفظ انس کا یہ ہے کہ الٰہی اللہ برکت دے مدینہ کو دو چند اوسکی جو مکے کو دی ہے رواہ الشیخان
عبد اللہ بن زید مرفوعاً کہتے ہیں کہ ابراہیم نے مکے کو حرام کیا اور مکے کے لیے دعا کی میں نے مدینے کو ویسا ہی حرام کیا جیسے
ابراہیم نے مکے کو جیسے دعا کی ہے واسطے مد و صاع مدینے کے جیسے دعا کی تہی ابراہیم نے واسطے مکے کے رواہ البخاری مسلم
کا لفظ یہ ہے ابراہیم نے حرام کیا مکے کو واسطے مکے والوں کے میں نے حرام کیا مدینے کو جیسے ابراہیم نے مکے کو حرام کیا تہا میں نے دعا
کی ہے مدینے کے سیر پیمانے میں دو چند اوسکی جو ابراہیم نے واسطے مکے کی کی تہی ابو سعید کا لفظ یہ ہے الٰہی
اللہ ابراہیم نے مکے کو حرام کیا اوسکو حرام ٹہیرایا میں مدینے کو حرام کرتا ہوں درمیان دونوں پہاڑ کے نہ کوئی خون بہایا
جاوے نہ ہتہیار اوٹہایا جاوے نہ درخت کی پتے جہاڑے جاوین مگر واسطے چارے کی الٰہی اللہ برکت دے ہمارے شہر
ہماری پیمانے ہمارے سیر میں الٰہی اللہ ایک برکت کے ساتہ دو برکتیں دے رواہ مسلم ایک روایت میں لفظ برکتے ہے

ایک بقال کو مدینہ منورہ میں دیکھا کہ وہ بار بار ریس ساگ بیچتا تھا یہ کہتا تھا مرکۃ النبی تعالی وارلی ثم لا ترتحلی اسے نبی کی برکت تو
اور پھر تو ہرجا ابن کثیر کہتے ہیں حدیثیں تحریم مدینہ میں بہت آئی ہیں انکلئہ وہی ذکر کی گئیں جنکو تحریم ابراہیم علیہ السلام
سے تعلق کہ یہ شبطہ تعلق تھا کیونکہ انمیں مطابقت ہے آیت کریمہ سے بعض نے کہا تحریم مکے کی زبان ابراہیم علیہ السلام
پر ہوئی بعض نے کہا حق یہ ہے کہ زمین پیدا ہوئی ہے تب ہی سے یہ حرمت بھی ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہی اظہر و اقوی
ہے احادیث دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ اللہ نے مکے کو قبل خلق سموات و ارض حرام کر دیا تھا ابن عباس نے
کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دن فتح مکہ کے فرمایا اللہ نے اس شہر کو جس دن حرام کیا جس دن آسمان زمین
پیدا کیے سو یہ اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام رہیگا الحدیث رواہ مسلم ابو شریح عدوی کہتے ہیں کہ دوسرے
دن فتح مکہ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ سنا ئی یہ فرمایا کہ مکے کو اللہ نے حرام کیا لوگوں نے حرام نہیں کیا
کسی شخص کو جو اللہ و یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے حلال نہیں کہ وہاں خون بہاوے یا درخت کاٹے اگر کوئی شخص رخصت
قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے حجت پکڑے تو تم اس سے یہ کہدو کہ اللہ نے اپنے رسول کو تو اذن دیا تھا
تمکو اذن نہیں دیا ہے وہ اذن بھی ایک ساعت نہار کے لیے دیا تھا پھر اسکی حرمت اسی طرح ہو گئی جس طرح دیروز
تھی چاہیے کہ حاضر آدمی غائب کو پہنچا دے یہ لفظ مسلم کا ہے معلوم ہوا کہ حرمت اسکی مائی ابراہیم علیہ
السلام سے پہلے کی ہے جس طرح کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نزدیک اللہ کے پہلے سے خاتم النبیین لکھے ہوئے
تھے حالانکہ آدم ہنوز مٹی کے تیلے تھے مقصد ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا بھی کی تھی کہ اے رب بھیج اونمیں ایک رسول
انہیں میں کا اللہ نے مطابق اپنے علم و قدرت سابق کے اس دعا کو قبول فرمایا اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ
جب آپ سے یہ کہا کہ اپنے ابتدائے امر سے خبر دو تو فرمایا میں ہوں دعا اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی بشارت عیسی ابن
مریم کی میری ماں نے دیکھا کہ انسے ایک نور نکلا جس سے محلات شام کے چمک اوٹھے شعر پیغام خدا بحسب آدم آورد
انجام بشارت جان مریم آورد + ما جملہ رسل بار گئے حامل بود + احمد برما نامہ و خاتم آورد + رہی یہ بات کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ
جمہور کے نزدیک مکہ افضل ہے مالک و مالکیہ کے نزدیک مدینہ افضل ہے ابن کثیر کہتے ہیں ہم اسکا ذکر دوسری جگہہ
مع دلیلوں کے کرینگے میں کہتا ہوں ایسے مسائل میں سرسری غور ہی کرنا بے فائدہ ہے اسلیے کہ فضائل حرمین شریفین جدا
جدا آئی ہیں جو جسکی فضیلت ہے وہ بجائے خود ثابت ہے کوئی حدیث موضوع تفضیل میں ایک کی دوسرے پر نہیں آئی ہو کہ
اُسپر اعتماد کیا جاوے مکہ معظمہ میں اگر گھر اللہ کا ہے تو مدینہ میں گھر رسول کا ہے سب سے بڑا اسم ہی ہے گھر رسول اللہ صلعم رہی سعادت
آن شدہ کرد نزول گہی بیت خدا او گہے بیت رسول + مدینہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حرم محترم ٹھیرایا

يَكُوْنُ وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ وقوله تعالیٰ لَا يَغُرَّنَّكَ
تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ف یہ ارشاد کہ پھر ہم کھینچ
کر لے جائیں گے اوسکو طرف عذاب دوزخ اور بری جگہہ ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ جب کافر نے دنیا میں چند روز فائدہ اٹھایا
اب یا زیادہ اسکو عذاب سے چھٹکارا نہ ملیگا یعنی اللہ اونکو چند مدت تک مہلت و تاخیر دیتا ہے پھر ایکبارگی ہی سخت پکڑ
لیگا کقوله تعالیٰ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَيَّ الْمَصِيْرُ صحیحین میں آیا ہے
کہ اللہ سے زیادہ کوئی صبر کرنیوالا ایذا پر نہیں ہے وہ تو اللہ کی اولاد ٹھیراتے ہیں اللہ انکو روزی و تندرستی دیئے
جاتا ہے بھی صحیح میں آیا ہے کہ اللہ مہلت دیتا ہے ظالم کو یہانتک کہ جب پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا پھر یہ آیت شریف
پڑھی وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ابن کثیر نے کہا جس نے اس
آیت کو تمام دعاء ابراہیم علیہ السلام ٹھیرایا ہے ضمیر قال کو طرف انکے عائد کیا ہے سو یہ روایت مخالف قرائت سبعہ
ہے ترکیب سیاق بھی اس سے منکر ہی خلاف نظم کلام ہے واللہ اعلم ف قواعد جمع ہے قاعدة کی قاعدہ کہتے ہیں تھم
اور بنیاد کو اللہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا تم اپنی قوم کو یاد دلاؤ کہ جب ابراہیم اسمعیل علیہما السلام نے اس گھر
کی بنیاد ڈالی تھی یا اوسکے کھمبے کھڑے کیے تھے تو اوس وقت اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ تو اس عمل کو ہم سے قبول فرما قرطبی وغیرہ
نے ابن مسعود سے حکایت کی ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے تھے وَيَقُوْلَانِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا الآیہ ابن کثیر نے کہا یہ قول
اونکا بعد اسکے رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ الآیہ اسی بات پر دلیل ہے ۰ وہ دونو بزرگ اس عمل صالح میں مشغول تھے اور اللہ سے
سائل قبول ہے وہیب بن ورد جب اس آیت کو پڑھتے روتے اور کہتے اے خلیل الرحمن تم رحمن کا گھر بناتے ہو اور عدم قبول
سے ڈرتے ہو یہ وہی بات ہے کہ اللہ نے حال مومنین مخلصین ذکر کیا ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی
صدقات نفقات قربات دیتے ہیں مگر دل اس بات سے خوف زدہ ہو رہے ہیں کہ کہیں یہ دینا اونسے قبول نہ ہو اس باب میں ایک
حدیث صحیح عائشہ سے بھی آئی ہے کسی نے کہا رافع قواعد ابراہیم علیہ السلام تھے اور داعی اسمعیل مگر صحیح یہ ہے کہ دونو ہی رافع و داعی تھے
بخاری شریف میں ابن عباس سے آیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسمعیل علیہ السلام کو مع ام اسمعیل شیر خوارگی لائے پاس کعبہ کے چھوڑ دیا
جہاں زمزم پر ایک درخت تھا علاوہ مسجد میں تھا اسوقت مکہ میں کوئی آدمی تھا نہ پانی انہوں نے ہتھیلی میں کچھ کھجور ایک
مشک میں کچھ پانی رکھکر پیٹھ پھیری اسمعیل کی ماں اونکے پیچھے چلیں کہا اے ابراہیم تم کہاں جاتے ہو ہمیں اس جنگل میں چھوڑ کے
خالی ہے جہاں کوئی انیس نہیں ہے۔ کوئی سے کئی بار یہی بات کہی یہ بالکل ملتفت نہ ہوئے آخر یہ کہا کہ کیا اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے
کہا ہاں کہا تو وہ ہمکو ضائع نہ کریگا یہ کہکر پھر آئیں ابراہیم علیہ السلام جب نزدیک گھاٹی کے پہنچے جہاں کوئی انکو نہ دیکھے

کر کے یہ دعائیں مانگیں دونوں ہاتھ اوٹھا کر یہ کہا رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ
الْمُحَرَّمِ الی قولہ یَشْکُرُوْنَ اور اسمعیل کی ماں اسمعیل کو دودھ پلاتی اور آپ پانی پیتیں جب پانی ہو چکا آپ بھی پیاسی ہوئیں
بچہ بھی پیاسا ہوا دیکھا کہ اوسکی جان تنگ ہوئی جاتی ہے دیکھا نہ گیا صفا کا پہاڑ زیادہ قریب تھا اوسپر کھڑے
ہو کر سامنے طرف جنگل کے دیکھا کہ کوئی نظر آوے کسیکو نہ دیکھا وہاں سے اوتر کر جب وادی میں پہونچیں دامن کرتی کا اٹھا
کر جوں تھکا آدمی کیطرح دوڑیں وادی سے آگے بڑھ کے مروہ پہ چڑھیں اوپر کھڑے ہو کر نظر کی کہ کوئی نظر آوے کسیکو نہ دیکھا
سات بار یہی کام کیا ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی لیے لوگ ان دونوں پہاڑوں کے
بیچ میں دوڑتے ہیں جب مروہ پر چڑھ گئیں تو ایک آواز سنی اپنے جی سے کہا ٹھیر جا پھر دوبارہ سنی کہا سنے آواز والے مجھے
پاس کچھ مدد بھی ہے دیکھا تو ایک فرشتہ زمزم کی جگہہ پر ہے ویسے اپنی ایڑی لگائی یا پاؤں سے کریدا وہاں سے پانی
نکلا یہ اوسکو بطور حوض روکنے لگیں ہاتھ سے بیٹھنے لگیں اپنی مشک میں چلو سے بھرنے لگیں اسطرح جوش مارتا تھا ابن عباس نے کہا رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ رحم کرے ام اسمعیل پر اگر وہ زمزم کو چھوڑ دیتیں یا یوں فرمایا کہ چلو سے بھر کر پانی نہ لیتیں
تو یہ زمزم ایک چشمہ جاری کا ہو جاتا غرضکہ اونہوں نے پانی پیا اپنے بچے کو دودھ پلایا فرشتے نے اونسے کہا تو ضائع
ہونیکا خوف نہ کر اسجگہہ ایک اللہ کا گھر ہوگا جسکو یہ بچہ اور اسکا باپ بناویگا اللہ اس گھر والوںکو ضائع نہ کریگا
گھر زمین سے مثل ایک ٹیلے کے اونچا تھا وہاں سیلاب آتے دائیں بائیں نکل جاتے وہ جگہہ یوں ہی رہا تک کہ وہاں پر
گذر ایک جماعت جرہم یا ایک اہل بیت جرہم کا ہوا وہ کدا کے رستے سے ادہر آئے اسفل مکہ میں اوترے ایک پرندہ اوڑتا
ہوا دیکھا کہا یہ پانی کے گرد پھرتا ہے ہم تو اس جنگل میں بارہا آئے کبھی پانی نہیں دیکھا کسی کو بھیجا دیکھا تو پانی
موجود ہے وہ پانی پر آئے وہاں اسمعیل کی ماں موجود تھیں اونہوں نے کہا تم ہمیں اذن دیتی ہو کہ ہم تمہارے پاس اتریں
کہا ہاں لیکن اس پانی میں تمہارا کچھ حق نہیں ہے کہا بہتر ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
مادر اسمعیل کو کوئی انیس چاہیے تھی وہ لوگ وہاں اوتر پڑے اپنے گھر والوں کو بھی بلا بھیجا جب کئی گھر والے جمع ہو گئے اور
ادہر تو بچہ بھی جوان ہوگیا اور زبان عربی اونسے سیکھلی اور نہایت انکو پسند آیا تو بعد جوان ہونیکے ایک عورت سے نکاح
کر دیا اتنے میں ام اسمعیل کا انتقال ہوگیا ابراہیم علیہ السلام بعد شادی اسمعیل علیہ السلام کے آئے اپنے ترکے کو دیکھیں
اسمعیل کو نہ پایا اونکی عورت سے اونکا حال پوچھا کہا باہر ہمارے لیے کچھہ لینے کو گئے ہیں گذر اوقات کا حال دریافت
کیا کہ کس شکل سے بسر ہوتی ہے کہا ہم نہایت تنگی سختی تکلیف میں ہیں اس عورت نے گذران کی شکایت کی فرمایا
جب تیرا شوہر آوے تو میرا اوس سے سلام کہنا اور یہہ بھی کہہ کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دے جب اسمعیل آئے

اونکو کچھ سا اس معلوم ہوا کہا تمہارے پاس کوئی آیا تہا کہا ہاں ایک بڈہا ایسی صورت کا آیا تہا اوسنے تمہارا حال
ہمسے پوچھا سو ہمنے کہدیا پہر ہمسے گذر اوقات کا دریافت کیا ہمنے یہ بات کہی کہ ہم بڑی تنگی سختی میں ہیں کہا
تجہے کوئی وصیت کر گئے ہیں کہا ہاں تمکو سلام کہہ گئے اور یہ بات کہ تم اپنے دروازے کی چوکہٹ کو بدل ڈالو کہا وہ میرے
باپ تہے مجھکو حکم دے گئے کہ میں تمکو جدا کر دوں سو تو اپنے گہر والوں کے پاس جا رہو سو اوسکو طلاق دیدی
دوسری عورت سے قبیلہ جرہم کے نکاح کیا ابراہیم علیہ السلام چند روز تک نہ آئے جب تک کہ اللہ نے چاہا
پہر اونکے پاس آئے پہر اونکو نہ پایا اونکی عورت کے پاس آکر اونکا حال پوچھا کہا ہمارے لیے کچھ ڈہونڈنے گئے ہیں کہا تم
کیسے ہو تمہاری گذران کیونکر کس شکل پر ہوتی ہے کہا ہم خیر و وسعت سے ہیں اللہ کی ثنا بیان کی کہا تمہارا کہانا کیا
کہا گوشت کہا پینا کیا ہے کہا پانی فرمایا اے اللہ برکت دے اونکے گوشت و پانی میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اوسدن کوئی غلہ اونکے پاس نہ تہا ورنہ اوسی کے لیے دعا کرتے کہا کوئی شخص ان دونو چیزوں پر بجز مکہ میں
کہا پیتے نہیں کرتا مگر موافق اوسکے نہیں پڑتیں پہر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تیرا خاوند آوے تو اوس سے میرا
سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تم اپنے گہر کی چوکہٹ قائم رکہو جب اسمعیل علیہ السلام آئے کہا تمہارے پاس کوئی شخص
آیا تہا کہا ہاں ایک بڈہا اچھی شکل کا آتا تہا اس عورت نے اونکی ثنا وصفت کی کہا تمہارا حال ہمسے پوچہتا تہا پہر ہمسے
کہا کہ تمہاری اوقات کسطرح بسر ہوتی ہے ہمنے کہا اچھی طرح کہا تم سے کچھ کہہ گئے ہیں کہا ہاں یہ کہا ہے کہ تمہیں سلام
کہوں تم اپنے گہر کی چوکہٹ ثابت رکہو کہا وہ میرے باپ تہے اور تو میرے گہر کی چوکہٹ ہے یہ حکم دیگئے ہیں کہ تجہکو اپنے
پاس رہنے دوں پہر ابراہیم علیہ السلام چند روز تک جب تک کہ اللہ نے چاہا نہ آئے پہر آئے تو دیکھا کہ اسمعیل علیہ السلام تیر
بنا رہے ہیں جو درخت پاس زمزم کے تہا اوس کے پیچھے جب باپ کو دیکھا کہڑے ہو گئے جو کام باپ بیٹے سے بیٹا
باپ سے کرتا ہے وہ کیا یعنی ادب و تعظیم تمام سے پیش آئے فرمایا اے اسمعیل اللہ نے مجھکو ایک کام کا حکم دیا ہے کہا جو حکم آپ
کو دیا ہے وہ آپ کریں فرمایا تو میری مدد کریگا کہا ہاں فرمایا اللہ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ ایک گہر بناؤں
ایک اونچے ٹیلے کیطرف اشارہ کیا جسوقت دونوں صاحبوں نے بنا گہر کی اونچی کی اسمعیل علیہ السلام پتہر لاتے ابراہیم علیہ
السلام گہر بناتے جب بنا اونچی ہو چکی تو اس پتہر کو لا کر رکھا ابراہیم علیہ السلام اوسپر کہڑے ہو کر بناتے اسمعیل علیہ السلام
پتہر اوٹہا اوٹہا کر دیتے جاتے دونو بزرگ یہ کہتے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ غرض گہر کے گرد پہر
جاتے اور پہر یہ دعا کہتے تہے یہ حدیث کو عبد الرزاق نے مطولاً ابن ابی حاتم و ابن جریر نے مختصراً روایت کیا ہے آخر مروی
ہے اس کے راوی ہیں پہر ابن کثیر نے اس حدیث کو بخاری تہا ہی بطریق دیگر روایت کرکے یہ کہا ہے کہ بخاری نے

اوسکو جانا ابن اسحاق نے کہا کعبہ عہد نبوی میں اٹھارہ گز تھا اوسکو قباطی پہناتے پھر چادر پہنائی گئی سب سے پہلے جسنے دیباج
حجاج بن یوسف نے پہنایا پھر جب قریش اول عمارت ابن زبیر میں بعد سنہ ساٹھ کے اور آخر ولایت یزید بن معاویہ
میں جبکہ ابن زبیر کا محاصرہ کیا تھا جل گئے اُسوقت ابن الزبیر نے زمین تک توڑ کر قواعد ابراہیم علیہ السلام پر بنا
کر کے داخل کعبہ کیا دو دروازے شرقی و غربی کے جانب زمین سے ملے ہوئے رکھے جسطرح ایسی حالة عائشہ صدیقہ
سے سنا تھا ویسا ہی بنا دیا جب وہ شہید ہوئے کعبہ بھی اُسی صورت پر رہا جب حجاج نے اونکو قتل کیا تو پھر کعبے
کو بحکم عبد الملک بن مروان اُسی کلی وضع پر کر دیا اس قصے کو مسلم ونسائی نے ذکر کیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں
یہ تھی کہ جو کام ابن زبیر نے کیا تھا اسکو برقرار رکھتے اس لیے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی کو دوست رکھتے تھے
ولکن اس ڈر سے کہ لوگ تازہ مسلمان ہیں کفر سے قریب العہد ہیں کہیں ان کے دل انکار نہ کریں موقوف رکھا تھا مگر یہ
سنت عبد الملک کو بھی نہ پہنچی جب یہ بات اسکو ثابت ہو گئی کہ حضرت عائشہ رض نے اس حدیث کو رسولخدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے تو یہ کہا وَدِدْتُ اَنِّی تَرَکْتُہٗ وَمَا تَحَمَّلَ یعنے اُسی حال پر چھوڑ دیتا اچھا تھا
رَوَاہُ مسلم پھر ابن کثیر نے کہا کہ حدیث کو عائشہ سے بطریق صحیحہ متعددہ ثابت ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ جو کام
ابن الزبیر نے کیا تھا وہ جیسا ٹھیک واچھا تھا اگر کعبہ اُسی شکل پر چھوڑ دیا جاتا تو بہت بہتر ہوتا لکن جب صورت
حال قائم ہو گئی تو اب نزدیک بعض علماء کے بدلنا اوسکا مکروہ ہے کہتے ہیں مہدی یا ہارون رشید نے امام مالک
سے پوچھا تھا کہ ہم کعبے کو گرا کر مطابق عمل ابن زبیر بناویں مالک نے کہا اے امیر المومنین تم کعبہ اللہ کو بادشاہوں کا کھیل تماشا
نہ کرو کہ جو کوئی چاہے ڈھا کر بنایا کرے رشید نے اسکا بنانا موقوف رکھا اس حکایت کو عیاض و نووی نے ذکر
کیا ہے سو یہ گھر واللہ اعلم اسیطرح آخر زمان تک رہیگا یہانتک کہ ذو السویقتین حبشی اسکو ڈھاویگا جسطرح کہ
صحیحین میں ابوہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے یُخَرِّبُ الْکَعْبَۃَ ذُو السُّوَیْقَتَیْنِ مِنَ الْحَبَشَۃِ اور یہ بعد خروج یاجوج ماجوج کے
ہوگا اس دلیل سے کہ بخاری میں ابو سعید خدری سے مرفوعاً آیا ہے کہ بعد اونکے خروج کے گھر کا حج وعمرہ ہوگا
انتہی میں کہتا ہوں کہ قسطلانی میں ذکر کیا ہے کہ کعبہ دس بار بنایا گیا ہے ایکبار فرشتوں نے بنایا دوسری بار آدم
نے تیسری بار شیث نے یہ مٹی پتھر کا تہا طوفان میں ڈوب گیا چوتھی بار ابراہیم علیہ السلام پانچویں بار عمالقہ نے چھٹی بار
جرہم نے ان میں کا نام حارث بن مضاض تھا ساتویں بار قصے نے جو پانچواں دادا رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا تھا آٹھویں بار قریش نے نویں بار ابن زبیر نے اوائل سنہ ۶۴ میں دسویں بار حجاج نے انتہی سلیمان جمل
کہا ہے کہ اسکے بعد بعض ملوک نے سنہ ۱۳۹ میں بنایا ہے رازی نے کہا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ بنا مسجد قریب ہے

دعا و قبول کرنا سنت ہے ف یعنی دعا کر ہمکو مسلمان بنا اپنے حکم کا تابع اطاعت کا ارادہ کرنے والے ہمکو ایسا حکم بردار کر کہ ہم تیری طاعت و
عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں کسی نے کہا یعنی یا مخلص یعنی تیرے لیے مسلمان یعنی مطیع ہے ... ثابت رکھ تا عکرمہ نے کہا
اللہ نے اس دعا پر فرمایا میں نے ایسا ہی کیا سدی نے کہا مراد ذریت سے عرب ہیں ابن جریر نے کہا ٹھیک بات یہ ہے کہ ذریت عام ہے
عرب غیر عرب کو اسلیے کہ بنی اسرائیل بھی ذریت ابراہیم علیہ السلام میں ہیں اللہ نے فرمایا ہے وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ
وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ابن کثیر نے کہا قول ابن جریر کا کچھ قول سدی کی نفی نہیں کرتا ہے اسلیے کہ تخصیص عرب کی منافی عدم غیر عرب کے
نہیں ہے سیاق آیت شریف کا عرب ہی کے حق میں ہے اسی لیے بعد اسکے دعا بعثت رسول کی عرب میں سے کی ہے وہ محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو عرب میں مبعوث ہوئے کما قال تعالٰے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ مع ہذا آپ کی
بعثت عامہ ہے آپکی رسالت کی طرف احمر و اسود کے بھی ہے لقوله تعالٰے قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اسکے سوا
اور بہت دلیلیں قاطع موجود ہیں یہ دعا ابراہیم اسمعیل علیہما السلام کی ویسی ہے جیسے اللہ نے متقین کے حال سے خبر دی ہے وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا سو یہ قدر دعا شرعًا محمود
ہے کیونکہ پوری محبت عبادت خدا کی یہی ہے کہ اس بات کو چاہے کہ اسکی نسل سے ایسے آدمی پیدا ہوں جو وحدہ لا شریک لہ
کی عبادت خالص و خاص کریں اسی لیے جب اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے یہ کہا تھا کہ میں تمکو سب لوگوں کا پیشوا کروں گا تو
انہوں نے کہا میری ذریت میں بھی کر فرمایا لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ظالموں کو نہیں پہنچتا وہ قوله وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ
حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعًا آیا ہے جب آدمی مرتا ہے تو اسکا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین کام ایک صدقہ جاریہ دوسرا
علم جس سے نفع ہو تیسرا ولد صالح جو اسکے لیے دعا کرے ف مناسک حج کے دستور یہ ہے کہ جس جا عبادت حج کیا جاتا ہے
ہمکو سکھا دے یہ قول عطا کا ہے مجاہد نے کہا یعنی ہمکو جگہیں ذبح کی بتا دے یہی قول قتادہ کا بھی ہے ابن عباس کہتے ہیں جب
ابراہیم علیہ السلام کو حکم مناسک ہوا مسعی میں شیطان سامنے آیا یہ اس پر سبقت لے گئے پھر جبریل علیہ السلام انکو لیکر منی میں
آئے کہا یہ جگہ ہے لوگوں کے مناخ کی جب جمرۂ عقبہ کے پاس گئے تو پھر شیطان سامنے آیا انکو سات کنکریاں ماریں پھر جمرۂ وسطٰی پر
آئے یہاں بھی سامنے آیا وہی سات کنکریاں ماریں پھر جمرۂ قصوٰی پر آئے یہاں بھی شیطان سامنے آیا سات کنکریاں ماریں تب وہاں سے ہٹا
پھر جبریل علیہ السلام جمع لے آئے کہا یہ مشعر ہے پھر عرفے میں لائے کہا یہ عرفہ ہے پھر کہا تم نے پہچان لیا اسکو ابو داؤد
طیالسی نے روایت کیا ہے معلوم ہوا کہ جو مناسک حج کے ملت اسلام میں آج مقرر ہیں یہ سب سکھائے ہوئے
جبریل علیہ السلام کے ہیں جبریل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو سکھائے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس امت نے

مراد اس سے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی واللہ الحمد والمنہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اے رب ہمارے اوٹھا اونمیں ایک رسول انہیں میں کا پڑھے اونپر تیری آیتیں اور سکھاوے
اونکو کتاب اور پکی باتیں اور سنوارے انکو تو ہے اصل زبردست حکمت والا ف اللہ پاک نے اس آیت شریف مین
یہی بہی دعا ابراہیم علیہ السلام کی اہل حرم کے لیے ذکر فرمائی وہ دعا یہ تہی کہ میری ذریت سے ایک رسول انمیں
بہیجدے یہ دعا اونکی موافق تقدیر الہی کے پڑگئی وہ تقدیر یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہی واسطے بہیجے کے
طرف امیوں کے بلکہ طرف ساری انس وساری جن کے حق اس سے سطرح کہ حدیث عرباض بن ساریہ میں آیا ہے کہ رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین نزدیک اللہ کے خاتم النبیین تہا اور آدم ہنوز مٹی کے پتلے ہی تہے مین تمکو
شروع اس کام کا بتاتا ہوں میں دعا ہوں اپنے باپ ابراہیم کی بشارت ہوں عیسی علیہ السلام کی خواب ہوں اپنی ماں کا اسی
طرح سے پیغمبروں کی مائیں دیکہا کرتی ہیں ف ۱۰ احمد مراد یہ ہے کہ سب سے پہلے جس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لوگون
میں مشہور کیا اور آپکا ذکر شریف کیا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں یہ دہوم دہام آپکے ذکر شریف کی لوگوں میں لگاتار رہی
یہانتک کہ خاتم انبیاء بنی اسرائیل عیسی علیہ السلام نے اپنی قوم میں کہڑے ہوکر آپکے نام مبارک کا یہ خطبہ پڑہا اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
اِلَیْکُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ اسی لیے حدیث مذکور
میں یہ فرمایا دعوت ابراہیم بشارت عیسی ہوں رہی خواب آپکی ماں کی سو اوسکی یہ صورت ہے کہ وہ خواب انہوں نے زمانہ
حمل میں دیکہی تہی اوسکا ذکر اپنی قوم سے کیا تہا اوسدن سے سب مین شہرت و اشاعت ہو گئی تہی ایک تمہید آپکی
نبوت کی قائم ہوئی تخصیص ملک شام کی اسلیے ہے کہ شام میں آپکی نبوت ودین کا استقرار ہوگا اسی لیے شام آخر
زمان میں اسلام و اہل اسلام کی سدی ٹہیرےگا وہین پر عیسی علیہ السلام بہی دمشق میں منارہ سفید شرقی سے
نازل ہونگے صحیحین میں مرفوعاً آیا ہے ہمیشہ ایک گروہ اس امت کا غالب رہیگا حق پر جو کوئی اوسکا مددگار ہوگا
وہ کچہ نقصان اوسکو نہ پہنچا سکے گا نہ کوئی اور مخالف یہاں تک کہ اللہ کا حکم آوے اور وہ گروہ اسی حال
پر ہو بخاری نے کہا یہ گروہ شام میں ہوگا اسمیں میں کہتا ہوں اسکا مطلب یہ نہین ہے کہ شام میں یہ گروہ
ہوا کریگا کسی دوسری جگہہ ہو گا بلکہ شام مظنہ غالب ہے اور اقطار ارض میں بہی ایسے لوگ ہو چکے ہیں اور
ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں اس حدیث مین ایک اشارت بزرگ بشارت یہ بہی ہے کہ اسلام تا قیام قیامت دنیا میں باقی رہیگا
یہ ہوگا کہ کوئی مخالف یا دشمن بدخواہ اوسکو روی زمین سے مٹا دے گو عزت کے ساتہ کیوں نہو ہین بلکہ سب
جگہہ عزت بہی ہوگی ایک نہ ایک گروہ کو کسی جگہہ شام یا کسی اور جگہہ ہمیشہ ایکطرح کا غلبہ تام رہیگا ولله الحمد لفظ گروہ کا
اس حدیث مین عام ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ جو حق پر ہمیشہ غالب رہیگا یہ شامل ہے اہل علم و اہل ملک دونو کو

چنانچہ اسی سنت سے جو لوگ عالم کتاب و سنت ہیں وہ ہمیشہ اہل بدعت و رائے و اصحاب قیاس پر غالب رہتے ہیں جو لوگ
رؤسا رو بیدار ہیں وہ مسائل مختار شرار یہ علیہ کہتے ہیں ابو العالیہ نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو ان سے کہدیا گیا کہ یہ تمہاری دعا قبول ہو رسول موعود آخر زمانے میں ہوگا یہی قول ہے
سدی و قتادہ کا بھی کتاب سے مراد قرآن ہے حکمت سے مراد سنت یعنی حدیث رسول اللہ ہے یہی قول ہے حسن و قتادہ و
مقاتل بن حیان و ابو مالک وغیرہم کا کسی نے کہا بلکہ مراد حکمت سے فہم ہے دین کا ابن کثیر نے کہا ان اقوال میں کچھ منافات
نہیں ہے کسی نے کہا مراد حکمت سے فصل ہے درمیان حق و باطل کے ابن قتیبہ نے کہا مراد اس سے علم و عمل ہے آدمی
حکیم نہیں ہوتا ہے جب تک کہ دونوں کا جامع ہووے اور یہ نے کہا جو بات کہ تمکو نصیحت کرے کسی مکرمت کی طرف بلائے
کسی قبیح امر سے روکے وہی بات حکمت ہے میں کہتا ہوں یہ ساری باتیں سنت مطہرہ میں موجود و داخل ہیں جسنے قرآن و حدیث
کو پکڑا وہی بڑا حکیم صاحب فہم و علم و عمل ہوا قرآن پاک میں جہاں کہیں لفظ حکمت کا آیا ہے مراد اس سے یہی سنت ہے
قرآن شریف عمل بالسنہ کی خبر دیتا ہے سنت تمسک قرآن پر آمادہ کرتی ہے دین کے اصول یہی دو چیزیں ہیں ایک کتاب اللہ
دوسرے سنت رسول اللہ اجماع کا ثبوت نہایت ہی مشکل ہے قیاس بے کسی حجت ماثور کے نہ لائق علم ہے نہ قابل
عمل ہے ابن عباس نے کہا مراد پاک کرنے سے سوا رہے ہی اللہ کی طاعت و اخلاص ہے محمد بن اسحق نے کہا آیت کے
یہ معنے ہیں کہ سکھاتا ہے انکو خیر تاکہ وہ کریں اور شر تاکہ اس سے بچیں اور خبر دیتا ہے انکو اس بات کی اللہ کے
رضی ہوگا اگر وہ اسکی طاعت کریں گے انکی نافرمانی سے دور رہینگے عزیز اسکو کہتے ہیں جسکو کوئی چیز
عاجز نہ کرے وہ ہر چیز پر توانا ہو حکیم وہ ہے جسکے قول و فعل کبھی کسی ہونی ناکو اپنے علم و عدل سے انکی جگہ میں
رکھے کسائی نے کہا عزیز کہتے ہیں غالب کو حکیم کہتے ہیں عالم کو معلوم ہوا کہ حکیم وہ ہے جو عالم سنت مطہرہ و
کتاب عزیز ہے نہ وہ جو مسمی بتسمیہ یونان ہو حکمت بڑی قسمت اول کو ملتی ہے نہ صاحب رائے و قیاس کو دمش

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ

اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ کون ناپسند رکھے دین ابراہیم کا مگر جو بیوقوف ہو اپنی جی سے ہم نے اسکو
خاص کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں نیک ہے جب کہا اسکو اسکے رب نے حکم بردار ہو بولا میں حکم میں آیا جہان کے صاحب
کے یہی وصیت کر گیا ابراہیم اپنے بیٹوں کو اور یعقوب اے بیٹو اللہ نے چن کر دیا ہے تمکو دین پھر نہ مریو تم مگر مسلمان
یہ **ف** اس سے کا و سپرد کیا یہ جو تم نے شرک باللہ نکالا ہے یہ مخالف ہے ملت ابراہیم خلیل کے جو سارے

حنفا کے امام تہے کیونکہ اونہون نے اسکی توحید اختیار کی تہی کسی غیر کا رنگ لگنے نہین دیا تہا نہ ایک پلک مارنیکے برابر کبہی
شرک کیا بلکہ ہر معبود سوے اللہ سے بیزار ہوے اپنی ساری قوم سے کہ ممالک شیشہ ہو یہانتک کہ باپ بہی اونسے الگ تہلگ
ہوگئے کہا یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ
الْمُشْرِكِیْنَ وقال تعالی وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ
وقال تعالی وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ
مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ وقال تعالی اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِیْفًا وَلَمْ یَكُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ
شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ وَاٰتَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ
اسی لیے اسجگہہ یہ فرمایا کہ نہین پہرتا دین ابراہیم سے مگر وہی شخص جو احمق ہے جسنے حق کو اپنی حماقت و سوء تدبیری
سے چھوڑکر گمراہی لیکر ظلم کیا ہے کیونکہ جس شخص کو اللہ نے دنیا مین واسطے ہدایت و رشاد کو کم عمری ہیمین منتخب کرلیا تہا
پہر اسکو اپنا خلیل یعنے جانی دوست ٹہیرایا اور وہ آخرت مین گروہ اہل صلاح و سعادت سے ہے اسکے طریقہ و مسلک و
ملت کو چھوڑکر گمراہی کے رستے پر چلنا اس سے زیادہ اور کیا ظلم و بیوقوفی ہوگی کما قال تعالی اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ
ابو العالیہ و قتادہ نے کہا یہ آیت حق مین یہود کے اتری ہے اونہون نے ایک ایسا طریقہ نکالا تہا جو اللہ کی طرف سے
نہ تہا ملت ابراہیم کو چھوڑکر احداث ابتداع کیا تہا چنانچہ یہ قول اللہ کا اسبات پر گواہ ہے مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ
لَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ابو العالیہ نے کہا یہود و نصاریٰ ملت ابراہیم علیہ السلام سے پہر گئے بدعت یہودیت
و نصرانیت نکالی یہ کچہہ اللہ کیطرف سے نہتی ملت خلیل کو چھوڑ بیٹہے اللہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا
قتادہ نے کہا جو کوئی ایمان لانے سے اس رسول پر جو عین دعوت ابراہیم ہے پہر جاتا ہے وہی ملت ابراہیم سے بہی پہرا ہوا ہے
معلوم ہوا کہ جو بات منسوخ نہین ہوئی ہے اوسمین اتباع ملت ابراہیمی کا لازم ہے **ف** جب اللہ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا
کہ تم مخلص تام بعد از خالص فرمانبردار ہوجاؤ تو اونہون نے فی الفور شرعًا و قدرًا مان لیا ابو السعود کہتے ہین کہ جو کچہہ رتبہ ابراہیم علیہ
السلام کو علاوہ اس جہپانے پر ملا کہ بیجز و حکم کے منقاد امر ہوگئے سچے جی سے مخلص بنگئے ابن عباس نے کہا اللہ نے یہ امر اونکو اوسوقت
فرمایا تہا جبکہ وہ تہ خانے سے باہر آئے تہے کوکب سے استدلال کرکے حدوث کوکب کا معلوم کرکے توحید پر ثابت ہوئے
سمجہہ لیا تہا کہ یہ کوکب کسی محدث مدبر کے محتاج ہین سو جسکی طرف محتاج ہین یہی اونکا صانع ہے اوسی کو ماننا
اور سب کو چھوڑنا چاہیے ؎ خلیل کعبہ ملک یقین گشت * سر قالا احب الآفلین گشت * پہر ابراہیم نے

وصدّق بالحسنى فسنيسره لليسرى وامّا من بخل واستغنى وكذّب بالحسنى فسنيسره للعسرى

ابن عباس نے کہا مسلمان ہونیکا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ گمان نیک رکھو حضرت جابر سے مروی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن پہلے مرنے سے یہ فرمایا کہ مرے کوئی تم میں مگر وہ نیک گمان رکھتا ہو بیچ رب کے

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

کیا تم حاضر تھے جس وقت پہنچی یعقوب کو موت جب کہا اپنے بیٹوں کو تم کیا پوجو گے بعد میرے بولے ہم بندگی کرینگے تیرے اور تیرے باپ دادون کے رب کو ابراہیم و اسمعیل و اسحق کے ایک رب ہے اور ہم اسی کے حکم پر ہیں وہ ایک جماعت تھی گذر گئی ان کا ہے جو کما گئے تمہارا ہے جو تم کماؤ اور تم سے پوچھ نہیں انکے کام کی ف اللہ پاک نے اس آیت میں حجت قائم کی ہے عرب پر اولاد اسمعیل ہیں اور کفار بنی اسرائیل پر اس طرح کہ جب یعقوب کو موت آئی تو اونہوں نے بیٹوں سے وصیت کی تھی کہ فقط اللہ وحدہ لا شریک لہ کو پوجنا اسی کی عبادت و طاعت کرنا اسمعیل کا آبا میں شمار کرنا بطور تغلیب کے ہے اس لیے کہ اسمعیل یعقوب کے باپ کے چچا تھے نحاس نے کہا عرب چچا کو باپ کہتے ہیں خالہ کو ماں کہتی ہیں حدیث میں آیا ہے عم الرجل صنو ابیہ یعنی چچا باپ کے برابر ہوتا ہے والخالۃ بمنزلۃ الام یعنی خالہ بجائے ماں کے ہے اسی آیت سے دلیل لی دادا کو باپ ٹھیرا کر بھائیوں کو محروم رکھا ہے بخاری نے لکھا ہے قول ہے صدیق کا عائشہ حسن بصری طاوس عطا و ابو حنیفہ اور بہت اگلے پچھلے اسی طرف گئے ہیں مالک و شافعی و احمد کا قول یہ ہے کہ بھائی بھی دادا کے ساتھ حصہ لین گے عمر عثمان علی و ابن مسعود و زید بن ثابت اور ایک جماعت سلف و خلف و ابو یوسف و محمد کا بھی یہی مذہب ہے ف خطاب یہود و نصاریٰ کو ہے یہ اپنے کو منسوب طرف ابراہیم علیہ السلام اور اون کی اولاد کے کرتے تھے یوں کہتے کہ اون کا دین بھی یہودیت و نصرانیت تھا اللہ نے اوپر رد کیا فرمایا تم مفتری ہو انکا دین یہی دین اسلام تھا جس میں توحید و اخلاص ہے یعقوب و عیص توام پیدا ہوئے تھے ولادت میں پہلے عیص ہو گئے پیچھے یعقوب اسلیے انکا یہ نام مشتق عقب سے ہے رکھا گیا انکو مارہ بیٹے تھے اسمعیل کا نام اسحق سے اسلیے پہلے لیا کہ یہ چودہ برس اون سے بڑے تھے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد اعلیٰ ہیں ایک رب کہکر جو یہ کہا کہ ہم اسی کے حکم پر ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم توحید الوہیت کے قائل ہیں اللہ کے لیے مطیع و خاضع ہیں کما قال تعالیٰ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ابن کثیر کہتے ہیں یہ اسلام سارے انبیاء علیہم السلام کی ملت ہے گو شریعتیں انکی طرح طرح کی ہیں رستے الگ الگ ہیں کما قال تعالیٰ وما ارسلنا

من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون اس سے بہت سی آیتیں ہیں حدیث شریف
میں آیا ہے ہر گروہ اپنا اولاد ہمارا دین ایک ہے **ف** پہلی آیت کا یہ مطلب ہوا کہ تمہارے باپ دادا اسلاف جو
گزر گئے ان کی طرف منسوب کرنے سے کچھ تمہارے کام نہیں آسکتا جب تک
کہ تم خود اچھا کام نہ کرو اونکے اعمال اونکے ساتھ گئے تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں اونکے اعمال کی کچھ باز پرس نہ ہوگی تم سے
تمہارے اعمال ... عقیدت ساقط نہیں ... الیا
مر کہا ہے کہ ... حدیث شریف میں ہے ... توکل کرکے ... باطل سے ایسا ہی حق تر
کے لیے ہیں اسی لیے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جسکے عمل نے دیر لگائی نسب نے جلدی نہ کی پیچھے ا... کے
ساتھ تمہارا ہی کام آوینگے اونکے سیئات کا ... ہوگا ... اسلال ہے اوس شخص کے ... کا
و معدن ... اولاد ... ابن عباس نے کہا ... کا واسطہ ... کے
لیے ... کا سبب ہے اسی کسب کے لائق ثواب عقاب کے سمجھا گیا ہے وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا
قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۞ کہتے ہیں ہو جاؤ یہودی یا نصاری تو راہ پر آؤ تو کہہ نہیں بلکہ ہم نے
پکڑی ہے راہ ابراہیم کی جو ایک طرف کا تھا اور نہ تھا شریک کرنے والوں میں ابن عباس نے کہا عبد اللہ بن صوریا اعور
یہودی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا ہدایت یہی ہے کہ وہی جس پر ہم ہیں سو تم ہماری پیروی کرو ہدایت
پاؤ گے اسیطرح نصاری نے کہا تھا سو اللہ نے یہ آیت اتاری دوسرا مطلب اسکا یہ ہے کہ یہ آیت حق میں یہود و نصاری کے
اوتری ہے جیسے کعب بن اشرف و مالک بن صیف وہب بن یہودا اور حق میں نصاری نجران کی جیسے سید و عاقب
اور اونکے صحابی وہ لوگ دین میں مومنوں سے جھگڑتے تھے ہر ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ ہمارا دین حق ہے ہم ہی اللہ
کے دین کے مستحق تر ہیں اسیطرح آجکل مقلدین اہل سنت سے یہ بات کہتے ہیں کہ ہمارا مذہب حق ہے تم بھی مقلد کسی
مذہب خاص کے ہو جاؤ راہ پر آجاؤ گے سو انکا جواب بھی وہی ہے جو جواب اللہ نے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو سکھلایا ہے کہ ہم یہودیت و نصرانیت کو جسکی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اچھا نہیں جانتے بلکہ ہم ملت ابراہیم علیہ السلام کی
پیروی کرتے ہیں جو اپنے دین میں سچے اور مستقیم تھے یہی جواب ہمارا اہل تقلید کو ہے کہ ہم بھی کسی کی طرف آنا کسی مذہب
کی تقلید کرنا بدونکے شرک جاننا نہیں چاہتے ہم تو تابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جیسا قرآن اترا تھا اس قرآن میں
مذمت تقلید کی آئی ہے تقلید کی طرف بلانا ایسا ہی ہے جیسا کہ طرف یہودیت و نصرانیت کی بلانا تھا اسلیے
کہ اصل تقلید بہت یہود سے نکلی ہے قرآن پاک میں حکایت تقلید کی ہی دو فرقوں سے فرمائی ہے ایک تو اہل کتاب سے

دوسرے مشرکین سے سوائی حد سے علماء اسلام نے تقلید کو شرک کہا ہے حرام بتایا ہے یہ تعلیم اگر اصول ایمان میں ہے تو
شرک باللہ ہے اگر فروع احکام میں ہے تو شرک فی الاطاعت ہے [illegible] طرح کوئی شرک نہیں اللہ کا قدر شناس مخلص
نہیں ہے اس طرح کوئی تقلید [illegible] معلوم ہے رسول کی [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہے مثلاً کوئی اللہ کے
[illegible] اختیار کرے یعنی
[illegible]
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ قدر کی کہ ان کے اقوال افعال سے قطع نظر کر کے اقوال و آراء رجال کو سند ٹھہراتے
رسول اللہ سے غلام بنے اور [illegible] لا حول ولا قوۃ الا باللہ قرطبی مجاہد وغیرہم نے
کہا ہے کہ حنیف کہتے ہیں مخلص کو ابن عباس نے کہا حاجی کو ابو العالیہ نے کہا حنیف وہ ہے جو نماز میں قبلے کی طرف پڑھتا ہے
حج کو جاتا ہے [illegible] اس لیے کہا حنیف کہتے ہیں مستقیم کو ابو قلابہ نے کہا حنیف وہ ہے جو اللہ کے سارے رسولوں پر
ایمان لاتا ہے اگلے ہوں یا پچھلے قتادہ نے کہا حنیفیت یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے اسی میں تحریم امہات و بنات
خالات و عمات کی داخل ہے جو چیزیں اللہ نے حرام کی ہیں وہ سب شامل ہیں فتح البیان میں کہا ہے کہ حنیف وہ ہے
جو باطل سے طرف دین حق کے مائل ہو ادب مفرد میں بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا کون سا دین اللہ کو زیادہ محبوب ہے فرمایا حنیفیہ سمحہ ذکرہ احمد وابن المنذر [illegible] یعنی
ملت ابراہیم علیہ السلام جس میں کسی طرح کے شرک و بدعت کا لگاؤ ملاؤ نہیں ہے خالص توحید محض اتباع ہے اس ارشاد
میں کہ ابراہیم علیہ السلام مشرکین نہ تھے تعریض ہے یہود سے کیونکہ ان کا قول یہ تھا کہ عزیر اللہ کے بیٹے
ہیں اسی طرح نصاریٰ مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں اس لیے اللہ نے فرمایا کہ ابراہیم اس حالت پر نہ تھے جو تمہاری حالت ہے یعنی شرک

ناشکری قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ○ تم کہو

ہم نے یقین کیا اللہ کو اور جو اترا ہم پر اور جو اترا ابراہیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب اور اس کی اولاد پر اور جو ملا موسیٰ و عیسیٰ کو اور جو
ملا سب نبیوں کو اپنے رب سے ہم فرق نہیں کرتے ایک میں ان سب سے ہم اسی کے حکم پر ہیں ف اللہ پاک نے اس آیت
شریفہ میں مومنوں کو یہ ارشاد کیا ہے کہ جو ہم پر اترا ہے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تم مفصل ایمان
لاؤ اور اگلے انبیاء پر جو اترا ہے اس پر مجملاً ایمان لاؤ پھر بعض رسل کے نام لیے جو بڑے بڑے تھے باقی انبیاء کا ذکر مجمل کیا پھر فرمایا
کہ کسی میں فرق نہ کرو سب پر یکساں یقین لاؤ اور لوگوں کی طرح نہ ہو جن کے حق میں یہ ارشاد کیا ہے

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ
ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ابوہریرہ کہتے ہیں اہل کتاب توریت کو عبرانی زبان میں پڑھکر اہل اسلام
کے لیے عربی زبان میں تفسیر کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم انکو نہ سچا کہو نہ جھوٹا یوں کہو اٰمَنَّا
بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا رواہ البخاری ابن عباس کہتے ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر دو رکعت سنت فجر میں یہی
آیت پڑھتے تھے اٰمَنَّا بِاللّٰهِ الآیۃ دوسری رکعت میں یہ آیت اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ رواہ مسلم و
ابوداود والنسائی ابو العالیہ ربیع قتادہ نے کہا اسباط سے مراد یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں بارہ آدمی تھے انمیں
ہر ایک شخص سے ایک گروہ آدمیوں کا پیدا ہوا وہ اسباط کہلائے خلیل بن احمد نے کہا اسباط بنی اسرائیل میں مثل
قبائل کے بنی اسمعیل میں تھے زمخشری کا لفظ یہ ہے کہ اسباط پوتے ہیں یعقوب علیہ السلام کے انکی بارہ بیٹوں کی ذریت
اسکو رازی نے مقرر رکھا ہے کوئی معارضہ نہیں کیا بخاری کا لفظ یہ ہے کہ اسباط قبائل بنی اسرائیل ہیں اس سے یہ معلوم ہوا
کہ مراد اسباط سے یہاں شعوب بنی اسرائیل ہیں جو انبیا ہوئے انپر اللہ نے وحی اتاری جس طرح موسی علیہ السلام نے انسے
کہا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وقال تعالی وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا
اُمَمًا قرطبی نے کہا اسباط مشتق ہے سبط سے بسکون با بموحدہ سبط کہتے ہیں لگاتار کو سو یہ اسباط جماعات تھے یا ماخوذ ہے سبط
بالتحریک سے سبط کہتے ہیں درخت کو کثرت میں بمنزلہ درختوں کے تھے ابن عباس نے کہا سارے نبی بنی اسرائیل میں ہوے مگر دس
نوح ہود صالح شعیب لوط ابراہیم اسحق یعقوب اسمعیل محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قرطبی نے کہا سبط کہتے ہیں اس جماعت
و قبیلہ کو جو ایک اصل کی طرف رجوع کریں قتادہ نے کہا اللہ نے حکم کیا سب مومنین کو تاکہ ایمان لائیں اللہ کی سب کتابوں رسولوں
کی تصدیق کریں سلیمان بن حبیب نے کہا ہمکو فقط اتنا حکم ہے کہ ہم توریت و انجیل کو مانیں یہ حکم نہیں ہے کہ انپر عمل بھی کریں حدیث
معقل بن یسار میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان لاؤ توریت انجیل زبور پر لیکن گنجائش کرے تمکو قرآن
اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یعنی عمل فقط قرآن ہی پر کرو نہ کسی اور کتاب پر یہی بات سارے اہلسنت اہل حدیث و صحابہ
تابعین سے کہتے چلے آئے ہیں کہ تمام علماء اولیاء اسلام و ائمہ دین کو مانو لیکن انکو اللہ کا بندہ مخلص و مقبول سمجھو مگر سوائے قرآن
و حدیث کے کسی کی بات کو سند نہ پکڑو سند کے لیے یہی دو چیزیں ہیں ایک کتاب عزیز دوسری سنت مطہرہ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ

مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ صِبْغَةَ
اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ۝ پھر اگر وہ بھی یقین لاویں جس طرح پر تم یقین لائے ہو تو راہ پاویں اور اگر
پھر جاویں تو اب وہی ہیں ضد پر سو اب کفایت ہے تیری طرف سے انکو اللہ اور وہی ہے سنتا جانتا ہم نے لیا رنگ اللہ کا اور کسکا رنگ ہے

اللہ سے بہتر ہم اُسکی بندگی پر ہیں نصاریٰ کا دستور تھا کہ جسکو اپنے دین میں ملاتے زرد رنگ کے پانی میں اُسکے کپڑے بھی رنگ کر اُسے
ڈالدیتے اونکے مقابلے میں فرمایا **ف** اس آیت میں یہ کہا ہے کہ اگر اہل کتاب وغیرہ کفار تمہاری طرح کتب و انبیا پر
و ایمان لائیں تو سمجھو کہ وہ راہ پر آگئے حق بات کو پا گئے اور جو وہ باوجود قیام حجت کے باطل سے طرف حق کی نہ آویں تو
جان لو کہ ضد پر ہیں اللہ انکو سمجھ لے گا تمکو بہتر دیگا یہی حال بعینہ مقلدین کا ہے کہ اگر وہ مثل ہمارے کی قرآن و حدیث
کو مان لیں تو سمجھو کہ راہ پر آگئے اگر نہ مانیں تو جان لو کہ اپنی ضد پر جمے ہوئے ہیں تم جمے رہو اللہ تعالیٰ انسے تمکو کفایت کرے
ہے لفظ شقاق مشتق ہے شق سے معنے جانب کے یعنی یہ کہ ہر فریق مخاصم ایک جانب میں رہا جانب مخالف خصم کے ہوتا ہے
یا ماخوذ ہے صعوبت سے کیونکہ ہر ایک فریق ایسا کام کرتا ہے جو دوسرے فریق پر شاق و دشوار گذرتا ہے آیت شریف
کا محل وقوع معنے پر دلالت کرتا ہے ابو العالیہ نے شقاق کے معنی فراق کے کہے ہیں کسی نے خلاف و منازعت کسی نے عداوت
و محاربت کسی نے ضلال بتائے ہیں اس آیت میں معجزہ ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کہ جو خبر بابت کفایت الٰہی
کے بطور غیب دیگئی تھی وہ پوری ہوئی اللہ نے اپنا وعدہ وفا کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو قریظہ و بنی نضیر
بنی قینقاع پر فتح و نصرت بخشی یہود و نصاریٰ کو ذلیل و خوار کر دیا وللہ الحمد نافع نے کہا میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ خون
عثمان رضی اللہ عنہ کا وقت قتل کے اسی آیت شریف پر گرا تھا رواہ ابن ابی حاتم ابن عباس نے کہا مراد اللہ کے رنگ سے اللہ
کا دین ہے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا کسی نے کہا مراد تطہیر ہے کسی نے کہا ایمان کسی نے کہا اللہ کی فطرت
جسپر لوگوں کو پیدا کیا ہے نصاریٰ کے گھر جب اولاد پیدا ہوتی تو وہ پانی میں اُسکو رنگتے اسی کو معمودیہ کہتے ہیں اُسکو تطہیر اولاد
ٹھیراتے تھے جب یہ کام ہو جاتا تو کہتے کہ اب سچ مچ نصرانی ہوا اللہ نے اوسپر رد کیا فرمایا بہتر رنگ اللہ کا رنگ ہے یعنے دین
اسلام جسکو نوح سے لیکر عیسیٰ تک ساری پیغمبر لائے ہیں اس رنگ کے سوا کسی رنگ میں تطہیر و طہارت نہیں ہے یہ رنگ خاص اللہ کا بنایا ہے
ابن عباس کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ کیا تیرا اللہ رنگتا بھی ہے موسیٰ نے کہا اللہ سے ڈرو اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو
پکار کر فرمایا تو کہہ میں سرخ سیاہ سفید رنگ رنگتا ہوں سارے رنگ میرے ہی رنگ ہیں پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر
آیت اتاری اسکو ابن ابی حاتم نے موقوفاً ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے ابن کثیر نے موقوف کو بشرط صحت اسناد
اشبہ بتایا کسی نے کہا مراد رنگ سے ختنہ ہے اس لیے کہ ختنہ میں خون نکلتا ہے ختنے والا اسمیں رنگ جاتا ہے مگر پہلا قول اولےٰ

ہو قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۝ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ
إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ
مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۖ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ

مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ کیا اس جھگڑتے ہو ہم سے اللہ میں اور وہی ہے ہمارا اور
رب تمہارا ہمکو ہے عمل ہمارا تمکو ہے عمل تمہارا ہم اسی کے ہیں یا تم کہتے ہو کہ ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب اور اسکی اولاد
یہود ہے یا نصارٰی کہہ تمکو خبر زیادہ ہے یا اللہ کو اور اس سے زیادہ ظالم کون جسنے چھپائی گواہی جو تھی پاس اسکے اللہ
اللہ بیخبر نہیں تمہارے کام سے وہ ایک جماعت تھی گذر گئی واسطے ان کے ہے جو کمایا اور تمہارے ہے جو تم کماؤگے تم سے پوچھ
نہیں انکے کام کی **ف** اللہ پاک نے ایسا حکم دیا اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بات بتائی کہ تم ان مشرکوں سے مجادلہ
کو دور کر اسے یہ کہہ دو کہ کیا تم مجھسے مقدمۂ توحید و اخلاص عبادت اور ترک رواج کے ساتھ کرتے
ہو حالانکہ متصرف ہم میں تم میں وہی ایک ہے جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے صد لا شریک ہم تمہارے کام سے
ہم ہمارے کام سے بیزار کما قال تعالٰی فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّيْ عَمَلِيْ وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا
تَعْمَلُوْنَ وقال تعالٰی فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ الآیۃ وقال تعالٰی اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ یہ ابراہیم
علیہ السلام نے وقت جھگڑنے کے اپنی قوم سے کہا تھا وقال تعالٰی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ الآیۃ اسی طرح اس
آیت میں یہ ارشاد کیا ہے کہ ہم تم سے بری تم ہم سے بری ہم تو اسی ایک کیلئے اللہ کے پوجنے والے ہیں پھر اللہ نے انکا اس
دعوے پر کہ ابراہیم وغیرہ انبیا و اسباط ملت یہودیت یا نصرانیت پر تھے انکا رد فرمایا یہ کہ کیا تمہیں اللہ سے بھی زیادہ خبر ہے
جو تم یہ دعوے کرتے ہو حالانکہ اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ نہ یہودی تھے نہ نصارٰی کما قال تعالٰی مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا
وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ حسن بصری نے کہا وہ پڑھتے تھے کتاب اللہ جو انکے پاس آئی تھی یعنی توریت پڑھتے تھے
کہ بیشک دین یہی اسلام ہے محمد اللہ کے رسول ہیں ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب اسباط یہودیت و نصرانیت سے بری اور بیزار اور
الگ تھلگ تھے سو گویا انہوں نے اس بات کا اقرار کر لیا تھا لیکن پھر اس گواہی کو چھپا گئے اسلئے کہا تم چھپاتے ہو تمہارے
کام سے بیخبر نہیں ہے اسمیں تہدید شدید و وعید سخت ہے یعنی جب اللہ کا علم ہر چیز کا محیط ہے تو وہ تمکو ضرور اپنی
سزا تمہارے اس عمل کی دیگا پھر یہ فرمایا کہ انتساب تمہارا طرف انکی بدون متابعت کے کچھ کام آمد نہیں ہوگا تم بری
اس بات پر بھولے رہو پہلے کیونکہ ایک نبی کا انکار کیا اوسنے گویا سارے انبیا کا انکار کیا خصوصاً سید الانبیا خاتم الرسل
رسول رب العالمین کا شکر ہوا اس آیت شریف پر ایک پارہ قرآن مجید کا آج ۲۲ رمضان شریف ۱۳۰۳ ہجری کو ختم ہوا و للہ الحمد

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً

إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ اب کہینگے بیوقوف لوگ
کاہے پہر گئے مسلمان اپنے قبلے سے جسپر تہے تو کہہ اللہ کی ہے مشرق مغرب چلاوے جسکو چاہے سیدہی راہ اسیطرح
ہمنے تمکو امت معتدل کیا ہو تم گواہ لوگوں پر اور رسول ہو تمپر گواہ اور نہیں ٹہرایا ہمنے قبلہ جسپر تو تہا مگر اسی واسطے کہ معلوم
کریں ہم کون پیرو رہیگا اور کون الٹے پاؤں پہرے یہ بات بہاری ہوئی مگر اوپر جنکو راہ دی اللہ نے اور ایسا نہیں اللہ کہ ضائع
کرے تمہارا ایمان البتہ اللہ لوگوں پر شفقت رکہتا ہے مہربان **ف** حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے سے مدینے
آئے تو سولہ مہینے تک نماز طرف بیت المقدس کے پڑہی پہر حکم آیا کعبے کیطرف پڑہنے کا یہود اور بعضے کچے مسلمان اسکے پہرنے
سے لگے شبہے ڈالنے کہ وہ قبلہ تہا سب پیغمبروں کا اوسکا چہوڑنا مالکی کا لیتا ہی ہس ہے اسکے لیے کہا امر دبیوقوف لوگوں
سے اسکا جواب کس عرصے میں یہ قول ہے زجاج کا یا علماے یہود یہ قول ہے مجاہد کا یا منافق یہ قول ہے سدی کا
مگر آیت ان سب کو شامل ہے بخاری نے براء سے روایت کیا ہے کہ نماز پڑہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طرف
بیت المقدس کے سولہ یا سترہ مہینے مگر آپکو یہ خوشی تہی کہ قبلہ طرف کعبے کی ہو جاے پہر سب سے پہلے جو نماز طرف کعبے
کے پڑہی عصر کی نماز تہی آپ کے ہمراہ ایک قوم نے بہی پڑہی اونمیں کا ایک آدمی مسجد والوں پر گذرا وہ لوگ
رکوع میں تہے اوسنے کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ہمراہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز طرف کعبے کی پڑہی
ہے وہ سب لوگ طرف کعبے کے پہر گئے یہہ لوگ جو پہلے قبلہ یعنی تحویل کی طرف کعبے کے مر گئے ہیں ہم اونکے حق میں کچہہ کہہ سکتے ہیں اسپر یہ آیت اتاری کہ اللہ
تمہاری نماز برباد نہ کریگا بخاری اس طریق کے ساتہہ منفرد ہیں مسلم نے اسکو اور طرح پر روایت کیا ہے اس مقدمے میں بہت
حدیثیں آئی ہیں حاصل یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مامور تہے کہ صخرہ بیت المقدس کو منہ کریں مکے
میں دونوں رکن کے نماز پڑہتے سامنے کعبہ ہوتا منہ طرف صخرہ کے رہا جب مدینے میں آئے پہر جمع ہونا ان دونو
امر کا مشکل پڑا اللہ نے حکم دیا کہ منہ طرف بیت المقدس ہی کے کریں یہ قول ہے ابن عباس و جمہور کا یہ اختلاف ہوا
کہ یہ امر قرآن میں آیا یا اور طرح پر ہے دو قول ہیں قرطبی نے عکرمہ ابو العالیہ حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ توجہ طرف بیت
المقدس کے اجتہاد سے ہی تہی مطلب کہ کچہہ اوپر دس مہینے تک توجہ بعد آنیکے مدینے میں اس طرف رہا لیکن رسول خدا صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دعا عاجزی کرتے تہے اس بات کیلیے کہ توجہ طرف کعبے کے ہو کیونکہ قبلہ ہے ابراہیم علیہ السلام کا
اللہ نے انکی دعا قبول فرمائی حکم دیا کہ منہ طرف بیت عتیق کے کریں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑہا
لوگوں کو یہ بات معلوم کرائی پہلی نماز جو اسطرح پڑہی عصر کی نماز تہی جسطرح اوپر صحیحین سے گذر چکا نسائی نے ابو سعید بن
معلے سے یوں روایت کیا ہے کہ وہ نماز ظہر کی تہی کہا ہم سب سے پہلے میں اور میرے صاحب نے نماز طرف کعبے کے پڑہی

بہت سے مفسرین کا یہی قول ہے کہ جب حکم تحویل قبلہ کا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوترا تو آپ دو رکعت ظہر پڑھ
چکے تھے پھر یہ حکم مسجد بنی سلمہ میں آیا اسلیے اسکا نام مسجد القبلتین ہوا حدیث بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ جب یہ خبر اونکو لگی
تو وہ نماز ظہر میں تھے لوگ اُسی وقت پھر گئے مرد عورتوں کی جگہہ عورتیں مردوں کی جگہہ کھڑی ہو گئیں اسکو مسلم نے
ذکر کیا ہے پر یہ اہل قبا سو اونکو یہ خبر کل کی نماز صبح تک پہونچی جسطرح صحیحین میں ابن عمر سے آیا ہے کہ لوگ قبا میں نماز
صبح پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں ایک آنے والے نے کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اوترا ہے انکو حکم استقبال
کعبہ کا آیا ہے وہ لوگ رو بکعبہ ہو گئے اگلے منہ تھے شام کیطرف تھے گہوم کر قبلہ کیطرف منہ کر لیا اسمیں دلیل ہے اس بات پر کہ
حکم ناسخ کا لازم نہیں آتا ہے مگر بعد علم کے گو نزول و اطلاع ناسخ کا متقدم ہو کیونکہ کعبے والوں کو یہ حکم نہ ہوا کہ وہ نماز
عصر و مغرب و عشا کو پھر اعادہ کریں دوبارہ پڑھیں واللہ اعلم جب قبلے میں یہ ایر پھیر ہوئی تو بعض لوگوں کو جو اہل نفاق
ور شک رکھتے تھے تھوڑا شک و تذبذب پیدا ہوا خبط و خلط میں پڑ گئے کہنے لگے ان مسلمانوں کو کیا ہوا ہے کہ کبھی ادہر نماز
پڑھتے ہیں کبھی اودہر اللہ نے اونکا جواب دیا اور بتایا کہ مشرق مغرب سب اسی کی ہیں جیسے اوسی کا امر و حکم و تصرف
سب جگہہ چلتا ہے تم جدہر منہ کرو گے اودہر ہی اللہ ہے نیکی کچھ اسی بات پر اٹکی نہیں ہے کہ منہ پورب پچہم کیطرف کرو
نیکی تو یہ ہے اللہ پر یقین لاؤ جیسے اوسکا حکم مانو سو جس طرف اللہ نے ہمارا منہ پھیر دیا ہم اودہر پھر گئے اگر ہر دن وہ
ہمارا منہ کئی بار کئی طرف پھیرے تو ہم اوسکے بندے خادم غلام ہیں اوسکے تصرف و حکم میں ہیں جدہر وہ کہیگا
اوسی طرف متوجہ ہونگے اللہ کو اپنے عبد و رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکی امت پر بڑی عنایت ہے اونکو
قبلہ ابراہیم خلیل الرحمن کا بتایا کعبے کی طرف جسکی بنا اللہ وحدہ لا شریک لہ کے نام پاک پر ہوئی تھی اور وہ سارے نبیوں
کے گہروں سے اشرف ہے منہ پھیر دیا یہ وہ گہر ہے جسکو ابراہیم خلیل جلیل نے بنایا تہا اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ
اللہ جسے چاہتا ہے سیدہی راہ پر چلاتا ہے حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق میں اہل
کتاب کے فرمایا ہے وہ کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا حسد ہم پر یوم جمعہ اور قبلہ اور آمین خلف امام کہنے پر کرتے ہیں
اللہ نے ہمکو ان چیزوں کی طرف راہ دکہائی اگلوں کو ان سے گمراہ کر دیا رواہ احمد **ف** اس امت کو جو امت
معتدل ٹہیرایا اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے تمکو طرف قبلہ ابراہیم کے پہیر دیا اس قبلے کو تمہارے لیے پسند کیا تاکہ
تم بہتر امم ہو دن قیامت کے اور امتوں پر گواہی دو کیونکہ سب تمہارے فضل کے معترف ہیں وسط کے معنے
اسجگہہ خیار و اجود کے ہیں یا محاورے میں یوں کہا جاتا ہے کہ قریش اوسط عرب ہیں نسب و دار میں یعنی قوم
و خاندان میں وہ سب سے بہتر و افضل و اشرف و اعلی ہیں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قوم میں وسط تہے

یعنی سب میں سب سے زیادہ تعریف ہے اسی جگہ سے نماز عصر کو صلوۃ وسطی کہتے ہیں کہ وہ افضل صلوات ہے سورۃ الحج
میں اس کو وسط ٹھیرایا تو اوسکو خاص بھی کیا ساتھ اکمل شرائع اقوم سبیل اوضح مذاہب کے جسطرح فرمایا ہو هُوَ اجْتَبَاكُمْ
وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا
لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ابوسعید کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بلائے جاوینگے نوح دن قیامت کو پھر اُن سے کہا جاویگا کہ تم نے پہنچا دیا وہ کہیں گے ہاں اونکی قوم بلائی
جاویگی اُن سے کہا جاویگا تمکو نوح نے ہمارا حکم پہنچا دیا وہ لوگ کہیں گے ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا
ایک بھی تو نہ آیا نوح سے کہیں گے کہ تمہارا گواہ کون ہے وہ کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی امت ہے فرمایا یہ
مطلب ہے اس آیت کا وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا الآیۃ پھر فرمایا کہ وسط کہتے ہیں عدل کو یعنی معتدل کو سو تم بلائے جاؤگے
نوح کے لیے گواہی بلاغ کی دوگے میں تیری گواہی دونگا روایت احمد و البخاری و النسائی و ابن ماجہ دوسرا لفظ ابوسعید خدری
کا مرفوعاً یہ ہے آویگا ایک نبی دن قیامت کے اوسکے ساتھ دو آدمی یا زیادہ ہونگے پھر اسکی قوم کو بلا کر کہا جاویگا کہ اسنے تمکو ہمارا حکم
پہنچا دیا وہ کہینگے نہیں اوس سے کہینگے کیوں تم نے قوم کو حکم پہنچا دیا کہیں گے ہاں کہینگے بھلا تمہارا کون شخص گواہ
ہے وہ کہیگا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی امت ہیں پھر محمد اور انکی امت بلائی جاویگی ان سے کہینگے کیوں اس نبی نے اپنی
قوم کو ہمارا حکم پہنچا دیا تھا وہ کہینگے ہاں پہنچا دیا تھا اون سے کہینگے تم نے کیونکر جانا وہ کہیں گے ہمارے نبی آئے انہوں
نے ہمکو خبر دی کہ رسولوں نے جو حکم تھا وہ پہنچا دیا یہ مطلب ہے اللہ پاک کے اس قول کا وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً الآیۃ دوسرا لفظ
احمد جابر بن عبداللہ مرفوعاً کہتے ہیں کہ ہم اور ہماری امت قیامت کی ایک ٹیلے کے اوپر سے جھانکتی ہوگی کوئی آدمی ہوگا مگر یہ
چاہیگا کہ وہ ہمارے گروہ میں سے ہوتا کوئی نبی نہ ہوگا جسکو اسکی قوم نے جھٹلایا ہو مگر ہم گواہی دینگے کہ اسنے رسالت
اپنے رب کی پہنچا دی روایت ابن مردویہ و ابن ابی حاتم دوسرا لفظ جابر کا یہ ہے کہ آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایک جنازہ بنی سلمہ پر اور میں پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا بعض نے کہا اے رسول خدا یہ کیا اچھا آدمی تھا پرہیزگار مسلمان
اور سچا تھا خیر کی فرمایا تو ذمہ دار ہے اس بات کا اسنے کہا چھپا حال اللہ جانے لیکن جو ہمکو ظاہر ہوا وہ یہی حال تھا فرمایا جنت
واجب ہوگئی پھر ایک دوسرے جنازہ پر بنی حارثہ میں آئے وہاں بھی پر آپکے پاس تھا کسی نے کہا اے رسول خدا یہ
کیا برا آدمی تھا بدمزاج سخت طبع اوسپر ثنا بدی کی فرمایا تو ذمہ دار ہے اس بات کا اس نے کہا چھپا حال اللہ
جانے جو ہمکو ظاہر ہوا وہ یہی حال تھا فرمایا دوزخ واجب ہوگئی مصعب کہتے ہیں محمد قرظی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے سچ فرمایا پھر یہ آیت پڑھی وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ الآیۃ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے شیخین نے

اسکو روایت نہیں کیا ابو الاسود کہتے ہیں میں مدینے کو آیا وہاں بیماری تھی لوگ لگا تار مرتے تھے میں پاس عمر بن خطاب
کے بیٹھا ایک جنازہ گذرا اور اسکو لوگوں نے اچھا کہا اور عمر نے فرمایا واجب ہو گئی پھر دوسرا جنازہ نکلا اور اسکو برا کہا عمر
نے فرمایا واجب ہو گئی میں نے کہا اے امیر المومنین کیا چیز واجب ہو گئی کہا جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تھا ویسی بات میں نے کہی جس مسلمان کے لیے چار شخص گواہی بھلائی کی دیتے ہیں اللہ اسکو [illegible] داخل کرے گا
میں نے کہا اور تین ہوں فرمایا اور تین میں نے کہا دو کہا دو بھی پھر ہم نے ایک کی گواہی کا حال نہیں پوچھا روایت کیا اسکو
البخاری والترمذی والنسائی اور بیہقی نے کہا میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے تھے قریب ہے کہ جان
لو گے تم اپنے نیکوں کو بدوں سے کہا کس طرح فرمایا تعریف اچھی اور بری سے تم اللہ کے گواہ ہو [illegible]
واحتمال شہادت امم لفظ علی کو اس نے موخر کیا شہادت رسول میں مقدم فرمایا اسلیے کہ اول میں غرض اثبات شہادت
اسلام ہے اور اسپر اور ثانی میں اختصاص ہے امت اسلام کا ساتھ گواہ ہونے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور یہ آیت
کے مثل یہ آیت ہے فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَآءِ شَهِيْدًا ف موضح قرآن میں
بیچ امت وسط و ذکر شہادت کے یہ فائدہ لکھا ہے کہ جس طرح ان دونوں باتوں میں دیکھا کہ تمہارے پاس پوری بات ہے
اور مخالفوں کے پاس ناقص ایک یہ کہ تم سب نبیوں کو مانتے ہو [illegible] کسیکو مانتے ہیں کسیکو نہیں دوسرے یہ کہ تمہارا
قبلہ کعبہ ہے جو ابراہیم کے وقت سے [illegible] ابراہیم بنوایا ہے سو یہود و نصاریٰ کا قبلہ پیچھے ثابت ہوا اسی طرح
ہر بات میں تم پورے ہو اور وے ناقص ہیں انکو حاجت ہے کہ تم سا [illegible] تمکو حاجت نہیں کہ انہیں کوئی [illegible]
مگر تمہارا ابھی [illegible] سکے بعد اللہ نے مصلحت تبدیل قبلہ کی بیان فرمائی کہ جو پہلے سمت کہ [illegible] بیت المقدس
کے شروع کیا تھا پھر اسکو طرف کعبے کے پھیر دیا اسلیے کیا کہ حال تابع [illegible] کا معلوم ہو جاوے کہ کون
تمہاری پیروی کرتا ہے کون الٹے پاؤں پھر کر دین سے برگشتہ ہوتا ہے یہ لوٹ پھیر قبلے کی اگرچہ بھاری
بات نظر آتی ہے لیکن جن کے دلکو اللہ نے ہدایت کی ہے اور وہ تصدیق رسول کا یقین رکھتے ہیں جو کچھ رسول
لایا ہے اسکو حق جانتے ہیں اونپر کچھ بھاری نہیں ہے کیونکہ یہ بات مان چکے ہیں کہ اللہ جو چاہے سو کرے
اسکو تکلیف دینے سمجھ کرنے کا اختیار ہے اسکی حکمت تمام اسکی حجت بالغہ ہے جنکے دلوں میں بیماری ہے انکا حال دوسرا ہے
جب کوئی نیا حکم آتا ہے تو انکے دل میں بھی نیا شک پیدا ہوتا ہے کما قال تعالیٰ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ
يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وقال تعالیٰ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَّالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ

وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى وَقَالَ تَعَالَى وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا

ایسے لوگ تصدیق واتباع رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس مقدمے میں ثابت رہے اور جدھر اللہ نے حکم دیا تھا بغیر شک وشبہ کے اس طرف منہ کیا وہ سادات صحابہ تھے بعض علماء نے کہا ہے کہ سابقین اولین نے صحابہ مہاجرین وانصار کے دونوں قبلے کی طرف نماز پڑھی ہے بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ لوگ قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی میں ایک آدمی نے آکر یہ کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن اترا ہے یہ حکم ہوا ہے کہ منہ طرف کعبے کے کرو وہ اسی وقت متوجہ طرف کعبے کے ہو گئے اسکو مسلم نے بھی روایت کیا ہے مگر اور طریق ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ وہ رکوع میں تھے اسی حالت میں طرف کعبے کے مڑ گئے اسی کے مثل مسلم نے انس سے روایت کیا ہے ایمان سے مراد اس جگہ نماز ہے طرف بیت المقدس کے جو پہلے قبلے کے بدلنے سے پڑھی تھی اللہ نے کہا اس نماز کا ثواب ضائع نہ ہوگا صحیح میں براء سے آیا ہے کہ ایک قوم جو طرف بیت المقدس کے نماز پڑھتی تھی مر گئی لوگوں نے کہا انکا کیا حال ہوگا اوس پر یہ آیت اتری وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ رواہ الترمذی عن ابن عباس وصححہ موضح قرآن میں لکھا ہے یعنی تمہارا قبلہ ابراہیم کے وقت سے کعبہ مقرر ہے چند روز بیت المقدس ٹھیرایا تھا ایمان آزمانے کو اوس میں جو لوگ ایمان پر قائم رہے اونکو بڑا درجہ ہے اسی لئے اللہ نے اس آیت میں نماز کا نام ایمان رکھا معلوم ہوا کہ جو مسلمان نمازی ہوتا ہے وہی مومن ہے جو مسلمان کہلا کر نماز نہیں پڑھتا یا بے قاعدہ پڑھتا ہے یا کبھی پڑھتا کبھی نہیں پڑھتا وہ مومن نہیں ہے اسی لیے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جسنے عمدا نماز ترک کی وہ کافر ہوا یہی قول نزدیک اہل حدیث کے قوی اور صحیح ہے نماز کو ایمان اسلیے کہتے ہیں کہ اسمیں نیت وقول وعمل سب کچھ جمع ہیں یہی صفت ہے ایمان کی واللہ اعلم اس آیت میں رد ہے منکرین نسخ پر دلالت ہے جواز نسخ سنت پر قرآن پاک سے اسلیے کہ استقبال بیت المقدس کا سنت حدیث سے ثابت ہوا تھا قرآن کریم سے امت وسط ہونے سے یہ بھی نکلا کہ اجماع امت حجت ہے اسلیے کہ جس بات پر ساری امت اتفاق کرے اگر وہ امر باطل ہو تو عدالت امت سے بٹا لگ جاویگا یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ امت ساری امتوں پر فضیلت رکھتی ہے

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ○

ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرے منہ کا آسمان میں سو البتہ پھیریں گے ہم تجھکو جس قبلے کی طرف تو راضی ہے اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ اسی کی طرف اور جنکو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہی بات ٹھیک ہے طرف سے انکے رب کے اور اللہ بےخبر نہیں ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں جب تک بیت المقدس کی طرف نماز ہوتی تو حضرت کا دل کعبہ

کو چاہتا تھا نماز میں آسمان کی طرف نگاہ کرتے تھا شاید فرشتہ حکم لاتا ہو کعبے کی طرف کا یہہ آیت اتری ہے سے کعبہ مقرر ہوا
اس آیت سے اشارۃً بعض علو و استوا اللہ کا آسمان میں یعنی عرش پر ثابت ہوتا ہے ابن عباس نے کہا اول جو قرآن میں منسوخ
ہوئی یہی قبلہ ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینے میں آئے یہاں کے باشندے اکثر
یہود تھے اللہ نے کہا تم منہ طرف بیت المقدس کے کرو یہود خوش ہوئے چند ماہ تک یہی حال تھا حضرت ملت ابراہیم علیہ السلام
کو دوست رکھتے تھے اللہ سے دعا مانگتے آسمان کی طرف دیکھا کرتے تو یہہ آیت اتری یہود شک کرنے لگے کہ یہ کیوں
ہوا اللہ نے کہا مشرق مغرب خدا کی ہے یعنی اس میں ہمارا کیا اجارہ ہے جدھر چاہا حکم دیا ابن عباس نے کہا مراد اس سے
یہہ ہے کہ سے طرف مسجد الحرام کے منہ پھیرنا طرف کعبے کے ہے ابن عمر نے کہا طرف میزاب کعبہ کے ہے یہہ بات اور رجال نے بھی
کہی ہے ایک قول شافعی کا بھی اسی کے موافق ہے یعنی غرض یہہ ہے کہ سکے عین توجہ طرف عین کعبے کی ہو دوسرا قول یہہ ہے کہ
مراد توجہ ہے اکثر لوگ اسی طرف گئے ہیں علی مرتضے و ابو العالیہ و مجاہد و عکرمہ و قتادہ و ربیع وغیرہم نے کہا مراد طرف سے
سامنا ہے کعبے کا حدیث میں آیا ہے کہ مابین مشرق و مغرب کے قبلہ ہے یعنی واسطے اہل مدینہ کے حدیث ابن عباس مرفوعاً
آیا ہے کہ بیت قبلہ ہے اہل مسجد کا مسجد قبلہ ہے اہل حرم کا حرم قبلہ ہے سارے اہل زمین کا کیا مشرق کیا مغرب میری امت سے
رواہ ابن جریر ابو سعید بن معلی نے کہا ہم مسجد کو سویرے سے جاتے رہتے زمانہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہاں نماز پڑھتے
ایک دن جو وہاں گذر ہوا دیکھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر بیٹھے ہیں ہم نے کہا کوئی نیا حکم آیا ہم بیٹھ گئے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ الآیہ حتے ختم کی میں نے اپنے جی میں کہا آؤ
دو رکعتیں پڑھ لیں پہلے اس سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم منبر سے اتریں تاکہ ہم اول مصلی ہوں پھر ہم نے چھپ کر نماز پڑھی
بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر سے اتر کر لوگوں کو نماز ظہر پڑھائی ابن عمر بھی اس نماز کو ظہر بتلاتے ہیں صلوۃ
وسطے کہتے تھے مگر مشہور یہہ ہے کہ وہ نماز عصر کی تھی اسی نماز کا نام صحیحین میں وسطے آیا ہے یہی سبب تھا کہ اہل قبا کو خبر دوسرے دن
وقت نماز صبح کے پہنچی بروایت مسلم کی حدیث میں یوں آیا ہے کہ نماز ظہر کی یا عصر کی تھی جب اہل مسجد بنی حارثہ نے منہ طرف
کعبے کے کر لیا اور یہہ خبر حضرت کو پہنچی فرمایا اُولٰئِكَ رِجَالٌ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ رواہ ابن مردویہ یعنی یہہ لوگ ہیں جو
بن دیکھے غیب پر ایمان لانے پر یقین کرتے ہیں ف اللہ نے آیت میں استقبال کعبے کا حکم عام دیا ہے کہ ساری زمین کیا پورب
پچھم کیا اوتر دکھن کہیں ہو سو منہ کعبے ہی کی طرف کرو سوا نماز نفل کے حالت سفر میں کہ اوسکو اسی طرف پورا کرے
جدھر قافلہ ہو مگر قبلہ کعبے ہی کی جانب متوجہ ہو اسی طرح حالت قتال لیکن ہر حال میں پڑھ سکتا ہے اسی طرح جسے کوشش کر کے
نماز پڑھی مگر قبلے کی سمت میں چوک گیا تو اس کی نماز ہو گئی اللہ کسی جی کو وسعت سے زیادہ تکلیف

ہیں و تا مالکیہ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ نمازی نماز میں طرف امام کے دیکھے سجدہ کی جگہ نہ دیکھے یہی مذہب ہے شافعی
و احمد و ابو حنیفہ کا مالکیہ کہتے ہیں اگر جائے سجدہ کو دیکھے گا تو ایک طرح کا انحنا کرنا پڑیگا یہ منافی ہے کمال قیام کو
بعض اہل علم نے یوں کہا ہے کہ حالت قیام میں طرف سینہ کے دیکھے قاضی شریک نے کہا نہیں بلکہ موضع سجود پر نظر رکھے
یہی قول ہے جمہور جماعت کا اس لیے کہ اس میں خضوع خشوع اچھی طرح ہوتا ہے ابن مقدمہ میں ایک حدیث بھی آئی ہے
جب قیام کرے تو موضع قدمین کو دیکھے جب سجدہ کرے تو موضع بینی کو دیکھے جب قعود کرے تو جائے کنار پر نظر رکھے
سیہ القدسے فرمایا یہ یہود جو ہمارے سوء کعبہ ہونیکا انکار کرتے ہیں بیت المقدس سے پھر جانے پر شک لاتے ہیں انکو
یہ خوب معلوم ہے کہ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبے ہی کی طرف منہ کرنیکا حکم دیگا اس لیے کہ انہوں نے اپنے انبیاء
کی کتابوں میں ساری نعت و صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور دین اسلام کی اور خصائص اس امت مرحومہ کے
اور حال اس کے شرف شریعت کاملہ عظیمہ کا اور ہونے سچ کا اس دین میں لکھا پایا ہے لیکن حسد و کفر و عناد سے چھپاتے ہیں اس واسطے
اللہ نے انکو یہ دھمکی دی کہ اللہ تمہارے عمل سے غافل نہیں ہے تمکو سزا اس تمہاری حسد و کفر و عناد کی ضرور ہی دیگا و

لَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۞ اگر تو لاوے کتاب والوں
پاس ساری نشانیاں چلیں گے نہ تیرے قبلہ پر اور نہ تو مانے انکا قبلہ اور نہ ان میں ایک مانتا ہے دوسرے کا قبلہ کبھی تو چلا انکی
پسند پر بعد اس علم کے جو تجھکو پہنچا تو بیشک تو بھی ہے بے انصافوں میں ف اس آیت میں اس بات کی خبر ہے کہ یہ یہود کے
کافر معاند و مخالف ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہچان کر انکار کرتے ہیں انکے پاس اگر ہزار دلیلیں صحت و حقیت
دین اسلام کی لاؤ تو بھی یہ انکو ماننے والے نہیں اپنی خواہش نفس پر چلنے کو چھوڑیں کما قال تعالی إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ
لَا يُؤْمِنُونَ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّى يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ اسی لیے اسجگہ یوں فرمایا ہے کہ اگر تو لاوے انکے پاس ساری نشانیاں
تو بھی یہ تیرے قبلے پر چلنے کے نہ تو انکے قبلہ پر چلیگا اسمیں یہ خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہایت درجہ تابع حکم خدا
کے ہیں جس طرح اہل کتاب اپنے آراء و اہواء کو پکڑے ہوئے ہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امر و طاعت و اتباع مرضیات
الٰہی پر جمے ہوئے ہیں رسول سے کسی حال میں بھی قبلہ ہو یا اور کچھ پیروی انکی ہوائی کی نہ ہوگی اس آیت سے یہ بھی ثابت
ہوا کہ اہل کتاب آپس میں بھی متفق و موافق یکدیگر نہیں ہیں اگرچہ مخالفت رسول پر حرص ظاہر کرتے ہیں دیکھو یہی ایک قبلے
کا مسئلہ ہے کہ یہود تو بیت المقدس کی طرف منہ کرتے ہیں نصاری طرف مطلع شمس کے ابن القیم نے بدائع الفوائد میں لکھا
ہے کہ قبلہ اہل کتاب کا کسی وحی اور توقیف الٰہی سے نہیں ہے بلکہ انکے مشورہ و اجتہاد سے مقرر ہوا تھا نصاری کو تو یقین

اللہ نے انجیل مین کوئی حکم مشرق کے قبلہ مقرر کرنے کا نہین دیا ہے وہ خود اس بات کی مقر ہین کہ قبلہ مسیح کا وہی
قبلہ بنی اسرائیل کا تہا یعنے صخرۂ بیت المقدس انکے بڑے بوڑہون نے یہ قبلہ تجویز کیا تہا سو نصاری یہود کی ساتہ
اس بات پر متفق ہین کہ اللہ نے کبہی اپنے رسول کو حکم استقبال بیت المقدس کا نہین دیا نہ قبلہ انکے لیے مشروع کیا اسبات
کے اوپر مسلمان بہی گواہ ہین توریت مین کسی جگہہ حکم استقبال صخرے کا نہین ہے تابوت کو رکہکر نماز پڑہتے تہے
جب سے اسے صخرہ پر رکہدیتے بعد رفع تابوت کے صخرے کو قبلہ ٹہیرالیا تہا انتہے پہر اللہ نے عالم کو جسپر حجت زیادہ تر قائم
ہوتی ہے بنسبت غیر عالم کے اس بات سے ڈرایا ہے کہ جس حق کو وہ جان چکا ہے اوسکی مخالفت نہ کرے اسی لیے خطاب
رسول و امت مین یہہ کہا کہ اگر ایسا کروگے تو تم ظالم ٹہیروگے فتح البیان اسجگہہ بہت اچہی تقریر رد اہل بدعت و ہوے پر کی
ہے حدیث مین آیا ہے کہ علم تین چیزین ہین ایک آیت محکمہ یعنے قرآن دوسری سنت قائمہ یعنے حدیث تیسری فریضہ
عادلہ یعنے احکام میراث پہر فرمایا کہ جو کچہہ ونکے سوا ہے وہ فضول ہے یعنے زائد معلوم ہوا کہ تقلید مذاہب دائرہ علم سے باہر ہے
جو شخص قائل و فاعل تقلید ہے وہ متبع ہوائے رجال ہے سو یہ تقلید جب بعد علم کے ہوگی تو مقلد منجملہ ظالمین کے ہوجاویگا اَلَّذِیْنَ

اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ
رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ جنکو دی ہمنے کتاب وہ پہچانتے ہین یہ بات جیسی پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو ایک فرقہ

ع ۱۷ ۱

اونمین کا چھپاتا ہے حق کو جانکر حق وہ ہے جو تیرا رب کہے سو نہ ہو تو شک لانے والون مین سے ف عرب واسطے صحت کسی شے
کے یہ مثل بولتے تہے جسطرح حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے جسکے ساتہ ایک بچہ چہوٹا تہا
فرمایا کیا یہ تیرا بیٹا ہے اوسنے کہا ہان آپ گواہ ہین فرمایا یہ تجہپر اور تو اسپر مخفی نہین ہے قرطبی نے عمر رض سے نقل کیا ہے کہ انہون
نے عبد اللہ بن سلام سے کہا تم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ویسا ہی پہچانتے ہو جیسے اپنے بیٹے کو کہا ہان بلکہ اس سے بہی زیادہ آسمان
کا امین زمین کے امین پر انکی نعت لیکر اترا مینے اونکو پہچان لیا مین نہین جانتا کہ انکی ماں کون ہین یا یہ مراد ہے کہ جسطرح آدمی اپنے
بیٹے کو اوروں کے بیٹون سے پہچان لیتا ہے کسیطرح کا شک نہین کرتا اسیطرح اہل کتاب نعت وصفت نبوی کو بلا شک و شبہ بخوبی
پہچانتے ہین مگر باوجود اس تحقیق و اتقان علمی کے اپنی ہٹ دہرمی سے حق کو جو انکی کتابون مین ہے لوگون سے چھپاتے ہین اسپر اللہ نے
اپنے رسول کو تسلی دی کہ یہہ لوگ اگے جان پہچانکر کتمان حق کرتے ہین تعجب کیا کرین تم کسیطرح کا شک نکرو حق یہی ہے جو طرف
تمہارے رب کے آیا ہے تمکو سکہایا بتایا ہے وَلِکُلٍّ وِّجْھَةٌ ھُوَ مُوَلِّیْھَا فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا
اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ ہر کسیکو ایک طرف ہے جدہر وہ موہنہ کرتا ہے سو تم سبقت چاہو نیکیون مین جسجگہہ تم ہوگے اللہ تمکو اکہٹا
کر لاویگا بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے یعنے یہ ضد کہ ہمارا قبلہ بہتر یا تمہارا عبث ہے بہتری اسی کو ہے جو نیکیون مین زیادہ ہے

کو ایک ایک قبلے کا حکم ہوا تہا آخر سب کو ایک جگہہ جمع ہونا ہے انتہی ابن عباس کا لفظ ہے مراد اہل ادیان ہیں ہر قبیلے والے کا ایک قبلہ پسند
کیا تہا اللہ کا مونہہ اسی طرف ہے جدہر مومنوں کا مونہہ ہے ابو العالیہ نے کہا یہ یہودی ایک جانب مونہہ کرتے ہیں نصرانی ایک
جانب تمکو اللہ نے قبلہ بتا دیا کہ تم ادہر مونہہ کیا کرو یہی بات مجاہد عطا ضحاک ربیع سدی نے بہی کہی ہے حسن نے کہا ہر قوم
کو یہی حکم تہا کہ وہ کعبے کی طرف نماز پڑہا کریں یہ آیت مشابہ اس آیت کے ہے لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ
اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا مطلب یہ کہ
اللہ سب کے جمع کرنے پر زمین سے قادر ہے گو بدن جلے اہون مرکے خاک ہوگئے ہوں فتح البیان میں لکھا ہے آیت باب کا یہ مطلب ہے کہ
ہر صاحب ملت کا ایک قبلہ ہے وہ اسطرف مونہہ کرتا ہے مسلمانوں کا قبلہ کعبہ ہے یہود کا بیت المقدس نصاریٰ کا مطلع شمس اے
امت محمد تم میں ہر ایک کے لیے ایک قبلہ ہے جدہر وہ نماز پڑہتا ہے شرق یا مغرب جنوب یا شمال یہ معنے اس بنیاد پر ہیں کہ خطاب
اہل اسلام کو ہو سو تم اے مسلمانوں جلدی کرو طرف استقبال بیت الحرام کے یعنی نماز کو اول وقت پڑہا کرو کہ یہ افضل ہے کیونکہ ظاہر
صیغہ امر وجوب بتاتا ہے جب وجوب ثابت نہو گا ادنی درجہ استحباب کا ہے یہ آیت دلیل ہے مذہب شافعی پر کیونکہ وہ قائل ہیں افضلیت نماز کے
اول وقت میں سبق یہی ہے کہ پاس کسی شے کے اول اول پہنچ جاو کام میں جلدی کرو تاخیر نہو دی تم کسی جہت میں جہات مختلفہ سے
کیوں نہو اللہ تعالیٰ تمکو دن قیامت کے واسطے جزا کے یکجا فراہم کریگا اسمیں وعدہ ہے واسطے اہل طاعت کے ثواب کا وعید ہے اہل معصیت
کو عقاب کی یا تمہاری نماز کو جہات مختلفہ میں مثل ایک جہت کے ٹہیرا دیگا اللہ تعالیٰ جب ہر چیز پر قادر ہوا تو اسپر بہی قادر ہے کہ اعادہ
تمہارا بعد موت کے کرے

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ڎ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۤ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۤ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

جسجگہ سے تو نکلے مونہہ کر طرف مسجد الحرام کے یہی تحقیق ہے طرف سے تیرے رب کے . بیخبر نہیں تمہارے کام سے جہان سے تو نکلے مونہہ کر طرف
مسجد الحرام کے اور جسجگہہ تم ہوا کرو مونہہ کرو اسی کی طرف تا کہ نہو لوگوں کو تمسے جہگڑنے کی جگہہ مگر جو انمیں بے انصاف ہیں سو انسے
مت ڈرو مجہسے ڈرو اور اسواسطے کہ پورا کروں میں تمپر فضل اپنا شاید تم راہ پاؤ **ف** مسجد الحرام کہتے ہیں مکے کی مسجد کو حرام
کے معنی جسجگہہ ادب سے رہنا چاہیے اسجگہہ کئی باتیں منع ہیں آدمی کو مارنا جانور کو ستانا درخت کا کاٹنا گہاس کا اکہاڑنا پڑا مال اٹہانا ابن کثیر
کہتے ہیں اس آیت میں تیسرا حکم ہے استقبال مسجد حرام کا سارے اقطار زمین سے اس تکرار کی حکمت میں اختلاف ہے کسی نے کہا واسطے تاکید کے ہے
اسلیے کہ اول نسخ قرآن میں یہی مسئلہ قبلہ کا ہے جو اسلام میں واقع ہوا کسی نے کہا پہلا حکم اسکے لیے ہے جو کعبے کو دیکھتا ہے دوسرا حکم انکو ہے جو مکے
میں موجود ہیں مگر کعبے سے غائب ہیں تیسرا حکم انکو ہے جو باقی شہروں میں رہتا ہے رازی نے اسی کو موجہ کہا ہے قرطبی نے کہا

راجح یہ ہے کہ امر اول وسکے لیے ہے جو بکی میں ہو امر ثانی انکو ہے جو نقیۂ امصار میں ہو امر ثالث انکو ہے جو سفر میں ہو اسکی روا
اور بہی حکمتیں رازی وغیرہ نے ذکر کی ہیں **ف** مراد اس ارشاد سے کہ لوگوں کو تم سے جگہہ جھگڑے کی نرہے اہل کتاب ہیں
کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ منجملہ صفات اس نبی کے ایک صفت یہی ہے کہ انکا قبلہ کعبہ ہوگا سو جب تم شطر مسجد نہ کریں گے تو
انکو مسلمانوں پر ایک موقع حجت کرنیکا ملیگا یا وہ یہ حجت لاوینگے کہ مسلمان ہمارے موافق ہیں یعنے یہود میں طرف بیت
المقدس کے اسکو ابن کثیر نے ظاہر کہا ہے ابو العالیہ کہتے ہیں جب رسول خدا صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا منہ کعبے کے سوئے ہو تو
اہل کتاب نے کہا اس شخص کو شوق اپنے باپ کے گہر کا اپنی قوم کے دین کا ہوا جسطرح پہلے تمہاری طرف بیت المقدس کے پڑتے
تہے تو یوں کہتے ہیں کہ عنقریب یہ شخص ہماری دین میں آجاویگا جسطرح ہمارے قبلے کو مانتا ہے یہی حال ہے مجاہد عطا ضحاک
ربیع قتادہ سدی کا بہی انہوں نے کہا مراد ظالموں سے اسجگہہ مشرکین قریش ہیں جنہوں نے یہ بات کہی تہی کہ آخر یہ
ہی قبلے کیطرف رجوع کیا اتمام نعمت کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے تمکو قبلۂ ابراہیم علیہ السلام کا بتادیا ملت حنیفہ کو تمہارے لیے
تمام کردیا یا مراد مرنا ہے دین اسلام پر داخل ہو جنت میں یا دیکہنا اللہ تعالے کا جنت میں كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ
رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ
فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ جیسا بہیجا ہم نے تم میں رسول تم ہی میں کا پڑہتا ہے تمہارے پاس
آیتیں ہماری اور تمکو سنوارتا اور سکہاتا ہے کتاب اور حکمت اور سکہاتا ہے تمکو جو تم نہ جانتے تہے سو تم یاد رکہو مجہکو میں
یاد رکہوں تمکو احسان مانو میرا اور ناشکری نہ کرو **ف** اللہ پاک نے اس آیت میں اپنی نعمت مومنین پر یاد دلائی کہ
دیکہو ہمنے رسول کو بہیجا جو اللہ کی آیات بینات تمکو سناتا ہے اخلاق رذیلہ جرک نفوس اعمال جاہلیت سے تمکو پاک کرتا
ہے اندہیرے سے نکالکر اجالے میں لاتا ہے ابن کثیر نے کہا مراد کتاب سے قرآن ہے حکمت سے سنت یعنی حدیث ہے جو بات تم جاہلیت
میں جانتے تہے جو بیوقوفی کی بات کیا کرتے تہے اب برکت رسالت سے یہ ہوا کہ احوال ولیا حصال علما کو پہونچ گئے
جاہل عالم احمق سے عقلمند ظالم سے عادل فاسق سے صالح بن گئے سب لوگوں سے علم میں گہرے دل میں
بڑے نیک پاک تکلف میں سب سے کم لہجے میں سب سے زیادہ سچے ہوگئے قال تعالیٰ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ
بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ الآیہ داہ سنت میں کہا ہے سہ گر نہوتی ذات پاک
انبیا حق سے غافل کسطرح ہوتا خدا + نہ ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو قدر اس نعمت کا نہیں پہچانتے ہیں قال تعالے
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ابن عباس نے کہا مراد نعمت اللہ سے آنحضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اسی لیے اللہ نے مومنین سے یہ کہا ہے کہ تم اس نعمت کا اقرار کرو مقابلے

پہلے احسان کیا تہا الویہ جو بہیجا ہمیں رسول ہم ہی میں کا پڑہتا ہے تیق ، دیکی اور وارثہا سے اونکو اور سکہاتا ہے اونکو کتاب و کلام کی بات اور وہ پہلے
ع ۱۸ ۴

میں اس نعمت کے ذکر و شکر سے بیٹھ آؤ **ف** قرآن پاک میں جہاں کہیں لفظ کتاب و حکمت کا سیکھا آیا ہے ترجمہ اسکا
سلف نے قرآن و حدیث کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا ذکر و شکر یہی ہے کہ ان دونوں کو پکڑ رہے جو لوگ انکا اتباع
کرے وہ ناشکر ہیں اس سے بڑھ کر کس کی بات ہے کہ اللہ و رسول پر ایمان لا کر مسلمان ہو کر اللہ کی بات یعنی اُسکی کتاب
پر یہ حلیمیں رسول کی سنت کو نہ مانیں اور اُسپر عمل نہ کریں رائے و عمر و کے کہنے سنے کو سند پکڑیں حدیث و تفسیر کا مقابلہ علماء اولیا سے
کریں مخلوق کو معاملہ خالق میں اُسکو سوا ہے رسول کی زین اس سے زیادہ اور کیا ناشکری ہوگی زید بن اسلم نے کہا موسیٰ علیہ
السلام نے کہا تہا اے رب میں تیرا شکر کیونکر کروں فرمایا تو مجھے یاد رکھ بھول مت یہی تیرا شکر ہے جب تو مجھکو بھول
جاویگا تو یہ ناشکری ہو جاویگی حسن بصری ابو العالیہ سدی یہہ کہتے ہیں اللہ یاد کرتا ہے اُنکو جو اُسے یاد کرے بڑھاتا ہے
اُسکو جو اُسکا شکر بجا لاے عذاب کرتا ہے اُنکو جو ناشکری کرتا ہے بعض سلف نے اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ کے معنی
کہے ہیں کہ اُسکی اطاعت کیجاوے نافرمانی نہ ہو اُسکا ذکر کیا جائے اُسکو نہ بھولے شکر بجا لائے کفران نعمت نہ
کرے حدیث سے کسی نے پوچھا کہ شکر نعمت کیونکر ہوتا ہے کہا جو نعمت خدا نے دی ہے اُسکو خلاف مرضی خدا میں صرف
کرے یہی اُس نعمت کا شکر ہے مکحول ازدی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ بتاؤ قاتل نفس زانی شرابی خمر سارق
زانی اللہ کا ذکر کرتے ہیں اللہ نے کہا ہے فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ کہا ہاں جب یہ لوگ اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ
بھی انکا ذکر لعنت کے ساتھ کرتا ہے یہانتک کہ وہ خاموش ہو جاویں حسن بصری نے کہا تم یاد کرو مجھکو فرائض میں
میں یاد کرونگا تمکو اُس کام میں جو میں نے اپنے نفس پر واجب کیا ہی سعید بن جبیر نے کہا تم یاد کرو مجھکو طاعت میں میں یاد کرونگا تمکو
مغفرت یا رحمت سے ابن عباس نے کہا اللہ کا یاد کرنا تمکو تمہارے یاد کرنے سے اللہ کو کہیں بڑا ہے حدیث صحیح میں آیا
ہے جسنے یاد کیا مجھکو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اُسکو اپنے جی میں جو یاد کرتا ہے مجھکو مجمع میں میں یاد کرتا ہوں اُسکو
بہتر مجمع میں اُسکے مجمع سے لامام احمد کا لفظ انس سے مرفوعًا یوں آیا ہے کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے اے ابن آدم اگر
یاد کریگا تو مجھکو اپنے جی میں تو یاد کرونگا میں تجھکو اپنے جی میں اور جو یاد کریگا تو مجھکو مجمع میں تو یاد کرونگا میں تجھکو
مجمع ملائکہ میں یا تیرے مجمع سے بہتر مجمع میں اگر نزدیک ہوگا تو مجھسے ایک بالشت تو نزدیک ہونگا میں تجھسے
ایک گز اور جو نزدیک ہوگا تو مجھسے ایک گز تو نزدیک ہونگا میں تجھسے ایک باع اگر آویگا تو پاس میرے چلکر تو آؤنگا میں
پاس تیرے دوڑ کر یہ حدیث صحیح الاسناد ہی اسکو بخاری نے بھی حدیث قتادہ سے روایت کیا ہی قتادہ کا لفظ یہی ہے کہ اللہ
قریب تر ہی ساتھ رحمت کے **ف** ذکر تین طرح پر ہوتا ہی ایک زبان سے جیسے تسبیح تحمید تہلیل وغیرہ اذکار پڑھنا ورد کا بڑھانا دوسرا
دل سے کہ اللہ کے بدائع مخلوقات عجائب مصنوعات میں تفکر کرنا اُنکو وحدانیت کی دلیل سمجھنا تیسرا جوارح یعنی اعضا سے

اس کا سوکھا حکم ہے جیسے بیمار و غیرہ طاعات و حسنات اسمیں ڈرتے رہنا اس آیت شریف میں بعد بیان ذکر کے ذکر شکر کا کیا ہے یعنی اللہ تعالی نے حکم شکر کا کیا شکر پر وعدہ زیادتی حسن کا فرمایا فال تعالی وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ معلوم ہوا کہ شکر کرنا موجب مزید کا ہے عمران بن حصین مرفوعا کہتے ہیں جس کسی پر اللہ انعام کرتا ہے تو اس نعمت کے اثر دیکھنے کو اپنی خلق یا اپنے بندے پر دوست رکھتا ہے رواہ احمد يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ ایمان والو قوت پکڑو ثابت رہنے اور نماز سے بیشک اللہ ساتھ ہے صبر والوں کے اور نہ کہو جو کوئی مارا جاوے اللہ کی راہ میں کہ وہ مردے ہیں بلکہ زندے ہیں لیکن تمکو خبر نہیں ہے

ف اللہ نے بعد بیان شکر کے بیان صبر کا کیا اسلیے کہ بندہ یا تو نعمت میں ہوتا ہے تو اوسپر شکر واجب آتا ہے یا بے نعمت میں ہوتا ہے تو اوسپر صبر کرنا لازم ہے حدیث میں آیا ہے عجب ہے واسطے مومن کے حکم ہیچ کرتا اللہ اسکے لیے کوئی حکم ہی مگر وہ واسطے اوسکے بہتر ہوتا ہے اگر خوشی ہوئی اور شکر کیا تو اچھا ہوا اور جو نقصان پہنچا اور صبر کیا تو بھی بہتر ہوا عمل مصائب پر کوئی استعانت صبر و صلوٰۃ سے بہتر بہترہ نہیں ہے اوپر کے پارے میں گذر چکا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَي الْخٰشِعِيْنَ ۝ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب کوئی غم ستاتا تو نماز پڑھنے لگتے تھا صبر سو وہ دو طرح پر ہوتا ہے ایک صبر ترک محارم و مآثم پر دوسرا صبر فعل طاعات و قربات پر سو دوسرے صبر کا ثواب زیادہ ہے اسلیے کہ مقصود یہی صبر ہے تیسرا صبر مصائب و مصاعب و نوائب پر ہوتا ہے یہ صبر بھی واجب ہے جیسے استغفار کرنا معائب سے عبدالرحمن بن زید نے کہا صبر دو چیزوں میں ہے ایک صبر اللہ کیلیے اس امر پر جسکو وہ محبوب رکھتا ہے گو جان و بدن پر بھاری ہو دوسرا صبر اوس چیز سے جسکو وہ ناخوش رکھتا ہے گو جی اوسی طرف کھنچے سو جو کوئی شخص اسطرح کا ہو ہے وہی اون صابرین میں سے ہے انشاء اللہ صحیح سالم رہنے گے امام زین العابدین کہتے ہیں جب اللہ سارے اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کریگا تو ایک منادی پکاریگا صبر والے کدھر ہیں حساب سے پہلے جنت میں جاویں ایک گروہ لوگوں کا اٹھ کھڑا ہوگا فرشتے انکے آگے جاکر ملاقات کریں گے یوں کہیں گے کدھر چلے وہ کہیں گے جنت کو یہ کہیں گے حساب سے پہلے وہ کہیں گے جی ہاں یہ کہینگے تم کون ہو وہ کہینگے ہم صابرین ہیں یہ کہیں گے تمہارا کیا صبر تھا وہ کہیں گے ہم نے اللہ کی طاعت پر اور اسکی معصیت سے صبر کیا یہاں تک کہ ہمکو موت آئی یہ کہیں گے تم ایسے ہو جیسا تم نے کہا آؤ جنت میں جاؤ عاملین کا اجر بہت اچھا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ آیت اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ اس روایت کی گواہ ہے سعید بن جبیر نے کہا ہے صبر اعتراف کرنا ہے بندے کا مصیبت پر امید رکھنا

ثواب کی امید سے آدمی کبھی قوی دل ہوتا ہے جزع کرتا ہے مگر صبر نہیں چھوڑتا تاکہ صبر سبب علاج دل بیمار تو و آفت افسوس
کو کم دائمی بسیار ضرورت + اسکے بعد اللہ پاک نے فضیلت جہاد و مجاہدین کی بیان فرمائی بیان سے یہ اشارہ کیا کہ تم
جہاد میں محنت اوٹھاؤ مضبوطی اختیار کرو شہید لوگ آگے جنت میں رزق پاتے ہیں جس طرح کہ حدیث صحیح مسلم میں
آیا ہے کہ شہیدوں کی جان سبز چڑیوں کے پیٹے میں ہو کر جنت میں جہاں چاہتے ہیں چرتے پھرتے ہیں
پھر شام کو اُن قندیلوں کے اندر جو عرش کے نیچے لٹکتی ہیں آکر بسیرا کرتے ہیں تیرے رب نے اونکو جھانک کر پوچھا کہ تم
کیا چاہتے ہو کہا اب کیا چاہینگے جو تو نے ہمکو دیا ہے وہ کسی اپنی مخلوق کو نہیں دیا اللہ تعالے پھر یہی پوچھیگا جب
وہ دیکھینگے کہ بے جواب دیے نہیں بنتا تو کہیں گے ہمکو پھر دنیا میں بھیج دے ہم تیری راہ میں لڑیں دوبارہ مارے جاویں کیونکہ
بات شہادت کا ثواب دیکھا کہیں گے اللہ فرماویگا میں نے لکھ رکھا ہے کہ وہ پھر دنیا کو رجوع نہ کرینگے کعب بن مالک
مرفوعاً کہتے ہیں جان مومن کی ایک پرندہ ہے جو سبزہ زار جنت میں چرا کرتا ہے جب تک کہ اللہ اُسکو طرف اُسکے بدن کے
بعث کے پھیرے رواہ احمد یہ حدیث شامل جملہ مومنین ہے اگرچہ قرآن پاک میں خاص کر شہیدوں کا بعض کی تشریف
و تکریم و تعظیم کے کیا ہے ف آیت نازل ہوئی حق میں شہدائے بدر کے اوتری ہیہ چودہ آدمی تھے چھ مہاجر آٹھ انصار تفسیر
خازن میں انکے نام بھی لکھ دیے ہیں لوگ کہنے لگے کہ فلاں مر گیا اوس سے دنیا کا چین گیا اوسپر آیت اتری کسی نے
کہا کفار کہتے ہیں کہ لوگ ناحق اپنی جان ظلم سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا مندی کے لیے کھوتے ہیں اس میں
کچھ بھی فائدہ نہیں اوسپر آیت نازل ہوئی اللہ نے فرمایا کہ یہ تمہارا ایک خام خیال ہے جو لوگ اسکی راہ میں مارے گئے ہیں
وہ برزخ و قبر میں تم سے زیادہ مزہ و نعمت میں بسر کرتے ہیں جنت کی سیر ہے بہتر سے بہتر رزق ہے تمہاری سمجھ
سے کیا ہوتا ہے فتح البیان میں لکھا ہے کہ اس آیت میں دلیل ہے اثبات پر کہ عذاب قبر کا واسطے عصاۃ کے ثواب قبر کا
واسطے مطیعین کے ثابت ہے اس مقدمہ میں بہت سی صحیح حدیثیں آئی ہیں درجہ تواتر معنوی کو پہنچی ہیں اسی طرح کی ایک
آیت شریف ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ○ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ
بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ
قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ○ البتہ ہم آزمائینگے
ہمکو کچھ ایک ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں اور جانوں اور میووں کے خوشی سنا صبر کرنیوالوں کو جب پہنچے
اونکو کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں ہمکو اوسی کی طرف پھر جانا ہے ایسے لوگ اونپر شاباشیں ہیں رب کی اور
مہربانی اور وہی ہیں راہ پر اس آیت شریف میں اللہ پاک نے یہ خبر دی ہے کہ ہم کسی ایسے بعض بندوں کا

امتحان لیتے ہیں یعنی انکی آزمایش کرتے ہیں کما قال تعالی وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ
سو یہ امتحان کبھی ساتھ خوشی کے ہوتا ہے کبھی ساتھ نقصان کے جیسے ڈر اور بھوک کما قال تعالیٰ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ
الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ کیونکہ بھوک اور ڈر ایسی چیز ہے کہ بھوکے ڈرنے والے پر ظاہر ہو جاتی ہے اسی لیے وہاں لباس جوع
وخوف کہا یہاں کچھ خوف وجوع فرمایا یعنی تھوڑا سا ڈر اور تھوڑی سی بھوک مال کا نقصان یہ ہے کہ کچھ مال برباد ہو جاوے
جان کا نقصان یہ ہے کہ یار دوست اقارب احباب مر جاویں میووں کا نقصان یہ ہے کہ باغوں کھیتوں میں پیداوار
نہ ہو معمول وعادت سے کم میوہ غلہ نکلے بعض سلف نے کہا ہے کہ بعضے درخت کھجور کے ایک ہی بار پھلتے ہیں سو یہ سب
باتیں اللہ کی طرف سے بطور آزمایش ہوا کرتی ہیں جس نے ان نقصانات پر صبر کیا اوسنے ثواب پایا جسنے نہ کیا نا امید ہوا
اوسپر عذاب اترا اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ صابروں کو خوشی سنا و بعض مفسرین کہتے ہیں مراد خوف سے اس جگہ اللہ کا ڈر
ہے جوع سے روزہ رمضان کا مراد ہے نقصان مال سے زکوۃ ہے نقصان جان سے بیماری ہے پھل سے اولاد
ابن کثیر کہتے ہیں اس تفسیر میں نظر ہے انتہے میں کہتا ہوں لفظ آیت کا عام ہے سبکو اور انکے سوا اور اقسام نقصان
کو شامل ہے حاجت تخصیص وتعیین کسی نوع خاص کی نہیں ہے فتح البیان میں یہ قول مذکور کو منسوب طرف امام شافعی کے
کیا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ دو تو عدل ہیں علاوہ کیا اچھے ہیں صلوات ورحمت تو وہ عدل ہوئے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ
علاوہ ہے ابن کثیر نے کہا علاوہ وہ چیز ہے جو دو عدل کے بیچ میں رکھتے ہیں تا ایک زیادہ بار ہو اسیطرح انکو ثواب صبر و
استرجاع کا الگ ملا اوسپر بتدارا وزیادہ ہوا آیا ہے الآیۃ کے کہنے پر جو ثواب ملتا ہے اوسمیں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ام سلمہ
کہتے ہیں میں نے ایک بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی میں اس سے بہت خوش ہوا آپ نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی
مصیبت نہیں پہنچتی پھر وہ انا للہ الآیۃ پڑھ کر یہ کہتا ہے اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ هٰذِهٖ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا مگر اسکے
ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا ہے الحدیث رواہ احمد امام حسین علیہ السلام مرفوعا کہتے ہیں کہ جس کسی مسلمان مرد عورت کو کوئی مصیبت
پہنچتی ہے وہ اسکو یاد کرکے گو مدت دراز ہو چکی ہو انا للہ الآیۃ کہتا ہے تو اللہ اسکو اتنا ہی اجر دیتا ہے جتنا دن مصیبت کے
دیا تھا رواہ احمد ابو موسی نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ کہتا ہے اے ملک الموت تو نے میرے بندہ کے بچہ کو قبض کر لیا
اسکی آنکھ کی ٹھنڈک کلیجہ کا ٹکڑا چھین لیا وہ کہتا ہے ہاں بندہ فرماتا ہے پھر اوسنے کیا کہا یہ کہتا ہے تیری حمد کی انا للہ الآیۃ پڑھا اللہ
کہتا ہے اسکے لیے بہشت میں ایک گھر بناؤ اسکا نام بیت الحمد رکھو رواہ احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے
سوا اسکے ان کے اجر صابرین کے بہت حدیثیں آئی ہیں سب کا ذکر اس جگہ مشکل ہے کچھ احادیث اس باب کی رسالہ
عامۃ المسلمین میں لکھی گئی ہیں اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ﴿۱۵۸﴾ صفا و مروہ جو ہیں نشان ہیں اللہ کے سو جو کوئی حج کرے اس
گھر کا یا عمرہ تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں میں اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ قدردان ہے
سب جانتا ف صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں مکے کے شہر میں عرب کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہمیشہ حج
کرتے رہے ہیں لیکن کفر کے وقت میں اکثر غلطیاں پڑ گئی تھیں ان دونوں پہاڑوں پر دو بت دھرے رہتے تھے حج میں وہاں بھی طواف
کرتے تھے جب لوگ مسلمان ہوئے جانا کہ یہ بھی کفر کی غلطی تھی اس واسطے وہاں جانا چاہا ہے اوس پر یہ آیت اتری ہے اور یہ جو عائشہ نے
کہا اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو کوئی طواف صفا و مروہ نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے عائشہ نے کہا اے بھانجے تو نے یہ بہت
بری بات کہی اگر اس آیت کا یہی مطلب ہوتا جو تو نے کہا تو آیت یوں آتی فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا لیکن آیت
اس طرح اتری ہے کہ انصار مسلمانی سے پہلے احرام منات کا باندھتے تھے مشلل کے قریب اس کی پوجا کرتے تھے جو کوئی
اس کا حج کرتا وہ طواف صفا و مروہ سے رک جاتا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تو یہ آیت اتری پھر عائشہ
نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کا طواف مسنون کیا ہے کسی شخص کو یہ بات نہیں پہنچتی کہ وہ ان کا
طواف کرنا چھوڑ دے حدیث صحیحین میں ہے شعبی نے کہا صفا پر اساف مروہ پر نائلہ تھا ان کا استلام کرتے جب
اسلام آیا ان کے درمیان طواف کرنے کو حرج جانتے اس پر یہ آیت اتری ابن کثیر کہتے ہیں محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے اساف
و نائلہ دو شخص تھے انہوں نے اندر کعبے کے زنا کیا مسخ ہو کر پتھر بن گئے قریش اہل دونوں کو سامنے کعبے کے رکھ دیا تھا
کہ لوگ عبرت پکڑیں بعد ایک مدت دراز کے وہ معبود ٹھہر گئے کعبے سے اوٹھا کر صفا مروہ پر لیجا کر رکھ دیا جو کوئی طواف صفا
مروہ کرتا وہ ان کا بھی استلام کرتا حدیث جابر میں آیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب طواف سے فارغ ہوئے استلام
رکن کا کر کے باب صفا سے نکلے ہوئے یوں کہتے إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ پھر فرماتے ابْدَءُوا بِمَا بَدَأَ اللهُ
رواہ مسلم نسائی کا لفظ یہ ہے ابْدَءُوا بِمَا بَدَأَ اللهُ حبیبہ بنت ابی تجراۃ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دیکھا طواف کرتے تھے درمیان صفا و مروہ کے لوگ سامنے تھے آپ ان کے پیچھے دوڑتے تھے یہاں تک کہ دیکھتی تھی میں آپ کے دونوں زانو
کو کہ سبب دوڑنے کے ازار پھرتی فرماتے تھے دوڑو اللہ نے تم پر دوڑنا لکھا ہے یہ حدیث دلیل ہے شافعی و احمد و مالک
کی اس بات پر کہ سعی درمیان صفا و مروہ کے ایک رکن ہے حج کا کسی نے کہا واجب ہے رکن نہیں اگر عمداً یا سہواً ترک ہو گیا
تو دم دیا جاوے یہی قول ہے احمد کا بھی ایک روایت میں اسی طرف ایک جماعت بھی گئی ہے ابو حنیفہ و ثوری و شعبی و ابن
سیرین کہتے ہیں کہ سنت ہے قرطبی نے کہا ان کی دلیل ہے وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا مگر قول اول راجح ہے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے طواف کیا ہے اور فرمایا لِتَأْخُذُوا عَنِّي مَنَاسِكَكُمْ سو جو کچھ کام آپ نے حج میں کیے ہیں وہ واجب ہیں گو وہ کام

جو کسی دلیل سے باہر ہو گیا ہے واللہ اعلم اگلی حدیث کا لفظ یہ ہے اسعوا فان اللہ کتب علیکم السعی یہ صریح ہے وجوب
میں تھوڑا کافی رہی اسطرف گئے ہیں بہرحال اللہ تعالی نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ طواف درمیان صفا و مروہ کے
منجملہ ان شرائع کے ہے جو اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج میں بتائے تھے پہلے گذر چکا ہے کہ اصل اس طواف کی طواف
ہاجرہ علیہا السلام ہے کہ وہ تلاش آب دوڑتی پھرتی تھیں پھر اللہ نے انکے لیے زمزم نکالدیا جسکا پانی طعام طعم شفاء سقم
ہے سو جسطرح ہاجرہ ذلیل و خوار و عاجز و خائف و مضطر و فقیر ہو کر دوڑی تھیں اسیطرح حاجی کو چاہیے کہ اپنا فقر و ذل و حاجت
اللہ کے آگے امید اصلاح حال و ہدایت اعمال و غفران گناہ مستحضر کرے اللہ سے یہ چاہے کہ اللہ اسکو مرتے دم تک صراط مستقیم پر
قائم دائم رکھے جو حال و مشکل الحال ہے جن گناہوں میں وہ گرفتار ہے اس حال سے پھیر کر طرف حال کمال و غفران و
سداد و استقامت کے لیجاوے جسطرح ساتھ ہاجرہ علیہا السلام کے کیا تھا تطوع سے یہ مراد ہے کہ جو کوئی اس طواف کو قدر واجب
سے زیادہ ادا کرے آٹھواں نواں پھیرا بجالائے تو بہتر ہے کچھ منع نہیں اللہ تھوڑی عمل پر بھی زیادہ ثواب دیتا ہے ذرہ
برابر کسی پر ظلم نہیں کرتا وان تک حسنۃ یضاعفہا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما کسی نے کہا مراد تطوع سے یہ
کہ حج و عمرہ نفل میں سعی کرے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ ساری عبادات میں زیادتی کرے شکور رازی نے نقل کیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ

یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ
اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝ جو لوگ چھپاتے ہیں جو کچھ ہم نے اتارا صاف حکم اور راہ کو نشان بعد اسکے کہ ہم انکو کھول چکے لوگوں کے
واسطے کتاب میں اونپر لعنت کرتا ہے اللہ و لعنت کرتے ہیں سب لعنت کرنیوالے یاد رکھے واسطے ہے جسکو علم حق کا ہو پھر اگر اوسکو
دنیا کے لیے چھپا رکھا مگر جنھوں نے توبہ کی اور سنوارا اور بیان کر دیا تو اونکو معاف کرتا ہوں اور میں ہوں معاف
کرنیوالا مہربان جو لوگ منکر ہوئے اور منکر ہی مر گئے اونہیں پر ہے لعنت اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی پڑے رہینگے اسمیں ہلکا نہ
ہو اونپر عذاب اور نہ انکو فرصت ملیگی ف یہ آیت شریفہ وعید شدید ہے اس شخص کے لیے جسنے چھپایا دلالات بینہ کو مقاصد صحیحہ پر
ہادیہ قلوب پر بعد اسکے کہ اللہ نے ان دلالتوں کو اپنی کتابوں میں پیغمبروں پر اوتارا ہے ابو العالیہ نے کہا یہ آیت حق میں اہل کتاب کے
اتری ہے جنھوں نے احکام توریت و صفت نبی کو چھپایا او پر ہر شے کی لعنت ہے جیسے جسطرح عالم کے لیے ہر شے
یہانتک کہ مچھلیاں پانی میں پرندے ہوا میں استغفار کیا کرتے ہیں اسیطرح انپر ہر شی لعنت کیا کرتی ہے حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعا
آیا ہے جس سے کسی علم کا سوال کیا گیا اوسنے چھپایا قیامت کے دن اسکو آگ کی لگام لگیگی ابن کثیر نے کہا بعض طرق اسحدیث

سند کے مقوی بعض ہیں بخاری و مسلم میں بیچ ابو ہریرہ سے یوں آیا ہے کہ اگر دو آیتیں کتاب اللہ میں نہ ہوتیں تو میں کسی سے بھی کوئی حدیث
بیان کرتا ایک تو یہی آیت دوسری وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ
الآیۃ یہی بات کہ اظہار علوم دین کا فرض کفایہ ہے یا فرض عین اسمیں خلاف ہے اصح یہ ہے کہ جب اسکو بعض نے ظاہر کر دیا
جسکے پاس ہر کوئی پہنچ سکتا ہے تو اب وہ مکتوم نہ رہا کسی نے کہا جب عالم سے پوچھیں تو اظہار اوس پر واجب ہے ولا فلا اس آیت
میں دلیل ہے وجوب قبول قول واحد پر اس لیے کہ اگر اوسکی بات کا ماننا واجب نہ ٹھیرتا تو اوسپر بیان کرنا بھی واجب نہ ہوتا قد
بینات و ہدیٰ سے یہی معلوم ہوا کہ غیر بینات و ہدیٰ کا چھپانا جائز ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ کا ذریعہ ہونیکے سبب کرنا
منع نہیں ہے مراد کاتمین سے اسجگہ احبار یہود و رہبان نصاریٰ ہیں کسی نے کہا بلکہ ہر کاتم حق تارک بیان واجب ہے اسکو
سو کا لی رہ گئے ترجیح دی ہے اسلیے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا براء بن عازب کہتے ہیں ہم ساتھ تھے رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک جنازہ میں فرمایا کافر کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں ایک ایسا ضرب لگاتے ہیں جسکو ہر جاندار سوا ثقلین
کے سنتا ہے پس ہر شی والا جانور اوسکو لعنت کرتا ہے یہ مطلب ہے اس آیت کا یعنے مراد لاعنین سے دواب زمین
دواب الارض ابن ابی حاتم وابن ماجہ مجاہد نے کہا جب خشک سالی ہوتی ہے تو بہائم کہتے ہیں یہ قحط بسبب عاصیان بنی آدم کے ہوا
ہے اللہ عصاۃ بنی آدم کو لعنت کرے ابو العالیہ و قتادہ و ربیع نے کہا لاعنون ملائکہ و مومنون ہیں حدیث میں آیا ہے
عالم کے لیے ہر شے مغفرت چاہتی ہے یہانتک کہ مچھلی بھی دریا میں اس آیت میں یہ آیا ہے کہ کاتم علم کو اللہ و فرشتے سب آدمی
لعنت کرتے ہیں یعنے ہر فصیح و اعجمی خواہ یہ لعنت زبان قال سے ہو یا زبان حال سے پھر اللہ نے اس حکم سے تائبین مصلحین
مبینین کو مستثنی کر لیا کہا ہم اونکی توبہ قبول کر لیتے ہیں ابن کثیر نے کہا اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو کوئی طرف بدعت
یا کفر کے بلاتا ہے داعیہ ہوتا ہے وہ جب توبہ کریگا تو اللہ بھی اوسکی توبہ قبول فرماویگا اگلی امتوں میں اس قسم کے لوگوں کی
توبہ قبول نہیں ہوتی تھی یہ بات خاص ساتھ اسی شریعت حقہ امت مرحومہ کے ہے جسکو نبی الرحمۃ نبی التوبہ لائے ہیں ولہ الحمد
پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جو کوئی کفر پر یہانتک جما رہا کہ اسکو موت آگئی تو وہ بھی ملعون ہے اللہ و ملائکہ و سارے آدمی اسپر
لعنت کرتے ہیں وہ قیامت تک اسی دائرہ لعنت میں لگاتار برابر پڑا رہیگا پھر جہنم کی سیر کریگا نہ عذاب کم ہو نہ دم بھر کی
فرصت ملیگی نعوذ باللہ من ذلک ابو العالیہ و قتادہ نے کہا کافر کو روز قیامت کے کھڑا کرینگے اوسپر اللہ لعنت کریگا پھر ملائکہ
پھر سب لوگ پھر ساری خلق مسئلہ کافر پر لعنت کرنا جائز ہے اسمیں کسی کا خلاف نہیں ہے عمر بن خطاب اور پچھلے ائمہ قنوت وغیرہ
میں کفار پر لعنت کرتے تھے رہا کافر معین سو ایک جماعت علما کا یہ مذہب ہے کہ اوسپر لعنت نہ کریں اسلیے کہ حال خاتمے کا
معلوم نہیں ہے آیت ہا سے اس عبارت پر استدلال کیا ہے اس دلیل سے کہ اسمیں لعن غیر معین پر آئی ہے پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے جو ایک قوم معین پر لعنت کی ہی سو او نکو وحی سے جو معلوم ہوا تہا وہ دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتا ہے دوسرے گروہ
کے کافر معین پر بہی لعنت کرنا جائز ہے ابن العربی مالکی کا مختار یہی ہے لکن حدیث سے انہوں نے حجت پکڑی ہے
وہ ضعیف ہے غیر کا استدلال یہ ہے کہ حضرت کے پاس مست کو لاتے تہا اوسپر حد جاری کیجاتی ایک آدمی نے کہا لعنه اللہ ما اکثر ما
یؤتی به یعنے لعنت خدا کی اسپر اکثر یہی شخص لایا جاتا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا تلعنه فانه یحب
اللہ ورسوله تو اسکو لعنت کرو وہ تو اللہ ورسول کو چاہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو محب خدا ورسول الہی ہو اوسپر لعنت ہو سکتی
ہے مگر فتح البیان میں ابن العربی مالکی سے عدم جواز لعن عاصی معین کا نقل کیا ہے اسی حدیث کی دلیل سے کہ ایک شرابی
کو مار رہا تہا بعض حاضرین نے کہا لعنه اللہ ما اکثر ما یؤتی به حضرت نے فرمایا لا تکونوا عونا للشیطان علی اخیکم
یہ حدیث صحیحین میں ہے حاصل یہ ہے کہ کافر معین پر لعنت درست ہے فاسق معین پر درست نہیں یعنے نزدیک ابن العربی
کے وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ تمہارا رب اکیلا رب ہے کسی کو اوسکے سوا پوجنا نہیں ہے وہ مہربان
ہے رحم والا [illegible] اس آیت میں تصریح ہے کہ میں اکیلا ایک الہ معبود ہوں میرا کوئی شریک و عدیل نہیں ہے
نہ احد احد و صمد ہوں حدیث اسماء بنت یزید میں مرفوعا آیا ہے کہ اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک تو یہی آیت
دوسری الم اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم اخرجه ابن ابی شیبه واحمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وصححه
وابن ماجه مگر اس حدیث کی سند میں شہر بن حوشب ضعیف ہے دیلمی نے انس سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ کوئی شے گراں
پر ان دو آیتوں سے جو سورہ بقرہ میں ہیں سخت تر نہیں ہے الہکم الہ واحد الآیتین پھر اللہ نے بعد اسکے ایسا
شعر ہوا ساتہ الوہیت کے خلق ارض وسماء وغیرہ کے بیان فرمایا اس بات کو وحدانیت کی دلیل ٹہیرایا إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن
مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ
الْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ آسمان و زمین کا بنانا رات دن کا بدلتے آنا کشتی جو لیکر چلتی ہے دریا میں جو چیز کام آتی
لوگوں کو اور وہ جو اللہ نے اوتارا آسمان سے پانی پہر جلایا اس سے زمین مر گئے پیچہے اور بکہیرے اسمیں سب قسم کے جانور اور پہیرنا
ہوا اونکا اور ابر جو حکم کا تابع ہے درمیان آسمان و زمین کی نشانیاں ہیں عقلمند لوگوں کو ف بعد بیان توحید کے اس آیت میں
آٹھ چیزیں ذکر کین یہ وہ صنائع ہیں جو کام و نکو کسی خدا سے بن نہیں سکتے سکتا ہے بعض کو بہی تو وہ مہیا نہیں
کرسکتے ایک پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا دوسرے اگلے پیچہلے رات دن کا تیسرے چلانا ناو کا چوتہے برسانا پانی کا آسمان سے
پانچویں زندہ کرنا زمین کا چہٹے بکہیرنا جانورونکا ساتویں پہیرنا ہواؤں کا ایک سمت سے دوسری سمت کو آٹہویں

ناموس کسا نادل کالا کہ جدہر کا حکم ہو وہاں جا کر رہے جہاں کا حکم نہ ہو وہاں نہ رہے سو جو کوئی شخص کسی ایک امر میں بھی
اس صورت سے غور کریگا اور اپنی عقل کو لڑاویگا اوسکا ذہن تصور سے حقیقت امر مذکور کی ہلکی کریگا اور سیر تصدیق اس بات
کی کہ کوئی اسکا صانع حکیم ہے واجب ہو گی آسمانوں کو بصیغہ جمع اس لیے ذکر کیا کہ ہر آسمان دوسری جنس کا ہے بخلاف
زمین کے کہ ساری زمین ایک ہی طرح کی ہے جیسے مٹی کی آسمانوں میں یہ موجب ہے کہ سیوں وہ کسی علاقے کے اسکا ملبہ
کھڑا ہے چاند سورج تارا بس یہ ہے ہیں کوئی سیارہ ہے کوئی ثابت ہے اس صنعت و لطائف کا کماحقہ کا ہی کہ ظاہر
علی وجہ ظاہر ہو سکے رات دن کے دن میں بھی آسمان ہوتا ہے کا کچھ گھٹا کر کیا دن میں سالی ہو کہ
وہ کثیف ہیں پہاڑ اور دریا جنگل ہیں اور سعدن جو ہر تمرات سحر وغیرہ منافع رکھتی ہے آہ دن کا بدلنا یہ ہو کہ
ایک جاتا ہے دوسرا اسکے پیچھے آتا ہے ایک دم کی دیر نہیں ہوتی ذرہ برابر فرق نہیں پڑتا لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک
القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون ۰ یہ کبھی دن بڑا ہوتا ہے رات گھٹ جاتی ہے کبھی رات بڑی
ہو جاتی ہے دن گھٹ جاتا ہے تاہم ایکے معاوضہ ہوا کرتا ہے کما قال تعالی یولج اللیل فی النہار ویولج النہار فی اللیل بعورت
سے کہ کبھی دن میں زیادہ کر دیا دن سے کیا اتنی میں کچھ بڑھا یا آن الحظ سے گہارا دن جس طرح رات میں مختلف ہیں اسی طرح
مکان میں بھی مختلف ہوتا ہیں جسکے ہر ملک میں گرمی ہو اوسکے ہر ملک جس ساعت کو معین کر دیتے تو وہ ساعت کسی
جگہ میں صبح ہو کسی جگہ ظہر کسی جگہ عصر کسی جگہ مغرب کہیں عشا اسی طرح لیتے جاؤ لیکن یہ بات جب ہے کہ ہم اعتبار شہر
مختلف کا طول میں کریں اگر اعتبار اختلاف بلاد کا عرض میں کریں گے تو جس شہر کا عرض شمال میں زیادہ تر ہوگا وہاں گرمی کے
دن بڑے جاڑے کے چھوٹے ہونگے سو یہ احوال مختلفہ رات دن کے بسبب اختلاف طول عرض بلاد کے ایک امر عجیب ہیں اور
رات کا ذکر پہلے اسلیے کیا ہے کہ ظلمت پہلے ہے نور پیچھے کما قال تعالی وآیۃ لہم اللیل نسلخ منہ النہار صحیح تر یہی قول ہے
نشانی قدرت کی رات دن میں یہ ہے کہ دن کہانے کمانے چلنے پھرنے بندوبست کرنے ہر چیز کے اوٹھانے دہرنے سنوارنے
سنوارنے کے لیے ہے رات سونے راحت لینے جس ایسے آرام پانے کے لیے ہے عرصہ اونکے اختلاف میں مصالح عباد ہیں
سورج ڈوبنے سے سورج نکلنے تک کی رات ہے سورج نکلنے سے سورج ڈوبنے تک دن ہے جو وقت درمیان طلوع فجر کے ہو سورج
نکلنے تک وہ مشترک ہے درمیان رات دن کے اسلیے کہ اس دم کچھ رات کا اندھیرا کچھ دن کا اجالا باقی رہتا ہے لیکن یہ بات
باعتبار اصطلاح اہل لغت کی ہے عرف شرع کے سو جو رات کیا ہ کا نکلنا دیکھو + تاروں کا ہجوم کرکے جینا دیکھو +
ہے دن کو سفیدی کو پہنتا کپ سیاہ + گرد وبکا در ارنگ بدلنا دیکھو + ناؤ کے چلنے میں یہ ہوا ہے کہ وہ پانی کے
اوپر بار لادے ہوئے لوگوں کو سوار کیے ہوئے چلی جاتی ہے پانی کی میں نہیں مٹی ہوسکے روز سی چلتی پھرتی آتی

جاری ہے دریا کو الگ کشتی کا مسخر کر رکھا ہے کہ باوجود خوف سلطان آب سیحان سمجھ کے اسکو لیے اوپر لادے اٹھائی
ہوئے اللہ کے سوا کون ہے جو اس سے نجات دے لوگوں کا نفع یہ ہے کہ اوپر چڑھ کر ملکوں ملکوں تجارت کرتے پھرتے ہیں
یہاں کا مال وہاں وہاں کا مال یہاں لا کر لاتے فائدہ اٹھاتے ہیں اللہ اگر ان کشتی والوں کا دل قوی نہ کرتا تو کسی
طرح انکی غرض بابت استحصال نفع کے پوری نہ ہوتی اللہ تعالیٰ نے ہر قطر عالم کو ساتھ ایک کے معین کر خاص کیا ہے اسکو
سب کا محتاج بنایا ہے یہی سبب اختیار سفر کا کشتی پر باوجود خوف بحر کے ہوتا ہے حامل محمول الیہ دونوں کو
نفع ملتا ہے پانی برسنے میں یہ نشانی ہے کہ عالم زندہ ہو جاتا ہے روئیدگی پیدا ہوتی ہے خلق کا رزق نکلتا ہے زمین کا
حسن و جمال ظاہر ہوتا ہے زمین کے سوکھ جانے کو نخارا سو فرمایا ہے ایک مرے میں دوبارہ نہیں ہوتی ہے بلکہ بڑی
نشانی قدرت کی انہیں یہ ہے کہ ساری جاندار و نباتات جی اٹھتے ہیں پانی وقت پر برستا ہے حاجت کے وقت بمقدار
نفع ملتا ہے پھر سب جگہ برسا کس برسا جہاں نہیں برسا وہاں عام انگی استسقا کیا تو یہ برسنے لگا قال تعالیٰ وآیۃ
لہم الارض المیتۃ احییناھا واخرجنا منہا حبا فمنہ یاکلون الی قولہ ومما لا یعلمون ۰ دواب کے پھیلانے
پھیلانے میں یہ نمونہ ہے کہ انسان کا رجوع طرف ایک ہی اصل کے ہے یعنی آدم علیہ السلام کے مگر صورت شکل رنگ زبان
طبیعت اخلاق اوصاف وغیرہا سب کے الگ الگ ہیں ایک کا حال و قال دوسرے شخص سے نہیں ملتا پھر بنی آدم پر ساری
حیوانات کا قیاس کر لو ابن عباس نے کہا جو چیز زمین پر رینگتی ہے ساری خلق ہی انسان ہو یا اور کچھ وہ دابہ ہے
کوئی بڑا کوئی چھوٹا اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے سب کو رزق دیتا ہے کوئی چیز اوس سے مخفی نہیں ہے کما قال تعالیٰ
وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا ویعلم مستقرہا ومستودعہا کل فی کتاب مبین ہواؤں کی پھیر پھار میں نشانی
ہے کہ کبھی ہوا رحمت لاتی ہے کبھی عذاب کبھی بادل کے آنے کی بشارت دیتی ہے کبھی ابر کو ہانکتی ہے کبھی جمع کرتی ہے کبھی جدا کبھی
کبھی طرف جنوب کے چلتی ہے اسکو شامیہ کہتے ہیں کبھی طرف سے شام کے یمن کو آتی ہے کبھی جانب شرق سے کبھی پچھوا پیر
پچھوا کا مارا ہے اوسکو صبا کہتے ہیں کبھی طرف سے غرب کی آتی ہے اسکو دبور بولتے ہیں اس لیے کہ جانب پیچھے بیت
کعبہ سے چلتی ہے ہواؤں کا فرق اور نام جوانب کعبہ پر رکھا گیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں لوگوں نے پانی ہوا انوار کے بیان میں
کتابیں لکھی ہیں لغات و احکام ریاح و مطر و انوار کو ذکر کیا ہے یہاں اسکا بسط کرنا طول ہے انتہی فتح البیان میں بیان
کیا ہے کہ کوئی ہوا عقیم ہوتی ہے کوئی باردار کوئی صرصر کوئی نصر کوئی ہلاک کوئی تیز و گرم کوئی ٹھنڈی نرم کوئی آندھی
کوئی بگولا کوئی جنوب کوئی شمال کوئی دبور کوئی قبول کوئی صبا کوئی نکباء پھر ہر شے چھوٹے بڑے کو اتنی ہی ہانکتی
ہے جسکا وہ محل ہوتا ہے حدیث میں نام دہی ریح سے ہی آئی ہے ریح ایک جسم لطیف ہے کہ نہ ہاتھ میں آوے نہ دکھائی دے

مگر اوسکو ایسی قوت حاصل ہے کہ درخت پتہر کو جڑ سے اوکہیڑ دیتی ہے گہروں کو ڈہا کر ویران کر دیتی ہے معہذا اسسے زندگی ہر موجود کا اگر ہوا دم بہر رک جاوے تو ہر جاندار مر جاوے جو کچہ روے زمین پر ہے وہ سب کا سب ڈہ جاوے بادل کو دیکہو کہ تمام زمین سکے بیچمیں کیسا معلق ہو کر بے کہمبے علاقہ کہڑا رہتا ہے اسی کو تسخیر کہتے ہیں ہزاروں من اوسکا پانی بہرا ہوتا ہے جس سے جنگل کے جنگل سیلاب ہو جائیں مگر کیا وکرہے کہ اوسکے بوجہ سے گر پڑے نہیں بلکہ اسطرح سے بدن قائم رہتا ہے ایک جگہ سے دوسری جگہہ جاتا اتا علا ہذا اسکے سوا اور بہت نشانیاں اوسکے اندر ہیں جو مخفی نہیں اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ اومیں نشانیاں ہیں واسطے اہل عقل کے یعنی دلائل ہیں اللہ کی توحید وتعریف پر کما قال تعالی

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

فتح البیان میں کہا ہے کہ ان آٹہوں چیزوں میں بڑی دلالت ہے وجود صانع قادر مختار پر اور اس بات پر کہ وہ صانع ایسے ملک میں واحد لاشریک ہے کوئی اسکا نظیر نہیں آیات کا لفظ بصیغہ جمع اسلیے کہا ہے کہ ہر نوع میں ان انواع ہشتگانہ سے بہت سی نشانیاں ہیں جو دلیل ہیں اس امر کی کہ اس نوع کے لیے کوئی خالق مدبر مختار ہے ابن عباس نے کہا قریش نے یا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ اگر یہ بات سچی ہے تم خدا سے دعا کرو کہ کوہ صفا سونیکا ہو جاوے ہم گہوڑے ہتہیار خرید لیں تمہیں ایمان لا کر تمہارے ساتھ ہو کر لڑیں فرمایا بہتر تم عہد کرو کہ اگر اللہ صفا کو سونیکا کر دیگا تو تم ایمان لے آؤگے سب نے اقرار کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی جبرئیل علیہ السلام نے آ کر کہا اللہ فرماتا ہے ہم صفا کو اونکے لیے سونیکا کیے دیتے ہیں لیکن اگر وہ پہر تم پر ایمان نہ لائے تو ہم اونکو ایسا عذاب کرینگے جو سارے جہان میں کسی پر نہ کیا ہوگا حضرت نے کہا اے رب نہیں مجہکو اور میری قوم کو چہوڑ دے میں اونکو روز بروز بلاتا رہونگا اوسپر اللہ نے یہ آیت اتاری اسکو ابن مردویہ و ابن ابی حاتم وغیرہما نے روایت کیا ہے کسی نے بطول کسی نے بختصر

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ ۗ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا ۗ كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝

بعضے لوگ ہیں جو پکڑتے ہیں اللہ کی برابر اوروں کو اونکی محبت کرتے ہیں جیسے محبت اللہ کی اور ایمان والوں کو اس سے زیادہ محبت اللہ کی ہے کبہی دیکہیں بے انصاف اسوقت کو جب دیکہیں گے عذاب کہ ساا زور اللہ کو ہے اللہ کا عذاب سخت ہے جب الگ ہو جاوین جنکے ساتہ ہوئے تہے اپنے ساتہ والوں سے اور دیکہیں عذاب اور ٹوٹ جاویں

ع ۴ ۲

ایک سطرف کے علاقے اور کہیں گے ساتھ پکڑنے والے کاش کہ ہمکو دوسری بار زندگی ہو تو ہم الگ ہو جاویں اوسے جیسے الگ
ہوگئے ہم سے اس طرح دکہاتا ہے اللہ اونکو کام اونکے افسوس دلانے کو اور اونکو نکلنا نہیں آگ سے **ف** جسکو لوگ
پوجتے ہیں سوا اللہ کے وہ اس روز پوجنے والوں کو جواب دینگے اونکی امید سطرف سے ٹوٹ جاوے گی افسوس کرینگے
اوس وقت کچھ فائدہ افسوس کرنے کا نہیں ہوگا اس آیت شریف سے احوال بت پرستوں کا شروع ہوا انداد جمع ہے ند
کی ند کہتے ہیں مثل و نظیر کو مطلب یہ ہے کہ مشرک خدا کی برابر اوروں کو شریک کر پوجتے ہیں جیسے محبت اونکو اللہ سے
چاہیئے تہی وہ محبت غیر اللہ سے کرتے ہیں حالانکہ اللہ کا کوئی شریک و ضد و ند نہیں ہے صحیحین میں ابن مسعود سے
آیا ہے کہ میں نے کہا ای رسول اللہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے فرمایا یہ ہے کہ برابر کرے تو اللہ سے کسی کو اور اللہ نے تجہکو بنایا ہے
ایمان والوں کو جو محبت اللہ کی ہے سب سے زیادہ ہے بواسطہ سبب کے وہ اللہ کے عارف و قدرشناس و موحد ہیں کسی شی
کو اوسکے ساتھ شریک نہیں کرتے اکیلا ایک اللہ کو پوجتے ہیں اوسی پر بہروسا رکہتے ہیں سارے کاموں میں اوسی
کی طرف التجا لیجاتے ہیں اوسکو اپنا کارساز نافع ضار سمجہتے ہیں کسی مخلوق کا کچہہ بہی اختیار معاملہ خالق کے نہیں کرتے
پھر اللہ نے مشرکوں ظالموں کو یہ خبر سنائی کہ اگر وہ عذاب اوکو دیکہہ لیں تو اونکو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ سارا زور
اللہ ہی کو ہے نہ کسی اور کو اوسی ایک لاشریک کا حکم جاری ہے ساری کائنات اوسکے سلطان کی مقہور و مغلوب
ہے اوسکا عذاب سخت ہے کما قال تعالے فیومئذ لا یعذب عذابه احد ولا یوثق وثاقه احد یعنے اگر ان
ظالموں مشرکوں کو معلوم ہو جاوے کہ وہاں کیا بلا اونکے سر پر آوے گی کس امر منکر ہائل و فظیع شنیع میں بطفیل اوس شرک و
وکفر و ظلم کے مبتلا ہونگے تو وہ اس گمراہی سے جس میں پہنسے ہوئے ہیں باز رہیں پہر یہ خبر دی کہ متبوعوں سے آیندہ بیزار
ہو جاوینگے متبوع تابعین سے بیزاری کرینگے مثلا جن ملائکہ کو وہ لوگ زعم میں پوجتے تہے وہ اوس دن یہ کہیں گے
تبرأنا الیک ما کانوا ایانا یعبدون پہر یوں گذارش کرینگے سبحانک انت ولینا من دونهم بل کانوا یعبدون
الجن اکثرهم بهم مؤمنون اسیطرح اور آپس میں بھی اوسے بیزار ہوکر اونکی پوجا پاٹ سے اپنی علیحدگی ظاہر کرینگے کما قال تعالے
ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیمة وهم عن دعائهم غافلون واذا حشر
الناس کانوا لهم اعداء وکانوا بعبادتهم کافرین وقال تعالی واتخذوا من دون الله الهة لیکونوا لهم عزا
کلا سیکفرون بعبادتهم ویکونون علیهم ضدا ابراہیم علیه السلام نے اپنی قوم سے کہا انما اتخذتم من دون الله
اوثانا مودة بینکم فی الحیوة الدنیا ثم یوم القیمة یکفر بعضکم ببعض ویلعن بعضکم بعضا ومأوکم
النار وما لکم من ناصرین وقال تعالی ولو تری اذ الظلمون موقوفون عند ربهم یرجع بعضهم الی بعض القول یقول

الذین استضعفوا للذین استکبروا لولا انتم لکنا مؤمنین ۝ قال الذین استکبروا للذین استضعفوا انحن
صددنٰکم عن الھدیٰ بعد اذ جاءکم بل کنتم مجرمین ۝ وقال الذین استضعفوا للذین استکبروا بل مکر الیل و
النھار اذ تامروننا ان نکفر باللہ ونجعل لہ اندادا واسروا الندامۃ لما راوا العذاب وجعلنا الاغلال
فی اعناق الذین کفروا ھل یجزون الا ما کانوا یعملون ۝ وقال تعالیٰ وقال الشیطٰن لما قضی الامر ان اللہ وعدکم
وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطٰن الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی
ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخی انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ان الظٰلمین لھم عذاب
الیم ۝ علاقے سے مراد اسجگہ حیلے ہیں یا اسباب خلاص یا مودت نہ کہنا اونکا کہ اگر ہم دوبارہ زندہ ہوں تو پھر ہرگز ان شرکا کو نہ
پوجیں بلکہ برابر اللہ کی عبادت کریں غلط ہے بلکہ جسطرح اللہ نے خبر دی ہے وہ دنیا میں پھیر بھی جاویں تب بھی وہی اگلا کام
کرینگے ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ ہم دکھاوینگے اونکو عمل انکے افسوس دلانے کو یعنے وہ ساری عمل
برباد و مضمحل ہو کر رہجاوینگے کچھ کار آمد نہ ہونگے کما قال تعالیٰ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنٰہ ھباء منثورا و
قال تعالیٰ مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرماد اشتدت بہ الریح فی یوم عاصف الآیۃ وقال تعالیٰ والذین
کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء الآیۃ اسی جہت سے پھر یہ فرمادیا کہ وہ آگ سے نا نکلنے
والے نہیں ہیں معلوم ہوا کہ جہنم میں کفار کو خلود ابدی الی ملا انقطاع ہوگا جسطرح اہل جنت کو بہی جنت میں اسی قسم کا
خلود میسر ہوگا یہ بات نہیں ہے کہ جنت تو ہمیشہ کے لیے ہو اور دوزخ بعد ایک مدت دراز کے مع اپنے اہل کے فنا ہو جاوے جسطرح
بہت بعض سلف و خلف کا ہو گئے جدا جاے آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے جو بات ظاہر بطور نص کے ہے وہ یہی خلود
ہے ویسے ہی کا جنت و نار میں دائما بلا انقطاع اس آیت سے ایک جماعت اہل علم نے قدیما حدیثا استدلال کیا ہے مذمت تقلید
پر اور اس بات پر کہ جسطرح اہل شرک کے متبوعین اپنے تابعین سے بیزاری ظاہر کرینگے اسیطرح ائمہ مجتہدین اپنے مقلدوں سے
بحث مارجن دبیزار ہونگے اس لیے کہ چاروں امام رضی اللہ عنہم اپنی تقلید سے اور غیر کی تقلید سے منع کر گئے ہیں سو جس کام
سے دنیا میں انہوں نے سب کو منع کیا تھا اس کام پر آخرت میں ضرور ہی اوسے جدا ہونگے اس تبرء و عدول حکمی کو اپنے
مقلدوں سے مگر لسید رہ کہیں سگے ارشاد اللہ تعالیٰ یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلٰلا طیبا ولا تتبعوا
خطوٰت الشیطٰن انہ لکم عدو مبین ۝ انما یامرکم بالسوء والفحشاء وان تقولوا علی اللہ
ما لا تعلمون ۝ لوگو کہاؤ زمین کی چیزوں میں سے جو حلال ہے ستھرا اور نہ چلو قدموں پر شیطان کے وہ تمہارا
دشمن ہے صریح وہ تو یہی حکم کریگا تمکو برے کام اور بیحیائی کا اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تمکو معلوم نہیں ف

جب یہ بات بیان ہو چکی کہ سوا اللہ کے کوئی الہ نہیں ہے خالق مستقل وہی وحدہ لا شریک لہ ہے تو اب یہ بیان فرمایا
کہ رازق ساری خلق کا بھی وہی ایک اللہ ہے اسجگہ یہ احسان جتایا کہ ہم نے انکے لیے جو کچھ زمین میں ہے مباح کر دیا
بشرطیکہ ہماری طرف سے حلال طیب ہو طیب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بدن یا عقل کو کسیطرح کا نقصان نہ دے پھر شیطان
کے طرائق و مسالک کی پیروی کرنے سے منع کیا جیسے جاہلیت والوں کو بحائر سوائب وصائل حرام کر کے بہکا دیا تھا
عیاض بن حمار مرفوعًا کہتے ہیں اللہ فرماتا ہے جو مال میں نے بندوں کو دیا ہے وہ انکو حلال ہے میں نے بندوں کو حنیف بنایا
پیچھے شیطانوں نے آکر انکو دین سے بہکا دیا جو میں نے حلال کیا تھا اسکو انپر حرام کر دیا الحدیث رواہ مسلم ابن
عباس کہتے ہیں یہ آیت پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑھی گئی سعد بن ابی وقاص نے کہا اے رسول خدا اللہ سے دعا کرو کہ
وہ مجھکو مستجاب الدعوات کر دے فرمایا اے سعد پاک و حلال کر اپنے کھانے کو تیری دعا قبول ہوگی قسم ہے اللہ کی ڈالتا ہے
آدمی ایک لقمہ حرام اپنے پیٹ میں چالیس دن اسکی دعا قبول نہیں ہوتی جس بندے کا گوشت حرام اور سود سے اگا ہے اسکے
لائق یہی دوزخ ہے رواہ ابن مردویہ **ف** یہ آیت حق میں ثقیف خزاعہ و عامر و بنی مدلج وغیرہم کے اتری انہوں
نے حرث و انعام کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا قرطبی نے کہا مشہور یہی ہے نقاش وغیرہ نے کہا یہ آیت اس قوم میں اتری ہے جنہوں
نے اچھے کھانے اچھے کپڑے کو اپنے اوپر حرام ٹھہرا لیا تھا کرخی نے کہا یہ قول مرجوح ہے لیکن شوکانی رحمہ نے فرمایا کہ اعتبار
عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ترجمہ قرآن میں ہے عرب کے لوگوں نے دین ابراہیم علیہ السلام کو کئی طرح بگاڑا تھا
اول غیر اللہ کو پوجنے لگے انکی نیاز میں جانور ذبح کرنے لگے کہ وہ مردار ہوتا ہے اور کفر ہے دوسری یہ کہ کئی چیزیں حرام
ٹھیرالیں جنکا بیان سورہ مائدہ و انعام میں آیا ہے گوشت خوک کو حلال سمجھا انپر اللہ انکو الزام دیتا ہے حلال
کو حلال اسلیے کہتے ہیں کہ حظر کا عقدہ حل ہو گیا طیب وہ ہے جو مزیدار ہو اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو چیزیں
زمین میں موجود ہیں اور کوئی نص ظاہر انکی حرمت میں نہیں آئی ہے اصل انمیں حلت ہے یہانتک کہ کوئی دلیل معنی
تحریم کی آوے اس سے زیادہ دلالت اس معنی پر یہ آیت ہے ھُوَ الَّذِی خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا **ف** قتادہ
و سدی نے کہا جو اللہ کی معصیت ہے وہ خطوات شیطان ہے عکرمہ نے کہا مراد خطوات سے نزغات شیطان ہیں مجاہد
نے کہا شیطان کے قدم ہیں یا خطائیں انکی ابو مجلز نے کہا مراد نذور ہیں معاصی میں شعبی نے کہا ایک آدمی نے
یہ نذر کی تھی کہ اپنے بیٹے کو حلال کرے مسروق نے اسکو فتوے دیا کہ ایک بکرا ذبح کر دے اور یہ کہا تیری نذر خطوات
شیطان میں سے ہے ابن مسعود کے پاس ضرع و نمک لائے تھے وہ اسکو کھانے لگے ایک آدمی الگ جا بیٹھا انہوں نے
کہا اسکو بھی دو وہ سنے کہا میں نہیں لیتا پوچھا کیا روزہ دار ہے کہا نہیں پوچھا پھر کیا سبب ہے کہا میں نے حرام کو اپنے

اور ہمیشہ کے لیے حرام کرلیا ہے ابن مسعود نے کہا یہ خطوات شیطان میں سے ہے تو اسکو کہا او قسم کا کفارہ دے دے اور ابن
ابی حاتم ابو رافع سے کہتے ہیں ایک دن ایسی جورو پر غصہ ہوا اسنے کہا میں ایک دن یہودیہ ہوں ایک دن نصرانیہ میری ساری
لونڈی غلام آزاد ہیں اگر تو مجھکو طلاق نہ دے انہوں نے ابن عمر سے ذکر کیا اونہوں نے کہا اِنَّمَا هٰذِهٖ مِنْ خُطُوٰتِ
الشَّیْطٰنِ یہی بات زینب بنت ام سلمہ نے کہی یہ مدینے میں بڑی فقیہ تھیں ابن عباس نے کہا جو قسم یا نذر غصے میں ہوتی ہے
وہ خطوات شیطان ہے اسکا کفارہ وہی قسم کا کفارہ ہے حاصل کہ مراد خطوات سے راہ طریق و تزئین و عمل شیطان ہے
اور جو چیز شرع میں منع آئی ہے وہ منسوب ہے طرف شیطان کے کسی نے کہا مراد خطوات سے محقرات ذنوب ہیں کسی نے کہا
آثار شیطان ہے لیکن اچھا یہ ہے کہ لفظ کو عام رکھا جاوے کسی فرد و نوع کے ساتھ خاص کریں یہ کہا کہ شیطان
تمہارا کھلا دشمن ہے تعلیل ہے نہی اتباع کی ومثله قوله تعالیٰ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ وقوله سبحانه اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَكُمْ
عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ اسنے آدم کو سجدہ نہ کیا علیہ السلام سے عداوت اسکی سب
سے آدم کے ظاہر کردی وقال تعالیٰ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا
پھر بیان کیا کہ شیطان تمکو حکم اعمال سیئہ کا دیا کرتا ہے سب میں بدتر یہ ہے کہ زنا وغیرہ کرنا سکھاتا ہے اس سے زیادہ بدتر
یہ ہے کہ تم بے جانے کوئی بات اللہ پر جوڑ دو ابن کثیر کہتے ہیں اس آیت میں ہر کافر و مبتدع داخل ہے موضح قرآن کا لفظ یہ ہے
یعنے مسئلہ اپنی طرف سے بنالو جیسے ماضی بہت غلط العام مشہور رہے ہیں ایسے ہی فتح البیان میں یوں ہے جیسے یہ کہنا کہ یہ
حلال ہے یہ حرام ہے بغیر علم کے ظاہر یہ ہے کہ آیت صادق ہے ہر اس بات پر جو شرع میں بغیر علم کے کہی گئی ہے پس شامل
ہو گی سارے مذاہب فاسدہ آراء کاسدہ قیاسات فاردہ و اجتہادات جامدہ کو جنکا اذن اللہ نے نہیں دیا اور نہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی دلیل انمیں آئی شیطان کا حکم وسوسہ عبارت ہے انہیں خطرات سے جو آدمی کے دل میں گذرتے
رہتے ہیں فاعل ان خواطر کا اللہ ہے شیطان بطور عرض ہے حدیث میں آیا ہے کہ چلتا پھرتا ہے شیطان بدن آدم کے
مثل خون کے بیچ رگوں میں وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا اَوَ لَوْ كَانَ
اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـٴًـا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ۝ جب انکو کہو چلو اوسپر جو اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم چلیں گے اوسپر جسپر دیکھا
اپنے باپ دادوں کو بھلا اگرچہ اونکے باپ دادے نہ عقل رکھتے ہوں نہ راہ کی خبر یعنے جب معلوم ہوا کہ باپ دادوں کی رسم
خلاف حکم خدا کے ہے تو پھر اوسپر چلنا کیا ابن عباس نے کہا یہ آیت حق میں یہود کے اتری ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے انکو طرف اسلام کے بلایا تھا اونہوں نے کہا ہم تو باپ دادوں کی راہ پر رہیں گے اور ابو السعود کا لفظ
یہ ہے یہ آیت حق میں مشرکین کے اتری ہے انکو حکم ہوا تھا کہ وہ قرآن پر چلیں اور جو کچھ طرف سے اللہ کے اوترا ہے

جیسے کھلی کھلی دلیلیں صحیحیں اونکی پیروی کریں سو اونہوں نے وہ تو یہ کیا تقلید کیطرف جھکے اسیتے یہ آیہ ابن مسعود
حنفی مذہب ہے اونکے بیان سے ظاہر ہوا کہ تقلید اہل شرک سے آئی ہے جسطرح قول ابن عباس سے بھی پایا گیا کہ اصل تقلید
یہود سے نکلی ہے غرضکہ خواہ تقلید مشرب اہل شرک کا ہو خواہ مذہب یہود کا مقصود اس آیت شریف میں اوسکی
مذمت مقلدین کے حال کا اظہار ہے اسیطرح کی دوسری آیت ہے وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى
الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا الخ یعنے ہم تو اوسی کو حلال حرام سمجھیں گے جسپر ہمنے اپنے آبا و اجداد
کو پایا ہے جو اللہ و رسول کہتے ہیں اونکی پیروی ہمسے ہوگی یہی مقولہ ہے مقلدین مذاہب کا کہ جو ہمارے ائمہ و علما
کتب فقہ مصطلح و فتاوی آرا میں لکھ گئے ہیں ہم اوسکو مانیں گے جو قرآن حدیث میں آیا ہے اوسپر ہرگز نہ چلیں گے
فتح البیان میں لکھا ہے اس آیت میں دلیل ہے قبح تقلید و منع تقلید پر پہر رازی سے ایک عمدہ تقریر اسجگہ
بابت رد تقلید کے نقل کی ہے پہر کہا آزاری سے یوں کہا ہے کہ لاما اس آیت کا بعد زجر کے اتباع خطوات شیطان
سے اسی تنبیہ کیلیے ہے کہ درمیان متابعت ہوا و سو شیطان اور درمیان متابعت تقلید کے کچھ فرق نہیں ہے یہ آیت ایک قوی
قوی دلیل ہے بابت وجوب نظر و استدلال کرنا واجب ہے جو کچھ خاطر میں بغیر دلیل کے آوے یا کوئی غیر کہے اسپر اعتماد نہ کرے انتہی
کتاب دین خالص جلد دویم میں آیتیں رد تقلید میں لکھی ہیں اس باب میں کتاب ایقاظ الطلب رسالہ قول مفید فتاوی اعلام
الموقعین و عقیدہ سؤالات ائمہ دین کافی وافی شافی صافی ہے بیضاوی کا لفظ بیچ آیت مذکور کے یہ ہے کہ یہ آیت دلیل
ہے منع تقلید پر اس شخص کیلیے جو نظر و اجتہاد پر قادر ہے انتہی یہ بات بیضاوی کی کچھ ٹھیک نہیں اسلیے کہ ہر شخص
قدرت نظر و اجتہاد کی نہیں رکھتا ہے جب نہیں رکھتا تو کیا اسکو تقلید کرنا چاہیے حالانکہ تقلید کرنا اہل اسلام کو
احکام میں کسی حالت میں بھی خواہ وہ مسلمان عالم ہو یا جاہل درست نہیں ہے عالم کی تو کیا شامت آئی ہے کہ وہ علم حاصل
کرکے جاہلوں میں ملیگا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ اور جو جاہل ہے اسکو اسقدر کافی ہے کہ عالم کتاب و سنت
سے ہر مسئلہ و حکم کا حال یوں دریافت کر لیا کرے کہ بتاؤ اسمقدمہ میں اللہ و رسول کا کیا ارشاد و امر ہے یہی معنی ہیں اس
آیت شریف کے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ذکر نام ہے قرآن کا اہل ذکر سے علماء کتاب اللہ مراد ہیں عالم
کتاب کا وہی ہوتا ہے جو علوم سنت مطہرہ پر عبور رکھتا ہے ایسا شخص ہر مسئلے کا جواب نصوص قرآن و حدیث سے یا کلیات و
عمومات کتاب و سنت سے فتوی تک دے سکتا ہے محتاج فقہ اسکے ہیں یہ آرزو مند قیاس کے بقول مصطفے الرزرای دیگراں نادہم

شہرہ یار عالم گردد ار عیار عاشق را وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً صُمٌّ
بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ مثال اُن کافروں کی جیسے مثال ایک شخص کی کہ چلاتا ہے ایک شے کو جو سنتی نہیں مگر پکارنا اور چلانا

۲ [illegible]

۲ [illegible] ۱۲

۳ [illegible] ۱۲

بہرے گونگے اندھے ہیں سو انکو عقل نہیں یعنی ان کافروں کو سمجھانا ویسا ہے جیسا کوئی جنگل کے جانوروں کو بلاوے
سو وہ سوائے آواز کچھ نہیں سمجھتے یہی حال ہے اس شخص کا کہ آپ علم نہ رکھے اور علم والے کی بات قبول کرے نہیں **ف** یہ
ایک مثال ہے جو اللہ نے واسطے مذمت مقلدین کے بیان فرمائی کما قال تعالے لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ
السَّوْءِ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جس عمی وضلال وجہل وتقلید میں کافر تھے اسکا کہنا وہ دواب کی کہنا ہے کہ آواز تو سنتے ہیں
مگر بات نہیں سمجھتے یہی قول ہے ابن عباس و ابو العالیہ و مجاہد و عکرمہ و عطا و حسن و قتادہ و ربیع بن انس کا معلوم ہوا کہ
اسلام میں تقلید نہیں ہے یہ تقلید اہل کتاب و اہل شرک اہل کفر سے نکلکر اس دین میں بھی پھیل گئی ہے اسی لیے علماء دین نے
تقلید کو شرک حرام کہا ہے محمد بن سوم بتایا ہے کسی نے کہا یہ مثال ونکے پکارنے کی بتوں کو جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے
نہ کچھ سمجھتے اس جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے لیکن ابن کثیر نے پہلی بات کو اولے بتایا ہے اسلیے کہ بت مطلقا کچھ نہیں
سنتے ہیں سمجھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ پکڑتے ہیں نہ ایسی حیات ہے جنگل کے جانور پکارنا بلانا تو سنتے ہیں گو بات نہیں
سمجھتے سو اسیطرح حال مقلدین کا ہے کہ مثل دواب کے آواز دعیان تو حدیث وسنت کی سنتے ہیں مگر بات انکی انکے گلے سے
اوترتی حق سے یعنی اسکے قبول کرنے سے بہرے حق کہنے سے گونگے راہ حق دیکھنے سے اندھے حق سمجھنے سے بے شعور
کما قال تعالے وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ مَن يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ وَمَن يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ
فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ اس آیت میں کافروں کے وعظ و داعی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تشبیہ دی
ہے ساتھ راعی کے کہ جسطرح ڈانٹ بکری کو پکارتا ہے مگر سوائے آواز وہ کچھ نہیں سنتے ایسا ہی حال ان کافروں کا ہے
جنکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف اسلام کے بلاتے ہیں ایک جماعت سلف کا یہی قول ہے بیضاوی نے کہا مطلب
ہوا کہ کافر بسبب اہمال کے تقلید میں ایسا دھنسا ہے کہ نہیں جانتے جو اوپر پڑھا جاتا ہے یہ بہائم کیطرح ہیں کہ آواز سنیں
مگر بات نہ سمجھیں عطا نے کہا یہ آیت واسطے یہود کے اوتری ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ

وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ
لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ اے ایمان والو کھاؤ ستھری چیزیں
جو تمکو روزی دی ہمنے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اسیکو بندگی کرتے ہو یہی حرام کیا ہے تم پر مردار اور خون اور گوشت سور کا اور جس جانور
پکارا اللہ کے سوا کا پھر جو کوئی بے بس ہو نہ بے حکمی کرتا نہ زیادتی تو اوسپر نہیں گناہ تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے یعنی بھوک
میں اتنی ہی چیزیں حرام ہیں سو بھی جبکہ آدمی بھوک سے مرنے لگے تو یہ بھی معاف ہیں بشرطیکہ بے حکمی نکرے یعنی بہت اضطرار
کی بے سوچے اور کھانے لگے زیادتی یہی کہ بے قدر ضرورت کھاوے **ف** اللہ نے اس آیت میں آخر مومنوں کو

حکم دیا کہ وہ پاک رزق کھاویں اللہ کا شکر ادا کریں اگر اوسکے بندے ہیں حلال کا کھانا سبب ہوتا ہے دعا و عبادت کے قبول
ہونے کا جیسے کہ حرام کھانا قبول ہونے کو رستے روک دیتا ہے ابوہریرہ مرفوعاً کہتے ہیں اے لوگو اللہ پاک ہے قبول نہیں
کرتا مگر پاک اللہ نے حکم دیا مومنوں کو اسی بات کا جو حکم دیا ہے رسولوں کو فرمایا اے رسولو کھاؤ طیبات عمل کرو صالحات
میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں اسیطرح یہ کہا کہ اے ایمان والو کھاؤ طیبات جو ہمنے تمکو دیے ہیں پھر ذکر کیا ایک آدمی
کا کہ وہ لمبا سفر کرتا ہے پریشان بال گرد آلودہ ہے دونوں ہاتھ طرف آسمان کے اوٹھا کر یارب یارب کہتا ہے حالانکہ
اوسکا کھانا حرام ہے پینا حرام ہے لباس حرام ہے حرام سے پلا ہے کیونکہ اوسکی دعا کہاں سے قبول ہو رواہ احمد و مسلم و
الترمذی معلوم ہوا کہ اصل مقبولیت عبادت و دعا کی اکل حلال ہے اوسکے ہمراہ صدق مقال بھی ہوتا ہے تو آدمی سراپا
مقبول ٹھیر جاتا ہے سارے تصوف کا گر یہی دو حرف ہیں **ف** حق ت فرمادیا کہ رزق حلال کھاؤ تو اب ان حرام سے
منع کر دیا یہ حرام چیزوں کو نام لیکر بتا دیا مردار وہ جانور ہے جو آپ ہی آپ مر جاوے کوئی اوسکو حلال کر کے ذبح نہ کیا ہو
خواہ گلا گھونٹا ہوا ہو یا پہاڑ پر سے گرا ہوا ہو یا سینگ کا مارا ہوا یا درندے کا پھاڑا ہوا لیکن جمہور نے مردہ دریا کو اس
سے مستثنیٰ کیا ہے بقولہ تعالیٰ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ (حلال ہوا تمکو دریا کا شکار اور اوسکا کھانا) و بدلیل حدیث عمر جو بخاری و مسند موطا و سنن میں آئی ہے
و بقولہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ یعنے دریا کا پانی پاک اور اوسکا مردہ درست ہے حدیث
ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے حلال ہوئے ہمارے لیے دو مردار حوت مچھلی ٹڈی جگر طحال ساری تقریر اس مسئلہ کی سورہ مائدہ
میں آویگی مسئلہ مردار کا دودھ جو ملا ہوا ہوتا ہے شافعی وغیرہ کے نزدیک نجس ہے اسلیے کہ اس مردار کا جز ہے مالک سے
ایک روایت میں پاک مانا ہے مگر نجاستگی کے نجس ہو جاتا ہے اسیطرح انفحہ میتہ میں اختلاف ہے صحابہ نے پنیر مجوس
کا کھایا ہے قرطبی نے کہا کچھ تھوڑے سے دودھ میں وہ ملا ہوتا ہے سو جب پہلی چیز زیادہ ہو تو تھوڑی نجاست معاف
ہوتی ہے سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا گھی پنیر اور فرا کا کیا حکم ہے فرمایا حلال وہ ہے
جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا حرام وہ ہے جو اللہ نے حرام کیا اور جس چیز سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے رواہ ابن ماجہ
اسیطرح خون سیال حرام ہے گوشت ہو یہی حکم گوشت خنزیر کا ہے خواہ اوسکو ذبح کیا ہو یا وہ خود مر گیا ہو سور کی چربی بھی
مثل لحم کے حرام ہے تغلیباً یا اسلیے کہ لحم شامل شحم ہوتا ہے یا بطریق قیاس کے رائے پر اس کثیر کہا جو جانور غیر اللہ کے نام
پر ذبح کیا گیا ہے کسی تھان پر یا کسی بت پر یا کسی پاپسے پیر اور مثل اسکے جسکے لیے جاہلیت والے ذبح کیا کرتے تھے تو وہ حرام
ہے حسن بصری سے پوچھا کہ ایک عورت نے اپنے کھیل تماشے کے لیے ایک شادی رچائی ہے اوس میں ایک اونٹ حلال
کیا ہے کہا اوسکو نہ کھاؤ وہ تو بت کے لیے ذبح کیا گیا ہے قرطبی نے کہا عائشہ سے پوچھا کہ یہ جو عجم اپنی عیدوں میں

جانور ذبح کرتے ہیں پھر مسلمانوں کو اون پر تعجب ہوتا ہے کہ اسکا کیا حکم ہے کہا جو جانور اللہ کے لیے ذبح کیا جاوے اوسکو
نہ کھاؤ اور اپنے درختوں کا پھل کھاؤ انتہی مطلب یہ ٹھیرا کہ جو جانور کسی بت یا تہان کے لیے یا خلاف طریقہ اسلام کسی جلسہ یا
جشن میں ذبح کیا گیا ہے اوسکا کہانا حرام ہے اہلال کے معنے لغت میں بلند کرنا آواز کا ہے سو جس جانور پر کسی طاغوت یا صنم
کا نام پکارا گیا وہ جانور اوسکی طرف منسوب اور اوسکی نیاز و نذر کے لیے مقرر کیا گیا تو وہ حرام ہو چکا خواہ وقت ذبح کے
اوسپر نام اوس صنم یا طاغوت کا لیا جاوے یا اللہ ہی کے نام حلال کیا جاوے وہ کسیطرح حلال نہیں ہوتا مفسرین سلف
خلف نے جو اہلال کے معنے میں لفظ ذبح کا ذکر کیا ہے سو اسلیے کہ جاہلیت والے جس جانور کو نام پر غیر اللہ کے مقرر کرتے تھے
وقت ذبح کے بھی اوسی غیر کا نام لیتے تھے نہ اللہ کا نام اونکا نام رد کیا فرمایا جس پر غیر خدا کا نام لیا جاوے وہ بھی سور
جیسا مردار کے حرام ہے اہل تفسیر نے شان نزول پر خیال کر کے لفظ ذبح کو اختیار کر لیا معنے لغوی پر خیال نہ کیا حالانکہ
لغت مقدم ہوتی ہے قرآن پاک کی بلاغت کو تو دیکھو کہ نزول آیت کا مقدمہ ذبح جاہلیت ہوا اگرچہ وحی میں وہ لفظ لایا گیا
جو ذبح و نحر دونوں صورت دونو کو شامل ہے تاکہ یہ ہو کہ اگر کسی نذر نیاز غیر اللہ کے جانور پر ذبح کے وقت نام اللہ کا لے دیں تو
اسکو حلال طیب سمجھکر جاہل مسلمان نہ کھا جاویں بلکہ یہ جتلا دیا کہ اصل اعتبار سمجھ نیت کا ہے جب نیت صاحب
نذر و نیاز کی واسطے غیر اللہ کے ہوئی تو اب وقت ذبح کے خواہ اللہ کا نام لیا جاوے یا غیر اللہ کا برابر ہے اللہ کا نام لینے سے کچھ وہ
جانور حلال نہیں ہو جاتا ہے بلکہ یہ آیت نہایت درجہ عام ہے ذبح حیوان وغیرہ نذور غیر اللہ سب کو شامل ہے اسلیے
کہ حرف ما کا عربی زبان میں صیغہ عموم العام کا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ جس کسی چیز پر جانور ہو یا اور کچھ جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا
تو وہ چیز حرام ہو جاویگی کہانے کی ہے تو کہانا اوسکا پہننے کی ہے تو پہننا اوسکا کسی اور استعمال کی ہے تو استعمال اوسکا
حرام ہوگا کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوصیت سبب کا مگر جس کسی چیز کو دلیل نے خاص کر دیا ہو کہ یہ اور بات ہے
فتح البیان میں کہا ہے کہ ذبح جو معتقدین اموات قبور پر کیا کرتے ہیں یہ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہے اس ذبح
میں اور جو بتوں کے لیے ذبح ہوتا ہے کچھ فرق نہیں ہے نظام نے تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ علما نے کہا ہے کہ اگر
کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا مقصود اوسکا اس ذبح سے تقرب الی غیر اللہ ہے تو وہ ذابح مرتد ہو گیا وہ ذبیحہ اسکا
مرتد کا ذبیحہ ہے انتہی صاحب نص نے کہا ہے کہ جب مسلمان نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ذبح کیا تو وہ کافر ہو گیا
انتہی شوکانی علیہ الرحمۃ نے کہا جس ذبح سید رسل صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے نزدیک اہل علم کے کفر ہے تو اور
اموات کے لیے کیونکر درست ہو سکتا ہے انتہی عطا و مکحول و حسن و شعبی کے نزدیک ذبیحہ نصاری کا باسم مسیح مباح
ہے بدلیل وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ مگر مالک و شافعی و ابوحنیفہ اوسکو حلال نہیں کہتے ہیں انکی

اہل کتاب سے انہوں کا کہانا تم کو حلال ہے ۱۲

تحت ہی کہ جب اوسپر بہنگام ذبح کے نام مسیح کا لیا تو وہ مِمَّآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ہو گیا حتیٰ کہ کیا تو حرام ہوا علی مرتضیٰ کہتے ہیں
جب تم یہود و نصاری کو سنو کہ وہ اہلال لغیر اللہ کرتے ہیں تو مکہاؤ اور جب نہ سنو تو کہاؤ کہ اللہ نے اونکی ذبیحہ حلال
کیے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اللہ کو معلوم ہے حاصل کلام یہ ہوا کہ اگرچہ لفظ طعام عام ہے مگر آیت اہلال مخصص ذبیحہ موہوم
مذکور کے معنی یہ ہیں کہ کہانا یہود و نصاری کا تم کو حلال ہے مگر وہ کہانا جسپر نام غیر خدا کا لگے خواہ کوئی جانور ہو جسکو
نام عیسی علیہ السلام پر ذبح کیا ہے یا اور کوئی چیز ہو جن چیزوں کو اللہ نے اس آیت میں حرام کر دیا ہے اونہیں چیزوں کا
کہانا حالت اضطرار و احتیاج و ضرورت میں مباح فرما دیا ہے حتیٰ کی اور کہانا نہ ملنے وقت یہی چیزیں ملیں مجاہد
نے کہا باغی عادی وہ ہے کہ نکلے ہیں کہ راہزنی یا امام سے جدا ہوں معصیت خدا میں کہر سے باہر نکلا نہ ہو تو ایسے
شخص کا کہانا درست نہیں ہے گو مضطر ہو اوسکو رخصت نہیں یہی قول سعید بن جبیر کا بھی ہے مقاتل بن حیان نے
کہا باغی وہ ہے جو اوسکو حلال سمجھے سدی نے کہا جو اوسے شہوت کر کے یہ کہا وے عطا نے کہا یعنی مردار کے کباب
بنا کر خوب مزے دار پکا کر نہ کہا وے بلکہ بسا کہ طور پر پہر جب حلال ملی تو اوس حرام کو پہینک دے ابن عباس نے کہا پیٹ
بھر کر نہ کہا وے اور یہی زیادتی ہے سچا حتیٰ کے مردار کو لوٹ کر نہ کہا وے بغاوت ہے قتادہ نے کہا یعنی حلال ملتے ہوئے حرام
کیطرف مدد ہی کی حد سے مدنی نے کہا مضطر وہ ہے جو مکرہ ہو اوسکا ابن کے جلے قرطبی نے کہا مضطر کو اگر مردار ملا اور غیر کا
کہانا بھی ہے جس میں قطع وادی نہیں ہے تو وہ مردار نہ کہا وے بلکہ غیر کا کہانا کہا وے بغیر خلاف کہا کیونکہ یہی بات کہ اس
طعام کا ضمان لازم آتا ہے یا نہیں سو مالک کے دو قول ہیں عباد بن شرحبیل نے مارے بہوک کے ایک شخص کے باغ
سے ایک بال توڑکر دانے نکال کر کہا لیے تھے کچھ اپنی کملی میں رکھ لیے مالک باغ نے اونکو مارا کپڑا چھین لیا اونہوں نے
آکر رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا فرمایا اے شخص تو نے جس صورت میں کہ یہ بہوکا تھا نہ ساعی اسکو کیوں نہ کہلایا اگر جاہل
تہا تو کیوں نہ بتایا پہر اوسکا کپڑا واپس کرا دیا اور ایک وسق یا نصف وسق طعام دلوا دیا اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے
ابن کثیر نے اس حدیث کی سند صحیح قوی جید بتائی ہے اسکی بہت شاہد ہیں جیسا کچھ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
میں آیا ہے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا جو پہل لٹکتا ہو اوسکا کیا حکم ہے فرمایا حاجت والے اگر اوس
سے منہ میں کچھ لیلیا گود نہ بہری تو اوسپر کچھ گناہ نہیں ہے الحدیث مقاتل بن حیان نے کہا یہ آیت حق میں مضطر کے ہے جس نے
حالت اضطرار میں کہا لیا ہو ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ تین لقمے سے زیادہ نہ کہا وے سعید بن جبیر نے کہا اللہ غفور ہے جو حرام
کہا یا ہو اسکو معاف کر دیگا رحیم ہے حرام کو مضطر کے لیے حلال کر دیا مسروق نے کہا جسے اضطرار میں کہانا نہ پایا پہر مرگیا
تو دوزخ میں گیا اس سے معلوم ہوا کہ کہانا مردار کا مضطر کے لیے عزیمت ہے نہ رخصت کیا امام ابی رفیق غزالی نے

نے کہا ہے ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے جیسے اضطرار کریا واسطے بیمار کے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ مضطر وہ ہے جسکو ڈر ہو
مر جاویگا اگر بکرہ ہو تو اوسکو کھانا محرمات کا روا ہے اگر اکراہ تک پہونچا ہے اور اگر بھوکا ہے ہمیشہ اسی مخمصہ میں مبتلا رہتا ہے تو پیٹ بھر کے
کھایا کرے اگر یہ مخمصہ نادر ہے تو نزدیک شافعی کے بقدر سد رمق کھاوے یہی قول ابو حنیفہ کا ہے مالک کہتے ہیں پیٹ بھر کر کھاوے

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ
وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ
بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ
اخْتَلَفُوا فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ○ جو لوگ چھپاتے ہیں جو نازل کی اللہ نے کتاب اور لیتے ہیں اوس پر مول تھوڑا وہ نہیں
کھاتے اپنے پیٹ میں مگر آگ نہ بات کریگا اون سے اللہ دن قیامت کے اور نہ سنواریگا انکو اور انکے لیے ہے دکھ کی مار وہی ہیں
جنھوں نے خرید کی گمراہی بدلے راہ کے اور مار بدلے بخشنے کے سو کیا سہار ہے انکو آگ پر یہ اسواسطے کہ اللہ نے اتاری کتاب سچی اور جنھوں
نے کئی راہیں نکالیں کتاب میں وہ ضد میں دور جا پڑے یہ ہیں یہود انکی کتاب میں پیغمبر آخر الزماں کی صفت چھپا ڈالی بہت
آیتوں کے معنے بدل ڈالے دنیا کی غرض کے لیے کہ کہیں انکی ریاست بجاتی رہے وہ لوگ عوام سے ہدیہ تحفہ لیتے ڈرے کہ اگر
ہم صفت مذکور ظاہر کر دینگے تو لوگ ہمکو چھوڑ کر پیغمبر کے تابع ہو جاوینگے آمدنی بند ہو جاوے گی اسلیے اوس تھوڑی آمدنی کے لیے
چھپا ڈالا اپنی جانوں کو بعوض ہدایت و اتباع حق و تصدیق رسول و ایمان ناکسے اس حقیقت آمدنی کے بیچ دیا دنیا و
آخرت دونو کا نقصان کیا دنیا میں اللہ نے اپنے بندوں پر صدق اپنے رسول کا ظاہر کر دیا آیات ظاہرات و دلائل قاطعات
دیکر اور جسکو اس بات کا ڈر تھا عصبیت سے عصبیت انکی جگہہ اللہ نے کتاب اسمیں انکی مذمت کی ہے جسطرح اس آیت میں مال
یتیم کا اوسکے عوض وہ تھوڑا مول نہیں کھایا بلکہ آگ سے پیٹ بھر لیا قال تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا
اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
سونے چاندی کے برتن میں کھاتا ہے وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ غٹ غٹ اتارتا ہے اسی جگہہ سے محاورہ اردو میں پیٹ
کو دوزخ کہتے ہیں سو ایسے ہی پیٹ دوزخ ہوتے ہیں جسمیں طعام حرام جاتا ہے ورنہ مال حلال پیٹ میں جاکر نور بن
جاتا ہے مال حرام آگ ہو جاتا ہے ف اللہ پاک کا اون سے بات نکرنا اس بات پر ہوگا کہ اونھوں نے حقایت چھپائی جان
بوجھکر مکر گئے اسلیے مستحق غضب کے ہوئے سنوارنے کا مطلب یہ ہے کہ انکو انکے گناہ سے بری نکریگا بلکہ گناہ پر مار دیگا
حدیث مرفوع ابو ہریرہ میں آیا ہے تین آدمی ہیں جن سے اللہ بات نکریگا نہ انکو پاک صاف کریگا اونکو دکھ کی مار
ہوگی ایک بوڈھا زنا کار دوسرا بادشاہ دروغگو تیسرا عیالدار متکبر داد اس آیت نے جانتے آگ پر صبر کرینگے یہ مطلب ہے کہ جو کوئی

اونکو نہ بخشیگا وہ بحث کرنیلگا کہ اونہون نے اس سخت عذاب کو کیونکر اپنے لیے گوارا کیا اسلئے کہ اس علامات و نکال و اعلال پر کسطرح صبر آیا کیسے بیباک
طاقت ہیکہ گناہ کرنیپر جرأت ہی جسمے ہوتی ہین اونکا انجام انکے لیے دوزخ ہوگا یہ عذاب اسبات پر ٹہیرا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر پر
کتابین اوتاری جنمین تحقیق حق و ابطال باطل ہے اونہون نے اون آیات کو ہنسی ٹھٹھا بنا لیا کتاب تو کہتی تہی کہ تم علم کو ظاہر
و منتشر کرو اونہون نے خلاف اوسکے تکذیب کی چہپایا رسول خاتم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اون کو طرف اللہ کے بلایا نیکی کا حکم دیا بدی
سے منع کیا لگے اونکو جہٹلانے انکار کرنے صفت چہپانے اسپر مستحق وبال و نکال کے ٹہیرے **ف** چہپایا صفت کا
یون تہا کہ جو وصف اوس وقت بعثت خاتم رسل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا توریت مین لکہا تہا اوسکو علمائے یہود نے بدل دیا اور کتا
ظاہر نہ کیا یہ آیت شریف اگرچہ حق میں یہود کے ہے لیکن اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا اسلئے جو کوئی
علمائے اسلام مین ایسا کرتا ہے کہ احکام قرآن کو طمع دنیا سے چہپا ڈالتا ہے وعدہ و دانستہ خلاف سنت و قرآن کے قول پر
دغدغہ سے فتوی دیتا ہے اوسکا حکم وہی یہود کا حکم ہے جو سزا انکی اس جگہہ بیان فرمائی ہے وہی سزا واسطے عالم اس بات
کے بہی ہے مراد کتاب سے جس مین اختلاف کیا توریت ہے کہ نصاریٰ نے کہا اوس مین صفت عیسیٰ کی ہے یہود نے انکار کیا یا قرآن ہے
جس مین کفار قریش مختلف ہو گئے کسیسے کہا سحر و کہانت ہے کسیسے کہا اگلی کہانیان ہین یہاں اس آیت پر ربع اول پارہ
سیقول ختم ہوا و للہ الحمد و المنۃ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ
السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ
الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ نیکی یہی
نہین کہ منہہ کرو اپنے مشرق یا مغرب کیطرف لیکن نیکی وہ ہے جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچہلے دن پر اور فرشتون پر اور کتاب
پر اور نبیون پر اور دیوے مال اوسکی محبت پر ناتیوالون کو اور یتیمون کو اور محتاجون کو اور راہ کے مسافر کو اور مانگنے والونکو
اور گردن چہوڑانے مین اور کہڑی رکہے نماز اور دیا کرے زکوۃ اور پورا کرنیوالے اپنے اقرار کو جب قول کرین اور ٹہیرے
رہنے والے سختی مین اور تکلیف مین اور وقت لڑائی کے وہی لوگ ہین جو سچے ہوئے اور وہی بچاو مین آئے **ف** ابن ابی
حاتم نے کہا اس آیت میں شرح جملے عام قاعدے ہے اصول عقیدے ہین ابو ذر نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچہا
تہا ایمان کیا چیز ہے آپنے یہ آیت پڑہ کر سنائی پہر یہی سوال کیا پہر اسی آیت کو پڑہا پہر پوچہا فرمایا جب تو نیکی کرے
تو سر اول اوسکو دوست رکہے جب برا کام کرے تو دل تیرا اوسکو دشمن رکہے لیکن اسکی سند مین انقطاع ہے
اسی کے لگ بہگ ابن مردویہ نے بہی ابو ذر سے مطولا ذکر کیا ہے مگر وہ روایت بہی منقطع ہے ابن کثیر نے

کہا پہلے اللہ نے مومنین کو یہ حکم دیا تھا کہ منہ طرف بیت المقدس کے کیا کریں پھر انکو کعبے کی طرف پھیر دیا یہ بات ایک گروہ اہل
کتاب و بعض مسلمین پر شاق گذری اوس پر اللہ نے حکمت تحویل قبلہ کی بیان فرمائی کہ اصل بات اللہ عز و جل کی اطاعت
و بجا آوری حکم ہے جدہر کا وہ حکم دے اودہر پہر جانا چاہیے بڑی نیکی و تقوی و ایمان یہی اتباع شریعت ہے کچھ پرے
ایک طرف منہ کرنے پر مشرق یا مغرب کی جانب نیکی و طاعت نہیں ہے اگر ایسے حکم جدا ہو یہ ویسی بات ہے جیسا مقدمہ
قربانی میں فرمایا ہے لن ینال اللہ لحومہا ولا دماؤہا ولکن ینالہ التقوی منکم ابن عباس نے کہا نیکی یہ نہیں ہے کہ
تم نماز پڑھو عمل نہ کرو یہ آیت جب اتری کہ مدینہ میں ہجرت کیا گیا فرائض و حدود نازل ہوئے اللہ نے حکم دیا کہ فرائض بجا لاؤ یہی
قول ضحاک و مقاتل کا بھی ہے ابو العالیہ نے کہا یہود کا قبلہ مغرب تھا نصاری کا مشرق اللہ نے کہا یہ کچھ بات نہیں ہے بلکہ
حقیقت ایمان و عمل کی وہ ہے جو اس آیت میں بیان ہوئی حسن و ربیع نے بھی کہی ہے ثوری نے کہا ساری انواع نیکی کی ہیں
جو اس آیت میں مذکور ہیں ابن کثیر نے کہا سچ ہے کیونکہ جو شخص متصف ہوا ساتھ اس آیت کے وہ دائرہ اسلام میں بالکل
داخل ہے ساری خیر اوس نے حاصل کر لی اللہ پر ایمان لایا لا الہ الا اللہ کا قائل ہوا وجود ملائکہ کا جو درمیان اللہ و رسل
کے سفیر ہیں مصدق ٹھہرا جو کتابیں اللہ کی آسمان سے انبیاء پر اتری ہیں ان سب کو مانا کیونکہ لفظ کتاب کا اسم جنس ہے
سب کتابوں کو شامل ہے خصوصاً اوس کتاب کو جو خاتم و اشرف کتب ہے یعنی قرآن ہر خیر اوس پر منتہی ہوئی ہے دین و دنیا
کی سعادت اوس کے اندر ہے اور سب کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے پہر سارے پیغمبروں پر ایمان لایا جنکے خاتم محمد صلے اللہ
علیہ و آلہ و سلم ہیں یہ بیان ہوا اصول عقائد کا پہر فروع سو انکا بیان بعد اسکے کیا ہے مال دینے کا یہ مطلب ہوا کہ مال سے
محبت تھی مال میں رغبت تھی مگر اوسکو نکال دیا یہی مطلب ابن مسعود و سعید بن جبیر وغیرہ سلف و خلف نے نقل کی ہے
صحیحین میں ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ افضل صدقہ وہ ہے کہ تو صدقہ نکالے اور تو تندرست و بخیل ہو تونگری کی امید
رکھتا ہو محتاجی سے ڈرتا ہو حاکم کا لفظ مستدرک میں ابن مسعود سے یوں ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و سلم نے اس آیت کی تفسیر میں یہ
فرمایا ہے کہ تو صدقہ دے اور تو صحیح شحیح ہو امیدوار زیست کا ڈرنے والا فقر سے ہو پہر کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین پر اگرچہ
اونہوں نے اوسکو روایت نہیں کیا ہے ابن کثیر نے کہا صحیح یہ ہے کہ موقوف ہے و قال تعالی ویطعمون الطعام علی
حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا و قال تعالی لن تنالوا
البر حتی تنفقوا مما تحبون و قال تعالی و یؤثرون علی انفسہم و لو کان بہم خصاصۃ آیت اول میں
یہ تہا کہ اونہوں نے باوجود محبت مال کے مال دیا کھانا کھلایا اس آیت میں یہ ہے کہ جس مال کے خود محتاج ہے اوسی دوسرے
کو اختیار کیا ایسی تنگی ترشی کا کچھ خیال نہ کیا یہ رتبہ پہلے رتبے سے بڑھا ہوا ہے ف مراد ذوی القربی سے رشتہ دار

لوگ ہیں انکو صدقہ دینا اولیٰ ہے حدیث شریف میں آیا ہے صدقہ کرنا مساکین پر ایک صدقہ ہے رحم والوں پر صدقہ بھی ہے
صلہ بھی ہے اولیٰ تر تیرے دینگی کرنے کے لیے یہی تیرے رشتہ دار ہیں یعنی اول جو بیش بعدہ درویش قرآن پاک میں
کئی جگہہ یہ حکم آیا ہے کہ قرابت والوں سے احسان کرو یتیم وہ ہے جسکے لیے کوئی کمانیوالا نہو اوسکے باپ دادا مر گئے
ہوں وہ خود ضعیف و ناتوان و کمزور نابالغ ہو کمانہ سکتا ہو علی مرتضے نے مرفوعا کہا ہے کہ نہیں ہے یتیمی بعد بلوغ کے
رواہ عبد الرزاق مساکین وہ ہیں جنکے پاس کہانے پینے رہنے کو بقدر کفایت نہیں ہے انکو اوتنا دے جس سے انکا کام
نکل جاوی حاجت رفع ہو صحیحین میں ابو ہریرہ سے مرفوعا آیا ہے وہ شخص مسکین نہیں ہے جو گلی کوچے میں پہرا رہتا ہے ایک
دو کہجور یا ایک دو لقمے اوسکو سیر کر دیتے ہیں مسکین وہ ہے جو اوتنا نہیں پاتا کہ آسودہ ہو نہ کوئی اوسکو جان سکتا ہے کہ
کچہہ صدقہ اوسکو دے ابن السبیل سے وہ مسافر مراد ہے جسکے پاس خرچ نہ رہا اوسکو اوتنا دیوے کہ وہ اپنے شہر کو پہونچ جاوے
اسی طرح وہ شخص جو کسی طاعت کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے اوسکو بقدر آنے جانے کے عطا کرے مہمان بھی اسی میں داخل ہے
ابن عباس نے کہا ابن السبیل وہ مہمان ہے جو پاس مسلمانوں کے آکر اوترتا ہے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا سائلین
وہ لوگ ہیں جو مانگتے پھرتے ہیں اونکو زکوٰۃ صدقات سے کچہہ دیدے حدیث حسین بن علی علیہما السلام میں مرفوعا آیا ہے
سائل کا حق ہے اگرچہ گہوڑے پر چڑہکر آوے رواہ احمد و ابو داود اس حدیث کو اگرچہ بعض محدثین نے سخت ضعیف
کہا ہے مگر یہ اصل محض نہیں ہے ابن کثیر نے اونکو نقل کیا مگر کچہہ کلام نہ کیا گردن چہڑانے کا مطلب ہے اونکا مکاتبین کو
دینا جسکو بعد ورا آوے ان کتابت کا نہیں ہے سورۂ براءت میں ان انواع پر زیر آیۂ صدقات کلام مبسوط آویگا انشاء
اللہ تعالیٰ فاطمہ بنت قیس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا مال میں اور بھی حق ہے سوا زکوٰۃ کے آپ نے یہ آیت پڑہی رواہ
ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن ماجہ والترمذی اقامت صلوٰۃ کا یہ مدعا ہے کہ نماز کے کاموں کو پورا اور اوقات
معینہ پر رکوع سجدے طمانیت خشوع خضوع سے مطابق وجہ مرضی شرعی ادا کیا زکوٰۃ سے یہ مراد ہے کہ جو حق اس کے مال
میں ہے حساب ہو بعد گذرنے ایک سال کے فرض کیا ہے وہ نکالا یا یہ کہ جان کو برے اخلاق کمینہ خصال سے پاک صاف
کیا لقولہ تعالیٰ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا تہا هَلْ لَكَ إِلَىٰ أَنْ تَزَكَّىٰ
وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ وقولہ تعالیٰ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ یہ معنی ابن کثیر نے لکہے ہیں اگرچہ
یہ معنی صحیح و درست ہیں لیکن اگلے معنی اس جگہہ زیادہ چسپان ہیں اسلیے بیضاوی نے کہا ہے کہ یا مراد زکوٰۃ مال کی ہوگی یہی
قول ہے سعید بن جبیر و مقاتل بن حیان کا ان اقسام کا دینا اور ان لوگوں کو دینا بطور تطوع و نیز و صلہ ہوتا ہے جس طرح
حدیث فاطمہ بنت قیس میں گذر چکا کہ اِنَّ فِي الْمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ وفائے عہد کا ذکر اور جگہہ بھی قرآن پاک میں

میں آیا ہے بقولہ تعالی الذین یوفون بعہد اللہ ولا ینقضون المیثاق اس کے برعکس صفت نفاق ہے جس طرح حدیث میں آیا ہے کہ منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کہے جھوٹ بولے جب وعدہ دے تو خلاف کرے جب امانت دی جائے تو خیانت کرے (اور جو پورا کرے ہم میں اقرار اللہ کا اور نہیں توڑے) دوسری حدیث میں یوں ہے کہ جب عہد کرے تو توڑ ڈالے جب جھگڑے تو گالی بکے مراد صبر کرنے سے سختی میں یہ ہے کہ حالت محتاجی میں جسکو باساء کہتے ہیں صابر رہے مرض بیماری میں جسکو ضراء کہتے ہیں حالت قتال و ملاقات اعدا میں جسکو حین البأس بولتے ہیں صابر رہے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہ تینوں حالتیں بہت سخت ہوتی ہیں اسلیے خاص انہیں جگہوں میں صبر کرنیکو فرمایا ہے پھر یہ کہا کہ جو لوگ متصف ہیں ساتھ ان صفتوں کے سچے پوچھو تو ایمان کے بیچ قول و فعل کے یہی لوگ ہیں انہوں نے اللہ سے ڈر کر محارم کو چھوڑ اطاعات بجا لائے واحدی نے کہا یہ واوات جو ان اوصاف میں آئی ہیں یہ دلیل ہیں اس بات پر کہ شرائط نیکی سے یہ بات ہے کہ ادمی سب اوصاف کو مکمل جمع کرے اگر ایک وصف حاصل کیا ہے تو مستحق وصف بر نہ ہوگا کسیلیے کہا یہ خاصہ ہے انبیا کا اسلیے کہ غیر میں یہ سارے صفات جمع نہیں ہو سکتی ہیں کسیلیے کہا بلکہ عام ہے سارے مومنین میں فتح البیان میں اسیکو اولی کہا ہے اس لیے کہ تخصیص کوئی دلیل موجود نہیں ہے **ف** اول آیت میں پانچ چیزوں پر ایمان لانا بیان کیا ہے پھر چھ جگہ میں مال خرچ کرنیکا ذکر فرمایا پھر نماز زکوۃ عہد صبر کا نام لیا صبر کی تین جگہ بتائیں یہ سب پندرہ وصف ہوئے یا اٹھارہ اگر مواضع صبر کو علیحدہ گن جاوے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَى بَعْدَ ذَلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَاةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○

اے ایمان والو حکم ہوا تم پر برابر بدلا لینے کا مارے گیوں میں صاحب کے بدلے صاحب غلام کے بدلے غلام عورت کے بدلے عورت پھر جسکو معاف ہوا اوسکے بھائی کی طرف سے کچھ تو چاہیے موافق دستور کے اور پہنچا دینا اوسکو نیکی سے یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کیطرف سے اور مہربانی پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اوسکے تو اوسکو دکھ کی مار ہے یعنی ہر صاحب دوسرے صاحب کی برابر ہے ہر غلام دوسرے غلام کی برابر ہے اشراف و کم ذات کا فرق نہیں ہے امیر اور فقیر کا تفاوت نہیں جیسے کفر میں معمول ہو رہا تھا جسکو معاف ہوا یعنی مقتول کے وارث اگر قصاص سے توقف کرکے مال پر راضی ہوں تو قاتل کو چاہیے کہ انکو راضی کرکے دیت ادا کرے یہ آسانی ہوئی یعنی اگلی امت پر قصاص ہی مقرر تھا اس امت کے لیے معاف کرنا یا مال پر صلح کرنا بھی جائز ٹھہرا پھر جو کوئی دیت کا روپیہ لیکر بعد صلح کے مارنیکا قصد کرے تو خود اسکو دکھ کی مار پڑیگی پھر فرمایا کہ تمکو قصاص میں زندگی ہے اے عقلمندو شاید تم بچتے رہو یعنی حاکم کو چاہیے قصاص دلا دیں تاکہ آیندہ خون کا ہونا بند ہو **ف** اس آیت کے نیچے کہا ہے

قریظہ ونضیر یہ اوتری ہے سو نضیر جاہلیت میں قریظہ سے بڑے تھے جب کوئی نضری کسی قرظی کو مار ڈالتا تو اوسکے عوض مارا نہ جاتا بلکہ سو وسق کھجور دیکر چھوٹ جاتا جب کوئی قرظی کسی نضری کو مارتا تو اوسکے عوض مارا جاتا اگر فدیہ دیتا تو دو سو وسق کھجور کے دیتا یعنے دیت قرظی سے دو چند اللہ تعالی نے حکم دیا کہ قصاص میں برابری کہو لتے ہی طریقہ جاہلیت کا آجکل اکثر جگہ جاری ہے سعید بن جبیر نے کہا اسلام سے کچھ پہلے دو قبائل عرب جاہلیت میں باہم لڑے تھے اونکی آپس میں مار کوٹ ہوئی کوئی سرا کوئی رہی نہ ہوا یہانتک کہ غلام وعورتیں ماری گئیں بعض نے بعض سے بدلا نہ لیا تھا کہ اسے میں مسلمان ہوگئے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے پر مال سامان میں دست درازی کرتا اور قسم کہاتی کہ جب تک اونکا آزاد عوض ہمارے غلام کے مارا نہ جاویگا تب تک ہم راضی نہ ہونگے اوسپر یہ آیت اوتری کہ آزاد کے عوض آزاد غلام کے عوض غلام عورت کے عوض عورت پہر آیت اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ نے اس آیت کو منسوخ کردیا ابن عباس نے وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی کی تفسیر میں کہا ہے کہ وہ مرد کو عوض عورت کے نہیں مارتے تھے بلکہ مرد کو عوض مرد کے عورت کو عوض عورت کے قتل کرتے تھے اللہ تعالی نے یہ آیت بہیجی اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ آزادوں کو قصاص عمد میں برابر کردیا خواہ مرد ہوں یا عورتیں اسی طرح غلاموں کو مالک کا بہی یہی قول ہے کہ آیت باب منسوخ ہے بقولہ اِنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ مسئلہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ صاحب عوض غلام کے مارا جاویگا اس لیے کہ آیت مائدہ عام ہے یہی مذہب ثوری وابن ابی لیلی و داؤد وعلی وابن مسعود وسعید بن المسیب وابراہیم نخعی وقتادہ وحکم کا بخاری وعلی بن المدینی کہتے ہیں سید عوض عبد کے قتل کیا جاوے گا کیونکہ حدیث حسن جو سمرہ سے آئی ہے وہ عام ہے مَنْ قَتَلَ عَبْدَهٗ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهٗ جَدَعْنَاهُ وَمَنْ خَصَاهُ خَصَيْنَاهُ جمہور کہتے ہیں آزاد عوض غلام کے مارا نہ جاویگا کیونکہ غلام ایک سامان ہے اگر خطا سے قتل ہوگیا تو اوس میں دیت واجب نہیں آتی جو واجب آتی ہے وہ یہی اوسکی قیمت ہے اور جب کہ اوسکا قود اطراف میں نہیں لیا جاتا تو جان میں بطریق اولے نہ لیا جاویگا اسیطرح قول جمہور کا یہ ہے کہ مسلمان عوض کافر کے مقتول نہ ہوگا کیونکہ بخاری شریف میں علی مرتضے سے مرفوعاً آیا ہے لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ اسکوئی حدیث یا تاویل مخالف اسکی صحیح نہ ہوگی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس طرف گئے ہیں کہ مسلمان عوض کافر کے مارا جاویگا اس لیے کہ آیت مائدہ عام ہے مانا کہ عام ہے لیکن اسکو حدیث صحیح سے اوس عموم کی تخصیص ہو سکتی ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ حدیث صحیح مہمل چھوڑ دیجاوے غالباً امام صاحب کو یہ حدیث نہیں پہونچی ورنہ ہرگز وہ خلاف اسکے نہ کہتے مسئلہ حسن وعطا نے کہا ہے مرد عوض عورت کے مارا نجاوے گا بدلیل اسی آیت کے جمہور نے اسکے خلاف کہا ہے بدلیل آیت مائدہ کے وبدلیل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ لیث نے کہا اگر شوہر نے اپنی جورو کو مار ڈالا تو قصاص اس بابت اسکا

نہیں کیا جاوے گا **ف** مذہب ائمہ اربعہ و جمہور کا یہی کہ ایک جماعت عوض ایک شخص کے قتل کیجاوے گی ایک لڑکی
کو سات شخص نے قتل کیا تھا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر سارے اہل صنعا اوسکے مارنے پر جھکتے ہاتھ اوٹھاتے تو میں
سب کو قتل کرتا اُنکے عہد میں کوئی صحابی مخالف اونکا اس مسئلہ میں معلوم ہوا گویا یہ حکم بمنزلہ اجماع کے ہے امام احمد
سے ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ قتل جماعت بعوض شخص واحد نہ کیا جاوے بلکہ ایک شخص کے عوض ایک جان ماری جاویگی ابن منذر
نے اسکی حکایت معاذ و ابن زبیر و عبد الملک بن مروان و زہری و ابن سیرین و حبیب بن ابی ثابت سے کرکے یہ کہا ہے
کہ صحیح یہی ہے اور جن کسیے قتل جماعت کا روا رکھا ہے انکے پاس کوئی حجت نہیں ہے اور جب ابن زبیر سے نہ اثبات
ہوا تو اختلاف صحابہ کا لائق غور و فکر ٹھیرے گا انتہے قصاص کہتے ہیں برابری و یکساں کرنے کو قتل و دیت و جراحت
میں نزدیک مالک و شافعی کے قاتل کو اسیطرح کی ضرب سے قتل کرنا چاہئے جس سے اوس نے قتل کیا ہے ابو حنیفہ و احمد کے
نزدیک ایک روایت میں فقط تلوار سے مارنا چاہیئے کسی اور چیز سے نہیں مذہب ثوری ہے **ف** ابن عباس نے کہا
عفو کرنا ترک کا یہ ہے عمد میں بعد استحقاق دم کے دیت لیلے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا دینے والا اوس کی دیت
ادا کرے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ مطلوب احسان کیساتھ دیا جاوے یعنی عفو کو مستحب سمجھے یہی قول ایک گروہ تابعین
کا ہے ائمہ اربعہ کہتے ہیں ولی دم کو یہ بات نہیں ہوسکتی کہ دیت رجل (?) معاف کرے مگر قاتل کی رضا پر باقی اہل علم
کہتے ہیں کہ یہ عفو جائز ہے گو قاتل راضی نہ ہو ایک گروہ سلف کا یہ مذہب ہے کہ عورت کو معاف کرنا نہیں پہنچتا ہے ثمرالا (?)
نے کہا ہوسکتا ہے پھر اللہ نے فرمایا کہ جو تمنے قتل عمد میں لیا دیت کا تجویز کردیا یہ تمہارے لیے تخفیف و رحمت ہے ورنہ
اگلی امتوں پر قتل یا عفو واجب تھا ابن عباس کہتے ہیں اللہ نے بنی اسرائیل پر قصاص مقتولین کا فرض کیا تھا اُن
میں عفو نہ تھا اس امت پر بات عفو یعنی قبول دیت قتل عمد میں آسانی کردی قتادہ نے کہا اللہ نے اس امت پر
رحم کیا انکو دیت کا مال کھلایا جو اُسے پہلے کسی کو حلال نہ تھا توریت والوں میں قصاص یا عفو تھا اور ان میں ارش
یعنی دیت نہ تھی انجیل والوں میں پر امعاف کرنا تھا اسیکا انکو حکم ہوا تھا اس امت کے لیے قصاص عفو ارش سب کچھ مقرر
کردیا یہی قول ایک جماعت تابعین کا بھی ہے پھر جو کوئی بعد لینے اور قبول کرنے دیت کے قتل کیا وہ مستحق عذاب سخت
کا ہوگا یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد و عطا و عکرمہ و حسن و ربیع و عیینہ (?) کا حدیث مرفوع میں آیا ہے جو مارا گیا یا زخمی ہوا
اوسکو تین امر کا اختیار ہے قصاص لے یا معاف کرے یا دیت لے اگر کوئی چوتھی بات کرنا چاہے تو اوسکے دونوں ہاتھ پکڑ
لو یعنی وہ چوتھا کام اوسکو کرنے ندو پھر جس نے زیادتی کی بعد اسکے وہ ہمیشہ کو نار جہنم میں گیا رواہ احمد حسن کا لفظ
سمرہ سے یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں معاف نہیں کرتا اوس آدمی کو جس نے قتل کیا بعد دیت لینے کے

یعنی اب میں اوسکی دیت قبول نہ کروں گا اوسکو سزا مے قتل ہی دونگا **ف** قصاص کے مقرر ہونے میں بڑی حکمت
وہ حکمت یہ ہے کہ اور جانین بچتی ہیں قاتل کو جب یہ بات معلوم رہیگی کہ وہ مارا جاوے گا تو ضرور ہی وہ اس کام سے حتی
الامکان باز آویگا جب باز آیا تو جانین بچ گئین اگلی کتابوں میں لکھا ہے اَلْقَتْلُ اَنْفٰی لِلْقَتْلِ یعنے قتل کرنے سے
قتل کا رواج خوب دور ہوتا ہے یہ عبارت قرآن مجید میں بہت فصاحت بلاغت اختصار کے ساتھ آئی ہے وَلَكُمْ فِی
الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ (اور تم کو قصاص میں زندگی ہے) ابو العالیہ نے کہا اللہ نے قصاص کو حیات ٹھیرایا بہت سے آدمی قتل کرنا چاہتے تھے پر اس ڈر سے کہ وہ بھی قتل
کیے جاوینگے رک رہتے ہین یہی قول ہے ایک جماعت سلف کا اہل عقل کو اسلیے مخاطب فرمایا کہ اس حکمت کا
سمجھنا بغیر عقل کے نہیں ہو سکتا ہے عقل ہی محارم و آثام سے باز رکھتی ہے تقوی ایک اسم جامع ہے جو فعل طاعات
ترک منکرات کا جامع ہے كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ
سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ع ۲۲
حکم ہوا تمپر جب حاضر ہو کسیکو تم مین موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ دلوا مرے ماں باپ کو اور ناتے والوں کو دستور سے
ضرور ہے پرہیزگاروں کو پھر جو کوئی اوسکو بدلے بعد اوسکے کہ سن چکا تو اوسکا گناہ اونہین پر ہے جو بدلین بے شک
اللہ ہے سنتا جانتا پھر جو کوئی ڈرا دلوانے والے کی طرفداری سے یا گناہ سے پھر اون مین صلح کروا دی تو اوسپر گناہ
نہین البتہ اللہ بخشنے والا ہے مہربان **ف** کفر کی رسم مین مردے کے وارث سوائے اولاد کے کوئی نہ تھے اولاد مین
بھی فقط بیٹا سو اللہ پاک نے اول اولاد ہی وارث رکھی مگر مردے کو ضرور ہے کہ ماں باپ ناتے والوں کو موافق انکی
حاجت کے اپنے زور سے دلوا جاوے پھر اگر مردہ کہہ مرا تھا مگر دینے والوں نے بدلا تو مردے پر کچھ گناہ نہیں گنہگار
وہی ہین پھر کسی نے دیکھا کہ مردہ بے انصافی سے دلوا گیا ہے اولاد کو بہت تھوڑا بچا تو اونکو سمجھا کر صلح کرا دی
اسا مدلنا گناہ نہین ہے پہلے اللہ تعالے نے یہی حکم فرمایا تھا پھر سورہ نساء مین وارثوں کے حصے آپ ہی ٹھیرا دیے
اب مردے کا دلوانا موقوف ہوا **ف** ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت مشتمل ہے اس بات پر کہ والدین و اقربین کے لیے وصیت
کرنا چاہیے سو یہ بات قبل اوترنے آیت میراث کی صحیح القولین ہے پر جب تپی جب اللہ نے فرائض اوتارے یہ حکم
منسوخ ہو گیا میراث مقدرہ اللہ کیطرف سے فرض ہو گئے اون کو میراث والے حتما بغیر وصیت کے لے سکتے ہین
موصی کا احسان اوٹھانا کیا ضرور اسی لیے حدیث عمرو بن خارجہ میں آیا ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
خطبے میں فرمایا اللہ نے ہر حق والے کو اوسکا حق دیدیا اب وارث کو کچھ حاجت وصیت کرنیکی نہیں ہے رواہ

اہل السنن ابن عباس ایک دن بیٹھے ہوئے سورہ بقرہ پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہنچے کہا یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے دوسرا
لفظ اوسکا یہ ہے کہ ماں باپ کو ہوتے ہوئے کوئی اور وارث نہیں ہوتا تھا مگر یہ کہ اقربین کے لیے مردہ وصیت کر جاوے پھر
اوسپر اللہ نے آیت میراث اوتاری ماں باپ کی میراث کو بیان کیا وصیت اقربا کو مقرر رکھا یعنی تہائی مال مین تیسرا
لفظ اوسکا یہ ہے کہ آیت ناسخ یہ ہے لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ
الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ایک بڑی جماعت سلف نے جنکے نام ابن کثیر نے
لکھے ہین یہی کہا ہے کہ یہ آیت ناسخ ہے آیت مذکور کی رازی نے تعجب کیا ہے کہ ابو مسلم اصفہانی سے حکایت
کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ آیت مواریث اسکی تفسیر ہے یعنی فرض ہے تمپر جو وصیت کی ہے اللہ نے بمقدمہ
توریث والدین و اقربین کے اور وہ وصیت یہ ہے يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ پھر کہا یہی قول ہے اکثر مفسرین و
فقہاے معتبرین کا ہاں بعض نے یہ کہا ہے کہ آیت حق مین وارث کے منسوخ ہے حق مین غیر وارث کے ثابت ہے یہی مذہب
ہے ابن عباس حسن مسروق وطاؤس وضحاک وغیرہم کا ابن کثیر کہتے ہین یہی قول ہے سعید بن جبیر و ربیع و قتادہ
و مقاتل بن حیان کا لکن انکے قول پر اوسکا نام ہماری پچھلی اصطلاح پر نسخ نہین ہوتا ہے اس لیے کہ آیت مواریث
نے حکم بعض افراد مدلول عموم آیت وصایت کا اوٹھا دیا ہے نہ حکم ساری آیت کا کیونکہ لفظ اقربین کا عام ہے
وارث وغیر وارث سے سو حکم وارث کا اوٹھ گیا اس لیے کہ حصہ اوسکا معین ہو چکا غیر وارث جسپر پہلی آیت دلیل ہے
باقی رہ گیا لکن یہ بات اوس شخص کے قول پر حاصل ہوتی ہے جو یہ بات کہتا ہے کہ وصایت ابتداے اسلام مین مستحب
تھی پھر منسوخ ہو گئی ہے اور جو اس بات کا قائل ہے کہ وجوب ہی جیسا کہ سیاق آیت سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے تو پھر
منسوخ ہونا اس آیت کا آیت مواریث سے متعین ہو جاویگا یہی قول ہے اکثر مفسرین و فقہاے معتبرین کا کیونکہ
وجوب وصیت کا واسطے والدین و اقربین وارثین کے بالاجماع منسوخ ہے بلکہ بدلیل حدیث متقدم منہی عنہ ہے إِنَّ
اللَّهَ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ پس آیت میراث ایک حکم مستقل ہے اللہ نے اہل فرض
و عصبات کے لیے اوسکو واجب کر دیا ہے اس آیت باب کا حکم بالکل اوٹھا دیا ہے وہ اقارب جن کے لیے کچھ
میراث نہین ہے سو مردے کو مستحب ہے کہ ثلث مین سے کچھ انکو بھی دلوا جاوے تاکہ آیت وصیت اور اوسکے شمول سے تھوڑا سا
باقی رہے صحیحین مین ابن عمر سے مرفوعا آیا ہے نہین لائق ہے کسی شخص مسلمان کو جس کے پاس کوئی شے لائق
وصیت کرنے کے ہے کہ وہ دو راتین بسر کرے مگر یہ کہ وصیت اوسکی پاس اوسکے لکھی ہوئی طیار ہو پھر ابن عمر
نے کہا نہین گذری مجھپر کوئی رات جسکے بیچ مین نے حدیث کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا مگر میرے پاس میری

وصیت موجود ہے آیات وراثت اور مقدمہ احسان کرنیکے اوسپر بہت آئی ہین **ف** ابن عباس نے کہا مراد لفظ
خیر سے اس آیت مین مال ہے یہی قول ہے ایک جماعت سلف کا مال کا نام جو خیر رکھا اس سے یہ نکلا کہ وصیت مال طیب
مین کرنا مستحب ہے خواہ بہت مال ہو یا تھوڑا بعض نے کہا نہین بلکہ جب زیادہ مال ہو تب وصیت کرے پہر مقدار کثیر
مین اختلاف ہوا علی مرتضے سے کہا گیا کہ فلان شخص قریش مین مر گیا ہے تین سو یا چار سو دینار چھوڑ مرا ہے کچھ
وصیت نہین کر گیا کہا کچھ خیر نہین ہے اللہ نے تو یہہ فرمایا ہے کہ خیر چھوڑ جاوے یعنی مال کثیر اسی طرح علی نے ایک
اپنی قوم کے آدمی کی عیادت کو گئے تہے اوس نے کہا مین وصیت کرون اونہون نے کہا اللہ نے ترک خیر کا کہا ہے
تو نے تو ذرا سا مال چھوڑا ہے اپنے اولاد کو دیجا ابن عباس کہتے ہین جس نے ساٹھ دینار چھوڑے اوس نے کچھ خیر نہ
چھوڑا طاؤس نے کہا جس نے اسی دینار چھوڑے اوس نے کچھ مال نہ چھوڑا قتادہ نے کہا ہزار دینار یا ہزار سے اوپر
اور کسی نے کہا سات سو دینار کسی نے کہا پانسو دینار غرضکہ اکثر کا قول یہی ہے کہ خیر مال کثیر کو کہتے ہین
نہ مال قلیل کو سو جس کے پاس تھوڑا مال ہے اوسپر وصیت واجب نہیں ہے گو مالدار ہو جب ہے یہہ جس شخص پر کسیکا
قرض آتا ہے یا اوسکے پاس کسیکی کوئی امانت رکہی ہے تو باتفاق اہل علم اوسپر وصیت کرنا واجب ہے اور جس
شخص کا یہ حال نہین ہے تو نزدیک اکثر کے فقیر ہو یا غنی اوسپر واجب نہین مگر ایک گروہ کے نزدیک واجب ہے حدیث
ابن عمر جو اوپر گذری اسی کی مؤید ہے **ف** حسن نے کہا مراد معروف سے یہ ہے کہ اقربا کے لیے ایسی وصیت
کرے جو وارثون کو ضرر نہ پہونچے نہ اسراف ہو نہ تنگی جس طرح صحیحین مین آیا ہے کہ سعد نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا
میرے پاس مال ہے مگر سوا ایک دختر کے کوئی میرا وارث نہین ہے مین دو تہائی مال کی وصیت کر جاؤن فرمایا نہیں
کہا آدہے مال کی فرمایا نہین کہا ایک تہائی کی فرمایا ہان ایک تہائی بہت ہے تو اپنے وارثون کو آسودہ چہوڑ جاوے
یہ بہتر ہے اس سے کہ محتاج کر جاوے وہ ایک ایک مٹہی لوگون سے مانگتے پہرین یہہ بھی بخاری مین ہے کہ ابن عباس نے
کہا ہو اگر لوگ تہائی سے چوتہائی پر آنکہہ بند کر لیتے تو کیا اچہا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ثلث
اور ثلث بہت ہے حنظلہ بن حذیم بن حنیفہ نے کہا میرے دادا حنظلہ نے ایک یتیم کو پالا تہا اوسکے لیے سو اونٹ کی
وصیت کی یہہ بات اوسکے بیٹون پر شاق گذری رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچی حنیفہ نے کہا ہان یہہ سو اونٹ
کی وصیت اس یتیم کے لیے کی ہے جسکو مطیہ کہتے ہین یعنی شتر سواری فرمایا نہین نہین نہین صدقہ پانچوان
حصہ ہوتا ہے ورنہ دسوان ورنہ پندرہوان ورنہ بیسوان ورنہ پچیسوان ورنہ تیسوان ورنہ پینتیسوان اگر اس سے
زیادہ دے تو چالیسوان الحدیث بطولہ رواہ احمد **ف** جس نے وصیت کو بدل ڈالا تحریف کیا اوسکے

حکم کو تغییر کر دیا اور اس مین کچھ بڑھا دیا یا گھٹا دیا تو یہ گناہ اونھین پر ہے جنھون نے اسکو بدلا ہے وصیت کرنیوالے پر اس تبدیل
مین پھیر جانا وصیت کا بطریق اولے داخل ہے ابن عباس وغیرہ سے کہا میت کا اجر اللہ پر واقع ہوا گناہ کا تعلق
بدلنے سے ہوا اللہ جانتا ہے کہ میت نے وصیت کی ہے جس نے اوس وصیت کو بدلا ہے اوسکی خبر بھی اوسے معلوم ہے
ابن عباس و ابو العالیہ و مجاہد و ضحاک و ربیع و سدی کہتے ہین مراد جنف سے خطا ہے یہ لفظ ہر قسم کی خطا کو شامل ہے
جیسے کسی وارث کو بواسطہ یا بوسیلہ زیادہ کر دینا مثلاً یون کہا کہ فلان چیز فروخت کر دینا یا یہ چیز نواسے کو اتنا او تھا
دینا اور وسائل اس طرح کے کہہ جانا یہ خطا بدون عمل کے ہو طبیعت قوت و شفقت کی راہ سے بغیر قصد کے بالقصد گناہ
تو ایسی حالت مین وصی کو یہ پہنچتا ہے کہ اصلاح قضیہ کرے عدل برتے وصیت کو تو وجہ شرعی پر رکھے باقی جو بات اسکی
وصیت سے اقرب و اشبہ ہو اوسکو عمل مین لا دے تاکہ مقصود موصی و وجہ شرعی دونون حاصل ہون اس طرح کی اصلاح
و توفیق داخل تبدیل نہین ہے ابن عباس سے مرفوعاً کہا ہے کہ جنف وصیت مین منجملہ کبائر کے ہے رواہ ابن مردویہ
ابن کثیر کہتے ہین مگر اوسکے رفع مین نظر ہے سب سے بہتر حدیث جو اس باب مین آئی ہے وہ یہ ہے کہ ابو ہریرہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی ستر برس کام اہل خیر کا سا کرتا ہے جب وصیت کرتا ہے تو اس مین جنف یعنی ظلم
کر جاتا ہے اوسکا خاتمہ بد عمل پر ہوتا ہے اسلیے دوزخ مین جاتا ہے کوئی آدمی ستر برس کام اہل شر کا سا کرتا ہے
پھر وصیت مین انصاف کر جاتا ہے داخل جنت ہوتا ہے ابو ہریرہ نے کہا تمہارا جی چاہے تو تم یہ آیت پڑھو تِلْكَ حُدُودُ اللهِ
فَلَا تَعْتَدُوهَا الآیہ رواہ عبد الرزاق وصیت و احکام وصیت کے بیان مین ابو النصر سید علی حسن خان سلمہ اللہ تعالی نے رسالہ
تحریر الوصایا بہت خوب جمع کیا ہے **ف** فتح البیان مین لکھا ہے کہ ان آیتون مین وعید ہے واسطے اوس شخص
کے جو وصیت مطابق حق کو جس مین کسیطرح کا جنف و ضرر نہین ہے بگاڑ ڈالے قرطبی نے کہا اگر ایسی وصیت کی ہو جو
جائز نہین جیسے شراب یا سور یا کسی اور معصیت کی تو اوسکا بدل دینا جائز ہے جاری کرنا جائز نہین جسطرح تہائی سے
زیادہ دینا جائز نہین پھر کہا اونھون نے بدلنے والے تو وصی ہونگے جنھون نے ایسی وصیت کا انکار کیا کتابت و قسمت
حقوق یا شہود مین اوسکو بدلنا مثلاً گواہی لوٹ دی رکھی یا بدلدی یا غیر وصی سمجھے ایک اشکال ہے وجہ یہ کہ کلام سابق
جسمین ذکر وصیت کا واسطے والدین و اقربین کے تھا منسوخ ٹھیرا اور مضمون تبدیل وصیت تا آخر آیت برقرار رہا اب تک
اسپر عملدرآمد ہی اس صورت مین ضمیر آیت محکمہ کی آیت منسوخہ پر کسطرح عائد ہو سکیگی سلیمان جمل نے کہا ہی کہ یہ بات لائق تامل کے
ہے مین نہین دیکھا کہ کسی مفسر نے اس اشکال پر آگاہی دی ہو لیکن یہ اشکال اوس شخص کے قول پر لازم آتا ہے جو قائل نسخ وصیت
مذکورہ ہی حالانکہ اوپر گذر چکا ہے کہ ایک جماعت آیت مذکورہ کو محکم بتاتی ہے جب محکم ٹھیری تو اب کچھ جگہ تامل کی ہی نہ تنبیہ کی [illegible]

فتح البیان میں لکھا ہے قول قوی یہی تھا کہ آیت مذکور منسوخ ہے یا محکم اس صورت میں کوئی امر اس بات سے مانع نہیں ہو سکتا ہے
کہ نصف آیت منسوخ و نصف آیت محکم جس طرح بعض آیات حکماً منسوخ ہیں نہ تلاوۃً یا بالعکس واللہ اعلم یا ایہا

الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۝ ایاما معدودات ف

من کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین
فمن تطوع خیرا فہو خیر لہ وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝ اے ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے
کا جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ یعنی روزے سے سلیقہ آجاوے جی روکنے کا تو ہر جگہ روک سکو گنتی
کے دن ہیں گنتی کے پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں تو گنتی چاہیے اور دنوں سے اور جنکو طاقت ہے تو بدلا چاہیے ایک فقیر
کا کھانا پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اسکے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اول یہی
حکم اترا تھا کہ بیمار و مسافر چاہیں تو پھر قضا کریں جنکو طاقت ہے یعنی بے عذر ہیں وہ چاہیں کہ پھر قضا کریں تو بعض
ہر روزے کے بدلے ایک فقیر کو کھلا دیں اور تو بھی بہتر ہے کہ روزہ ہی رکھیں پھر اسکے بعد جو آیت اتری اسمیں فقط
بیمار و مسافر کو چھوٹ ہے قضا کی اوروں کو نہیں کذا فی موضح قرآن ف اس آیت شریف میں اللہ پاک نے مومنوں کو
یہ حکم دیا ہے کہ تم روزہ رکھا کرو یعنی کھانے پینے جماع کرنے سے خالص اللہ کی نیت سے رک جاؤ اس میں پاکی دل کی
ہے جی کی اصلاح ہے اخلاق رذیلہ سے اور یہ روزہ کچھ تمہیں پر اول فرض نہیں ہوا ہے بلکہ جو امتیں تم سے پہلی تھیں
ان پر بھی فرض تھا تم کو اس نیک کام میں انکی پیروی کرنا چاہیے بلکہ اس کے ادا کرنے میں تم انکی نسبت زیادہ کوشش
کوشش کرو کما قال تعالے لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ولکن لیبلوکم
فیما آتاکم فاستبقوا الخیرات الآیۃ اور یہاں جو کہا لعلکم تتقون اسلیے کہ روزے میں بدن کا پاک کرنا شیطان کے
رستوں کا بند کرنا ہے اسلیے صحیحین میں آیا ہے اے گروہ جوانوں کے جو کوئی تم میں بیاہ کر سکے وہ کرے جو نہ کر سکے وہ روزہ رکھے یہ
روزہ اسکے لیے خصی ہونا ہے پھر فرمایا کہ روزہ کچھ بہت مقرر نہیں ہے کہ جی پر بھاری گذرے اسکو ادا کرنے میں ضعف پیدا ہو
بلکہ گنتی کے دن ہیں گنتی کے شروع اسلام میں ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے پھر صوم رمضان سے وہ حکم منسوخ ہو گیا معاذ
و ابن مسعود و ابن عباس و عطا و قتادہ ۔ ضحاک نے کہا ہے کہ زمانہ نوح علیہ السلام سے اب تک یہی دستور تھا کہ ہر مہینے میں
تین روزے ہوتے تھے اللہ نے وہ حکم روزہ رمضان سے اٹھا دیا مگر حسن بصری نے کہا ہے امت ہائے گذشتہ پر بھی ایک ماہ کامل کے روزے
فرض تھے جسطرح ہم پر فرض ہیں ایام معدودات سے مراد عدد معلوم ہے ... رمضان کا روزہ ... اگلی امتوں پر
فرض کیا تھا الحدیث ... ابن ابی حاتم ... ابن عمر نے کہا ہے کہ اگلی امتوں پر ... کیا گیا

عورتوں سے ملنا تب آیندہ تک حرام ہو جاتا تھا یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ابن عباس نے کہا مراد اگلوں سے اس
جگہ اہل کتاب ہیں یہی ہے قول شعبی و سدی و عطا خراسانی سے بھی مروی ہے اور اللہ نے ابتدائے اسلام کا ذکر کیا کہ اس حالت
میں مرض و سفر میں قضا کرنا درست تھا مقیم صحیح جسکو طاقت تھی اوسکو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ چاہے روزہ رکھے
چاہے افطار کرے افطار کے بدلے ایک فقیر کو ہر دن کھانا کھلا دیا کرے یا ایک سے زیادہ کو اور جو روزہ رکھے تو بہتر
ہے یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد و طاؤس وغیرہ سلف کا امام احمد نے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ نماز روزے
تین پلٹے کہا ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں آئے تو سترہ مہینے تک نماز طرف بیت المقدس
کے پڑھا کیے پھر اللہ نے حکم کعبے کا دیا یہ ایک پلٹا ہوا دوسرا پلٹا یہ تھا کہ جب نماز کے لیے جمع ہوتے ایک دوسرے کو پکارتا
یہاں تک کہ ناقوس بجانیکی مشورت ٹہیری تھی کہ اسے میں عبد اللہ بن زید نے خواب میں اذان سُنی رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جاری کیا اسی طرح کے دوسرے خواب عمر بن الخطاب نے دیکھی تھی یہ دو پلٹے ہوئے تیسرا پلٹا
یہ تھا کہ جب نماز کو آتے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بعض رکعات پڑھ چکے تھے تو ایک نمازی دوسرے نمازی سے اشارہ
پوچھتا کہ کتنی رکعتیں ہو چکی ہیں وہ کہتا ایک یا دو یا دوسرا شخص اوسی نماز پڑھ کر پھر جماعت میں داخل ہوتا معاذ آئے تو
نے کہا کوئی حالت ہو جس حال پر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پائیں گے وہی کریں گے پھر جو نماز ہمسے پہلے ہو چکی ہے اوسکو
پورا کر لینگے چنانچہ ایسا ہی کیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک تمہارے لیے معاذ نے نکالی ہے سو تم ایسا ہی
کیا کرو یہ تین حال ہوئے نماز کے اب روزہ سو حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں آئے تو ہر ماہ میں تین روزے
اور ایک روزہ عاشورا کا رکھتے تھے پھر اللہ نے آیت نازل کی اور یہ ٹہیرا کہ جسکا جی چاہے وہ روزے رکھے جو
نہ رکھے وہ ایک مسکین کو کہانا کہلا دے اوسکے بعد آیت آئندہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ الآیۃ اِلٰی فَلْيَصُمْهُ تک اوسپر روزہ مقیم
صحیح پر ایک ماہ کا صوم ثابت ہوا مریض و مسافر کو رخصت ملی اور بوڑہے کو جسے طاقت روزہ رکھنی کی نہیں ہے کہانا دینا
ٹہیرا یہ دو پلٹے ہوئے تیسرا پلٹا یہ تھا کہ جب تک رات کو نہ سوتے تب تک کہاتے پیتے عورتوں کے پاس جاتے جب سو گئے تو رک
گئے ایک شخص انصاری صرمہ نام روزہ رکہکر تمام دن مزدوری کر کر رات کو گہر آیا نماز عشا پڑھکر سو گیا نہ کچھ کہایا نہ پیا صبحکو روزہ دار
اوٹھا حضرت نے اسکو سخت تکلیف میں دیکھکر حال پوچھا اوسنے یہ قصہ کہا اودہر تو یہ ہوا اودہر عمر رضی اللہ عنہ بعد سو جانیکے
جماع کر بیٹھے پھر حضرت سے حال کہا اوسپر یہ آیت اوتری اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰی نِسَآئِكُمْ اِلٰی قولہ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ
اِلَى اللَّيْلِ یہ حدیث کو ابو داؤد نے سنن میں حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے صحیحین میں عائشہ سے آیا ہے کہ عاشورے
کا روزہ رکھا جاتا تھا جب رمضان فرض ہوا تو اب جسکا جی چاہا وہ رکھتا جسکا جی نہ چاہتا وہ نہ رکھتا اس کو بخاری نے

اس عمر و ابن مسعود کی بہی روایت کیا ہے ف معاذ سے کہا ابتداء امر یہ ہو کوئی چاہتا روزہ رکہتا جو نہ رکہتا تو ہر روز ایک مسکین
کو کہلا دیتا بخاری نے سلمہ بن الاکوع سے اتنا اور زیادہ روایت کیا ہے کہ یہ آیت اتری اوسکے بعد اس حکم کو منسوخ کر دیا
ابن عمر کا بہی یہی قول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اسیطرح عبداللہ نے بہی کہا ہے کہ آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
اسکی ناسخ ہے لیکن بخاری میں ابن عباس سے آیا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ بوڑہے مرد و عورت کیلئے ہے جو روزہ
رکہنے کی طاقت نہیں رکہتے وہ ہر دن ایک مسکین کو کہانا کہلا دیں یہ روایت ابن عباس سے کئی طریق سے آئی ہے ابن ابی
لیلے کہتے ہیں میں پاس عطا کے گیا رمضان میں اور وہ کہا رہے تہے مجہسے کہا ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت اتری اور اوسنے
پہلی آیت کو منسوخ کر دیا مگر کبیر فانی اگر چاہے تو ہر روز ایک مسکین کو کہلا دے اور آپ افطار کرے ابن کثیر نے کہا حاصل امر
یہ ہوا کہ نسخ ثابت ہے صحیح مقیم کے بات میں روزہ رکہنا اوسپر واجب ہے لقولہ تعالی فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ رہا شیخ
فانی بوڑہا جو روزہ نہیں رکہہ سکتا وہ افطار کرے اوسپر قضا نہیں اسلیے کہ اوسکو ایسا وقت کہاں آویگا کہ وہ اسوقت
قضا کر سکے وہ تو روز بروز کمزور ہوتا جاتا ہے رہی یہ بات کہ جب اوسنے افطار کیا تو ہر روز ایک مسکین کو کہلانا اوسپر
اگر مقدور رکہتا ہے واجب ہے یا نہیں اس میں علما کے دو قول ہیں قول صحیح جسپر اکثر اہل علم ہیں یہی ہے کہ ...
عوض ہر دن کے واجب ہے جسطرح ابن عباس وغیرہ سلف نے يُطِيقُونَهُ کو تفسیر کیا ہے ساتھ لفظ يتجشمونه کے اسی قول
ابن مسعود کا ہے اسی کو بخاری نے بہی اختیار کیا ہے لفظ بخاری کا یہ ہے کہ جو شیخ کبیر طاقت صوم نہ رکہتا ہو وہ
کہانا کہلا دے انس رضی اللہ عنہ سے جب بوڑہے ہو گئے ایک یا دو سال تک ہر دن ایک مسکین کو گوشت روٹی کہلائی اور
خود افطار کیا یہ اثر بخاری میں اسکو حافظ ابو یعلی موصلی نے مسند کیا ہے یعنی ایوب بن ابی تمیمہ نے کہا ضعیف ہو گئے انس
روزہ رکہنے سے ایک بڑا طباق ثرید کا طیار کر کے تیس مسکین کو بلا کر کہلا دیا یہ روایت انس کے کئی طرق سے آئی ہے اسی
حکم میں حاملہ و مرضع کو بہی رکہا ہے کہ جب انکو اپنی جان یا بچے کی جان کا ڈر ہو تو افطار کریں فدیہ دیں قضا کریں بعض
کا یہ قول ہے کہ فقط فدیہ دیں قضا نہیں بعض نے کہا بلکہ قضا بلا فدیہ واجب ہے کسی نے کہا فقط افطار ہے نہ فدیہ نہ قضا
ف روزہ ایک عبادت قدیم ہے جو آدم سے لیکر اسوقت تک یکساں فرض رہی البتہ کسی امت کو فرضیت صیام سے
خالی چہوڑا بات نہیں ہے کہ پہلے مسلمانوں پر بہی فرض کیا ہو ان پر اور ثابت ہے کہ قدر و وقت صوم میں اختلاف ہو اہل
کتاب پر بہی رمضان کا روزہ فرض تہا مگر اونہوں نے بدلڈالا دغفل ابن حنظلہ مرفوعا کہتے ہیں کہ نصاری پر صوم رمضان فرض
تہا اتفاقا انکا بادشاہ بیمار ہوا اونہوں نے کہا اگر اللہ اسکو شفا دیگا تو ہم دس روزے زیادہ رکہینگے پہر دوسرا شخص بادشاہ
ہوا اوسنے گوشت کہایا سو منہ دکہنے لگا اوسنے کہا اگر مجہکو شفا ہوگی تو سات روزے اور رکہونگا پہر تیسرا بادشاہ

ہوا اور لیے کہا ان میں وں کو بھی پورا کر نا چاہیے ہم رمع میں روزہ رکھیں کیے سوال ساہی کیا ابن عباس نے اور کہا ہو گئے بیمار کو اگر طاقت صوم نہیں ہے تو افطار عزیمت ہوگا اور جو ہے مگر مشکل کے ساتھ تو رخصت ہے جمہور کا یہی قول ہے جمہور کہتے ہیں جو سفر مبیح افطار ہے وہ بقدر مسافت قصر صلوٰۃ ہوتا ہے قدر مسافت میں جو اختلاف ہے وہ معروف ہے اور بعض نے ایسے مقادیر بیان کیے ہیں جنپر کوئی دلیل قائم نہیں ہے حق یہ ہے کہ جس پر مسمی سفر صادق آتا ہے وہی مبیح افطار ہے اسیطرح جس پر مسمی مرض صادق آوے اوسمیں افطار کرے سفر طاعت میں افطار کرے تو اجماع ہے لیکن سفر مباح میں اختلاف ہے حق یہ ہے کہ سفر مباح میں بھی رخصت ثابت ہے سفر معصیت مختلف فیہ ہے لفظ یُطِیْقُوْنَہٗ کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا ہے مخفف کی بنیاد پر آیت منسوخ ہے تشدید والوں کی بنیاد پر محکم ہے تشدید کے معنے تکلیف و مشقت کے ہوتے ہیں اگر ہمزہ باب افعال کا اسکے واسطے سلب کے پھیر آجاوے تو بھی ہو سکتا ہے اس صورت میں حاجت تقدیر کرنے حرف لا نفی کی بھی ہوگی آیت بھی محکم رہے گی ورنہ منسوخ ٹھیریگی فدیہ کی مقدار میں اختلاف ہے کسی نے کہا گیہوں سے دن نصف صاع غیر گندم ایک صاع بعض نے کہا ہے فقط ایک مد عالمگیری ت ملد بورے ابن عباس نے کہا ہے کہ صبح شام کا کھانا دیو اسی اُم ولد سے کہا تو انہیں کے حکم میں ہے جنکو طاقت روزہ رکھنے کی نہیں ہے تو کہا ماوی روزہ نہ رکھے وہ حامل تھی یا مرضعہ ابن عمر کی ایک بیٹی نے سوال کیا کہ میں روزہ رمضان کا رکھوں وہ حامل تھی کہا افطار کر ہر دن ایک مسکین کو کھلا اسیطرح ایک جماعت تابعین سے مروی ہے غرض کہ حامل و مرضعہ و شیخ فانی و تیجہ فاسہ فدیہ دیکر افطار بلا قضا کر سکتے ہیں اسیطرح سفر مرض حیض نفاس عذر فطر ہے لیکن اپر قضا واجب ہے فدیہ نہیں شَهْرُ رَمَضَانَ

الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ مہینا رمضان کا جس میں اترا قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فیصلہ پھر جو کوئی پاوے تم میں یہ مہینا تو روزہ رکھے اوس مہینے کا اور جو کوئی ہو بیمار یا سفر میں تو گنتی چاہیے اور دنوں سے اللہ چاہتا ہے تمپر آسانی نہیں چاہتا تمپر مشکل اور اس واسطے کہ پوری کرو گنتی اور بڑائی کرو اللہ کی اسپر کہ تمکو راہ بتائی شاید تم احسان مانو موضح قرآن میں کہا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رمضان کا مہینہ اللہ نے ٹھیرایا ہے کہ اسمیں قرآن اوترا ہے پس قرآن کی خدمت اس مہینے میں اول چاہیے اسی سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقید کیا تراویح کا اور آپ چند روز جماعت کرکے پھر نہ کروائی کہ قرآن میں اشارات ہیں جو صریح فرض ہو جاوے انتہی ف اللہ پاک نے اس آیت پاک میں ماہ رمضان کی مدح کی ہے کسی اور مہینے کی سب مہینوں میں

مہینے کو واسطے اوتارنے قرآن شریف کے لیے کیا حدیث مین آیا ہے کہ یہ وہ مہینا ہے جسمین اسکی کتابین پیغمبرون پر اوترا
کرتی تھین امام احمد نے واثلہ بن الاسقع سے مرفوعًا روایت کیا ہے کہ صحیفے ابراہیم علیہ السلام کے پہلی رات رمضان کی اوترے
توریت چھٹی رمضان کو انجیل تیرہوین رمضان کو قرآن چوبیسوین رمضان کو نازل ہوا حدیث جابر مین یون آیا ہے
کہ زبور بارہوین رمضان کو انجیل اٹھارہوین کو اوتری باقی مثل متقدم اسکو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے یہ سارے صحف
اور کتب جس کسی نبی پر اوتری ایکبارگی ہی اوتری رہا قرآن سو سب کا سب ایکدفعہ آسمان دنیا پر سے طرف بیت العزت
کے اوترا یہ ماجرا ماہ رمضان شب قدر مین ہوا کما قال تعالی اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وقال اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ
مُّبٰرَكَةٍ پھر تھوڑا تھوڑا الگ الگ مطابق واقعات وحادثات اوترتا رہا اسیطرح کئی طریق سے ابن عباس سے مروی ہے
یہی مطلب ہے اس آیت کا وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهٖ
فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا وَلَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا یعنی کہ جب مشرکین کوئی
جھگڑا لاتے تو اللہ انکا جواب دیتا اسلیے وقتا فوقتا نازل ہوتا رہا پھر بعد مدح رمضان بیچ قرآن ارشاد فرمائی کہ یہ
وہ چیز ہے جس سے بندون کے دلون کو ہدایت ہوتی ہے وہ بندے جو اوس پر ایمان لاتے ہین اوسکی تصدیق کرتے ہین اسکی تابع
ہین اور نشانیون سے مراد دلیلین حجتین ہین کھلی کھلی صاف صاف جو دلالت کرتی ہین ہدایت پر سامنے ضلال کے اور رشد پر
مخالف غی کے جدا کرتی ہین حق کو باطل سے حرام کو حلال سے یہ قول بعض سلف کا کہ اس مہینے کو فقط رمضان نہ کہو
بلکہ ماہ رمضان یا شہر رمضان کہو کچھ ٹھیک نہین ہے اسلیے کہ حدیث ابوہریرہ جو اس باب مین آئی ہے وہ ضعیف و منکر
ہے حدیث صحیح مین نزدیک بخاری کے یون آیا ہے مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
معلوم ہوا کہ دونون طرح پر بولنا درست ہے ف آیت شریف دلیل ہے وجوب صوم پر حق مین حاضر کے جب بحالت صحت
مین اندر شہر کے ہلال رمضان پایا اس آیت نے اگلی اباحت افطار و فدیہ کو حق مین مقیم صحیح کے نسخ کر دیا مگر مریض و مسافر
کو رخصت ہے کہ جتنے دن افطار کرے اوتنے دن پھر قضا رکھ لے اللہ کو آسانی منظور ہے یہ مشکل مسئلہ
ابن حزم نے محلی مین ایک جماعت صحابہ و تابعین سے یہ نقل کیا ہے کہ جو شخص اول ماہ مین مقیم تھا پھر اثنائے ماہ مین مسافر
ہوا پھر سفر اوسکو افطار کیواسطے عذر نہین ہے بقولہ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ فطر اوس مسافر کو مباح ہے جس نے
راہ مین چاند دیکھا ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ قول غریب ہے ابن حزم کی حکایت نرالی ہے اسلیے کہ سنت صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان مین غزوہ فتح کے لیے نکلے کدید مین پہونچکر افطار کیا سب کو حکم فطر کا دیا یہ حدیث
صحیحین مین ہے مسئلہ ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہ مذہب ہے کہ سفر مین افطار کرنا واجب ہے بقولہ تعالی فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ مگر صحیح قول

تو کسی جا سے اور دلوں سے ہو

جمہور کہا کہ یہ امر تخییر کے لیے ہے نہ وجوب کے اسلیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ صحابہ ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
رمضان میں نکلتے کوئی صائم ہوتا کوئی مفطر ایک دوسرے پر عیب نہ لگاتا اگر افطار واجب ہوتا تو ضرور
ہی صوم کا انکار کیا جاتا بلکہ خود فعل حضرت سے ایسی حالت میں صائم ہونا ثابت ہے ابو الدرداء کہتے ہیں نکلے ہم ہمراہ رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماہ رمضان میں گرمی نہایت سخت تھی لوگ مارے گرمی کے ہاتھ سر پر رکھتے ہم میں کوئی روزہ
دار نہ تھا مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عبد اللہ بن رواحہ یہ حدیث صحیحین میں ہے مسئلہ ایک گروہ نے جن میں شافعی
بھی ہیں یہ کہا ہے کہ صوم سفر میں افضل ہے افطار سے اسلیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا
ہے دوسرے گروہ نے کہا بلکہ افطار افضل ہے صوم سے اور ہوا یہ رخصت کو اختیار کیا اس لیے کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت
سے حال صوم کا سفر میں پوچھا تھا فرمایا جس نے افطار کیا اچھا کیا جس نے روزہ رکھا اس پر کچھ گناہ نہیں ہے دوسری حدیث
میں یوں فرمایا ہے کہ تم اللہ کی رخصت کو پکڑو جس کی اجازت تم کو دی ہے تیسرے گروہ نے کہا دونوں صورتیں برابر ہیں اس
لیے کہ حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ حمزہ اسلمی نے کہا میں رسول خدا میں بہت روزے رکھتا ہوں بھلا سفر میں بھی رکھوں فرمایا
چاہے رکھ چاہے نہ رکھ یہ حدیث صحیحین میں ہے چوتھے گروہ نے کہا اگر روزہ مشکل ہو تو افطار افضل ہے بدلیل حدیث
جابر کہ حضرت نے ایک مرد کو دیکھا کہ اوسپر چھتری لگائی ہے پوچھا یہ کیا ہے کہا روزہ دار ہے فرمایا نیکی نہیں رکھنا روزے
کا سفر میں اسکو شیخین نے روایت کیا ہے اکثر کہتے ہیں ہاں اگر سنت سے منہ پھیرے افطار کو برا کہے تو اوسپر
افطار کرنا متعین ورنہ رکھنا حرام ہوگا کیونکہ مسند احمد وغیرہ میں ابن عمر وجابر وغیرہما سے آیا ہے مَن لَّم یَقبَل رُخصَۃَ
اللّٰہِ کَانَ عَلَیہِ مِنَ الاِثمِ مِثلُ جِبَالِ عَرَفَۃَ یعنی جس نے اللہ کی رخصت کو منظور نہ کیا اوس پر برابر پہاڑ عرفات کے گناہ ہوں
ہے بیت گر طمع خواہد زمن سلطان دین ÷ خاک بر فرق قناعت بعد ازین ÷ مسئلہ قضا روزہ کی لگاتار رکھی
یا الگ الگ اسمیں دو قول ہیں ایک یہ کہ لگاتار رکھے کیونکہ قضا حکایت ادا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ چاہے متفرق رکھے
چاہے متتابع جمہور سلف وخلف اسیطرف گئے ہیں دلیلیں بھی بہت ہیں کیونکہ رمضان میں لگاتار رکھنا
بضرورت ادا تھا کہ مہینا پورا ہوجاوے جب رمضان ہو چکا تو اب فقط صوم مراد رہگیا گنتی پوری کرلی اسی لیے اللہ تعالے
نے فرمایا فَعِدَّۃٌ مِّن اَیَّامٍ اُخَرَ پھر یہ فرمایا کہ مراد آسانی ہے بسند بخاری ابو قتادہ ایک اعرابی سے راوی ہیں کہ اوسنے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا فرماتے تھے اِنَّ خَیرَ دِینِکُم اَیسَرُہٗ اِنَّ خَیرَ دِینِکُم اَیسَرُہٗ رواہ احمد ابو عروہ کہتے ہم منتظر تھے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ میں آئے سر سے پانی ٹپکتا تھا وضو یا غسل سے نماز پڑھی لوگوں نے پوچھنا شروع
کیا کہ اس کام اوس کام میں ہمپر کچھ حرج ہے تین بار فرمایا اِنَّ دِینَ اللّٰہِ فِی یُسرٍ اسکو احمد وابن مردویہ نے

اسی آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے انس بن مالک کا لفظ یوں ہے کہ حضرت نے فرمایا یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَسَکِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا رواہ
احمد والشیخان صحیحین میں آیا ہے کہ حضرت نے معاذ اور ابو موسیٰ کو طرف یمن کے بھیجا تو یہ کہا یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا
تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا مسند میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا بُعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیَّۃِ السَّمْحَۃِ محجن بن ادرع کہتے ہیں
رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا نماز پڑھتا ہے بہت دیر تک اوسکو دیکھا کیے پھر فرمایا کیا یہ سچے دل سے
پڑھتا ہے اوسنے کہا مدینہ والوں میں سب سے زیادہ نماز یہی شخص ہے فرمایا اوسکو یہ بات نہ سناؤ ہلاک ہو جاویگا پھر کہا
اِنَّ اللّٰہَ اِنَّمَا اَرَادَ بِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الْیُسْرَ وَلَمْ یُرِدْ بِھِمُ الْعُسْرَ رواہ ابو بکر بن مردویہ معلوم ہوا کہ اس شخص کے زیادہ
انہماک کو عبادت میں خلاف یسر سمجھا کیونکہ اختیار کرنا ہر بات کا آسان ہے مگر نباہ کرنا مشکل ہوتا ہے جتنا ہے اوتنی
ہی عبادت کرے مشکل میں نہ پڑے **ف** اسکی بڑائی کرے کا یہ مطلب ہے کہ جب عبادت کر چکے تو اللہ کا ذکر کرے تکبیر
کہے جسطرح بعد ختم رمضان کے نماز عید کو جاتے ہوئے اللہ اکبر وغیرہ ذکر کیا کرتے ہیں کما قال تعالیٰ فَاِذَا قَضَیْتُمْ
مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا وقال فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا
مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ وقال فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ وَ
مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ اسی لیے حدیث شریف میں استحباب تسبیح تحمید تکبیر کا بعد نماز فرض کے آیا ہے ابن عباس
کہتے ہیں ہم نہیں پہچانتے تھے ختم ہونا نماز رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کا مگر آواز تکبیر سے اسی لیے اکثر علماء کہتے
ہیں کہ عید الفطر میں تکبیر کہنا چاہیے دلیل اونکی یہی آیت ہے وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰىکُمْ یہانتک کہ داؤد بن علی
اصفہانی ظاہری اسطرف گئے ہیں کہ تکبیر کہنا عید الفطر میں واجب ہے کیونکہ ظاہر امر وجوب ہے اور کثیر نے کہا اونکے مقابلہ
میں مذہب ابو حنیفہ رہ ہے کہ عید الفطر میں تکبیر کہنا ہی مشروع نہیں ہے باقی لوگ مستحب بتلاتے ہیں احسان ماننے کا یہ مطلب
ہے کہ جب تم اللہ کی طاعت کے لیے فرائض ادا کیے محارم چھوڑے حدود کا حفظ کیا تو اب تم بندہ شکر کرنے والوں میں شامل
ملنے والوں میں داخل ہو سکتے ہو وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ
فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ ○ جب تجھسے پوچھیں بندے میرے مجھکو سو میں تو نزدیک ہوں پہنچتا ہوں
پکارنے کی پکار کو جسوقت مجھکو پکارتا ہے تو چاہیے کہ حکم مانیں میرا اور یقین لاویں مجھپر شاید نیک راہ پر آویں اوپر کی
آیت میں فرمایا کہ بڑائی کرو اللہ کی یعنی عید کے دن جو تکبیر کہتے ہیں یا وار بلند سے بسطے دوسری آیت میں فرمایا کہ اللہ دور نہیں
بلند آواز اور پکارنے کے لیے ہے **ف** معاویہ قشیری نے کہا ایک اعرابی نے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہمارا
رب نزدیک ہو تو ہم چپکے سے بات کریں دور ہو تو پکاریں رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم چپ ہو رہے اوسپر یہ آیت اوتری

رواہ ابن ابی حاتم ابن جریر ابن مردویہ کا لفظ حسن ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارا رب کہان
ہے اوس پر اللہ نے یہ آیت اتاری عطا نے کہا جب آیت اوتری وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ لوگون نے کہا اگر ہمین
ساعت دعا معلوم ہو تو دعا کرین دوسری آیت نازل ہوئی ابن عباس نے کہا یہود مدینہ کہتے تھے اے محمد ہمارا رب
کیونکر ہماری دعا سنیگا تم تو یہ زعم رکہتے ہو کہ ہمارے اور آسمان کے بیچ میں پانسو برس کا فاصلہ ہے ہر آسمان کا موٹاپا بہی
ایسا ہی ہے اوس پر یہ آیت آئی ابو موسے اشعری نے کہا ہم ساتھ تہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے
ایک لڑائی مین کسی اونچی نیچی جگہہ پر اوترتے چڑہتے رہے مگر پکار کر تکبیر کہتے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے
پاس آکر فرمایا ای لوگو تہامو اپنی جانون کو تم کسی بہرے یا غائب کو نہین پکارتے ہو تم تو سننے والے دیکہنے والے
کو پکارتے ہو جسکو تم پکارتے ہو وہ تمہاری اونٹ سواری کی گردن سے بہی زیادہ تم سے قریب ہے ای عبد اللہ بن
قیس مین تجہکو ایک خزانہ جنت کے خزانون سے نہ سکہادون لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ اخرجہ الشیخان وبقیۃ الجماعۃ
واحمد انس کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالی فرماتا ہے مین ہون پاس گمان اپنے بندے کے مین ہون ساتھ اسکے جب وہ مجہکو
پکارتا ہے رواہ احمد ابو ہریرہ مرفوعا کہتے ہین کہ اللہ تعالی کہتا ہے مین ہمراہ ہون اپنے بندے کے جب وہ مجہکو یاد کرتا
ہے دونون ہونٹہہ اوسکے میری یاد کرنے سے ہلتے ہین رواہ احمد ابن کثیر نے کہا یہ مثل اس آیت کے ہے إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ
اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ وقولہ تعالی إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى یہ خطاب ہے موسی وہارون علیہما السلام
کو مراد یہ ہے اللہ تعالی دعا داعی کو رد نہین کرتا نہ کوئی شے اسکو سننے دعا سے باز رکہتی ہے بلکہ وہ سمیع الدعا ہے
پس اس مین ترغیب ہے اس بات پر کہ تم دعا کرو ہم سنینگے تمہاری دعا ضائع نہ جاویگی جسطرح حدیث سلمان فارسی مین
مرفوعا آیا ہے اللہ شرماتا ہے اس بات سے کہ بندہ دونون ہاتھ اپنے اوسکی طرف پہیلا وے خیر کا سوال کرے وہ انکو پہیر ادیوے
خالی رواہ اہل السنن ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے مزی نے اطراف مین ایک متابع اسکا ذکر کیا ہے ابو سعید کا
لفظ مرفوع یہ ہے کوئی مسلمان ایسی دعا نہین کرتا جس مین کوئی گناہ یا قطع رحم نہ ہو مگر اللہ اسکو تین چیزون مین سے ایک
چیز دیتا ہے یا تو جلد اسکی دعا قبول کرلیتا ہے یا آخرت کے لیے جمع کر رکہتا ہے یا کوئی برائی مثل اوسکے دور کردیتا ہے
لوگون نے کہا اب ہم کثرت سے دعا کرینگے فرمایا اللہ اکثر ہے رواہ احمد عبادہ بن صامت کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے نہین پکارتا اللہ کو پشت زمین پر کوئی مسلمان کسی دعا مین مگر دیتا ہے اللہ اوسکو یا روکتا ہے کوئی برائی مثل
اوسکی جب تک کہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہین کرتا رواہ احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے مالک ابو ہریرہ سے
مرفوعا روایت کرتے ہین کہ قبول ہوتی ہے دعا ہر ایک کی تم مین سے جب تک کہ جلدی نہ کرے یون کہے کہ مینے دعا کی میری دعا قبول نہ

سہو بھی سر جھکا کر بیٹھ رہے ہے دعا کرنا چھوڑ دے انس کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ خیریت سے رہتا ہے جبتک کہ جلدی نکرے الحدیث
رواہ احمد ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے کہ دل یا ور کبھی والے میں بعضا دل بعضے دل سے زیادہ یاد رکھتا ہے سو تم جب اللہ سے
مانگو تو اجابت کا یقین رکھکر مانگو اسلیے کہ قبول نہیں کرتا اللہ دعا کو غافل دل سے رواہ احمد انس الی آخرہ وعن کہتے ہیں میں اور
عائشہ بیٹھے تھے عائشہ نے رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کو پوچھا اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فرمایا اے رب یہ
مسئلہ ہے عائشہ کا جبریل علیہ السلام آئے کہا اللہ تم کو سلام کہتا ہے یہ میرا ایک بندہ سچی نیت پاک دل سے کہتا ہے اے رب
میں کہتا ہوں لبیک ہے اُسکا کام کر دیا ہوں رواہ ابن مردویہ یہ حدیث غریب ہے **ف** اللہ پاک نے اس آیت کو درمیان
احکام صیام اسلیے ذکر فرمایا کہ وقت کو رہے ماہ صیام کے یا نزدیک ہر افطار کے دعا میں کوشش کرنا چاہیے جسطرح کہ
حدیث ابن عمرو میں مرفوعاً آیا ہے کہ دعا صائم کی وقت افطار کے قبول ہوتی ہے ابن عمرو جب افطار کرتے تو اہل و عیال
کو بلا کر دعا کیا کرتے رواہ ابو داود الطیالسی و دوسرا لفظ انکا روایت ابن ماجہ کے یہ ہے کہ دعا صائم کی وقت افطار
کے مردود نہیں ہوتی ابن عمرو وقت فطر کے یہ دعا کرتے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ
ابو ہریرہ کہتے ہیں رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تین شخص ہیں جنکی دعا پھیری نہیں جاتی ایک امام عادل
دوسرا صائم جبتک کہ افطار کرے تیسرا مظلوم اُسکی دعا کو اللہ بادل کے اوپر اٹھا لیتا ہے آسمان کے دروازے
کھولدیے جاتے ہیں فرماتا ہے مجھکو قسم ہے اپنی عزت کی میں مدد کرونگا تیری گو بعد ایک مدت کے ہو رواہ احمد
اهل السنن **بیت** ترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن ٭ اجابت از در حق بہر استقبال می آید ٭ **بیت**

	آنچہ کس وو دل در رسد	آتش سوزاں نکند با سپند	

سر حال جب بندہ اپنے رب سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ تعالے اُس بندے سے قریب ہوتا ہے
کیسے کہا اس آیت میں سوال قرب و بعد کا تھا کیسے کہا اجابت دعا سے بدلیل اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ لیکن ظاہر یہ ہے کہ سوال
دونوں امر سے تھا قطع نظر روایات سابقہ کے کسی نے کہا یہ قرب اجابت ہے کسی نے کہا قرب علم ہے کسی نے کہا قرب انعام ہے کشاف میں
کہا یہ قرب عبارت ہے سہولت اجابت سے اسلیے کہ قرب حسی ممکن نہیں ہے انتہی لیکن سچی بات جو کہ مطلب ٹھیک مسئلہ یہ ہے کہ قرب
ایک صفت ہے قریب مجیب کے سمجھو اور اسپر ایمان لانا چاہیے تاویل تعطیل سے کچھ علاقہ نہیں ہے ایک معنی آیت کا یہ بھی ہیں کہ
میں قبول کرتا ہوں عبادت دعا کو ابی سے جسطرح حدیث میں آیا ہے کہ دعا عبادت ہے اخرجہ ابو داود وغیرہ من حدیث
النعمان بن بشیر مگر ظاہر یہ ہے کہ اجابت سمجھنا اپنی معنے لغوی پر باقی ہے دعا کو عبادت ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ اجابت عبادت
ہو قبول دعا سے یعنی عبادت مقبول ہونا اسکا اسلیے کہ اجابت اور جزا ہے قبول ہونا اس عبادت کا اور بات ہے مطلب بعض اسا ہے کہ اسے

جسطرح چاہتا ہے اجابت فرماتا ہے کبھی مطلب جلد حاصل ہوجاتا ہے یعنی عنقریب کبھی دیر میں یعنی بعد کبھی کوئی بلا سر سے
دعا کے سبب ٹل جاتی ہے جو اوسکو معلوم بھی نہیں ہوتی سو فرمایا جب تم مجھکو پکارو تو پہلے پیغمبر ملانکو تو طرف ایمان و طاعت کے
مان لو یا یہ مطلب ہے کہ یہ اللہ کے امر و نہی پر قائم ہوکر دعا مانگتے ہیں اجابت کی امیدوار ہیں مجاہد نے کہا استجابت کے یہاں یہ معنی ہیں
کہ تم میری طاعت کرو اجابت کے معنے لغت میں یہ ہیں کہ بندے کیطرف سے طاعت ہو اللہ کیطرف سے عطا أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ

الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ
وَعَفَا عَنكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي
الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ○ حلال ہوا تمکو

روزے کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے وہ پوشاک ہیں تمہاری تم پوشاک ہو انکی اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری
کرتے تھے سو معاف کیا تمکو اور درگذر کی تمسے پھر اب ملو اون سے اور چاہو جو لکھدیا اللہ نے تمکو اور کھاؤ اور پیو جب تک
کہ صاف نظر آوے تمکو دھاری سفید دھاری سیاہ سے فجر پھر پورا کرو روزہ رات تک اور نہ لگو اون سے جب کہ اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یہ
حدیں ہیں باندھی اللہ کی سو اون حدوں کے پاس نہ جاؤ اسطرح بیان کرتا ہے اللہ آیتیں اپنی لوگوں کو شاید وہ بچتے رہیں

ف جب روزہ فرض ہوا تو مسلمان ساری رمضان میں عورت کے پاس نہ جاتے اور پہلی امت کیطرح رات کو سو کر پھر نہ کھاتے
اس بیچ میں بعض شخص رہ نہ سکے حضرت سے عرض کیا تب یہ آیت اوتری یعنی تم اپنی چوری کرتے تھے اللہ نے منع نہیں کیا کھاؤ
صبح تک رخصت ہے جب دھاری سفید پڑے وہی صبح صادق ہے جب تک وہ نہ پھیلے اونچی ہے ستون سی وہ صبح کاذب ہے
مگر اعتکاف میں رات دن عورت پاس نہ جاوے ف ابن کثیر کہتے ہیں یہ رخصت ہے طرف سے اللہ کے مسلمانوں کے لیے ابتدا
اسلام میں بعد افطار کے عشا تک کھانا پینا صحبت کرنا حلال تھا جب نماز پڑھ لی یا سو گیا تو یہ سب کام حرام ہوگئے جب تک
کہ دوسری رات آوے اس میں انکو بڑی تکلیف ہوتی تھی مراد بے پردہ ہونے سے یہ ہے جماع کرنا ہے یہی قول ہے ابن عباس اور
ایک جماعت کثیر کا تابعین وغیرہم سے لباس ہونیکا یہ مطلب کہ تم اونکے پاس چین پاتے ہو وہ تمہارے پاس چین پاتی ہیں
یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ربیع بن انس نے کہا یعنی تم انکا لحاف ہو وہ تمہارا لحاف ہیں حاصل یہ ہے کہ ہر ایک
مرد عورت ایکدوسرے سے خلط ملط گھس بیٹھ اور لپٹ لپٹا کر رہتا ہے اسلیے یہ مناسب ہوا کہ انکو رمضان میں رخصت مجامعت
و مباشرت کی دیجاوے تاکہ اوپر اس کے لوگوں کو حرج نہ ہو جاوے سبب نزول اس آیت کا پہلے قصہ قیس بن صرمہ کا گذر چکا ہے کہ
وہ ایک رات بھوکے سو گئے دوسرے دن دوپہر کو غش آگیا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر ہوا یہ آیت آئی اسکو نہایت درجہ خوشی

حاصل ہوئی رواہ ابو اسحاق عن البراء بن عازب بطولہ اسی طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی واقع
ہو گیا تھا اوسپر یہ آیت اوتری قالہ ابن عباس یہ دونوں قصے کئی طرح سے مروی ہیں ایک جماعت صحابہ و تابعین نے کہا
ہے کہ مراد جاننے سے اللہ کے لکھے کو یہ ہے کہ طلب اولاد کرو کسی نے کہا بلکہ مراد جماع ہے ابن عباس نے کہا مراد لیلۃ القدر
ہے قتادہ نے کہا یعنے وہ رخصت جو اللہ نے دی ہے اوسکو لو کسی نے کہا قرآن کے مباحات کو چاہو کسی نے کہا سب باتیں لو مدعا طلب
رکھو مگر ظاہر قرآن کسی ایک بات کو بھی ان باتوں میں سے مقید نہیں ہے نہ کوئی اور دلیل اسپر قائم ہے اسلیے ابن جریر نے عموم اس
آیت کا ان سب امور کے لیے اختیار کیا ہے حسن بصری نے ابتغوا بعین مہملہ پڑھا ہے بخاری میں تفسیر میں سہل بن سعد
سے آیا ہے کہ جب یہ آیت اوتری اور لفظ من الفجر نہ آیا تو کچھ روزہ دار لوگ سفید سیاہ تاگا پاؤں میں باندھ کر سوتے جب تک
وہ نظر نہ آتے تب تک کھاتے پیتے جب لفظ مذکور اوترا تو سمجھے کہ مراد سفید سیاہ سے دن رات ہے یہی کام عدی بن حاتم نے
کیا تھا اسکو حضرت سے ذکر کیا فرمایا اِنَّ وِسَادَکَ اِذًا لَعَرِیضٌ مراد سفیدی دن کی سیاہی رات کی ہے نہ دو تاگے سفید کالے۔ دوسری
روایت میں یوں ہے کہ عدی نے اپنے تکیے کے نیچے رکھے تھے اوسپر یہ فرمایا کہ تمہارا وسادہ بہت چکلا چوڑا ہے رواہ الشیخان
بعض روایات میں اِنَّکَ لَعَرِیضُ القَفَا آیا ہے بعض میں اِنَّکَ لَعَرِیضُ العَقْلِ ابن کثیر کہتے ہیں بعض نے اسکے
یہ معنے کہے ہیں کہ تم بلید الذہن ہو مگر یہ معنے ضعیف ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب تمہارا وسادہ عریض ٹھہرا تو تمہاری
بیت نا عقل بھی عریض ہو گی لیکن ابن جریر و ابن ابی حاتم کی روایت میں یوں آیا ہے کہ جب عدی نے حال مذکور عرض کیا
تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد انکی کم فہمی ہے واللہ اعلم یہ جو آیت میں پاک سے
صبح تک کھانا مباح کر دیا تو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ سحری کرنا مستحب ہے اسلیے کہ یہ اکل رخصت ٹھہرا رخصت کا لینا محبوب
ہوتا ہے اسلیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ترغیب سحور پر روایت ہوئی ہے انس مرفوعا کہتے ہیں تم سحور کرو سحور میں
برکت ہے رواہ الشیخان صحیح مسلم میں عمرو بن عاص سے مرفوعا آیا ہے کہ فصل درمیان ہمارے روزے اور اہل کتاب کے روزے
کے یہی کھانا سحور کا ہے ابو سعید کا لفظ مرفوع نزدیک امام احمد کے یہ ہے کہ سحور لقمہ برکت ہے تم اوسکو مت چھوڑو گو کوئی ایک
گھونٹ پانی ہی کیوں نہ پی لے اللہ و فرشتے درود بھیجتے ہیں سحری کرنے والوں پر حدیثیں ترغیب سحور میں بہت آئی ہیں
یہاں تک کے پانی ہی پی کر ستانہ آکلین ہو جاوے سحور کا تاخیر کرنا الی قرب الفجر تک مستحب ہے جس طرح کہ صحیحین میں انس بن مالک
نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ سحری کی ہم نے ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر کھڑے ہوئے نماز کو انس نے
کہا پہلا اذان و سحور میں کتنا فاصلہ تھا کہا بقدر پچاس آیت کے حدیث ابی ذر میں مرفوعا آیا ہے کہ ہمیشہ رہیگی امت
میری خیر سے جب تک کہ جلدی کریگی افطار میں دیر لگاویگی سحور میں رواہ احمد بہت حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم نے سحور کا نام غداے مبارک رکھا ہے حذیفہ کا لفظ یہ ہے کہ سحور کیا ہمنے ہمراہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دن
نکل آیا مگر سورج نہ نکلا تھا اس حدیث کو امام احمد ونسائی وابن ماجہ نے روایت کیا ہے نسائی نے کہا عاصم بن ابی النجود
ساتھ اوسکے منفرد ہین یہ حدیث محمول ہو قرب نہار پر کما قال تعالی فاذا بلغن اجلہن فامسکوہن بمعروف او
فارقوہن بمعروف مراد بلوغ سے یہانکہ قرب انقضائے عدت ہو ابن کثیر کہتے ہیں حمل حدیث کا اسی معنی پر متعین ہے
یعنے ایسے وقت سحور کیا کہ طلوع فجر کا یقین نہ تھا گو بعض کو گمان طلوع ہوا تھا ایک جماعت کثیر سلف سے مروی ہے کہ وہ لوگ
نے مقدمہ سحور مین بہ نزدیک مقاربت فجر کے سہل انگاری کی ہے ابوبکر وعمر وعلی وابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہم
حذیفہ وابوہریرہ وابن عمر وابن عباس وزید بن ثابت سے یون ہی مروی ہے اسیطرح ایک گروہ تابعین نے بھی اسطرف
کیا ہے جنکا نام ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین لیکر کتاب الصیام پر حوالہ کیا ہے یہ کہا کہ ابن جریر نے بعض علما سے نقل
کیا ہے کہ امساک طلوع شمس سے واجب ہوتا ہے جسطرح افطار غروب پر جائز ہے ابن کثیر کہتے ہین مین گمان نہین کرتا کہ
کسی عالم کا قدم اس بات پر جم سکے کیونکہ یہ قول مخالف نص قرآن ہے وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ
مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى اللَّيْلِ اور صحیحین مین عائشہ سے مرفوعا آیا ہے کہ نہ روکے تم کو
اذان بلال کی سحر سے کہ وہ رات سے پکارتا ہے تم کھاؤ پیو جبتک کہ اذان دے ابن ام مکتوم کیونکہ وہ جب اذان دیتا
ہے کہ فجر نکل آتی ہے یہ لفظ بخاری کا ہے طلق نے مرفوعا کہا ہے یہ فجر نہین ہے جو افق مین لمبی چلی جاتی ہے ولکن
فجر وہ ہے جو چکلی ولال ہوتی ہے رواہ احمد والترمذی ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ کھاؤ پیو نہ روکے تمکو یہ سفیدی چمکنے والی چڑہنے
والی یہان تک کہ چکلی ہو تمہارے لیے سرخی سمرہ بن جندب کا لفظ مرفوع یون ہے کہ دھوکا نہ دے تمکو پکارنا بلال کا
اور یہ سفیدی جبتک کہ فجر نہ پھیلے یا نہ نکلے رواہ ابن جریر بسند؟ دوسرا لفظ سمرہ کا یہ ہے منع نہ کرے تمکو تمہارے
سحور سے اذان بلال کی اور نہ لمبی فجر ولکن وہ فجر جو آسمان کے کنارے مین پھیلتی ہے تیسرا لفظ انکا یون ہے نہ دھوکا
دے تمکو اذان کہنا بلال کا اور نہ یہ سفیدی جو صبح کا ستون ہے یہانتک کہ یہ سفیدی اوڑے اسی کے لگ بھگ صحیح
مسلم مین بھی آیا ہے ابن عباس نے کہا فجر دو ہوتی ہین جو آسمان پر چمکتی ہے وہ کسی چیز کو حلال حرام نہین کرتی لکن وہ
فجر جو پہاڑون کے چوٹیون پر روشن ہوتی ہے وہ کھانے پینے کو حرام کر دیتی ہے عطا نے کہا آسمان پر ساطع ہونے
والی وہ فجر ہے جو لمبی جاتی ہے اوس سے نہ تو صائم حرام ہو نہ نماز صبح وقت ہو لکن جسکہ وہ پہاڑون پر پھیل جاتی ہے تو صائم
کا شرب حرام جاتی کا صبح وقت ہوجاتا ہے ابن کثیر نے کہا اسلئے تک اسناد صحیح ہے بہت سے سلف کا یہی قول ہے مسئلہ
اللہ پاک نے فجر کو غایت اباحت جماع وطعام وشراب واسطے مرید صوم کے مقرر کیا ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جس نے حالت

جنابت میں صبح کی وہ نہاوے روزہ پورا کرے کچھ حرج نہیں ہے یہی مذہب ہے ائمہ اربعہ و جمہور علماء کا سلفاً و خلفاً کیونکہ عائشہ
و ام سلمہ میں نزدیک شیخین کے آیا ہے کہ صبح کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ جنب ہوتے تھے جماع سے بغیر احتلام
پھر نہاتے روزہ رکھتے ام سلمہ کا لفظ یہ ہے کہ پھر افطار نہ کرتے نہ قضا رکھتے صحیح مسلم میں عائشہ سے آیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا
ای رسول خدا پا لیتی ہے مجھکو نماز اور میں جنب ہوتا ہوں کیا روزہ رکھوں فرمایا یہی میرا حال ہے میں تو روزہ رکھ لیتا
ہوں اوسنے کہا آپ ہماری طرح نہیں ہیں اللہ نے آپکے سارے اگلے پچھلے گناہ بخشدیے فرمایا واللہ میں امید کرتا ہوں کہ
میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے بڑھکر بچنے کی چیز کو جانتا ہوں مگر حدیث ابی ہریرہ میں مرفوعاً یوں
آیا ہے کہ جب اذان صبح ہو گئی اور کوئی تم میں کا جنب ہے تو اوس دن روزہ نرکھے رواہ احمد یہ حدیث جید الاسناد ہے
شرط شیخین پر اور صحیحین و نسائی میں بھی آئی ہے لیکن بعض علماء نے اسکو معلول کیا ہے بسبب عدم رفع کے اور
بعض اسی کیطرف گئے ہیں ابو ہریرہ اور ایک جماعت تابعین کا یہی مذہب ہے بعضے نے بیچ میں فرق کیا ہے اگر سو گیا
اور صبح ہو گئی تو کچھ نقصان نہیں ہے یعنے بحدیث عائشہ و ام سلمہ کے اور جو کام یا قصداً رہ گیا تو پھر روزہ باطل ہوا
بدلیل اسی حدیث ابی ہریرہ کے عروہ و طاؤس و حسن کا یہی قول ہے بعض نے کہا ہے کہ اگر روزہ فرض ہے تو تمام کرے
و قضا رکھے اور جو نفل ہے تو کچھ ضرر نہیں ابراہیم نخعی و حسن بصری نے یوں ہی کہا ہے بعض نے کہا ہے کہ حدیث ابی ہریرہ
حدیث عائشہ و ام سلمہ سے منسوخ ہو گئی لیکن تاریخ تو معلوم ہی نہیں ہے ابن حزم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ منسوخ ہے ساتھ آیت
مذکورہ کی آیت سے ہے لیکن یہ بھی بعید ہے کیونکہ تاریخ نہ دارد بلکہ ظاہر تاریخ سے خلاف نہ ہوا ہے بعض نے حدیث ابو ہریرہ
کو نفی کمال پر محمول کیا ہے پس موجب حدیث عائشہ و ام سلمہ کے جو دلیل ہیں جواز پر روزہ ہوگا ابن کثیر نے کہا ہے یہی
مسلک اقرب جمع اقوال ہے **ف** اس ارشاد سے کہ تمام کرو روزے کو رات تک یہ نکلا کہ افطار نزدیک غروب آفتاب کے
حکم شرعی ہے جس طرح صحیحین میں عمر بن خطاب سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب آوے رات اودہر اور جاوے دن اودہر تو صائم افطار
کرے ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بڑا محبوب بندہ ورن میں مجھکو وہ شخص ہے جو جلدی کرے روزہ افطار
کرتا ہے رواہ احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے بشیر بن خصاصیہ کی بی بی نے چاہا تھا کہ دو روزے ملا کر رکھیں
بشیر نے منع کیا اور یہ کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے نہی فرمائی ہے یہ کہا ہے کہ یہ کام نصاری
کرتے ہیں تم اسطرح روزہ رکھو جس طرح تمکو اللہ نے حکم دیا ہے ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ جب رات ہو تو روزہ کھول
ڈالو اسی لیے احادیث صحیحہ میں وصال صوم سے منع کیا ہے وصال یہی کہ روزے پر روزہ رکھے بیچ میں کچھ نہ کھاوے
حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم وصال نکرو کہا آپ تو کرتے ہیں فرمایا میں تمہاری

طرح نہیں ہون مین رات بسر کرتا ہون مجھکو میرا رب کھلاتا پلاتا ہی لوگ وصال سی باز نہ رہی حضرت نے اونکی ساتھہ دو رات دن وصال
کیا پہر چاند دیکھہ لیا فرمایا اگر چاند دیر کرتا تو مین تمہاری ساتھہ زیادہ وصال کرتا یہ بات بطور جھڑکی و عتاب کے فرمائی رواہ احمد
یہ حدیث صحیحین مین بہی آئی ہے یہی ثابت ہوا ہے کہ وصال خصائص رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سی تہا آپکو وصال کی طاقت
تہی مدد ملتی تہی ابن کثیر کہتے ہین یہ طعام و شراب جسکا ذکر حضرت نے فرمایا ظاہر یہ ہے کہ معنوی تہا نہ حسی
نہ ہوتا اسطرح کسی شاعر نے کہا ہے لہا احادیث من ذکراک تشغلہا عن الشراب وتلہیہا عن الزاد ان
جسکو یہ بات پسند ہو کہ وہ غروب آفتاب سے وقت سحر تک کا رہے تو یہہ ہو سکتا ہے کیونکہ حدیث ابی سعید خدری مین آیا ہے کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وصال نکرو جو کوئی وصال کرنا چاہے وہ سحر تک کری کہا آپ جو کرتے ہین فرمایا مین
تمہاری ہیئت پر نہین ہون مین جو رات بسر کرتا ہون تو ایک مطعم ایک ساقی مجھکو کہلاتا پلاتا ہے رواہ البخاری ام ولد
حاطب سے فرمایا تو کدہر ہے وصال آل محمد سے سحر سے سحر تک رواہ علی مرتضے کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم وصال کرتے تہی سحر سے سحر تک رواہ احمد ابن زبیر وغیرہ سلف چند روز وصال کرتے تہے تو بطور ریاضت نفس
کرتے تہی بطور عبادت یا اسی وصال کو بہی ارشادی براہ شفقت سمجہا تہا جسطرح حدیث عائشہ مین آیا ہے کہ یہ منع از راہ
رحمت تہا اسلیے ابن زبیر اور انکی بیٹے عامر وغیرہ لوگ جو انکی چال پر تہے اس کام کو کرتے انکو قوت تہی کہتے ہین ابن زبیر
لگاتار سات دن روزہ رکہتی ساتوین دن اچہے چاق و چوبند نظر آتے ابو العالیہ نے کہا اللہ نے روزہ دن کو فرض
کیا ہے جب رات آئی تو اب جسکا جی چاہے کہائے جسکا جی نچاہے وہ نکہائے **ف** ابن عباس نے کہا منع مباشرت حالت
اعتکاف مین اوس شخص کے حق مین ہے جو رمضان یا غیر رمضان مین مسجد کے اندر معتکف ہوا ہے اللہ نے اوسپر وطی کرنا
عورتون کا رات کو اور دنکو حرام کیا ہے جبتک کہ اعتکاف ہو چکے ضحاک نے کہا مسجد غیر مسجد کسی جگہہ بہی اعتکاف مین جماع
نہین یہی قول ہے مجاہد و قتادہ وغیرہما کا اسیطرف ایک جماعت صحابہ و تابعین گئی ہے اسپر علما کا اتفاق ہے کہ جو
شخص مسجد مین معتکف ہو اوسپر عورتین حرام ہین اگر کسی حاجت ضروری کے لیے گہر مین آیا ہے تو زیادہ حاجت سے
نٹہیرے جیسے قضای حاجت یا اکل جسکے لیے آیا ہو کرکے جلد پہر کہڑا ہو جورو کا بوسہ نلے نہ اوسکو گلے لگائے نہ بیمار پرسی کرے ہان
راہ چلتی پوچہہ لے فتح البیان مین لکہا ہے کہ اعتکاف شرع مین نام ہے ملازمت طاعت مخصوص کا بشرط مخصوص اسپر اجماع
ہے کہ اعتکاف واجب نہین ہے اور نہین ہوتا مگر مسجد مین ابن مسعود سے مرفوعا کہا ہے کہ نہین اعتکاف مگر مساجد ثلثہ یا
مسجد جماعت مین رواہ سعید بن منصور انتہی عورت اگر اعتکاف کرے تو اوسکو مسجد بیت کافی ہے یعنی نزدیک تین
اماموں کے سوا امام مالک کے گہر کی مسجد وہی جگہہ ہے جسکو مکان سامنے عورتون کی واسطے نماز پڑہنے کے علیحدہ

مقرر کر رکھا ہے اور اگر مسجد میں پردہ کر کے یا خیمہ یا صدرہ یا دری لگا کر اعتکاف کرے تو سب سے افضل ہے اسلیئے کہ ام المؤ
منین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اپنے مسجد نبوی میں بوریے کا حجرہ سا کر اعتکاف کیا ہے واللہ اعلم ان کے سوا مسائل متعلق و مختلف اعتکاف کتاب
الصیام میں لکھی ہین فقہائے مصنفین جو کتاب اعتکاف کو بعد کتاب صیام کے لکھتے ہین یہ اقتدا ہے قرآن عظیم کا کیونکہ
اللہ پاک نے بعد ذکر صوم کے ذکر اعتکاف کا فرمایا اس ترتیب مین یہ ارشاد بہی ہے کہ تم صوم مین اعتکاف بہی کیا کرو آخر
تہہ صیام مین معتکف ہوا کرو اسطرح رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپ عشرۂ اواخر شہر رمضان مین آخر
دم تک اعتکاف کرتے رہے سو حضرت کے بعد آپ کی بیبیون نے اعتکاف کیا یہ حدیث صحیحین مین عائشہ سے آئی ہے صفیہ رضی
جیسی حضرت کے دیکھنے کو آیا کرتین حضرت معتکف ہوتے وہ ہر بات چیت کر کے چلی جاتین ایک رات رخصت ہوکر اپنے گہر جاتی
تہین انکا گہر مدینہ میں اسامہ بن زید کے گہر مین تہا رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم انکے پہچانے کو گہر تک کہڑے ہوگئے راہ
مین دو انصاری ملے انہون نے حضرت کو دیکہہ چہپانا کیا دوسری روایت مین ہے کہ شرم سے چھپنے لگے اسلیے کہ حضرت
کے ساتہہ حضرت کی بی بی تہین فرمایا ٹہیرو جلدی سے بہاگے نہ جاؤ یہ صفیہ رضی ہے انہون نے کہا سبحان اللہ اے
رسول خدا فرمایا شیطان خون کیطرح آدمی کی رگون مین چلتا پہرتا ہے مین ڈرا کہ کہین تمہارے دلمین کچہہ اور خیال نہ ڈالدے
رواہ الشیخان امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت نے چاہا کہ اپنی امت کو تہمت کی جگہہ سے بچنے کی تعلیم فرما دین تاکہ کسی کے
محذور مین نہ گرین ورنہ وہ دونون انصاری ایسے نہ تہے کہ کبہی اسطرح کا گمان رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کرتے
رہی یہ بات کہ مراد لفظ مباشرت سے اس آیت شریف مین کیا ہے ان کثیر نے کہا مراد جماع اور دواعی جماع ہین جیسے
بوسہ لینا گلے لگانا یا اور کچہہ مثل اسکے باقی رہا چیز کا اوٹہانا دینا یا کوئی اور کام کرنا سو منع نہین ہے کیونکہ صحیحین
مین عائشہ سے آیا ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سر مبارک اپنا ادہر نزدیک کر دیتے تہے سو مین کنگہی کرتین حالانکہ
حائض ہوتین حضرت گہر مین بغیر حاجت انسان نہ آتے غرضکہ یہ سارے حکم حضرت عزیمت و حرمت و اباحت و غایت
صوم کے جو اس جگہہ بیان فرمائی ہین اللہ کے حدود و شرائع ہین انکے پاس نہ پہٹکنا چاہیے سو جسطرح اس آیت شریف مین
احکام صیام بیان کیے ہین اسیطرح اللہ تعالے سارے احکام اپنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان صدق ترجمان پر
لوگون کیلیے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ لوگ راہ پر آجاوین طاعت اختیار کرین کما قال تعالی هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ
عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ
بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ نہ کہاؤ
مال ایکدوسرے کا آپسمین ناحق اور نہ پہونچاؤ انکو حاکمون تک کہ کہا جاؤ کاٹ کر لوگون کے مال مین سے مارے گناہ کی اور تم کو

ع ۲۳

ف کسیکا مال کہا جاؤ بنا کر مہربان کو حاکم مگر دو رشوت میں اپنا مال یا دو کو حاکموں طرح کی مال کسی جیسے ہو معلوم
ابن عباس نے کہا یہ آیت اوس شخص کے حق میں آئی ہے کہ جسپر کسیکا مال لینا ہے مگر کوئی گواہ نہیں تو شخص اوس مال کا
انکار کر کے حاکم کے سامنے جہگڑتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ اوسپر حق ہے اور جانتا ہے وہ اس مال کو حرام طور پر کہاتا ہے یہی بات
ایک جماعت تابعین نے کہی ہے پہر یہ کہا کہ تو نہ جہگڑ اور تو جانتا ہے کہ تو ظالم ہے صحیحین میں ام سلمہ سے آیا ہے کہ رسولخدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سن رکہو کہ میں بشر ہوں میرے پاس کوئی خصم آتا ہے شاید بعض لوگ تمہاری بات چیت میں
بعض سے تیز ہیں پہر اوسکے موافق حکم دیدیتا ہوں سو جس کو میں کوئی حق کسی مسلمان کا دلوا دیا تو وہ ایک آگ کا
ٹکڑا ہے اب چاہے اوس ٹکڑے کو اوٹہا لے یا چہوڑ دے پس اس آیت کریمہ اور حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ حکم حاکم کا کسی شے
کو نفس الامر میں بدل نہیں کر دیتا ہے تو پہر کوئی چیز حرام حقیقت میں حلال ہو گی نہ کوئی حلال چیز حرام ہو سکے گی بلکہ
فقط ظاہر کا الزام رہا حاکم کو اجر ملیگا حیلہ گر گناہ رہے گا اسی لیے اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ تم کو معلوم ہے یعنی باطل
اپنے دعوے کا جہگڑے کر تم باتیں بنا کر بات کیا چاہتے ہو قتادہ نے کہا ہے اے لوگو حکم قاضی کا نہ کسی حرام کو حلال کر سکتا
ہے نہ کسی باطل کو حق حکم قاضی جو دیکہتا ہے یا جیسی لوگ گواہی دیتے ہیں اوسکے موافق حکم کرتا ہے قاضی بشر ہے اوس سے
خطا بہی ہوتی ہے ٹہیک بات یہی کہتا ہے سو جس کسی کے لیے کوئی حکم باطل دیا گیا تو وہ جہگڑا ابہی نہیں چکا قیامت
میں اللہ دونو کو جمع کر کے حقدار کا فیصلہ ناحق والے پر کرے گا یہ فیصلہ اوس دنیا کے سے زیادہ درست و چیت ہو گا جو
باطل کے لیے محق پر دنیا میں کیا گیا تہا **ف** یہ آیت تعریف شامل ہے ساری اہت سارے مال کو کوئی چیز بہی اس
حکم عام سے باہر نہیں نکل سکتی مگر جسپر کوئی دلیل شرعی آ چکی ہو کہ فلان مال کا لینا جائز ہے کہ اوسوقت اوسکا حق
ہو گا نہ باطل سے اور اوس مال کا کہانا حلت سے ٹہیر یگا نہ گناہ سے گو صاحب مال خوش ہی کیوں نہ ہو جیسے دلوانا قرض
کا حکم قصداً رہنے یا لینا زکوۃ کا جو اللہ نے واجب کی ہے یا جسکا نفقہ شرع میں واجب ہے حاصل یہ ٹہیرا کہ جس مال کا
لینا مالک سے شرع نے مباح نہیں کیا ہے وہ مال کو لینا باطل ہے گو مالک مال کا جی خوش ہو جیسے مہر بغی یعنی کسی کی
خرچی یا حلوان کاہن یعنی بدلا نہ غیب کی باتیں بتا نیوالے کا یا قیمت شراب کی یا اجرت سرودی کی یا جوا یا رشوت یا جہوٹی
گواہی یا امانت میں خیانت یا ظلم و غصب غارتگری و رہزنی و چوری سے مال لیکر کہانا جیسے یہ گروہ کہ اوسپر تو باطل
سے مال کہا وے پہر حاکموں تک جہوٹی بات بنا کر پہونچاوے حاکم خواہ مال میں حکم دے یا فرج میں جب وہ حکم کسی جہوٹی
گواہی یا جہوٹی قسم پر جاری ہو گا تو اس مال کا کہانا کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا اوسکا نام اکل بالباطل ہے اسی
طرح جب کسی حاکم نے رشوت لیکر کوئی حکم دیا تو وہ مال باطل سے لیا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ حکم حاکم سے اباحت ہو جاتی ہے سو یہ روایت یا تو اون سے ثابت نہوگی اور اگر ثابت ہو تو مردود ہے بنص کتاب وسنت صحیحہ یعنی حدیث متقدم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے جنہنے کہا مراد آیت سے یہ ہے کہ تم حاکموں کا نام لیکر لوگوں کا مال نہ کہاؤ لکن معنے اول اولے ہین قاضی شریح کہا کرتے تھے مین حکم کرتا ہون موافق تیرے اور مین خیال کرتا ہون کہ تو ظالم ہے لکن مجہکو سوا اسکے کہ جو بینہ حاضر ہے اوسکے مطابق حکم دون اور کچھ نہین بن سکتا ہے مگر میرا حکم کسی حرام کو تیرے لیے حلال نہین کریگا

يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

تجہہ سے پوچھتے ہین چاند کا نیا نکلنا تو کہہ یہ وقت ٹہیرے ہین واسطے لوگونکے اور واسطے حج کے اور نیکی یہ نہین کہ گہرون مین آؤ چہت پر سے لکن نیکی وہی جو کوئی بچتا رہے اور گہرون مین آؤ دروازون سے اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید تم مراد کو پہونچو **ف** لوگون نے حضرت سے پوچہا تہا کیا سبب ہے چاند ایک حالت پر نہین رہتا اللہ نے جواب فرمایا کہ اسیر حال بدلتے رکہے ہین تا مہینے کی حد ٹہیرے پہر مہینون سے برس ٹہیرے پہر اوسپر خلق کی معاملت اسکی عبادت کو وقت مقرر ہو عبادت جو برس مین مقرر ہے ایک روزہ ہے جسکا حکم مذکور ہوا دوسرے حج ہے اُسکا حکم آگے شروع ہوتا ہے کفر کی غلطیون مین ایک یہ تہا کہ جب گہر سے نکلکر احرام باندہا حج کا پہر کچہ ضرورت ہوئی کہ گہر مین جانا چاہے تو دروازے سے نجاتے چہت پر چڑہکر آتے اوسکو اللہ نے غلط کیا ابن عباس نے کہا مواقیت سے یہ مراد ہے لوگ ہلال سے وقت ختم میعاد قرض کا عورتون کی عدت کا وقت حج کا معلوم کرتے ہین ابو العالیہ نے کہا یہ وقت ہین صوم مسلمین و افطار صوم وعدت نسا کے یہی قول ہے عطا وضحاک وقتادہ وسدی وربیع کا ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے اللہ نے ہلال کو وقت مقرر کیا ہے تم روزہ رکہو ہلال دیکہکر کہولو ہلال دیکہکر اگر تمپر ابر ہو تو تیس دن گن لو رواہ عبد الرزاق اسکو حاکم نے بہی حدیث ابن ابی رواد سے نقل کیا ہے پہر کہا کہ وہ ثقہ عابد مجتہد شریف النسب تہا اس حدیث کی اسناد صحیح ہے شیخین نے اوسکو روایت نہین کیا یہی مضمون حدیث طلق مین بہی مرفوعاً آیا ہے حدیث ابوہریرہ وکلام علی مرتضے سے بہی مروی ہے ابن عباس کہتے ہین معاذ بن جبل وثعلبہ بن عنمہ انصاری نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تہا کہ چاند کا کیا حال ہے کہ پہلے تو باریک ایک تاگے کیطرح نکلتا ہے پہر بڑہتا جاتا ہے یہانتک کہ پورا ہوجاتا ہے پہر گہٹنا شروع ہوتا ہے باریک ہوجاتا ہے پہر اوسیطرح نکلتا ہے اسکا جواب ملا کہ یہ بہت سے کاموں کے وقت ہین جیسے حل دین صوم وفطر اوقات حج اجارات اوقات حیض شروط مؤجلہ ایمان ونذور وغیر ذلک پہلے اسکی چال اور سورج کی چال مین فرق ہے وہ ایک حال پر رہتا ہے اسکا حال بدلتا جاتا ہے خازن وابو السعود نے کہا جواب مطابق سوال ہے اسکے حساب سے ماہ وسال کا درست رہتا ہے ومثلہ قولہ تعالی وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ و

والحساب کسی نے کہا جواب اس طرح پھیر دیا ہے ہمین تنبیہ ہی اس بات پر کہ تم سب انتقالات کو کیا پوچھتے ہو وہ تو ایک غیب کی بات ہے
تم کو اوس سے کچھ غرض نہین یہ پوچھو جو ہم نے بتایا اس طرح کے جواب کو اسلوب حکیم کہتے ہین بخاری مین برا سے مروی ہے
کہ جاہلیت مین جب احرام باندھتے گھر کے پچھواڑے سے آتے اوس پر یہ آیت اوتری کہ گھر مین دروازے سے آؤ ابوداؤد کا لفظ
یہ ہے کہ انصار جب سفر سے آتے تو گھر کے دروازے سے داخل نہوتے جابر نے کہا قریش کو حمس کہتے تھے وہ احرام مین ابواب سے
آتے انصار اور سارے عرب پشت کیطرف سے آتے ایک روز رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم بستان مین تھے دروازے سے باہر آئے
قطبہ بن عامر انصاری ہمراہ تھے لوگون نے کہا اے رسولخدا یہ شخص تاجر ہے آپکے ہمراہ دروازے سے باہر آیا اوس سے کہا تم نے
یہ کیون کیا کہا جو تم کو کرتے دیکھا وہی میں نے کیا اونہون نے کہا ہم تو حمس ہین کہا میرا دین وہی ہے جو تمہارا اوسکے اوس پر یہ
آیت اوتری رواہ ابن ابی حاتم اسیطرح ایک جماعت صحابہ و تابعین سے بھی مروی ہے حسن بصری نے کہا جو سفر کے ارادے
سے نکلتا اور نجاتا تو گھر کے پچھواڑے سے گھر مین آتا باب سے نہ آتا محمد بن کعب نے کہا جب کوئی اعتکاف کرتا تو دروازے
گھر مین نہ آتا عطا بن رباح نے کہا اہل یثرب جب عید سے پھرتے گھرون مین پچھواڑے سے آتے اسکو اچھا کام سمجھتے ابو عبید
نے کہا یہ ایک ضرب المثل ہے اسکے یہ معنی ہین کہ جہالت سے سوال کرنا کوئی اچھی بات نہین اچھی بات تقوے ہے اور سوال
کرو اہل علم سے کسی نے کہا اس مثل کے یہ معنے ہین کہ عورتون کی دبر مین جماع نہ کرو قبل مین کرو اللہ سے ڈرو جو تم کو حکم دیا ہے
وہ بجا لاؤ جس سے منع کیا ہے اسکے پاس نجاؤ تا یہ کہ جس دن تمکو اللہ اپنے سامنے کھڑا کرکے جزا دیگا اوس دن تم اوسکی پکڑ سے
چھوٹ کر اپنی مراد کو پہنچ جاؤ

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝
وَاقْتُلُوْھُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْھُمْ وَاَخْرِجُوْھُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْکُمْ وَالْفِتْنَۃُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْھُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْکُمْ فِیْہِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْکُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ ؕ کَذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ ۝ فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ
رَّحِیْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ ؕ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝

لڑو اللہ کی راہ مین اون سے جو لڑتے ہین تم سے اور نہ زیادتی کرو اللہ نہین چاہتا زیادتی والونکو مارو انکو جہان پاؤ نکالدو انکو جہان سے
اونہون نے تمکو نکالدیا دین سے بچلانا مارنے سے زیادہ ہے نہ لڑو اونسے مسجد الحرام پاس جبتک وہ نہ لڑین تم سے اوس جگہہ پھر اگر وہ لڑین تو
انکو مارو یہی سزا ہے منکرون کی پھر اگر وہ باز آوین تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے لڑو ان سے جبتک باقی رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا پھر اگر
وہ باز آوین تو زیادتی نہین مگر بے انصافون پر **فج** کر ساتھ مین یہ ذکر بھی ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے وقت سے شہر مکہ جائے امان
ہے اگر یہان دشمن کو دشمن پاتا تو بھی کچھ نہ کہتا حج کے اول و آخر تین مہینے ذیقعدہ ذیحجہ محرم حج تھا جب کہ وہی وقت زیارت تھا
یہ چار مہینے وقت امان تھے کہ تمام ملک عرب مین راہین جاری ہوتین لڑائی موقوف رہتی اللہ تعالے نے انکا حکم فرمایا ہے اس آیت مین اوبھی

لڑائی کا حکم جہاد کا اول اوترا کہتا ہے یہ حکم فرمایا کہ تم سے لڑیں اونسے لڑو زیادتی مت کرو اسکے معنی یہ ہیں کہ لڑائی میں لڑکے بوڑھے عورتیں
قصداً مارے جاویں لڑنے والوں کو مارو پھر یہ بتایا کہ مکہ جانے امن ہے کیونکہ جب تک وہاں سے ابتدا کی اور ستم ظلم کیا ایمان لانے پر ستانے
لگے کہ یہ فساد قتل سے زیادہ ہے تو اب انکو امان نہیں جہاں پاؤ مارو آخر جب مکہ فتح ہوا تو حضرت نے یہی حکم کیا کہ جو ہتیار سامنے
کرے اوسی کو مارو باقی سب کو امن دیا پھر اللہ نے کہا اگر اس سے پھریں مسلمان ہوں تو توبہ قبول ہے پھر فرمایا کہ لڑائی کا فرض ہے
اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو دین سے گمراہ نہ کر سکیں حکم اللہ کا جاری رہے اگر تابع ہو کر رہیں تو لڑائی کی حاجت نہیں ایمان تو
دل پر موقوف ہے زور سے مسلمان کرنا کیا حاصل ف ابو العالیہ نے کہا یہ پہلی آیت ہے جو مقدمہ قتال میں ہے جب یہ اتری اسکے
اوترے پیچھے جو کوئی لڑتا اوس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی لڑتے جو لڑتا اوس سے نہ لڑتے یہاں تک کہ سورۂ برأت اوتری
یہی قول ابن زید کا ہے اونہوں نے کہا یہ آیت منسوخ ہے اسکی ناسخ وہ آیت ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ ابن کثیر
کہتے ہیں اس میں نظر ہے اسلیے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ برانگیختہ کرنا ہے اون دشمنوں پر جنکا ارادہ قتال اسلام و اہل
اسلام کا تھا یعنی جسطرح وہ تم سے لڑتے ہیں تم بھی اونسے لڑو کما قال وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً اسلیے
اس آیت میں یہ فرمایا ہے وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ الآیہ یعنی تمہاری ہمت لڑنے پر ویسی ہی آمادہ اور بلند رہے جیسے
انکی ہمت جیسے تمہارے لڑنے پر، اور تمہارے نکالنے پر تمہارے بتصروف برابر کا بدلا ہے زیادتی سے منع کیا یعنی ارتکاب مناہی
ہو جیسے مثلہ کرنا خیانت کرنا نساء و صبیان و شیوخ کا مارنا جنکو نہ کچھ عقل نہ ہمت قتال کی رہبان و اصحاب صوامع کا قتل کرنا
درختوں کا جلا دینا حیوانوں کا بغیر مصلحت مار ڈالنا یہی قول ہے ابن عباس و عمر بن عبد العزیز و مقاتل بن حیان کا اسی لیے
صحیح مسلم میں بریدہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جاؤ لڑو راہ خدا میں مارو انکو جو منکر
ہیں اللہ کے خیانت نکرو عہد نہ توڑو مثلہ نکرو بچوں کو صومعہ والوں کو نہ مارو روایت احمد ایضاً ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی لشکر بھیجتے فرماتے نکلو بسم اللہ لڑو راہ خدا میں کافروں سے زیادتی نکرو خیانت نکرو مثلہ نہ کرو اولاد
صومعہ والوں کو نہ مارو روایت احمد اسی طرح ابو داؤد نے بھی انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے صحیحین میں ابن عمر سے آیا ہے
کہ بعض غزوات میں ایک عورت مقتول ملی آپ نے قتل نساء و صبیان پر انکار کیا حذیفہ نے کہا بیان کی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کئی مثلیں ایک تین پانچ سات تک گنیں ان میں سے ایک مثل کہی باقی چھوڑ دیں فرمایا ایک
قوم کمزور و محتاج تھی اون پر جبر و عداوت والے لڑے اللہ نے اہل ضعف کو اونپر غلبہ دیا اونہوں نے اپنے دشمنوں کو کام
کاج میں لگایا اونپر مسلط ہو گئے اللہ کو اپنے اوس دن قیامت تک خفا کر لیا روایت احمد ابن کثیر نے کہا یہ حدیث حسن
الاسناد ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ جب ان ضعفاء اور فقراء پر قدرت پائی تو زیادتی پر چلے جا کی جو کام لائق اونکے

رہا دہ اوسی لینا نہ رہوسو کیا اللہ تعالی نے یہ سبب اس بادبی کے ماخوذ ہو گیا احادیث وآثار اس باب میں بہت ہیں جہاد میں
جان کا جانا لوگوں کا قتل ہونا ہوتا ہے اسلیے اللہ پاک نے آگاہ کر دیا کہ انکا کفر و شرک ساتھ خدا کے روکنا اللہ کی راہ سے
کہیں زیادہ سخت اور بڑا ہے قتل سے ابو العالیہ و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و حسن و قتادہ و ضحاک و ربیع نے کہا شرک
سخت تر ہے قتل سے یعنی مراد فتنے سے اس جگہہ شرک ہے سو فرمایا کہ پاس مسجد الحرام کے نہ لڑو صحیحین میں آیا ہے کہ حرام
کیا اللہ نے اس شہر کو جسدن آسمان زمین کو پیدا کیا سو یہ شہر حرام ہے اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک حلال نہیں
ہوا مگر ایک ساعت دن کو اور وہ اس ساعت میری ہی حرام ہے اللہ کی حرمت سے روز قیامت تک کاٹا جاوے درخت
اسکا نہ اوکھاڑا جاوے کانٹا اوسکا اگر کوئی رخصت لیوے قتال رسول اللہ سے تو تم کہدو کہ اللہ نے اذن دیا تھا اپنے رسول کو
تم کو اذن نہیں دیا ہے ابن کثیر کہتے ہیں مراد لڑنا ہے انکا دن فتح مکہ کے اوسکو رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
لڑ کر لیا تھا کچھہ لوگ جنکے نزدیک اب تک یہی ہے کہ صلح سے فتح کیا تھا اس دلیل سے کہ آپنے فرمایا تھا جو شخص
بند کر لیا دروازہ اپنا وہ امن میں ہے جو داخل ہوا مسجد میں وہ امن میں ہے جو گھس گیا گھر میں ابوسفیان کے وہ امن میں
ہے پھر اللہ تعالی نے قتال سے نزدیک مسجد حرام کے روکدیا مگر اس صورت میں کہ ابتدا انہیں کیطرف سے ہو یہ گویا دفع
کرنا ہے حملہ آور کا جسطرح کہ حضرت نے دن حدیبیہ کے پیچھے درخت کے بیعت لی تھی قتال پر جبکہ قریش و ثقیف نے حملہ کیا
تھا مگر اوسوقت بھی اللہ نے قتال کو روک دیا کما قال تعالی وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ
مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وقال وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ
مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا پھر ارشاد کیا کہ اگر وہ
لوگ حرم میں نہ لڑیں توبہ کر کے مسلمان ہو جاویں تو اللہ انکے گناہ بخشدیگا گو مسلمانوں کو مار ڈالا ہو بیچ اللہ کے حرم میں قتل
ہی کیوں نہ کیا ہو اسلیے کہ اللہ کے آگے کوئی گناہ اتنا بڑا نہیں ہے کہ توبہ کرنے سے نہ بخشا جاوے پھر فرمایا کہ کافروں سے
اتنا لڑو کہ فتنہ یعنی شرک باقی نہ رہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے کہ اللہ کا دین سب دینوں پر غالب اور اونچا
ہو جاوے جسطرح صحیحین میں ابو موسی اشعری سے آیا ہے کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کوئی آدمی شجاعت کے لیے کوئی
حمیت کے لیے کوئی ریا کے لیے لڑتا ہے ان میں سے کون سا لڑنا اللہ کی راہ میں ہے فرمایا جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو
وہی اللہ کی راہ میں ہے اور یہی صحیحین میں ہے مجھکو حکم ہے کہ میں لوگوں سے یہانتک لڑوں کہ وہ سب لا الہ الا اللہ کے قائل ہوں جب
وہ اوسکے قائل ہو نگے تو اپنے جان اپنے مال مجھ سے بچا لینگے مگر حق سے اور انکا حساب اللہ پر ہے پھر اگر وہ شرک و قتال سے
باز رہیں تو پھر جو کوئی انسے بعد اس بات کے لڑیگا وہی ظالم و متعدی ہے مراد عدوان سے اس جگہہ معاقبہ و مقاتلہ ہے کقولہ فمن

اعتدٰی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدٰی علیکم وقولہ تعالیٰ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا وان عاقبتم فعاقبوا بمثل
ما عوقبتم بہ عکرمہ و قتادہ نے کہا ظالم وہ ہے جس نے لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کیا بخاری میں ہے کہ دو آدمی فتنہ ابن زبیر
میں پاس ابن عمر کے آئے کہا لوگ ضائع ہو گئے تم عمر کے بیٹے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب ہو تمکو نکلنے سے کون مانع
ہوں کہا مانع ہے کہ اللہ نے میرے بھائی کا خون حرام کیا ہے کہا اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ابن عمر نے کہا ہم نے قتال کیا یہانتک کہ
فتنہ باقی نہ رہا اور دین اللہ کا ہو گیا تم چاہتے ہو یہانتک لڑو کہ پھر فتنہ قائم ہو جائے دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک آدمی نے ابن عمر
سے کہا کیا سبب ہے کہ تم ایک سال حج کرتے ہو ایک سال گھر رہتے ہو اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تم نے چھوڑ دیا حالانکہ تم جانتے
ہو کہ اللہ نے کیسی رغبت جہاد میں فرمائی ہے کہا اے بھتیجے اسلام کی پانچ بنیادیں ہیں ایمان لانا اللہ و رسول پر پڑھنا نماز
پنجگانہ کا روزہ رکھنا رمضان میں ادا کرنا زکوٰۃ و حج کا کہا تم نہیں سنتے جو اللہ نے اسی کتاب پاک میں کہا ہے وان
طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدٰھما علی الاخرٰی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء
الی امر اللہ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ انہوں نے کہا ہم یہ کام عہد رسالت میں کر چکے جب اسلام کم تھا آدمی فتنہ دین میں پھیر
جاتا تھا مارا جاتا تھا یا عذاب کیا جاتا جب اسلام بہت ہو گیا کوئی فتنہ نہ رہا کہا بھلا علی و عثمان کے حق میں کیا کہتے ہو
کہا اللہ نے عثمان کو معاف کیا مگر تم کو معاف کرنا خوش نہیں آتا رہے علی سو وہ ابن عم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور انکو
داماد ہیں پھر ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ انکا گھر ہے جسے تم دیکھتے ہو ف فتح البیان کا یہ لفظ ہے کہ بلا خلاف اہل العلم
قتال ہجرت کے پہلے منع تھا لقولہ فاعف عنھم واصفح وقولہ واھجرھم ھجرا جمیلا وقولہ لست علیھم بمصیطر وقولہ
ادفع بالتی ھی احسن وغیرہ آیات جو مکہ میں اتری ہیں سو جب بعد ہجرت ہوئی حکم قتال کا ہوا یہ آیت اسوقت اتری
کسی نے کہا پہلی آیت قتال کی یہی ہے کسی نے کہا پہلی آیت یہ ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا یہانتک کہ یہ آیت آئی اقتلوا
المشرکین وقولہ تعالیٰ وقاتلوا المشرکین کافۃ کہتے ہیں اس آیت سے ستر آیتیں منسوخ ہو گئیں ایک جماعت سلف نے کہا مراد الذین
یقاتلونکم سے سوا عورتوں بچوں بوڑھوں بیماروں درویشوں دیوانوں اپاہجوں لنگڑوں لولوں معذوروں کے ہیں اور
اس آیت کو محکم غیر منسوخ ٹھیرایا ہے اللہ نے پہلی آیت میں حکم جہاد کا اس شرط سے فرمایا تھا کہ اگر کفار پیشقدمی کریں تو تم
بھی لڑو دوسری آیت میں یہ کہا کہ خواہ وہ لڑیں یا نہ لڑیں تم لڑو مگر پاس مسجد الحرام وقت فتح مکہ کے جو کوئی مسلمان
نہ ہوا اوسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بموجب حکم اخرجوھم شہر سے نکال دیا فتنے سے ایک مراد وہ آفت بھی ہے
جو آدمی کی جان پر یا اہل و مال پر یا آبرو پر آتی ہے وہ بھی قتل سے بڑھکر ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد فتنہ ہے دین میں کسی
سبب سے ہو کسی صورت سے ہو اسی جا پر اوسکو اشد ٹھیرایا ہے ایک گروہ نے کہا یہ آیت محکم ہے یعنی حرم میں قتال کرنا حرام

ہے مگر جب کوئی راہ تعدی قتال کر بیٹھے تو اوسکا مدافعہ مقاتلہ سے جائز ہے شوکانی رح کہتے ہیں حق یہی ہے حسن نے کہا کہ یہ آیت
منسوخ ہے اونہوں نے کہا جمع ممکن ہے اس طور پر کہ جہاں مشرک کو پاؤ مگر حرم میں یعنی عام کو خاص کر دیا گیا وہ حدیث جس میں
حلت ایک ساعت آئی ہے اسی کی موید ہے قائلین نسخ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن خطل کو قتل کیا حالانکہ
وہ کعبے کے پردے سے لٹکا تھا اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قتل اوسی ساعت حلت میں ہوا تھا اب یہی حکم ہے کہ مشرکوں کو قتل کرنا چاہیے
گو حرم میں ہو مگر ابتدا بھی انکی طرف سے ہو اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ
فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ حرمت کا مہینا مقابل
حرمت کے مہینے کے ہے اور کہنے میں برابری ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم اوس پر زیادتی کر دو جیسے اوس نے زیادتی کی ڈرتے رہو
اللہ سے جان رکھو کہ اللہ ساتھ ہے پرہیزگاروں کے **ف** یعنی اگر کوئی کافر ماہ حرام کو مانے کہ اس مہینے میں تم سے لڑے تو تم
بھی اوس سے لڑو اور مکے لوگ اسی مہینے میں ظلم کرتے رہے ستاتے رہے مسلمان اون سے کیوں قصور کریں بلکہ سفر حدیبیہ
میں ماہ ذیقعدہ تھا عمرے کو حضرت گئے تھے کافر لڑنے کو موجود ہوئے یہ آیت اسواسطے اوتری کہ مسلمان خطرہ کرتے تھے کہ اگر ماہ
حرام میں کافر لڑنے لگیں تو ہم کیا کریں انتہی **ف** ابن عباس ضحاک سدی قتادہ مقسم ربیع عطا وغیرہم نے کہا ہے
کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سال ششم ہجرت میں عمرے کو لے گئے تو مشرکوں نے شہر میں آنے بیت اللہ میں جانے
سے آپکو اور ساتھ والوں کو ماہ ذیقعدہ میں روکدیا حالانکہ یہ مہینا حرام تھا آخر سال آیندہ پر صلح کرلی چنانچہ اگلے سال
مع مسلمین داخل ہوئے ولله الحمد اللہ نے اوس قصے کا ذکر کیا اور یہ آیت اوتاری جابر بن عبداللہ کہتے ہیں حضرت شہر حرام میں
نہ لڑتے مگر جبکہ آپ سے کوئی لڑتا جب لڑے اور مہینا حرام کا آجاتا تو رک جاتے یہانتک کہ گذر جاوے اسکو امام احمد نے
روایت صحیح لکھا ہے یہ بات یوں ہوئی کہ حضرت حدیبیہ میں ٹھیرے ہوئے تھے کہ اتنے میں یہ خبر آئی کہ عثمان مارے گئے اونکو
حضرت نے بطور سفیر کے مشرکین پاس بھیجا تھا تب حضرت نے نیچے درخت کے ایک ہزار چار سو اصحاب سے قتال مشرکین پر بیعت
لی تھی جب معلوم ہوا کہ عثمان زندہ ہیں تو لڑنے سے رک گئے مصالحہ کر لیا پھر جو کچھ ہوا سو ہوا اسیطرح جب قتال ہوازن سے دن حنین کے فارغ
ہوکر طائف کا محاصرہ فرمایا اسی میں مہینا ذوالقعدہ کا آگیا اس محاصرے میں منجنیق جاری ہوتی تھی چالیس دن تک محاصرہ
صحیحین میں آیا ہے کہ اس سے کہا جب بہت صحابہ مارے جانے لگے تو حضرت بدون فتح پھر آئے مکہ کیطرف سے جعرانہ سے عمرہ کیا جہاں غنیمت
حنین کی تقسیم ہوئی تھی یہ عمرہ جعرانہ بھی ماہ ذیقعدہ میں پڑا تھا سال ہشتم ہجرت کے **ف** اس آیت میں حکم عدل کا
فرمایا ہے یہانتک کہ مشرکین میں بھی کما قال تعالی وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وقال وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ
سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ابن عباس کہتے ہیں یہ آیت مکہ میں اوتری ہے جہاں جہاد تھا نہ کوئی خار پھر آیت قتال سے جو مدینے

میں اوتری اوسکو منسوخ کردیا ابن جریر اس قول کا رد کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ یہ آیت مدنی ہے بعد عمرہ قضیہ کے اوتری
ہے اس قول کو طرف مجاہد کے منسوب کیا ہے ابن کثیر نے کہا اللہ جیسا یہ سقیفہ کے یعنی نصر وتاسید سے دنیا وآخرت میں انتہی
ساری اگلے پچھلے مفسرین نے سوا آیت استوا کے باقی آیات معیت وقرب واحاطہ کو تاویل کیا ہے سا یہ الفاظ سیاق
مقام کے اس بات میں اہل بدعت کی ایک ہی حال ہے یا اسلیے کیا ہے کہ جو علو وفوق ذات سے سمجھا گیا ہے وہ ایسے
حال پر قائم ہے آیات متشابہ موافق محکم ہو جاویں لیکن محققین اہل حدیث کا یہ طریقہ ہے کہ وہ قرب ومعیت وغیرہ پر ایمان
لاتے ہیں تاویل بعون نصر وغیرہ نہیں کرتے کیفیت اس معیت وقرب وغیرہ کی حوالہ استوی علی العرش کے کہتے ہیں کہ
وہی جانے کہ یہ معیت کیسی ہے یہ قرب کیسا ہے ہاں سنت نے تصحیح استوا کے جسکا معنا یہ ہے کہ اللہ اپنی ذات پاک سے
ساری عالم سے الگ ہے بلکہ عرش جو منتہا مخلوقات وغایت کائنات ہے اور اسکے اوپر کوئی مخلوق نہیں ہے اللہ اوس عرش کے
اوپر ہے حال جس جگہ خود اللہ پاک نے قید علم وغیرہ کی لگا دی ہے جیسے مسئلہ احاطہ ہر شے میں وہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ
وہ احاطہ علمی ہے اسی جگہ سے اہل تاویل وتفسیر نے بھی قرب ومعیت کے ساتھ بھی کوئی قید بسیاق مقام لگا دی ہے سو یہ تفسیر گو
خلاف مقصود شرع نہیں ہے مگر عدم خوض اولے واحوط ہے ف فتح البیان میں ہے کہ بطور مکافات محارمات شہر
حرام میں شرماسع نہیں ہے یہ آیت صریح ہے اس بات میں کہ اوس ہی سال حدیبیہ میں قتال واقع ہوا اور تھا کہ کچھ تھوڑی
سی او کھا پچھاڑ تیر اندازی وسنگ باری سی ہو کر رہ گئی کسیسے کہا یہ بدلا لینا ابتدای اسلام میں تھا پھر اس آیت سے منسوخ
ہو گیا کسیسے کہا نہیں بلکہ اب بھی امت اسلامیہ میں باقی ہے اگر کوئی شخص کسی کے مال یا بدن یا آبرو پر تعدی کرے
تو وہ بھی اسیطرح کا بدلا لے سکتا ہے شافعی وغیرہ اسی کے قائل ہیں جو مفسرین نے کہا امور قصاص کے مقصود ہیں نہ کہ ام
پر بھی حکم اموال کا ہی ہے اسلیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو ادا کر امانت کو خیانت مکر اوسکی جس نے تیری خیانت
کی ہے اخرجہ الدارقطنی وغیرہ ابو حنیفہ وغیرہ یہی کہتے ہیں جمہور مالکیہ وعطا اسیطرف گئے ہیں لیکن قول اول ارجح
ہے ابن منذر اسی کے قائل ہیں یہی مختار ہے ابن عربی وقرطبی کا بلکہ داودی نے اسکو مالک سے بھی حکایت کیا ہے حضرت
ابو سفیان کی بی بی سے فرما دیا تھا کہ تم اوسکے مال سے بقدر کفایت خود اور اولاد کے لیلیا کرو یہ حدیث صحیح اسی کی مؤید ہے
اس سے زیادہ صریح وواضح آیت باب ہے فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ الآیۃ یہ جملہ گویا پہلے جملہ کی تائید ہے اَلْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ یعنی
ہر حرمت رہی میں قصاص یعنے بدلا ہے مگر ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اوس آیت سے وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا
فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا یعنے مقتول کا ناصر سلطان ہے وہ عوض قتل کا قاتل سے لیلیگا اور جس نے خود ہی بدلا لیا
لیا سلطان کو نہ پوچھا تو وہ عاصی مسرف ہے اوس نے جاہلیت کا سا کام کیا اللہ کا حکم نہ مانا سو اسکا جواب یہ ہے کہ مراد سلطان

سے اس جگہہ تسلط ولی مقتول ہو قاتل پر اسی لیے اسراف فی القتل سے منع کیا ہی اور اگر آیت کے یہی معنی ہون جو ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمائی ہین تو یہ آیت فقط قتل کی مخصص ٹھہری کی عموم آیات مذکورہ سے ناسخ اس لیے کہ اس آیت
مین فقط قتل پر تخصیص کی ہے اور آیات مذکورہ شامل قتل وغیرہ ہین یہ بات لغت عرب سے جسے ادراک تفسیر ہے معلوم ہے

وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ خرچ کرو اللہ
کی راہ مین نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت مین نیکی کرو اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو یعنی جہاد چھوڑ کر بیٹھ رہنا یہی تہلکہ
ہلاک ہے بخاری نے حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حق مین نفقہ کے اوتری ہے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین
کا ابو عمران نے کہا ایک آدمی نے مہاجرین سے قسطنطینیہ مین صف دشمن پر حملہ کیا صف پھاڑ کر گھس گیا ہمارے
ساتھ ابو ایوب انصاری تھے لوگون نے کہا دیکھو اوس نے ہاتھ سے آپ کو ہلاکت مین ڈالا ابو ایوب نے کہا اس
آیت کو مین خوب جانتا ہون یہ ہمارے حق مین اوتری ہے ہم حضرت کے پاس رہے حضرت کے ساتھ لڑے جب اسلام پھیل
گیا غالب ہوا ہم سب انصاری جمع ہوئے تو یہ ٹھہری کہ اب تو لڑائی موقوف ہے اہل و اولاد مین رہ کر کچھ گھر کا دھندا کرین بس یہ
یہ آیت اوتری سو تہلکہ یہی ہے کہ اہل و مال مین اقامت کرے جہاد چھوڑ دے اسکو اہل سنن و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم
و ابن جریر و ابن مردویہ و ابو یعلے و ابن حبان و حاکم نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن صحیح غریب کہا ہے حاکم نے
شرط شیخین پر بتایا ہے ابو داود نے طریق دیگر لفظ دیگر سے روایت کیا ہے براء بن عازب سے ایک شخص نے پوچھا بھلا
اگر مین تنہا دشمن پر حملہ کرون اکیلا ہون وہ مجھکو مار ڈالین تو کیا مین آپ ہلاکت مین پڑا کہا نہین اللہ نے اپنے رسول سے
کہا ہے فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ یہ آیت تو حق مین نفقے کے آئی ہے حاکم نے اسکو شرط شیخین پر کہا
(سو تو لڑا اللہ کی راہ مین تجھپر ذمہ نہین مگر اپنی جان کا)
ہے ترمذی نے اتنا اور زیادہ کیا تہلکہ یہ ہے کہ آدمی سے گناہ ہو اور وہ توبہ نہ کرے مگر عمرو بن عاص نے ایک شخص کو
محاصرہ دمشق مین اسی آیت کی بنیاد پر پھیر لیا کہ اوس نے تنہا عدو پر محاصرہ کیا تھا وہ شخص زبردست ہوئے کا تھا ابن
عباس کہتے ہین کہ یہ آیت قتال مین نہین ہے بلکہ نفقے مین ہے کہ ہاتھ کو نفقہ فی سبیل اللہ سے نہ روکے کہ تہلکے مین پڑے
ضحاک نے کہا انصار خیرات صدقات کیا کرتے تھے ایک سال قحط پڑا اونھون نے اپنا ہاتھ روک لیا اوسپر یہ آیت اوتری
حسن بصری نے کہا مراد تہلکہ سے بخل ہے نعمان بن بشیر نے کہا تہلکہ یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے پھر کہے کہ میری بخشش نہو گی
یہی قول عبیدہ و حسن و ابن سیرین کا بھی ہے یعنی ناامیدی کی بنیاد پر زیادہ گناہ کر کے ہلاک ہو جاوے ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا تہلکے سے مراد اللہ کا عذاب ہے زید بن اسلم نے کہا تہلکہ یہ ہے کہ آدمی بے کچھ سامان کے چلنے سے منع کو
فتح البیان مین کہا ہے حق یہ ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا بس جس بات پر یہ صادق آوے کہ وہ تہلکہ ہے

دین یا دنیا مین وہ اس آیت مین داخل ہے ابن جریر کا بہی یہی قول ہے اسی آیت مین وہ شخص بہی داخل ہے جو اکیلا لڑائی
مین ایک لشکر پر حملہ کرے قدرت بچاؤ کی نہ رکہتا ہو مجاہدین کو اس سے کچہ نفع نہ ملے **ف** مراد سارہ صداسی اس آیت
مین سارے وجوہ قربات و طاعات ہین خصوصاً صرف کرنا اموال کا قتال اعدا و تقویت مسلمین مین کہ شکار کرنا ہلاک
ہے پہر احسان کا حکم کیا یہ اعلیٰ درجہ ہے مقامات طاعت کا وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ
مِنَ الْهَدْیِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًی مِّنْ رَّاْسِهٖ
فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٚ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَی الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ فَمَنْ
لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ یَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ع پورا کرو حج و عمرہ اللہ کے لیے پہر اگر تم روکے گئے تو
جو میسر ہو قربانی بہیجو اور حجامت نکرو سر کی جب تک پہونچ نہ چکے قربانی اپنے ٹہکانے پر پہر جو کوئی تم مین مریض ہو یا اسکو
دکہہ دیا اوسکے سر نے تو بدلا دیوے روزے یا خیرات یا ذبح کرنا پہر جب تم کو خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ لیوے عمرہ ملا کر
حج کے ساتہہ تو جو میسر ہو قربانی پہونچاوے پہر جسکو پیدا نہ ہو تو تین روزے رکہے حج کے دنوں میں اور سات روزے رکہو
جب تم پہر کر جاؤ یہ دس ہوئے پورے یہ اوسکو ہے جس کے گہر والے نہوں رہتے مسجد حرام پاس اور ڈرتے رہو اللہ سے اور
جان رکہو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے **ف** یہان سے حکم حج کے بیان کیے حج کا طریق یہ ہے کہ احرام باندہے پہر عرفے کے دن
عرفات مین حاضر ہو پہر وہان سے چلے تو رات رہے مشعر الحرام مین پہر صبح عید منا مین ہوکر کنکر پہینکے اور حجامت
کرکے احرام اتارے پہر مکے مین جاکر طواف کعبہ کرے پہر صفا و مروہ کے بیچ مین دوڑے پہر منا مین آوے مین دن رہے
پہر روز کنکر پہینکے پہر مکے جاکر طواف رخصت کرے اور چلا جاوے عمرہ کا طریقہ یہ ہے کہ احرام باندہے جن دنوں چاہے
طواف کعبہ کرے صفا مروہ کے بیچ مین دوڑے پہر حجامت کرکے احرام اتارے حج و عمرے مین قربانی ضرور نہین ہے مگر
کسی سبب سے یہان اللہ تعالے نے تین سبب فرمائے ایک یہ کہ احرام کرکے شخص روکا گیا مرض سے یا دشمن سے تو کسی کے ہاتہہ
قربانی بہیجدے جب ذبح کے مین قربانی ذبح ہو تب یہ احرام سے نکلے پہلے حجامت نکرے دوسرا یہ کہ آزار سے یا سر کے بالون
سے عاجز ہوکر احرام مین حجامت کر لے تو اوس کا بدلا ہے یا قربانی پہونچاوے یا تین روزے یا چہہ محتاجون کو کہلاوے
تیسرا یہ کہ حج و عمرہ جدا جدا نکرے ایک ہی سفر مین دونوں ادا کرے تو قربانی ضرور ہے پہر قربانی پیدا نہ ہو تو دس
روزے تین حج کے دنون مین اور سات پیچہے اور قربانی کم سے کم ایک بکری ایک شخص کو اور ایک گاے یا اونٹ سات
شخص کو اور حج اور عمرہ ملنے سے جو قربانی آئی سو مکے کے رہنے والون پر نہین یہ فائدہ موضع قرآن کا ہے

باقی احکام مفصل حج و فضائل حج و عمرہ کے رسالہ ایضاح الحجہ میں لکھے گئے ہیں ف اللہ پاک نے بعد احکام صیام کے ذکر حج
کا کیا تھا اس بیان حج کا فرمایا یہ حکم دیا کہ حج و عمرہ کو پورا کرو ظاہر سیاق یہی ہے کہ جب افعال حج و عمرے کی شروع کر دیے تو انکو
پورا کرے ادھورا نہ چھوڑے اسی لیے رک جانے کی صورت بھی بیان کر دی کہ اگر تمام نہ کر سکو تو یوں کرو علماء کا اتفاق
ہے اس بات پر کہ حج و عمرہ شروع کرنے سے گلے لازم ہوجاتا ہے خواہ عمرہ کو واجب کہیں یا مستحب علی مرتضے نے کہا اتمام یہ
ہے کہ احرام گھر سے باندھ کر چلے یہی قول ابن عباس و سعید بن جبیر و طاؤس کا بھی ہے سفیان ثوری نے کہا اتمام یہ ہے
کہ گھر سے احرام باندھے سوا حج و عمرے کے کوئی ارادہ نہ ہو میقات سے اہلال کرے یہ نہ ہو کہ تجارت یا کسی اور کام کے لیے
نکلا ہو مکے کے پاس پہنچ کر کہے حج یا عمرہ کرتا چلوں یہ اگرچہ کافی ہے لیکن پورا کرنا یہی ہے کہ اوسی ارادے سے نکلے
نہ کسی اور کام کے لیے مکحول نے کہا اتمام یہ ہے کہ ان دونوں کو میقات سے شروع کرے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اتمام یہ ہے
کہ حج و عمرہ الگ الگ کرے حج کے مہینوں سے علیحدہ عمرہ بجا لائے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ (حج کے کئی مہینے ہیں معلوم) قاسم
ابن محمد نے کہا عمرہ حج کے مہینوں میں پورا نہیں ہوتا کسی نے پوچھا پہلا ماہ محرم میں عمرہ کرے تو کیسا ہے کہا ہاں اسکو
پورا جانتے تھے اسی طرح قتادہ سے بھی آیا ہے مگر اس میں نظر ہے اسلیے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ہے
کہ آپ نے چار عمرے کیے چاروں ذیقعدہ میں تھے عمرہ حدیبیہ سنہ ۶ چھ میں عمرہ قضا سنہ ۷ سات میں عمرہ جعرانہ سنہ ۸
آٹھ میں عمرہ ہمراہ حج ان دونوں کا احرام ایک ساتھ سنہ دس میں بماہ ذیقعدہ باندھا اسکے سوا اور کوئی عمرہ بعد ہجرت کے
نہیں کیا لیکن ام ہانی سے فرمایا کہ عمرہ کرنا رمضان میں برابر حج کے ہے ہمراہ میرے یہ اسلیے فرمایا تھا کہ اونہوں نے
ارادہ حج کا ہمراہ آپکے کیا تھا لیکن بسبب نہ ملنے سواری کے رہ گئیں یہ قصہ بخاری میں مفصل آیا ہے مگر سعید بن جبیر
کہتے ہیں کہ یہ اونکے خصائص میں سے تھا سدی کا یہ قول ہے کہ مراد اتمام سے یہ ہے کہ حج و عمرہ قائم کرو ابن عباس کہتے
ہیں کہ اتمام یہ ہے کہ جس نے احرام حج یا عمرے کا باندھا ہو اوسکو یہ بات درست نہیں ہے کہ احرام کھول ڈالے جب تک
کہ حج و عمرہ پورا نہ کرلے حج کا پورا ہونا دن نحر کے یوں ہوتا ہے کہ جمرے کو کنکر مارے کعبے کا طواف کرے صفا مروہ
میں دوڑے اب احرام اتار ڈالے دوسرا قول انکا یہ ہے حج عرفہ ہے عمرہ طواف ہے عبداللہ نے اس آیت کو یوں پڑھا ہے
اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اِلَى الْبَيْتِ یعنی عمرہ میں بیت ہی تک جانا ہے اور نہ کرے علقمہ نے بجائے اَتِمُّوا اَقِيْمُوا پڑھا ہے شعبی نے لفظ والعمرة کو رفع
پڑھا ہے یعنی عمرہ واجب نہیں ہے بہت سی حدیثوں میں کئی طریق سے ایک جماعت صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت نے حج و عمرہ دونو
کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا صحیحین میں آیا ہے کہ صحابہ سے فرمایا کہ جو کوئی ہدی لایا ہو وہ دونو کا اہلال کرے یہی صحیح میں ہے
کہ داخل ہوا عمرہ حج میں روز قیامت تک اس سے معلوم ہوا کہ افضل انواع حج تمتع ہے کسی نے قران کو کسی نے افراد کو افضل بتایا ہے

صحیحین مین آیا ہے کہ ایک شخص نے جعرانے مین حضرت سے پوچھا کہ ایک شخص نے احرام عمرے کا باندھا ہے وہ جبہ پہنے ہوئے ہے
خوشبو لگائے ہوئے ہے آپ خاموش رہے پھر وحی آئی سر اوٹھا کر کہا سائل کہان ہے اوسنے کہا مین حاضر ہون فرمایا جبے کو اُتار
ڈال خوشبو کو دھو ڈال پھر جو کام تو حج مین کرتا ہے وہی عمرے مین کر فضائل حج و عمرہ مین بہت حدیثین آئی ہین یہ جگہ انکے
لکھنے کی نہین ہے اس مقدمے مین ایک چہل حدیث علیحدہ لکھی گئی ہے طراز الحجہ ایضاح المحجہ مین بھی فضائل عمرہ و حج بیان
ہوئے ہین **ف** امت کا اتفاق ہے کہ مقدور والے پر حج کرنا واجب ہے اور اس آیت سے بعض نے وجوب عمرہ کا بھی سمجھا ہے اس
طرح کہ حکم اتمام کا گویا امر ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے شافعی و احمد وغیرہما بھی اسیطرف گئے ہین مالک
و نخعی و اصحاب الرای کے نزدیک عمرہ سنت ہے نہ واجب امام ابو حنیفہ کا بھی قول ہے جیسے مروی ہے ابن مسعود و جابر بھی عمرے کو سنت
کہتے تھے حدیث زید بن ثابت مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے حج و عمرہ دو فرض ہین کچہ تیرا نقصان نہین جسکو چاہے پہلے شروع
کر اخرجہ الدار قطنی والحاکم طلحہ کی حدیث مین مرفوعًا یون آیا ہے کہ حج جہاد ہے عمرہ تطوع یعنی نفل ہے جابر کا لفظ
مرفوع یہ ہے کہ ایک آدمی نے کہا کیا عمرہ واجب ہے فرمایا نہین لیکن اگر تم عمرہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہوگا شوکانی اسی کے قائل
ہین کہ عمرہ سنت ہے نہ واجب آیت و احادیث کا یہ جواب ہے کہ جب افعال عمرہ شروع کردے تو اب پورا کرنا عمرے کا بلا خلاف واجب ہوا
اس سے روایات مختلفہ جمع ہوجاتے ہین **ف** ارکان حج کے پانچ ہین ایک احرام دوسرے کھڑا ہونا عرفے مین تیسرے طواف
چوتھے سعی پانچوین سر کے بال منڈانا یا کترانا ارکان عمرے کے چار ہین احرام طواف سعی حلق یا تقصیر جب یہ ارکان کر لیے
حج و عمرہ تمام ہوگیا احصار سے اہل علم نے کہا ہے کہ یہ آیت حصر سنہ چھ سال حدیبیہ مین اوتری ہے جبکہ مشرکون نے حضرت کو
مکے جانے نہ دیا اور اللہ نے پوری سورہ فتح اوتاری اصحاب کو رخصت ہی کہ جو ہدی وہ لائے ہین اوسکو ذبح کردین یہ ستر
اونٹ تھے صحابہ نے بانتظار نسخ حلق نہ کیا نہ احرام کھولا آخر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلکر اپنا سر منڈایا تب اکثر
لوگ بھی سر منڈاکر احرام سے باہر نکل آئے بعض نے فقط بال کترائے اوسپر حضرت نے فرمایا رحم کرے اللہ سر منڈانے
والون پر لوگون کے کہنے سننے پر تیسرے بار مقصرین کو بھی دعای مذکورہ مین شامل کر لیا اوس برس مین فی بدنہ سات
سات آدمی شریک تھے سب ایکہزار چارسو صحابی تھے یہ لوگ حدیبیہ مین حرم سے باہر اوترے تھے بعض نے کہا نہین بلکہ کنارہ
حرم پر تھے ابن عباس نے کہا حصر دشمن کا ہے اور جو کوئی بیمار ہوگیا یا کسی اور دکھہ درد مین یا راہ بھول جانے مین پھنس
گیا تو اوسپر کچہ نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے فَاِذَآ اَمِنْتُمْ پس یہی حصر ٹہیرا دوسرا قول یہ ہے کہ حصر کچہ دشمن
پر موقوف نہین ہے بلکہ دشمن و مرض و گمراہی سب کو شامل ہے حجاج انصاری نے مرفوعًا کہا ہے جو لنگڑا ہوگیا یا کوئی
ہڈی اوسکی ٹوٹ گئی یا کسی مرض مین مبتلا ہوگیا وہ احرام سے نکل گیا وہ سال آئندہ حج کرے ابن عباس و ابو ہریرہ نے

اسحدیث کی تصدیق کی دیراہ احمد اس حدیث کو ابوداؤد و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا بھی
مذہب ہے کہ حصر دشمن و مرض و کسر سب سے ہوتا ہے ثوری نے کہا احصار ہر موذی چیز سے ہوسکتا ہے غرضکہ حنفیہ یہ کہتے ہین
کہ محصر وہ شخص ہے جو مکے سے بعد احرام باندہنے کے بیماری یا دشمن کے سبب سے ممنوع ہوگیا شافعیہ و اہل مدینہ کہتے ہین کہ
حصر فقط دشمن سے ہوتا ہے اسجگہہ مذہب حنفیہ کا قوی و مطابق صریح حدیث ہے صحیحین مین عائشہ صدیقہ سے آیا ہے کہ حضرت
نزدیک ضباعہ دختر زبیر کے آئے اونہون نے کہا ای رسولخدا مین حج کرنا چاہتی ہون مگر بیمار رہون فرمایا تو حج کر یہ شرط کر
لے کہ جگہہ میرے حلال ہونے کی وہی ہے جہان اللہ مجھکو روک دے اسکو مسلم نے بھی ابن عباس سے روایت کیا ہے بعض
اہل علم نے کہا ہے کہ یہ شرط صحیح ہے اسحدیث کی دلیل سے امام شافعی نے کہا اگر یہ حدیث ثابت ہوجاوے تو مین بھی اسی کا قائل
ہون بیہقی وغیرہ حفاظ نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت ہوگئی ولله الحمد جمہور علمائنے کہا ہے کہ جب کوئی محصر ہوجاوے تو اوسی
جگہہ جہان محصر ہوگیا ہے احرام اوتار ڈالے اگر ہدی ہمراہ لایا ہو تو اوسکو ذبح کردے سر کے بال منڈا ڈالے جسطرح حضرت
و صحابہ حضرت نے حدیبیہ مین کیا تہا ف علی مرتضے نے کہا مراد ہدی سے اس جگہہ بکری ہے ابن عباس نے کہا نہین بلکہ
اونٹ گاو بہیڑ بکری سب ہدی ہین ایک جماعت تابعین اور ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے کہ ہدی اس جگہہ بکری ہے مگر عائشہ
و ابن عمر فقط اونٹ گاو کو ہدی کہتے ہین کچہ تابعی اسطرف بہی گئے ہین ابن کثیر کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ مستند ان لوگون
کا یہی قصہ حدیبیہ ہے کہ وہان جب احرام سے باہر نکلے تو بکری نہ تہی اونٹ گاو تہے صحیحین مین جابر سے آیا ہے کہ حکم
دیا ہم کو حضرت نے کہ ہم اونٹ گاو مین شریک ہوجائین ہر سات آدمی ایک ایک گاو مین تیسیر ہونے کا مطلب ابن عباس نے
یہ کہا کہ بقدر مقدور کام کرے یعنی اگر آسودہ ہو تو اونٹ حلال کرے ورنہ گاو ورنہ بکری عروہ نے کہا یہ بات ارزانی
گرانی پر موقوف ہے قول جمہور کا یون صحیح ہے کہ اللہ تعالے نے یہ فرمایا ہے کہ جو قربانی میسر آوے وہ کرو اسلیے محصر کو ذبح
کرنا بکری کا کافی ہوسکتا ہے ہدی نام ہے اونٹ گاو بکری کا یہی قول ہے ترجمان قرآن ابن عباس کا صحیحین مین
عائشہ سے آیا ہے کہ ایکبار حضرت نے بکری بطور ہدی بہیجی حسن نے کہا اعلے ہدی بدنہ ہے اوسط بقرہ ہے ادنی شاۃ ہے ف
حضرت نے سال حدیبیہ مین حلق سے اول ذبح ہدی خارج حرم کیا تہا یعنی بسبب حصر کفار قریش کے رتہا حال ان کہ حرم تک
پہونچ جاوے سو جب تک ہدی اپنے ٹہکانے سے جانہ لگو اور حاجی و معتمر افعال حج و عمرہ سے فارغ نہو اگر قارن ہے یا نرا حج کر چکا
اگر مفرد ہے یا متمتع ہے تب تک سر نہ منڈائے جسطرح صحیحین مین حفصہ سے آیا ہے کہ اونہون نے حضرت سے کہا لوگون کا کیا حال ہے کہ وہ
عمرہ سے باہر آگئے اور آپ اب تک حلال نہین ہوے ہو مین فرمایا مین نے اپنے سر کو گوند لگایا ہے ہدی کے قلادہ لگایا ہے سو
جبتک ہدی کو نحر نہ کر لون گا حلال نہ ہونگا یعنے احرام نکہولون گا غرضکہ وَلَا تَحْلِقُوْا کا عطف اَتِمُّوْا پر ہے فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ

ہے جسطرح ابن جریر نے خیال کیا ہے فتح البیان کا بیان یون ہو کہ یہ خطاب ساری امت کو ہے کیا محصر کیا غیر محصر ایک جماعت اہل
علم کی اسیطرف گئی ہے ایک گروہ نے کہا بلکہ یہ خطاب محصرین کو ہے کہ جب تک تمہاری قربانی ٹہکانے نہ لگے تب تک
تم احرام سے نہ نکلو پہر ٹہکانے مین اختلاف ہو مالک و شافعی نے کہا مراد موضع حصر ہے واسطے اقتدا کے حضرت کی کہ حدیبیہ
مین محصر ہو گئے تہے ابو حنیفہ نے کہا حرم ہے بدلیل قول تعالی ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ مگر اسکا جواب یہ ہو کہ آیت
(پہر ان کو پہونچنا اس قدیم گہر تک)
حق مین صاحب امن کے ہے جو بیت تک پہونچ سکتا ہے حنفیہ نے حدیبیہ کا یہ جواب دیا ہے کہ جانب اسفل حدیبیہ داخل حرم
ہے مگر یہ جواب مردود ہے اسلیے کہ جس جگہہ وہان نحر ہوئی وہ جگہہ حرم مین نہ تہی **ف** کعب بن عجرہ نے کہا مجہہ کو پاس
حضرت کے لے گئے میرے سر سے جوئین سینہ پر جہڑتی تہین فرمایا مین نہین خیال کرتا تہا کہ تیری تکلیف اس حد کو
پہونچی گی کیا تجہے کوئی بکری نہین ملتی مین نے کہا نہین فرمایا تین روزے رکہہ یا چہہ مسکین کو کہلا ہر مسکین کو آدہا صاع
دے اور سر منڈا ڈال وسیہ یہ آیت خاص میرے حق مین اتری لکن تم سب کو شامل ہو رواہ البخاری یہ حدیث کئی طرح
سے نزدیک امام احمد وغیرہ کے آئی ہے سب کا ایک ہی مطلب ہے یہی مذہب ہے مجاہد عکرمہ عطا طاوس حسن نخعی ضحاک
ائمہ اربعہ عامہ علما کا کہ ایسا شخص مختار ہے چاہے روزہ رکہے چاہے صدقہ دے نصف صاع یعنی دو مد تین صاع کا
ایک فرق ہوتا ہے چاہے بکری ذبح کر کے فقرا کو بانٹ دے غرضکہ ان تینون کام سے جو کریگا وہ کافی ہوگا قرآن
پاک مین اس جگہہ سہل سے سہل لفظ بولی ہے کہ فدیہ صیام ہو یا صدقہ یا نسک اور حضرت نے کعب بن عجرہ کو جو پہلے حکم ذبح
شاۃ کا دیا پہر صدقہ کا پہر روزے کا وہ افضل سے افضل بات بتائی سو ہر ایک حکم بجائے خود بہت خوب ہے ولله الحمد والمنۃ
حکایت ابرہیم نے سعید بن جبیر سے مطلب اس آیت کا پوچہا کہا طعام دے یا بکری مول لیکر ذبح کرے اگر نہ ہو سکے
تو بکری کے دام مقرر کر کے اوتنا کہانا صدقہ کرے ورنہ روزہ رکہے ہر درم آدہا صاع دے ابراہیم نے کہا مین نے علقمہ سے
یون ہی سنا ہے جب ابرہیم چلے سعید بن جبیر نے کہا یہ کون شخص تہا بڑا خوش طبع ہے مینے کہا ابرہیم ہین کہا بڑے
ظریف آدمی ہین ہمارے پاس بیٹہا کرتے تہے جب مین نے اس بات کا ذکر ابراہیم سے کیا تو اس لفظ پر کہ ہمارے پاس بیٹہا کرتے
تہے ذرا گہٹ گئے حسن نے کہا محرم کے سر مین جب کوئی ایذا ہو تو سر منڈا لے ان تین کامون سے ایک کام کرے دس روزے
رکہے یا دس مساکین کو کہلائے ہر مسکین کو دو مکوک دے ایک مکوک تمر ایک مکوک گیہون یا بکری ذبح کرے مگر یہ اقوال غریب ہین
ٹہیک بات وہی ہو جو حدیث کعب بن عجرہ مین گذری کہ تین روزے یا چہہ مسکین یا ایک بکری کا فدیہ ہوتا ہے پس اس امر
مین فدیہ بہی اختیار ہے قرآن پاک کا سیاق اسپر دلالت کرتا ہے اور یہ ترتیب قتل صید مین معروف ہو قرآن نے اوسپر نص
کی ہے فقہا کا اسپر اتفاق ہو یہان وہ ترتیب نہین ہے فتح البیان مین کہا ہو کہ مراد مرض سے ہر اسجگہہ وہ چیز ہے جس سے نام

بیماری جسکی تابعی مراد اذی سے یہ ہی کہ جوئیں ہوں یا درد سر یا زخم یا اور کچھ مثل اسکے اس صورت مین سر منڈا کر فدیہ دے
فدیہ وہی ہی جو حدیث کعب بن عجرہ مین گذر چکا ابن عبد البر نے کہا ہی نہیں خلاف درمیان علما کے اس بات مین کہ مراد
نسک سے اس جگہہ بکری ہے جمہور کا یہی مذہب ہے کہ من بدون ذکر کیے یا چھ مسکین کو کھلائے مالکیہ شافعیہ حنفیہ کہتے ہین
حضرت کے مد سے دو مد کہانا دے تو ری لو کہا گیہون دے تو آدہا صاع اور کچھ دے تو ایک صاع ابو حنیفہ بہی اسیکے موافق کہتے
ہین مگر ان مد سے کہا یہ غلط ہی اس لیے کہ بعض اجابت کعب مین مروی آیا ہے کہ تین صاع تمر چھ مسکین کو دو دو مد
کے دو قول ہین ایک موافق مالک و شافعی کے دوسرا یہ کہ گیہون ہو تو ہر مسکین کو ایک مد ہے کہ تمر ہو تو نصف صاع ف
فدیہ کس جگہہ دے عطا نے کہا جب دم دے تو مکے ہی مین دے طعام صیام جہان چاہے یہی قول اصحاب الرائے کا ہے بہی طاؤس
و مجاہد و حسن و شافعی کہتے ہین دم اور طعام مکے مین دے صیام کا اختیار ہے مالک نے کہا تینون کا اختیار ہے جہان چاہے
ادا کرے فتح البیان مین کہا سے حق یہی ہے اسلیے کہ تعیین مکان پر کوئی دلیل نہین ہے یہ جون جون تخییر و تقدیم
مسطح کہ جون قربانی کا جون ترتیب تعدیل تہا ابو اسماء نے کہا علی و حسین علیہما السلام ہمراہ عثمان رضی اللہ عنہ کے
حج کو آئے پہر حسین کے سر کو تکلیف تہی علی مرتضی نے انکا سر منڈوا دیا ایک اونٹ ذبح کیا ابن کثیر کہتے ہین اگر یہ ناقہ
عوض حلق تہا تو مکے سے باہر ذبح ہوا اور اگر عوض تحلل تہا تو کہلی بات ہے ف اسکے بعد اللہ نے فرمایا کہ جب تم کو
خاطر جمع ہو یعنی بیماری سے یا دشمن کے ڈر سے اور تم میں سے کسی نے فائدہ اٹہایا عمرے کو حج سے ملا یا ہو یعنی عمرے کا احرام
باندہکر مکے مین آیا پہر یہان بعد عمرے کے احرام کہولکر مقیم رہا یہانتک کہ پہر احرام حج کا باندہا تو اب اوسکو پہر وہ چیز جو محرم
کو ساجر تہی درست ہوگئی یہی معنے ہیں تمتع کے اسکے جائز ہونے میں کچھ خلاف علما کا نہین ہے بلکہ نزدیک محققین کے
تمتع افضل انواع حج ہی ابن کثیر کہتے ہین لفظ تمتع کی شامل ہے اوس شخص کو جس نے دونوں کا احرام باندہا یا پہلے عمرے کا پہر
اوس سے فارغ ہوکر احرام حج کا باندہا یہ تمتع خاص ہے کلام فقہا میں یہی تمتع معروف ہے دوسری قسم تمتع کی تمتع عام
ہے وہ دونو قسمونکو شامل ہی احادیث صحاح اوسپر دلیل ہین کیونکہ بعض راوی یون کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے تمتع کیا تہا بعض کہتے ہین کہ آپ قارن تہے اس مین خلاف نہین کہ آپنے ہدی روانہ کی تہی بہر حال اللہ تعالی
نے فرمایا کہ جس نے تمتع کیا ہے اوسکو جو ہدی میسر آوے وہ ذبح کرے کم سے کم قربانی ایک بکری ہی اگر گاو ذبح کرے تو بہی ہو سکتا
ہے اس لیے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیون کیطرف سے گاو ہی ذبح کی تہی حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ
مین آیا ہے کہ حضرت نے اپنی بیبیون کی جانب سے بقرہ ذبح کی اور وہ سب متمتعات تہین رواہ ابن مردویہ یہ
دلیل ہے مشروعیت تمتع پر جس طرح کہ صحیحین میں عمران بن حصین سے آیا ہے کہ اوتری آیت متعہ کتاب اللہ میں

اور تمتع کیا ہمنے ہمراہ حضرتؐ کے پہر کوئی آیت ایسی نہیں آئی جو اوسکو حرام کرتی یا اوس سے منع کرتی یہانتک کہ حضرت کا
انتقال ہوگیا ایک آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کہدیا بخاری نے کہا کہتے ہیں یہ آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تہے یہ قول
بخاری کا صراحۃً نہیں آیا ہے کہ عمر نے لوگوں کو تمتع کرنے سے منع کردیا تہا کہتے تہے اگر ہم کتاب اللہ کو پکڑیں تو اللہ نے
حکم اتمام کا دیا ہے یعنی وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ [اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ کے واسطے] ابن کثیر نے کہا حقیقت مین عمر نے تمتع سے کچہ بطور تحریم منع نہیں کیا تہا یہ
نہی اسلیے کی تہی کہ لوگ کثرت سے قصد بیت اللہ کا حج و عمرہ کیلیے کرین چنانچہ خود ہی اس بات کی تصریح بہی کردی تہی ہدی
تمتع وہ بکری ہے جسکو دن نحر کے ذبح کرتے ہیں اگر یوم النحر سے پہلے بعد احرام حج کے ذبح کردیا ہے تو بہی نزدیک شافعی کے
کافی ہے گو نزدیک ابو حنیفہ کے کفایت نہین کرتی یہ دم دم ترتیب و تقدیر ہے اس آیت شریف مین تین انواع دم کی
ذکر کیے جو نسک مین واجب ہین چوتہا دم سورہ مائدہ مین آویگا اوس آیت کریمہ وَلَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ [اور نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام مین]
سو وہ دم دم تخییر و تعدیل ہے دو چیزوں میں واجب ہوتا ہے ایک صید دوسرے شجر فقہا نے بہت سے دم نکالے ہیں جن کی
کچہ اصل کتاب و سنت سے معلوم نہین ہوتی اور نہ کوئی دلیل صحیح صریح قائم ہے اسلیے ہم انہیں ذکر نہین کرتے اکتفا ا
چاہیے جو قرآن یا حدیث مین آئے ہین پس اگر کوئی شخص ہدی نہ پاوے یعنے بسبب عدم مال یا عدم حیوان کے
تو وہ زمانہ حج ایام مناسک مین تین روزے رکہے یعنے شروع احرام سے یوم النحر تک یہ قول ابن عباس کا ہے علما نے
کہا ہے اولی یہ ہے کہ عرفے سے پہلے عشرہ ذیحجہ مین رکہہ لے یہی قول ہے عطا کا کسی نے کہا اول شوال سے بہی رکہنا جائز
ہے طاؤس و مجاہد وغیرہما اسی کے قائل ہین شعبی کے نزدیک دن عرفے کے یا دو دن پہلے عرفے کے بہی رکہنا درست ہے
یہی قول مجاہد و سعید بن جبیر و سدی و عطا و طاؤس و حاکم و حسن و حماد کا بہی ہے ابن عباس نے کہا عرفے سے پہلے رکہے تیسرا
روزہ اگر عرفے کو پڑے تو بہی صوم پورا ہوگیا جب گہر جائے تو سات روزے اور رکہہ لے ابن عمر نے کہا یوم ترویہ سے ایک
دن پہلے رکہے دوسرا دن ترویہ کو تیسرا دن عرفے کے پہر اگر سب یا بعض قبل عید نہین رکہے تو شافعی کے نزدیک ایام
تشریق مین رکہہ لے اسلیے کہ صحیح بخاری مین عائشہ و ابن عمر سے آیا ہے کہ ایام تشریق مین رخصت صیام نہیں ہے
مگر اوسی شخص کو جس کے پاس ہدی نہین ہے یہی قول ہے علی مرتضے اور ایک جماعت تابعین کا دوسرا قول جدید شافعی
کا یہ ہے کہ ایام تشریق میں رکہنا جائز نہین اسلیے کہ حدیث قتیبہ ہذلی میں مرفوعاً آیا ہے کہ ایام تشریق کہانے پینے ذکر اللہ
کے دن ہین روایہ مسلم پہر جب بعد حج کے وطن گہر اہل و عیال کیطرف پہرے تو سات روزے رکہے عطا و مجاہد نے کہا جائز ہے
راہ میں رکہہ لے اسلیے کہ یہ رخصت ہے اسیطرف احمد و اسحق بہی گئے ہین یعنی وجوب بعد وصول وطن کے ہے ابن
عمر نے کہا گہر پہونچکر رکہے یہی قول ایک جماعت تابعین کا ہے ابن جریر نے اسپر اجماع نقل کیا ہے بخاری مین ابن عمر رض

سے نذیل حدیث طویل مرفوعًا آیا ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حج سے پھر کے مکے مین آئے تو فرمایا جس نے
ہدی نہ پائی ہو وہ تین دن ایام حج مین روزہ رکھے جب گہر پہونچے تو سات روزے رکھے الحدیث یہی قول قوی ہے مالک نے
کہا منی سے پہر کر اگر رکھے تو بہی کچھ ڈر نہین ابن عباس نے کہا یعنے جب اپنے شہر کو پہرے اعمال حج سے فارغ ہو تب کہہ
لے یہی قول ابو حنیفہ کا ہے مگر پہلا قول راجح ہے یہ جو فرمایا کہ یہ پورے دس روزے ہو گئے یا اسلیے فرمایا کہ کوئی شخص یہ
نہ سمجھے کہ تین یا سات مین اختیار ہے ورنہ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ تین سات دس ہوتے ہین کسی نے کہا بلکہ یہ تاکید ہے ابن
جریر نے کہا کامل کا یہ مطلب ہوا کہ عوض ہدی کا ہو گیا کسی نے کہا نہین بلکہ یہ تاکید ہے تاکید ہے کہ اس عدد سے کم نہ کرے
یہ ثواب و اجر مین برابر ہدی کے ہے **ف** اس مین اختلاف ہے کہ مراد حاضرین مسجد الحرام سے کون لوگ ہین اسلیے کہ حضار
مسجد الحرام پر متعہ نہین ہے کسی نے کہا خاص اہل حرم مراد ہین نہ اور کوئی ابن عباس اور طاؤس اسیطرف گئے ہین ابن
عباس نے کہا ہے اے مکے والو تمہارے لیے متعہ نہین یہ تو اہل آفاق کے لیے حلال کیا گیا ہے تمپر حرام ہے تم تو ایک
جنگل قطع کر کے وہان سے اہلال عمرہ کر لیا کرو طاؤس نے کہا ہے متعہ اون لوگون کے لیے ہے جنکے گھر والے حرم مین
نہین رہتے ہین نہ مکے والون کے لیے کسی نے کہا مراد وہ لوگ ہین جو درمیان حرم و میقات کے بستے ہین یہ تمتع نہ کرین
یہی قول ہے عطا کا یعنے مراد رہنے والے عرفہ و مزدلفہ و عرنہ و رجیع کے ہین زہری نے کہا جس کے گھر والے ایک دن
کی راہ پر ہون وہ متعہ کرے دوسرے قول مین دو دن بتائے مین ابن جریر نے اس جگہہ مذہب شافعی اختیار کیا ہے کہ مراد
اہل حرم ہین اور وہ لوگ جو اسقدر فاصلے پر ہون کہ وہان نماز قصر نہین کی جاتی کیونکہ اتنی دور کا آدمی حاضر سمجہا
جاتا ہے نہ مسافر حاصل یہی اشارہ ذٰلِكَ کا یا تو طرف تمتع کے ہے تو حضار پر متعہ نہین جسطرح ابو حنیفہ و حنفیہ کہتے
ہین کہ اگر تمتع کریگا تو دم آویگا یہ دم جنایت ہے یعنے تقصیر ہے آپ اوس مین سے نہ کہا وے یا طرف حکم یعنے وجوب ہدی
یا صیام کے متمتع پر ہے تو پہر حاضر مسجد پر متعہ واجب ہو گا جس طرح شافعی و شافعیہ نے کہا ہے مراد حاضر سے یہ ہے کہ مکے
کا میقات کا یا میقات سے ادہر کا رہنے والا ہو مالک نے کہا مراد اہل مکہ ہین ابو حنیفہ نے کہا میقات والے ہین میقات
سے مراد ذو الحلیفہ حجفہ قرن یلملم ذات عرق ہے یہ پانچ موقیت ہوئی پانچ طرف سے مکہ معظمہ کے کسی نے کہا وہ مراد ہین
جنپر نماز جمعہ لازم ہے سیوطی نے کہا مراد اہل سے خود ذات محرم ہے یعنی یہ احرام والا حاضر مسجد نہ ہو مگر اس قول کو کچہ پوچ
کہا ہے طبری نے کہا مراد اہل سے جورو بچے ہین نہ باپ بہائی کچہ ہو اللہ نے اسکے بعد یہ فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو یعنی اسکے
کے امر و نہی کو بجا لاؤ ورنہ وہ اپنے مخالف امر مرتکب نہی کو سخت عذاب کریگا کوئی بہی ہو کہین بہی ہو یا مراد امر بالتقوٰی
عموما ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا

مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۞ حج کئی مہینے ہیں معلوم پھر
جس نے لازم کر لیا ان میں حج تو نہ بے پردہ ہونا ہے عورت سے نہ گناہ کرنا نہ جھگڑا کسی سے حج میں جو کچھ تم نیکی کرو گے وہ
کو معلوم ہے خرچ راہ لیا کرو کہ بہتر خرچ راہ یہی گناہ سے بچنا ہے اور مجھ سے ڈرتے رہو اے عقلمندو **ف** حج کے لیے
احرام باندھنے کا وقت غرہ شوال سے عید قربان تک ہے اس سے پہلے بہتر نہیں حج و عمرہ احرام کر لینے سے لازم ہو جاتا
احرام یہ ہے کہ شروع کرنے کی نیت کر کے زبان سے پوری لبیک کہے جب احرام میں داخل ہوا تو مرد عورت کی صحبت
اور ہر گناہ اور آپس کے جھگڑے قصے اور بدن کے بال اور مارنے اور ناخن تراشنے اور خوشبو ملنے اور شکار
مارنے سے پرہیز کرے مرد بدن پر سلے کپڑے نہ پہنے نہ سر ڈھانکے لیکن سونہہ پر کپڑا نہ ڈالے کفر کی غلطی ایک تھی
کہ بغیر خرچ کے حج کو جانا ثواب گنتے تھے توکل سمجھتے تھے مقدور رکھتے ہوئے خرچ نہ لیتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مقدور
ہو تو خرچ لیکر جاؤ بڑا فائدہ یہ ہے کہ سوال نہ کرو بھیک نہ مانگو **ف** ایک معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ حج کے ہی حج ہے
معلوم مہینوں میں اس بنیاد پر باندھنا احرام کا ان مہینوں میں اور مہینوں میں احرام باندھنے سے اکمل ہوگا
گو اور میں بھی صحیح ہو یہ قول کہ احرام حج کا ساری برس باندھنا صحیح ہے مذہب ہے مالک و ابوحنیفہ و احمد و اسحاق و نخعی و
ثوری و لیث کا انکی دلیل یہ آیت ہے هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (وقت ٹھہرے ہیں واسطے لوگوں کے اور واسطے حج کے) اس سے معلوم ہوا کہ سارے ہلال وقت حج ہیں کچھ
خصوصیت ان مہینوں کی نہیں ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ آیت عام ہے اور آیت باب خاص ہے خاص عام پر مقدم ہوتا
ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ حج ایک نسک ہے منجملہ دو نسک کے اسلیے احرام اسکا تمام سال درست ہے مثل عمرہ کے اس
کا جواب یہ ہے کہ یہ قیاس ہے حج کا عمرہ پر ایسا قیاس جو مصادم نص قرآنی ہو باطل ہوتا ہے شافعی کہتے ہیں احرام
حج کا سوائے اشہر حج کے درست نہیں ہے اگر پہلے باندھا تو وہ عمرہ ہوگا یہی مذہب ہے ابن عباس و جابر و عطا و طاؤس و مجاہد
کا ہے انکی دلیل یہی آیت ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ عمرہ میں دو قول ہیں دوسری تقدیر آیت شریف کی یہ ہے اَیْ
وَقْتُ الْحَجِّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ نحوی لوگ اسی طرف گئے ہیں اسمیں اشہر حج کو تمام سال کے مہینوں سے خاص کر لیا ہے اس
سے معلوم ہوا کہ قبل ان مہینوں کے احرام حج کا باندھنا صحیح نہیں ہے یہ مہینے مثل میقات نماز کے ہیں ابن عباس
کہتے ہیں کسی کو لائق نہیں ہے کہ احرام حج کا باندھے مگر اشہر میں اسلیے کہ اللہ نے فرمایا ہے حج مہینے ہیں معلوم دوسرا
لفظ انکا یہ ہے کہ سنت یہ ہے کہ محرم نہ ہو مگر اشہر حج میں اسکو ابن جریر نے باسناد صحیح روایت کیا ہے صحابی کا قول
مِنَ السُّنَّةِ کذا نزدیک اکثر اہل علم کے حکم مرفوع میں ہوتا ہے خصوصاً قول ابن عباس ترجمان القرآن کا علاوہ
اس مقدمہ میں ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے جابر سے کہا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يُّحْرِمَ بِالْحَجِّ اِلَّا فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ

رواہ ابن مردویہ ابن کثیر کہتے ہیں و اسنادہ لا باس بہ لیکن شافعی و بیہقی نے اسکو موقوفاً روایت کیا ہے موقوف اصح و اثبت
ہے مرفوع سے اس صورت میں یہ حدیث صحابی ٹھہریگا یہ حدیث بقول ابن عباس من السنۃ ان لا یحرم بالحج الا فی اشھرہ قوی
ہو جائیگا **ف** بخاری نے ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ اشہر معلومات شوال و ذوالقعدہ و عشرہ ذی الحجہ ہے اسکو بخاری نے صیغہ جزم
کے ساتھ تعلیق کیا ہے ابن جریر نے کہا یہ اسناد صحیح ہے حاکم نے کہا شرط شیخین پر ہے یہی مذہب ہے ایک جماعت صحابہ و
تابعین و شافعی و ابو حنیفہ و احمد و ابو یوسف و ابو ثور کا اسی کو ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے اطلاق جمع کا دو ماہ و بعض پر
بطور تغلیب ہے مالک کے نزدیک شوال و ذیقعدہ پورا ذی الحجہ ہے یہی قول ہے ابن عمر کا طاؤس و مجاہد و عروہ و ربیع و قتادہ
بھی اسطرف گئے ہیں اس بارے میں ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے مگر موضوع ہے اس مذہب کا فائدہ یہ ہے کہ جب سارا
ذی الحجہ حج کا مہینہ ٹھہرا تو بقیہ ذی الحجہ میں عمرہ مکروہ ہوگا مطلب یہ ہے کہ بعد لیلۃ النحر کے بھی حج ہو سکتا ہے ابن سیرین سے بھی باسناد صحیح آیا ہے کہ ان مہینوں
میں عمرہ نہیں ہے ابن سیرین نے کہا کسی کو اہل علم سے اس بات میں شک نہیں ہے کہ عمرہ غیر اشہر حج میں افضل ہے عمرہ کرنے
سے اشہر حج میں قاسم بن محمد نے کہا صحابہ عمرہ کو ان مہینوں میں تمام نہیں سمجھتے تھے عمر و عثمان عمرہ کرنا غیر اشہر حج
میں محبوب رکھتے تھے **ف** اس کہنے سے کہ جس نے ان مہینوں میں حج فرض کیا یہ بات معلوم ہوئی کہ احرام باندھنے سے
حج کرنا لازم ہو جاتا ہے ابن جریر نے کہا اہل علم کا اجماع ہے اسپر کہ مراد فرض سے اس جگہ ایجاب و لزوم ہے ابن عباس
نے کہا یعنی جس نے فرض کر لیا حج یا عمرہ عطا نے کہا مراد فرض سے احرام ہے یہی قول ہے ابراہیم و ضحاک و غیرہما کا ایک
لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ تلبیہ کرے پیراوس میں پر ٹھہرا رہنا چاہیے اسطرف ایک جماعت صحابہ و تابعین گئی
ہے قاسم بن محمد نے کہا فرض کرنا یہ ہے کہ لبیک کہے ابو حنیفہ کہتے ہیں التزام حج یہی ہے کہ تلبیہ کرے یا ہدی کے
گلے میں قلادہ ڈالے شافعی کہتے ہیں فقط نیت حج کی احرام میں کافی ہے رفث سے مراد جماع ہے کما قال تعالیٰ احل
لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم یہی قول ہے ابن عباس سدی قتادہ عکرمہ زہری مجاہد مالک کا سو جسطرح رفث
حرام ہے اوسی طرح دواعی مباشرت و تقبیل و لمس وغیرہ بھی حرام ہیں بلکہ سامنے عورتوں کے اسطرح کا ذکر بھی ان کا
ابن عمر نے کہا رفث یہ ہے کہ پاس عورت کے جاوے یا مرد عورت باہم ایسا ذکر کریں ابن عباس راہ میں حدی کہتے شعر
غزل پڑھتے تھے کسی نے کہا تم احرام میں رفث کرتے ہو کہا رفث وہ بات ہے جو سامنے عورتوں کے کہی جاوے یہ کہا رفث
عورتوں سے دریدہ جماع کا ذکر کرنا ہے عطا نے کہا رفث جماع ہے اور فحش بات کہا صحابہ عرابت یعنی تعریض
جماع کو حالت احرام میں مکروہ جانتے تھے طاؤس نے کہا رفث یہ ہے کہ عورت سے یوں کہے کہ جب تم حلال ہو
جاؤگی تو میں تم سے ملونگا یہی قول ابو العالیہ کا ہے ابن عباس سے یہی کہا ہے کہ رفث یہ ہے کہ عورت سے

چھوٹے لیٹے بوسہ لے عورت سے صحبت کی بات کہے ایسا ہی ایک جماعت کثیر تابعین وغیرہم کی ہی گئی ہے فسوق سے مراد
معاصی ہیں یہ قول ہے ابن عباس اور ایک جماعت تابعین کا ابن عمر نے کہا فسوق گناہ ہیں شکار ہو یا اور کچھ حرم
میں جو نافرمانی خدا کی ہوگی وہ فسوق ہے ابن زبیر و مجاہد و سدی وغیرہم سے کہا مراد فسوق سے گالی دینا ہے اسکی
دلیل یہ حدیث ہے سِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ رواہ ابن ابی حاتم عن ابن مسعود ابن زید نے کہا فسوق
اس جگہہ ذبح کرنا ہے واسطے بتون کے قال تعالی اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ضحاک نے کہا فسوق یہاں برا لقب کہنا
ہے ظاہر یہ ہے کہ فسوق اس آیت میں کوئی معصیت خاص نہیں ہے اگر کسی جگہہ یہ لفظ کسی فرد یا افراد معاصی سے بولی
گئی تو اوس سے تخصیص لفظ کی ساتھہ اوس فرد کے واجب نہیں آتی ہے ابن کثیر کہتے ہیں جن لوگون کا یہ قول ہے
کہ مراد فسوق سے اس جگہہ سارے معاصی ہیں صواب انہیں کی بات ہے دیکہو اللہ نے ظلم سے اشہر حرم میں منع فرمایا ہے
اگرچہ ظلم سارے برس میں منع ہے مگر اشہر حرم میں ہی اسکی تاکید سمجھی گئی اسلیے یہ کہا مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ حرم کے حق میں فرمایا ہے وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ
عَذَابٍ اَلِيْمٍ ابن جریر نے اس جگہہ یہ اختیار کیا ہے کہ مراد فسوق سے ارتکاب ہے ان سب منع کا احرام میں جیسے قتل کرنا
شکار کا منڈانا سر کا کترنا ناخن کا اور جو مثل اسکے ہو گا اوسکے وہی ہے جو ہمنے ذکر کیا ہے حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعا
آیا ہے جس نے حج کیا اس گھر کا پھر نہ رفث کیا نہ فسق تو وہ اپنے گناہون سے ایسا نکلا جیسے آج اوسکی ماں نے اوسکو جنا
ہو رواہ الشیخان جدال میں دو قول ہیں ایک یہ کہ وقت حج کے مناسک حج میں مجادلہ نکرے اسکو اللہ پاک نے
خوب کہولکر بیان کیا ہے مجاہد نے کہا اللہ نے حج کے مہینے بیان کر دیے ان میں باہم لوگوں کے جدال نچاہیے
سدی نے کہا حج مقرر ہو گیا اسکا ہر کی جدال ہے یعنی مشرک لوگ نسی کرتے تھے مہینہ بدل ڈالتے تھے اللہ نے مہینے
مقرر کر دیے کوئی اونچ نیچ باقی نہیں رہی ابن عباس نے کہا مراد جھگڑنا ہے حج میں مالک نے کہا جدال حج میں واللہ
اعلم یہ تھی کہ قریش نزدیک مشعر الحرام کے ٹھیرتے مزدلفہ میں عرب عرفہ میں ٹھیرتے باہم یہ جھگڑا ہوتا کہ ہم زیادہ صواب پر ہیں
وہ کہتے نہیں بلکہ صواب پر ہم ہیں تم نہیں ہو ابن زید نے کہا مختلف جگہون میں وقوف کرتے ہر ایک یہ بات کہتا کہ
موقف حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہی ہے جہان ہم ٹھیرے ہوئے ہیں اللہ نے مناسک بیان کرکے یہ جھگڑا چکا دیا محمد بن
کعب نے کہا قریش جمع منی میں جمع ہوتے کہتے ہمارا حج تمہارے حج سے تمام تر ہے وہ کہتے نہیں بلکہ تمہارا حج ہے
قاسم بن محمد نے کہا جدال یہ ہے کہ کوئی کہے حج کل ہے کوئی کہے آج ہے ابن جریر نے اسی بات کو اختیار کیا ہے کہ مراد قطع تنازع
ہے مناسک حج میں واللہ اعلم دوسرا قول یہ ہے کہ مراد جدال سے اس جگہہ مخاصمہ ہے ابن مسعود نے کہا جدال یہ ہے کہ تو اپنے

رفیق سے جھگڑے اوسکو غصے مین لاوے یہی قول ابن عباس سے بھی مروی ہے ابو العالیہ عطا مجاہد سعید بن جبیر عکرمہ جابر مکحول
سدی مقاتل عمرو بن دینار ضحاک ربیع نخعی حسن قتادہ وغیرہم سب اسیطرف گئے ہین ابن عباس نے کہا تو اپنے صاحب سے مرار
و ملاحات نکر اسلئے کہ اللہ نے اس سے منع کیا ہے نخعی نے کہا صحابہ جدال کو مکروہ جانتے تھے ابن عمر نے کہا مراد جدال سے سباب و
منازعت ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ مراد مراء و خصومات ہے عکرمہ نے کہا مراد جدال سے غصہ ہے کہ کسی مسلمان کو تو خفا کردے
ہان غلام پر بابت کسی تقصیر کے خفا ہونا یا اوسکا خفا کرنا بشرطیکہ اوسکو مارے نہین روا ہے ابن کثیر نے کہا بلکہ اگر مار
بیٹھے تو بھی جائز ہے اس لیے کہ حدیث اسما بنت ابی بکر مین آیا ہے کہ جب ابوبکر کے غلام نے شتر بار برداری گم کر دیا
جسپر اونکا اور حضرت کا سامان تہا تو ابوبکر اوسکو مارنے لگے یہ ماجرا سفر حج مین بمقام عرج پیش آیا حضرت نے تبسم فرماکر
فقط اتنا کہا اس محرم کو دیکھو یہ کیا کام کرتا ہے رواہ احمد و ابوداؤد و ابن ماجۃ بعض سلف نے کہا ہے پورا
حج یہ ہے کہ حجاج کو مارے مگر حضرت کے قول سے ایک انکار لطیف نکلتا ہے اسلیے اولی یہ ہے کہ نہ مارے اسی لیے
حدیث جابر بن عبد اللہ مین مرفوعًا آیا ہے کہ جسنے پورا کیا اپنا نسک اور سلامت رہے مسلمان اوسکی زبان و ہاتھ سے
بخشا گیا اگلا گناہ اوسکا رواہ عبد بن حمید **ف** جب تجمل و فعل قبیح سے منع کر دیا تو فعل جمیل پر آمادہ کیا
شر کے بعد ذکر خیر کا عصیان کے بعد ذکر طاعت کا فرمایا یہ کہا کہ رفث کی جگہہ اچھی بات کہو فسق کے عوض بر و تقوے
اختیار کرو جدال کے عوض وفاق و اخلاق جمیلہ سے پیش آؤ اسلیے کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ اللہ کو معلوم ہے
وہ تمہارے عمل کی جزا دیگا برا ہوگا تو بری جزا اچھا ہوگا تو اچھی جزا پھر تقوے کو بہتر زاد راہ ٹھیرایا ابن
عباس کہتے ہین کچھ لوگ اپنے گھرون سے بے خرچ کے نکلتے تھے کہتے ہم بیت اللہ کے حج کو جاتے ہین کیا اللہ ہمین
کھانے کو نہ دیگا اللہ نے کہا تم خرچ لیکر نکلو اپنی آبرو بچاؤ دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ اہل یمن حج کو بے زاد کے
آپ کو متوکل ٹھیراتے اللہ نے حکم دیا کہ زاد لیکر آؤ ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جب احرام باندھتے جو زاد
پاس ہوتا اوسکو پھینک دیتے نیا زاد لیتے اللہ نے اونکو منع کیا فرمایا تم آٹا ستو خشک روٹی رکھو یہی قول ہے ایک
جماعت صحابہ و تابعین کا ابن عمر نے کہا آدمی کی بزرگی یہ ہے کہ اوسکا زاد راہ پاک ہو انکے ہمراہ اگر کوئی ہوتا تو اس سے
یہ شرط کر لیتے کہ مال حلال لیکر حج کو آئے ہو تو ہمراہ ہے چلو پھر اللہ نے جس طرح اونکو حکم زاد کا سفر دنیا مین دیا اسیطرح
بہی ارشاد کیا کہ زاد آخرت تقوے ہے کما قال وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ (اور رونق کی اور کپڑا پرہیزگاری کا سو بہتر ہے ۱۲) یعنی لباس حسی کے بعد لباس معنوی کا بھی رستہ دکھلایا
وہ خضوع و طاعت و تقوے ہے پہر زاد و لباس آخرت کو بہتر و فائدہ مند کہا عطا خراسانی نے کہا مراد خیر الزاد سے زاد آخرت ہے عبید
سے حدیث مرفوع مین آیا ہے جو شخص زاد لیتا ہے دنیا مین وہ نفع کرتا ہے اسکو آخرت مین رواہ الطبرانی مقاتل بن حیان نے کہا جب

یہ آیت اوتری ایک شخص نے صحرائے سلمی سے کہڑے ہوکر کہا اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو راہ نہیں ملتا فرمایا
زاد لے اور آگ دکھو لوگوں سے کہ بہتر زاد تقوی ہے رواہ ابن ابی حاتم آخر آیت میں یہ ارشاد کیا کہ اے عقلمندو میرے عقاب
و نکال و عذاب سے ڈرو جو خلاف میرے حکم کے کرتا ہے اوسکو سزا ملیگی معلوم ہوا کہ اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو عقل رکہتے
ہیں جاہل بے عقل کو خوف خدا کا نہیں ہوتا لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ ۚ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ
فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ نہیں
تیرے کچھ گناہ کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا پھر جب طواف کو چلو عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے یاد کرو اسکو
جس طرح تم کو سکھایا اور تم تھے اس سے پہلے راہ بھولے یعنی حج میں مال تجارت بھی لیجاؤ مزدوری کما لے کو تو منع نہیں لوگوں
نے نہیں شبہ کیا تہا کہ شاید حج قبول نہوا اسلئے یہ فرمایا بخاری نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ عکاظ و مجنہ و ذو المجاز
جاہلیت کے بازار تھے لوگوں نے موسم میں تجارت کرنیکو گناہ سمجھا اوسپر یہ آیت اوتری اور ایک شخص نے کہا جب اسلام آیا لوگوں
نے تجارت کو اثم جانکر حضرت سے پوچھا اللہ نے یہ آیت بھیجی دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ لوگ خرید و فروخت لین دین
تجارت سے موسم حج میں بچتے تھے اللہ نے فرمایا اس میں کچھ گناہ نہیں ہے تم جو تی ہے تلاش رزق کرو یعنی جیسے پہلے احرام
سے سوداگری بیع شراء درست ہے ویسے ہی بعد احرام کے درست ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین سے یہی کہا ہے کہ مراد موسم
حج ہے ابو امامہ تیمی نے ابن عمر سے پوچھا ہم کرایہ کرتے ہیں ہمارا حج ہوتا ہے کہا کیا تم طواف نہیں کرتے عرفہ میں
نہیں آتے رمی جمار نہیں کرتے سر نہیں منڈاتے کہا ہاں یہ سب کچھ کرتے ہیں کہا یہی بات ایک آدمی نے رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تہی آپنے کچھ جواب ندیا پھر جبریل اس آیت کو لیکر آئے حضرت نے اوسکو بلاکر فرمایا انتم حجاج
تم کرایہ کرنیوالے حاجی ہو رواہ احمد یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے ابو صالح مولی عمر نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا
تم حج میں تجارت کرتے تھے کہا انکی معاش تو اسی حج میں تھی غرضکہ اس آیت شریف میں رخصت ہے حاجی کو تجارت کرنیکی
اسیطرح حکم اور اعمال کا ہے جس میں بس لفظ فضل سے اس جگہہ یہی مراد ہے قال تعالی فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَ
ابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ فتح البیان میں کہا ہے حق یہ ہے کہ اذن اس آیت میں بطور رخصت ہے ترک اوسکا اولی ہے لقولہ تعالی
وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ اخلاص یہی ہے کوئی چیز حامل فعل پر سوا عبادت ہونے کے اوس فعل
کے نہو عرفہ نام ہے اوس جگہہ کا جہاں حج میں کہڑے ہوتے ہیں یہ کہڑا ہونا ایک عمدہ فعل ہے حج کا حدیث عبد الرحمن
دیلی میں مرفوعا آیا ہے کہ حج عرفات ہے جو پہلے عرفہ پا گیا فجر سے پہلا اوسنے حج پایا ایام منی کے تین دن ہیں جسنے جلدی کی
دو دن میں اوسپر کچھ گناہ نہیں جسنے دیر کی اوسپر بھی کچھ گناہ نہیں رواہ احمد وقت وقوف کا زوال یوم عرفہ سے

طلوع فجر تا نی یوم نحر تک ہوتا ہے اسلیے کہ حضرت حجۃ الوداع مین بعد ادای نماز ظہر غروب آفتاب تک کہڑے رہے اور یہ
فرمایا خُذُوْا عَنِّیْ مَنَاسِکَکُمْ یعنے تم اپنے قاعدے حج کے مجہسے سیکہہ لو یہ بات کہ جسنے عرفے کو پہلے طلوع فجر کے پالیا
اوسنے حج پایا مذہب ہے ائمہ ثلثہ کا امام احمد کا مذہب ہے کہ وقت وقوف کا اول یوم عرفہ سے ہوتا ہے انکی دلیل حدیث عروہ
ہے کہ انہون نے مزدلفے مین حضرت کو نماز کے لیے نکلتے دیکہکر کہا ای رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم مین دو پہاڑ طی سے اپنی سواری
کو تہکا کر اپنی جان کو تکلیف دیکر آیا ہون واللہ مین نے کوئی پہاڑ بے وقوف کی نہین چہوڑا امیا حج ہوا فرمایا جو شخص ہماری اس
نماز مین حاضر ہوا ہمارے ساتہہ کہڑا رہا یہانتک کہ ہم چلین اور اس سے پہلے عرفے مین رات یا دن مین کہڑا ہو چکا ہو اوسکا
حج پورا ہوا اوسکا میل کچیل دور ہوا رواہ احمد و اہل السنن وصححہ الترمذی عرفات کو اسلیے عرفات کہتے ہین کہ جب
جبریل علیہ السلام نے ابرہیم علیہ السلام کو حج کرایا تو عرفے مین پہونچکر کہا عَرَفْتَ یعنی تو نے طریقہ حج کرنیکا پہچان لیا یہ
قول ہے علی مرتضے کا عطا کا یہ لفظ ہے کہ جبریل جو بنا منسک ادا کرتے کہتے عَرَفْتَ عَرَفْتَ کسی نے کہا یہان باہم آدم و
حوا علیہما السلام کے تعارف ہوا تہا اسلیے یہ نام ہوا کسی نے کہا بلکہ یہ اصلی نام ہے عرفات کا نام مشعر الحرام مشعر اقصی الال
بوزن ہلال بہی ہے جو پہاڑ بیچ مین اس وادی کے ہے اوسکو جبل رحمت کہتے ہین ابن عباس نے کہا جاہلیت والے عرفے مین
کہڑے رہتے جب سورج پہاڑون پر چمکتا گویا پہاڑون کی سر پر عمامہ ہے تو وہان سے چلتے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر لگائی
جب سورج ڈوب گیا تو عرفے سے چلے رواہ ابن ابی حاتم ابن مردویہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ پہر مزدلفے مین آکر ٹہیرے نماز
صبح پڑہی جب ہر چیز سفید ہو گئی اور وقت اخیر ہوا تب وہان سے روانہ ہوئے اس اسناد کو ابن کثیر نے حسن بتایا ہے مسور بن
مخرمہ کہتے ہین رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عرفات مین ہمکو خطبہ سنایا اللہ کی حمد و ثنا کرکے اما بعد فرمایا جب خطبہ پڑہتے
اما بعد کہتے اس خطبے مین یہ ارشاد کیا کہ آج دن بڑے حج کا ہے تم سن رکہو کہ مشرک بت پرست آج کے دن یہان سے سورج
ڈوبنے سے پہلے جبکہ سورج پہاڑون کے سر پر ہوتا تہا گویا عمائم رجال ہے تب چلتے تہے اور ہم بعد غروب آفتاب کے چلین گے وہ
لوگ مشعر الحرام سے بعد نکلنے سورج کے جبکہ پہاڑون کے سر پر چمکتا تہا گویا قبرون کے سرون پر عمامے بندہے ہین روانہ ہوتے تہے
اور ہم قبل طلوع آفتاب کے روانہ ہونگے ہمارا طریقہ خلاف طریقہ اہل شرک ہے رواہ ابن مردویہ حاکم نے کہا حدیث صحیح بر شرط
شیخین ہے ابن کثیر کہتے ہین مسور کو سماع ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات نہین ہے کہ فقط رویت ہو سماع نہ ہو جس
طرح ہمارے چہوٹے بہی لوگ وہم کرتے ہین معلوم ہوا کہ سنت صحیحہ یہ ہے کہ عرفے سے بعد غروب آفتاب اور مزدلفے سے قبل طلوع
آفتاب چلے لیکن یہ سنت اکثر بلاد سے ترک ہو گئی ہے اکثر لوگ خلاف اسکے مطابق طریقہ جاہلیت عرفے سے قبل غروب اور
مزدلفے سے بعد طلوع چلتے ہین پہر مشعر الحرام مین ٹہیر کر دعا نہین کرتے حالانکہ اس جگہہ حکم ذکر کرنیکا منصوص قرآن

ہے اما مسلم حدیث طویل جابر میں آیا ہے کہ ٹھیرے رہے حضرت عرفے مین یہانتک کہ سورج ڈوب گیا کچہ زردی بہی گئی
پہر بعد غائب ہوے قرص کے اسامہ کو لیے پیچہے سوار کرکے چلے قصوا نام اونٹنی کی باگ یہانتک کہینچی کہ پالان
سے جالگی سیدہے ہاتہہ سے اشارہ فرماتے تہے ای لوگو آہستہ آہستہ چلو جس پہاڑ پر آتے ذرا باگ نامے کی ڈہیلی کردیتے
تاکہ پہاڑ پر چڑہ جاوے یہانتک کہ مزدلفہ ہو نچکر نماز مغرب عشا ایک اذان دو اقامت سے پڑہی بیچ میں کوئی سنت
نہین پڑہی پہر لیٹ رہے جب فجر ہوگئی نماز صبح ادا کی اذان و اقامت کہی پہر قصوا پر سوار ہوکر مشعر الحرام میں آئے
یہاں رو بقبلہ ہوکر دعا و تکبیر و تہلیل و توحید کرتے رہے جب تک خوب روشنی ہو کہڑے رہے پہر سورج نکلنے سے پہلے
آگے چلے رواہ مسلم صحیحین میں اسامہ سے روایت آیا ہے کہ کسی شخص نے اون سے پوچہا حضرت کی کیا چال تہی کہا چ
کی چال جب کوئی کشادہ راہ پاتے ذرا تیز چلتے سفیان بن عیینہ نے کہا مراد ذکر سے پاس مشعر الحرام کے یہی دو
نماز ہین ابن عمر نے کہا مشعر الحرام یہی سارا مزدلفہ ہے ابن عمر نے کہا مشعر یہی پہاڑ ہے اور جو کچہ اسکے گرداگرد
ہے لوگوں کو دیکہا قزح پر ازدحام کرتے ہیں کہا یہ ساری جگہہ ہی تو مشعر ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین سے کہا
مشعر درمیان دونوں پہاڑ کے ہے **ف** مشاعر کہتے ہیں معالم ظاہرہ کو مزدلفہ کا نام مشعر الحرام اسلیے ہوا
کہ وہ داخل حرم ہے ایک گروہ سلف اور بعض اصحاب شافعی جیسے قفال و ابن خزیمہ کا یہ مذہب ہے کہ وقوف یہاں کا رکن
ہے حج کا بے اوسکے حج صحیح نہین ہوتا ہے انکی دلیل وہی حدیث عروہ ہے دوسرا قول یہ ہے کہ واجب ہے نہ رکن ترک
سے دم لازم آتا ہے ایک قول شافعی کا بہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ مستحب ہے نہ واجب نہ رکن ترک سے کوئی شئے بہی
لازم نہین آتی یہ سب تین قول ہوئے اہل علم کے زید بن اسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ سارا عرفہ موقف ہے بطن عرنہ سے مرتفع ہو سارا جمع یعنی مزدلفہ موقف ہے مگر محسر سے حدیث مرسل ہے
اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ سنت یہ ہے کہ دونون کام کرے یعنی مزدلفے مین نماز مغرب عشا جمع کرے
مشعر حرام میں ذکر و دعا و تہلیل میں مشغول ہو اس کہتے ہین کہ جس طرح اللہ نے تم کو سکہایا ہے اس طرح اسکو یاد کرو
تنبیہ ہے اللہ کے انعام و احسان پر کہ اوسنے ہمکو وہی مناسک حج بتائے سکہائے جو ابراہیم خلیل کرتے تہے ورنہ تم پہلے
اس بات کے یا پہلے اس قرآن یا رسول کے گمراہ تہے یہ سب معانی متقارب متلازم صحیح ہین ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ

حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ پہر طرف کو چلو جہان سے سب لوگ چلین اور گناہ
بخشواؤ اللہ سے اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہی کفر کی ایک غلطی تہی کہ مکے کے رہنے والے عرفات تک جاتے کہ عرفات
حرم سے باہر ہے حرم کی حد پر کہڑے رہتے سو فرمایا کہ جہان و سب لوگ چلین تم بہی چلو انکی تقصیر پر نادم ہو

ف ابن کثیر کہتے ہین گویا اللہ نے اس آیت مین یہ حکم دیا کہ جو کوئی عرفے مین کہڑا ہوا ہو وہ مزدلفے کو جاوے مشعر حرام کے پاس ذکر اللہ کرے اوسکا وقوف عرفات مین اوسی جگہہ ہو جہان سب کے سب کہڑے ہون نہ وہان جہان قریش کہڑے ہوتے تہے کنارہ زمین حرم پر وہ یہ کہتے مین جل کے کہتے ہم اللہ کے شہر والے اللہ کے گہر مین رہنے والے ہین بخاری مین عائشہ سے آیا ہے کہ قریش اور اون کے ہم مذہب لوگ مزدلفے مین کہڑے ہوتے انکو حمس کہتے تہے باقی سارے عرب عرفات مین اکر وقوف کرتے جب اسلام آیا اللہ نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تم عرفات مین جاکر وقوف کرو پہر وہان سے مطابق قاعدے کے پہرو یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد و عطا و قتادہ و سدی و غیرہم کا اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اسپر اجماع نقل کیا ہے جبیر بن مطعم کہتے ہین میرا اونٹ کہو گیا تہا مین اوسکی تلاش مین عرفات آیا دیکہتا کیا ہون کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہڑے ہین مین نے اپنے جی مین کہا یہ تو حمس مین سے ہین اس جگہہ کیسے کہڑے ہین رواہ احمد والشیخان بخاری کی روایت ابن عباس سے مقتضی اس امر کی ہے کہ مراد چلنے سے اس جگہہ یہ ہے کہ مزدلفے سے چلکر منی مین کنکر مارنے کو آؤ یہی قول ضحاک کا بہی ہے ابن جریر نے کہا مراد لفظ ناس سے اس جگہہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین کسینے کہا مراد امام ہے ابن جریر کہتے ہین کہ اگر اجماع حجت کا خلاف اسکے نہوتا تو یہی قول ارجح ٹہیرتا اللہ پاک نے اکثر بعد قضای عبادات کے حکم اپنے ذکر کا فرمایا ہے صحیح مسلم مین آیا ہے حضرت جب نماز سے فارغ ہوتے تین بار استغفار کرتے صحیحین مین ہے کہ بعد نماز کے تینتیس تینتیس بار تسبیح تحمید تکبیر کہنے کی ترغیب دی ہے ابن جریر نے کہا حدیث مرداس سلمی مین آیا ہے کہ حضرت نے تیسرے پہر عرفے کو اپنی امت کے لیے استغفار کی بخاری مین شداد بن اوس سے آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے الخ جس نے اوسکو رات مین کہا پہر اوس رات مر گیا تو بہشت مین گیا جس نے اوسکو دن مین کہا پہر مر گیا تو داخل جنت ہو صحیحین مین ابن عمر سے آیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے رسول خدا مجہے کوئی دعا سکہا دو جسے مین نماز مین مانگا کرون فرمایا کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ابن کثیر نے کہا احادیث استغفار مین بہت آئی ہین لکہتے ہے حدیثین سالہ محو الحوب باستکثار الاستغفار و التوبہ مین لکہی ہین اسیطرح بہت حدیثین مغفرت اہل عرفہ و نزول رحمت مین اکبر اور اجابت دعا مین آئی ہین حکم استغفار کا اسجگہہ اسلیے ہوا کہ وہ جگہہ مسقط رحمت ہو وطن قبول مظنہ اجابت موقع قربت محل عبادت فرصت ہے یہان سارے گناہون کی مغفرت مانگو سارے معاصی سے توبہ نصوح کر فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ

لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ پہر جب تم پورے کر چکو تم اپنے حج کے کام تو یاد کرو اللہ کو جیسے یاد کرتے تہے
تم اپنے باپ دادوں کو بلکہ اوس سے زیادہ یاد پہر کوئی آدمی یہ کہتا ہے ای رب ہمارے دے ہمکو دنیا میں اور نہیں اوسکو
آخرت میں کچہ حصہ اور کوئی ان میں یوں کہتا ہے ای رب ہمارے دے ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہمکو
دوزخ کے عذاب سے یہ لوگ اونہیں کو ہے کچہ حصہ اپنی کمائی سے اور اللہ جلد لیتا ہے حساب اس آیت شریف میں اللہ پاک
نے یہ حکم دیا کہ بعد قضائے مناسک فراغ حج کے اللہ کا ذکر بکثرت کرو عطا نے کہا یعنی جس طرح بچہ ابا اما کہتا ہے بار
بار ماں باپ کو پکارتا ہے اسی طرح تم بعد قضای حج کے اکثر ذکر میں لگے رہو یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ابن
عباس نے کہا لوگ بزمانہ جاہلیت موسم میں کہڑے ہوتے کوئی کہتا میرا باپ سب کہانا کہلاتا تہا لوگوں کا بار اٹھاتا تہا
دیت دیتا تہا سوا باپ دادوں کے ذکر کے اور کچہ ذکر انکو نہ تہا اسپر اللہ نے یہ آیت اتاری اسی طرف ایک جماعت صحا
و تابعین بہی گئی ہے ابن جریر نے ایک جماعت سے اسکو حکایت کیا ہے ابن کثیر نے انکا نام لیا ہے مقصود آمادہ کرنا
ہے لوگوں کا ذکر خدا پر آؤ اس جگہہ تحقیق کے لیے ہے نہ تشکیک کے لیے پہر بعد کثرت ذکر کے یہ ارشاد کیا کہ دعا کرو کہ جگہہ
مظنہ اجابت ہے انمیں بدبخت عربی جو ری دنیا مانگتے ہیں آخرت سے کچہ غرض نہیں رکھتے اس قوم میں نصرت دلائی ہے
مسابقہ پہلے سے ساتھہ اون لوگوں کے جو ذکر آخرت و دعائے دنیا کرتے تہے ابن عباس نے کہا ایک قوم اعراب کی موقف میں
آکر یوں کہتی ای اللہ اس سال کو بارش کی سال کر سرسبزی و کہیتی کی سال کر اچہی پیداوار اچہی ولادت کی سال
کر آخرت کا کچہ ذکر نہ کرتے اوسپر اللہ نے یہ آیت اوتاری اون لوگوں کی مدح کی جو دنیا و آخرت دونوں مانگتے ہیں یہ دعا جامع
ہے ہر خیر کو دافع ہے ہر شر کو دنیا کی خوبی شامل ہے ہر مطلب دنیوی کو جیسے تندرستی گھر کشادہ نیک بی بی رزق وسیع
علم نافع عمل صالح سواری اچہی ثنای جمیل وغیرہ امور جسپر عبارت مفسرین مشتمل ہے اون عبارتوں میں کچہ منافات
نہیں ہے اسلیے کہ سب دنیا میں مندرج ہیں رہا حسنۂ آخرت سو سب سے اعلی داخل ہونا ہے جنت میں امن میں ہوتا
ہے فزع اکبر سے عرصات میں آسانی حساب کی وغیرہ امور صالحہ آخرت رہی نجات دوزخ سے سو آسان ہونا ہے اون
اسباب کا جو مقتضی اس نجات کی ہیں جیسے بچنا محارم سے ترک کرنا آثام و شبہات و حرام و شبہات کا قاسم نے کہا جسکو قلب
شاکر لسان ذاکر جسد صابر ملا اوسکو دنیا و آخرت دونوں کی خوبی ملی عذاب نار سے بچگیا قرطبی نے کہا اکثر اہل علم اسی
بات پر ہیں کہ مراد خوبی دارین ہے اس آیت میں نعیم دنیا و آخرت ہی پہر کہا کہ یہی قول صحیح ہے اسلیے کہ لفظ حسنہ
نکرہ ہے سیاق نفی میں ہے یہ سب کو شامل ہے انتہی اسلیے حدیث میں اس دعا سے کی ترغیب آئی ہے بخاری نے انس بن مالک
سے روایت کیا ہے کہ حضرت اس دعا کو پڑہا کرتے تہے اللّٰہم ربنا آتنا الخ امام احمد نے کہا قتادہ نے انس سے پوچہا کہ حضرت کونسی

دعا زیادہ مانگتے تھے کہا ہی دعا انس کی عادت یہ تھی کہ جب کوئی دعا کرتے تو اس دعا کو بھی ضرور اوسکے ساتھ مانگتے مسلم میں آیا ہے کہ ابو طالوت تابعی انس کے تھے ثابت نے کہا تمہارے بھائی چاہتے ہیں کہ تم ان کے لیے دعا کرو کہا اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً الخ پھر دیر تک باتیں کرکے اوٹھ کھڑے ہوئے ثابت نے کہا تمہارے بھائی جاتے ہیں اب ان کے لیے کچھ دعا کرو کہا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اکثر شکل ڈالوں جب تم میں کسی کو خوبی دنیا و آخرت کی ملی اور وہ عذاب نار سے بچگیا تو ساری خیر اوسکو ملگئی پیچھے اب اور کیا چاہتے ہو انس کہتے ہیں حضرت نے ایک مسلمان کی عیادت کی وہ سوکھکر دبلا ہوگیا تھا فرمایا کیا تو نے اللہ سے کچھ مانگا ہے یا مانگتا ہے اوس نے کہا میں کہتا تھا اَللّٰھُمَّ مَا کُنْتَ مُعَاقِبِیْ بِہٖ فِی الْاٰخِرَةِ فَعَجِّلْہُ فِی الدُّنْیَا یعنی اے اللہ جو سزا تو مجھکو آخرت میں دینا ہو وہ یہیں دنیا میں دیدے آخرت کا مواخذہ نہ رکھ جو کچھ عقاب ہونا ہو وہ یہیں ہو جاوے فرمایا سبحان اللہ تجھکو اوسکے عقاب کی کہاں طاقت یا استطاعت ہو تو نے یہ کیوں نہ کہا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً الخ انس کہتے ہیں اوس نے یہی دعا کی اللہ نے اوسکو شفا بخشدی یہ حدیث احمد و مسلم سے ہے شافعی نے ابن ابی السائب سے روایت کیا ہے کہ حضرت درمیان رکن یمانی اور رکن اسود یہی دعا کرتے تھے اسکو ابن ماجہ نے بھی ابوہریرہ سے روایت کیا ہے مگر سند اوسکی ضعیف ہے ابن مردویہ کا لفظ ابن عباس سے مرفوعاً یوں ہو کہ نہیں گذرا میں کسی رکن پر مگر میں نے وہاں ایک فرشتہ دیکھا وہ آمین کہہ رہا ہے سو جب تم وہاں گذرا کرو تو یہی دعا مانگا کرو ایک شخص نے ابن عباس سے کہا میں نے ایک قوم سے یہ اجارہ کیا کہ مجھکو لادکر لے چلیں میں انکے ہمراہ حج کرونگا اور اتنی اجرت کم کردونگا بھلا یہ بات کافی ہے یا نہیں کہا تو اون لوگوں میں ہے جن کے حق میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے اُولٰٓئِکَ لَھُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا کَسَبُوْا وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ حاکم نے کہا حدیث شرط شیخین پر ہے اس آیت شریف پر نصف پارہ سیقول ختم ہوا ولله الحمد

وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِیْ یَوْمَیْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰی ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّکُمْ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ۝

یاد کرو اللہ کو کئی دن گنتی کے پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن میں اوسپر نہیں گناہ اور جو کوئی رہگیا اوسپر نہیں گناہ جو کوئی ڈرتا رہے ہے تم ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم اوسی پاس جمع ہوگے **ف** ان آیتوں میں فرمایا کہ عرب کی قوم کا دستور تھا حج سے فارغ ہوکر منی میں رہ عید کے بعد خوشی کرتے بازار لگاتے باپ دادوں کی بڑائی بیان کرتے اللہ نے اوسکے بدل تین دن ٹھیرنا مقرر کیا کہ اللہ کو ان دنوں میں یاد کرو پتھر کنکر پھینکتے ہیں ہر نماز کے بعد تکبیر کہتے ہیں اور سوا نماز کے ہر وقت بھی پھر کوئی جلدی تو دو ہی دن ٹھہرکر رخصت ہو تین دن رہے تو بہتر اور یہ فرمایا کہ جنکو بری غرض دنیا ہو وہ آخرت سے محروم ہیں اب حج کا مذکور ہو چکا **ف** ابن عباس نے کہا مراد ایام معدودات سے ایام تشریق ہیں اور ایام معلومات سے ایام عشر عکرمہ نے کہا یعنی تکبیر کہو ایام

ف اور بعضے کہتے ہیں اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہم کو عذاب سے آگ کے ع ان لوگوں کو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب

تشریق میں بعد نماز فرض کے اللہ اکبر اللہ اکبر عقبہ بن عامر نے مرفوعاً کہا ہے یوم عرفہ و یوم نحر و ایام تشریق ہم مسلمانوں کی عید ہے
یہ دن کھانے پینے کے ہیں رواہ احمد نبیشہ ہذلی کا لفظ مرفوع یہ ہے ایام تشریق ایام ہیں اکل و شرب و ذکر اللہ کے رواہ ابن
حبان ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے ایام تشریق ایام طعم و ذکر اللہ ہیں رواہ احمد و مسلم دوسرا لفظ اُنکا یہ ہے کہ حضرت نے عبد اللہ
بن حذافہ کو بھیجا کہ منی میں پھر کر کہدو کہ روزہ نہ رکھیں یہ دن ہیں کھانے پینے اللہ کی یاد کرنے کے حدیث عائشہ میں
آیا ہے حضرت نے منع کیا ہے روزہ رکھنے سے ایام تشریق میں فرمایا یہ ایام ہیں اکل و شرب و ذکر اللہ کے ایک روایت میں یوں
آیا ہے کہ علی مرتضے بغلہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر سوار ہو کر شعب انصار پر آئے کہا اے لوگو یہ دن روزے کے نہیں ہیں
کھانے پینے اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں ابن عباس نے کہا تشریق کے دن چار ہیں ایک یوم نحر اور تین دن بعد اسکے
یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا علی مرتضے نے کہا یہ دن تین ہیں ایک دن نحر کا اور دو دن بعد اسکے جس دن
چاہو ذبح کرو افضل پہلا دن ہے ابن کثیر کہتے ہیں پہلا قول مشہور ہے ظاہر آیت کریمہ بھی اسی پر دلیل ہے کیونکہ یہ فرمایا ہے کہ جس نے
جلدی کی دو دن میں تو اس پر کچھ گناہ نہیں جس نے دیر کی تو اس پر بھی کچھ گناہ نہیں اس میں دلالت ہے تین دن پر بعد نحر کے
اسی ذکر سے ذکر اللہ کا اضاحی پر بھی متعلق ہے ابن کثیر نے کہا راجح مذہب شافعی کا ہے کہ وقت اضحیہ کا یوم نحر سے
آخر ایام تشریق تک ممتد رہتا ہے اسی ذکر سے وہ ذکر وقت بھی متعلق ہے جو بعد نمازوں کے ہوتا ہے اور ذکر مطلق جو
سارے احوال میں کیا جاتا ہے علما کے اس باب میں کئی قول ہیں مشہر جس پر عمل ہے یہ ہے کہ نماز صبح یوم عرفہ سے نماز عصر
ایام تشریق تک کرے کہ آخر ہے پچھلے کوچ کا اس میں ایک حدیث بھی بروایت دارقطنی کے آئی ہے لیکن بطور مرفوع
صحت کو نہیں پہونچی ہاں عمر بن خطاب سے ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے قبے میں تکبیر کہتے انکی تکبیر پر بازار والے بھی تکبیر
پکارتے یہانتک کہ سارا منی تکبیر سے گونج اوٹھتا پھر ذکر ایام معدودات سے وہ تکبیر و ذکر بھی متعلق ہے جو وقت کنکر مارنے
کے ہر دن ایام تشریق میں کیا جاتا ہے حدیث شریف میں نزدیک ابوداؤد وغیرہ کے آیا ہے کہ طواف بیت و سعی صفا مروہ رمی
جمار یہی اللہ کے ذکر قائم کرنے کو ہے پھر جب اللہ نے نفر اول و ثانی کا ذکر کر دیا یعنی حال لوگوں کے متفرق ہونیکا اس موسم
حج سے طرف اور اقالیم و آفاق کے بعد مجتمع ہو چکنے مشاعر و مواقف میں بیان فرمایا تو پھر یہ ارشاد کیا کہ تم ڈرو اور سمجھ لو
کہ جس نے تم کو زمین میں پھیلایا ہے تم اوسی کے پاس اکٹھے ہو گے ف فتح البیان کا بیان یوں ہے کہ قرطبی نے کہا ہے
خلاف ہو درمیان علما کے اس بات میں کہ مراد ایام معدودات سے اس آیت میں یہی ایام منی ہیں جنکو ایام تشریق کہتے
ہیں یہ تین دن ہیں انہیں دنوں میں کنکر مارتے ہیں پہلا دن گیارہویں ذیحجہ ہے اسی طرف شافعی ابن عمر ابن عباس
حسن عطا مجاہد قتادہ گئے ہیں ابراہیم نے کہا مراد ایام معدودات سے ایام عشر اور ایام معدودات سے ایام نحر ہیں

قرطبی نے کہا یہ صحیح نہین ہے اسلیے کہ اگلی بات پر ابن عبد البر نے اجماع نقل کیا ہے ابو یوسف و محمد نے ایام معلومات ایام نحر کو قرار دیا ہے ایکتو یا نی کا دن اور دو دن بعد اوسکے گویا اونکے نزدیک معلومات معدودات مین کچھ فرق نہین ہے کیونکہ قرآن پاک مین بلا خلاف مراد معدودات سے وہی ایام تشریق ہین مالک نے کہا چار دن ایک نحر کا اور تین بعد اسکی ان سب کو شامل ہین کیونکہ یوم نحر معلوم ہے معدود نہین اور دو دن جو بعد اوسکے ہین وہ معلوم معدود ہین چوتھا دن معدود ہے نہ معلوم ہے جس نے وقت تکبیر کا صبح عرفہ سے آخر ایام تشریق تک بتایا ہے اوسکی حساب سے تیئیس نمازین ہوتی ہین یہی قول ہے علی مرتضے و مکحول و ابو یوسف و محمد کا کسی نے کہا صبح عرفہ سے عصر آخر نحر تک ابو حنیفہ و ابن مسعود اسی طرف گئے ہین اس حساب سے آٹھ نمازین ہوتی ہین کسی نے کہا ظہر یوم النحر سے آخر ایام تشریق تک مالک و شافعی اسی کے قائل ہین اس حساب سے پندرہ نمازین ہوتی ہین یہی قول ابن عباس و ابن عمر کا ہے لفظ تکبیر کا نزدیک شافعی کے اللہ اکبر ہے اوسکو تین بار یکسان کہے اہل عراق کے نزدیک وہی بار کہے آیت شریف سے ثابت ہوا کہ تعجیل و تاخیر دونو مباح ہین یہ تخییر و رفع اثم اوسکے لیے ہے جو متقی ہے کیونکہ تقوی والا ہی ہر ایک شبہہ کی چیز سے بچتا ہے اس لیے مستحق تخصیص اس حکم کا وہی ٹہیر لگا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ط وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ۝

بعضا آدمی ہے کہ خوش آتی ہے تجھکو بات اوسکی دنیا کی زندگی مین وہ گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر اور وہ سخت جھگڑالو ہے جب پیٹھ پھیر جاتا ہے تو دوڑتا پھرتا ہے ملک مین کہ اوس مین ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین اللہ خوش نہین رہتا فساد کرنا جب کہا جائے اوس سے کہ ڈر اللہ سے تو کھینچ لاتا ہے اوسکو غرور گناہ پر سو بس ہے اوسکو دوزخ اور بری طیاری ہے اور کوئی آدمی ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان تلاش کرنا خوشی اللہ کی اللہ شفقت رکھتا ہے بندون پر **ف** یہ حال ہے منافق کا کہ ظاہر مین خوشامد کرے اور اللہ کو گواہ کرے کہ میرے دل مین تمہاری محبت ہے اور جھگڑے کے وقت کچھ کمی نکرے قابو پاوے تو لوٹ مچاوے منع کرنے سے اور ضد چڑہے زیادہ گناہ کرے ایک شخص اخنس بن شریق تھا اوسنے حضرت سے یہی سلوک کیے تھے اسکی بعد حال صاحب ایمان کا بیان کیا کہ اللہ کی رضا پر اپنی جان دیوے سدی نے کہا یہ آیت حق مین اخنس بن شریق ثقفی کے اوتری ہے وہ پاس حضرت کے آیا اسلام ظاہر کیا باطن مین خلاف تھا ابن عباس نے کہا یہ آیت حق مین چند نفر منافقین کے اوتری ہے جنہون نے بمقدمہ خبیب و اصحاب خبیب کے گفتگو کی تھی اور پہر اللہ نے انکی مذمت خبیب اور انکے اصحاب کی

مدح فرمائی کسی نے کہا نہیں بلکہ یہ آیت سارے منافقین و سارے مومنین حق میں ہے یہی قول ہے مجاہد و قتادہ و ربیع وغیرہم
کا ابن کثیر نے بھی اسی کو صحیح کہا ہے یعنی اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ابن جریر نے نوف بکالی سے روایت
کیا ہے کہ اونہوں نے کہا اور وہ کتابیں خوان تھے کہ میں اس امت کے کچھ لوگوں کا حال اللہ کی کتاب منزل میں پاتا ہوں
وہ حال یہ ہے کہ ایک قوم ایسی ہوگی جو دنیا پر دین کا حیلہ کریگی انکی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہوگی دل ایلوے سے زیادہ
کڑوے ہونگے لوگوں کے دکھانے کو بکریوں کا پوستین پہنیں گے دل بھیڑیوں کے سے ہونگے اللہ تعالیٰ کہیگا کیا یہ جرات
مجھپر کرتے ہیں یا مجھپر مغرور ہیں میں نے اپنی جان کی قسم کھائی ہے کہ انپر ایسا فتنہ برپا کروں کہ جس میں بردبار آدمی
بھی حیران ہوکر رہجاوے قرظی نے کہا میں نے قرآن میں تدبر کیا دیکھا تو یہی قوم یہی منافقین ہیں وہ آیت جسمیں
انکا حال پایا یہی آیت پائی سعید نے کہا بعض کتب میں آیا ہے کہ بعضے بندے اللہ کے ایسے ہیں جنکی زبان
شہد سے زیادہ میٹھی ہے دل انکے ایلوے سے زیادہ تلخ ہیں الخ قرظی نے کہا یہ بات کتاب اللہ میں ہے سعید نے کہا کہاں
ہے کہا اس آیت میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ الآیۃ سعید نے کہا میں جانتا ہوں جسکے حق میں یہ آیت اوتری ہے
قرظی نے کہا ہاں آیت ایک آدمی کے حق میں اوتری تھی مگر پھر وہ عام ہوتی ہے یعنے خصوص سبب کا اعتبار نہیں ہوتا ہے
عموم لفظ معتبر ہوتا ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ کہنا قرظی کا حسن صحیح ہے یشہد اللہ کو لفظ کو دو طرح پڑھا ہے ایک بفتح
یائے تحتیہ وضم نام مبارک اللہ کے یہ معنے ہیں کہ اگرچہ وہ آدمی تمہارے سامنے میٹھی میٹھی باتیں بناتا ہے لیکن اللہ
کو معلوم ہے کہ اسکے دل میں بدی ہے کقولہ تعالیٰ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ دوسری قرات بضم یائے تحتیہ و نصب اسم مبارک اللہ
جمہور کی قرات یہی ہے اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ آدمی لوگوں پر تو اسلام ظاہر کرتا ہے مگر دل کے کفر و نفاق سو اللہ کا مقابلہ
کرتا ہے کقولہ تعالیٰ يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰهِ الآیۃ یہی معنے ابن عباس نے بھی کہے ہیں تیسرے معنے
یہ ہیں کہ جب لوگوں پر اظہار اسلام کرتا ہے تو قسم کھاتا ہے کہ اللہ گواہ ہے کہ اوسکا دل موافق اوسکی زبان کے ہے یہ معنے بھی صحیح ہیں
انکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے ابن زید و مجاہد وغیرہم اسی طرف گئے ہیں الد کہتے ہیں کج کو قال تعالیٰ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا
ایسے ہی یہی حال منافق کا ہے کہ وقت خصومت کے کذب و زور کرتا ہے سیدھی بات پر نہیں جمتا افترا کرتا ہے وہی باتیں
بناتا ہے جس طرح صحیحین میں مرفوعا آیا ہے کہ نشانی منافق کی تین ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے جب عہد کرے توڑ ڈالے
جب جھگڑا کرے گالی گلوچ بکے بخاری میں عائشہ سے مرفوعا آیا ہے کہ بڑا دشمن آدمی خدا کو وہ ہے جو کج طبیعت جھگڑالو ہو
اوسکو عبد الرزاق نے بھی روایت کیا ہے سعی سے مراد اس جگہ قصد ہے کما قال تعالیٰ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰی الآیۃ وقال تعالیٰ فَاسْعَوْا اِلٰی
ذکر اللہ

اور بعض آدمی وہ ہے کہ خوش آتی ہے تجکو بات اسکی دنیا کی زندگی میں اور گواہ کرتا ہے اللہ کو اپنے دل کی بات پر اور وہ سخت جھگڑالو ہے
اور جب پھرے تو دوڑتا پھرے ملک میں تا اس میں خرابی ڈالے اور تباہ کرے کھیتیاں اور جانیں اور اللہ پسند نہیں کرتا فساد
اور جب کہیے اسکو ڈر اللہ سے تو پکڑے اسکو غرور گناہ پر سو بس ہے اسکو دوزخ اور وہ برا ٹھکانا ہے

ذکر اللہ کیونکہ سعی جسی دوڑنا نہ کرے لیے سنت صحیحہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم نماز کو آؤ تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ آہستہ آؤ وقار سے اور سنافق کا قصد یہی ہوتا ہے کہ زمین میں فساد کرے کھیتی کو پہلوں کو نسل کو ہلاک کرے غرضکہ قول و فعل سے مجاہد نے کہا زمین میں فساد کرتا ہے اسد بارش روک دیتا ہے اسلئے کہ آدمی کو دوست نہیں رکھتا ہے جب ایسے فاجر کو وعظ کرو اور اللہ کا ڈر بتاؤ تو وہ اپنے نخوت میں آکر ضد سے اور زیادہ گناہ کرنے لگتا ہے یہ آیت شبیہ ہے اوس آیت کو وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ یَكَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ اَلنَّارُ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اسی لیے آیت باب میں یہ فرمایا ہے کافی ہے اوسکو جہنم اور برا بچھونا ہے ابن عباس و انس و ابن المسیب و ابو عثمان نہدی و عکرمہ اور ایک جماعت اہل علم نے کہا ہے کہ یہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ الآیۃ حق میں صہیب بن سنان رومی کے نازل ہوئی ہے یہ مکہ میں مسلمان ہوگئے تھے چاہا کہ ہجرت کریں لوگوں نے کہا تم اپنا مال لیکر نہیں جا سکتے ہو مال چھوڑکر جانا ہو تو چلے جاؤ انہوں نے مال چھوڑ کر ہجرت کی سارا منع کرنیوالوں کو دیدیا اللہ نے یہ آیت بھیجی عمر بن خطاب اور ایک جماعت صحابہ نے انکو سنگستان مدینہ پر آکر لیا اور کہا تمہاری تجارت میں نفع ہوا انہوں نے کہا اللہ تمہاری تجارت میں بھی ٹوٹا نہ دے کیا بات ہے کہا اللہ نے یہ آیت تمہارے لیے اوتاری ہے ایک روایت میں یوں ہے کہ حضرت نے یوں فرمایا ربح البیع صہیب ابن مردویہ نے کہا یہ لفظ حضرت نے دوبار فرمایا ربح صہیب ربح صہیب کسی حافظ نے کیا اچھا کہا ہے بیت حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بو العجبیست ۔ اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ یہ آیت حق میں ہر مجاہد راہ خدا کے ہے کما قال تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ہشام بن عامر نے درمیان دو صف کفار کے حملہ کیا تھا بعض لوگوں نے اوپر انکار کیا عمر بن خطاب ابو ہریرہ وغیرہما نے انپر رد کیا اور یہ آیت پڑھی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ **ف** فتح البیان میں ہے اللہ نے بعد ذکر مومنین کے ذکر منافقین کا فرمایا جو شخص دل میں کفر و نفاق و کذب رکھتا ہو اور زبان سے بخلاف مضمر ضمیر کے ظاہر کرتا ہے وہ اس آیت میں داخل ہے الد الخصام وہ شخص ہے جو باطل پر شدید الجدال قول میں کاذب معصیت میں سخت دل ہے بات تو حکمت کی کہتا ہے مگر کام برا کرتا ہے سعی ہو یا تو یہ مراد ہے کہ فساد کے لیے دوڑتا ہے جیسے راہزنی کرنا قطع رحم کرنا مسلمانوں سے لڑنا خونریزی کرنا یا یہ مراد ہو کہ فساد کا کام کرتا ہے گو پاؤں سے نہ دوڑے مثلاً ایسی تدبیر کرتا ہے جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے ہر کام جسکو انسان اعضا یا حواس سے کرتا ہے اوسکو سعی بولتے ہیں آیت شریف سے یہی معنی ظاہر ہوتے ہیں فساد کا لفظ خونریزی غارتگری

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰۤئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۔ ابن جریر نے اس جگہہ حدیث
صور کی بطولہ ابوہریرہ سے نقل کی ہی یہ حدیث مرفوع مشہور جنہیں ... ہی ... اور غیرہم نے اسکو روایت کیا اس
مین یہ مضمون ہے کہ لوگ جب موقف مین ٹہرے کہڑے تنگ ہو جاوینگے تو انبیاء ... کی جناب مین سفارش کیلیے لاینگے
آدم سے لیکر عیسی تک ایک ایک سے طالب سفارش ہونگے ہر ایک ... آخر کار ... جناب حضرت صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم تک پہونچینگے آپ فرماوینگے ہان ہان مین شفاعت کرونگا پہر جاکر عرش کے نیچے سجدہ کرینگے اللہ سے عرض کرینگے
کہ فصل قضا کے لیے آنا چاہیے اللہ پاک اس سفارش کو منظور فرماکر ابر کے سایہ بان مین آویگا ... بعد فرشتے آسمان
دنیا کے ہونگے پہر پہلے آسمان دنیا کے فرشتے پہر دوسرے تیسرے ساتوین آسمان تک کے فرشتے اترا ہونگے عرش اور کرسی
کرو بی اوترینگے فرشتے تسبیح کرتے ہوئے یون کہینگے سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ
سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ سُبْحَانَ ذِي السُّلْطَانِ وَالْعَظَمَةِ سُبْحَانَهٗ سُبْحَانَهٗ اَبَدًا اَبَدًا ابن مردویہ نے اسجگہ
کچہ ایسی احادیث لکہی ہین جنمین غرابت ہی از انجملہ ایک حدیث ابن مسعود سے مرفوعا کہ جمع کریگا اللہ اولین آخرین
کو میقات یوم معلوم مین وہ سب کہڑے ہونگے آنکہین پہاڑے ہوے آسمان کو دیکہتے ہونگے فصل قضا کے منتظر ہونگے
کہ اتنے مین اللہ سایہ ابر مین عرش سے کرسی پر اوترے گا ابن عمرو نے کہا جب اللہ اوتریگا تو درمیان خالق و مخلوق کو
ستر ہزار پردے ہونگے بعضے نور کے بعضے ظلمت کے بعضے پانیکے اوس تاریکی مین پانی کی آواز دل ہلا دینگے روایت ابن
ابی حاتم زبیر بن محمد نے کہا اس سایبان ابر مین یاقوت و جواہر و زبرجد جڑے ہونگے مجاہد نے کہا وہ ابر کچہ دنیا کا سا
ابر نہ ہوگا اوس طرح کا ابر کبہی نہین ہوا مگر بنی اسرائیل پر جبکہ وہ تیہ مین سرگردان تہے ابو العالیہ نے کہا فرشتے سایبان
ابر مین آوینگے اللہ جس شے مین چاہیگا آویگا بعض قرآت مین یون آیا ہے اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ وَالْمَلٰۤئِكَةُ فِيْ
ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ اسی طرح کی وہ آیت ہی وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰۤئِكَةُ تَنْزِيْلًا **ف** یہ آیت شریف
منجملہ آیات صفات کے ہے علماء کے اس باب مین دو مذہب ہین ایک ایمان و تسلیم و وجوب اعتقاد مطابق ظاہر مع تنزیہ
باریتعالی کے تشبیہ و تمثیل و تحریف و تبدیل و تعطیل سے سلف امت ائمہ ملت اسی طرف گئے ہین کلبی نے کہا اسکی تفسیر
نہین کیجاتی ہے ابن عیینہ زہری اوزاعی مالک ابن مبارک لیث امام احمد ابن راہویہ کا یہ قول ہی کہ آیات صفات کو جس
طرح پر آئی ہین اوسی طرح بلا کیف و تشبیہ و تاویل و تعطیل پڑہنا جاری کرنا چاہیے سارے علماء اہلسنت اسی کے معتقد ہین
دوسرا مذہب یہ ہی کہ مناسب اوس مقام کے ایسی تاویل کرنا چاہیے جس سے تنزیہ باریتعالی ثابت ہو جمہور علماء متکلمین اصحاب نظر
کا یہی مسلک ہے مثلا آیت باب مین کہتے ہین کہ مراد اللہ کے آنے سے آنا آیات یا امر اللہ یا عذاب اللہ کا مراد ہے سو یہہ

اور جس دن
پہٹ جاوے آسمان بدلی
سے اور اتارے فرشتے
اوتار لگا کر ۱۲

مذہب خلاف سلف ائمہ ملت ہے اسکی توضیح رسالہ انتقاد صحیح رسالہ فتح الناس میں کی گئی ہے جب لیس کمثلہ شیٔ
اعتقاد صحیح ٹھہرا تو اسے لازم آتا کسی تشبیہ تمثیل کا ظاہر عبارت مین کچھ نقصان نہین کر سکتا ہے یہ کلمہ احتمالی واسطے
معالجہ تشبیہ تمثیل کے کافی وافی شافی ہے نفی میں یہ کلمہ اثبات مین اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى بس ہے

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ؕ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ توپوچھ بنی اسرائیل سے کتنی دین ہمنے اونکو آیتیں صاف اور جو کوئی بدل ڈالے اللہ کی نعمت بعد اسکے کہ پہونچ چکی اوسکو تو اللہ کی مار سخت ہے رجھایا ہے منکروں کو دنیا کی زندگی پر ہنستے ہیں ایمان والون پر اور جو پرہیزگار اون سے اوپر ہونگے قیامت کے دن اللہ روزی دیوے جسکو چاہے بےشمار **ف** اس آیت پاک میں یہ خبر دی ہے کہ بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام کے ہمراہ بہت سی نشانیاں دیکھی تہین جو قطعی حجت تہین اونکے صدق پر جیسے ید بیضا عصا فلق بحر ضرب حجر سایہ ابر نزول من و سلوی وغیرہا انکا دیکھنا دلیل واضح ہے وجود فاعل مختار پر لیکن باوجود اس مشاہدہ کے اکثر لوگ اون سے پہر گئے ایمان کو کفر سے بدل ڈالا اس بدل لینے کا عقاب شدید ہوگا اسی طرح اللہ نے کفار قریش کے حال سے آگاہ فرمایا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ؕ وَبِئْسَ الْقَرَارُ مراد نعمت سے اس جگہہ ایمان ہے جیسے ایمان سے بڑھکر کوئی نعمت نہین ہوتی ہے
ع ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ
پھر یہ فرمایا کہ ہمنے دنیا کو کافرون کی نظر میں ایک بہار کی چیز کر دیا ہے وہ یہان کی زندگی پر خوشی و خاطر جمع ہو کر مال جمع کرتے ہین مصارف مرضی الٰہی مین جہان اوسکا اوٹھانا چاہیے صرف نہین کرتے بلکہ بے مال ایماندار لوگون سے ہنسی ٹھٹھا دل لگی کرتے ہین انکو دیکھکر مسخرا بناتے ہیں یہ نہین جانتے کہ اگرچہ آج تم بڑے ہو وہ چھوٹے ہین لیکن کل قیامت کو وہ بالا تم زیر ہوگے وہ مقام سعد حظ وافر کو پہونچیں گے حضرت بستر ماوی مین درجات عالی پر ہونگے اعلی علیین مین جگہہ پاوینگے تم درکات اسفل سافلین مین ہوگے فانی اگر جواہر ہے لوٹی ٹھیکرہ ہے باقی اگر ایک سفال خاکی ہے تو جواہر سے بہتر ہے اسلیے اللہ نے فرمایا کہ ہم جسے چاہتے ہین بے گنتی رزق دیتے ہین یعنی کافرونکو دنیا مین مومنون کو آخرت میں یا مسلمانون کو دونون جگہہ حدیث شریف مین آیا ہے اے ابن آدم تو خرچ کر تجھپر خرچ کیا جاویگا یعنی جتنا تو راہ خدا رضی خدا مین صرف کریگا اوتنا ہی تجھکو اللہ تعالی زیادہ دیویگا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو ٹھہا صاحب عرش سے کمی کا ڈر مت قال تعالی وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ حدیث میں آیا ہے ہر دن صبحکو دو فرشتے آسمان سے اوترتے ہین ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنیوالے کو بدل دے دوسرا کہتا ہے روکنے والے کو تلف کر صحیح تین ہے ابن آدم کہتا ہے میرا مال

میرا مال سارا مال اوسنا ہی ہے جو وسے کہا کرتا کر دیا سکر اما نا یا جو صدقہ دیا وہ جاری ہوا اسکے سوا جو کچھ ہے وہ
جانیوالا ہی لوگوں کے لیے چھوڑ جاتا ہے مسند امام احمد میں مرفوعًا آیا ہے دنیا اُسکا گھر ہے جس کے لیے کوئی گھر نہین اُسکا
مال ہے جسکے لیے کوئی مال نہین **ف** ماموربسوال اس آیت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہین یا ہر فرد اہل سوال ہے
یہ سوال بطور توبیخ تقریع کے ہے مسئول یہود مدینہ ہیں آیت سے مراد معجزات موسوی ہین یا براہین صدق محمد صلے
اللہ علیہ وسلم نعمت سے مراد یا تو آیات موسوی ہیں یا اسلام ایمان ظاہر یہ ہے کہ لفظ نعمت شامل ہے ہر انعام آلہی کو
جو اپنے بندے پر کیا ہے کوئی ہو کہیں ہو کچھ ہو جسنے بدلے اوسکو بدلڈالا شکر ادا نہ کیا تو یہ کفر ہوا اعتبار عموم
لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا زینت دینے والا زندگی دنیا کا یا تو شیطان ہے کہ بات دن وسوسے ڈالکر جھوٹی امیدوں
میں رکھتا ہے یا اللہ پاک ہے جس نے یہ ساری اشیا عجیبہ بنائے ہین اُنپر قدرت بخشی ہے کیونکہ ہر شے کا خالق وہی ہے
کفار سے مراد رؤسا قریش ہین یا ہر کافر اس زینت کی تخصیص ساتھ کفار کے اسلیے کی ہے کہ اگرچہ حیات دنیا کافر و
مسلم دونوں کی نظر میں بارونق و باربہار ہے مگر فتنے مین دنیا کے خاص کفار ہی زیادہ گرفتار ہوتے ہین انکو آخرت سے
کچھ سروکار نہیں ہے مسلمان لوٹ پھیر کر آخرت ہی پر گرتا ہے اس کھیل تماشے فانی زوال ہین جماتا فوقیت سے مراد
ہے کہ مومنین کا درجہ جنت مین بلند ہوگا کفار زمین ہونگے یا مراد فوق سے مکان ہو کیونکہ جنت آسمان پر ہے دوزخ
زمین کی تہ مین ہے یا مومنین دنیا مین غالب ہین اسلام ظاہر ہو گیا کفر گر گیا کافر مارے گئے قید ہوئے جزیہ دینے لگے
آیت دلیل ہے اس بات پر کہ یہ فوقیت انکو بطفیل تقویٰ ملی ہے اس میں گویا آمادہ کرنا ہے اس امر پر کہ تم تقوے
اختیار کرو کہیں ایسا نہو کہ یہ مردآئم کو جناب قدس سے باز رکھے جابر بن وہب کہتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کیا نہ بتاؤں میں تم کو جنت والے لوگ ہر ضعیف مستضعف ہے اگر اللہ پر قسم کہا بیٹھے تو اللہ اوسکو سچا کرد
کیا خبر دوں مین تم کو دوزخ والوں کی ہر تند خو ظالم متکبر ہے رواہ الشیخان اُسامہ بن زید کا لفظ مرفوع یہ ہے
کہ کھڑا ہوا مین دروازہ جنت پر اکثر داخل ہونیوالے اوسکی یہی مساکین تھے مالدار لوگ روکے گئے اصحاب نار کو لیے حکم
مارکا ہوا دروازہ دوزخ پر کھڑا ہوا اکثر جانیوالے دوزخ کے یہی عورتین تھین اخرجہ البخاری و مسلم معلوم ہوا کہ وسعت
رزق کثرت مال اس بات کی دلیل نہین ہے کہ اللہ مالدار آدمی سے راضی ہوتا ہے محتاج سے ناخوش رہتا ہو بلکہ یہ مال آزمایش
کو دیا ہے محتاجی رتبہ بہا نیکوبختی ہے **بیت** مرا امر سعد چشم می نشانند * الٰہی بر سران کو لشینم * بغیر حساب
کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہان کا کچھ گمان نہو کما قال تعالی وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
اور روزی دے اوسکو جس جگہ سے اوسکو خیال نہو
ابن عباس نے کہا اللہ پر کوئی نگہبان نہین ہو نہ محاسب سعید بن جبیر نے کہا رب کا حساب نہیں یا دنیا میں رزق دیتا ہے آخرت

مین اوسکا احسان نہین لیتا یا بغیر استحقاق دیتا ہی خزانے کے حاجت نکا کچھ ڈر نہین ہے کہ جسا سمجھے ہو کی حاجت ہو یا حاجتمند کو مد
غیر حاجتمند کو زیادہ دیدیتا ہے واللہ اعلم كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ
مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا
جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ج فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ يَهْدِيْ
مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ لوگون کا دین ایک ہے پہر بہیجے اللہ نے نبی خوشی اور ڈر سنانے اوتاری انکو ساتہہ کتاب
سچی کہ فیصلہ کرے لوگون مین جس بات مین کہ وہ جہگڑا کرین کتاب مین جہگڑا نہین ڈالا مگر انہون نے جنکو ملی تہی بعد اسکے کہ انکو
پہونچ چکے صاف حکم آپس کی ضد سے پہر راہ دی اللہ نے ایمانوالون کو اوس سچ بات کی جسمین وے جہگڑ رہے تہے اپنے حکم سے
اللہ چلاوے جسکو چاہے سیدہی راہ **ف** یعنی اللہ نے کتابین اور نبی متعدد بہیجے لیکن نہ اسلیے کہ ہر فرقہ کو جدی راہ فرمائی
بلکہ اللہ کے یہان سے سب خلق کو ایک ہی راہ کا حکم ہے جس وقت اس راہ سے کسی طرف بچلے ہین تب ہی اللہ نے نبی بہیجا کہ انکو
کتاب بہیجی کہ اوسپر چلے جاوین پہر جب ایک کتاب والے کتاب مین بچلے تب دوسری کتاب کی حاجت ہوئی سب نبی سب کتابین اوسی
ایک راہ کو قائم کرنیکو آئے ہین اسکی مثال جیسے تندرستی ایک ہے مرض بیشمار جب ایک مرض پیدا ہوا ایک دوا اور پرہیز اوسکے
موافق تہا جب دوسرا مرض پیدا ہوا تب دوسری دوا اور پرہیز اوسکے موافق فرمایا اب آخر کی کتاب مین ایسی راہ فرمائی
کہ اوس مین ہر مرض سے بچاؤ ہے یہ سب کے بدلے کافی ہوئی **ف** ابن عباس نے کہا نوح و آدم علیہما السلام کے بیچ مین دس
قرن گذرے سب شریعت حق پر تہے پہر اون مین اختلاف پڑا اللہ نے نبی بہیجے اونہون نے خوشخبری سنائی ڈر دلایا ابن
مسعود کی یہ قرات ہے كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا اسکو حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہی یہی قرات ابی بن کعب کی بہی
تہی قتادہ نے کہا سارے لوگ ہدایت پر تہے جب مختلف ہوگئے تو اللہ نے پیغمبر بہیجے سب سے پہلے نوح علیہ السلام آئے یہی قول ہے مجاہد و ابن
عباس کا دوسرا قول انکا یہ ہے کہ سب کافر تہے اللہ نے انبیا کو بہیجا لیکن پہلا قول سند و معنی مین صحیح تر ہے اسلیے کہ لوگ ایک ملت
آدم پر تہے یہانتک کہ بت پرستی ہونے لگی تب اللہ نے نوح علیہ السلام کو نبی کیا یہ اول رسول ہین جو طرف اہل ارض کے مبعوث
ہوے اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ بہیجے ہمراہ انبیا کو کتابین بہی بہیجین لیکن انہون نے ایک دوسرے پر بغاوت کی اوس کتاب کو نہ مانا
مانو اللہ نے اہل ایمان کو ہدایت کردی اوس اختلاف سے بچا دیا ابو ہریرہ مرفوعًا کہتے ہین ہم پچہلے ہین مگر پہلے ہین دن قیامت
کو ہم سب سے پہلے جنت مین جاوینگے فقط اتنی بات ہے کہ انکو ہم سے پہلے کتاب دیگئی ہے ہمکو بعد مین ملی ہے اللہ نے ہمکو رستہ
سمجہا دیا وہ اختلاف مین پڑے رہے آج وہ دن ہے یعنی جمعہ جسمین اونہون نے اختلاف کیا تہا اللہ نے ہمکو اوسکی راہ دکہا دی
لوگ ہمارے پیچہے ہین کل یہود ہین پرسون نصاری ہین روا عبدالرزاق معلوم ہوا کہ ترتیب قیامت کو دن کی خلاف

ترتیب سا کی ہوگی اس مین یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ مستحق جنت کے ہین وہ بسبب طول فیصلہ کفار اہل نار کے دیر تک موقف مین رہکر
دخول جنت سے محروم نہ رہین بلا سبب تکلیف عرصات نہ اٹھاوین کیونکہ وہ دن پچاس ہزار برس کا دن ہوگا اگر حساب کیا
امتوں کا پہلی امت سے ترتیب وار رکہا جاتا تو البتہ اہل ایمان کی بعد ایک مدت دراز کے آتی تو ناحق ایک زمانہ طویل تک گرفتار
اہوال محشر رہتے اسلیے انکا فیصلہ پہلے ہوگا گو دنیا مین پیچھے آئے تھے وہ جنت اہل نار کے تھوڑے ہی ہونگے اون سے
پہلے بہگت جانا عین حکمت و مصلحت مقتضائے رحمت و شفقت فحوائے عنایت و کرم ہے لله الحمد یہہ سارے کفار امم
ہین اور انکا حساب کتاب ہے وہ جتنی دیر مین جہنم کو جائین انکے لیے وہی غنیمت کبری ہے زید بن اسلم نے کہا انہون نے
جمعے مین اختلاف کیا تھا یہود نے سنیچر کا دن لیا نصاری نے اتوار کا دن پکڑا الله نے امت محمد صلی الله علیہ وسلم کو دن
جمعے کا بتا دیا جو انہین بھی رہا تھا پہلے مین مختلف ہوگئے نصاری نے مشرق کو مونہہ کیا یہود نے بیت المقدس کو اس
امت نے کعبے کو مان لیا پھر نماز مین اونکا اختلاف ہوا تھا کوئی رکوع بے سجدہ کرتا کوئی سجدہ بے رکوع کوئی نماز مین کلام
کرتا کوئی چلتا پھرتا الله نے اس امت کو حق راہ بتا دی پھر روزے مین مختلف ہوگئے کوئی بعض یوم کا روزہ رکھتا کوئی
بعض طعام سے صائم ہوتا جو بات حق تھی وہ الله تعالے نے اس امت کو بخشی اسی طرح ابراہیم علیہ السلام مین اختلاف
کیا تھا یہود نے کہا وہ یہودی تھے نصاری نے کہا نصرانی تھے الله تعالے نے کہا یہ کچھ بھی نہ تھے پکے سیدھے مسلمان تھے
حق بات اس امت کو سجھا دی پھر عیسی علیہ السلام مین اختلاف ہوا یہود نے اونکو جھٹلایا انکی ماں پر ایک بڑا بہتان دہرا
نصاری نے انکو الله اور الله کا بیٹا ٹھیرایا حالانکہ وہ الله کی روح اور کلمہ تھے جو امر حق تھا وہ الله نے اس امت کو بتا دیا
معلوم ہوا کہ اختلاف دین مین بڑی بری چیز ہے اگلی امتین اسیکی بدولت گمراہ ہوگئیں یہ بلا جس دین مین گھستی ہے اسکو
برباد کرکے اوٹھتی ہے اس امت اسلام مین پہلے ایسا اختلاف نہ تھا سلف تابع کتاب و سنت تھے جب سے دین مین
باتباع اہل کتاب علماء نے تقلید آبائی اختلاف فیما بینہم پیدا ہوا رائے و قیاس و اجتہاد نے جڑ اسلام کی کاٹ دی سوا فرقہ
اہلحدیث و قرآن کے وہ کون صاحب مذہب معین ہے جو گرفتار اختلاف و تفرقہ نہیں ہے اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ لائق حجت کے نہین
ہے اسلیے کہ سخت ضعیف ہے اس کے ثبوت مین محققین اہلحدیث کو کلام ہے حدیث صحیح مین جو بات آئی ہے وہ تو یہہ ہے کہ مَنْ یَعِشْ مِنْكُمْ
بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اخْتِلَافًا كَثِیْرًا فَعَلَیْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ
اِیَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ دوسری حدیث صحیح مین یہ خبر بہی دی ہے کہ تم اگلون کی پیروی ذرا
ذرا سی بات مین کروگے سو جو اختلاف اہل کتاب مین تھا وہی اختلاف اب بہی پہلی امت مین آگھسا [illegible] جو گت انکی
ہوئی تھی گت انکی بہی ہوتی نظر آتی ہے ہان جو شخص ملازم سنت متمسک حدیث و قرآن ہے محفوظ ان آفات سے

بچتا ہے وہ نجات پاسے تو کچہ دور نہین ہے اسلیے کہ فرقہ ناجیہ کی یہی صفت حدیث مین آئی ہے کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ
اَصْحَابِیْ لو بات کیا تہی ہم کہان پہونچے ربیع بن انس نے تفسیر آیت باب مین یون کہا ہے کہ اللہ نے ایمان والونکو
حق راہ وقت اختلاف کے بتادی یعنے جسطرح وہ لوگ اختلاف سی پہلے اوسی راہ پر تہے جو اللہ کے رسول لائے مین
اخلاص پر جمے تہے کسی کو شریک عبادت خدا نہ کرتے تہے نماز روزہ زکوۃ پر قائم تہے اگلی پرانی چال ڈہال پر چلے
جاتے تہے اختلاف سی الگ تہلگ تہے اوسی طرح اب یہ امت اوس امر اول پر قائم ہے جو اختلاف سی پہلے تہا اس
امت کی لوگ قیامت کو لوگونپر گواہ ہونگے قوم نوح قوم ہود قوم صالح قوم شعیب و آل فرعون پر گواہی دینگے اس بات
کی کہ اونکے رسولون نے انکو اللہ کے حکم پہونچادیے مگر اونہون نے رسولون کو جھٹلایا اونکا کہنا نہ مانا ابی رض بن کعب
کی قرارت یون ہے لِیَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صحیح بخاری
مین عائشہ رض سی روایت ہی کہ حضرت جب رات کو نماز کے لیے اوٹہتے یون کہتے اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَمِیْکَآئِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ
فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ
لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ابن کثیر کہتے ہین دعا ماثور مین
آیا ہے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ وَلَا تَجْعَلْہُ مُتَلَبِّسًا
عَلَیْنَا فَنَضِلَّ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا فتح البیان مین لکہا ہی کہ یہ جو فرمایا لوگ ایک دین پر تہے اسکا مطلب
ہے کہ اسلام پر تہے پہر مختلف ہوگئے یعنے جبکہ اللہ نے آدم کی ذریت کو آنکی پشت سی نکالا ابی بن کعب نے کہا جب ذریت
کو آدم پر عرض کیا تہا اوسوقت وہ سب فطرت اسلام پر تہے سب نے اقرار عبودیت کا کیا تہا پہر بعد آدم ع کے مختلف
ہوگئے مجاہد نے کہا لوگون سے فقط آدم علیہ السلام مراد ہین انکو ناس اسلیے کہا کہ یہ سارے ناس کی اصل ہین کسینے کہا مراد
آدم و حوا ہین کسینے کہا مراد دس قرن ہین جو درمیان آدم و نوح کے گذرے کسینے کہا مراد نوح اور وہ لوگ ہین جو سفینے
مین تہے کسینے کہا مراد عرب ہین جو دین ابراہیم علیہ السلام پر تہے عمرو بن لحی نے اوسکو بدلدیا کسینے کہا وفات آدم
تا زمان نوح سب حق پر تہے مگر پہلا قول اولی ہے ابو السعود نے کہا مناسب نظم کریم یہی وہی قول اول ہے لکن آیت شریف
مین کوئی دلیل اس بات پر نہین ہے کہ ایمان پر تہے یا کفر پر یہ بات دلیل خارج پر موقوف ہے کسینے کہا مطلب ہی کہ سب
لوگ ایک جنس تہے شرائع سے خالی حقائق سی جاہل اگر اللہ تعالی رسولون کو بہیجکر احسان نہ فرماتا کہتے ہین سب انبیاء
جنکو خدا نے بہیجا ایک لاکہہ چوبیس ہزار تہے اون مین سی تین سو تیرہ رسول ہے منجملہ اونکے قرآن شریف مین اٹہارہ نبیون
کا نام لیا ہے کتاب سے مراد یا جنس کتاب تورات ہی یا یہ کہ ہر ایک کو ایک کتاب دی تہی ساری کتب جو آسمان سی اوترے

ایک سو چار کتابین ہین بینات سے وہ دلالات واضحہ مراد ہین جو صحت نبوت خاتم الرسل پر دلیل ہین یا وہ حجج ظاہرہ جو توحید
پر دلالت کرتے ہین اللہ نے قرآن پاک بہیجکر اگلے اختلاف کو بیان کر دیا تا امت اسلام کو یہ ہدایت کی کہ اوس ساری
کتب کی تصدیق کی بخلاف اگلون کی کہ انہون نے بعض کتب کو جہٹلایا اور اسی مراد امر وارادہ ہے نہ علم ام حسبتم
ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستہم البأساء والضراء وزلزلوا حتی یقول
الرسول والذین امنوا معہ متی نصر اللہ ط الا ان نصر اللہ قریب ۝ کیا تم کو یہ خیال ہے کہ جنت مین چلے
جاؤگے اور ابہی تمپر ایسے نہین احوال انکے جو آگے ہو چکے تم سے پہنچی انکو سختی و تکلیف اور جہڑ جہڑائے گئے
یہانتک کہ کہنے لگا رسول اور جو انکے ساتھہ ایمان لائے کب دیگی مدد اللہ کی سن رکہو مدد اللہ کی نزدیک ہے تم سے
پہلے ابتلاء وآزمایش و امتحان کی سنت ہمین ملتی ہے مراد بأسا و ضراء سے امراض اسقام آلام مصائب نوائب
ہین ابن مسعود ابن عباس ابو العالیہ مجاہد سعید بن جبیر مرہ ہمدانی حسن قتادہ ضحاک ربیع سدی مقاتل بن حیان
نے کہا باسا فقر و محتاجی ہے ضراء دکہہ بیماری ہے پہر ہلائے گئے اعداء کے سخت امتحان ہوا حدیث صحیح مین حباب بن
ارت سے آیا ہے کہ ہمنے کہا اے رسول خدا آپ ہمارے لیے مدد نہین مانگتے اللہ سے دعا نہین کرتے فرمایا جو لوگ تم سے
پہلے تہے انمین کسی کے سر پر آرہ رکہتے سر سے پاؤن تک چیر ڈالتے وہ ہمیشہ ہی اپنے دین سے نہ پہرتا کسیکو لوہے کی کنگہی
گوشت و ہڈی کے بیچ مین کرتے وہ اپنا دین نہ چہوڑتا پہر فرمایا واللہ اللہ تعالے اسلام کو پورا کریگا یہانتک کہ سوار صنعا سے حضر
موت تک چلا جاویگا کسی سے نہ ڈریگا مگر اللہ سے یا بہیڑیے سے بکری پر لیکن تم ایک جلد باز قوم ہو دوسری جگہہ اللہ
نے فرمایا ہے الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وہم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلہم
فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکذبین صحابہ پر اسی قسم کا ایک معاملہ سخت جنگ احزاب کی پڑا کما
قال تعالی اذ جاءوکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون
باللہ الظنونا ہنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا واذ یقول المنفقون والذین فی قلوبہم
مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا الآیات ہرقل نے ابو سفیان سے پوچہا تہا کہ تم اوس سے لڑے بہی کہا ہان
کہا لڑائی کی تمہاری اور اسکے درمیان کیا صورت تہی کہا کبہی وہ ہمپر غالب کبہی ہم اوسپر غالب کہا رسول اسی
طرح مبتلا ہوتے ہین پہر انجام انہین کے لیے ہوتا ہے اللہ تعالے نے اس آیت مین قرب نصر کا ذکر فرمایا جسطرح کہا فان مع
العسر یسرا ان مع العسر یسرا جسطرح سختی آتی ہے اوسیطرح سہولت بہی اوترتی ہے حدیث ابو رزین مین آیا ہے کہ اللہ اپنے
بندون کی نا امیدی سے تعجب کرتا ہے کہ پانی برسنا قریب ہے اور انکو نا امید دیکہکر ہنستا ہے جانتا ہے کہ کشایش

نزدیک ہے الحدیث کر کہتے ہیں کسی چیز کے زور سے ہلانیکو یہ تحریک اشخاص و اقوال دونوں میں ہوتی ہے قتادہ نے کہا یہ
آیت دن احزاب کے یعنی غزوہ خندق میں اتری ہے اوس دن حضرت اور اصحاب کو سخت بلا و حصر نے گھیر رکھا تھا کسی نے کہا
غزوہ احد میں نازل ہوئی ہے ابن عباس نے کہا اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ دنیا گھر بلا کا ہے اللہ انکو دنیا میں مبتلا کرتا
ہے یہ بات کچھ نئی نہیں ہے دیکھو اگلے نبیوں اور چیدہ لوگوں کے ساتھہ بھی ایسا ہی ہو چکا ہے سو جس طرح وہ اپنے
دین پر ثابت قدم رہے ہیں تم بھی اے مسلمانوں صابر رہو اللہ کی مدد کو کچھ زیادہ زمانہ نہیں ہے وہ تو جلد آنیوالی ہے
يَسْئَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ ۖ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ
السَّبِيلِ ۗ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ تجھسے پوچھتے ہیں کیا چیز خرچ کریں تو کہہ جو چیز خرچ کرو فائدے
کی سو ماں باپ کو اور نزدیک کے ناتے والوں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور راہ کے مسافر کو جو کروگے بھلائی سو
وہ اللہ کو معلوم ہے لوگوں نے پوچھا تھا کہ مال میں کس عمل کا خرچ کرنا بہت ثواب ہے فرمایا مال کوئی ہو لیکن جسقدر نزدیک کا
رشتہ ہو ثواب زیادہ ہے مقاتل بن حیان نے کہا یہ آیت نفقہ تطوع یعنے نفل میں اتری ہے سدی نے کہا اس آیت
کو زکوٰۃ نے منسوخ کر دیا مگر اس میں نظر ہے ابن عباس نے کہا اس میں جگہہ صرف کی بتائی ہے حدیث میں آیا ہے دے اپنے
ماں باپ بہن بھائی کو پھر جو جو نزدیک ہو میمون بن مہران نے اس آیت کو پڑھکر کہا کہ یہی جگہیں خرچ کی اسمیں طبلہ
و مزمار و تصاویر چوبی لباس و دیوار کا ذکر نہیں فرمایا ہے معلوم ہوا کہ جو مال بنیاد مکان در اندازہ حاجت میں یا
آرائش منزل میں یا آلات لہو و لعب میں صرف ہوتا ہے وہ نفقہ باطل ہے اللہ کو سب حال ان خرچوں کا معلوم ہے بدلہ
جو نیکی کرے گا اللہ اوسکو پورا بدلا اوسکا دیگا ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا یہ سوال خرچ کرنے کا اہل ایمان نے کیا تھا نفقے
کی قدر و جنس کو پوچھا تھا اوسپر جواب ملا کہ مواضع نفقہ یہ ہیں جو تم کو بتائے جاتے ہیں حسن نے کہا یہ آیت محکم ہے
ابن زید نے کہا نفقہ نفل میں آئی ہے ظاہر آیت بھی اسیکو مقتضی ہے جس کسیکو اللہ کا فضل حاصل کرنا ہو وہ ان وجوہ
مذکورہ میں صرف کرے اول فاول کو مقدم رکھے اس آیت میں ذکر سائلین و رقاب کا نہیں کیا جس طرح دوسری آیت میں
کیا تھا تو اوسپر اکتفا فرمایا عموم آیت پر کیونکہ ظاہر لفظ ہر خیر کو شامل ہے کسی مصرف میں کیوں نہ ہو كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ
وَهُوَ كُرْهٌ لَكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُونَ ۝ ع حکم ہوا تم پر لڑائی کا اور وہ بری لگتی ہے تمکو اور شاید تمکو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تم کو اور شاید تم کو خوش
لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تم کو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اس آیت شریف میں اللہ تعالی نے مسلمانوں پر جہاد کرنا
فرض کیا فرمایا اعدائے دین کے شر کو حوزہ اسلام سے روکو زہری نے کہا جہاد ہر ایک پر واجب ہے لڑے یا بیٹھا رہے جو کوئی میں

ع ۲۶ ۱

بیٹھا ہے اور سپر واجب ہے کہ وقت طلب مدد کے مدد دے وقت استغاثے کی فریاد کو پہونچے جب لکار پر ہو تو نکلے اگر حاجت نہ ہو تو بیٹھا
رہے اسی لیے حدیث مین آیا ہے کہ جو شخص مر گیا اور اوسنے جہاد نہ کیا اور نہ جی مین ارادہ جہاد کا رکھا وہ جاہلیت کی طرح
مرا حضرت نے دن فتح مکے کے فرمایا نہین ہے ہجرت بعد فتح کے لکن جہاد و نیت ہے جب تم بلائے جاؤ تو نکلو لڑائی اس لیے
بری لگتی ہے کہ اوس مین مارا جانا زخمی ہونا مشقت سفر کی اٹھانا دشمن کے مقابلے مین بہادری کرنا ہوتا ہے لکن بعد
لڑائی کے نصر و ظفر اعدا پر غلبہ ملک و مال پر اولاد و ذریت پر حاصل ہوتا ہے یہ انجام بہتر ہے یہ ارشاد کہ بعض شے محبوب
ہوتی ہے مگر وہ بری لگتی ہے سب امور کو شامل ہے جنکو آدمی دوست رکھتا ہے اور اون مین کچھ بھلائی بہتری نہین ہوتی
جیسے لڑائی سے راہ خدا مین بیٹھ رہنا کہ دل کو محبوب ہے مگر انجام کو ذلت و خواری ہے لڑنا اگرچہ دل کو برا لگتا ہے مگر انجام
مین اعدا اور بلاد پر استیلا ہو جاتا ہے اسلام مین جب تک جہاد قائم رہا مسلمان عزیز رہے جب سے جہاد بند ہو گیا ہر طرح
کی ذلت نے آگھیرا اللہ ہر شے کے انجام کو جانتا ہے تم کیا جانو **ف** جہاد کا فرض کرنا ایک طرح کا امتحان ہے مراد اس جگہہ لڑائی
کرنا ہے کفار سے جہاد اسلیے مکروہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مین اخراج مال مفارقت اہل و عیال ہے حدیث ابی ہریرہ مین
مرفوعًا آیا کہ واجب ہے تمپر جہاد ہمراہ ہر امیر کے نیک ہو یا بد اخرجہ ابو داؤد کسینے کہا جہاد نفل ہے آیت سے مراد اصحاب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہین نہ اور کوئی ثوری و اوزاعی اسی کے قائل ہین مگر قول اول اولے ہے جمہور یہ کہتے ہین کہ
فرض کفایہ ہے جب بعض لوگ لڑنیکو کھڑے ہو جاوین تو باقی لوگون سے ساقط ہو جاتا ہے بعض کا یہ قول ہے کہ نہین بلکہ فرض
عین ہے جسوقت کہ دشمن ہماری ملک مین گھس آوین فرض کفایہ اسوقت ہے کہ وہ اپنے ملک مین ہون یہ آیت محکم ہے اسنے
حکم عفو کو مشرکین سے نسخ کر دیا کسینے کہا بلکہ منسوخ ہے اسلیے کہ اس مین سب پر جہاد کو فرض کر دیا ناسخ اسکا یہ قول ہے
وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً (اور ایسے تو نہین مسلمان کہ سارے کوچ کرین نکلین) بعض نے کہا ایک طرح پر ناسخ دوسری طرح پر منسوخ ہے ناسخ اسطرح ہے کہ جہاد
مشرکون پر بعد منع کے واجب کیا گیا منسوخ اس طرح پر کہ جہاد سب پر واجب ہے فضل جہاد مین بہت حدیثین آئی ہین صحاح
ستہ وغیرہ کتب سنت مین موجود ہین کتاب العبرہ جامع اکثر احادیث و احکام ہے يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ
فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ
وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ
عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ
فِيهَا خَالِدُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ
اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ تجھسے پوچھتے ہین مہینے حرام کو اوس مین لڑائی کرنیکو تو کہہ لڑائی اسمین بڑا گناہ ہے اور روکنا

اللہ کی راہ سے اور نہ ماننا اوسکو اور روکنا ہے مسجد حرام سے اور نکالنا اوسکے لوگوں کو وہاں سے اوس سے زیادہ گناہ ہے اور دین سے
بچلانا مارنے سے زیادہ ہے وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو یہاں تک کہ تمکو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر مقدور پاویں اور جو کوئی
پھرے گا تم میں اپنے دین سے سو مر جاویگا کافر ہی پس ان لوگوں کے ضائع ہوئے عمل دنیا و آخرت میں وہ آگ والے ہیں وہ اوس میں
رہ پڑے جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور لڑے اللہ کی راہ میں وہ امیدوار ہیں اللہ کی مہر کے اللہ بخشنے والا مہربان
ہے **ف** حضرت نے ایک فوج بھیجی تھی جہاد پر اونہوں نے کافروں کو مارا لوٹا مسلمانوں کو خیال رہا کہ وہ دن جمادی الآخر
کا ہے اور وہ غرہ رجب تھا کافروں نے اس بات پر بہت طعن کی مسلمانوں کو شبہ پڑا اوس پر یہ آیت اتری یعنی ان مہینوں میں
ناحق کی لڑائی بڑا گناہ ہے جن کافروں نے مسلمانوں سے ان مہینوں میں قصور نہ کیا اون سے لڑنا منع ہے جندب بن
عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت نے ایک جماعت کو بھیجا اوپر ابو عبیدہ بن جراح جماعہ دار تھے جب چلنے لگے تو فراق حضرت
سے روئے حضرت نے انکو روک دیا انکی جگہ عبداللہ بن جحش کو بھیجا اور انکو ایک خط لکھکر دیدیا اور یہ کہدیا کہ جب تک فلاں
فلاں جگہ نہ پہونچے اس خط کو نہ پڑھنا اور فرمادیا کہ زبردستی کسی کو اپنے ساتھ نہ لیجانا جب خط پڑھا انا للہ کہا لوگوں
کو خبر دی دو آدمی پھر گئے باقی رہ گئے ابن الحضرمی سے لڑے اوسکو قتل کیا انکو معلوم نہ ہوا کہ آج رجب ہے یا جمادی
مشرکوں نے مسلمانوں سے کہا کہ تم نے شہر حرام میں قتل کیا اوس پر اللہ نے یہ آیت بھیجی اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا
ہے سدی نے ابن عباس ابن مسعود سے اسی طرح نقل کیا ہے اوس لشکر میں سات شخص تھے خط میں یہ لکھا تھا کہ تم جا کر بطن
نخلہ میں اترو اور وہاں سے اپنے ہمراہیوں سے کہا جسکو مرنا ہو چلے وصیت کرے میں وصیت کرتا ہوں اور جاتا
ہوں یہ بطن نخلہ کو گئے وہاں لڑائی ہوئی عمرو کو مارا وہ طائف سے آتا تھا وہ آخر تاریخ جمادی اول شب رجب تھی انکو
دھوکہ ہوا جب مشرکین مکہ نے طعن کی کہ تم نے شہر حرام میں ہمارے آدمی کو مار ڈالا تو اللہ نے فرمایا اے مشرکو جو کام تم
نے کیا ہے وہ اس قتل سے بھی بڑھکر ہے تم نے اللہ کے ساتھ کفر کیا رسول اللہ سے لوگوں کو روکا مسجد الحرام سے لوگوں کو
نکالدیا یہ قصہ کئی طرح اسی طرح پر آیا ہے بیہقی نے حال اس معرکے کا کتاب دلائل نبوت میں مفصل لکھا ہے جب عبداللہ بن
جحش کو طرف سے اس لغزش کے اطمینان حاصل ہوا تو اونہوں نے حضرت سے کہا ہمکو یہ لالچ ہے کہ ہم کسی غزوہ میں اجر مجاہدین کا
پاویں اللہ نے فرمایا جسکو یہ آیت ہے اللہ انکے لیے غفور رحیم ہے **ف** مراد شہر حرام سے جس ہے کفار ان مہینوں میں خونریزی
نہ کرتے دشمن بچلاتے چار ماہ ہیں ذوالقعدہ ذیحجہ محرم رجب تین تو لگاتار ہیں جو بیاہ حرمت اکیلا ہے یہ آیت محکم ہے ان مہینوں
میں لڑنا جائز نہیں مگر بطریق دفعہ کے بعض نے کہا کہ منسوخ ہے بقولہ اقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَقَاتِلُوا
الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً جمہور اسکے قائل ہیں مراد اہل مسجد حرام رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب ہیں

کا فروں نے انکو ایسا ستایا کہ آخر مکہ چھوڑنا پڑا سفیان ثوری نے کہا یہ آیت منسوخ ہے شہر حرام میں قتال کرنا روا ہے ابن
عباس نے کہا آیت براءت اسکی ناسخ ہے **ف** اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ جو ردت محبط اعمال ہے وہ یہ ہے
کہ کفر پر مر جاوے اور اگر بعد ردت کے پھر مسلمان ہوگیا ہے تو اوس پر حکم ارتداد کا نہیں ہے شافعی کا یہی قول ہے کہ ردت
سے عمل حبط نہیں ہوتے جب تک ارتداد پر نہ مرے ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ ردت محبط عمل ہے گو مسلمان ہو جاوے حبط کے
یہ معنی ہیں کہ وہ کام بگڑ گیا اکارت گیا ضائع ہوا جن آیتوں میں مطلقاً حبط عمل کا ذکر مجرد ردت پر آیا ہے وہ آیتیں
اس آیت مقید پر محمول ہیں علم اصول کا قاعدہ ہے کہ مطلق کو مقید پر حمل کرتے ہیں ہجرت کہتے ہیں ایک جگہہ سے دوسری
جگہہ جا کر رہنے کو مراد اس جگہہ ہجرت سے یہ ہے کہ دار کفر سے نکل کر دار اسلام میں جا بسے امید رحمت کا ذکر اسلیے کیا کہ
کسی کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وہ جنت میں جاویگا اگرچہ بڑا مطیع کیوں نہ ہو ابن عطیہ نے کہا رجا کے ساتھہ خوف ہونا ہی
جس طرح ہر خوف کے ساتھہ رجا ہوتی ہے یعنی ایمان درمیان خوف و رجا کے ہے اسی لیے یہ آیا ہے کہ نا امیدی کفر ہے
جس طرح کہ امن کفر ہے قتادہ نے کہا اللہ نے اس آیت میں اصحاب حضرت پر ثنائے حسن کی وہ لوگ بہتر اس امت میں انکو
اہل رجا بنایا راجی طالب ہوتا ہے جو الفت طلب ہوتا ہے يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ۖ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ
وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا ۗ وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ
لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ۝ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۗ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ ۖ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۖ
وَإِن تُخَالِطُوهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
تجھسے پوچھتے ہیں حکم شراب کا اور جوئے کا تو کہہ ان میں گناہ بڑا ہے اور فائدے بھی ہیں لوگوں کو مگر انکا گناہ فائدہ سے
بڑا ہے پوچھتے ہیں تجھسے کیا خرچ کریں تو کہہ جو افزود ہو اسیطرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے حکم شاید تم دھیان کرو
دنیا میں بھی آخرت میں بھی پوچھتے ہیں تجھسے یتیموں کا حکم تو کہہ سنوارنا انکا بہتر ہے اگر خرچ ملا رکھو انکا تو تمہارے بھائی
ہیں اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنیوالا اور سنوارنیوالا اگر چاہتا اللہ تمپر مشکل ڈالتا اللہ زبردست ہے تدبیر والا **ف** اس
آیت میں تین سوالوں کا جواب ہے ایک سوال یہ تھا کہ شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے اوسکا جواب ملا کہ اونکے نفع سے انکا گناہ بڑا ہی اس باب
میں کئی آیتیں اوتری ہیں سب سے ایک یہی ہیں خمر و میسر کی برائی ہے آخر سورہ مائدہ کی آیت اوتری اسمیں صاف حرام ہوگئی ہر چیز
نشے والی ہو وہ حرام ہے جو شے بہت پی جاوے اور نشہ لایا جاوے وہ تھوڑی بھی حرام ہے کسی چیز کی شراب ہو کوئی مسکر ہو کیسا ہی پیٹو
ہو اسکا حکم شرع میں یہی آیا ہے امام احمد نے ابومیسرہ سے نقل کیا ہے کہ جب تحریم خمر اوتری عمر بن خطاب نے کہا الٰہی خمر میں ہمکو
بیان شافی فرما اسپر یہ آیت اوتری حضرت نے عمر کو بلا کر سنائی عمر نے پھر یہی کہا کہ اللّٰھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا اور سورہ

تب یہ آیت آئی یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنتُمْ سُكَارَىٰ حضرت کا منادی وقت قامت نماز کے پکار دیتا کہ کوئی
مست نماز کے پاس نہ آوے عمر کو بلا کر یہ آیت پڑہی انہوں نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تہا اوس آیت سورۂ مائدہ اوتری جب
عمر پر پڑہی اور لفظ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ تک پہونچی عمر نے کہا انْتَهَيْنَا انْتَهَيْنَا یعنی ہم نے یہ حکم مانا ہم باز رہے یہ حدیث کو
ابوداود و ترمذی نسائی ابن ابی حاتم ابن مردویہ نے بھی کئی طریق سے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح کہا ہے علی بن المدینی نے
اسکی اسناد کو صحیح صالح بتایا ہے ابن ابی حاتم نے بعد لفظ انتہینا کے یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ یہ مال و عقل کو کہو دیتی ہے
سبحت شراب زیادہ حیت اگر بیست اس ملس که را دی رد سو عقل نے حمد دارد مراد آیت مائدہ سے یہ آیت ہے
إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ الآیہ معلوم ہوا
کہ شراب خواری کا ایک حکم ہے عمر بن خطاب نے کہا جو چیز عقل کو بگاڑ کر دے وہی خمر ہے میسر کہتے ہیں قمار کو گناہ ان دونوں کا دین
میں ہے نفع دنیا میں یعنی بدن کو نافع ہے کہانا ہضم کرتی ہے فضلات کو نکالتی ہے بعض اذہان کو تیز کرتی ہے سرور
خاطر لاتی ہے مگر سرور کیسے ہم نے جانا ہو کے جلد تری قیمت میں بکتی ہے دام اچھے اوٹہتے ہیں لوگ جو کچھ جوئے
میں پیدا کرتے وہ اسی حاجت اہل و عیال پر خرچ کرتے لیکن یہ مصالح مقابلہ انکی مضرت و مفسدت کا نہیں کر سکتے ہیں اس لیے کہ
تعلق انکا عقل و دین سے ہے اس آیت میں فقط تمہید تحریم ہے صراحت حرمت نہیں اسی لیے عمر نے بار بار بیان شافی کو مانگا
پھر آیت مائدہ آئی اوس میں صراحت تحریم ہو گئی فرمایا إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ اسکا بیان مفصل سورہ مائدہ میں انشاء اللہ تعالی آویگا ابن عمر
شعبی مجاہد قتادہ ربیع ابن زید نے کہا پہلی آیت ہے جو قدمہ شراب میں اوتری ہے پھر آیت سورۂ نساء پھر آیت مائدہ آئی
اور پھر خمر کہلم کہلا حرام ٹہیر گئی خمر کہتے ہیں شراب انگور کو جسکو جوش مار کر پہین لے آئے اسکے سوا جو چیز عقل کو کہو دے وہ حکم میں
خمر کے ہے جمہور کا یہی مذہب ہے ابو حنیفہ و ثوری و ابن ابی لیلے ابن شبرمہ اور ایک جماعت فقہا کے کوفہ کا مذہب ہے کہ سوا
شراب انگوری جس چیز کے زیادہ پینے سے نشہ آوے وہ حلال ہے یعنے اوس مقدار سے کم پیے یکانے سے جب دو تہائی گھٹ
جاوے تو وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کے حلال ہے اس میں بہت بڑی گفتگو ہے مسک الختام شرح بلوغ المرام میں سارا کلام نقل کیا ہے
شوکانی نے نیل الاوطار میں پورا رد فرمایا ہے حافظ ابن القیم نے حادی الارواح میں بڑی مذمت شراب لکہی ہے محققین
اطبا بھی اوسکی مضرت کو انجام کو قائل ہوئے ہیں قطع نظر اور مفاسد کے کیا کم ہے کہ عقل ماری جاتی ہے جو کم ہوتی ہے
حدیث میں آیا ہے کہ جسنے شراب خمر خدا سے ملیگا تو حکم بت پرست میں ہوگا رسالہ بشارۃ الفساق میں احادیث تحریم لکھے
گئے ہیں حاصل مقام یہ ہے کہ مقدمہ شراب میں اسکے چار آیتیں اوتاری ہیں ایک مکی جو پہلے اوتری وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ

تَحْتَلُونَ مِنْهُمَا بِسكرا مسلمان اوسکو اول اسلام میں پیتے تھے اُنکو حلال تھی پھر مدینہ میں بجواب معاذ و عمر بن الخطاب آیت باب کے بتانے سے ہوا اوس میں شبہ
اتری کچھ لوگون نے اوسکو ترک کیا اسلیے کہ اوس مین گناہ ہے بعض نے پیا کہ اوس مین فائدہ ہے پھر وہ آیت اوتری لَا تَقْرَبُوا
الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی بعض لوگون نے پینا اوسکا وقت نماز کے ترک کیا باقی اوقات مین پیتے رہے پھر آیت مائدہ آئی یہ آیت بعد
غزوہ احزاب کے چند روز پیچھے آئی لفظ خمر کا مذکر و مونث دونو طرح پر آیا ہے شاید اسی لیے فاسق مرد و عورت دونو اسکو زہر ما
کرتے ہین اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا ایک جماعت سلف نے کہا ہے جس چیز مین کوئی شرط بدی جاوے نرد ہو یا شطرنج یا اور کچھ وہ جوا ہے
یہانتک کہ بچون کا جوز کعاب سے کھیلنا تاش گنجفہ گھوڑ دوڑ اور قرعہ ڈالنا سطح جدا کرنے حقوق کے مباح ہے مالک نے کہا
جوا دو طرح کا ہوتا ہے ایک لہو جیسے نرد و شطرنج ساری ملاہی دوسرا قمار جسپر لوگ شرط بدین سو ہر وہ چیز جس مین کوئی شرط
بدی جاوے وہ میسر ہے باقی تفصیل اسکی انشاء اللہ سورہ مائدہ مین آویگی جوے مین گناہ یہ ہے کہ مال جاتا ہے محتاجی آتی
ہے آپس مین دشمنی پیدا ہوتی ہے سینے مین کینہ آتا ہے نفع یہ ہے کہ مفت کا مال بے مشقت و محنت ہاتھ لگتا ہے بازی
جیت لینے سے عجیب ہی خوشی دلکو حاصل ہوتی ہے قمار مین گیارہ پانسے ہوتے ہین ہر ایکا نام الگ الگ ہے **ف**
دوسرا سوال یہ تہا کہ مال کسقدر خرچ کرین حکم ہوا کہ جو تمہاری حاجت سے زیادہ ہو وہ خرچ کرو جب افزود ہو تو اوٹھا و جیسا
آخرت کا فکر ضرور ہے دنیا کا فکر بھی ضرور ہے سارا مال اٹہا ڈالو تو دنیا کی حاجت مین عاجز رہو ابن ابی حاتم نے روایت
کیا ہے کہ معاذ بن جبل و ثعلبہ نے حضرت سے کہا ہماری پاس لونڈی غلام ہمارے مال سے ہین اوسپر یہ آیت اتری ابن عباس
نے کہا عفو سے مراد اہل سے زائد و فاضل ہے یہی قول ہے ایک جماعت تابعین کا سب نے یہی کہا ہے کہ عفو بمعنی فضل
ہے طاؤس نے کہا عفو تہوڑی چیز کو کہتے ہین ربیع نے کہا افضل و اطیب مال کو کہتے ہین سب کا مرجع یہی ہے کہ مراد
زیادہ از حاجت ہے حسن نے کہا عفو سے یہ مراد ہے کہ تہوڑا مال خرچ کر کہین ایسا نہو کہ پھر خالی ہاتھ ہو کر لوگون سے
مانگتا پھرے حدیث ابی ہریرہ مین آیا ہے ایک آدمی نے کہا اے رسولخدا میرے پاس ایک دینار ہے فرمایا اپنی جان پر
اوٹھا کہا اور بھی ہے کہا گھر والون پر خرچ کر کہا اور ہے کہا اولاد پر صرف کر کہا اور ہے فرمایا اب تو ہی خوب سمجھ
ہے یعنی جہان مناسب ہو وہان اوٹھا رواہ ابن جریر و مسلم دوسرا لفظ مسلم کا جابر سے یہ ہے کہ آپنے ایک آدمی سے
فرمایا تو اپنی جان سے شروع کر پہلے اوسپر تصدق کر پھر اگر کچھ بچ رہے تو اہل پر صرف کر اگر اہل سے زیادہ ہو تو قرابت
والون کو دے پھر بچ رہے تو ادہر اودہر اوٹھا دوسرا لفظ ابو ہریرہ سے یون ہے کہ بہتر صدقہ وہ ہے جو آسودگی سے ہو اوپر
کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے پہلے عیال سے شروع کر رواہ مسلم ان حدیثون مین ترتیب نفقات کی بتائی ہے جسکی
کے پاس مال ہو اور اصراف اوسکو آسودگی بخشے تو اوسکو چاہیے کہ اسی ترتیب کے موافق خرچ کرے اپنی عقل کے مطابق

ذالتہاوی یہی جا یت میں آیا ہے اے ابن آدم تو اگر زائد مال کو خرچ کرے گا تو وہ تیرے لیے بہتر اگر روکیگا تو تیرے لیے برا ہے
کفاف پر کچھ ملامت نہیں ہے پھر کسیی کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت زکوۃ سے ابن عباس و عطا خراسانی و سدی
بھی یہی کہتے ہیں بعض نے کہا بلکہ آیت زکوۃ اس آیت کی مبین ہے یہی قول ہے مجاہد وغیرہ کا اس کسیرنے اسی کو اختیار کیا
ہے فتح البیان کا لفظ یہ ہے کہ عفو کہتے ہیں سہل و میسر کو جو دل پر شاق نہو یا وہ جو نفقہ عیال سے فاضل ہو جمہور نے کہا
یہ بیان ہے انفاق تطوع کا بعض نے کہا یہ آیت محکم ہے اسلیے کہ مال میں سوائے زکوۃ کے بھی حق ہے یہ ارشاد کہ شاید تم
دنیا و آخرت میں کچھ سوچو اسکا مطلب ابن عباس نے یہ کہا ہے کہ دنیا کے زوال و فنا میں آخرت کے اقبال و بقا میں فکر کرو کسی
نے کہا یہ آیت اوسکے لیے ہے جو صاحب غور و فکر ہے اوسکو یہ بات معلوم ہو سکتی ہے کہ دنیا دار بلا ہے پھر دار فنا آخرت
دار جزا ہے پھر دار بقا یہی بات قتادہ ابن جریج نے بھی کہی ہے معلوم ہوا کہ آخرت کو دنیا پر فضیلت ہے یہیں عقل والے کو
کہ بھلے کو بہتر پر اختیار کرنا چاہیے **ف** میسر سوال یہ تھا کہ یتیموں سے کیا برتاؤ کرنا چاہیے سو یتیموں کے حق میں بلکہ
تقید اوترا تھا کہ جو کوئی انکا مال کھاوے وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرا اوس پر جو یتیموں کے رکھنے والے تھے انکا مال اور
خرچ کہانے پینے کا جدا رکھنے لگے کہ ہماری خرچ میں کوئی چیز نہ آجاوے پھر سخت مشکل پڑی کہ ایک چیز یتیم کے لیے مطیا
کی اور سکے کام نہ آئی تو ضائع ہوئی تب حکم اوترا کہ خرچ انکا اور اپنا ملا رکھو تو مضائقہ نہیں کہ ایک وقت انکی چیز آپ
خرچ کرے تو دوسرے وقت اپنی چیز اوسکے کام میں لگا دے لیکن نیت چاہیے سنوار نیکی اللہ نیت دیکھتا ہے یہی حاصل
اس آیت کا ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اسی طرح اکثر جماعت صحابہ و تابعین کہی ہے عائشہ نے کہا میں یتیم کا
مال اپنے پاس رکھنا پسند نہیں کرتی ہوں اوسکا کھانا پینا میرے کھانے پینے سے ملنا چاہیے یعنی باوجود رخصت احتیاط
بہتر ہے ع جہاں کار ہر کہ عاقل کہ باز آید بپشیمانی .. اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ اولیا اوصیا کو اموال ایتام
میں تصرف کرنا ساتھ بیع و مضاربت و اجارہ وغیرہ کے درست ہے اسا کہا جاتا ہے انکو کھلاؤ مگر انکا کھانا آپ نہ کھاوے
اسی طرح کا دعوی اصلاح مال پر بات آخرت بعوض کے کرے مخالطت سے مراد ہے کہ کھانے پینے میں میل جول ہے
اس سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ ناسخ لفظ ماقبل ہے کیسے کہا مراد تر تاؤ ہے کیسے کہا مراد رشتہ داری ہے جیسے مصاہرت کرنا
مگر اولی یہ ہے کہ قصر مخالطت کا کسی نوع خاص پر نکرے بلکہ آیت کو شامل ہر مخالطت سمجھے جملہ شرطیہ مذکورہ سے یہی بات سمجھی
جاتی ہے اللہ چاہتا تو تم پر تنگی کرتا حرج و مشقت میں ڈالدیتا مگر تمہاری تخفیف کی مخالطت کو مباح کر دیا اب تم کو بھی چاہیے
کہ اچھی راہ سے برتاؤ کرو و صلاح مال و حال یتیمی رکھو کما قال تعالی ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن ملک ولی
فقیر کے لیے کہانا اوسکے مال کا موافق عرف کے جائز کر دیا ہے اس شرط پر کہ جب آسودگی حاصل ہو تو بہ اسکے بدل کا مصارف

ہی اور اگر بعضی میں کہا ہے تو اسکا بیان سورہ نسا میں اویگا انشاء اللہ تعالی وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۚ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ

اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

نکاح میں نہ لاؤ شرک والی عورتین جبتک ایمان نہ لاوین البتہ لونڈی مسلمان بہتر ہے کسی شرک والی سے اگرچہ تمکو خوش آوے

نکاح نکرو شرک والوں کو جبتک ایمان نہ لاوین البتہ غلام مسلمان بہتر ہے کسی شرک والے سے اگرچہ تم کو اچہا لگے وہ

لوگ بلاتے ہین دوزخ کیطرف اللہ بلاتا ہے جنت اور بخشش کیطرف اپنے حکم سے بتاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو تا یاد وہ

رکہین ہو جاوین پہلے مسلمان و کافر مین ناتا جاری تہا اس آیت سے حرام ٹہیرا اگر مرد نے یا عورت نے شرک کیا تو اونکا نکاح

ٹوٹ گیا شرک یہ کہ اللہ کی صفت کسی اور مین جانے مثلا کسی کو سمجہے کہ اوسکو ہر بات معلوم ہے یا وہ جو چاہے سو کرتا

ہے یا ہمارا برا یا بہلا کرنا اوسکے اختیار مین ہے یا اللہ کی تعظیم کسی اور پر خرچ کرے مثلا کسی چیز کو سجدہ کرے یا اوس سے حاجت

مانگے اوسکو مختار جانکر باقی یہود و نصاری مجوس کی عورت سے نکاح درست ہے انکو مشرک نہین فرمایا **ف** ابن کثیر

کہا یہ تحریم ہے طرف سے اللہ کے مومنوں پر اس بات کی کہ وہ بت پرستوں کی عورتوں سے نکاح کرین پہر اگر اس آیت سے عموم مراد

ہے جس میں ہر مشرکہ ذمیہ و کتابیہ داخل ہے تو نسا اہل کتاب اس سے مخصوص ٹہیرینگی بدلیل قولہ تعالی وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ابن عباس نے کہا اہل کتاب

کی عورتوں کو اللہ نے اس حکم سے مستثنے فرمایا ہے یہی قول ہے مجاہد عکرمہ مکحول ضحاک حسن ربیع وغیرہم کا مجوس حکم میں اہل

کتاب کے ہین اسلیے مجوسیات بہی مستثنی ٹہیرینگی بعض نے کہا مراد فقط بت پرست ہین اہل کتاب کا بالکل اس جگہہ ارادہ

نہیں کیا گیا ہے یہ معنی قریب بمعنی اولی ہیں ابن جریر نے ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ منع کیا حضرت نے ہر قسم کی عورتوں

سے مگر جو مومنات مہاجرات ہون اور حرام کیا ہر دین والی کو سوا اسلام کے قال تعالی وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ

حَبِطَ عَمَلُهٗ طلحہ بن عبید اللہ نے ایک یہودیہ سے اور حذیفہ بن الیمان نے ایک نصرانیہ سے نکاح کیا تہا عمر بن خطاب نے بہت غصہ

کیا یہانتک کہ ان دونو پر حملہ کرنا چاہا اونہوں نے کہا آپ غصہ نکرین ہم طلاق دیے دیتے ہین کہا اگر طلاق دینا انکو حلال ہے تو

اون سے نکاح کرنا بہی حلال ہے لیکن مین انکو چہینے لیتا ہون تم سے ذلیل کرکے کو ابن کثیر نے کہا یہ حدیث واثر دونو غریب

ہین پہر ابن جریر نے اباحت تزویج کتابیات پر اجماع نقل کرکے یہ کہا ہے کہ عمر نے یہ کام اسلیے کیا کہ لوگ مومنات سے عتق

نکرین یا کسی اور مطلب سے یہ بات کی ہوگی شقیق کہتے ہین حذیفہ نے ایک یہودیہ سے نکاح کیا تہا عمر نے انکو لکہا کہ تم اوسکو

چہوڑ دو اونہوں نے جواب لکہا کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ حرام ہے جو میں اسکو نکالدوں کہا میں حرام خیال نہیں کرتا لیکن

میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اونکے سبب سے تم مومنات کو معطل نہ کر دو یہ اسنادصحیح ہے ہے نے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مسلمان نصرانیہ
سے نکاح کر سکتا ہے لیکن نصرانی مسلمہ سے نکاح نہیں کر سکتا یہ اسناد پہلی اسناد سے بہی زیادہ صحیح ہے جابر بن عبداللہ کہتے ہیں
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عورتیں اہل کتاب کی نکاح میں آسکتی ہیں اہل کتاب ہماری عورتوں سے بیاہ
نہیں کر سکتے ابن جریر نے کہا کہ اس خبر کی سند میں اگرچہ ضعف ہے لیکن اجماع امت کا اسی بات پر ہے ابن عمر بہی نکاح
اہل کتاب کو مکروہ جانتے تہے اس آیت کی کہ مشرکات سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لاویں تاویل کرتے تہے بخاری
نے کہا وہ کہتے ہے اس سے بڑہکر اور کیا شرک ہوگا کہ وہ کہے عیسیٰ میرے رب ہیں امام احمد نے کہا مراد مشرکات سے اس جگہہ مشرکات
عرب ہیں جو بت پوجتے تہے سدی نے کہا عبداللہ بن رواحہ کے پاس ایک کالی لونڈی تہی اونہوں نے غصے میں آکر ایک طمانچہ
مارا پہر گہبرا کر پاس حضرت کے آئے حال کہا حضرت نے کہا اسکا کیا حال ہے کہا روزہ رکہتی ہے نماز پڑہتی ہے اچہی طرح
وضو کرتی ہے لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فرمایا وہ تو مومنہ ہے اونہوں نے کہا واللہ میں اسکو آزاد کرکے اب
اس سے نکاح کرونگا جب ایسا کیا تو لوگوں نے طعن کی کہا لونڈی سے نکاح کیا ہے وہ لوگ مشرکوں سے بیاہ کرتے تہے بسبب اونکے
حسب کے اللہ نے یہ آیت اوتاری کہ مومن لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے گو تمکو وہ مشرکہ بہاوے ابن عمر مرفوعاً کہتے ہیں تم نکاح
نہ کرو عورتوں سے بسبب اونکے حسن کے قریب ہے کہ انکا حسن انکو ہلاک کردے اور نہ نکاح کرو بسبب اونکی مالداری کے قریب ہے
کہ انکا مال انکو بہکا دے نکاح کرو انسے دین پر کالی لونڈی دیندار بہتر ہے رواہ عبد بن حمید اسکی سند میں افریقی
ضعیف ہے صحیحین میں ابوہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ نکاح میں لایا جاتا ہے عورت کو چار سبب سے مال حسب جمال دین سو تو دین والی
کو لے تیرے ہاتھ خاک پڑے اسی کے مثل مسلم نے جابر سے روایت کیا ہے مسلم نے ابن عمر سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ دنیا برتنے کی چیز ہے
بہتر برتاؤ دنیا کا عورت صالحہ ہے **ف** یہہ جو فرمایا کہ مشرکوں سے نکاح نہ کرو جیسے مومنات کا لما قال تعالی لَا هُنَّ
حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ مومن اگر غلام حبشی ہو تو رئیس و سردار مشرک سے بہتر ہے کیونکہ اونکی معاشرت و
مخالطت سے محبت دنیا و فتنہ دین اور اختیار کرنا دنیا کا آخرت پر ہوگا اسکا انجام بہت برا ہے اللہ جو بلاتا ہے تو جنت و
مغفرت کیطرف بلاتا ہے اتباع امر و نہی سے یہ مرتبہ ملتا ہے خلاصہ مسئلہ یہ ٹہیرا کہ مسلمان کا نکاح مشرکہ سے اور مومنہ
کا نکاح مشرک سے جائز نہیں گو وہ مشرکہ و مشرک عزتدار مالدار سردار کیوں نہ ہوں یہ مومنہ و مومن غریب مفلس ہوں
مسلمان کو چاہیے کہ مومنات میں عورت دیندار تلاش کرکے نکاح کرے مال جمال حسب پر نہ گر پڑے رسالہ اصلاح ذات البین اس باب
میں عمدہ کتاب ہے اس آیت شریف سے یہہ بہی معلوم ہوا کہ کفاءت نسب کوئی چیز نہیں ہے معتبر یہی کفاءت اسلام ہے
اسی طرف مالک بہی گئے ہیں یہی قول ارجح ہے اصل شرافت دین کی ہوتی ہے جتنا شریف وہ ہے جو دین اسلام زیادہ

قائم ہے گو نسبت میں کمینہ ہو بڑا رذیل وہ ہی جو بد دین ہے گو کسی عالم یا مجتہد کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو نسب کہتے ہیں ذات کو حسب
کہتے ہیں صفت کو مثلاً قریشی ہاشمی ہونا نسب ہے امیر رئیس ہونا حسب ہے شرع شریف میں مال جمال حسب کا اعتبار
نہیں کیا ہے فقط دین کو معتبر رکھا ہے پھر اگر ہمراہ دین کے شرف علم و انساب جمع ہو جاویں تو سب سے بہتر
ہے ورنہ دین سب پر مقدم ہے حدیث میں آیا ہے کہ اگر تم ایسا نہ کروگے یعنی دین کو مقدم نہ رکھوگے ذات پات دیکھوگے
تو زمین میں ایک بڑا فتنہ و فساد ہوگا اس حدیث کو اہل سنن نے روایت کیا یہ حدیث صحیح ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کا کہنا انجام فرمایا تھا ویسا ہی ہوا جب سے اہل اسلام نے رعایت اسلام کی چھوڑ کر برے ماں باپ اور حسب و
رفاعت کی ہے سبھی سو شرفا میں جو اصال کمینوں کے آ گئے علم و فضل جاتا رہا دولت و جاہ داری نے طرف سے منہ دکھلایا
جیسا کیا تھا ویسا پایا انا اللہ حسب و نسب سے مدار فتنہ مال و جمال کا ہے جمال ایک گھوڑی کا سا ہوتا ہے مال ہاتھ کا میل
ہے ایک رات میں مال کو چور ڈاکو رہزن لیجاتے ہیں ایک دن کی تپ بیماری میں ساری خوبصورتی خاک میں ملجاتی ہے
وہ چیز جسکو بقا ہے یہی دین ہے کہ ہر حال میں شریک حال رہتا ہے دنیا میں عزت آخرت میں مغفرت کا باعث ٹھہرتا
ہے اسلام و دین کے طفیل میں سیکڑوں ہندوالی و نومسلم اسکے امام ہوگئے حسب کے بادشاہ بن گئے پر امرا امیر و شریف
نسب کی دین کے دنیا میں ذلیل جہنم کے فقیر ہوگئے نہ نسب کام آیا نہ حسب ۞ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ
أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ۝ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ
وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ پوچھتے ہیں تجھسے حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہے سو تم پرے
رہو عورتوں سے حیض کے وقت نزدیک نہ ہو ان سے جب تک پاک نہ ہو ویں پھر جب ستھرائی کرلیں تو جاؤ ان کے پاس جہاں
سے حکم دیا تمکو اللہ نے اللہ کو خوش آتے ہیں توبہ کرنیوالے اور خوش آتے ہیں ستھرائی والے عورتیں تمہاری کھیتی ہیں
سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آگے کی تدبیر کرو اپنے لیے ڈرتے رہو اللہ سے جان رکھو کہ تمکو اس سے ملنا ہے خوشخبری
سنا ایمان والوں کو ف حیض کہتے ہیں خون کو جو عورتوں کی عادت ہے خلاف عادت جب آوے آزار ہے حکم ہوا کہ اس وقت
الگ رہو عورت سے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار سے آگے نہ چلو پھر جب پاک ہوں تو جاوو جہاں سے حکم دیا ہے اللہ
نے یعنی دوسری جگہہ جو ناپاک ہے اوسکا تو حکم کبھی نہیں پھر فرمایا جس طرح سے چاہو جاؤ لیکن کھیتی ہی میں کھیتی وہی جہاں تخم
ڈالو تو اوگے آگے کی تدبیر کرو یعنی اس صحبت میں نیت چاہیے اولاد کی تا ثواب ہو ف اس نے کہا یہود میں جب کوئی
عورت حیض سے ہوتی تو وہ انکی ساتھ نہ کہاتے نہ ایک گہر میں رہتے صحابہ نے حضرت سے پوچھا اوس پر یہ آیت اوتری فرمایا

سب کام کرو مگر صحبت نہ کرو الحدیث رواہ احمد و مسلم معلوم ہوا کہ مراد پرے رہنے سے ترک صحبت ہی اکثر علما کا یہی مذہب ہے
کہ سوائے ستر گاہ کے مباشرت حائض کی جائز ہے ابو داؤد نے بعض ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جب
آپ ارادہ کسی شے کا حائض سے کرتے تو اوسکی فرج پر کوئی کپڑا ڈالدیتے عمارہ کی پھپھی نے عائشہ سے کہا ہم میں کسی کو حیض
آتا ہے میاں بی بی میں ایک ہی بچھونا ہوتا ہے کیا کریں کہا حضرت گھر کی مسجد میں آئے میں سو گئی حضرت کو سردی لگی
مجھ سے فرمایا میرے پاس آ میں نے کہا میں حیض سے ہوں فرمایا اپنی ران کھولدے میں نے کھولدی حضرت نے اپنا رخسار و سینہ
میری ران پر رکھدیا میں اوپر جھک پڑی یہانتک کہ گرم ہو کر سو گئے اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے مسروق نے عائشہ رض
سے پوچھا مرد عورت سے کیا کرے جبکہ وہ حائض ہو کہا سب کچھ مگر ستر گاہ سے کچھ دوسرا لفظ یہ ہے کہ جماع نکرے رواہ
ابن جریر تیسرا لفظ یہ ہے کہ جدا ازار سے اوپر ہے اوسکا اختیار ہے یہی قول ہے ابن عباس و مجاہد و حسن و عکرمہ کا ابن کثیر نے کہا
ہم بستر ہونا ساتھ کھانا ملا جلنا حلال ہے عائشہ نے کہا میں حضرت کا سر دہوتی اور حائض ہوتی وہ میری گود میں تکیہ
لگاتے میں حیض سے ہوتی وہ قرآن پڑھتے بخاری میں آیا ہے عائشہ کہتی ہیں میں گوشت کی ہڈی نوچتی اور حائض
ہوتی پھر حضرت کو دیتی آپ اوسی جگہ سے اوسکو کھاتے جس جگہ میں نے اپنا دہن رکھا ہوتا پانی پیکر دیتی اوسی جگہ منہ
رکھکر پیتے جہاں سے میں نے پیا تھا ابو داؤد نے کہا عائشہ کہتی ہیں میں اور حضرت ایک کپڑے میں ہوتے اور میں حائض
ہوتی اگر کچھ حضرت کو لگ جاتا تو اوس جگہ کو دھو کر نماز پڑھتے ایک روایت میں عائشہ سے یوں ہی آیا ہے کہ جب مجھکو حیض
آتا میں چارپائی سے اوتر کر چٹائی پر بیٹھ جاتی حضرت کے پاس جاتی جبتک کہ پاک نہ ہولیتی اسکو ابو داؤد نے روایت
کیا ہے یہ حدیث محمول ہے تنزہ و احتیاط پر میمونہ نے کہا حضرت جب کسی بی بی سے ارادہ مباشرت کا کرتے اور وہ حائض
ہوتی تو فرماتے ازار پہنے رواہ البخاری یعنی سوائے ما تحت ازار کے باقی مباشرت کرنا حلال ہے عبداللہ بن سعد انصاری
نے حضرت سے پوچھا مرد کو اپنی بی بی سے جبکہ وہ حائض ہو کیا درست ہے فرمایا ما فوق ازار رواہ احمد اہل السنن الا
النسائی یہی مضمون مرفوعاً حدیث معاذ بن جبل میں بھی آیا ہے اور کہا کہ بچنا اوس سے افضل ہے رواہ ابو داؤد
یہ حدیثیں حجت ہیں اوس شخص کی جو ما فوق ازار کو حلال کہتا ہے یہی ایک قول شافعی کا ہے جسکو بہت سے اہل عراق نے ترجیح
دی ہے دوسرا قول انکا یہ ہے کہ ما فوق ازار حلال نہیں ماخذ انکا یہ ہے کہ ما فوق ازار حریم فرج ہے اسلیے مباشرت
فرج حرام ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ صحبت کر بیٹھے اللہ نے صحبت کو اس حال میں حرام کیا ہے پھر اگر کسی نے ایسا کیا تو استغفار
و توبہ کرڈالے کفارہ میں دو قول ہیں ایک یہ کہ اہل سنن نے ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص پاس حائض
کے گیا وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ دے ترمذی کا لفظ یہ ہے کہ اگر خون سرخ ہو تو ایک دینار دے اور اگر زرد

، تو انہا دو سارا امام احمد کا لفظ یہ ہے کہ ربصات حائض ایک دینار ہو اگر وقت ادبار حول گئے گیا ہے اور وہ ہنوز نہائی نہیں ہے تو آدھا دینار ہے دوسرا قول جدید شافعی کا یہ ہے کہ استغفار کرے اور کچھ نہیں جمہور بھی اسیطرف گئے ہین اسلیے کہ مرفوع ہونا اسحدیث کا نزدیک اُنکے صحیح نہیں ہے اسلئے نزدیک اکثر ائمہ حدیث کی موقوف ہونا صحیح ہے یہ قول اسہ پاک کا کہ تم نزدیک اونکے مت جاؤ جبتک کہ وہ پاک ہولیں تفسیر ہے اس قول کی کہ تم حیض مین بچے رہو مطلب نزدیک جانے کا یہ ہے کہ جماع کی پاس مت جاؤ جبتک کہ حیض موجود ہے اس سے یہ سمجھا گیا کہ جب حیض منقطع ہو جاوے تو جانا حلال ہوگا طہر دلیل ہے عرب پر میمونہ وعائشہ سے جو یہ کہا کہ جب ہم میں کسیکو حیض آتا تو وہ ازار باندھکر حضرت کے کپڑے میں گھس جاتی اس سے معلوم ہوا کہ ازار جماع کا ہو ملتے یعنی قبل غسل کے مگر یطہرن میں اصحاب کو ارشاد ہے اس بات کا کہ عسیاں بعد اغسال کے اچھا ہوتا ہے ابن حزم نے کہا جماع بعد طہر حیض کے واجب ہے بدلیل فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مگر یہ کوئی دلیل نہیں ہے اسلیے کہ یہ امر ہے بعد حظر کے علماء اصول کا اسمین اختلاف ہے کسی نے کہا کہ مطلق وجوب کے لیے ہے یہ لوگ محتاج ہیں جواب ابن حزم کے بعض نے کہا اباحت کے لیے ہے یہی متقدم کو قرینہ صارفہ کہتے ہین مگر اس مین نظر ہے ان کیرنے کہا جسپر دلیل قائم ہوتی ہے وہ یہ بات ہے کہ حکم کو اس حال پر رد کرین جو یہی سے پہلی تہا اگر واجب تہا تو واجب ہے کقولہ تعالیٰ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ اور مباح تہا تو مباح ہے کقولہ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ اس قول پر ادلہ جمع ہو جاتے ہین اسکو غزالی وغیرہ نے حکایت کیا ہے یہی مختار بعض ائمہ متاخرین بہی ہے اسی کو ابن کثیر نے بہی صحیح کہا ہے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت کا حیض جب منقطع ہو جاوے تو وہ جب تک نہا نہ لیوے یا تیمم نہ کرے اگر نہانا مشکل ہو تب تک وہ حلال نہین ہوتی مگر ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جب اکثر مدت حیض یعنے دس دن پورے ہو جاوین تو وہ مجرد انقطاع کے حلال ہو جاتی ہے محتاج غسل نہین رہتی ابن عباس نے کہا مراد طہر سے طہر خون کا ہے مراد تطہر سے نہانا ہے یہی قول ہے مجاہد وعکرمہ وحسن ومقاتل بن حیان ولیث بن سعد وغیرہم کا مراد لفظ حیث سے نزدیک ابن عباس ومجاہد کے فرج ہے یعنی فرج سے تجاوز نہ کرے اور طرف بعضے جاؤ جس نے تجاوز کیا اس سے زیادتی کی اسمین دلیل ہے حرمت وطی فی الدبر پر اسکی تقریر عنقریب آیوالی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ابو رزین وعکرمہ و ضحاک نے کہا مراد یہ ہے کہ جب حیض سے پاک ہو جاوین تب پاس جاؤ اسلیے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالون کو چاہتا ہے اگرچہ مکرر عسیان کیا ہو اور ستہرائی والون کو دوست رکہتا ہے جو گندگی اور گہن کی چیز سے پاک صاف رہتے ہین یا ہمیشہ قم جگہہ میں نہین جاتے ابن عباس نے کہا مراد حرث سے موضع ولد ہے یہ جو فرمایا کہ جس طرح چاہو جاؤ اسکا مطلب یہ ہے کہ آگے پیچھے سے جاؤ مگر یہ جانا ایک ہی سوراخ میں ہو جسطرح احادیث مین آیا ہے بخاری میں جابر

سے آیا ہے یہود کہتے تھے کہ جب جماع عورت سے پیچھے کی طرف سے کیا جاتا ہے تو بچہ احول پیدا ہوتا ہے اوس پر یہ آیت اوتری
اسکو مسلم و ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے اس حدیث کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے کہا سامنے سے اور پیٹ سے جسکو چاہے جب فرج ہی میں
ہو معاویہ قشیری نے پوچھا ہم اپنی عورتوں کس جگہ کو لیں کسکو چھوڑیں فرمایا وہ تیری کھیتی ہے جدھر سے چاہے چلے مگر اوس
کے مونہہ پر نہ مار نہ اوسکو قبیح کہہ اوسکو جدا کر مگر گھر میں الحدیث رواہ احمد و اہل السنن ابن ابی حاتم نے کہا ابن عباس
کہتے ہیں کچھ لوگ حمیر کے آئے کہا اے رسول خدا ہم لوگ عورتوں کو چاہتے ہیں آپ کیا فرماتے ہیں اوس پر یہ آیت اتری دوسرا
لفظ الکا نزدیک امام احمد کے یہ ہے کہ یہ آیت حق میں انصار کے اوتری ہے اونہوں نے حضرت سے پوچھا تھا فرمایا
آ تو پاس اسکے ہر حال پر جبکہ وہ آنا فرج میں ہو **ف** ابوجعفر طحاوی نے مشکل الآثار میں ابوسعید خدری سے روایت کیا
ہے کہ ایک آدمی نے دبر میں صحبت کی لوگوں نے اوس پر انکار کیا اللہ نے یہ آیت بھیجی اسکو ابن جریر و ابویعلی نے روایت کیا
ہے ام سلمہ نے کہا جب مہاجرین مدینے میں آئے انہوں نے انصار سے نکاح کیا عورتوں کے پاس جانب پشت سے گئے انصار
نے انکار کیا حضرت سے پوچھا اوس پر یہ آیت اوتری اٰتی شئتم صماما واحدا الحدیث بطولہ رواہ احمد ترمذی نے
اس حدیث کو حسن کہا ہے حفصہ نے کہا ایک عورت آئی اوس نے کہا میرا شوہر میرے پاس پشت وروکی طرف سے آتا ہے میں اس
بات کو مکروہ جانتی ہوں حضرت کو خبر ہوئی فرمایا لا باس اذا کان فی صمام واحد یعنی اگر ایک چھید میں آتا ہے تو
کچھ ڈر نہیں رواہ ابن کثیر من طریق ابن ابی حنیفہ ابن عباس نے کہا عمر بن خطاب نے آکر کہا اے رسول خدا میں تو ہلاک
ہوا فرمایا کیا ہوا کہا رات کو میں نے اپنی بی بی کو پھیر دیا یعنی جانب پشت سے صحبت کی حضرت نے کچھ جواب نہ دیا اللہ نے
یہ آیت بھیجی یعنی آگے پیچھے سے آ پر حیض سے بچ اسکو احمد نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب کہا ہے ابوسعید
نے کہا صحبت کی ایک آدمی نے اپنی جورو سے پشت کی طرف سے زمانہ حضرت میں لوگوں نے کہا دیکھو اوس نے یہ کام کیا ہے
اوس پر یہ آیت اوتری رواہ ابویعلی ابن عباس نے کہا اہل کتاب پاس عورتوں کی ایک ہی طرف سے آتے تھے
اسمیں عورتوں کا بڑا پردہ رہتا تھا ایک قبیلہ انصار کی اس بات کو اون سے اخذ کیا تھا قریش عورتوں کو بری
طرح لٹا ڈالتے تھے آگے پیچھے سامنے سے لذت اوٹھاتے جب مدینے میں آئے ایک انصاریہ سے نکاح کیا اوس سے
اسی وضع پر ملے اوس نے انکار کیا کہا ہمارے پاس ایک ہی طرف سے آؤ ورنہ الگ ہو یہ بات حضرت
تک پہنچی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اوتاری یعنی جسطرح چاہو آگے پیچھے سامنے سے آؤ مگر بچے کی جگہ میں ابوداؤد
متفرد ہیں ساتھ اس حدیث کے اگلی حدیثیں اسکی شاہد ہیں خصوصاً روایت ام سلمہ کی اسی سیاق
سے مشابہ ہے اس حدیث کو طبرانی نے بھی ابن عباس سے بطول روایت کیا ہے ابن عباس سے مروی ہے

کہ یہ آیت وطی فی الدبر میں آئی ہے یعنی جانب دبر سے نہ یہ کہ دبر میں جیسا ابن عمر نے اسکی تصریح حدیث نافع میں کر دی ہے
نسائی نے کی ہے یہ اسناد صحیح ہے ابن کثیر نے کہا ہے روایت صحیح ابن عمر سے یہی ہے کہ جماع دبر میں مباح و حلال نہیں ہے
اگرچہ یہ قول طرف ایک گروہ فقہاے مدینہ منورہ کے منسوب ہے اور بعض نے کتاب السر میں اسکو طرف امام مالک کے نسبت
کیا ہے اکثر لوگ اس روایت کو امام مالک سے صحیح نہیں کہتے (۱) حدیث مرویہ میں طرق متعددہ سے جابر سے نقل آیا ہے
جابر نے کہا حضرت نے فرمایا تم شرم کرتے ہو اللہ حق بات سے نہیں شرماتا یہ بات حلال نہیں ہے کہ تم پاس عورتوں کے
انکی دبر میں آؤ رواہ حسن بن عرفہ حدیث خزیمہ بن ثابت میں آیا ہے کہ حضرت نے دبر میں آنے سے نہی کی ہے رواہ احمد
اسکو نسائی و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے مگر انکی اسناد میں بڑا اختلاف ہے ابن عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ نظر نہ
کریگا اللہ طرف اوس مرد کے جو عورت کی دبر میں آتا ہے رواہ الترمذی والنسائی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسکو ابن حبان
و ابن حزم نے بھی روایت کیا ہے لیکن روایت نسائی موقوفا آئی ہے ایک آدمی نے ابن عباس سے کہا عورت کے دبر میں
آنیکا کیا حکم ہے کہا تو مجھ سے کفر کا سوال کرتا ہے رواہ عبد بن حمید ابن کثیر نے کہا یہ اسناد صحیح ہے دوسرا لفظ
یہ ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا میں اپنی جورو کے پاس دبر میں جاتا ہوں اسلیے کہ اللہ نے فرمایا ہے انی شئتم
جب نے گمان کیا یہ کام حلال ہے کہا اے احمق مراد اس سے یہ ہے کہ کھڑے بیٹھے آگے پیچھے سے جاؤ مگر سامنے سے اور
طرف تجاوز نہ کرو رواہ عبد بن حمید حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ میں مرفوعا آیا ہے جو کوئی عورت کی دبر میں آتا
ہے تو وہ لوطیت صغری ہے رواہ احمد ابو الدرداء نے کہا یہ کام نہیں کرتا مگر کافر علی بن طلق کہتے ہیں منع کیا
حضرت نے اس بات سے کہ عورتوں کی دبر میں صحبت کی جاوے فرمایا کہ اللہ حق بات سے شرم نہیں کرتا رواہ احمد ترمذی
نے یہ حدیث حسن کہا ہے بعض نے اسکو مسند علی بن ابی طالب میں لکھا ہے جس طرح مسند احمد میں بھی ایسا ہی آیا ہے مگر صحیح علی بن طلق ہے ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ جو کوئی
عورت کی دبر میں آتا ہے اللہ اسکی طرف نہ دیکھیگا رواہ احمد دوسرا لفظ یہ ہے کہ نظر نہیں کرتا اللہ طرف اوس مرد کے جو جماع کرتا ہے
عورت کی دبر میں رواہ احمد و ابن ماجہ تیسرا لفظ یہ ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو عورت کی دبر میں آتا ہے رواہ احمد
ابو داؤد والنسائی چوتھا لفظ یہ ہے کہ جو کوئی آیا پاس حائض کے یا عورت کی دبر میں یا پاس کاہن کے وہ کافر ہوا اسکا جو
محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اوترا رواہ احمد و اہل السنن ترمذی نے کہا بخاری نے اس حدیث کو ضعیف بتایا ہے مگر
بخاری نے یہ بات حق ابن حکیم ترمذی کے کہی ہے حق ابن حکیم اثرم کے سوا اس حدیث میں حکیم اثرم ابو تمیمہ سے راوی
نہیں حکیم ترمذی پانچواں لفظ یہ ہے کہ شرماؤ اللہ سے جیسا شرمانا ہے آؤ عورتوں کی دبر میں نسائی کی تنہا روایت میں ساتھہ اس
طریق کے حمزہ بن محمد کنانی نے کہا یہ حدیث منکر و باطل ہے زہری ابو سلمہ و سعید سے جو اسکی اسناد میں ہیں

نے اگر اس حدیث کو سعید سے سنا ہے تو بعد اختلاط کے سنا ہو گا ہان ترمذی نے ابوسلمہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس کام سے منع کرتے تھے لکن ابوہریرہ سے مرفوعاً یہ حدیث نہین آئی انتہے ابن کثیر نے کہا یہ بہت اچھا انتقاد کیا ہے لکن عبدالملک کا مختلط ہونا کسینے سوائے حمزہ کے ذکر نہین کیا ہے وہ ثقہ ہے دحیم وابوحاتم نے اوس مین کلام کیا ہے ابن حبان نے کہا احتجاج کرنا اوسکے ساتھ جائز نہین ہے یہ حدیث اور بھی دو طریق سے ابوسلمہ سے آئی ہے مگر کوئی صحیح نہین چھٹا لفظ موقوف یہ ہے کہ آنا مردونکا عورتون کی دبر مین کفر ہے رواہ النسائی ساتوان لفظ موقوف یہ ہے کہ جو کوئی آیا پاس مردون اور عورتون کے انکی دبر مین وہ کافر ہوا رواہ النسائی عمر بن خطاب نے کہا مت آؤ پاس عورتون کے انکی دبر مین رواہ النسائی یہ بھی موقوف ہے طلق بن یزید یا زید بن طلق کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ حق سے نہین شرماتا تم عورتون کی دبر مین نہ آؤ رواہ احمد کسی حدیث مین لفظ حشوش کا آیا ہے کسی مین محاش کا کسی مین اعجاز کا کسی مین استاہ کا اکثر مین ادبار کا یہ سب ایک مفہوم مین اٰثرم کا لفظ ابن مسعود سے مرفوعاً یون ہے کہ محاش عورتون کے حرام ہین مگر موقوف کو اصح کہا ہے دوسرا لفظ یہ ہے نہ آؤ اعجاز نسا مین اوسکو ابن عدی نے مرفوعاً روایت کیا ہے مگر اسکی سند مین محمد جزری ہے وہ شیخ جزری ضعیف ہین ایک آدمی نے علی مرتضے سے یہی مسلہ پوچھا تھا کہا تو نیچے گرا اللہ تجھکو نیچے گرا لے کیا تو نے اسکا یہ قول نہین سنا ہے أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ کیا کرتے ہو بے حیائی کا کام تم سے پہلے نہین کی یہ کسینے جہان مین رواہ الثوری ابن کثیر نے کہا پہلے قول ابن مسعود ابو الدرداء ابوہریرہ ابن عباس ابن عمرو کا تحریم وطی فی الدبر مین گذر چکا ہے وہی قول بلاشک ابن عمر سے بھی ثابت ہے کہ وہ اس کام کو حرام کہتے تھے دارمی نے سعید بن یسار سے روایت کیا ہے کہ اونھون نے یہ مسلہ ابن عمر سے پوچھا تھا اسکو بلفظ تحمیض ذکر کیا تھا کہا بھلا کوئی مسلمان ایسا کام کرتا ہے ابن کثیر کہتے ہین یہ اسناد صحیح ہے یہ نص صریح ہے تحریم پر پس جو کچھ بطور احتمال ابن عمر سے خلاف اسکے آیا ہے وہ طرف اس محکم کے مردود ہے معمر بن عیسی نے امام مالک سے روایت کیا ہے کہ یہ کام حرام ہے اسرائیل بن روح نے کہا مینے امام مالک سے کہا تم اتیان فی الدبر مین کیا کہتے ہو کہا تم لوگ گنوار ہو بھلا کہین کھیتی بھی سوائے کھیت کے ہوتی ہے فرج سے تجاوز نہ کرو مینے کہا لوگ کہتے ہین تم اوسکے قائل ہو دو بار جواب دیا کہ مجھپر دروغ بندی کرتے ہین ابن کثیر کہتے ہین مالک سے یون ہی ثابت ہوا ہے یہی قول ہے ابوحنیفہ و شافعی و احمد اور سب انکے اصحاب کا یقیناً اسیطرف سعید بن مسیب ابوسلمہ عکرمہ طاؤس عطا سعید بن جبیر عروہ بن زبیر مجاہد حسن وغیرہم اور سلف گئے ہین سبنے سخت انکار اس کار پر کیا ہے کسینے فاعل پر اطلاق کفر کا کیا ہے یہی مذہب جمہور علما کا جو حکایت بعض فقہاء مدینہ اور امام مالک سے اس باب مین کیگئی ہے اسمین نظر ہے عبدالرحمن بن قاسم کہتے ہین مینے کسی کو ایسے کسی کے

دین کو نہیں فرمایا کہ وہ اونکے حلال ہونے میں شک کرتا ہو یعنی سبب حرمت کا یہ ہی کہا ہے یہ آیت پڑھ کر کہا کہ اس سے زیادہ اور کیا
بیان ہوگا روایت کیا اسکو طحاوی حاکم و دارقطنی و خطیب وغیرہ نے امام مالک سے کئی طرق سے روایات مقتضی اباحت نقل کیے ہیں
لیکن انکی اسانید بحث ضعیف و کمزور ہیں ہمارے شیخ حافظ ذہبی نے اسباب ایک جز جمع کیا ہے انہی میں طحاوی سے نافع سے
سے روایت کیا کہ اونسے شافعی کو سنا کہتے تھے حضرت سے اسکی تحلیل و تحریم میں کوئی بات صحت کو نہیں پہونچی قیاس یہ
کہ حلال ہے پھر ربیع نے قسم کھا کر کہا باللہ الذی لا الہ الا ہو کہ ابن عبد الحکم نے شافعی پر جھوٹھ باندھا ہے شافعی نے اسے
کہا ہے میں اوسکی تحریم پر نص کی ہے واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان حاصل یہ ہے کہ لفظ حرث سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اباحت
واقع نہیں ہوئی ہے مگر فرج میں جو خاص قبل ہے اس لیے کہ پیداوار کی جگہہ وہی ہے عورت کی شرمگاہ اور بیج نطفے اور یہ
بچے کو کھیتی سے مشابہت دی ہے اَنّٰی شِئْتُمْ کا مطلب ہے کہ جس طرح چاہو آگے پیچھے سامنے لٹا کر بٹھا کر اوٹھا کر سامنے
پیٹھ پیچھے سے آؤ مگر موضع حرث ہی میں سیبویہ نے کہا ہے اَنّٰی اس جگہہ بمعنی کیف ہے ساری خلف و سلف صحابہ و تابعین و ائمہ
دین و مجتہدین شرع متین اسطرف گئے ہیں کہ دبر میں آنا حرام ہے سارے اصحاب و مشائخ مالکیہ اس بات کے منکر ہیں کہ
کتاب السر امام مالک کی ہو مالک کا رتبہ اس سے زیادہ بلند ہے کہ وہ ایسی کتاب بنائیں ابن شعبان نے کتاب جماع النسوان میں اسکو
طرف ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کے نسبت کیا ہے ذکرہ ابن العربی مگر وہ اقوال صحیح نہیں ہیں بات صحابہ و تابعین
سے مرفوعاً و موقوفاً آئی ہے وہ یہی ہے کہ وطی فی الدبر حرام قطعی ہے جس سے جواز اس حرام کا مروی ہے اونہوں نے کوئی
دلیل جواز کی بیان نہیں کی پھر اونکے اقوال پر چلنا کس طرح درست ہو سکتا ہے اگر جواز مذکور کو آیت سے لیا تھا سمجھا ہی تو اونکی
سمجھ میں خطا ہوئی ہے قرآن کی تفسیر ہمارے لیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و اکابر صحابہ نے کر دی ہے وہ ہمکو کافی ہے اوسے
زیادہ قرآن کو اونکے سوا کون سمجھیگا جسنے یہ خیال کیا ہے کہ سبب نزول آیت کا یہی تھا کہ کسی شخص نے ایسا کام کیا تھا تو بھی
آیت میں کوئی دلالت اوسکی حلت پر نہیں ہے جسنے یہ زعم کیا کہ آیت میں دلالت ہے حلت پر اوسنے خطا کی آیت تو دلیل ہے
حرمت پر سبب نزول سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ آیت واسطے تحلیل اس حرام کے اوتری ہے کیونکہ نزول آیات کا اسباب پر
کبھی حلت کے لیے ہوتا ہے کبھی واسطے حرمت کے مانا کہ سبب نزول یہی ہو مگر جواب میں تو ذکر حرث کر کے اسسے منع کر دیا
کیونکر جائز ہو اور اس طرح جو تونے کہا **ف** یہ جو فرمایا کہ آگے کی تدبیر کرو اسکا مطلب یہ ہوا کہ طاعات بجا لاؤ
منہیات سے بچو ترک محرمات کرو اسیلیے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو تمکو اوس سے ملنا ہے یعنی وہ تمہارے اعمال کا حساب لیگا پھر
کہا کہ مومنوں کو بشارت دو یعنی انکو جو مطیع اور تارک نہی ہیں ابن عباس نے کہا مراد اس تقدیم سے یہ ہے کہ وقت
جماع کے پہلے بسم اللہ کہے بخاری میں ابن عباس سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب کوئی تم میں اپنی بی بی کے پاس جانے تو

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا کہے اگر تقدیر مین ہوگا تو کبہی اوسکو شیطان نقصان نپہونچا سکیگا کسینے کہا مراد تقدیم سے اولاد چاہنا ہے کسینے کہا یا ر سا عورتون سے نکاح کرنا ہے وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ نہ ٹہیراؤ اللہ کو بہت کہنا اپنی قسمین کہانیکا کہ سلوک نہ کرو اور پرہیزگاری اور صلاح درمیان لوگون کے اللہ سنتا جانتا نہین پکڑتا تمکو اللہ نا کاری قسمون پر لیکن پکڑتا ہے اسکام پر جو کرتے ہین دل تمہارے اللہ بخشتا ہے تحمل والا یعنی خدا کی قسم اچہا کام چہوڑنے پر نہ کہائے مثلاً ماں باپ سے نہ بولونگا یا اوس فقیر کو نہ دونگا اگر کہا بیٹہے تو قسم توڑے کفارہ دے نا کاری قسم وہ ہے جو منہ سے نکلے مگر دل کو خبر نہین **ف** ابن کثیر نے کہا اللہ فرماتا ہے تم اللہ کی قسمونکو بر و صلہ رحم سے مانع نہ ٹہیراؤ کقولہ تعالی وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ڝ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ قسم پر اڑجانا گناہ ہے اس گناہ سے نکلنا کفارے سے ہوتا ہے احادیث صحیحین وغیرہما مین آیا ہے جس نے قسم کہائی پہر دیکہا کہ غیر قسم بہتر ہے تو وہ اوس بہتر کام کو کرے قسم کا کفارہ دے دوسری روایت مین فرمایا ہے کہ مین ایسا ہی کرتا ہون عائشہ کا لفظ یہ ہے جس نے قسم کہائی قطع رحم یا کسی معصیت پر اوسکا سچ کرنا یون ہی ہوتا ہے کہ اوس قسم کو توڑ ڈالے اور اوس سوگند سے رجوع کرے رواہ ابن ماجہ ابن عباس نے کہا تم اللہ کو اپنی قسم کا نشانہ نہ بناؤ کہ اچہا کام نہ کروگے یہی قول ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کا جنکے نام ابن کثیر نے لکہے ہین ایسی قسم کا توڑنا اور کفارہ دینا بہت احادیث صحیحہ مین آیا ہے **ف** لغو قسم وہ ہے جسکا قصد حالف نے نہین کیا ہے ساختہ حسب عادت زبان پر جاری ہوگئی مقصود اوس سے نہ کوئی تعقید ہے نہ تاکید صحیحین مین ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے جس نے قسم مین لات و عزی کی قسم کہائی اوسکو چاہیے کہ لا الہ الا اللہ کہے ابن کثیر کہتے ہین یہ ارشاد ایک قوم تازہ عہد جاہلیت سے کو فرمایا تہا جنکی زبان کو اس طرح کی قسم کی عادت پڑی تہی اونکے مونہہ سے بغیر قصد یہ الفاظ نکل آتے تہے اسلیے حکم دیا کہ کلمہ اخلاص پڑہو کہ اسکا بدل ہوجاوے وھذہ بھذہ اسلیے یہ بہی فرمایا کہ پکڑ دل کی کمائے پر ہے نہ بسبقت لسان پر جس طرح دوسری آیت مین ارشاد کیا ہے بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ حدیث عائشہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ لغو یمین یہ ہے کہ آدمی اپنے گہر مین بات چیت کو اندر کلا واللہ و بلی واللہ کہتا ہے رواہ ابو داؤد یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے مگر ہر طریق مین موقوف ہی ہے عائشہ نے کہا لغو ہنسی دل لگی مین ہوتا ہے جیسے لا واللہ و بلی واللہ اسکا کچہ کفارہ نہین ہے کفارہ اسکا ہے جسپر دل جم گیا کہ اوس کام کو کرینگے پہر نہ کیا ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے مروزی نے کہا عامہ

علما کا اسیقول پر اتفاق ہے احادیث سے اسپر دلیل ہے یہ شافعی کا بھی یہی قول ہے دوسرا قول عائشہ کا یہ ہے کہ مراد لغو یمین سے
یہ ہے کہ کوئی شخص کسی بات کو سچ سمجھکر قسم کھا وے اور وہ سچ نہ ہو ایک گروہ صحابہ و تابعین کا اس طرف گیا ہے حنفیہ و مالک
کا قول بھی یہی ہے حسن بن ابو الحسن سے کہا گذرے حضرت ایک قوم پر وہ تیر لگاتے تھے حضرت کے ہمراہ ایک شخص تھا ایک
آدمی نے قوم مین سے کہا واللہ تیر ٹھیک لگا یا واللہ خطا کی اوس شخص نے کہا ای رسول خدا یہ حانث ہوا فرمایا نہیں تیر اندازوں
کی قسم لغو ہوتی ہے اس مین نہ کفارہ ہے نہ سزا روایت کیا اس حدیث کو ابن کثیر نے کہا یہ حدیث مرسل حسن ہے ابو الحسن سے ابن
ابی حاتم نے عائشہ سے دونوں قول روایت کیے مین ابراہیم نے کہا لغو یہ ہے کہ کسی بات پر قسم کھا کر بھول جاوے زید بن اسلم نے کہا
لغو یہ ہے کہ یوں کہے کہ اللہ مجھکو اندھا کرے اگر مین وہ کام نہ کرون اللہ مجھکو مفلس کر دے اگر کل مین تیرے پاس نہ آؤن
ابن عباس نے کہا لغو یہ ہے کہ غصے مین قسم کہاوے یا حلال کو حرام کرلے ایسی قسم میں کفارہ نہیں ہوتا ہے سعید بن جبیر نے
یہی طرح کہا ہے بعض نے کہا لغو یہ ہے کہ معصیت پر قسم کہاوے مثلا کہے شراب پیونگا قطع رحم کرونگا یا یون کہے کہ وہ یہودی
دستر کی ہو اگر ایسا کرے یا ایک کہے واللہ میں اسی قیمت پر فروخت نکرونگا دوسرا کہے واللہ مین اتنی قیمت پر مول نہ لونگا
ف اللہ دل کی بات پر پکڑتا ہے اسکا مطلب ابن عباس و مجاہد وغیرہما نے یہ کہا ہے کہ کسی شے پر دیدہ و دانستہ جھوٹ
جانکر قسم کہائی مجاہد نے کہا یہ آیت مثل اوس آیت کے ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ یعنی بس مقصود
یہ مؤاخذہ سے یہ اللہ کا حلم ہے کہ اس نے یمین لغو پر مواخذہ نہ رکہا نہ کفارہ مقرر کیا لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ
اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ جو لوگ
قسم کہا بیٹھتے ہین اپنی عورتون سے انکو فرصت ہے چار مہینے پھر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ٹھہرا یا طلاق
دینا تو اللہ سنتا جانتا ہے یعنی جس نے قسم کہائی کہ اپنی عورت کے پاس نہ جاوے تو چار مہینے مین جاوے قسم کا کفارہ دے
نہین تو طلاق ٹھہرے **ف** ایلا کہتے ہین قسم کہانیکو اگر چار ماہ سے کم مدت کی قسم کہائی ہے تو مدت پوری ہونیکا انتظار
کرے پھر صحبت کرے عورت پر صبر کرنا لازم ہے عورت کو یہ نہین پہونچتا کہ اس مدت کے اندر رجوع کی درخواست کرے
جسطرح صحیحین مین عائشہ سے آیا ہے کہ ایلا کیا حضرت نے اپنی بیبیون سے ایکماہ کا پھر اونتیسوین تاریخ آگئے فرمایا مہینا
انتیس دن کا بھی ہوتا ہے اسیطرح کی روایت شیخین نے عمر بن خطاب سے بھی کی ہے اور اگر مدت ایلا کی چار ماہ سے زیادہ
ہے تو عورت خاوند سے بعد گذرنے چار ماہ کے کہہ سکتی ہے کہ ملجاؤ یا چھوڑ دو حاکم شوہر پر یہ بات جبر کر سکتا ہے اسلیے کہ عورت
کو ضرر پہونچے اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایلا خاص ہے ساتھ زوجات کے نہ اماء کے کیونکہ لفظ نسا کا فرمایا ہے مذہب جمہور کا یہی ہے
چار ماہ کی فرصت وقت حلف سے ہوتی ہے پھر ٹھہر کر مطالبہ فیئ یا طلاق کا کیا جاتا ہے مراد فیئ سے جماع ہے ابن عباس سے مروی

شعبی سعید بن جبیر وغیرہم نے ایسا ہی کہا ہو اللہ تعالیٰ تقصیر کو جو بسبب اوس قسم کے حق میں ازواج کے ہوئی ہے بخشدیتا ہے
شافعی نے کہا حسن کے یہ معنے ہیں کہ جب شوہر نے بعد چار ماہ کے رجوع کیا تو اوسپر کچھ کفارہ نہیں ہے حدیث عمرو بن شعیب
عن ابیہ عن جدہ اسپر دال ہے لفظ مرفوع حدیث کا یہ ہی کہ جس نے قسم کہائی پر غیر قسم کو بہتر دیکھا تو اوسکا کفارہ یہی ہو
کہ اوس کام کو ترک کرے جمہور نے رواہ ابو داود والامام احمد و جمہور کا مذہب اور قول جدید شافعی کا یہ ہے کہ اوسپر کفارہ دینا
لازم ہے اسلئے کہ وجوب کفارے کا ہر حالف پر عام ہے جسطرح احادیث صحاح سے اور گذر چکا آیت شریف دلیل
ہے اس بات پر کہ مجرد گذرنے چار ماہ کے طلاق نہیں پڑتی یہی قول ہے جمہور متاخرین کا اور لوگ کہتے ہیں کہ ایک طلاق
پڑجاتی ہے یہ قول باسانید صحیحہ خلفاے اربعہ اور ایک جماعت صحابہ وتابعین وغیرہم سے مروی ہو پھر اس ایک طلاق
کو ایک جماعت نے رجعی کہا ہے دوسری جماعت نے بائن ٹھیرایا ہے حنفیہ اور ایک جماعت سلف کہتی ہے کہ جب یہ طلاق
پڑی تو اوسپر عدت بھی واجب ہوئی مگر ابن عباس نے کہا ہو اگر تین حیض آچکے ہیں تو عدت نہیں رہتی یہی قول ہے شافعی
کا جمہور متاخرین کہتے ہیں بلکہ اسکو روک کر مطالبہ کرینگے کہ ملجاوے یا چھوڑ دیوے مجرد انقضاے مدت کے طلاق نہ
پڑیگی بہیات کو مالک نے ابن عمر سے روایت کیا ہے سلیمان بن یسار نے کہا میں نے کچھ اوپر دس صحابی کو پایا سب کا
یہی قول تھا کہ مولی ٹھیرایا جاوے شافعی نے کہا اقل یہ ہے کہ تیرہ صحابی ہونگے شافعی بہی اسی توقیف کے قائل
ہیں ابوحنیفہ نے کہا ہے ہذا القول یہی بات موافق قول عمر و ابن عمر و عائشہ و عثمان و زید بن ثابت کی ہے ابو صالح
کہتے ہیں میں نے بارہ صحابی سے پوچھا سبنے یہی کہا کہ مولی پر کچھ نہیں ہے جب تک کہ چار ماہ نہ گذریں پھر اوسکو ٹھیرایا
جاوے تاکہ رجوع کرے یا طلاق دے ابن کثیر نے کہا یہی مذہب ہے عمر و عثمان و علی و ابو الدرداء و عائشہ و ابن عمر و ابن عباس
کا اسی کی قائل ہے ایک جماعت تابعین یہی مذہب ہے مالک شافعی احمد اور انکے اصحاب کا اسی کو ابن جریر نے بہی اختیار
کیا ہے یہی قول ہے لیث ابن راہویہ ابو عبید و ابو ثور و داود کا سب نے کہا ہے اگر رجوع نکرے تو طلاق لازم کریگا اگر
طلاق نہ دے تو حاکم طلاق دیدیگا یہ طلاق رجعی ہوگی اگر چاہے عدت میں رجوع کرے مگر مالک اس رجعت کو جائز کہتے
ہیں جب تک کہ مدت میں مجامعت نکرے یہ قول انکا بہت غریب ہے فقہاء وغیرہم نے مناسب اس مسئلہ کے ایک اثر امام مالک کا
موطا میں عبد اللہ بن دینار سے نقل کیا ہے کہ ایک رات عمر بن خطاب باہر نکلے ایک عورت کو سنا کہ وہ یہ شعر پڑہ رہی ہو

تَطَاوَلَ هٰذَا اللَّيْلُ وَاسْوَدَّ جَانِبُهٗ ❊ وَاَرَّقَنِي اَلَّا خَلِيْلَ اُلَاعِبُهٗ ❊ فَوَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ اَنِّيْ اُرَاقِبُهٗ ❊ لَحُرِّكَ مِنْ
هٰذَا السَّرِيْرِ جَوَانِبُهٗ ❊ عمر نے حفصہ سے پوچھا عورت کتنا صبر کرسکتی ہے فرمایا چھ یا چار ماہ فرمایا اس سے زیادہ کسی لشکری
کو باہر نہ روکونگا یا فرمایا کسی طریق سے آیا ہے یہ بہت مشہور ہے فتح البیان میں لکھا ہو کہ الفاظ شامل ہیں حرائر و اماء دونوں کو

طرح لفظ لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مَن غلام و حل مین احمد و شافعی و ابو ثور نے کہا ہی کہ ایلا عبد کا مثل حر کے ہے مالک و زہری و عطا
و ابو عبید و اسحاق کہتے ہین ملکہ دو ماہ ہے شعبی نے کہا ایلا لونڈی کا نصف ایلا حرہ کے ہے ؏ مدت آئمہ کی وسطی و مع حصر
کے عورت سو رکھی ہے ورنہ جاہلیت والے ایک ایک و دو دو سال تک ملکہ اس سے بھی زیادہ ایلا کرتے تھے مقصود اون کا ستانا
عورتون کا تہا فئی کے معنے لغت میں رجوع کے ہین یہی معنے اس جگہہ مراد ہیں ابن المنذر نے کہا جسے علم لیا گیا ہے اس
سکا اجماع ہے اس بات پر کہ مراد فئی سے جماع ہے اگر شوہر مریض ہے یا اسیر تو وہ اپنی عورت سے جہانتک عذر دور ہو
اگر بعد زوال عذر وطی نہ کی تو بصورت گذر جانے مدت کے تفریق کر دیجاویگی یہی قول ہے مالک کا ایک گروہ نے کہا اگر دل
میں رجوع کر لیا ہے یعنے بحالت عذر تو یہی کافی ہے حسن عکرمہ نخعی اور اسی احمد بھی اسکے قائل ہیں جمہور
نے کہا جب فئی ہوئے رجوع بجماع کیا تو اوس پر کفارہ واجب ہے حسن نخعی نے کہا کچہ کفارہ نہین ہے صحابہ و تابعین کے
اقوال اس باب میں مختلف متعارض آئے ہین ٹہیک بات وہی ہے جو آیت کریمہ میں ہے **ف** ہر مذہب والے نے تفسیر
اس آیت شریف کی مطابق اپنے مذہب کے کی ہے تکلف کر کے بدون دلالت لفظ یا دوسری دلیل کے معنے
ٹہرائے ہین حالانکہ معنے آیت پاک کے واضح و ظاہر ہین یعنی اللہ نے مولی یعنی حالف کے لیے چار ماہ کی مدت مقرر کر دی ہے
پہر بعد اس مدت کے یہ حکم دیا ہے کہ اگر رجوع طرف بقاء زوجیت و استدامت نکاح کی کریگا تو اللہ تعالی غفور رحیم ہے اور
قسم پر اوسکو نہ پکڑے گا اور اگر ارادہ طلاق دینے کا کر لیا ہے تو اللہ سمیع علیم ہے یہی معنی ہوئے اس آیت کے اس مین کچہ
شک و شبہہ نہین ہے پہر جس نے قسم کہائی کہ عورت سے نہ ملیگا کچہ قید مدت کی نکی یا چار ماہ سے زیادہ کی قید لگائی تو ہم کو
چاہیے کہ ہم چار مہینے اوسکو مہلت دین جب یہ مدت گذر جاوے تو اوسکو اختیار ہے کہ رجوع کرے کفارہ دے وہ عورت
اسی طرح اوسکی جورو ہے جسطرح پہلے اس مدت کے تہی یا طلاق دیدے یہ طلاق ابتدائی ہوگی اور اگر چار ماہ سے کم مدت
مقرر کی ہے اور قسم کا سچا کرنا چاہتا ہے تو اس مدت تک عورت سے الگ رہے کنارہ کرے جسطرح رسول خدا صلے اللہ علیہ و
سلم نے کیا تہا اور اگر اوسی مدت کمتر اور چار ماہ مین صحبت کرنا چاہے گا تو حانث ہوگا کفارہ لازم آویگا حدیث کا
ممتثل ٹہریگا مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَاٰی غَیْرَهَا خَیْرًا مِّنْهَا فَلْیَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ وَّلْیُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِهٖ اسکا ترجمہ کئی بار اوپر گذر
چکا ہے

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ
یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ؏ طلاق والی عورتین انتظار کرائین اپنے آپ کو تین حیض
تک اور انکو حلال نہین کہ چہپاویں جو کچہ پیدا کیا اللہ نے انکے پیٹ مین اگر ایمان رکہتی ہین اللہ پر اور پچہلے دن پر اور انکے خاوند زیادہ

ع ۲۰ ۱۲

کر پہونچتا ہے پھیر لینا اونکا اتنی دیر میں اگر چاہیں صلح کرنا عورتونکا بھی حق ہے جیسا اونپر حق ہے موافق دستور کے مردون کو اونپر درجہ ہے اللہ زبردست ہے تدبیر والا **ف** جب کوئی عورت کو طلاق دے اوس عورت کو اور اوسکو نکاح روا نہین جب تک پاک نہو تو تین حیض ہوجاوین تاکہ اگر حمل ہو تو معلوم ہو جاوے کسیکا نطفہ بچہ کسیکو نہ لگ جاوے اسلیے عورت پر فرض ہے کہ جو حمل ہو ظاہر کرے اس مدت کا نام عدت ہے اور عدت تک مرد چاہے تو پھیر عورت کو رکھ لے اگرچہ عورت کی خوشی نہو اسلیے فرمایا کہ عورتون کے حق مردون پر بہت ہین لیکن اس جگہہ مرد ہی کو درجہ دیا **ف** ائمہ اربعہ لونڈی کو اس عموم سے الگ کہتے ہین کہ اوسکی عدت بعد طلاق کے دو حیض ہے یعنی آزاد سے آدہی اسلیے کہ دوسرا تیسرے حیض کے ٹکڑے نہین ہوسکتے ہین اسلیے دو حیض مقرر ہوے حدیث عائشہ مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا لونڈی کی دو طلاقین ہین عدت دو حیض ہین روایت کیا اسکو ترمذی و ابو داود نے حاکم نے ابن لہیعہ سے کہا ہے کہ مظاہر راوی اسکا بالکل ضعیف ہے حافظ دارقطنی نے کہا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ قول قاسم بن محمد کا ہے مگر ابن ماجہ نے اوسکو ابن عمر سے مرفوعًا روایت کیا ہے دارقطنی کہتے ہین صحیح وہ ہے جو سالم و نافع نے ابن عمر سے روایت کیا ہے یہ جس کے عطیہ عوفی راوی ہین روایت عمر بن خطاب سے بھی آئی ہے صحابہ مین کچھ خلاف اسمین نہین ہے بعض سلف نے کہا عدت لونڈی کی مثل عدت آزاد کے ہے اسلیے کہ آیت عام ہے سب چیزون میں ہے اسمین بی بی لونڈی سب برابر ہے اس عبد البر نے اوسکو محمد بن سیرین اور بعض اہل ظاہر سے روایت کیا ہے پھر ضعیف ٹھیرایا امام ابن ابی حاتم نے کہا اسما بنت یزید بن السکن انصاریہ نے کہا مجھکو عہد رسالت مین طلاق ہوئی اوسوقت مطلقہ کے لیے کوئی عدت مقرر نہ تھی اللہ نے یہ آیت اتاری سب سے پہلے یہ آیت عدت طلاق انہین کے حق مین اوتری ہے ابن کثیر کہتے ہین مگر یہ حدیث اس طریق سے غریب ہے **ف** سلف خلف و ائمہ کا لفظ قروء مین جھگڑا ہے کہ مراد اوس سے حیض ہے یا اطہار مالک نے موطا مین عائشہ سے اطہار نقل کیا ہے پھر ابو بکر بن عبد الرحمن سے نقل کیا کہ مین کسی کو اپنے فقہا مین نہین پایا مگر وہ یہی کہتا تھا کہ قرء بمعنی اطہار ہے یہی قول ہے ابن عمر کا مالک بھی اسی کے قائل ہین ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین کی بھی اسطرف گئی ہے یہی مذہب ہے فقہائے سبعہ و شافعی و داود کا اور یہ ایک قول ہے احمد کا اونکی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (تو انکو طلاق دو اونکی عدت پر) یعنی مراد عدت سے اس جگہہ اطہار ہے اور وہ اطہار جس مین طلاق ہوئی ہے جسکو محسوب ٹھیرایا یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ ایک قرء ہے ان تین قروء مین جو کہا ہے اسی لیے ان لوگون نے کہا ہے کہ جب تیسرا حیض شروع ہوا تو عدت نکل گئی جورو شوہر سے الگ ہو گئی اقل مدت جسپر یہ بات صادق ہو کہ عدت ہو چکی بتیس دن اور دو لحظے ہین دوسرا قول یہ ہے کہ مراد قرء سے حیض ہے اس صورت مین جب تک تیسرے حیض سے پاک نہو عدت پوری نہین گذرتی کسی نے یہی زیادہ کیا ہے کہا ہے کہ اقل مدت اس عدت کی تینتیس دن ایک

لکھا ہوتا ہے علقمہ نے کہا ہم پاس عمر بن خطاب کے تھے آئی ایک عورت اور کہا میرے شوہر نے مجھکو ایک یا دو طلاق دیکر جدا کردیا تھا
پھر میرے پاس آیا میں نے دروازہ بند کرکے کپڑے اتارے تھے یعنی نہانا تک رہ گیا تھا ابن مسعود سے کہا میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسکی عورت
ہے جب تک کہ اسکو نماز پڑھنا درست ہوا ہو ویسے کہا میں بھی ایسا ہی کہتا ہوں یہی قول خلفائے اربعہ اور ایک جماعت کثیر
صحابہ و تابعین کا بھی مروی ہے یہی مذہب ہے ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کا اور روایت صحیح احمد سے امام احمد نے کہا اکابر
صحابہ یہی کہتے ہیں کہ اقراء حیض ہے حدیث فاطمہ بنت حبیش بھی اسی کی موید ہے حضرت نے اس سے کہا تھا دعی الصلوٰة
ایام اقرائک یعنی نماز حیض میں تو نماز پڑھ روا ابو داود والنسائی اگر یہ حدیث صحت کو پہنچے تو یہی دلیل
صریح ہے اس بات پر کہ اقراء حیض ہے لیکن اسکی سند میں منذر کو ابو حاتم نے مجہول غیر مشہور کہا ہے مگر ابن حبان نے ذکر
اسکا ثقات میں کیا ہے ابن جریر نے کہا اصل قرء کلام عرب میں کسی شے معتاد کے اوقات معینہ آنے کے وقت کو کہتے ہیں یہ
عبارت مقتضی اس امر کی ہے کہ یہ لفظ مشترک ہے درمیان ان دو معنوں کے اسی لئے بعض اہل اصول اسی طرف گئے
ہیں اصمعی کا قول بھی یہی ہے کہ قرء کے معنی وقت کے ہیں ابو عمرو بن العلاء نے کہا عرب حیض کو بھی قرء کہتے ہیں طہر کو بھی قرء کہتے
ہیں اور دونوں کو ایک ساتھ بھی قرء کہتے ہیں ابن عبد البر نے کہا علمائے لسان عرب اور فقہاء کو اس میں کچھ خلاف
نہیں ہے کہ مراد قرء سے حیض و طہر ہوتے ہیں اختلاف اس میں ہے کہ آیت شریف میں قرء سے کیا مراد ہے سو ہمیں
دو قول ہیں متاخرین نے بعد نقل دونوں قول کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اہل کوفہ قرء کو حیض جانتے ہیں اہل حجاز اطہار
ٹھہراتے ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ لفظ مشترک ہے ہر فریقین کی دلیلوں میں انتقاد کرکے کہا ہے ہوسکتا ہے
کہ یوں کہا جاوے کہ انقضائے عدت تین طہر یا تین حیض سے ہوتا ہے کیونکہ ایک جماعت اہل علم نے حمل لفظ مشترک کا
دونوں معنوں پر جائز کہا ہے اس صورت میں جمع بین الادلہ ہو جاویگا اور خلاف مرتفع اور نزاع مندفع ہو جاویگا انتہی
ف ابن عباس نے کہا جو پیٹ میں ہو اسکو چھپاویں یعنی حمل ہو یا حیض یہی قول ایک جماعت تابعین کا ہے
بعض نے کہا مراد حمل و حیض دونوں ہیں چھپانے سے اسلئے منع کیا ہے کہ بعض احوال میں نقصان زوج اور اسکی
حق تلفی ہو جاتی ہے مثلاً اگر عورت نے کہا کہ میں حیض سے ہوں اور وہ حائض نہ تھی تو حق شوہر کا بابت رجوع ضائع ہوا
یا حائض تھی اور کہہ دیا کہ میں غیر حائض ہوں تو اسکے ذمے نفقہ غیر لازم لگا دیا اسی طرح مخفی رکھنے میں حمل کے قطع
حق زوج بابت ارتجاع ہے یا دعوی حمل میں ایجاب نفقہ ہے غرضکہ اس طرح کے مقاصد کے لیے جو مستلزم اضرار شوہر
ہیں کتمان سے نہی فرمائی ہے پھر اس نہی پر وعید عدم ایمان کو بطور تغلیظ رکھا دیا یہ شرط کچھ بطور تقیید کے
نہیں ہے کیونکہ اگر مومنات نہونگی تو بھی عدت لازم ہے ابن کثیر نے کہا یہ تہدید ہے عورتوں کو خلاف حق پر اسکے

یہی نکلا کہ مرجع اسکا انہیں کیطرف ہے کیونکہ یہ بات بے انکے بتائے معلوم نہیں ہوسکتی ہے غالباً کوئی مبیہ اوسر قائم نہیں ہوسکتا ہے اسلیے اس امر کو انہیں پر رکھا اور کتمان پر وعید فرمائی تاکہ حرمات ہتک ہو وہ کہدین خلاف حق ظاہر نہ کریں پھر یہ کہا کہ خاوند مستحق ہے اونکے پھیر لینے کا یعنے رجوع کریگا اوس عورت سے جس کے ساتھ رجوع کرنا جائز ہے گویا یہ آیت مخصص ہے عموم قولہ تعالی وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ کا اسلیے کہ یہ شامل مطلقات وغیرہا ہے جمعہ افعل التفضیل ہے فائدہ ہاتھ آیا کہ اگر مرد رجعت کرنا چاہے اور عورت نہ مانے تو مرد کا ہی قول اوسکے قول پر اختیار کیا جاویگا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت کا بھی کچھ حق رجعت مین ہے یہ استحقاق زوج کا اندر مدت عدت کے ہے اگر یہ مدت گذر گئی ہے تو پھر عورت کو اپنی جان کا اختیار ہے بغیر نکاح جدید اور ولی و شہود و مہر جدید کے حلال نہیں ہوسکتی اس مین کسیکا خلاف نہیں پھر رجعت کبھی لفظ سے ہو جاتی ہے کبھی وطی سے مراجع کو کوئی شے احکام نکاح سے بلا خلاف لازم نہیں آتی ہے یہ رجعت اسوقت جائز ہوگی جبکہ ارادہ اصلاح حال کا ہوگا اور اگر بقصد اضرار ہے تو حرام ہے لقولہ تعالی وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا بعض نے کہا رجعت تو ہو جاویگی مگر زوج مرتکب حرام ظالم نفس ٹھیریگا اس صورت مین آیت بطور ترغیب ازواج بطرف اصلاح ہوئی نہ شرط صحت رجعت ابن کثیر نے کہا یہ آیت حق مین رجعیات کے ہے مطلقات بوائن کے کیونکہ وقت نزول اس آیت کو کوئی مطلقہ بائنہ نہ تھی جسوقت یہ آیت اوتری تھی اسوقت تک مرد مستحق رجعت تھا گو سو بار طلاقدی ہو پھر جب بعد اوسکے تین طلاق میں حصر ٹھیرا طلاق بائن غیر بائن ثابت ہونے لگی اس سے معلوم ہوا کہ وہ جو بعض اہل اصول نے مسئلہ عود ضمیر پر اس آیت سے یہ استشہاد کیا ہے کہ ضمیر مذکور مخصص عموم متقدم ہے یا نہیں مسلک ضعیف ہے اسلیے کہ تمثیل ساتھ اوسکے علی الاطلاق نہیں ہے پھر یہ فرمایا کہ عورت کا حق بھی مرد پر ویسا ہی ہے جیسا حق مرد کا عورت پر ہے تو ہر ایک کو چاہیے کہ دوسرے کا حق مطابق عرف ادا کرے جسطرح صحیح مسلم مین جابر سے مرفوعاً آیا ہے کہ حضرت نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا ہے ڈرو اللہ سے حق میں عورتون کے تمنے انکو اللہ کی امانت سے لیا ہے اللہ کے کلمے سے انکی ستر کو حلال کیا ہے تمہارا حق اونپر یہ ہے کہ وہ تمہارے فرش پر کسی کو جسے تم ناخوش ہو نہ آنے دیں اگر ایسا کریں تو اونکو مارو ایسی مار جس سے ہڈی نہ ٹوٹے انکا حق یہ ہے کہ انکو روٹی کپڑا دو موافق دستور کے معاویہ قشیری نے کہا اے رسول خدا حق بی بی کا ہمپر کیا ہے فرمایا کھلا اوسکو جب تو کھاوے پہنا اوسکو جب تو پہنے اوسکے مونہہ پر نہ مار اوسکو برا نہ کہہ اوسکو جدا نہ کر مگر گھر ہی مین ابن عباس نے کہا مین دوست رکھتا ہون مینے سنورنے کو واسطے عورت کے جسطرح یہ چاہتا ہون کہ میرے لیے وہ سنورے کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ابن جریر و ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے یہ استدلال بہت صاف اور ستھرا ہے کہ جی نے کہا یہ آیہ بی محبوب تر ہے

بعضی میں عورت اگر مرد کے کپڑے دھووے یا روٹی پکا کر کھلاوے تو مرد پر یہ بات لازم نہیں آئی کہ وہ بھی ایسا ہی کرے کیسے
کہا یہ مساوات مطلق وجوب میں ہے نہ عدد و افراد و صفت وجوب میں **ف** مردوں کو عورتوں پر درجہ حاصل ہے یعنی خلق
و خلق میں فضیلت رکھتے ہیں منزلت و اطاعت امر و انفاق و قیام مصالح میں بڑھے ہوئے ہیں سو اہل جہاد و عقل و قوت میں
انکا حصہ میراث میں دوگنا ہے انکی اطاعت عورت پر واجب ہے ... موافق انکی رضامندی کے رہے شہادت گواہی و دیت
صلاحیت امامت و قضا میں بھی مقدم ہیں سو ایک ... پر دوسری ... اور ... لا سکتے
ہیں عورت دوسرا شوہر انکی موجودگی میں نہیں کر سکتی طلاق و رجعت بھی انہی کے ہاتھ میں ہے عورت کے اگر اور
کچھ فضیلت مرد کو عورت پر نہ ہوتی تو یہ کیا کم بزرگی ہے کہ عورت مرد سے پیدا ہوئی ہے کیونکہ پیدا ہونا حوا کا آدم کی
بائیں پسلی سے ثابت ہو چکا ہے فرمایا کہ اگر میں کسی کو کہتا کہ کسی کو سجدہ کرو تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو
سجدہ کیا کرے اسکو بغوی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے یہ حدیث معاذ بن جبل سے آئی ہے یہ فضیلت مرد کی عورت
پر دنیا و آخرت دونوں جگہہ میں ثابت ہے کما قال تعالے اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ طلاق فضیلت مفید عموم ہے

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ

حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ

مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ
اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○ طلاق ہے دو بار تک پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا
نیکی سے اور تمکو روا نہیں کہ لیلو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں کو مگر کہ وہ دونوں ڈریں کہ ٹھیک نہ رکھینگے قاعدے اللہ کے پھر اگر تم لوگ
ڈرو کہ وہ ٹھیک نہ رکھیں گے قاعدے اللہ کے تو نہیں گناہ دونوں پر جو بدلا دیکر چھوٹے عورت یہ دستور باندھے ہیں اللہ
کے سو ان سے آگے مت بڑھو جو کوئی بڑھ چلے اللہ کے قاعدوں سے سو وہی لوگ ہیں گنہگار پھر اگر اسکو طلاق دے تو اب وسکو
حلال نہیں وہ عورت اسکے بعد جب تک نکاح نکرے کسی خاوند سے اسکے سوا پھر اگر وہ شخص اسکو طلاق دے تب گناہ نہیں
ان دونوں پر کہ پھر ملجاویں اگر خیال کریں کہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے بیان کرتا ہے
واسطے جانے والوں کے **ف** اس آیت شریف میں تین مسئلے ارشاد فرمائے ایک مسئلہ طلاق کا دوسرا خلع کا تیسرا
حلالہ کا سو صحیح قرآن میں لکھا ہے کہ عدت تک رجعت ہے تو عورت کو پھر رکھ لے یہ بات پہلی طلاق میں ہے دوسری میں

بعد اسکے نہ پہیر سکیگی تو موافق شرع اسکے حق ادا کر سکے تو رکہے کہ پہر قصہ نہو نہ رکہہ سکے تو رخصت کرے اس بات سے نہ الکاوے
کہ عاجز ہو کر جو پیسے دیا تہا وہ پہیر جاوے نہ یہ حلال ہے کہ ناچاری ہو کسی طرح دونو کی جو نہ ملے مرد کیطرف سے ادا کے حق مین قصور
نہ ہو سو قت سب لوگ ملکر عورت سے کچہہ پہیروا دین مرد کو راضی کر کے طلاق دلوا دین اسکو خلع کہتے ہین تیسری طلاق کے
بعد پہر نہین سکتی بلکہ دونو کی خوشی ہو تو بہی نکاح نہین بندہ سکتا جب تک بیچ مین اور خاوند کی صحبت ہو چکے یہی
اسکو حلالہ کہتے ہین **ف** ابن کثیر نے کہا اس آیت نے اوس دستور کو جو شروع اسلام تہا اوٹہا دیا وہ دستور یہ تہا کہ مرد
کو سو طلاق دے جبتک عورت عدت مین ہے تب تک رجعت کا حقدار رہتا تہا اسمین عورتون کا نقصان ہوتا اسلیے
تین طلاق مین حصر کر دیا ایک دو طلاق تک رجعت کو مباح رکہا تیسری طلاق کے بعد بالکل جدا کر دیا ابن عباس نے
کہا یہ آیت ناسخ ہے اگلی آیت کی رواہ ابو داود و النسائی عروہ نے کہا ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا تہا مین کبہی تجہکو
طلاق نہ دونگا نہ تیرے پاس ہونگا اوس نے کہا یہ کیونکر ہوگا کہا طلاق دونگا جب مدت پوری ہونے لگیگی رجوع
کر لونگا اوس نے آکر یہ بات حضرت سے کہی اوس پر یہ آیت اوتری کہ طلاق دو بار تک ہی ہے رواہ ابن ابی حاتم اسکو ابن
جریر و عبد بن حمید نے بہی روایت کیا ہے کہا اس آیت کے اوترنے پر لوگون نے درستی طلاق کی شروع کر دی جس نے
دی تہی یا نہ دی تہی یہ حدیث کئی طریق سے نزدیک ابن مردویہ و ترمذی و حاکم کے آئی ہے حاکم نے اسکو صحیح الاسناد
کہا ہے عائشہ نے کہا پہلے طلاق کا کوئی وقت نہ تہا اللہ نے وقت مقرر کر دیا کہ تیسری طلاق کے بعد رجعت نہین ہے
جب تک کہ دوسرا خصم نکرے یہی قول قتادہ و سدی و ابن زید کا ہے اسیکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے حاصل یہ ہوا
کہ گنتی اوس طلاق کی جس کے بعد رجعت ہو سکتی ہے دو بار ہے لفظ مرتان سے یہ نکلا کہ طلاق مرۃ بعد مرۃ ہو نہ
ایک دفعہ مین دو طلاق ایک جماعت مفسرین اسطرف گئی ہے پہر جب ایک طلاق دی یا دو بار مین دو طلاق تو بقیہ
عدت تک اختیار ہے چاہے بنیت اصلاح و احسان پہیر لے یا چہوڑ رکہے عدت گذر جانے پر وہ جدا ہو جاویگی یہ جدائی
ساتہہ بہلائی کے چاہیے کوئی حق اوسکا ضائع نکرے نہ اوسکو نقصان پہونچاوے ابن عباس نے کہا جب دیوے عورت
کو دو بار طلاق دیدی تو اب تیسری طلاق پر اللہ سے ڈرے یا تو دستور کے موافق روک کر اچہا برتاو رکہے یا احسان کے
ساتہہ بدون کسی ظلم کے رخصت کر دے یعنی ستاوے نہین حدیث اور سیر مین مرفوعًا آیا ہے کہ رخصت کرنا
یہی تیسری طلاق ہے رواہ ابن ابی حاتم و عبد بن حمید و احمد و غیرہم کسی نے کہا امساک سے مراد رجعت ہے بعد دوسری
طلاق کے اور تسریح سے مراد ترک رجعت ہے بعد تیسری طلاق کے یہانتک کہ عدت گذر جاوے لکن اظہر یہ ہے کہ
مراد دینا تیسری طلاق کا ہے بدون اضرار کے ابو عمر نے کہا علما کا اجماع ہے اس بات پر کہ مراد تسریح سے تیسری

طلاق دینا ہے بعد دو طلاق کے یہی مطلب ہے اس ارشاد کا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ الآیۃ اسمین اختلاف ہے کہ سو طلاق
کا ایک بار دینا کیسا ہے وہ تین ہونگی یا ایک جمہور کا مذہب ہے کہ تین ہونگی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور انکے شاگرد حافظ ابن
القیم اور قاضی محمد بن علی شوکانی اور ایک جماعت محققین کا یہ مذہب ہے کہ وہ ایک ہی طلاق ہوگی یہی حق ہے عمر بن الخطاب
نے اپنے عہد میں کسی مصلحت سے اسی طلاق کو تین طلاق ٹھیرا دیا تھا ورنہ زمانہ ابوبکر صدیق و عہد نبوت میں وہ ایک ہی
طلاق سمجھی جاتی تھی یہ مسئلہ بڑے جھگڑے کا ہے اس باب مین مستقل کتابین و رسالے بین بڑی لمبی چوڑی بحث ہے مذہب
مشہور ائمہ اربعہ مطابق مذہب جمہور ہے لیکن ہر ایک مذہب کے بعض محققین اسی طرف گئے ہیں جو مختار شیخ الاسلام ہے حتی کہ
بعض حنفیہ نے بھی جس طرح اعلام الموقعین وغیرہ مین حکایت کیا ہے سو جس انسان کے ہمراہ توفیق الہی ہو اسکی نظر سے کیا کام رہا
آیت شریف اس بات پر بھی دلیل ہے کہ طلاق دینے پر عورت سے کوئی چیز بنگ کرکے واپس لے بہت ہو یا کم جو دیا سو دیا کیونکہ
لفظ شئ سے یہ نکلا کہ کچھ بھی ہو سو جب ذرا سا لینا بھی جائز نہوا تو بہت لینا تو بالاولی ناجائز ٹھیریگا سو جب مہر کا واپس
کرنا حلال نہوا تو جو مال خاص ملک اس عورت کا ہے اوسکا لینا تو کسی طرح نہین ہوسکیگا یہ خطاب ازواج کو ہے بعض نے
کہا حکام کو پہلا قول ٹھیک ہے یہ آیت مثل اوس آیت کی ہے وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ
يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ہان اگر عورت اپنی خوشی سے کچھ دیدے تو پھر وہ روا ہے قال تعالی فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ
مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا یہانتک بیان مسئلہ طلاق کا تھا **ف** دوسرا مسئلہ خلع کا بیان فرمایا کہ جب باہم میان
بی بی کے شقاق و نفاق ہو عورت حقوق مرد کے ادا نکرے ملکہ اسکو دشمن رکھے اور اسکے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کرسکے تو جو مال شوہر
نے دیا تھا وہ اپنی جان چھڑانے میں دیکر الگ ہوجائے اس بدل مال میں کچھ حرج عورت پر ہے نہ اوسکے لینے مین کوئی حرج
خاوند پر آتا ہے جمہور کا مذہب یہی ہے کہ زوج کو خلع کرنا جائز ہے اگر وہ ڈرے کہ اللہ کے قاعدے قائم نہین رہ سکتے ہین
تو لینے دینے کر پیچھا چھوڑا دے قرآن پاک نے اسی امر کی تصریح فرمائی ہے یہ قول بعض اہل علم کا کہ شوہر کو دیا ہوا لینا
حلال نہین ہے اور جو لے لیا تو اوسکے اوپر مجبور نہ کیا جاوے نہایت ساقط ہے بخاری میں ابن عباس سے آیا ہے کہ جمیلہ
زن ثابت بن قیس نے آکر کہا میں ثابت پر کسی خلق یا دین کے سبب سے روٹھی نہین ہون لیکن بغض سے مجھے اوسکی دیکھنے
کی تاب و طاقت نہین ہے مین کفر کو اسلام مین مکروہ رکھتی ہون فرمایا تو اسکا باغ اوسکو پھیرتی ہے کہا ہان ثابت سے کہا
باغ لے ایک طلاق دیدے ابن ماجہ کا لفظ یہ ہے کہ ثابت کو حکم دیا کہ باغ لیلے زیادہ نہ لے اس باب مین بہت حدیثین
آئی ہین معلوم ہوا کہ یہ امر اتفاقی تھا نہ ارشادی یہی ثابت ہوا کہ جو دیا ہو اوس سے زیادہ نہ لے کہ اسمین عورت کا
ضرر ہے بعض نے کہا ظاہر قرآن جواز اخذ زائد ہے اسلیے کہ کسی مقدار معین کی قید نہین لگائی ہے مالک و

وشافعی و ابو ثور اسی طرف گئے ہیں ایک جماعت صحابہ و تابعین سے بھی یوں ہی روایت ہے طاؤس و عطا و اوزاعی و احمد و اسحاق کہتے
ہیں زیادہ لینا جائز نہیں ہے کیونکہ حدیث ابن عباس میں مرفوعاً آیا ہے اَمَرَہٗ اَنْ یَّاْخُذَ مَا سَاقَ وَلَا یَزْدَادَ رواہ ابن
قطنی وابن مردویہ و ابن ماجہ ابن کثیر نے کہا اسناد ابن ماجہ جید و صحیح ہے یہ بھی نکلا کہ خلع اوسی صورت میں جائز
ہے کہ جب کسی طرح نباہ نہ ہو سکے ایک کو دوسرے کی صورت بری لگے خوف کفر کا ہو اور جو اس لیے ہے کہ دوسرے یار آشنا سے
ملکر رہے اور ٹھٹھے کیلیے اگرچہ یہ مقصود ہو کہ کسی حق میں اوسکی طرف سے قصور ہے تو ایسا خلع و نیل طلاق ہی ملکہ موجب
لعنت حدیثین بدترت مختلعات میں بہت آئی ہیں ثوبان نے کہا ہے حضرت نے فرمایا جس عورت نے اپنے شوہر سے کسی کھٹکے
کے طلاق مانگی تو اوس پر جنت کی بو حرام ہے خلع کرنیوالیاں منافقات ہیں رواہ ابن جریر ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
ہے حاکم نے کہا صحیح ہے رواہ احمد و ابو داود و ابن ماجہ والبیہقی نصاً عقبہ بن عامر کا لفظ یہ ہے کہ خلع
کرنیوالیاں اور کھنڈ کرنیوالیاں منافقات ہیں رواہ ابن جریر اسکی سند ضعیف ہے اسکو امام احمد نے بھی ابو ہریرہ سے
روایت کیا ہے ابن عباس کا لفظ روایت کیا ابن ماجہ نے مرفوعاً یوں ہے نہیں مانگتی کوئی عورت طلاق اپنے شوہر سے بغیر
کسی گناہ کے پھر وہ جنت کی بو پاتی ہو حالانکہ بو جنت کی چالیس برس کی راہ سے پائی جاتی ہے **ف** ایک جماعت
سلف و ائمہ خلف نے یہ کہا ہے کہ جائز نہیں ہے خلع جب تک کہ طرف سے عورت کے شقاق و نشوز نہ ہو جب ہو تو مرد
کو حلال ہے کہ فدیہ لیکر چھوڑ دے بدلیل اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ معلوم ہوا کہ سوا اس حالت کی خلع درست
مگر یہ کہ وہ دونوں ڈریں کہ نہ قائم رکھ سکیں گے قاعدے اللہ کے ۱۲
نہیں ہے کسی اور حالت میں خلع نہ کرے مگر دلیل سے اور دلیل موجود نہیں ہے یہی مذہب ہے ابن عباس طاؤس ابراہیم عطا
حسن و جمہور کا یہاں تک کہ مالک و اوزاعی نے کہا ہے کہ اگر شوہر نے کچھ اوس سے لیلیا ہے اور عورت کا نقصان ہوا ہے
تو پھیر دینا اوسکا واجب ہے یہ طلاق رجعی ٹھیر گئی مالک نے کہا ہے لوگوں کو اسی بات پر پایا ہے شافعی کہتے ہیں نہیں
بلکہ خلع حالت شقاق میں جائز ہوا تو حالت اتفاق میں بالاولی جائز ٹھیرے گا یہی قول ہے سارے اصحاب شافعی کا
مگر پہلی بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے مزنی نے کہا خلع منسوخ ہے لقولہ تعالی وَّاٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا
اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھیر مت لو اوس میں سے کچھ ۱۲
مِنْهُ شَیْئًا ابن کثیر نے کہا یہ قول ضعیف ہے مأخذ مردود ہے قائل پر شوکانی نے کہا یہ قول خارج ہے اجماع سے دونوں آیتوں
میں کوئی منافات نہیں ہے ابن جریر نے کہا یہ آیت حق میں ثابت بن قیس کے اوتری ہے کئی طریق سے آئی ہے اوسکی جورو
کا نام حبیبہ بنت عبد اللہ بن ابی بن سلول تھا اسکے بخاری میں جمیلہ آیا ہے موطا میں حبیبہ بنت سہل انصاری کہا
ہے عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ ثابت نے اوسکو مارا تھا بعض جسم اوسکا ٹوٹ گیا اوس نے حضرت سے کہا آپ نے ثابت کو بلا فرمایا کچھ مال اسکا
اسکو جدا کردے کہا یہ ہو سکتا ہے فرمایا ہاں کہا میں نے اسکو دو باغ دیے ہیں وہ اسکی ہاتھ میں ہیں فرمایا دونو لیلے اسکو چھوڑ دے اسنے بھی

کیا روایت کی ابن جریر وغیرہ نے اس لفظ سے واسطے ابو داود کے دوسرے لفظ ابن جریر کا یہ ہے کہ حضرت نے جمیلہ سے کہا اوس سے کس بات پر ناخوش
ہے کہا دین پر نہ خلق پر مگر مجھکو اوسکی بدصورتی بری لگتی ہے فرمایا تو اسکا باغ پھیر دیگی کہا ہاں تب اوس سے باغ پھیر لیا
دونو مین تفریق کردی ابن عباس نے کہا سب سے پہلے اسلام مین یہی خلع ہوا کہ وہ حضرت کو آئی اور کہا اے رسول خدا
کوئی شے کبھی اوسکے اور میرے سر کو یکجا نہ کریگی مینے ایک جانب خیمہ سے اوسکو دیکھا کہ کچھ لوگون کے ساتھ آتا تھا سب سے
زیادہ کالا سب سے زیادہ قد مین چھوٹا سب سے زیادہ صورت مین بد ہے شوہر نے کہا مینے اسکو افضل مال جو میرا باغ تھا
دیا ہے یہ اسکو پھیر دے فرمایا تو کیا کہتی ہے کہا ہاں اگر اور کچھ چاہے تو وہ بھی دون اوسپر حضرت نے دونو کے بیچ مین فراق کرا دیا
روایت ابن جریر معلوم ہوا کہ یہ امر ارشادی نہ تھا بلکہ بحالی تھا یہ بھی ثابت ہوا کہ وعدہ زیادت عورت نے اپنی طرف سے
کیا کچھ حضرت نے اوسکو نہین فرمایا حضرت نے تو فقط وہی ادنی باغ کی کرائی سر یہی بات ہوا کہ اوس نے کچھ زیادہ دینا
اور حضرت نے مقرر رکھا ہو بلکہ حدیث مین صاف زیادہ لینے سے منع فرمایا ہے اطلاق آیت تعریف مفید ہے ساتھ حدیث کے
کہ جمہور کہتے ہین قولہ تعالی فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ عام ہے لیکن یہ کچھ منافی آیت کا نہین ہے کہ تحت
ہوسکے بلکہ قرارت ربیع بن انس یون ہے فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ مِنْهُ یہی لیے بعد اوس کے فرمایا ہے کہ تم اللہ کے
قاعدے سے آگے نہ بڑھو اگر بڑھوگے ظالم ہوگے ابن ماجہ کے نزدیک عمرو بن شعیب از ابیہ از جدہ سے یون آیا ہے کہ
ثابت ایک بدشکل آدمی تھے حبیبہ نے کہا اے رسول خدا واللہ اگر ڈر اللہ کا نہ ہوتا تو جس وقت میرے پاس آتا مین اوسکے منہ پر
تھوک دیتی الحدیث اس حدیث مین بھی یہ لفظ آیا ہے **ف** معلوم ہوا کہ یہ تفریق بحکم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہوئی
ابن کثیر نے کہا ائمہ کا اختلاف ہے اس بات مین کہ مرد کو زیادہ لینا مقدار عطا سے جائز ہے یا نہین جمہور کہتے ہین جائز
ہے یہی قول ہے ابن عمر ابن عباس مجاہد عکرمہ ابراہیم نخعی قبیصہ حسن بن صالح عثمان بتی کا اسیطرف مالک لیث شافعی
ابو ثور بھی گئے ہین اسکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اصحاب ابو حنیفہ نے کہا اضرار اگر طرف سے زوجہ کے ہو تو جتنا
دیا ہے اوتنا ہی لیلے زیادہ لینا درست نہین ہے اگر زیادہ لیا ہے تو قضا مین جائز ہے اور اگر اضرار طرف سے زوج کے
ہو تو کچھ بھی نہ لے اگر لیلیا ہے تو قضا مین جائز ہے امام احمد و ابو عبید و اسحاق بن راہویہ کا یہ قول ہے کہ جتنا دیا ہے اوس سے
زیادہ لینا درست نہین ہے اسیطرف ایک جماعت تابعین بھی گئی ہے ابن کثیر کا میل خاطر بھی اسیطرف ہے عطا نے
کہا حضرت نے عطا سے زیادہ لینے کو مکروہ رکھا ہے **ف** ابن عباس نے کہا جس شخص نے اپنی عورت کو دو طلاقین
دین پھر اوس عورت نے اوس مرد سے خلع کیا تو وہ مرد اگر چاہے تو پھر اوس سے نکاح کرلے اسلیے کہ اللہ نے فرمایا ہے
کہ طلاق دو بار تک ہوتی ہے عکرمہ نے کہا جس شے کو مال نے جائز رکھا ہے وہ طلاق نہین ہے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص

نے یہی مسئلہ ابن عباس سے پوچھا تھا کہا خلع طلاق نہیں ہے اللہ نے ذکر طلاق کا اول و آخر آیت میں کیا ہے خلع کا درمیان میں
خلع کوئی چیز نہیں ہے پھر یہ آیت پڑھی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ پھر یہ پڑھا فَاِنْ طَلَّقَهَا
فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یہ مذہب ابن عباس کا ہے کہ خلع طلاق نہیں ہے بلکہ فسخ ہے اسطرف عثمان و
طاؤس و عکرمہ احمد ابن راہویہ ابو ثور داؤد ظاہری شافعی بھی گئے ہیں ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر آیۂ کریمہ بھی یہی ہے دو
قول یہ ہے کہ خلع طلاق بائن ہی مگر یہ کہ زیادہ کی نیت کرے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین و مالک و ابو حنیفہ
شافعی کا قول جدید میں حنفیہ کہتے ہیں اگر نیت ایک یا دو طلاق کی کی ہے یا چھوڑ دیا ہے تو یہ ایک ہی طلاق بائنہ
اور جو تین کی نیت کی ہے تو تین طلاقیں ہوئیں شافعی کا تیسرا قول یہ ہے کہ جب خلع بلفظ طلاق نہ ہوگا اور نیت سے عاری
ہوگا تو وہ بالکل کچھ چیز نہیں ہے شوکانی پہلے اس بات کے قائل تھے کہ خلع طلاق ہے پھر اوسکو فسخ ٹھیرایا **ف** ائمہ
اربعہ و ابن راہویہ نے کہا ہے عدت مختلعہ کی مثل مطلقہ کے تین حیض ہیں اگر حیض آتا ہے اسطرف ایک جماعت کثیرہ
و تابعین کی بھی گئی ہے ترمذی نے کہا یہی قول ہے اکثر اہل علم کا صحابہ وغیرہم سے انکا ماخذ یہ ہے کہ جب خلع طلاق ٹھہرا
تو اب مثل سائر مطلقات کے عدت کرنا چاہیے دوسرا قول یہ ہے کہ عدت مختلعہ کی ایک حیض ہے اسمیں استبراء رحم کا ہے
ہے عثمان ابن عمر ابن عباس عکرمہ اور وہ لوگ جو خلع کو فسخ کہتے ہیں سب اسطرف گئے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ حضرت نے
عورت ثابت بن قیس کو ایک ہی حیض کی عدت کا حکم دیا تھا اسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب کہا
ہے دوسرا لفظ ترمذی کا یہ ہے کہ ربیع بنت معوذ نے عہد نبوت میں خلع کیا اوسکو حضرت نے حکم دیا کہ وہ ایک حیض کی
عدت کرے یا وہ حکم دیگئی ترمذی نے کہا صحیح یہ ہے کہ وہ حکم کی گئی ابن ماجہ کا لفظ یہ ہے کہ عثمان نے ربیع مذکورہ سے
کہا تجھپر کچھ عدت نہیں ہے مگر یہ کہ تو حال میں پاس خاوند کے گئی ہو تو ایک حیض تک اوسکے پاس رہ ربیع نے کہا یہ حکم عثمان
نے باتباع قضائے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم دیا یعنی حضرت نے مریم مغالیہ کو جو نیچے ثابت بن قیس کے تھی اور اُسنے خلع کیا
تھا یوں ہی حکم فرمایا تھا دوسرا لفظ ربیع کا یہ ہے یعنی حضرت کو زن ثابت بن قیس کو وقت خلع کے حکم دیا کہ ایک حیض کی
عدت کرے فتح البیان میں بھی اسکو ترجیح دی ہے یہ کہا کہ حق یہی ہے سنت صحیحہ مخصص عموم قرآن ہے **ف** مُخالع کو
رجوع کرنا طرف مختلعہ کے عدت میں بغیر اوسکی رضامندی کے جائز نہیں ہے ائمہ اربعہ جمہور علماء اسطرف گئے ہیں اسلیے
کہ وہ مال خرچ کرکے اپنی جان کی مالک ہو چکی ہے ابن ابی اوفی و ماہان حنفی نے کہا اگر مال پھیر دے تو بغیر رضا بھی رجعت اندر
عدت کے درست ہوگی اسی کو ابو ثور نے بھی اختیار کیا ہے ثوری نے کہا کہ اگر خلع بغیر لفظ طلاق ہوا ہے تو یہ فرقت
ہوئی اب کوئی راہ شوہر کو طرف اوسکے نہیں ہے اور اگر بنام نہاد طلاق ہے تو وہ عدت تک مالک رجعت ہے اسی

طرف داؤد ظاہری بھی گئے ہیں مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ مختلع کو نکاح کرنا مختلعہ سے عدت میں جائز ہے ایک گروہ نے
کہا ہے یہ جائز ہے اس کے تئیں کرنا قول شاذ و مردود ہے یہی بات کہ مختلع اوسکو عدت میں دوسری طلاق بھی دیسکتا ہے
یا نہیں اس میں علماء کے تین قول ہیں ایک یہ کہ نہیں اسلیے کہ وہ اسی حال کی مالک ہوگئی اس سے چھوٹ گئی ابن عباس
ابن زبیر عکرمہ جابر بن زید حسن بصری شافعی احمد اسحق بن راہویہ ابو ثور اسی کے قائل ہیں دوسرا قول مالک کا ہے کہ اگر خلع
کے ساتھ ہی طلاق بھی دیدی ہو دونوں کے بیچ میں سکوت نہیں کیا تو طلاق پڑیگی اور جو سکوت کیا ہے تو نہ پڑیگی ابن
عبدالبر نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مروی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ طلاق ہر حال میں پڑجائیگی جب تک کہ عدت میں
ہے ابو حنیفہ و سفیان ثوری و اوزاعی و ابن مسعود و ابو الدرداء وغیرہم اسی کے قائل ہیں مگر ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ ان دونوں
صحابی سے یہ قول ثابت نہیں ہے پھر اللہ پاک نے بعد اسکے یہ فرمایا کہ یہ شرائع جو بیان کیے گئے ہیں اللہ کے قواعد ہیں ان
سے تجاوز نہ کرنا چاہیے حدیث صحیح میں آیا ہے اللہ نے حدیں باندھی ہیں تم اون سے آگے نہ بڑھو اللہ نے فرائض مقرر کیے
ہیں تم اونکو برباد مت کرو اللہ نے محارم ٹھیرائے ہیں تم اونکا ہتک نہ کرو کچھ چیزوں سے سکوت کیا ہے بغیر نسیان کے تم اونکو
مت ڈھونڈھو اس آیت سے بعض نے استدلال کیا ہے کہ جمع کرنا تین طلاق کا ایک کلمے میں حرام ہے مالکیہ اور جو
لوگ اونکے موافق ہیں اسیطرف گئے ہیں اونکے نزدیک سنت یہی ہے کہ ایک طلاق دے بقولہ تعالی اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ پھر
فرمایا تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا الایہ پھر اس قول کو موکد کیا ہے حدیث محمود بن لبید سے جو نسائی
کے اس لفظ سے آئی ہے کہ خبر ملی حضرت کو کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو اکٹھی تین طلاقین دی ہیں نہایت غضبناک
کھڑے ہوکر فرمایا کیا اللہ کی کتاب کو کھیل تماشا مقرر کیا ہے اور میں درمیان تمہارے موجود ہوں یہانتک کہ
ایک آدمی نے کہا اگر حکم ہو تو میں اوسکو مار ڈالوں مگر اس سند میں انقطاع ہے **ف** تیسرا مسئلہ تحلیل کا ہے کہ جب
کوئی مرد اپنی جورو کو تیسری طلاق دیدے بعد اوس کے کہ دو طلاق پہلے دے چکا ہو تو وہ عورت اوسپر حرام ہوجاتی ہے
جب تک کہ دوسرا خاوند نہ کرے اور وہ اس سے صحبت نہ کرے یعنی نکاح صحیح کیونکہ اگر وطی بغیر نکاح کے ملک یمین
میں کی ہے تو پہلے مرد کو حلال نہ ہوگی کیونکہ یہ اسکا شوہر نہ ہوا اسیطرح اگر بیاہ کر لیا لیکن مدخولہ نہوئی تو بھی زوج
اول کے لیے حلال نہ ہوگی بہت سے فقہا میں یہ مشہور ہے کہ سعید بن مسیب کا یہ قول ہے کہ مجرد عقد کے ہمراہ ثانی کے
مقصود تحلیل حاصل ہوجاتا ہے لیکن اس قول کی صحت میں نظر ہے اگرچہ ابن عبدالبر نے استذکار میں ذکر اسکا کیا ہے
کیونکہ امام احمد نے بطریق سعید بن المسیب ابن عمر سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ پہلے شوہر کو نہیں
مل سکتی ہے جب تک کہ دوسرے شوہر کا شہد نہ چکھ لے ابن جریر کا لفظ ابن المسیب سے حدیث مذکور میں مرفوعا یوں ہے

قَالَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَهٗ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَهَا اسکو نسائی و ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے سو یہ حدیث مخالف
حکایت مذکورہ کے ہے بات بعید ہے کہ راوی خلاف روایت بغیر کسی سند کے کرے دوسرا لفظ احمد و نسائی کا حدیث ابن عمر سے
یوں ہے کہ حضرت سے پوچھا کہ ایک آدمی نے اپنی جورو کو تین طلاقیں دیدی ہیں اور اس نے دوسرے مرد سے نکاح کیا دروازہ بند
کر کے پردہ چھوڑا پھر طلاق دیدی جماع نہ کیا کیا زوج اول کے لیے حلال ہو گی فرمایا اول پر حلال نہیں جبتک کہ اوس دوسرے
کا شہد نہ چکھ لے یہ لفظ احمد کا ہے انکی تیسری روایت انس بن مالک سے یوں آیا ہے قَالَ لَا حَتّٰى يَكُوْنَ الْآخَرُ
قَدْ ذَاقَ مِنْ عُسَيْلَتِهَا وَذَاقَتْ مِنْ عُسَيْلَتِهٖ ابن جریر کا لفظ ابوہریرہ سے مرفوعا یہ ہے حَتّٰى يَذُوْقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَهَا
دوسرا لفظ ابن جریر کا حدیث عائشہ سے یہ ہے کہ فرمایا لَا حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِهَا كَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ اسکو شیخین و نسائی
نے بھی روایت کیا ہے تیسرا لفظ انکا عائشہ سے یہ ہے قَالَ لَا تَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ حَتّٰى يَذُوْقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَهَا
وَتَذُوْقَ عُسَيْلَتَهٗ اسکو ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے صحیحین میں یہ حدیث کئی طریق سے آئی ہے عائشہ نے کہا رفاعہ
قرظی نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر طلاق دیدی اوس نے دوسرا بیاہ کیا پھر آنکر حضرت سے کہا کہ وہ میرے پاس نہیں آتا ہے اوسکے
پاس تو کچھ نہیں مگر مثل ہدبہ ثوب کے یعنی جیسے ایک لتا کپڑے کا فرمایا لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهٗ امام احمد کی
روایت میں آیا ہے کہ یہ شکایت نسبت عبدالرحمن بن زبیر کی تھی یعنی وہ جماع پر قادر نہیں ہے حضرت نے فرمایا تو چاہتی
ہے کہ رفاعہ کے پاس پھر جاوے یہ نہیں ہو سکتا جبتک کہ تو کچھ شہد اوسکا اور وہ کچھ شہد تیرا چکھ نہ لے اسکو شیخین و نسائی
نے روایت کیا ہے یہ قصہ بھی کئی طرح سے نزدیک مالک وغیرہ کے آیا ہے غرضکہ بات یہ ٹھہری کہ مجرد خلوت کافی نہیں ہے
صحبت کا ہونا ضرور ہے پھر زوج ثانی سے یہ مقصود ہے کہ وہ عورت میں راغب ہو نکاح بقصد دوام عشرت کرے کیونکہ شرع
تزویج میں یہی امر ہے امام مالک نے یہ بھی شرط کیا ہے کہ وطی مباح ہو یعنی یہ نہ ہو کہ وطی محرم ہو یا وہ صائمہ یا معتکفہ یا حائض
یا نفسا ہو یا زوج ثانی صائم یا محرم یا معتکف ہو کہ ان صورتوں میں وہ پہلے شوہر کے لیے حلال نہ ہو گی اسیطرح اگر دوسرا
خاوند ذمی ہو تو اوسکے نکاح کرنے سے پہلے شوہر مسلم کے لیے حلال نہیں ہو سکتی کیونکہ کفار کے نکاح نزدیک مالک کے باطل
ہیں حسن بصری نے یہ شرط بھی زیادہ کی ہے کہ زوج ثانی منزل بھی ہو جاوے شاید یہ بات لفظ عسیلہ سے سمجھی ہے مگر اس
بنیاد پر یہ بھی لازم آتا ہے کہ عورت بھی منزل ہو مگر مراد عسیلہ سے منی نہیں ہے اسلیے کہ احمد و نسائی نے عائشہ سے مرفوعا روایت
کیا ہے اَلَا اِنَّ الْعُسَيْلَةَ الْجِمَاعُ یعنی مراد شہد کے سے صحبت ہے نہ انزال پھر اگر زوج ثانی نے وہ نکاح اس قصد سے کیا ہے
کہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جاوے تو محلل ٹھہرا احادیث میں محلل کی مذمت اور اسپر لعنت آئی ہے وقت عقد اگر اس
امر کی تصریح کرے گا تو نزدیک جمہور ائمہ کے شرط سے نکاح ہی نہ بندھے گا باطل ہو گا حدیث ابن مسعود میں آیا ہے

کہ حضرت نے فرمایا لعنت کی محلِّل و محلَّل لہ پر یہ حدیث رواہ احمد و النسائی ترمذی نے کہا حدیث حسن صحیح ہے اسی پر عمل ہے اہل علم کا
صحابہ سے اون میں عمر و عثمان و ابن عمر ہیں یہی قول ہے فقہائے تابعین کا یہی مروی ہے علی و ابن عباس و ابن مسعود سے دوسرا
لفظ ابن مسعود کا یہ ہے حضرت نے فرمایا لَعَنَ اللّٰہُ المُحَلِّلَ وَالمُحَلَّلَ لَہٗ رواہ احمد یعنی لعنت کرے اللہ دونوں پر محلِّل سے
زوج ثانی مراد ہے محلَّل لہ سے زوج اول تیسرا لفظ اونکا مرفوعاً ہے کہ محلِّل و محلَّل لہ ملعون ہیں زبان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
پر قیامت تک رواہ احمد و النسائی عقبہ بن عامر نے کہا حضرت نے فرمایا کیا خبر دوں میں تمکو تیس مستعار سے کہا ہاں فرمایا
وہ محلل ہے لعنت کرے اللہ محلل و محلل لہ پر رواہ ابن ماجہ دوسرا لفظ اس باب کا ابن عباس سے مرفوعاً یوں ہے لعن رسول
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ المُحَلِّلَ وَالمُحَلَّلَ لَہٗ اس حدیث کو امام احمد نے ابی ہریرہ سے بھی روایت کیا ہے ابن عمر نے کہا
ہم اوسکو عہد رسالت میں زنا گنتے تھے حاکم نے کہا یہ اسناد صحیح ہے عمر نے کہا محلل و محلل لہ میرے پاس آوے گا تو میں
انکو رجم کروں گا رواہ الاثرم و ابن ابی شیبہ ایک آدمی نے حلالہ کیا یعنی واسطے حلال کرنیکے زوج اول پر عثمان رضی
اللہ عنہ نے دونو میں تفریق کرا دی اسیطرح علی و ابن عباس وغیرہما سے بھی مروی ہے اس باب میں بہت حدیثیں آئی ہیں
سات حدیثیں تو ابن کثیر نے لکھی ہیں ابن القیم نے اعلام الموقعین اغاثۃ اللہفان میں اسپر بڑا انکار کیا ہے لعنت
کی دھوم دھام ثابت کی ہے پھر اللہ نے یہ فرمایا کہ اگر دوسرے خاوند نے بعد دخول کے طلاق دی ہے تو پھر دونو پر کچھ گناہ
نہیں ہے اگر وہ جانتے گمان کرتے ہیں کہ باہم اچھا برتاؤ رہے گا اور اگر اس بات کا یقین نہیں ہے کہ اللہ کے حدود قائم
رہیں گے یا تردد ہے ایک کو میاں بی بی میں سے یا دونو کو پھر اس نکاح میں ہمیشہ مظنہ معصیت اور حرام میں
گرفتار ہونیکا ہے یہ ہیں شرائع احکام اللہ کے جنکو واسطے جاننے والوں کے بیان فرمایا ہے ایک آدمی نے ایک یا دو طلاق
دیکر عورت کو چھوڑ دیا عدت گذر گئی اوس نے دوسرے سے نکاح کر لیا اوسنے اوسکو بعد دخول کے پھر طلاق دیدی عدت
پوری ہوئی پھر زوج اول نے اوس سے نکاح کر لیا تو وہ عورت اُسکو معہ ایک طلاق باقی کے مل سکتی ہے یا کیا ہوگا اس
میں ائمہ کا اختلاف ہے مالک شافعی احمد ایک گروہ صحابہ نے کہا ہاں یہ عود معہ طلاق باقی کے ہوگا دوسرا قول یہ ہے
کہ زوج ثانی نے طلاق سابق کو توڑ دیا اب جو پہلی کو ملی ہے تو تینوں طلاق سمیت ملیگی ابو حنیفہ کا مذہب یہی ہے اس
دلیل سے کہ جب دوسرا شوہر تینوں طلاق کو ڈہا دیتا ہے تو پھر تین سے کم کو بطریق اولی ڈہا دیگا واللہ اعلم ابن المنذر
نے کہا علما کا اجماع ہے اس بات پر کہ جب کسی آزاد مرد نے تین طلاقیں دیں عدت گذر گئی اوسنے دوسرا خصم کر لیا
پھر اوس دوسرے نے بعد دخول کے طلاق دیدی پھر اوسے اگلے خاوند نے نکاح کیا تو وہ عورت پاس اوس کے تین

طلاق پر رہیگی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

جب طلاق دی تم نے عورتوں کو پھر پہنچیں اپنی عدت تک تو رکھ لو ان کو دستور سے یا چھوڑ دو دستور سے اور نہ بند کرو ان کو ستانے کو مار یا دی کر جو کوئی یہ کام کرے اس نے برا کیا اپنا اور مت ٹھیراؤ حکم اللہ کے ہنسی یاد کرو احسان اللہ کا جو تم پر ہے اور جو اتاری تم پر کتاب اور کام کی باتیں کہ تم کو سمجھاوے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے **ف**

اللہ پاک نے اس آیت پاک میں یہ حکم دیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی عورت کو ایسی طلاق دے جس میں رجعت ہو سکتی ہے تو اس کو چاہیے کہ اچھا معاملہ کرے یعنی عدت میں جس قدر امکان رجعت باقی رہے تو اوسے عصمت نکاح میں رجعت دستور سے دستور سے پھیر لاوے کہ رجعت پر گواہ کرلے بیت اچھی طرح تا لوگ رکھے یا یہ کرے تو پھر اوسکو چھوڑ دے یہانتک کہ عدت گذر جاوے پھر اوسکو اپنے گھر سے عزت کے ساتھ نکالے نہ تفرقہ و بے حرمتی و نقاض کے ساتھ ابن عباس و مجاہد و مسروق و حسن و قتادہ و ضحاک و ربیع وغیرہم نے کہا ہے کوئی آدمی جو رو کو طلاق دیتا تھا جب وہ لگ بھگ گذرنے عدت کی ہو جاتی تو اس سے رجوع کر لیتا ضرر دینے کو تا کہ عدت کے پاس پہنچ جاوے پھر طلاق دیتا وہ عدت کرتی سو عدت گذرنے کو ہوتی پھر طلاق دیتا یہ اسلیے کہ مدت عدت کی لمبی ہو جاوے اللہ تعالے نے اس حرکت سے منع کیا وعید سنائی کہ ایسا آدمی ظالم نفس ہے اللہ کے خلاف کام کرتا ہے ابن جریر نے ابو موسی سے روایت کیا ہے کہ حضرت اشعریین پر خفا ہوئے میں نے کہا آپ کیوں خفا ہوتے ہیں فرمایا کہ یہ لوگ اپنی طلاق دیتے ہیں اور پھر رجعت کرتے ہیں یہ کچھ مسلمانوں کی طلاق نہیں ہے عورت کو مل عدت طلاق دو اور سیر یہ آیت اوتری کہ اللہ کی آیتوں کو ہنسی مت ٹھیراؤ مسروق نے کہا ہے وہ شخص ہے جو بے گناہ طلاق دو مگر عورت کو ستاتا ہے پھر رجوع کرتا ہے عدت کو بڑہانا چاہتا ہے حسن قتادہ ربیع مقاتل عطا خراسانی کا یہ قول ہے کہ مراد اس سے وہ شخص ہے جو طلاق دیکر کہتا ہے کہ میں تو ہنستا تھا یا آزاد کرتا یا نکاح کرتا ہے پھر کہتا ہے میں کھیلتا تھا ہے اللہ نے طلاق کو اوسپر لازم کر دیا فرمایا آیات خدا کو ٹھٹھا نہ پکڑو ابن عباس نے کہا یہ آیت اوس کے حق میں ہے جو بدون ارادہ طلاق کے بطور کھیل تماشے کے طلاق دیتا ہے اسلیے اللہ و رسول نے اوس کے گلے طلاق باندھ دی کہ لوگ ہنسی ٹھٹھا کریں عبادہ بن صامت نے کہا کوئی آدمی کسی سے کہتا ہے اپنی دختر کو تیرے نکاح میں دیا پھر کہتا میں تو ہنستا تھا یا کہتا کہ میں نے تجھکو آزاد کیا پھر اوسکو بھی یہ ٹالتا اوسپر اللہ نے یہ آیت بھیجی حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جن میں سچی و ہنسی دونوں برابر ہیں نکاح طلاق رجعت اوسکو ابو داؤد و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ترمذی نے حسن غریب بتایا ہے حاکم نے صحیح کہا ہے پھر اللہ نے یہ احسان یاد دلایا کہ دیکھو جیسی تمپر کتاب و سنت کو اوتارا ہے تم اس نعمت کو نہ بھولو مراد کتاب

سے الحکمۃ قرآن کا ہے مراد حکمت سنت ہے ابن کثیر نے ہر جگہ لفظ حکمت کو لفظ سنت سے تفسیر کیا ہے فتح البیان کا بیان
ہے کہ حسن سے کہا ہے مراد حکمت سے وہ سنت ہے جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمایا ہے شافعی بہی اسی کے
قائل ہیں انتہی معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ نے قرآن اوتارا ہے اسیطرح حدیث بہی اوتاری ہے فقط اتنا فرق ہے کہ قرآن متلو ہے
حدیث متلو نہیں باقی وحی ہونے میں دونوں برابر ہیں کما قال تعالی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی
حدیث شریف مین آیا ہے اُوتیتُ القرآنَ ومثلَه معه اس سے ثابت ہوا کہ سنت حدیث کا حکم ویسا ہی ہے جیسے حکم قرآن کا
جن لوگوں کو قرآن وحدیث پہونچ گیا ہے اور وہ بمقابلہ مذاہب اقوال رجال کے اوسکو نہیں مانتے ہین اونپر خوف کفر
کا ہے اگر وہ جاحد و معاند ہین ماول نہین واللہ اعلم اس آیت پر ربع ثالث پارہ دوم ختم ہوا وللہ الحمد وَاِذَا طَلَّقْتُمُ
النِّسَاۤءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ
يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ ○ جب طلاق دی تمنے عورتوں کو پہر پہونچ چکین اپنی عدت تک تو اب نہ روکو انکو کہ نکاح کرلین اپنے
خاوندوں سے جب راضی ہو جاوین آپس مین موافق دستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اوسکو جو کوئی تم مین یقین رکھتا ہے
اللہ پر اور پچھلے دن پر اسمین ہے زیادہ سنوار ہے تم کو اور زیادہ ستہرائی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے یہ حکم ہے
عورتوں کے اولیا کو کہ اونکے نکاح مین اونکی دستی نکرین جہان وہ راضی ہو وہان کردین اگر اپنی نظر مین اور
جگہ بہتر معلوم ہو **ف** ابن عباس نے کہا یہ آیت اوس شخص کے حق میں اوتری ہے جسنے اپنی جورو کو ایک یا دو
طلاقین دین عدت ہو چکی پہر یہ مناسب جانا کہ اوسی سے نکاح کرے رجوع لاوے عورت بہی اسبات کو چاہتی ہے تو اوسکے اولیا
نے اوسکو اوسکا منع کرنا چاہا اللہ نے اس منع کرنے سے منع فرمایا ہے یہی قول ہے مسروق نخعی زہری ضحاک کا ابن کثیر
نے کہا آیت سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے اس سے یہ بہی نکلا کہ عورت اپنا نکاح آپ نہیں کر سکتی ہے نکاح کے لیے ہونا ولی
کا ضرور ہے ترمذی و ابن جریر نے مرفوعا روایت کیا ہے کہ نہ بیاہ دے کوئی عورت کسی عورت کو اور نہ بیاہ کرے اپنی جان
کا زانیہ وہی ہے جو اپنا بیاہ آپ کرتی ہے دوسرے اثر میں آیا ہے کہ نہین ہوتا نکاح مگر ساتہہ ولی مرشد و دو شاہد عدل کے
اس مسئلے مین درمیان علما کے جہگڑا ہے محل اوسکا کتب فروع ہین ابن کثیر نے تقریر اوسکی کتاب الاحکام میں کی ہے
بخاری شریف مین آیا ہے کہ یہ آیت معقل بن یسار اور انکی بہن کے اوتری ہے جسنے کہا انکی بہن کو اوسکے
شوہر نے طلاق دیدی تہی بعد گذرنے عدت کے پہر اوس سے نکاح کرنا چاہا معقل نے انکار کیا اوسپر یہ آیت اوتری اس
کو ابوداؤد وابن ماجہ وابن ابی حاتم ابن جریر ابن مردویہ نے بہی کئی طریق سے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح بتایا ہے

ابن جریج نے کہا عورت جمیل دختر یسار تھی نیچے ابو الدحداح کے ابو اسحاق سبیعی نے کہا وہ فاطمہ بنت یسار تھی اکثر سلف
نزول اس آیت کا حق میں معقل بن یسار کے بتلاتے ہیں سدی نے کہا یہ حق میں جابر بن عبداللہ کے اور اُنکے بنت عم کے
اوتری ہی ابن کثیر نے کہا صحیح اول ہے فتح البیان میں کہا خطاب اس آیت میں اولیا کو ہے اسناد طلاق کی طرف انکو
اسلیے کی گئی ہے کہ وہ سبب ہیں نکاح مطلقات کے یا یہ خطاب ہے ازواج کو یعنے جب تم طلاق دیچکے اور عدت بھی ہو
چکی تو اب وہ جس سے چاہے نکاح کرے تم منع کرنیوالے کون یہ ممانعت حمیت جاہلیت ہے جس طرح اکثر رئیس امیر یا دنیا
اسبات پر غیرت کرتے ہیں کہ جو عورتیں اُنکے نیچے تھیں اب وہ کسی دوسرے کے نیچے جاویں کیونکہ بسبب حصول تمکنت و
جاہ و ریاست و ثروت و کبریا کے اُنکو یہ خیال و اسکبر حال رہتا ہے کہ وہ جنس ہی آدم سے نہیں ہیں مگر جس کو اللہ
تقوی و تواضع دیکر بچا لیا ہے انتہی وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ
الرَّضَاعَةَ ؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ
وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ق وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا
وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ
مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ لڑکے والیاں دودھ پلادیں اپنے
لڑکوں کو دو برس پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت لڑکے والے پر ہے کہانا پہنا اونکا موافق
دستور کے تکلیف نہیں کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے نہ ضرر چاہیے ماں اپنی اولاد کا نہ لڑکے والا اپنی اولاد
کا وارث پر بہی یہی ذمہ ہے پہر اگر دونوں چاہیں دودھ چھڑانا آپس کی رضا سے اور مشورت سے تو انکو گناہ نہیں اور
اگر تم لوگ چاہو کہ دودھ پلواو اپنی اولاد کو تو نہیں گناہ تم پر جب حوالے کر دیا جو تمنے دینا ٹہیرایا تہا موافق دستور کے
ڈرو اللہ سے جان رکہو اللہ تمہارے کام دیکہتا ہے یعنی اگر مرد عورت میں طلاق ہوئی لڑکا ہے دودھ پیتا تو ماں دو برس
تک بہی اوسکو دودھ پلانیکو باپ اوسکا خرچ اوٹہاویگا اگر باپ مر گیا تو لڑکے کے وارث اوسکا خرچ اوٹہاویں اور جو
دو برس سے کم میں چھڑاویں اپنی خوشی سے تو بہی روا ہے باپ کسی اور سے پلوالے ماں کو سوا نہ کچہ تو بہی روا ہے
لیکن اسکے سبب سے ماں کا کچہ حق نہ کاٹ رکہے ف اس آیت شریف میں اللہ تعالے نے والدات کو ارشاد کیا ہے کہ وہ
اپنی اولاد کو دو برس کامل دودھ پلا دیں اسکے بعد کچہ اعتبار رضاعت کا نہیں ہے اسلیے یہ فرمایا ہے کہ جو رضاعت کو
پورا کرنا چاہے وہ ایسا کرے اکثر ائمہ اسطرف گئے ہیں کہ رضاعت محرمہ وہی ہے جو اندر دو سال کے ہو اگر دو برس سے
زیادہ عمر کے بچے نے دودھ پیا تو وہ حرام نہ ہوگا ترمذی نے اوسکے لیے ایک علیحدہ باب مقرر کیا ہے اوس میں ام سلمہ کی

مرفوعاً مروی ہے کہ حرام نہیں رضاع سے مگر وہی جو چہاتی میں سے نکلکر آنتون کو پہاڑے اور دودہ چھٹنے سے پہلے ہو پھر کہا
کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اسی پر ہے عمل اکثر اہل علم کا اصحاب حضرت وغیرہم سے کہ حرام کرنیوالی رضاعت وہی ہے جو دو برس کے اندر ہو اور
جو دو برس کامل کے بعد ہے وہ کسی شے کو حرام نہیں کرتی ہے ابن کثیر نے کہا ترمذی متفرد ہیں ساتھ اس حدیث کے اس حدیث کے
رجال شرط صحیحین پر ہیں مراد چہاتی سے محل رضاعت ہے جس طرح حدیث براء بن عازب میں آیا ہے کہ جب ابراہیم صاحبزادہ
حضرت کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا میرا بیٹا ابراہیم اندر چہاتی کے مرا یعنی مدت رضاع میں اسکی ایک دایہ ہے بہشت میں
اسکو احمد و بخاری نے روایت کیا ہے یہ اس لیے فرمایا کہ وہ ایک سال دس ماہ کے ہو کر مر گئے دو ماہ جو باقی رہے اکو مرضعہ
جنت پورا کریگی جابر سے مرفوعا کہا ہے نہیں رضاع بعد فصال کے یعنے دودہ چھٹنے کے پیچھے نہیں یتیمی بعد احتلام کے رواہ ابوداود
الطیالسی اس حدیث کی پوری دلالت اس آیت میں ہے وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ قال وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اس
قول کے بعد حول کے رضاعت حرام نہیں کرتی ہے علی ابن عباس ابن مسعود جابر ابوہریرہ ابن عمر ام سلمہ ابن المسیب
عطا جمہور سے مروی ہے اسی طرف شافعی احمد اسحق ثوری مالک ابویوسف محمد گئے ہیں مالک سے ایک روایت یہ ہے کہ مدت
رضاعت دو برس دو ماہ ہیں یا تین ماہ ابوحنیفہ نے کہا دو سال چھ ماہ ہیں زفر نے کہا جب تک دودہ پیتا رہے تین برس
تک یہی روایت اوزاعی سے بھی ہے مالک و اوزاعی یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر دو برس سے کم میں دودہ چھڑا دیا پھر کسی عورت
نے اسکو بعد فصال کے دودہ پلوا دیا تو اس سے حرام نہ ہوگا اسلیے کہ وہ دودہ بمنزلہ طعام کے ہے عمر و علی نے کہا ہے
نہیں رضاع بعد فصال کے شاید مراد دو سال ہیں جسطرح جمہور نے کہا ہے خواہ دودہ چھوڑ دے یا نہ چھوڑے یا مراد فعل
ہے جسطرح مالک نے کہا ہے واللہ اعلم صحیحین میں عائشہ سے آیا ہے کہ وہ رضاع کبیر کو تحریم میں موثر سمجھتی تہین یہی قول
ہے عطا و لیث کا عائشہ جن مردون کے سامنے آنا پسند کرتیں تو بعض عورتوں سے کہہ دیتیں کہ انکو دودہ پلا دو انکی حجت
حدیث سالم مولی ابی حذیفہ سے ہے حضرت صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ وسلم نے ان کی بی بی
سے فرما دیا تہا کہ تو سالم کو دودہ پلا دے وہ بڑی عمر کا تہا بسبب اس رضاعت کے پاس انکے
گہر میں آتا جاتا مگر اور بی بیوں نے یہ سمجھا ہے کہ حکم خاص انہیں کے لیے تہا جمہور کا قول یہی ہے انکی حجت حدیث
عائشہ ہے صحیحین میں کہ حضرت نے فرمایا تم اے عورتو دیکہو کہ تمہارے بہائی کون ہیں رضاعت تو بہوک سے ہوتی ہے
مراد جمہور سے ائمہ اربعہ فقہاء سبعہ اکابر صحابہ سارا ازواج مطہرات ہیں بجز عائشہ کے وعدہ کیا ہے کہ کلام اس مسئلے پر آیت رضاعت کے
نیچے آویگا یعنی قولہ تعالی وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ شوکانی اس باب میں ہم قول عائشہ صدیقہ میں کہتے ہیں ارضاع کبیر واسطے
تجویز نظر کے جائز ہے گو داڑہی والا ہی کیوں نہ ہو واللہ اعلم فتح البیان میں کہا ہے کہ اللہ نے بعد ذکر نکاح و طلاق کے ذکر رضاع

کا لیا کیونکہ کبھی باہم زوجین مین فرقت ہوجاتی ہے اور میان مین دونون کے بچا ہوتا ہے بعض نے کہا یہ آیت خاص ہے ساتھ مطلقات
کے بعض نے کہا عام ہے لفظ حولین کاملین مین دلیل ہے ابوحنیفہ و زفر پر ارادہ تمام رضاعت سے معلوم ہوا کہ بچہ پورا کرنا دو برس کا
واجب نہین ہے بلکہ حد تمام ہے اگر دو برس سے کم پلاوین تو بھی جائز ہے اس کمی کی کچھ حد مقرر نہین ہے جس مقدار مین صلاح و درستی
طفل ہو کافی ہے **ف** لڑکے کے باپ پر روٹی کپڑا اوسکی مان کا مطابق عادت اہل شہر واجب ہے نہ اسراف کرو نہ اقتار یعنی
تنگی ترشی بلکہ مقدور کے موافق دو جسطرح اللہ پاک نے فرمایا ہے لِیُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ
فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰهُ اللّٰهُ لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰهَا سَیَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا یہی قول ہے ضحاک کا لفظ مولود لہ
کا ارشاد کیا والدہ نہ کہا اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ اولاد باپ کی ہوتی ہے نہ مان کی اسی لیے باپ کیطرف نسبت
کرتے ہین نہ طرف مان کے گویا مائین وہ اولاد باپون کے لیے جنتی ہے فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ وجوب رزق و کسوت کا باپ پر
مرضعہ مان کے لیے مطلقات بائنہ مین ہے جو مطلقات نہین ہین انکا نفقہ و کسوت خاوندون پر بدون ارضاع اولاد کے
بھی واجب ہے قرطبی نے کہا ظاہر یہ ہے کہ آیت حق مین اون بیبیون کے ہے جو نکاح مین باقی ہین کیونکہ وہ مستحق نان نفقہ ہین
خواہ دودھ پلاوین یا نہ پلاوین یہ روٹی کپڑا مقابلہ تمکین کے ہے یعنی عوض صحبت سو جب دودھ پلانے مین مشغول ہوگی تو
اوس سے تمتع کامل حاصل نہوگا اسپر شاید کسی کو یہ وہم ہوتا کہ وہ نان نفقہ حالت رضاع مین جاتا رہا اسلیے اللہ نے اوس وہم کو
دور کر دیا فرما دیا کہ یون نہین ہے بلکہ اب بھی اسکا روٹی کپڑا اوسیطرح واجب ہے جیسے پہلے رضاع کے واجب تھا پھر قرطبی نے کہا اس
آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ نفقہ ولد کا والد پر واجب ہے اسلیے کہ ولد عاجز و ضعیف ہے اللہ نے جو نسبت اوسکی طرف مان
کے کی ہے سو اسلیے کہ غذا بچے کو حالت رضاع مین مان ہی کے واسطے سے پہونچتی ہے علما کا اجماع ہے اسپر کہ باپ پر نفقہ
اولاد اطفال کا جو مال نہین رکھتے ہین واجب ہے **ف** مان کو نہ چاہیے کہ بچہ کو اپنے پاس سے دور کرے تاکہ باپ کو اوسکی پرورش
کرنا مشکل ہو مان بعد پلا دینے دودھ کے جس بغیر بچہ زندہ نہین رہ سکتا ہے اختیار رہے چاہے رکھے یا نہ رکھے لیکن اگر
اوسوقت بھی باپ کو ضرر ہوگا تو بھی دور کرنا اوسکا درست نہ ٹھیریگا جسطرح باپ کو چھین لینا بچہ کا واسطے ستانے مان کے درست
نہین ہے اسی لیے یہ فرمایا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ یعنی باپ بھی بچہ کے لینے کا مان پر اوسکے ستانے کے لیے ارادہ نکرے
یہی قول ہے مجاہد قتادہ ضحاک زہری سدی ثوری ابن زید وغیرہم کا وارث پر بھی واجب ہے کہ اپنے قریب کو ضرر نہ دے
یہ قول ہے مجاہد شعبی ضحاک کا بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ جسکا باپ نہو تو وارث اوسپر خرچ کرے قائم بحقوق والدہ طفل
رہے کسیطرح اسکو ایذا نہ دے جمہور نے یون ہی کہا ہے ابن جریر نے اسکا بیان مفصل کیا ہے حنفیہ حنبلیہ نے آیت سے
دلیل پکڑی ہے اس بات پر کہ نفقہ بعض اقارب کا بعض پر واجب ہے عمر بن الخطاب و ابوحنیفہ و احمد و جمہور سے

احمد و جمہور سے اسیطرح مروی ہے اور حدیث مرفوع سمرہ روایت حسن آئی ہے وہ بھی اسی کی موید ہے کہ جو کوئی مالک کسی ذی رحم محرم
کا ہوتا ہے تو وہ اوسپر آزاد ہو جاتا ہے رضاعت بعد دو سال کے کبھی بچے کو نقصان پہنچاتی ہے مدنی ہیں یا عقل مین
علقمہ نے ایک عورت کو دیکھا کہ بعد دو برس کے بچے کو دودہ پلاتی تھی اوسکو منع کیا کہ مت پلا کسینے کہا مراد وارث سے جو
بچا ہے یعنی جسطرح باپ کا وارث ہوا اوسکو مال ملا تو اوسپر اپنے مال سے ارضاع اسکا واجب ہے بعض نے کہا مراد والدین میں
جو اون مین سے بعد مرنے ایک کے باقی رہا ہے اگر باپ مر گیا تو ماں کفیل ولد ہوگی اگر بچا مالدار نہیں ہے ثوری اسی کے
قائل ہیں کسینے کہا مراد وارث مرضعہ ہے قرطبی نے کہا مراد مثلیت سے عدم اضرار ہے ارضاع و انفاق ورنہ بجائے
مثل ذلک مثل ہا لا ارشاد ہوتا سارے مفسرین اسطرف گئے ہیں مگر یہ قول نہایت عجیب ہے اسلیے کہ اسم اشارہ جسطرح
صالح وحدت ہے اسیطرح صالح تعدد بھی ہے قول اول اولے ہے پھر اگر ماں باپ بچے کے مصلحت دیکھیں کہ دو برس سے
پہلے دودہ چھڑا دیں تو اوپر کچھ گناہ نہیں معلوم ہوا کہ صرف رای ایک کی والدین میں سے کافی نہیں ہوتی ہے نہ اسر
ایک کو بدون مشورے کے ایسے بات پر جمنا چاہیے جب تک کہ دوسرے کا مشورہ نہو یہی قول ہے ثوری کا اس میں بچے کے
لیے احتیاط ہے تاکہ اوسکے مقدمہ میں خوب سا غور کر لیں یہ اللہ کی ایک رحمت ہے بندوں پر کہ اوس نے تربیت طفل کو ذمہ
والدین پر کہا ہے اور یہ فرمایا کہ جس امر میں مصلحت ہو وہ کام کرو کما قال فی سورۃ الطلاق فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ
أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ یا مراد مشورے سے اہل علم ہیں کہ
جب وہ یہ صلاح دیں کہ ہاں قبل حولین کے فصال سے کچھ ضرر بچے کو نہوگا تو فصال کر دینا اولا ہے اگر ماں باپ کی یہ
صلاح ٹھہری کہ بچے کو دایہ دودہ پلائے تو جتنے دن ماں نے دودہ پلایا ہے اوتنے دن کی اجرت اوسکو دیدے
یہی قول ہے ثوری و مجاہد کا اللہ دیکھتا ہے کہ تم نے حقوق والدہ و مرضعہ و اولاد کے ادا کیے یا نہیں وَالَّذِينَ

يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ○ جو لوگ مر جاویں تم میں اور چھوڑ جاویں
عورتیں وہ انتظار کرائیں اپنے تئیں چار مہینے دس دن پھر جب پہونچ چکیں اپنی عدت کو تو تم پر نہیں گناہ جو وہ اپنے حق میں
کریں موافق دستور کے اللہ کو تمہارے کام کی خبر ہے طلاق کی عدت تین حیض فرمائی موت کی عدت چار مہینے دس
دن بتائی وہ بوجہ جاننے کہ حمل معلوم ہو اگر حمل معلوم ہو تو حمل تک ف بعد ذکر نکاح و طلاق و رضاع یہ
ارشاد کیا کہ جن عورتوں کے مرد مر گئے ہیں انکی عدت چار ماہ دس دن ہے یہ حکم شامل ہے زوجات مدخولہ و غیر مدخولہ کو
باجماع مستند اس اجماع کا غیر مدخولہ میں عموم آیت کریمہ ہے اور یہ حدیث ابن مسعود کہ کسی نے اون سے پوچھا کہ ایک آدمی نے

کرکے پہلے دخول سے مرگیا کچھ مہر مقرر نہ کیا تہا اونہون نے کہا مین اس مقدمے اپنی رائے سے کہتا ہون اگر یہ کہنا میرا ٹہیک
پڑا تو اللہ کیطرف سے ہے اور اگر خطا ہوئی تو میری اور شیطان کیطرف سے ہوگی اللہ و رسول اوس سے بری ہین اس عورت کو پورا مہر ملنا
چاہیے دوسرا لفظ یون ہے کہ مہر مثل دینا چاہیے نہ زیادہ نہ کم اوسپر عدت ہے اور اسکو میراث ملیگی معقل بن سنان اشجعی نے
کہڑے ہوکر کہا مین نے حضرت کو سنا تہا کہ بروع بنت واشق کے حق مین یہی حکم دیا تہا ابن مسعود نہایت درجہ خوش ہوے ایک روایت
مین یہ لفظ ہے کہ کچھ لوگ اشجع کے تہے انہون نے کہا ہم گواہی دیتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا تہا حق
مین بروع بنت واشق کے اس حدیث کو احمد و اہل سنن نے روایت کیا ہے ترمذی نے صحیح کہا ہے یہ خوشی اس بات پر ہوئی
کہ انکا فتوے موافق فتوی جناب رسالت کے پڑا اس حکم سے وہ عورت خارج ہے جو بعد موت زوج کے حامل ہو کیونکہ اسکی
عدت وضع حمل ہے اگرچہ بعد ایک لحظہ ہی کے وضع کرے بدلیل عموم آیت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ابن عباس کہتے ہین دوسری جہت سے کہ ابعد الاجلین کا انتظار کرے وضع یا چار ماہ دس روز تاکہ دونو آیتون پر
جمع حاصل ہو ابن کثیر نے کہا ہے یہ مسلک اچہا ہے اگر حدیث سبیعہ اسلمیہ نہ ہوتی صحیحین مین آیا ہے کہ اسکا خاوند
سعد بن خولہ مر گیا وہ حاملہ تہی بعد وفات کے بلا تاخیر وضع ہوا دوسری روایت مین یون ہے کہ بعد چند شب کے اوس نے بچہ
جنا جب نفاس سے پاک ہوئی پیغام کرنے والون کے لیے سج بیٹہی ابو السنابل بن بعکک آئے کہا مین تجہکو آراستہ پیراستہ
دیکہتا ہون شاید تیرا ارادہ نکاح کرنے کا ہے واللہ تو نکاح نہین کرسکتی ہے جبتک کہ چار ماہ دس روز نہ گذرین سبیعہ کہتی ہین
جب مین نے یہ بات سنی شام کو اپنے کپڑے پہنکر پاس حضرت کے آئی مسئلہ پوچہا فرمایا تو عدت سے نکل گئی جب بچا ہوگیا مجہکو
حکم دیا کہ اگر مین مناسب سمجہون تو نکاح کرلون ابن عبد البر کہتے ہین جب یہ حدیث ابن عباس سے کہی گئی تو انہون نے رجوع
کیا دلیل اس صحت رجوع کی یہ ہے کہ اصحاب ابن عباس مطابق حدیث سبیعہ فتوی دیتے تہے یہی قول سارے اہل علم کا
ہے اسیطرح اس حکم سے وہ زوجہ مستثنی ہے جو لونڈی ہو کہ اوسکی عدت نصف عدت حرہ ہوگی یعنی دو ماہ پانچ رات یہی
قول ہے جمہور کا کیونکہ جب اوسکی حد حرہ کی حد سے آدہی ٹہیری تو عدت بہی نصف چاہیے ہان ابن سیرین و بعض ظاہریہ
حرائر و اماء کو اس حکم مین برابر بتلاتے ہین بدلیل عموم آیت شریف کے اور اس جہت سے کہ عدت ایک امر جبلی ہے اس مین خلقت
برابر ہے سعید بن المسیب و ابو العالیہ نے کہا یہ مدت چار ماہ دس شب کی اسلیے ہے کہ اگر حمل ہو تو ظاہر ہوجاوے جس طرح
حدیث ابن مسعود مین آیا ہے کہ خلقت تمہاری ماں کے پیٹ مین چالیس دن تک نطفہ رہتی ہے پہر چالیس دن علقہ
پہر چالیس دن مضغہ پہر فرشتہ آکر روح پہونک جاتا ہے یہ تین چلے چار ماہ ہوئے دس دن اور بطور احتیاط رکہے
گئے کیونکہ بعض مہینے کم ہوتے ہین اس مدت مین حرکت بچے کی بعد نفخ روح کے ظاہر ہوجاویگی واللہ اعلم یہی حکمت ابن المسیب

ابو العالیہ نے بھی بیان کی ہے اسی لیے امام احمد نے کہا ہے کہ عدت ام ولد کی اس جگہہ مثل حرہ کے ہے کیونکہ وہ مثل حرہ
کے فراش ہو گئی ہے حدیث عمرو بن العاص بھی اسپر دلیل ہے اونھوں نے کہا مشتبہ نہ کرو ہمپر سنت ہمارے نبی کی عدت ام
ولد کی جب کہ اوسکا سید مر جاوے چار ماہ دس روز ہے رواہ احمد وابوداود وابن ماجہ امام احمد سے اس حدیث کا
انکار بھی آیا ہے کسی نے کہا قبیصہ کو عمرو سے سماعت نہیں ہے مگر ایک گروہ سلف اسی حدیث کیطرف گیا ہے طاؤس و قتادہ
نے کہا عدت ام ولد کی نصف عدت حرہ ہے یعنی دو ماہ پانچ رات ابو حنیفہ نے کہا تین حیض عدت کرے یہی قول ہے
بعض صحابہ و تابعین کا مالک و شافعی و احمد کے نزدیک ایک حیض کافی ہے اسیطرف ایک جماعت تابعین بھی گئی ہے
ابن عمر بھی اسکے قائل ہیں لیث نے کہا اگر وقت وفات کے حائض تھی تو وہی حیض عدت کو کافی ہے مالک نے کہا اگر
حیض نہیں آتا ہے تو تین مہینے عدت کرے شافعی و جمہور نے کہا ایک ماہ تین ماہ بہتر ہیں فتح البیان میں کہا ہے کہ آیت
ناسخ ہے آیت مابعد کی جس میں ایک سال کی عدت آئی ہے اگرچہ یہ آیت تلاوت میں متقدم ہے جمہور کا اسپر اجماع ہے
ف لفظ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ الآیۃ سے یہ سمجھا گیا کہ مدت عدت تک سوگ کرنا شوہر متوفی پر واجب ہے ام حبیبہ و زینب بنت
جحش نے کہا حضرت نے فرمایا حلال نہیں کسی عورت کو جو ایمان رکھتی ہے اللہ و یوم آخر پر یہ بات کہ سوگ کرے کسی میت پر
زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار ماہ دس دن رواہ الستۃ ام سلمہ سے صحیحین میں آیا ہے کہ میری بیٹی کا شوہر مر گیا اسکی
آنکھہ دکھنے کو آئی میں نے حضرت سے پوچھا کیا میں اوسکو سرمہ لگا دوں دو یا تین بار یہی فرمایا کہ نہیں عدت چار ماہ دس
روز کی ہے جاہلیت میں تو ایک سال تک ہوتی تھی زینب بنت ام سلمہ نے کہا عورت کا شوہر جب مرجاتا تو وہ ایک تنگ سی جگہہ
میں بیٹھتی برے سے برے کپڑے پہنتی خوشبو نہ لگاتی جبتک کہ سال نہ گذر جاتا پھر بعد سال کے نکلکر ایک مینگنی پھینکتی پھر
ایک گدھا یا بکری یا چڑیا لاتی اوسکو اپنے بدن سے رگڑتی وہ جانور مرجاتا اسی لیے ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ آیت
ناسخ آیت مابعد ہے سلف نے ٹھیرایا کہ سوگ کہتے ہیں ترک زینت کو یعنی خوشبو و زیور نہ پہنے اچھا کپڑا زرد سرخ نہ کرے یہ بات
عدت وفات میں واجب ہے سب کا ایک ہی قول ہے عدت رجعی میں واجب نہیں ہے یہ بھی ایک ہی قول ہے عدت بائن
میں دو قول ہیں جو سوگ میں چھوٹی بڑی آزاد لونڈی مسلمہ کافرہ سب برابر ہیں اسلیے کہ آیت کریمہ عام ہے ثوری و ابو حنیفہ کہتے ہیں
کافرہ پر سوگ نہیں ہے اشہب و ابن نافع مالکی بھی اسطرف گئے ہیں انکی دلیل یہ حدیث ہے کہ کسی عورت مومنہ کو سوا زوج کے کسی کے
لیے تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے یہ حدیث ام حبیبہ کی اوپر گذر چکی ہے اسمیں قید ایمان کی ہے جو حکم تعبدی ہے
کافرہ کے ساتھہ ابو حنیفہ و ثوری نے صغیرہ کو بسبب عدم تکلیف کے مسلمان لونڈی کو بسبب نقصان کے ملا دیا ہے ف مراد بلوغ
اجل سے اسجگہہ انقضاء عدت ہے یہی قول ہے ضحاک و ربیع کا عَلَیْکُمْ سے مراد اولیائے عورت ہیں ابن عباس نے کہا جب عورت کو

طلاق دیدی یا اوسکا خاوند مرگیا اور عدت ہوچکی تو پھر اوس عورت پر کچھ گناہ زینت کرنے میں سے شوہر نے تعریض نکاح کرنیکا نہیں ہوتا ہے یہی قول ہے مقاتل بن حیان کا بھی مجاہد نے کہا مراد معروف سے نکاح حلال طیب ہے حسن بصری زہری سدی بھی اسی طرف گئے ہیں ابو حنیفہ نے کہا اس آیت سے نکلا کہ نکاح بغیر ولی کے جائز ہے کیونکہ اضافت فعل کی طرف فاعل کے محمول ساتھ حقیقت پر ہوتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ خطاب اولیا کو ہے اگر نکاح بے ولی کے صحیح ہوتا تو خطاب اولیا کو نہ کیا جاتا وَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا

تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَ

اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ گناہ نہیں تمپر جو پردہ میں کہو پیغام نکاح کا عورت کو یا چھپا رکھو اپنے دل میں معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ انکا بیان کرو گے لیکن وعدہ نہ کر رکھو اون سے چھپ کر مگر یہی کہ کہدو ایک بات جسکا رواج ہے اور نہ باندھو گرہ نکاح کی جب تک پہونچ چکے حکم اللہ کا اپنی مدت کو اور جان رکھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ بخشتا ہے تحمل والا **ف** یعنی عورت ایک خاوند سے چھوٹی ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو روا نہیں کہ اوس سے نکاح باندہ لیوے یا صاف وعدہ کر رکھے مگر دل میں نیت رکھے کہ یہ فارغ ہوگی تو میں نکاح کرونگا یا اسکو پردہ میں سنا رکھے تاکہ اس سے پہلے کوئی اور نہ کہہ بیٹھے پردہ یہ کہ ایک بات کہدے رواج کی مثلا عورت کو کہے کہ تجھکو ہر کوئی عزیز کرے گا یا کہے کہ مجھکو ارادہ نکاح ہے مطلب یہ ٹھیرا کہ عدت میں تعریض خطبے کی کرنا بدون تصریح کے روا ہے ابن عباس نے کہا تعریض یہ ہے کہ مثلا یوں کہے کہ میرا ارادہ بیاہ کا ہے یا میں عورت کو دوست رکھتا ہوں یا خدا سے چاہتا ہوں کہ کوئی عورت مجھے ملجاوے سنگتی کرنے پر طیار نہ ہو دوسرا لفظ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی نیک عورت ملے بخاری نے اسکو تعلیقا تیرے دوسری عورت سے نکاح کرنا نہیں چاہتا ہوں یا میں چاہتا ہوں کہ کوئی نیک عورت ملے بخاری نے اسکو تعلیقا روایت کیا ہے یہی قول ہے ایک جماعت سلف و ائمہ کا تعریض جائز ہے تصریح جائز نہیں یہی حکم مطلقہ مبتوتہ کا بھی ہے کہ تعریض کرنا اوسکو جائز ہے نہ تصریح فاطمہ بنت قیس کو اسکے شوہر ابو عمرو بن حفص نے تین طلاقیں دیدی تھیں حضرت نے حکم دیا کہ وہ گھر میں ابن ام مکتوم کے عدت کرے پھر فرمایا جب تیری عدت ہوچکے تو مجھے خبر کرنا جب ہوچکی تو اسامہ بن زید کا پیغام بھیجکر اون سے نکاح کردیا رہی مطلقہ رجعیہ سو اس سے سوا شوہر کے کسیکو نہ تعریض جائز ہے نہ تصریح اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے واللہ اعلم **ف** یہ فرمایا کہ اگر تم نے بات کو اپنے جی میں چھپایا یا تصریح نہیں کی تعریض کیا گناہ نہیں ہے حرف او اس جگہ ہے واسطے اباحت یا تخییر یا تفصیل یا ابہام کے مخاطب پر اکنان کہتے ہیں ستر وخفا کو اکننتم کے معنے ضمرتم کے ہیں جیسے یہ آیت وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ وکقوله وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنتُمْ اسلیے فرمایا ہے اللہ جانتا ہے

کہ تم انکا ذکر کروگے جیسا کہ حق بیان کشاف میں کہا ہے کہ اس میں ایک طرح کی توبیخ ہے جیسے فرمایا تہا عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ
اَنْفُسَكُمْ ایک جماعت سلف نے کہا ہے کہ مراد وعدہ یہاں سے اس جگہہ نکاح ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور کہا ابن جریر نے یہی اختیار
کیا ہے یعنی یوں کہے کہ میں تیرا عاشق ہوں تو مجہہ سے قرار کر کہ غیر سے اسے نکاح نہ کریگی یہی قول ایک جماعت سلف سے
مروی ہے مجاہد نے کہا یوں نہ کہے کہ تو مجہے فوت مت کر میں تجہہ سے نکاح کرونگا قتادہ نے کہا اس بات کا اقرار نہ لے
کہ سوا اسکے وہ دوسرے سے بیاہ نہ کرے ابن زید نے کہا مراد یہ ہے کہ چپکے سے عدت میں بیاہ کرلے پہر جب عدت پوری ہو تو ظاہر
کرے ابن کثیر نے کہا یہ بہی محتمل ہے کہ آیت ان سب معنوں میں عام ہو اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ اگرچہ کہو تو معروف بات کہو جیسے
یہ کہنا کہ مجہکو تجہہ میں رغبت ہے عبیدہ نے کہا قول معروف سے یہ مراد ہے کہ اوسکے ولی سے یہ بات کہدے کہ تم جلدی مت کرنا یعنی
اوسکو بیاہ نہ دینا جب تک کہ مجہہ سے کہہ دو جمہور نے کہا مراد سر سے اس جگہہ نکاح ہے یعنی معتدہ سے یہ نہ کہے کہ تو مجہہ سے نکاح کرلے
بلکہ تعریض کرے کسی نے کہا مراد جماع ہے یعنی یوں نہ کہے کہ میں کثیر الجماع ہوں تاکہ اوسکو نکاح میں رغبت پیدا ہو شافعی
اسی طرف گئے ہیں ابن عطیہ نے کہا امت کا اجماع ہے اس بات پر کہ معتدہ سے فحش و بیہودگی کی بات نہ کرے جیسے ذکر جماع و
غیرہ سے اسپر حرص دلاوے کہ ایسی گفتگو جائز نہیں ہے بلکہ اسپر بہی اجماع ہے کہ عدت میں عورت کو وعدہ دینا یا باپ کو اس کی لڑکی
کے لیے یا سید کو لونڈی کے عقد میں وعدہ کرنا مکروہ ہے کتاب سے مراد اس جگہہ حد و قدر ہے یعنی مدت معین کقولہ تعالی
اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا یہ حکم کہ نکاح مابین عدت کے حرام ہے اسپر سب کا اتفاق ہے اجل سے
مراد آخر مدت عدت ہے ابن عباس اور ایک جماعت تابعین نے کہا ہے کہ جب تک عدت نہ ہو چکے تب تک نکاح نہ باندہو ابن کثیر
نے کہا علما کا اجماع ہے اس بات پر کہ عقد اندر مدت عدت کے صحیح نہیں ہے اگر کسی نے کر لیا ہے پہر داخل بہی ہوا تو دونو
میں تفریق کرا دیجاویگی پہر ہمیشہ کو وہ اوسپر حرام ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں جمہور نے کہا وہ حرام نہیں ہوئی بعد
انقضاء عدت کے جا ہے خطبہ کرے مالک نے کہا وہ ہمیشہ کے لیے اوسپر حرام ہو چکی انکی دلیل یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
ہے جس عورت نے اپنا نکاح اندر عدت کے کیا اگر اوس شوہر نے دخول نہیں کیا ہے تو تفریق ہو جاویگی باقی عدت کو پورا کرے
یہ شخص ایک خاطب منجملہ خطاب کے ٹہیرے گا اور جو دخول ہو چکا ہے تو بعد تفریق کے وہ اگلی عدت پوری کرکے اب دوسری عدت
پوری کرے پہر کبہی وہ عورت اوس شخص کی جورو نہیں ہو سکیگی اہل علم نے کہا ہے ماخذ اس حکم کا یہ ہے کہ جب اوس شوہر ثانی
نے جلدی کی اسمیں مدت معین پر قائم نہ رہا تو اوسے سزا بہی خلاف اوسکے قصد کے ملی کہ وہ ہمیشہ کو اوسپر حرام ٹہیری جس طرح
قاتل میراث سے محروم ہو جاتا ہے شافعی نے اس اثر کو مالک سے روایت کیا ہے بیہقی نے کہا قول قدیم انکا یہی یہی تہا
مگر پہر اوس سے رجوع کیا بقول مرتضی کہ وہ اوسکو حلال ہے ابن کثیر کہتے ہیں اثر مذکور منقطع بہی ہے بلکہ مسروق

نے کہا ہے کہ خود عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کیا ہے دونوں کا جمع ہونا مہر کا ٹھیرانا ور کہنا لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ

النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ۚ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا

بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ ۝ گناہ نہیں تم پر اگر طلاق دو عورتوں کو جب تک کہ انکو ہاتھ نہ لگایا ہو یا مہر کیا ہو کچھ انکا

حق انکو خرچ دو بمعرفت والے پر اوسکے موافق ہے تنگی والے پر اوسکے موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والوں کو

یعنے اگر نکاح کیوقت مہر کہیں مین نہ آیا تو بھی نکاح درست ہے مہر پیچھے ٹھیر سکتا ہے اگر بن ہاتھ لگائے عورت کو طلاق

دی تو مہر کچھ لازم نہ آیا لیکن کچھ خرچ دینا ضروری ہے خرچ کیا ایک جوڑہ پوشاک کا موافق اپنے حال کے **ف** اس آیت

شریف مین اللہ نے طلاق کو بعد عقد کے دخول سے پہلے مباح فرمایا ہے ابن عباس طاؤس ابراہیم حسن بصری نے کہا مراد

مس سے ہاتھ لگانے سے جماع ہے بلکہ اگر وہ مفوضہ ہو تو بھی طلاق دینا اوسکو پہلے دخول فرض مہر کے جائز ہے گو اس میں

دل شکنی ہے اسی لیے اللہ نے عوض کا حکم دیا کہ کچھ دیکر رخصت کرو خالی ہاتھ نہ نکالو ابن عباس نے کہا اعلی متعہ طلاق خادم

ہے اس سے کم چاندی اوس سے کم کپڑا یعنی یا تو ایک لونڈی یا غلام دے یا کچھ روپیہ یا کوئی جوڑہ کپڑے کا یعنے جو دے ہو تو

خادم روپیہ دے اوسکے مقدور موافق تو تین کپڑے حوالے کرے شعبی نے کہا اوسط یہ ہے کہ ایک درع ایک دوپٹہ ایک ملحفہ ایک جلباب دے

شریح پانسو درہم دیتے تھے ابن سیرین خادم یا نفقہ یا کسوت دیتے امام حسن نے دس ہزار درہم دیے ایک عورت نے کہا مَتَاعٌ

قَلِيلٌ مِنْ حَبِيبٍ مُفَارِقٍ ؛ ابو حنیفہ نے کہا جب دونوں میں جھگڑا ہو مقدار متعہ میں تو آدھا مہر مثل دے شافعی نے

قول جدید میں کہا ہے کہ متعہ کی کوئی مقدار معلوم نہیں مستحب ہے کہ تیس درہم دے یہی قول ابن عمر کا ہے بعض

اہل علم نے کہا ہے متعہ ہر مطلقہ کو واجب ہے اسلیے کہ آیت وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ اور روایت ہے کہ یٰأَيُّهَا

النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا

عام ہے سب بیبیاں مدخولہ تھیں انکے مہر مقرر تھے سعید بن جبیر و ابو العالیہ و حسن بصری و شافعی کا قول قدیم اور بعض کے

نزدیک جدید یہی ہے بعض نے کہا متعہ اوسی کے لیے واجب ہے جسکو قبل مسیس کے طلاق دی ہو گو مفروض لہا ہو بدلیل قول

تعالی یٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ

عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ابن المسیب نے کہا اس آیت احزاب کو اوس آیت نے منسوخ

کر دیا جو بقرہ مین ہے سہل بن سعد کہتے ہیں ماہ کیا حضرت نے امیمہ بنت شرحبیل سے جب وہ حضرت کے پاس بھیجی گئی اور آپ

نے اوسکی طرف ہاتھ بڑہایا تو اوس نے مکروہ جانا حضرت نے ابو اسید سے کہا اوسکو کچھ جہیز دیدو دو کپڑے رنگین حوالے

کر دو رواہ البخاری بعض نے کہا متعہ اوس مطلقہ کے لیے ہے جو مدخولہ مفروضہ نہیں ہے اگر مدخولہ ہے تو مہر مثل واجب ہوگا

جسکا مفروضہ ہو اور اگر بعد فرض کے قبل دخول کے طلاق دیجائے تو نصف مہر مفروض لازم آویگا اور اگر دخول کیا تو سارا
مہر لازم ٹہیرا یعوض ہوگا متعہ سے مصیبت زدہ تو وہ بیچاری ہے کہ جسکا نہ مہر مقرر ہوا نہ اوس سے صحبت کی یہ آیت
اسکے وجوب متعہ پر دلیل ہے یہی قول ہے ابن عمر و مجاہد کا بعض علما متعہ کو واسطے ہر مطلقہ کے مستحب کہتے ہیں سو مخصوص
کے جسکو دخول سے پہلے طلاق دی ہو ابن کثیر نے کہا یہ بات کچھ مستحسن ہے اسیپر آیۃ تخییر سورہ احزاب محمول ہوگی
اسی لیے اللہ نے آسودہ و مفلس پر بقدر انکی مقدرت کے یہ متعہ مقرر کیا ہے فرمایا وللمطلقت متاع بالمعروف حقا علی المتقین
بعض علما نے کہا بلکہ متعہ سب کے لیے مطلقا مستحب ہے شعبی نے کہا متعہ اگر واجب ہوتا تو قاضی لوگوں کو قید کرتے ف
فتح البیان میں کہا ہے کہ مطلقات چار قسم ہیں ایک وہ جسکا مہر مقرر ہے دخول بھی کیا ہے اسکا ذکر پہلے گذر چکا کہ شوہر
کو اس سے کچھ اپنا دیا ہوا لینا نہ چاہیے وہ تین حیض تک عدت کرے دوسری وہ کہ نہ اوسکا مہر مقرر ہوا ہے نہ دخول کیا
ہے اسکا حکم اس آیت میں ہے کہ اسکو مہر نہ ملیگا بلکہ یہی متعہ کچھ دیا گیا سورہ احزاب میں یوں بیان فرمایا ہے کہ عورتوں پر
بعد طلاق کے عدت نہیں ہے تیسری وہ کہ مہر تو مقرر ہے مگر دخول نہیں ہوا اسکا ذکر اوس آیت میں ہے وان طلقتموهن
من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة چوتھی وہ ہے کہ دخول ہوا مگر مہر کچھ مقرر نہوا تہا اسکا ذکر اس آیت
میں ہے فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة سے مراد اس جگہہ مقرر کرنا مہر معین کا ہے مفروضہ وہ
ہے جسکا مہر مقرر ہو جسکا مفوضہ وہ ہے جسکو مہر مثل ملیگا ہو اوزاعی و ثوری نے کہا لونڈی کے لیے متعہ نہیں ہے اسلیے کہ وہ متعہ
اوسکے سید کا ہوجاویگا وہ لونڈی بمقابلہ تادیب مملوک سید کے کسی مال کی مستحق نہیں ہے متعہ تو اوس مطلقہ کے لیے مشروع
ہے جسکو قبل فرض و دخول کے طلاق دی گئی ہے کیونکہ وہ طلاق سے ایذا پاتی ہے مگر جمہور کہتے ہیں کہ متعہ واسطے مملوکہ کے
بھی ہے نہ فقط واسطے حرہ کے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ
مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ؕ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ؕ وَلَا تَنْسَوُا
الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ اگر طلاق دو انکو ہاتہہ لگانے سے پہلے اور ٹہیرا چکے ہو انکا حق تو لازم
ہوا آدہا جو کچھ ٹہیرایا تہا مگر یہ کہ درگذر کریں عورتیں یا درگذر کرے جسکے ہاتہہ گرہ ہے نکاح کی اور تم درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری کے
سے نہ بہلا دو بڑائی رکہنی آپس میں تحقیق اللہ جو کرتے ہو دیکھتا ہے یعنی اگر مہر ٹہیر چکا تہا پر بغیر ہاتہہ لگائے طلاق دی
تو آدہا مہر لازم ہوا مگر عورتیں چہوڑ دیں بالکل یا مرد درگذر کرے جو مختار تہا نکاح رکہنے اور توڑنے کا کہ پورا مہر حوالے
کرے پہر فرمایا کہ مرد درگذر کرے تو بہتر ہے کیونکہ اللہ نے بڑائی دی ہے مرد کو اور اسکو مختار کیا ہے نکاح رکہنے اور توڑنے
کا تو اوسکو چاہیے کہ ایسی بڑائی رکہے ف چار صورتیں ہوسکتی ہیں یہاں دو کا حکم فرمایا ایک کہ مہر نہ ٹہیرا تہا

تہا ہاتہہ لگانے سے پہلے طلاق دی دوسرے یہ کہ مہر ٹہیرا تہا مگر ہاتہہ لگانے سے پہلے طلاق دی وہ صورتین باقی رہین ایک یہ کہ مہر ٹہیرا تہا
ہاتہہ لگا کر طلاق دی تو پورا مہر لازم ہوا یہ سورۂ نسا مین مذکور ہے دوسرے یہ کہ مہر نہ ٹہیرا تہا مگر ہاتہہ لگا کر طلاق دی
اس مین مہر مثل پورا دینا چاہیے یعنی جو اوس عورت کی قوم مین رواج ہے موضح قرآن مین بعد اسکے یون کہا ہے کہ
جب خلوت ہو چکی تو گویا ہاتہہ لگایا انتہے یہ مسلک حنفیہ کا ہے تحقیق یہ ہے کہ اعتبار مسیس کا ہے نہ مجرد خلوت کا گو ہزار
پردہ کیون نہ چہوڑے ابن کثیر کہتے ہین یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ متعہ خاص ہے ساتہہ اوسی حالت کے جسکا ذکر پہلی
آیت مین ہو چکا ہے کیونکہ اس آیت مین آدہا مہر مفروض واجب کیا ہے جبکہ خاوند نے دخول سے پہلے طلاق دی ہو اگر وہان
کوئی اور متعہ واجب ہوتا تو اوسکا بیان آتا خصوصًا جبکہ اس آیت کو آیت ماقبل سے جس مین اختصاص متعہ اوس عورت سے
تہا ملا دیا گیا ہے واللہ اعلم نصف کرنا مہر کا ایسی حالت مین امر مجمع علیہ ہے درمیان علماء کے کسیکا اس مین اختلاف
نہین جب مہر ٹہیر چکا پہر دخول سے پہلے فرقت ہوئی تو اب نصف مہر مفروض واجب آیا ہان نزدیک ثلثہ کے طلاق
کے اگر خلوت کی ہے گو دخول نہ کیا ہو سارا مہر لازم آویگا یہی مذہب ہے شافعی کا قدیم مین خلفاء راشدین نے بہی یہی
حکم دیا ہے مگر ابن عباس سے آیا ہے کہ اگر ایک شخص نے بیاہ کر کے خلوت کی مس نہین کیا پہر طلاق دیدی تو اوسکو
آدہا ہی مہر ملیگا بدلیل آیت بات شافعی نے کہا ہم اسی کو اختیار کرتے ہین ظاہر کتاب یہی ہے فتح البیان کا لفظ
یہ ہے کہ اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ واجب نہین ہے واسطے اس مطلقہ کے متعہ کیونکہ یہ مقابلہ مین مطلقہ قبل
البناء والفرض کے واقع ہوئی ہے جو مستحق متعہ ہے اس بات پر اتفاق ہے کہ جس عورت سے دخول نہ کیا اور مر گیا مگر مہر
مقرر ہو چکا تہا تو وہ بسبب موت کے مستحق پورے مہر کی ہوگی میراث لیگی عدت کریگی خلوت مین اختلاف ہے کہ قائم مقام
دخول ہے یا نہین مہر پورا لیگی یا نہین اول مذہب ہے مالک و کوفیین و خلفاء اربعہ و جمہور اہل علم کا انکے نزدیک کامل مہر
کے ساتہہ عدت بہی واجب ہے ثانی مذہب وجوب نصف مہر ہے ظاہر آیت بہی یہی ہے کیونکہ مراد مسیس سے جماع ہوتا ہے
اس صورت مین عدت واجب نہوگی اس طرف بہی ایک جماعت سلف گئی ہے یا مدبات ہے کہ عورت اپنا حق واجب معاف
کر دے کہ اس صورت مین شوہر پر کچہہ دینا لازم نہین آتا ہے ابن عباس نے کہا یعنے ثیب اپنا حق ترک کر دے یہی قول ہے
ایک جماعت تابعین کا ف اسمین اختلاف ہے الذی بیدہ الایۃ سے کون مراد ہے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین آیا
ہے کہ ولی عقدۂ نکاح زوج ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن جریر یہی قول ہے ایک جماعت کثیر کا صحابہ و تابعین سے
اسیطرف ابوحنیفہ و ثوری و اوزاعی محمد بن قرظی بہی گئی ہین اسکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے یعنی جسطرح ولی کو دینا کسی
کا مال مولیہ غیر سے جائز نہین ہے اسیطرح صداق کا بہی اختیار اسکو نہین ہے دوسرا قول ابن عباس کا یہ ہے کہ مراد باپ بہائی

عورت کا ہے یا وہ کہ بغیر اوسکے اوس کے نکاح نہیں ہو سکتا یعنی مراد ولی ہے اسطرف ایک گروہ تابعین کا گیا ہے مالک
کا مذہب یہی ہے اسکا ماحصل یہ ہے کہ یہ مہر اس عورت کو اسی ولی نے کموا دیا ہے تو اب اسکو اس مہر میں تصرف پہنچتا
ہے نہ باقی مال میں عکرمہ نے کہا اللہ نے معاف کرنے کا اذن دیا ہے جس عورت نے معاف کیا ہو گیا اگرچہ کیا
بخل کیا اور ولی نے معاف کر دیا تو بھی روا ہے اس سے معلوم ہوا کہ عفو ولی صحیح ہے گو عورت رشیدہ ہو یعنی سمجھدار
ہوشیار یہی قول شریح کا ہے مگر جب شعبی نے اوپر انکار کیا تو انہوں نے رجوع کر کے کہا مراد وہ ہے جو نہ ولی بلکہ وہ
اسی معاملہ کر سکو بیاہ ہوتے تھے ابن جریر نے کہا خطاب ان تعفوا کا مرد و عورت سب کو ہے ابن عباس نے کہا قریب
تر تقوی کے وہ ہے جو عفو کرے یہی قول شعبی سے بھی مروی ہے مجاہد نخعی ضحاک مقاتل بن حیان ربیع ثوری نے کہا فضل
یہ ہے کہ عورت آدھا چھوڑ دے یا مرد پورا دیدے اسی لیے یہ فرمایا ہے کہ تم آپس کے فضل کو نہ بھولو بلکہ باہم اسکا ترک رکھو
کر حدیث علی میں مرفوعاً آیا ہے کہ ایک ایسا زمانہ کٹر یہ آویگا کہ مومن اپنے ہاتھ کو دانت سے کاٹیگا فضل کو
بھولجاویگا حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ نہ بھولو تم فضل کو آپس میں الحدیث رواہ ابن مردویہ عون بن عبد اللہ
کہتے ہیں میں اپنی دولتمندوں کے اوٹھا بیٹھا کرتا تھا سخت غم میں رہتا اونکو دیکھا کہ بہت اچھے کپڑے پہنے ہیں عمدہ
خوشبو ملتے ہیں اچھی سواری پر چڑھتے ہیں پھر جب اپنی فقیروں کے بیٹھا تو بہت چین ملا تم فضل کو آپس میں فراموش
نہ کرو جب کوئی سائل آوے اور تمہارے پاس کچھ دینے کو نہ ہو تو اسکو دعا ہی دیدو رواہ ابن ابی حاتم فتح البیان میں
اسکو راجح کہا ہے مراد الذی بیدہ عقدۃ النکاح سے زوج ہے نہ ولی حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ

قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ ۝ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ

خبردار رہو تم نمازوں سے اور بیچ والی نماز سے کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے پھر اگر تم کو ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لو یا سوار پھر جسوقت چین پاؤ
تو یاد کرو اللہ کو جیسا تم کو سکھایا ہے جو تم نہ جانتے تھے بیچ والی نماز عصر ہے کہ دن اور رات کے بیچ میں ہوتی ہے

اسکا تعہد زیادہ کیا طلاق کے حکموں میں نماز کا حکم فرما دیا کہ دنیا کے معاملے میں غرق ہو کر بندگی نہ بھول جاے اسی واسطے
عصر کا تعہد رکھا ہے کہ اسوقت میں دنیا کا شغل اکثر ہوتا ہے آگے کہا ہے کہ ادب سے کھڑے رہو یہی معلوم ہوا کہ جس حرکت سے
ثابت ہو کہ آدمی نماز میں نہیں ہے اس سے نماز ٹوٹتی ہے جیسے کھانا پینا یا کسی سے بات کرنا اور سوائے اسکے پھر فرمایا
کہ لڑائی کا وقت ہو تو ناچاری کو سواری پر اور پیادہ اور اشارہ سے نماز روا ہے گو قبلہ کی طرف بھی نہ ہو فائدہ
اس آیت کریمہ میں حکم محافظت صلوات کا فرمایا کہ نماز کو اوقات پر پڑھیں اور اسکی حفاظت رکھیں جسطرح صحیحین میں ابن مسعود
سے آیا ہے کہ میں نے حضرت سے پوچھا کون عمل افضل ہے فرمایا نماز پڑھنا وقت پر میں نے کہا پھر کون عمل فرمایا جہاد کرنا

راہ خدا میں نے کہا پہر کون کام فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے اگر میں کچھ پوچھتا تو اور زیادہ فرماتے ام فروہ نے کہا حضرت نے ذکر اعمال کا کیا پہر فرمایا بہت محبوب اللہ کو اعمال میں جلدی پڑہنا نماز کا ہے اول وقت میں رواہ احمد و اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے ترمذی نے کہا ہم اسحدیث کو طریق عمری سے پہچانتے ہیں وہ نزدیک اہلحدیث کے قوی نہیں ہے پہر سب نمازوں میں زیادہ تاکید نماز وسطے کی فرمائی سلف و خلف کا اختلاف ہے کہ وہ کونسی نماز ہے علی و ابن عباس نے کہا صبح کی نماز ہے یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا ہے طرف شافعی بہی گئے ہیں اسلیے کہ قنوت اسی نماز میں ہوتی ہے وسطی اسلیے ٹہیری کہ اسمیں قصر نہیں ہوتا یہ درمیان دو نماز رباعی کے ہے جنمیں قصر ہوتا ہے یعنے درمیان عشا و ظہر کے یا اسلیے کہ درمیان دو نماز جہر اور دو نماز سر کے ہے بعض نے کہا مراد نماز ظہر ہے زید بن ثابت کا قول یہی ہے حضرت اسکو وقت دوپہر کے پڑہتے تہے یعنے یہ بیچ ہے دن کا اس سے زیادہ کوئی نماز اصحاب پر سخت نہ تہی اسامہ بن زید نے کہا وہ نماز ظہر ہے حضرت وقت دوپہر کے پڑہتے آپ کے پیچھے ایک یا دو صفیں ہوتیں لوگ قیلولہ و تجارت میں ہوتے یہی قول ہے بعض صحابہ و تابعین و ابو حنیفہ رح کا بعض نے کہا وہ نماز عصر کی ہے ترمذی و بغوی نے کہا یہی قول ہے اکثر علمائے صحابہ و غیرہم کا ماوردی نے کہا یہی قول ہے جمہور تابعین کا ابن عبد البر نے کہا یہی قول ہے اکثر اہل اثر کا ابن عطیہ نے کہا یہی قول ہے جمہور ناس کا حافظ دمیاطی نے کتاب کشف الغطا میں اسی پر نص کی ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین سے جنکے نام ابن کثیر نے لیے ہیں اسیطرح نقل کیا ہے امام احمد بہی اسیطرف گئے ہیں ماوردی نے کہا شافعی بہی اسی طرف ہیں ابن منذر نے کہا یہی صحیح ہے ابو حنیفہ و ابو یوسف و محمد نے اسی کو ابن حبیب مالکی نے اختیار کیا ہے اسپر دلیل ذکر کی ہے علی مرتضی نے کہا حضرت نے دن احزاب کے فرمایا یا ذکر کیا انہوں نے ہمکو صلوٰۃ وسطی نماز عصر سے اللہ انکے دلوں اور گہروں کو آگ سے بہر دیوے پہر اوسکو درمیان مغرب و عشا کے پڑہا رواہ احمد و اخرجہ الشیخان و ابو داؤد و الترمذی و النسائی و غیر واحد من اصحاب المسانید و السنن و الصحاح من طرق یطول ذکرہا ابن کثیر نے ایک مقدار مناسب احادیث صحیح و حسنہ کا ہاں ذکر کرکے کہا ہے کہ یہ حدیثیں نصوص ہیں اس مسئلے میں انمیں کسی اور شے کا احتمال نہیں ہے حکم محافظت کرنیکا اس نماز پر بہی کا موکد ہے حدیث صحیح میں ابن عمر سے مرفوعاً آیا ہے کہ جسکی نماز عصر گئی گویا اوسکے اہل و مال لٹ گئے دوسری روایت صحیح بریدہ سے یوں ہے کہ جلد پڑہو نماز کو ابر کے دن جسنے ترک کیا نماز عصر کو اوسکے عمل اکارت گئے ابو بصرہ غفاری نے کہا حضرت نے وادی حمیص میں ہمکو نماز عصر پڑہائی پہر فرمایا یہ نماز عرض کی گئی تہی تم سے اگلوں پر اونہوں نے اسکو ضائع کیا سن رکھو جو کوئی اس نماز کو پڑہیگا اوسکو دو ہرا اجر ملیگا اسکے بعد اور کوئی نماز نہیں ہے

حتیٰ کہ ہم شاہد کو دیکھو روایت کی احمد و مسلم ابو یونس غلام عائشہ رضی نے کہا عائشہ رض نے مجھ کو حکم دیا کہ میں انکے لیے
ایک مصحف لکھوں مجھ سے کہا جب تو اس آیت پر پہنچے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ تو مجھے خبر کر دینا
جب میں اس مقام تک پہنچا میں نے خبر کی تو مجھکو بعد لفظ وسطیٰ کے یہ لکھوایا وَصَلَاةِ الْعَصْرِ پھر کہا میں نے اس لفظ کو حضرت
سے سنا ہے اسکو احمد و مسلم نے روایت کیا ہے عروہ نے کہا مصحف عائشہ میں اسی طرح تھا حسن بصری نے کہا حضرت اسیطرح
پڑھتے تھے اسیطرح کا قصہ کتابت مصحف کا امام مالک نے حفصہ زوج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی روایت کیا ہے
نافع نے کہا میں نے اوس مصحف کو پڑھا اوس میں واو دیا یا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عصر سوائے نماز وسطیٰ کے ہے کیونکہ
واو مقتضی مغائرت ہے مگر اسکے بہت سے جواب دیے ہیں ایک یہ کہ واو زائد ہے جسطرح اس آیت میں آتا ہے وَكَذَٰلِكَ
نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ
مِنَ الْمُوقِنِينَ یا واسطے عطف صفات کے ہے واسطے دواب کے جیسے وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ و سبح
اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ اسیطرح کا واو بہت عرب میں بھی آتا
ہے پھر تلاوت اس لفظ کی منسوخ ہو گئی جسطرح کہ مسلم میں براء بن عازب سے روایت کیا ہے سو کافی رہ بھی اسیطرف گئے ہیں
کہ مراد نماز وسطیٰ سے نماز عصر ہے اسی کو بڑے زور تقریر سے ثابت کیا ہے تفسیر میں دوسرے نے کہا مراد نماز مغرب
ہے کیونکہ درمیان رباعی و ثنائی کے ہے وتر ہے اور صاحب فضیلت ہے اوسکی فضیلت آئی ہے بعض نے کہا مراد نماز عشا ہے
واحدی نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار کیا ہے بعض نے کہا پانچوں نمازوں میں ایک نماز ہے معین نہیں کہ کونسی ہے
جسطرح لیلۃ القدر مبہم ہے کہ کس سال کس ماہ کس دن آتی ہے اسیطرح یہ نماز بھی مبہم ہے بعض سلف اسیطرف گئے ہیں
جیسے ابن المسیب قاضی شریح نافع سعید بن جبیر امام الحرمین جوینی نے کتاب نہایہ میں اسی کو اختیار کیا ہے یہی قول مختار
ابن عبد البر امام دار الہجرہ ہے ابن کثیر نے کہا مگر یہ اختیار کرنا ایک بڑی مصیبت ہے کیونکہ اونہوں نے باوجود حفظ و
اطلاع کے ایسی بات کو اختیار کیا ہے جسپر کوئی دلیل نہ کتاب و سنت و اثر سے قائم نہیں ہے بعض نے کہا مراد نماز عشا و
فجر ہے کسی نے کہا مراد نماز جماعت ہے کسی نے کہا نماز جمعہ کسی نے کہا نماز خوف ہے کسی نے کہا مراد نماز عید الفطر ہے کسی نے
کہا نماز عید قربان ہے کسی نے کہا نماز وتر ہے کسی نے کہا نماز چاشت ہے بعض نے توقف اختیار کیا ہے بسبب تعارض ادلہ و عدم
ظہور وجہ ترجیح کے کیونکہ کسی ایک قول پر اجماع نہ ہوا بلکہ زمانہ صحابہ سے اس وقت تک نزاع باقی ہے ابن جریر نے کہا اصحاب حضرت
اس نماز میں مختلف ہیں یہ سب اقوال بسبب قول ما قبل کے ضعیف ہیں مدار و معرکہ نزاع کا نماز صبح و عصر میں ہے سنت سے ثابت ہوا
کہ وہ نماز یہی نماز عصر ہے اس لیے اسی کیطرف جانا متعین ہے ابن ابی حاتم نے کتاب فضائل شافعی میں شافعی سے نقل کیا ہے

كُلُّ مَا قُلْتُ فَكَانَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِخِلَافِ قَوْلِيْ مِمَّا يَصِحُّ فَحَدِيْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَوْلٰى وَلَا تُقَلِّدُوْنِيْ اسیطرح ربیع و زعفرانی و امام احمد بھی شافعی سے راوی ہین ابن ابی الجارود کا لفظ شافعی رح سے یہ ہے
اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ وَقُلْتُ قَوْلًا فَاَنَا رَاجِعٌ عَنْ قَوْلِيْ وَقَائِلٌ بِذٰلِكَ ابن کثیر نے کہا فَهٰذَا مِنْ سِيَادَتِهٖ وَاَمَانَتِهٖ وَ
هٰذَا نَفَسُ اِخْوَانِهٖ مِنَ الْاَئِمَّةِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اسی جگہہ ماوردی نے قطعا یہ بات کہی ہے کہ مذہب شافعی کا یہ ہے کہ نماز وسطے
یہی نماز عصر ہے اگرچہ قول جدید وغیرہ مین اس بات پر نص کی ہے کہ مراد اُس سے نماز صبح ہے کیونکہ احادیث مین ہونا اوسکا نماز
عصر ثابت ہوا ہے ایک جماعت محدثین مذہب کی موافق اونکے ہے وللہ الحمد والمنۃ بعض فقہا نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ مذہب
شافعی یہ ہے کہ وہ نماز عصر ہے بلکہ نماز صبح پر تصمیم کی ہے کہ اونکا یہی ایک قول ہے ماوردی کہا بعض نے اس مسئلے مین دو
قول حکایت کیے ہین تقریر معارضات وجوابات کے لیے اور جگہہ ہے نہ یہ جگہہ ہم نے اوسکو علیحدہ لکھا ہے انتہے
مین کہتا ہون جسطرح شافعی نے یہ فرمایا ہے کہ حدیث کے مقابلے مین ہماری بات نہ مانو اسیطرح ائمہ ثلثہ سے بھی
مروی ہے نصوص ائمہ مجتہدین کے رسالہ جلیلۃ المنفعۃ مین لکھی گئے ہین اسی بنیاد پر ہر مسئلہ موافق حدیث مین کہہ سکتے
ہین کہ یہی قول ائمہ اربعہ کا ہے اگرچہ اہل رائے و مقلدین اس کو پسند نہ کرین **ف** فتح البیان مین ہے کہ مراد
صلوات سے نماز پنجگانہ ہے مراد محافظت سے یہ ہے کہ نماز کو شرائط وحدود و ارکان کے ساتھ وقت پر
ادا کیا جاوے وسطے تانیث ہے اوسط کی اوسط و وسط کہتے ہین عمدہ چیز کو جیسے وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً
وَّسَطًا یہ اُس وسط سے مشتق نہین ہے جسکے معنے متوسط ہونا ہے درمیان دو چیز کے بلکہ وسط بمعنے عدل و
خیار ہے یہ نماز اگرچہ نماز پنجگانہ مین داخل ہے مگر اسکو واسطے تشریف کے علیحدہ ذکر کیا اس نماز کی تعیین مین اٹھارہ
قول ہین جنکو علامہ شوکانی رح نے شرح منتقے مین ذکر کیا ہے ہر قول کا متمسک بیان کر کے یہ کہا ہے
کہ ارجح اقوال و اصح اقوال وہی ہے جدہر جمہور گئے ہین کہ وہ نماز عصر ہے پھر تفسیر فتح القدیر مین بعض احادیث
صحیح و حسنہ ذکر فرما کر یہ لکھا ہے کہ ان حدیثون مین تصریح ہے اس بات کی کہ مراد نماز عصر ہے اس باب مین صحابہ
سے بھی بہت آثار آئے ہین مگر جب حضرت سے ثابت ہوگیا تو اب کسی اور کی حاجت نہین ہے جو آثار
صحابہ خلاف حدیث مرفوع آئے ہین وہ لائق حجت نہین ہو سکتے قراءۃ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ جو مقتضی مغایرت
ہے روایت عروہ سے معارض ہے وہ کہتے ہین مصحف عائشہ مین یون تھا وَهِيَ صَلٰوةُ الْعَصْرِ اسکو ابن جریر نے
روایت کیا ہے حالانکہ اگلی قراءت کا نسخ بھی ثابت ہو چکا ہے جسکو عائشہ حفصہ ام سلمہ نے نقل کیا ہے غرضکہ
جو بات رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوئی ہے وہ کدورت معارضہ سے بالکل پاک صاف ہے

اہد اسیطرح کہا ہے بمعنے تمکو امت معتدل ۱۲

اوسی کو انہوں سے پکڑنا چاہیے باقی اقوال ایسے محض ہیں کسیطرح لائق حجت کے نہیں ہو سکتے یہ عدم حجیت بھی
اُس صورت میں ہے کہ کوئی معارض موجود نہ ہو یا پھر جسکا معارض موجود ہے اور وہ بھی اعلے درجہ کا صحیح وقوی
و ثابت ہو تو کسی طرح یہ اقوال کہ فلاں فلاں نماز فرض یا فلاں فلاں نماز نفل مراد ہے لائق التفات نہیں ہو سکتے ہیں حاصل
یہ کہ یہ ساری اقوال ہیں یا وہ صحیح یہی قول ہے کہ صلوٰۃ وسطےٰ نماز عصر ہے کیونکہ اس باب میں احادیث صحیحہ
وارد ہوئی ہیں انہیں **ف** قنوت کے معنی ہیں خشوع ذلت مسکینی خواری عاجزی کے یہ امر مستلزم ہے اس بات
کو کہ نماز میں بات کرنا نہ چاہیے اسی لیے جبکہ حضرت نے ابن مسعود کے سلام کا جواب نماز میں نہ دیا تو یہ عذر کیا
اِنَّ فِي الصَّلوٰةِ لَشُغلاً صحیح مسلم آیا ہے کہ معاویہ بن حکم سلمی سے فرمایا کہ یہ نماز ہے اسمیں کوئی بھی کلام مردم سے
لائق نہیں ہے یہ تو تسبیح تکبیر ذکر الله ہے زید بن ارقم نے کہا لوگ عہد حضرت میں اندر نماز کے اپنے ساتھی سے بات
چیت کرتے تھے کام کاج کو کہتے یہاں تک کہ یہ آیت اُتری ہمکو حکم ہوا کہ چپکے کھڑے ہوں رواہ احمد و الجماعۃ سوا
ابن ماجہ ایک جماعت علما پر یہ حدیث مشکل ہو گئی ہے اسلیئے کہ تحریم کلام اندر نماز کے مکے میں ہوئی تھی پہلے ہجرت مصطفےٰ
مدینے کے اور بعد ہجرت کے طرف ارض حبشہ کے جسطرح کہ حدیث ابن مسعود میں آیا ہے کہ ہم سلام کرتے تھے حضرت کو قبل
ہجرت کے طرف حبشہ کے اور وہ نماز میں ہوتے ہمکو جواب دیتے تھے جب ہم پھر کر آئے سلام کیا تو جواب نہ دیا ہمارا خیال
اِدھر اُدھر گیا جب سلام پھیر او فرمایا میں نے اس لیے جواب نہ دیا کہ میں نماز میں تھا الله جو چاہتا حکم چاہتا ہے کرتا ہے منجملہ اسکے
ایک حکم یہ ہے کہ نماز میں بات نہ کرو ابن مسعود پیر اُن مسلمانوں مہاجر حبشہ کے تھے پھر وہاں سے مکے میں آئے تب مدینے
کو ہجرت کی اور یہ آیت وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ بلا خلاف مدنی ہے اسلیئے یہ کہا ہے کہ زید بن ارقم نے جس کلام کی حرمت کا
مطالق ایسی سمجھ ہے کہ اس آیت سے تحریم کلام پر استدلال کیا ہے والله اعلم بعض نے کہا مطلب زید کا یہ ہے کہ یہ حرمت
بعد ہجرت کے ہوئی گویا دو بار کلام کرنا مباح و دو بار حرام ٹھیرا ابن کثیر کہتے ہیں ایک گروہ نے ہمارے اصحاب میں سے اسی کو
اختیار کیا ہے مگر پہلی بات ظاہر تر ہے حدیث ابن مسعود کو جسمیں ذکر رد جواب سلام کا ہے ابو یعلیٰ نے بھی روایت
کیا ہے اہل علم نے کہا قنوت کو تیرہ معنے میں ان معنوں کو شوکانی نے نیل الاوطار میں ذکر کیا ہے مسک الختام شرح بلوغ المرام
میں بھی درج ہیں یہاں معنے سکوت متعین ہے بدلیل حدیث مذکور وہ قنوت اور ہے جو نماز صبح یا وتر میں پڑھی جاتی ہے
اسمیں احادیث مختلف آئی ہیں کسی میں رکوع سے پہلے کسی میں بعد رکوع کے کسی میں سب نمازوں میں کسی میں بعض نماز
میں کسی میں مختص بنوازل کسی میں مطلقاً بلا اختصاص آیا ہے راجح یہ ہے کہ خاص ہے ساتھ نوازل کے اسکی بحث
شرح منتقےٰ میں مفصل مرقوم ہے **ف** بعد تاکید ادائے نماز فرض کے حالت شغل کا حکم فرمایا کہ جب نماز

روبقبلہ کہاں حالت التحام حرب قتال میں استعمال جنگ کے ادا ہو سکے تو پھر جس حال میں ہو سکے پڑھ لے سوار ہو یا پیادہ
روبقبلہ یا غیر قبلہ ابن عمر سے یوں ہی نقل ہے نافع کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بات ابن عمر نے حضرت سے روایت کی ہے
رواہ البخاری و دوسرا لفظ مسلم کا یہ ہے کہ اگر خوف سخت ہو تو سوار یا پیادہ اشارے سے پڑھ لیں عبداللہ بن انیس
کہتے ہیں کہ مجھ کو جب حضرت نے واسطے قتل خالد بن سفیان کے بھیجا اور وہ طرف عرنہ یا عرفات کے تھا وقت نماز عصر کا آگیا تو میں نے کہا
کہ میں ڈرتا ہوں کہ ایسی دیر ہو جاوے وقت نماز کے پس میں چلتا تھا نماز پڑھتا اشارہ کرتا رواہ احمد و ابو داؤد باسناد جید ابن کثیر نے کہا یہ اللہ کی رخصت ہے جو اس نے بندوں کو دی
ہے اشعار و جلال کو نہیں چھوڑتا روایا ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ سوار اپنی سواری پر پیادہ اپنے دونوں پاؤں پر اور یہی قول ہے
حسن مجاہد مکحول سدی حکم مالک اوزاعی ثوری کا اتنا زیادہ کہا ہے کہ جدھر منہ ہو کریں لوٹ پھر اشارہ کرتا جائے امام احمد نے کہا نماز خوف
بعض اوقات میں ایک ہی رکعت ہوتی ہے جبکہ دو لشکر آمنے سامنے ہوں یہی مطلب ہے حدیث ابن عباس کا جس کو مسلم
و ابن جریر و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ فرض کیا اللہ نے نماز کو زبان پر تمہارے پیغمبر کی حضر میں چار سفر میں دو خوف
میں ایک رکعت یہی قول ہے حسن بصری و قتادہ و ضحاک وغیرہم کا اسیطرف جابر بن عبداللہ بھی گئے ہیں اسی کو
ابن جریر نے بھی اختیار کیا ہے اس نماز کو نماز مسایفہ کہتے ہیں یعنی وہ نماز جو وقت سیف چلنے کے پڑھی جاوے
بخاری کا لفظ یہ ہے باب الصلوٰۃ عند مناهضۃ الحصون ولقاء العدو یعنی وہ نماز جو وقت قلعہ گیری و ملاقات
دشمن کے پڑھی جاتی ہے اوزاعی نے کہا اگر فتح مہیا ہے مگر نماز نہیں پڑھ سکتے تو ہر آدمی الگ الگ اشارے سے پڑھ لے
اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو کشف قتال تک تاخیر کرے پھر امن میں ہو کر دو رکعت پڑھے ورنہ ایک رکعت دو سجدے یہ بھی نہ ہو سکے
تو صرف تکبیر کافی نہ ہوگی دیر کرکے بعد امن ادا کرے یہی قول ہے مکحول کا انس بن مالک نے کہا جنگ تستر کی ہے وقت فجر کی
ایک قلعے پر لڑائی گرم ہوئی نماز نہ پڑھ سکے مگر دن چڑھے ہم ہمراہ ابو موسیٰ کے تھے مجھ کو اس نماز کے بدلے دنیا و مافیہا کی کچھ
خوشی نہیں یہ لفظ ہے بخاری کا پھر یہ حدیث تاخیر نماز عصر کو دن خندق کے بوجہ عذر جہاد تا غروب آفتاب ذکر کیا ہے
اسیطرح وہ حدیث جس میں آیا ہے کہ دو شخصوں کو طرف بنی قریظہ کے بھیجا تھا راہ میں وقت نماز عصر کا آیا ایک شخص نے
پڑھی دوسرے نے غروب تک نہ پڑھی حضرت نے دونوں پر ملامت نہ کی اس سے معلوم ہوا کہ مختار بخاری یہی قول ہے
جمہور اسکے خلاف ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ نماز خوف جس صفت پر سورۂ نساء اور حدیثوں میں آئی ہے
غزوہ خندق میں مشروع نہ ہوئی تھی بلکہ بعد اسکے ہوئی جسطرح حدیث ابو سعید وغیرہ میں تصریح آیا ہے
بخاری و اوزاعی و مکحول کا جواب یہ ہے کہ مشروعیت اس نماز کی بعد غزوہ مذکور کے کچھ منافی اس کے جواز
کو نہیں ہے حنفیت ہے تو جائز نہیں رہے گی صحابہ نے زمانہ عمر رضی اللہ عنہ میں وقت فتح تستر کے اسی طرح

کیا تھا یہ بات مشہور ہے کسی نے انکا اسکا ہمسں کیا فتح البیان میں لکھا ہے کہ اس آیت سے یہ نکلا کہ یہ نماز
ہر حال میں بحسب امکان لازم ہے یہ نماز خوف و خطر حضر ہے ایک وقت قتال کے یہاں یہی نماز مراد ہے دوسری
وقت غیر قتال کے اوسکا ذکر سورۂ نساء میں آویگا لیکن پھر فرمایا جب تم خاطر جمع ہو تو اسی طرح پڑھو جیسا
تم کو حکم دیا ہے یعنی رکوع سجود قیام قعود تشہد درود پورا ادا کرو کوئی کسر نہ چھوڑو اللہ کا شکر بجا لاؤ اسکا ذکر
اوسیطرح کہ بعد ذکر نماز خوف ارشاد فرماتا ہے فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ
کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا جو حدیثیں بیان میں صفت نماز خوف کے آئی ہیں ذکر اونکا سورۂ نساء میں ہے اس آیت سے لیکے اونکا
وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوۃَ الآیۃ وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ
مَّتَاعًا اِلَی الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَ
اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ ۝ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَکُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّکُمْ
تَعْقِلُوْنَ ۝ جو لوگ تم میں مر جاویں اور چھوڑ جاویں تم میں عورتیں وصیت کر دیں اپنی عورتوں کو خرچ دینا ایک برس تک
نکال دینا پھر اگر وہ نکل جاویں تو گناہ نہیں تم پر جو کچھ کریں اپنے حق میں دستور کی بات اللہ زبردست ہے حکمت والا طلاق
والیوں کو خرچ دینا ہے موافق دستور کے لازم ہے پرہیزگاروں کو اس طرح بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے اپنی
آیتیں شاید تم بوجھ رکھو یہ حکم جب تھا کہ مردے کے اختیار پر رکھا تھا وارثوں کو دلوانا اب جو سب کے حصے اللہ پاک نے ٹھیرا دیئے
عورت کا بھی ٹھیرا دیا تو اب مردے کا دلوانا موقوف ہوا پہلے خرچ دینا جیسے جوڑا فرما دیا تھا بن طلاق پر کہ مہر ٹھیرا ہو یا نہ
لگایا ہو یہاں سب پر حکم فرمایا کہ سب طلاق والیوں کو جوڑا دینا بہتر ہے اور اس پہلی کو ضرور ہے اسجگہ حکم طلاق و
نکاح کے تمام ہوئے **ف** اکثر علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اگلی آیت سے یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ
اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا اس پر سے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ جب آیت منسوخ ٹھیری تو اسکا لکھنا کیا ضرور ہے اسکو کیوں
نہیں چھوڑ دیتے کہا اے بھتیجے میں کسی چیز کو اوسکی جگہہ سے نہیں بدلونگا یعنی مصحف میں جسجگہہ اسکو لکھا پایا وہیں رہنے
دیا روایت کیا بخاری نے ابن عباس نے کہا جس عورت کا شوہر مر جاتا اوسکو ایک سال کا نفقہ و سکنیٰ دیا جاتا تھا آیت میراث نے
اوسکو منسوخ کر کے ثمن یا ربع ترکہ شوہر سے قائم رکھا یہی قول ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین کا یعنی اگر بی بی ہے اولاد
ہے تو ثمن ملیگا نہیں تو ربع ملیگا حکم وصیت و نفقہ کا باقی نہ رہا چار ماہ دس روز نے اوسکو منسوخ کر دیا ابن المسیب نے کہا
ناسخ وہ آیت ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ مقاتل و قتادہ نے کہا نہیں بلکہ ناسخ آیت میراث ہے
بخاری نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ اللہ نے سال تمام میں سات ماہ بیس شب کو وصیت ٹھیرایا جب چاہے رہے چاہے

نکل جاوے یہی مطلب ہے لفظ غیر اخراج کا اگر نکل گئی تو کچھہ گناہ نہو اغرضکہ عدت بدستور واجب ہی ابن عباس نے کہا اس آیت
نے عدت کو نزدیک اہل کے منسوخ کر دیا اب جہان چاہے عدت کرے یہ غرض ہے غیر اخراج سے عطا نے
کہا چاہے نزد اہل کے پاس عدت کرے اوسکے گہر مین رہے چاہے کہین اور نکل جاوے میراث نے انکو سکنی کو منسوخ
کر دیا اب کہین چاہے ہو سکنی نہین یعنے اس آیت مین عدت یکسالہ پر دلالت نہین ہے جسطرح جمہور نے خیال کیا ہی
چار ماہ دس شب اوسکے ناسخ ہین بلکہ یہ تو دلیل ہے اس بات پر کہ زوجات کے لیے گہرون مین یکسال کامل تک میت کی
بعد وفات خود وصیت کر جاوے اگر انکی مرضی ہو اسی لیے یہ فرمایا ہے وَصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ یعنے اللہ تم کو اس
بات کی وصیت کرتا ہی کقولہ یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ وقولہ وَصِیَّةً مِّنَ اللّٰهِ یا یہ مطلب ہے کہ تم انکو یہ وصیت
کر جاؤ ابن جریر نے کہا لفظ وصیّۃ مرفوع ہے یعنے یہ وصیت تم پر فرض ہے انکو اس امر سے روکا نہ جاوے دلیل
غیر اخراج ہے جب چار ماہ دس روز گذر جاوین یا حمل وضع ہو اور وہ اس گہر سے باہر نکلنا چاہین تو انکو منع نکیا جاوے
لقولہ فَاِنْ خَرَجْنَ الآیۃ ابن کثیر نے کہا اس قول مین ایک اتجاہ اور اس لفظ مین ایک مساعدت ہی اسلیے ایک جماعت نے اسکو
اختیار کیا ہے منجملہ انکے امام ابو العباس بن تیمیہ رح ہین دوسرون نے اوسکو رد کیا انمین ایک ابن عبد البر ہین یہ قول
عطا کا کہ آیت منسوخ ہے آیت میراث سے اگر مراد اس سے زیادہ چار ماہ دس روز پر ہے تو ٹہیک ہے اور اگر مراد یہ ہے
کہ سکنی اتنی مدت کا ترکہ میت مین واجب نہین ہے تو اسمین درمیان ائمہ کے خلاف ہے شافعی نے دونو باتین کہی
ہین یہ بات کہ گہر مین شوہر کے تا عدت رہنا واجب ہے اسکی دلیل حدیث فریعہ بنت مالک ہے کہ انکا شوہر مر گیا نہ کہہ
چہوڑا نہ نفقہ حضرت نے فرمایا اوسی گہر مین رہو یعنے جسجگہ خبر موت پہنچی ہی جب تک کہ عدت پوری ہو عثمان بن عفان
نے سنکر اسی پر عمل کیا رواہ مالک واہل السنن ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہو **ف** ابن زید نے کہا جب اگلی آیت اتری
جسمین حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ ہے تو ایک آدمی نے کہا چاہون احسان کرون چاہون نہ کرون او سپر یہ آیت اتری
حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ بعض علمار نے اس آیت کو دلیل ٹہرایا ہے وجوب متعہ پر واسطے ہر مطلقہ کی خواہ مفوضہ یا مفروض لہا
یا مطلقہ قبل مسیس یا مدخول بہا شافعی وغیرہ سلف کا یہی قول ہے اسی کو ابن جریر نے بہی اختیار کیا ہی اور جو اہل علم
وجوب متعہ کے مطلقًا قائل نہین ہین وہ کہتے ہین متعہ اسی کے لیے ہے جسکا ذکر آیت عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ مین گذر چکا ہی
انکو ان نے جواب دیا کہ وہ آیت اس طرح کی ہے جسمین بعض افراد عموم کا ذکر کیا ہے کچھہ تخصیص نہین ہی مذہب مشہور
منصور یہی ہی کسی نے کہا اس آیت مین متعہ واجب غیر واجب دونون شامل ہین واجب اسکا ہے جسکو بنا و فرض
سے پہلے طلاق دی مستحب اسکا ہی جو باقی مطلقات ہین کسی نے کہا مراد متعہ سے اسجگہ نفقہ ہے ط

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً وَاللَّهُ يَقْبِضُ وَيَبْسُطُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جو نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے پھر کہا اللہ نے مر جاؤ پھر جلا دیا ان کو
اللہ تو فضل رکھتا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا جانتا
کون شخص ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو اچھا قرض کہ وہ اسکو دونا کرے کئی دونا اور اللہ تنگی کرتا ہے اور کشایش اسی پاس الٹے
جاؤگے **ف** پہلی امتوں میں ہوا ہے کہ کئی ہزار شخص گھربار لیکر اپنے وطن چھوڑ نکلے انکو ڈر ہوا غنیم کا لڑنے سے
جی چھپایا ڈر ہوا وبا کا اور بعضے ہوا القدر کہ ہر ایک سال میں سو کے سارے مر گئے پھر سات دن پیچھے بعد ایک پیغمبر کی دعا سے زندہ
ہوئے اگلے توبہ کر ان کا بیان اس لئے فرمایا کہ جہاد سے جی چھپانا باعث ہے موت کسی کو نہیں چھوڑتی اللہ کو قرض دینا
یہی کہ جہاد میں خرچ کرے تنگی کا اندیشہ نہ رکھے اللہ کے ہاتھ کشایش ہے **ف** ابن عباس نے کہا وہ چار ہزار تھے یا آٹھ ہزار
یا چالیس ہزار آدمی تھے ابو صالح نے کہا نو ہزار تھے وہب بن منبہ و ابو مالک نے کہا کچھ اوپر تیس ہزار تھے انکے گاؤں
کا نام داوردان تھا یہ قول ہے ابن عباس کا ابو صالح نے کہا واسط کی طرف کے تھے سعید بن عبدالعزیز نے کہا اذرعات کے تھے
عطا نے کہا یہ ایک کہاوت ہے علی بن عاصم نے کہا واسط سو ایک شہر ہے ابن عباس نے کہا طاعون سے بھاگے تھے کہا
یہی جگہ جاویں جہاں موت نہ ہو جب اس جگہہ پہنچے مر رہے سب کے سب ایک نبی کا گذر ہوا انکی دعا سے اللہ نے جلایا
بہت سے سلف نے کہا ہے یہ موسیٰ کے زمانہ میں بنی اسرائیل میں ایک شہر والے تھے اپنی زمین کی آب و ہوا ناسازگار ہوئی وہاں وبا
آئی پھر شہر سے بخوف وبا جنگل کو نکل بھاگے ایک وادی میں جا اترے وسعت دیکھ وہ لوگ مارے ان سے پھر گئے
اللہ نے دو فرشتے بھیجے ایک نے جانب علا سے وادی کے دوسرے نے جانب اسفل وادی سے ایک ایسی چیخ
ماری کہ سب کے سب مر رہ گئے جیسے کوئی ایک شخص مر جاتا ہے انکو حظیروں میں جمع کرکے دیواریں بنائیں گل سڑ کر
فنا ہو گئے بعد ایک زمانہ کے ایک نبی کا انبیائے بنی اسرائیل سے ادھر گذر ہوا انکو حزقیل کہتے تھے انہوں نے
اللہ سے کہا کہ انکو میرے ہاتھ پر زندہ کر دے اللہ نے انکی دعا قبول کی کہا تم یوں کہو اے بوسیدہ ہڈیو اللہ
تم کو حکم کرتا ہے کہ تم سب اکٹھی ہو جاؤ سارے استخوان ہر جسم کے ایک دوسرے سے ملنے لگے پھر فرمایا انکو پکار کر کہو
اے ہڈیو اللہ حکم فرماتا ہے کہ تم گوشت پوست رگ پٹھے پہن لو چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر فرمایا کہ روحو اللہ حکم
دیتا ہے کہ تم اپنے اپنے بدن میں جا گھسو آنا دیکھا تھا سب کے سب زندہ ہو کر بیٹھ گئے ایک خواب دراز سے

سے بعد اللہ نے اونکو جلایا اور وہ کہنے لگے سُبْحَانَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ اونکے زندہ کرنے میں بڑی عبرت و دلیل قطعی ہے وقوع
معاد جسمانی پر دن قیامت کو اسی لیے اللہ نے فرمایا کہ اللہ کا لوگوں پر فضل ہے کہ اونکو ایسی آیات باہرہ و حجج قاطعہ و دلالات
واضحہ دکھلاتا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے جو نعمت اللہ نے اونکو دین و دنیا میں دی ہے اوسکا شکر ادا نہیں کرتے اس قصہ
سے یہی معلوم ہوا کہ حذر قدر سے نہیں بچاتا سے بجز اللہ کے کوئی جائے پناہ نہیں پس جو وہ لوگ وبا سے بھاگ کر
بطلب طول حیات باہر نکلے تھے بخلاف اونکے مقصد کے ہوا ایک آن میں سب موت نے جلدی سے آکر پکڑ لیا اسی قبیل کی
حدیث صحیح ہے آنحضرت نے فرمایا جب کسی زمین میں وبا ہو اور تم وہاں ہو تو وہاں سے نہ بھاگو اور جب سنو کہ کسی زمین میں وبا
ہے تو وہاں مت جاؤ رواہ احمد واخرجاہ فی الصحیحین بطریق اخر ہے **ف** فتح البیان میں لکھا ہے کہ آٹھ دن بعد یا زیادہ ایام کے
جی اوٹھے یہ امر انکو بتحویل تھا مدت تک مردہ رہکر اوٹھے اور ہر ایک پر موت کا اثر معلوم ہوتا تھا جو کپڑا پہنے تھے وہ کفن کیطرح ہو جاتا
یہ علامت مدت تک اونکے اسباط میں رہی کسی نے کہا وہ پیغمبر حزقیل علیہ السلام تھے اونکو ابن العجوز و ذو الکفل بھی بولتے
ہیں یہ تیسرے خلیفہ تھے بنی اسرائیل میں کیونکہ بعد موسے علیہ السلام کے یوشع ہوئے پھر کالب پھر حزقیل مجدد مفسرین
نے اس قصہ کو طرح طرح بیان کیا ہے اسکے ذکر میں کچھ بڑا فائدہ نہیں ہے حاصل یہی تھا جو کہدیا گیا اس قصہ میں دونوں
کے لیے عبرت ہے جو مرکر جئے اور جنہوں نے اونکو دیکھا حضرت عیسے علیہ السلام کے ہاتھ پر بھی بعض
مردے جی اوٹھے تھے اور بہت نصاری نے اونکو اللہ یا اللہ کا بیٹا سمجھ لیا یہ خیال نہ کیا کہ عیسے کی قوم میں جو یہ مردے
خدا کے حکم سے جلائے تھے تو حزقیل علیہ السلام نے چار ہزار ملک کے قوم زندہ کرادیے وہ معجزہ بڑا ہوا یا یہ معجزہ مگر
اونکو کسی نے خدا کہا نہ خدا کا فرزند بہرحال اللہ تعالی نے اسجگہ یہ حکایت پر عبرت و شکایت بیان فرما کر سمجھایا
کہ جسطرح تدبیر تقدیر سے نہیں بچاتی اسی طرح جہاد کرنے سے کسی کی موت جلدی آتی نہ دیر میں بلکہ اجل محتوم مقرر
مضبوط مقدر متعین ہے نہ اوس سے بڑھے نہ اوس سے گھٹے کما قال تعالی الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ
وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○ وقال تعالی وَقَالُوا رَبَّنَا
لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ الی قوله فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ابن کثیر کہتے ہیں امیر
جیوش مقدم عساکر حامی حوزہ اسلام سیف مسلول خدا ابو سلیمان خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں
نے حالت سیاق موت میں کہا کہ میں فلاں فلاں موقف میں حاضر ہوا میرا کوئی عضو ایسا نہیں ہے کہ جسمیں کوئی تیر یا
نیزہ یا تلوار کا زخم نہ ہو اب میں فرش پر یوں مرتا ہوں جیسے کوئی گدہا مرتا ہو خدا کرے نامردوں کی آنکھوں کو نیند نہ
آوے یعنی اونہوں نے اس آیت پر تاسف کیا کہ ہائے کسی لڑائی میں کیوں نہ مارا گیا ایسی موت پر بالائی فرش ماتم کیا

رکھ دیا یا اسے چیونٹی جو روٹی سے کاٹ کر زہر ملا کر قیمت ہے بات کہتا ہے دمیری حیات کے **ف** سو اللہ کے ایسے
بندوں کو قرض حسن دینے پر آمادہ کیا کہا اسکے بدلے کئی حصے زیادہ ملیگا مراد اس قرض سے خرچ کرنا ہے راہ خدا
میں جہاد ہو یا اور کچھ مگر جہاد میں سب سے بہتر ہے یہ آیت پاک قرآن شریف میں کئی جگہ آئی ہے حدیث
رسول میں آیا ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کون قرض دیتا ہے کہ نہ محتاج ہو نہ ظالم ابن مسعود کہتے ہیں جب
یہ آیت اتری ابو الدحداح انصاری نے کہا اے رسول خدا کیا اللہ ہمسے قرض لیا چاہتا ہے فرمایا ہاں کہا ذرا ہاتھ
تو مجھے دکھا حضرت نے ہاتھ دیا کہا میں نے اپنا باغ چار دیواری والا اپنے رب عزوجل کو قرض حسن دیا اس باغ میں چھ سو
درخت کھجور کے تھے ام الدحداح وہیں رہتی تہیں اور انکے عیال بھی اسی جگہ تھے انہوں نے آن کو پکارا اے ام الدحداح
کہا لبیک کہا نکلو میں نے یہ باغ اپنے رب عزوجل کو قرض دیدیا ہے رواہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ عن عمر مرفوعا نحوہ
عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ سلف نے کہا مراد قرض حسن سے انفاق فی سبیل اللہ ہے بعضے نے کہا نفقہ عیال ہے کسی نے کہا
مراد تسبیح تقدیس ہے یہ فرمایا کہ اس قرض کا کئی گنا اجر ہوتا ہے مثل قولہ تعالے ہو مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ حدیث ابی
ہریرہ میں مرفوعا آیا ہے کہ اللہ نیکی کو دو لاکھ گنا کر دیتا ہے رواہ ابن ابی حاتم ترمذی میں ابن عمر سے مرفوعا آیا ہے
جو شخص کسی بازار میں گیا پھر اوسنے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ اللہ اوسکے لیے ایک لاکھ نیکی لکھ لیتا ہے ایک لاکھ بدی مٹا دیتا ہے ابن عمر نے کہا جب آیت اتری مَثَلُ
الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ الآیہ حضرت نے فرمایا الٰہی میری امت کو زیادہ دے تب یہ آیت اتری کہ ہے کوئی اسکو زیادہ کرا سو یہ آیت اتری اِنَّمَا يُوَفَّى
الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ رواہ ابن ابی حاتم کعب احبار نے کہا کہ جب اللہ بطریق بہو اتو اسکا کچھ سوال
بیں ہے پھر فرمایا کہ تم تو خرچ کرو پرواہ نکرو اللہ رازق ہے جسکو چاہے کم دے جسے چاہے زیادہ یہ اسکی حکمت ہی جانے ابن
عمر نے کہا حضرت فرماتے ہیں دل بنی آدم کے درمیان دو انگشت کے ہیں اصابع رحمن سے جیسے ایک دل جدھر چاہے
اوسکو پھیر دے کہا اے اللہ پھیرنے والے دلوں کے ثابت رکھ ہمارے دل اپنی طاعت پر رواہ مسلم اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ

اِسْرَآءِيْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ

عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ

فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ تو نے نہ دیکھی ایک جماعت بنی
اسرائیل بعد موسے کی جب کہا اپنے نبی کو کھڑا کر دے ہمکو ایک بادشاہ کہ ہم لڑائی کریں اللہ کی راہ میں وہ

ہوا کہ یہ بھی توقع ہے تم سے کہ اگر حکم ہو تمکو لڑائی کا تب نہ لڑو بولے ہمکو کیا ہوا کہ ہم نہ لڑین اللہ کی راہ مین ہمکو نکال
دیا ہے ہمارے گہر سے اور بیٹون سے پہر جب حکم ہوا انکو لڑائی کا پہر گئے مگر تہوڑے اللہ کو معلوم ہین گنہگار
ف بعد حضرت موسی کے ایک مدت بنی اسرائیل کا کام سنورا رہا پہر جب انکی نیت بری ہوگئی اونپر غنیم مسلط ہوا جالوت
پادشاہ کافر نے اونکی اطراف کے شہر چھین لیے لوٹا اور بندی پکڑ لے گیا وہان کے بہاگے لوگ شہر بیت المقدس مین
جمع ہوئے حضرت شمویل پیغمبر سے چاہا کہ کوئی پادشاہ با اقبال مقرر کردو کہ بغیر سردار با اقبال ہم لڑ نہین سکتے ف
قتادہ نے کہا یہ نبی یوشع بن نون تھے ابن جریر نے کہا یعنے ابن افرائیم بن یوسف بن یعقوب مگر یہ قول بہت بعید ہے
اسلیے کہ وہ نبی موسے کے بعد ایک زمانہ دراز کے بعد ہوئے تھے یہ ماجرا زمانہ داؤد علیہ السلام مین ہوا جسطرح قصے مین تصریح
آچکی ہے داؤد موسے کے بیچ مین ہزار برس سے زیادہ گذرا سدی نے کہا وہ شمعون تھے مجاہد نے کہا شمویل تھے
وہب بن منبہ نے کہا بنی اسرائیل بعد موسے کے طریق استقامت پر تھے ایک زمانہ تک پہر انہون نے بدعات نکالی بعض
نے بتون کو پوجا انمین ہمیشہ انبیا ہوتے امر بمعروف نہی عن المنکر کرتے ہین توریت پر اونکو قائم رکہتے یہانتک کہ جو کچھ
کیا سو کیا اللہ نے اونپر دشمنون کو غالب کر دیا اعدا نے قتل عظیم کیا ایک خلق کو قید کر لیا بہت سے شہر چھین لیے
ورنہ پہلے جس سے وہ لڑتے اوسپر غالب آتے تھے یہ اسلیے تہا کہ اونکے پاس توریت و تابوت تہا زمانہ قدیم سے ارث
مین چلا آتا تہا جب گمراہی مین بڑہ گئے تو بعض ملوک نے بعض حربون مین اوس تابوت کو اونسے چھین لیا توریت علیحدہ
کوئی حافظ توریت باقی نہ رہا مگر بہت کم نبوت بہی اسباط سے جاتی رہی سبط لاوی جنمین انبیا ہوتے تھے اون مین سوا
ایک عورت حاملہ کے کوئی باقی نہ رہا اس عورت کو لیکر ایک گہر مین حفاظت سے رکہا کہ شاید اللہ بیٹا دے وہ نبی ہو وہ
عورت بھی ہمیشہ اللہ سے دعا مانگتی تہی کہ اوسکو بیٹا ملے اللہ نے اوسکا پکارنا سن لیا ایک لڑکا دیا اوسکا نام اوسنے
شمویل کہا یعنے اللہ نے میری دعا سن لی بعض نے کہا شمعون نام رکہا دونون کے ایک ہی معنے ہین اوس لڑکے کی [illegible]
نشو ونما پایا اللہ نے اچھی طرح اوسکو اوٹھایا اوگایا جب عمر انبیا کو پہونچا اللہ نے وحی کی حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو طرف
توحید خدا کے بلاؤ جب اونہون نے بلایا کہا ہمارے لیے ایک پادشاہ مقرر کرو کہ اوسکے ساتھ ہوکر ہم لڑین غنیم
کوئی پادشاہ نہ تہا نبی نے کہا اگر اللہ نے پادشاہ مقرر کیا اور تم نہ لڑے تو یہ کیا ہوگا کہا بہلا ہم کسطرح نہ لڑینگے
ہمارے شہر ہاتھ سے نکل گئے ہمارا اخراج ہوا ہماری اولاد قید ہوگئی اللہ نے فرمایا جب ہم نے اونپر قتال کو لکہ
دیا فرض کر دیا تو سب پہر گئے مگر تہوڑے جو پہر گئے وہ بقیہ ستر ہزار تھے قلیل انکے سوا تھے وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ

اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوٓا أَنّٰى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً

مِنَ الْمَالِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ

وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ کہا اونکو اونکے نبی نے اللہ نے کہڑا کر دیا تمکو طالوت بادشاہ بولے کہاں ہوگی اسکو سلطنت ہمارے اوپر اور ہمارا حق زیادہ ہے سلطنت میں اُس سے اور نہیں ملی اوسکو کشایش مال کی کہا اللہ نے اوسکو پسند کیا تم سے اور زیادہ کشایش دی عقل میں اور بدن میں اللہ دیتا ہے اپنی سلطنت جسکو چاہے اللہ کشایش والا ہے سب جانتا طالوت کی قوم میں آگے سے سلطنت نہتی کسب کرتا تہا انکی نظر میں حقیر تہا نبی نے فرمایا کہ سلطنت حق کسی کا نہیں ہے بڑی لیاقت عقل ہے بدن کی کشایش یہ تہی کہ اللہ نے پیغمبر کو ایک عصا دیا کہ جس شخص کا قد اوسکے برابر ہو سلطنت اسکو ہے طالوت کا قد اوسکے برابر آیا **ف** ابن کثیر نے کہا جب بنی اسرائیل نے نبی سے یہ درخواست کی کہ کوئی بادشاہ مقرر کرو تو اونہوں نے طالوت کو مقرر کیا یہ ایک لشکری آدمی تہا خاندان شاہی میں سے نہ تہا کیونکہ بادشاہی سبط یہودا میں چلی آتی تہی یہ اوس سبط سے نہ تہا اسلیئے اُنہوں نے انکار کیا کہ ادہر تو سبط سلطنت سے نہیں ہے اودہر فقیر محتاج آدمی ہے یہ کسطرح بادشاہ ہو سکتا ہے کسی نے کہا طالوت سقا تہا کسی نے کہا دباغ تہا اونکو پیغمبر کی اطاعت چاہیئے تہی نہ تمرد پیغمبر نے کہا اسکو اللہ نے مقرر کیا ہے مجھے بھی اپنی طرف سے پسند نہیں کیا اسکے سوا وہ علم و شکل و قوت میں تم سے زیادہ ہے جنگ اللہ موتہ سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کا عالم شکیل حسین قوی زبردست عالی ہمت ہونا چاہیئے پھر یہ کہا اللہ حاکم ہے جو چاہے سو کرے اُس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا وہ جس سے چاہے پوچھے وہ علیم حکیم خلق پر رؤف رحیم ہے فتح البیان میں کہا ہے کہ طالوت عجمی نام ہے کسی نے کہا چرواہا تہا کسی نے کہا مزدوری تہا جیسے کرایہ دار عبرانی میں نام اسکا شاول بن قیس ہے وہ سبط بنیامین بن یعقوب سے تہا اس آیت میں دلیل ہے بطلان قول شیعہ جو امامت کو موروث بتلاتے ہیں

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ کہا اونکو اونکے نبی نے نشان اسکی سلطنت کا یہ ہے کہ آوے تمکو صندوق جسمیں ہے جمعی تمہارے رب کی طرف سے اور کچھہ بچی ہوئی چیزیں جو چھوڑ گئے موسی اور ہارون کی اولاد اوٹہا لاویں اسکو فرشتے اسمیں نشانی پوری ہے تمکو اگر یقین رکھتے ہو **ف** بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تہا اوسمیں تبرکات تہے حضرت موسی اور ہارون کے لڑائی کے وقت سردار کے آگے لیچلتے دشمن پر حملہ کرتے تو اسکو آگے دہر کر اللہ فتح دیتا جب مدت ہوگئی وہ صندوق انسے چہین گیا غنیم کے ہاتہ لگا اب جو طالوت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کی وقت انکے گہر کے سامنے آ موجود ہوا جس وقت کہ غنیم کے شہر میں جہاں رکہا تہا اُس پر بلا پڑی پانچ شہر ویران ہوئے تب ناچار ہو اُنہوں نے دو بیلوں پر لادکر ہانک دیا پھر فرشتے

بیلون کو ہانک کر یہان لے آئے **ف** ابن کثیر نے کہا پیغمبر نے کہا علامت برکت طالوت کی تمپر یہ ہے کہ جو تابوت
سکینہ تم سے چہن گیا ہے وہ تمکو واپس ملجاویگا سکینہ کے معنی ہین وقار وجلالت کے یہی قول ہے قتادہ کا ربیع نے کہا مراد
رحمت ہے یہی قول ہے ابن عباس کا حسن وعطا نے کہا مراد آیتین ہین اللہ کی جس سے خاطر جمعی حاصل ہو کسی نے کہا سکینہ
ایک طشت تہا جسمین پیغمبرون کے دل دہوئے جاتے تہے اللہ نے وہ طشت موسی علیہ السلام کو دیا اونہون نے اُسمین الواح
توریت کو رکہا ایک قول ابن عباس کا یہی ہے علی مرتضی نے کہا سکینہ کا مونہ مثل انسان کے ہے وہ ایک روح ہفافہ
ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ ایک ہوا ہے متحرک اسکے دو سر تہے مجاہد نے کہا دو بازو اور ایک دم ہے وہب بن منبہ نے کہا
ایک سر تہا بلی کا جب وہ اندر تابوت کے بلی کی آواز کرتا تو اونکو فتح نصیب ہوتی دوسرا لفظ یہ ہے کہ وہ ایک روح تہی اللہ کی
جب کسی بات مین اختلاف کرتے تو وہ انکو خبر صحیح بیان کر دیتی ابن عطیہ نے کہا صحیح یہ ہے کہ تابوت مین کچہہ ہین چیزین
بقایائے آثار انبیا سے تہین دل اوسکو دیکھکر تسکین پکڑتے تہے جی قوی ہو جاتے تہے شوکانی رح نے فتح القدیر مین بعد ذکر اقوال
مذکورہ کے بیان سکینہ مین یہ لکھا ہے کہ شاید یہ تفاسیر متناقضہ اعدائے اسلام کی طرف سے یہود کے پہونچی ہین اللہ انکو غارت کرے
کہ انہون نے یہ باتین بقصد تلاعب اہل اسلام وتشکیک مسلمین کے بنائی ہین تم دیکھو تو کہیں سکینہ کو کوئی حیوان بتایا
کہیں جماد کہا کہیں ایک شے لا یعقل ٹہرایا یہی حال ساری منقولات بنی اسرائیل کا ہے کہ باہم متناقض ہین ایسے امور
پر مشتمل ہین جو عقل سے باہر ہین یہ بات کسی طرح صحیح نہین ہو سکتی ہے کہ یہ تفاسیر متناقضہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے مروی ہون نہ کسی قائل کی رائے معلوم ہوتی ہے ان لوگون کا مرتبہ اس سے زیادہ رفیع تہا کہ وہ تفسیر بالرائے
کرتے ایسی بات کہتے جس مین اجتہاد کو بہی کچہہ دخل نہین ہے جب یہ بات ٹہری تو اب واجب یہ ہے کہ رجوع طرف لغت
کے کیا جاوے لغت مین جو معنے سکینہ کے آئے وہ معروف مشہور ہین ان امور متعسفہ متناقضہ کا اختیار کرنا کیا
حاجت اللہ پاک نے کشایش رکہی ہے نہ تنگی اگر کوئی تفسیر سکینہ کی حضرت سے ثابت ہوتی تو ہمپر وہی کہنا واجب ہوتا
ولکن کسی وجہ صحیح سے کوئی تفسیر نہین آئی ہے سکینہ بعض صحابہ پر وقت تلاوت قرآن شریف کے اترا ہے جسطرح
صحیح مسلم مین براء سے آیا ہے کہ ایک مرد سورہ کہف پڑہتا تہا اوسکے پاس اوسکا گہوڑا بندہا تہا ایک بادل نے آکر ڈہانپ
لیا وہ گہوڑا بدکنے لگا سکینہ اُس شخص سے نزدیک ہونے لگا جب صبح ہوئی حضرت سے کہا فرمایا وہ سکینہ تہا جو
بسبب قرآن پڑہنے کے نازل ہوا اس حدیث مین فقط اتنا ہے کہ جس چیز کا نام حضرت نے سکینہ فرمایا وہ ایک بادل تہا
جو گرد اُس قاری کے پہر رہا **ف** ابن عباس نے کہا مراد بقیہ سے اسجگہہ عصا موسے علیہ السلام کا اور ٹکڑے
الواح توریت کے ہین یہی قول ہے قتادہ وسدی وربیع وعکرمہ کا ابو صالح نے کہا مراد عصائے موسی وعصائے ہارون

دو تختے توریت کے اور کچھ من ہے عطیہ نے زیادہ کیا کہ موسے و ہارون کے کپڑے بھی تھے ثوری نے کہا اوسکے دو
جوتے بھی تہے کسی نے کہا فقط توریت اور علم تہا کسی نے کہا عمامہ بھی تہا۔ برکات بنی اسرائیل کے رہتے
تہے و بالعرش بطور میراث چلی آتی ہے جب انہوں نے عصیان و فساد کیا تو اللہ نے اونپر عمالقہ کو مسلط کر دیا
اونہوں نے وہ تابوت لے لیا مراد آل موسے و آل ہارون سے خود موسے و ہارون ہیں یا انبیاء بنی یہودا۔ ابن عباس
نے کہا فرشتوں نے تابوت کو آسمان و زمین کے بیچ میں اوٹھا کر سامنے طالوت کے رکھدیا سب لوگ دیکھتے تہے سدی
نے کہا صبح کو طالوت کے گھر رکھا ملا سب یہود شمعون کو مان لیا طالوت کی اطاعت اختیار کی ثوری نے
بعض شیوخ سے نقل کیا ہے کہ فرشتے اوسکو ایک بیل پر لاد کر لائے یا دو گاؤ پر کسی نے کہا تابوت اریحا میں تہا
مشرکوں نے لیکر اسکو اپنے معبد میں بیچ ایک بڑے بت کے رکھا تہا صبح کو وہ بت کی سر پڑا گیا پھر اوسکو اوتار کر نیچے
تخت صنم رکھا پھر صبح کو اوسی صنم کے اوپر ہوگیا پھر اوسکو نیچے صنم کے گاڑ دیا صبح کو بت کی ہاتھ پاؤں ٹوٹے
اوسکو اوندھا پڑا ہوا پایا جانا کہ یہ بات انکے طرف سے ہے وہ اس امر کا مقابلہ نہیں کر سکتے ناچار اوسکو اپنے شہر سے
باہر کر کے گاؤں میں رکھدیا اوس گاؤں والوں کی گردنوں میں بیماری لگی ایک لڑکی نے جو منجملہ قیدیان بنی اسرائیل
تھی کہا تم اسکو بنی اسرائیل کو دیدو کیونکہ اس بیماری سے نجات ہو اونہوں نے دو بیل پر لاد کر چھوڑ دیا جو کوئی پاس اسکے
جاتا وہ مر جاتا یہاں تک کہ وہ دو بیل شہر بنی اسرائیل سے نزدیک ہو گئے بنی اسرائیل نے آکر اوسکو لیا کسی نے
کہا دو مرد جوان مخصوص نے پکڑا واللہ اعلم بعض کہتے ہیں تابوت ایک گاؤں میں تہا فلسطین کے گاؤں میں سے اوسکو وہ
کہتے تہے ابو صالح نے کہا تابوت میں کلمہ کتابت تہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ
السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ قتادہ و کلبی کا قول یہ ہے کہ سکینہ کہتے ہیں طمانیت
کو جس مکان میں وہ تابوت ہوتا وہاں کے لوگ مطمئن رہتے یہ قول اولی بصحت ہے اس بنا پر کہ جس چیز سے دل جمعی ہے
وہی سکینہ ہو سکتی ہے لیکن جبکہ اس باب میں کوئی نص صریح نہیں آئی ہے تو تصویب ایک قول کی تضعیف دوسرے
قول کی جائز نہیں بلکہ رجوع طرف لغت کی رہیگا جس طرح کہ اوپر گذر چکا ہے اس تابوت کے آنے میں دلالت تھی
صدق نبوت نبی موصوف پر اسی لیے یہ فرمایا کہ اگر تم ایماندار ہو تو طالوت کی اطاعت کرو فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ

بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ مُبْتَلِیْکُمْ بِنَھَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْہُ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْہُ فَاِنَّہٗ مِنِّیْٓ

اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَۃً بِیَدِہٖ فَشَرِبُوْا مِنْہُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْھُمْ فَلَمَّا جَاوَزَہٗ ھُوَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

مَعَہٗ قَالُوْا لَا طَاقَۃَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِہٖ قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوا اللّٰہِ کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ

بِإِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۵ پھر جب باہر ہوا طالوت فوجیں لیکر کہا اللہ تم کو
آزماتا ہے ایک نہر سے جسنے پیا پانی اوسکا وہ میرا نہیں اور جسنے نہ چکھا وہ میرا ہے مگر جو کوئی بھر لے ایک چلو اپنے
ہاتھ سے پھر پی گئے اوسکا پانی مگر تھوڑے انمیں پھر جب پار ہوا وہ اور ایمان والے ساتھ اسکے کہنے لگے قوت نہیں
ہمکو آج جالوت کی اور اوسکے لشکروں کی بولے جنکو خیال تھا کہ اونکو ملنا ہے اللہ سے بہت جگہ جماعت تھوڑی
غالب ہوئی بہت جماعت پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ ہے ٹھیرنے والوں کے **ف** طالوت کے نکلنے کو سب تیار
ہوئے حرص سے اوسنے تقید کیا کہ جو شخص جوان اور بے فکر ہو وہی نکلے ایسے ہی اسی ہزار نکلے اوسی جا تاکہ انکو
آزماوے ایک منزل پانی نہ ملا بعد اوسکے ایک نہر ملی اوسنے تقید کیا کہ ایک چلو سے زیادہ جو کوئی پیوے
میرے ساتھ نہ آوے تین سو تیرہ آدمی نکلے باقی سب موقوف ہوئے **لطیفہ** ایک بزرگ صوفی منش کو ایک امیر
کبیر نے بلایا کہا جو عہدہ مانگو وہ ملیگا اونہوں نے اوسکے جواب میں یہ رقعہ لکھدیا سپہر طالوت ما بدغرفۃ
ازان حلال ست باقی حرام **ہ** دراں دیار کہ شاہی بغیر گدا گشتہ + غنیمت کہ باز نہیں نماگشتہ **ف**
سدی نے کہا جس دن طالوت لشکر لیکر باہر نکلے اسی ہزار آدمی تھے ابن عباس نے کہا وہ نہر درمیان اردن و فلسطین
کے تھی اوسکو نہر شریعت کہتے ہیں جسنے چلو سے پانی پیا سیراب ہوا جسنے اور طرح پیا وہ پیاسا رہا یہی قول ہے
قتادہ و ابن شوذب کا سدی نے کہا چہتر ہزار نے پیا فقط چار ہزار ہمراہ رہگئے براء بن عازب کہتے ہیں ہم خبر کیا کرتے
تھے کہ اصحاب حضرت کے دن بدر کے تین سو اور کچھ اوپر دس شخص تھے ہم عدد اصحاب طالوت کے جو ہمراہ اوسکے نہر کے
پار ہوئے سوا مومن کے کوئی پار نہ ہوا روایت کیا ابن جریر نے اسی کے مثل بہت بخاری نے بھی روایت کیا ہے جنہوں
نے اپنی جماعت کو تھوڑا دیکھکر ہمت ہاری کہ ہم تھوڑے ہیں اور وہ بہت علما نے اونکو بہادر بنایا شجاعت
دلائی کہا اللہ کا وعدہ سچا ہے تم مت ڈرو فتح تو اللہ کی طرف سے آتی ہے کچھ کثرت عدد و عدد پر موقوف نہیں ہے
فتح المنان میں کہا ہے کہ طالوت بیت المقدس سے لڑنے کو نکلے اوسکے ساتھ ستر ہزار یا اسی ہزار یا ایک لاکھ
بیس ہزار شخص تھے سوا بوڑھے بیمار معذور کے کوئی نہ رہا تھا جو ساتھ نہ ہوا ہو انکا نکلنا سخت گرمی میں ہوا تھا
پانی کی شکایت ہوئی کہ ہمارے ساتھ کا پانی کافی نہیں ہو سکتا ہے اللہ سے دعا کرو کہ ہمارے لیے ایک نہر جاری
کرے اردن ایک جگہ ہے ریگستان والی بیت المقدس کے پاس وہاں وہ نہر تھی اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ پانی
کو بھی طعام کہتے ہیں ابن عباس نے کہا سب ہمراہی تین لاکھ تین ہزار تین سو تیرہ تھے سب نے پانی پیا مگر تین سو
تیرہ نے نہ پیا یہی تعداد حضرت کے اصحاب کی دن بدر کے تھی قتادہ نے کہا ہم سے ذکر ہوا ہے کہ رسول خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن بدر کے اپنے اصحاب سے فرمایا تم برابر تعداد اصحاب طالوت کے ہو جس دن جالوت سے مقابلہ
ہوا تہا قرطبی نے کہا جالوت کے لوگ ایک لاکہ ہتہیار بند تہے یہ بات مومنین نے بعد عبور نہر کے کہی جب انکی
کثرت دیکہی جو عاصی تہے وہ نہر ہی سے پار نہر کے نہ گئے کنارے پر رہگئے حیلہ انکی کثرت کا کیا یہ دوسرا قول
ہوا کہ قائل اس کلمے کا کون تہا وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا
وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ
وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ
ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ جب سامنے
ہوئے جالوت کے اور اسکی فوجوں کے بولے اے رب ہمارے ڈالدے ہم میں سختی مضبوطی سے ٹہیرا ہمارے پاؤں مدد کر ہماری
اس کافر قوم پر پہر شکست دی انکو اللہ کے حکم سے مارا داؤد نے جالوت کو اور دی اسکو اللہ نے سلطنت
اور تدبیر اور سکہایا اسکو جو چاہا اگر دفع نہ کراتے اللہ لوگوں کو ایک سے ایک تو خراب ہوجاوے ملک اللہ فضل رکہتا
ہے جہان کے لوگوں پر یہ آیتیں ہیں اللہ کی ہم تجکو سناتے ہیں تحقیق اور تو بیشک رسولوں میں ہے **ف** تین سو
تیرہ آدمیوں میں حضرت داؤد کا باپ اور یہ اور انکے چہہ بہائی تہے انکو راہ میں تین پتہر ملے بولے کہ ہمکو اوٹہالے جالوت
کو ہم ماریگے جب مقابلہ ہوا جالوت خود باہر نکلا کہ تم سب کو میں کفایت ہوں میرے سامنے آتے جاؤ پیغمبر نے حضرت
داؤد کے باپ کو بلایا کہ اپنے بیٹے مجھکو دکہاؤ اوسنے چہہ بیٹے دکہائے جو قد آور تہے داؤد کو نہ دکہایا وہ قد آور نہ تہے
بکریاں چراتے تہے پیغمبر نے انکو بلوا کر پوچہا کہ تو جالوت کو ماریگا او نے کہا مارونگا پہر اوسکے سامنے گئے وہ تین
پتہر فلاخن میں رکہکر مارے اوسکا ماتہا کہلا تہا اور تمام بدن لوہے میں غرق تہا ماتہے پر لگی پیچہے نکل گئی بعد اسکے
طالوت نے اپنی بیٹی انکو بیاہ دی طالوت کے بعد وہ پادشاہ ہوئے نادان لوگ کہتے ہیں کہ لڑائی کرنا میوں کا کام
نہیں ہے اس قصے سے معلوم ہوا کہ جہاد ہمیشہ رہا ہے اگر جہاد نہ ہو تو مفسد لوگ ملک کو ویران کریں **ف** اس آیت
شریف میں یہ فرمایا کہ جب گروہ بیان کئے مقابلہ جو تہوڑے اصحاب طالوت تہے اصحاب جالوت سے ہوا اور بہت سارے تہے تو اس
حزن ایمان سے نے دعا مدد کی اللہ نے انکی سن لی ان قلیل کو ان کثیر پر فتح بخشی ع شکست و فتح نصیبوں سے ہے
ولے پیر مقابلہ تو دل ناتوان نے خوب کیا + کہتے ہیں طالوت نے داؤد علیہ السلام سے وعدہ کیا تہا کہ اگر تم جالوت کو
مار ڈالوگے تو میں اپنی بیٹی تمکو دونگا اس وعدہ کو وفا کیا پہر احکام کو سارا ملک انہیں کے ہاتہ آگیا اوسپر مقرر ہوا کہ انکے
بے موت ہی عطا فرمائی حکمت سے مراد یہی موت عظیمہ ہے یہ نبوت اونکو بعد شمویل کے ملی اوسپر ایک جانب اورچہ تہا

کہ بعض علوم خاصہ بھی مرحمت ہوئے جسے چاہیں جیسی سکھا کیں اللہ نے جالوت کو مقابلہ طالوت میں شجاعت داؤد
علیہ السلام سے رفع دفع کیا اگر ایسا نہ ہو کرے تو زمین میں بڑی خرابی واقع ہو قال تعالیٰ ولولا دفع اللہ الناس
بعضہم ببعض لہدمت صوامع وبیع وصلوات ومساجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا ابن جریر
ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ سبب ایک مسلمان صالح کے سو گھر والوں سے بلا کو ٹال دیتا ہے جو اوسکے پڑوس
میں بستے ہیں پہر اس آیت کو پڑہا مگر یہ اسناد ضعیف ہے جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ سنوار دیتا ہے ایک مسلمان
صالح کے سبب سے اسکی اولاد اور اولاد کی اولاد اور گھر والوں کو اور جو اوسکے گھر کے ارد گرد رہتے ہیں ہمیشہ وہ اللہ کے
حفظ میں ہیں جب تک وہ شخص درمیان انکے ہے یہ حدیث بھی غریب ضعیف ہے اسکو ابن جریر نے روایت کیا ہے ثوبان سے
مرفوعاً کہا ہے تم میں ہمیشہ سات شخص ہوتے ہیں جنکے سبب سے تمکو مدد پاتی رزق ملتا ہے جب تک کہ اللہ کا حکم آوے یعنے
قیامت قائم ہو رواہ ابن مردویہ دوسری روایت انکی عبادہ بن صامت سے مرفوعاً یوں ہے کہ ابدال میری امت
میں تیس شخص ہوتے ہیں انہیں کے سبب سے رزق مطر نصرت ملتی ہے قتادہ نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ حسن انہیں ابدال
میں سے ہے لیکن یہ احادیث لائق غور محتاج صحت ہیں واللہ اعلم ف فتح البیان میں ہے کہ داؤد علیہ السلام کے باپ
کا نام ایشا یا زکریا ابن بشوی تہا یہ سبط یہوذا بن یعقوب سے تہے اللہ نے انکو ملک و نامی کیا بعد اسکے کہ چرواہے تہے
سب بھائیوں میں چھوٹے تہے بالغ بھی نہ ہوئے تہے زرد رنگ تہا بکری چرایا کرتے تہے جو اسوقت ہوئے سو پہلے کا ہے جب طالوت
چالیس برس جی کر مر گیا تو داؤد علیہ السلام نے سات برس سلطنت کی پہر انتقال فرمایا ثعلبی نے کہا نبی کو جسکے ملک
کو زوال نہین ھ مراد ارسطو کیر مسی + کہ ملکش قابلیت وذاتش عین + مفسرین نے اس قسم کے قصے بہت ذکر کیے ہیں
اللہ ہی جانے کہ حکمت سے مراد نبوت ہی یا لوہے سے زرہ بنانا یا چڑیوں کی بولی سمجھنا یا ہاتم کی آواز سمجھنا یا وہ زنجیر جسکے
پاس آکر بناؤ چلاتے تہے سو حضرت داؤد کے کوئی ایسا بادشاہ نہ ہوا کہ جسپر سب اسرائیل نے اتفاق کیا ہو پہلے سوئے
ایک سبط میں ملک ایک سبط میں نبوت ہوتا اللہ نے انکو ملک و نبوت دونو بخشی پہر انکے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو بادشاہ وہی کیا ابن
عباس نے کہا اللہ نمازی حاجی مزکی کے سبب سے بے نمازی بے حج بے زکوۃ سے بلاؤں کو دور کر دیتا ہے آخر آیت میں اللہ
نے حضرت کی دلکو تسلی و تقویت بخشی کہ تم رسول ہو جو اخبار صحیحہ و قصص قدیمہ بیان کرتے ہو یہ وحی ہے جبکہ تم کسی کتاب میں
اوسکو نہیں پڑہا کسی سے سنا سیکھا یہی دلیل ہے تمہاری رسالت پر اس آیت شریف پر دوسرا پارہ سیقول کا تمام
ہوا اور تیسرا الحمد تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا
عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا

جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۟ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۠ یہ سب رسول بڑائی دی ہمنے اُنمیں ایک کو ایک سے کوئی ہے کہ کلام کیا اُس سے اللہ نے اور بلند کیے بعضو کے درجے اور دیں ہمنے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو نشانیاں صریح اور زور دیا اوسکو روح پاک سے اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے اونکے پیچھے بعد اسکے کہ پہونچے اونکو صاف حکم لیکن وہ پھوٹ گئے پھر کوئی اونمیں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا اگر چاہتا اللہ نہ لڑتے لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہے **ف** اس آیت میں خبر دی ہے اس بات کی کہ ہم نے بعض رسل کو بعض پر فضیلت دی ہے کما قال تعالے وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا جسطرح کی وہ تین پیغمبر ہیں آدم موسیٰ و محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مضمون حدیث ابوذر میں نزدیک ابن حبان کے آیا ہے جسکے رجال ثقات ہیں اونکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح کہا ہے اور یہ درجہ بدرجہ بحسب نازل دیکھا جاتا ہے وہ حدیث ابوہریرہ کی جسمیں ایک مسلمان و ایک یہودی سے بات فضیلت موسیٰ و حضرت محمد کی کلامی ہوئی حضرت نے سنکر فرمایا تم مجھکو انبیا پر فضیلت نہ دو لوگ دن قیامت کے بیہوش ہو جاوینگے میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا دیکھونگا موسیٰ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں میں نہیں جانتا کہ مجھسے پہلے ہوش میں آئے یا طور کی بیہوشی بدلہ ہو گئی دوسری روایت میں یوں ہے کہ تم درمیان پیغمبروں کے تفاضل نکرو رواہ الشیخان سو اس حدیث کے کئی ایک جواب ہیں ایک یہ کہ یہ ارشاد قبل معلوم ہونے تفضیل کے تھا مگر اسمیں نظر ہے دوسرا یہ کہ بطور کسر نفس و تواضع کے فرمایا تیسرا یہ کہ ایسے محل تخاصم میں تفضیل سے نہی کی جو کھینچا کہ تفضیل بری بلاے و عصبیت سے دیا جاتا ہے پانچواں یہ کہ اختیار تفضیل کا اللہ کو ہے تمکو تمیز تو فقط انقیاد و تسلیم و ایمان لانا واجب ہے شوکانی فرماتے ہیں کہ یہ ساری جواب ضعیف ہیں ٹھیک بات یہی ہے کہ قرآن پاک میں یہ خبر دی ہے کہ بعض انبیا کو بعض پر فضیلت ہے سنت سے یہ معلوم ہوا کہ باہم انبیا کے تفاضل کرنا نہ چاہیے کچھ باہم آیت و حدیث کی تعارض نہیں ہے کہ ضرورت جمع کی ہو واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مراد رسل سے اس آیت میں یا تو ساری رسل ہیں یا وہ جنکا ذکر اس سورت میں آیا ہے یا وہ جنکی خبر حضرت تک پہونچی تفضیل سے مراد ہے کہ جو مرایا نے کمال ایک کو دیے وہ دوسرے کو مرایا نے کمال سے بڑھکر تھے سو جسمیں وہ کمالات اکثر ہیں وہ فاضل ہے دوسرا مفضول ہے قتادہ نے کہا اللہ نے ابراہیم کو خلیل کیا موسیٰ کو کلیم کیا عیسیٰ کو آدم کیطرح مٹی سے ساکر اپنا بندہ اپنا کلمہ اپنی روح ٹھیرایا داؤد علیہ السلام کو زبور دی سلیمان کو ملک عظیم بخشا جو لعد انکے پھر کسی کو نہ ملا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساری اگلے پچھلے گناہ بخشدیے مازن نے کہا امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل انبیا ہیں کیونکہ آپکی رسالت عام ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا اسی سے اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے بلا واسطہ طور پر ہمارے حضرت کو شب معراج میں
کلام کیا حدیث میں آیا ہی آدم ہی متکلم ہے درجات سے مراد عظمت مرتب ہی پاس اللہ کے یا مراد صاحب درجات سے
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں یا مراد ادریس علیہ السلام ہیں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا
یا مراد اولوالعزم ہیں یا ابراہیم علیہ السلام لیکن بات یہ ہی کہ اللہ نے اس شخص کو جسکے درجے بلند کیے مبہم رکھا ہی ہمکو تعرض
اوسکے بیان سے بدون برہان کتاب یا سنت نہ چاہیے سوان دونوں میں کوئی دلیل تعیین بعض مرفوع پر نہیں آئی جس
رائی اور ہم نے تعرض کیا تو یہ تفسیر بالرائے ٹھیری ایسی تفسیر پر وعید شدید آئی ہے یہ تفسیر وسیلہ ہے طرف تفضیل کے
اور تفضیل سے نہی کی ہی فتح القدیر میں کہا ہے کہ بہت سے ائمہ تفسیر نے جزم کیا ہے ساتھ اس بات کی کہ مراد بعض
مرفوع سے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اس دلیل سے کہ اللہ نے اونکو معجزات و مزایائے کمال و خصال فضل بخشی
ہیں مگر یہ دلیل مطلوب پر دلالت نہیں کرتی ہے بلکہ اس تعیین میں دو خطرے ہیں ایک تو تفسیر بالرائے ہونا دوسرے
داخل ہونا دائرہ تفضیل میں مانا کہ یہ نص صریح نہیں ہے لیکن بلا شبہہ شک در تعیین یہی طرف سبکے کیونکہ جسکو یقین ہوگا
کہ بعض مرفوع فلان پیغمبر ہے وہ طرف تفضیل اسکے ضرور منتقل ہوگا حالانکہ تفاضل منع ہے ہمارے حضرت کو اللہ نے اس بات
سے اختیار رکھا ہی کیونکہ اسکو فضائل و فواضل کیا کم ہیں جو وہ اسکے محتاج ہوں پھر جس بات سے حضرت نے منع کیا ہی ہمکو نہیں
گھسنا کیا حاجت ہم ناسمجھ ہیں جس میں پاؤں ہوں ہم عاصی ہیں تو ہمیں کیا حاصل **ف** مراد بینات سے معجزہ
صحیح و صحاحت دلائل قاطع بات ہیں جو عیسیٰ بن مریم کو دیے گئے تھے جیسے زندہ کرنا اموات کا اچھا کرنا بیمار روں کا روح
القدس سے مراد جبرئیل ہیں وہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ہر جگہ رہا کرتے تھے یہانتک کہ اللہ نے اونکو ساتوین آسمان پر اٹھا لیا
مراد اقتتال سے یہاں اختلاف ہے یعنی اگر اللہ چاہتا تو سب کے سب متفق رہتے اختلاف نہ ہوتا ولیکن اللہ نے اختلاف
چاہا اسلیئے مختلف ہوگئے کوئی ایمان لایا کوئی دیدہ و دانستہ کافر ہوا جس طرح نصاریٰ بعد مسیح کافر ہوگئے لیکن ارادہ اللہ
کا ہوتا ہی نہ کسی امر کا وہ جسے چاہی توفیق بخشتے جسے چاہی مخذول کری ایک شخص نے علی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ
قضا و قدر کا پوچھا تھا کہا یہ ایک اندھیرا رستہ ہی تو اوسمیں نہ چل پھر پوچھا کہا یہ ایک گہرا دریا ہی تو اسمیں نہ گھس پھر
پوچھا کہا یہ اللہ کا ایک بھید ہے جسکو تجھ سے مخفی رکھا ہے تو اسکی کرید نہ کر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ اے ایمان والو خرچ کرو کچھ
ہمارا دیا پہلے اس دن کے آنے سے جسمیں نہ بکنا ہی نہ آشنائی نہ سفارش اور جو منکر ہیں وہی ہیں گنہگار یعنی عمل کا
وقت یہی ہی آخرت میں نہ عمل بکتے ہیں نہ کوئی آشنائی سے دیتا ہے نہ کوئی سفارش سے چھڑا سکتا ہے جبتک

یکہ موالا تہوڑے سے اس آیت میں اللہ نے ایمان والوں کو یہ حکم فرمایا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اچھے کاموں میں ثواب کی باتوں میں
اپنا مال صرف کرو اور ٹھا لو دنیا کی زندگی میں جلدی سے خرچ کر لو ورنہ پھر قیامت میں نہ مال کام آوے گا نہ دوستی نہ نسب کما
قال تعالے فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ نہ کسی کی سفارش چلے گی رہ
نفعہم فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ اس ارشاد کا مطلب کہ کافر ظالم ہیں یہ ہے کہ اس دن سب سے بڑھکر وہی شخص ظالم ہوگا
جو اللہ سے کافر ہو کر ملیگا عطا بن دینار نے کہا ہے الحمد للہ کہ اللہ نے یوں فرمایا ہے کہ کافر ظالم ہیں یوں نہ فرمایا
کہ ظالم کافر ہیں فتح البیان میں کہا ہے کہ مراد صرف کرنے سے اسجگہ نزدیک بعض کے صدقہ فطر ہے بعض نے کہا یہ آیت
شامل ہے زکوۃ فرض و تطوع دونوں کو ابن عطیہ نے کہا یہی صحیح ہے لیکن ذکر قتال جو اسکے پہلے گذرا اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ مراد انفاق فی سبیل اللہ ہے قرطبی نے کہا اس تاویل پر بھی انفاق واجب ٹھیریگا کبھی مستحب یعنے وقت تعین غزو کو واجب و
وقت عدم تعین کے مستحب مگر ظاہر تر وجوب ہے اس آیت میں بھی شفاعت عموما نفی ہے مگر جسکے لیے اجازت دیگا
اسکی شفاعت ہوگی کیونکہ نصوص ثبوت شفاعت وجود بیچ درمیان مومنین کے باذن اللہ دال ہیں پس آیت
عام مخصوص ٹھیری یہ بھی معلوم ہوا کہ ظالم نفس ہے اسمیں مانع زکوۃ بھی داخل ہے جسکی اس وجہ سے کفر لازم آوے اسی لیے
ابوبکر صدیق نے مانعین زکوۃ پر جہاد کیا تھا امر انفاق کے سیاق میں تھے زکوۃ بھی داخل ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا
بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ اللہ اسکے سوا کسی کی بندگی نہیں جیتا
ہے سب کا تھامنے والا نہیں پکڑتی اوسکو اونگھ نہ نیند اسیکا ہے جو کچھ آسمان زمین میں ہے کون ایسا ہے کہ سفارش کرے
اسکے پاس مگر اوسکے اذن سے جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے اور پیٹھ پیچھے یہ نہیں گھیر سکتے اسکے علم میں سے
کچھ مگر جو وہ چاہے گنجائش ہے اسکی کرسی میں آسمان زمین کو نہیں تھکتا اسکے تھامنے سے وہی ہے اوپر سب سے
بڑا **ف** اس آیت الکرسی کی بڑی شان ہے حدیث مرفوع میں آیا ہے کہ یہ افضل آیت ہے کتاب اللہ میں ابی بن کعب سے حضرت
نے پوچھا کون آیت کتاب اللہ میں بہت بڑی ہے کہا اللہ رسول کو معلوم ہوگا جب بار بار پوچھا تو انہوں نے کہا آیۃ الکرسی
فرمایا مبارک ہو تجھکو علم اے ابا المنذر قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے اس آیت کی ایک زبان ہے دو ہونٹھ
یہ تقدیس کرتی ہے مالک کی پاس ساق عرش کے رواہ احمد اسکو مسلم نے بھی روایت کیا ہے عبداللہ بن ابی بن کعب نے
کہا کہ انکے باپ نے ذکر کیا کہ اونکا ایک کوٹھا تھا جسمیں وہ کھجور رکھتے تھے دیکھا تو کم ہوتا جاتا ہے ایک شب اوسکی

جو ہتھیلی ایک دن اوس نے دیکھا برابر لڑکے بالغ کے اسکو سلام کیا اوس نے جواب دیا پوچھا تو انسان ہے یا جن کہا جن کہا دکھلا
دو ہاتھ دیا وہ ہاتھ تھا کتے کا سا بال تھے پوچھا جن ایسی خلقت کے ہوتے ہیں کہا ساری جن جانتے ہیں
کہ مجھ سے زیادہ سخت ان میں کوئی نہیں ہے میں نے کہا تم نے یہ کام کیوں کیا کہا سنا ہے کہ تم صدقے کو دوست رکھتے
ہو اسلیے ہم نے چاہا کہ ہم بھی کچھ تمہارے طعام سے لے لیں ابی نے کہا بھلا ہم تم سے کون چیز پناہ میں رکھ سکتی
ہے کہا یہی آیت الکرسی ابی نے صبح کو جا کر یہ ذکر حضرت سے کیا فرمایا خبیث نے سچ کہا رواہ ابو یعلیٰ حاکم نے مستدرک
میں کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا حدیث انس بن مالک میں آیۃ الکرسی کو ربع قرآن
ٹھیرایا ہے رواہ احمد مطولہ اس آیت مبارک کا اسم اعظم ہونا کئی حدیثوں میں طرق متعددہ سے آیا ہے ابن کثیر نے انکو
ذکر کیا ہے ابو ایوب کے کوٹھے سے ایک غول کچھ غلہ لیجاتا تھا وہ مارا وسکو پکڑا چھوڑ دیا تیسرے بار اوس نے کہا تم مجھے
چھوڑ دو میں تمہیں ایک ایسی چیز بتاتا ہوں کہ پھر کوئی چیز تمہارے پاس نہ آوے وہ چیز آیۃ الکرسی ہے حضرت سے اسکا
ذکر فرمایا اوس نے سچ کہا اور وہ جھوٹا ہے رواہ احمد ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے ابن کثیر نے کہا غول
لغت عرب میں اس جن کو کہتے ہیں جو رات کو ظاہر ہو اسکو بخاری نے بھی ابو ہریرہ سے کتاب فضائل القرآن اور
کتاب الوکالۃ میں اور صفت ابلیس میں مطولہ روایت کیا ہے ایک شیطان اوسکا بھی کچھ مال لیجاتا تھا تیسرے بار وہ یہی کہہ گیا
کہ جب تم بستر پر سونے کو جاؤ تو پوری آیۃ الکرسی پڑھو اللہ کیطرف سے تیرا ایک حافظ رہیگا شیطان تمہارے
پاس نہ پھٹکیگا او ہوں نے یہ ذکر حضرت سے کیا فرمایا اَمَا اِنَّهُ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ یعنی ہے تو وہ جھوٹا مگر تجھ سے سچ بول گیا
اسکو بخاری نے معلق بصیغہ جزم ذکر کیا ہے ابن مردویہ نے بھی اوسکے راوی ہیں مگر اور سیاق سے انہیں لفظ احمد نے لکھے ہے
کہ حضرت نے سنکر فرمایا اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ ذٰلِكَ كَذٰلِكَ یعنی یہ آیت ویسی ہی ہے جیسا اس شیطان نے تجھ سے کہا کیا تم
نہیں جانتے اسکو نسائی نے مطولہ روایت کیا ہے غرض کہ تین واقعے ایک طرح کے ہوئے ابو عبید نے کتاب الغریب میں
ابی سے ایسا ہی ایک چھوٹا قصہ ذکر کیا ہے ابن مسعود نے کہا کہ ایک آدمی نکلا اسکی ملاقات ایک جن سے ہوئی جن نے کہا
تو مجھے پچھاڑ دے میں تجھکو ایک ایسی آیت سکھا دوں کہ جب تو اسکو پڑھکر گھر میں جاوے تو پھر کوئی شیطان اس گھر میں نہ جاسکے
کشتی ہوئی اس آدمی نے اس جن کو پچھاڑ دیا کہا تو نحیف ضعیف ہے تیرے بازو ایسے ہیں جیسے کتے کے ہوتے ہیں
کیا تم سب جن اسی طرح ہوتے ہو یا خاص تم ہی ایسے ہو کہا میں ان سب میں قوی ہوں پھر لڑو پھر کشتی ہوئی
پھر اوس نے اس جنی کو پچھاڑ دیا اوس نے کہا تم آیۃ الکرسی پڑھا کرو تمہارے پاس کوئی نہ پھٹکیگا جب گھر میں
جاؤگے تو شیطان گدھے کیطرح گوز کرتا ہوا بھاگیگا ابن مسعود سے پوچھا آدمی وہ عمر ہونگے کہا وہ نہیں تو

پھر کوئی حدیث ابوہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہے جو سب آیتوں کی سردار ہے نہیں پڑھی جاتی
کسی گھر میں مگر وہاں سے شیطان نکل بھاگتا ہے وہ آیۃ الکرسی ہے رواہ الحاکم اسکو حاکم نے دو طریق سے روایت
کیا ہے صحیح الاسناد بتایا ہے ترمذی کا لفظ حدیث زائدہ سے یوں ہے کہ ہر چیز کا ایک کوہان ہوتا ہے "اور قرآن کا
کوہان سورۂ بقرہ ہی اسمیں ایک آیت ہے جو سب آیتوں کی سید ہے وہ آیۃ الکرسی ہے پھر اسکو غریب کہا ہے اسکی
سند میں حکیم بن جبیر ضعیف ہیں اسماء بنت یزید نے حضرت کو سنا فرماتے تھے ان دو آیتوں میں لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ
الْقَیُّوْمُ اور الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اسم اعظم ہے رواہ احمد واهل السنن ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن
صحیح ہے ابن مردویہ نے ابوامامہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ کا اسم اعظم کہ جب اس نام لیکر دعا کریں تو مقبول ہو تین سورتوں
میں ہے سورۂ بقرہ و سورۂ آل عمران و سورۂ طٰہٰ میں ابن عمار خطیب دمشق نے کہا بقرہ و آل عمران میں یہی ہیں جو اوپر گذرے
طٰہٰ میں یہ ہے وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ دوسرا لفظ ابوامامہ کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا جسنے پڑھا بعد ہر نماز فرض کے
آیۃ الکرسی کو مانع نہیں اسکو دخول جنت سے مگر موت رواہ ابن مردویہ والنسائی فی الیوم واللیلۃ وابن حبان نے
صحیح کہا ابن کثیر نے کہا یہ اسناد شرط بخاری پر ہے ابن الجوزی نے اسکو حدیث موضوع سمجھا ہے واللہ اعلم اسکو قریب
اسکے ابن مردویہ نے بھی علی و مغیرہ و جابر سے روایت کیا ہی مگر ہر سند ضعیف ہی غرضکہ فضیلت آیۃ الکرسی میں بہت
حدیثیں آئی ہیں ان سب کو بسبب عدم صحت و ضعف اسناد اس جگہ ذکر نہیں کیا ف اس آیت پاک میں دس جملے
مستقل ہیں اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ حصر ہے اس بات کی کہ متفرد ہے تمام خلائق ایک وہی معبود مطلق رب برحق ہے پس
حی وہ ہے جو کبھی نہ مرے قیوم وہ ہے جو غیر کو بنا سنوار کر ٹھہرائے قیوم قیام پر پڑھتے ہیں ساری مخلوقات اسکی محتاج ہیں وہ سب سے
غنی ہے کسی شے کا قوام و قیام بدون اسکے حکم کے نہیں ہو سکتا ہے کقولہ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ
بِاَمْرِهٖ پوری قیومیت یہ ہے کہ اونگھ آوے نہ نیند پکڑے یعنی نقص و غفلت و ذہول کا وہاں گذر نہیں ہے بلکہ وہ ہر
نفس پر قائم ہے اسکی کمالی کا شاہد ہے کیا ذکر ہے کہ کوئی اسکے علم سے چھپ سکے یا کوئی پوشیدہ بات اوس پر مخفی
رہ جاوے اونگھ کے بعد ذکر خواب کا اسی لیے کیا ہی کہ نوم اقوی ہے اونگھ سے یعنی ذرا سی غفلت ہو یہ بات بھی صحیح
میں ابوموسیٰ سے آیا ہی کہ حضرت نے درمیان ہمارے کھڑے ہو کر چار باتیں فرمائیں کہ اللہ سوتا نہیں ہے اسکو سونا بھی نہیں
قسط یعنی ترازو کو نیچا اونچا کرتا ہے دن کا عمل رات سے پہلے رات کا عمل دن سے پہلے اسکے پاس جاتا ہے پردہ اسکا
نور ہے یا نار ہے اگر اس پردے کو کھولدے تو انوار اسکے منہ کے جہاں تک نظر جاوے ساری خلق جلادیں
سو کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کسکی ہے + پردہ چھوڑا ہے وہ اسنے کہ اٹھائے نہ بنے لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

خبر ہے اس بات کی کہ سب اسکے بندے ہیں اسی کے ملک ہیں اسی کے تہر کے نیچے ہیں لقولہ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا لَقَدْ اَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا اسمین رد ہے مشرکین عابدین بعض کو کب پر جو آسمانی تارون کو پوجتے ہین اور اُن مشرکو نپر جو زمینی بتون کی عبادت کرتے ہین یعنے جبکہ یہ سب مخلوق مملوک شئیرین تو کب لائق معبود ہو نیکے ہو سکتے ہین ؎ تا چند گاہ از چوب گاہ از سنگ تراشی + بگو از خدا ہے کہ بصد رنگ تراشی + **ف** یہ ارشاد کہ کون اوسکے پاس شفاعت کر سکتا ہی مگر اوسکے اذن سے مثل اس آیت کی ہی وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى و کقولہ لَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى یہ اللہ کا ایک جلال و کبریا ہی کہ کوئی اُسکے سامنے کسی کی سفارش و شفاعت کی جرات و تاب و طاقت نہین رکہتا مگر اوسکے اذن و اجازت سے جسطرح حدیث مین آیا ہے کہ مین نیچے عرش کے آکر سجدے مین گر پڑونگا اللہ جبتک چاہیگا مجہکو پڑا رہنے دیگا کہا جاویگا سر اُٹہا و کہو تمہاری بات سنی جاویگی تم شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہوگی فرمایا فیحد لی حدا یعنے میرے لیے ایک حد مقرر ہوگی مین انکو بہشت مین لیجاونگا یہ تقریر شفاعت ابن کثیر نے لکہی ہی معلوم ہوا کہ شفاعت بے اذن نہ ہوگی یہ کسکو معلوم ہے کہ اذن کسکے لیے ہوگا کسکے لیے نہ ہوگا مجملاً اتنا معلوم ہے کہ اہل کبائر کے لیے شفاعت کیجاویگی یہ کہین نہین آیا کہ اہل کفر و شرک کی بہی شفاعت ہوگی بلکہ اونکے لیے تو یہ آیا ہی کہ انکی شفاعت نہ ہوگی جو نام کے مسلمان گور پرستی پیر پرستی مجتہد پرستی امام پرستی قیاس پرستی اعتقاد فاسد مین گرفتار ہین اولیاء اللہ کو متصرف حالت حیات یا بعد ممات سمجہے جانتے ہین وہ مشرک ہین اونکا یہ گہمنڈ کہ ہمکو ہمارے پیر فقیر مرشد دستگیر شفاعت کر کے بخشوا لینگے یہ محض اونکی ایک آرزوی دروغ ہے پیر خود درماندہ شفاعت کجا شفاعت اہل معصیت کیلیے ہی وہ بہی محدود اور نامعلوم الاسم نہ بدعقیدہ لوگون کیلیے جو غیر اللہ کو مانتے ہین کسی کا جانور ذبح کرتے ہین کسیکی نذر لاتے ہین کسی کو شفاعت بخش سمجہتے ہین کسی کو اولاد دینے والا یا حاجت روا جانتے ہین اللہ نے پہلے سے یہ خبر دیدی ہی کہ اول تو کسیکا کیا مقدور ہے کہ وہ خلاف مرضی خدا شفاعت کرے پہر جسکی شفاعت منظور ہوگی اُسکے لیے اذن درکار ہے اذن باختیار خدا ہے نہ باختیار شفیع پہر بعد اذن کے ایک حد مقرر ہوگی کسکا مجال ہے کہ اُس حد سے آگے بڑہے فتح البیان مین لکہا ہے کہ اس استفہام مین کہ کون شخص سامنے اللہ کے شفاعت کر سکتا ہی مگر اوسکے اذن سے انکار ہے اس شخص پر جسکو یہ زعم ہے کہ کوئی بندہ کسیکو نفع دینے پر شفاعت سفارش سعی و کوشش سے قدرت رکہتا ہی اس استفہام مین وہ دہمکی اور گہرکی ہے جس سے زیادہ متصور نہین عباد قبور کے سینون مین ایک ہلکا دیدیا اونکے موںنہ پر ایک ہیپا لگایا ہے مونکے بازو پر ایک ہتوڑا سا جمایا ہے جسکی انتہا نہین جو بات اس آیت سے سمجہی گئی وہ

اوس آیت میں ذکر ہے جو آیت وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی سے مستفاد ہوئی تھی یا اس آیت سے لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ
اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ سبیل استفادہ ، رجات کثیر فائق ہے احادیث صحیحہ میں صفت شفاعت کی اکثر انبیا کی شفاعت ہوگی
اور کون بعد اون کے شفاعت کریگا ثابت ہے ف اس ارشاد سے کہ اللہ سارا حال جانتا ہے اور یہ بھی کا معلوم ہے
یہ بات ثابت ہوئی کہ اسکا علم محیط جمیع کائنات ہے کیا ماضی کیا حاضر کیا مستقبل کقوله وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ
لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝ مجاہد نے کہا مراد سامنے اور پیچھے سے
دنیا و آخرت ہے ابن عباس نے کہا یعنے وہ عمل جو برباد کیے اور وہ عمل جو آگے بھیجے اس آیت میں رد ہے فلاسفہ پر
جو اللہ سے علم جزئیات کی نفی کرتے ہیں حالانکہ صفت علم امام ائمہ صفات ہے اگر کوئی کالی چیونٹی اندھیری رات میں
ٹھوس پتھر پر پاؤں سے تہ میں چلتی ہے یا کوئی ذرہ درمیان آسمان و زمین کے حرکت کرتا ہے یا کوئی پردہ ہوا میں
پڑا رہتا ہے تو وہ اس عالم الغیب والشہادت کو معلوم ہے کسی کا کیا مقدور ہے کہ کسی شئے کو اللہ کے علم سے گھیر سکے
مگر خدا اوسے بتا دیتا جیسا دیا انبیا اور رسل کے ذریعہ سے سکھا دیا سو وہ بھی دلیل کے لیے اونکی ہوتا ہے یہ کہ وہ
بات اونکے اختیار و قدرت میں ہو اللہ کے صفات واجبی میں کسی کو شریک کرنا کفر ہے شرک کے اقسام تقویۃ الایمان
و کتاب دین خالص میں یکجا جمع کر کے لکھے گئے ہیں شرک جس طرح عبادت میں ہوتا ہے اسی طرح عادت میں بھی ہوتا ہے
شرک بڑا ہو یا چھوٹا کھلا ہو یا چھپا ہرگز بخشا نہ جاویگا علم میں ہو یا تصرف میں یا کسی اور صفت میں یا یہ مراد ہے کہ
کسی سے پر علم ذات و صفات الٰہی سے آگاہی و اطلاع نہیں رکھتے ہیں مگر جتنی اطلاع اللہ نے دیدی ہے کقوله وَلَا يُحِيْطُوْنَ
بِهٖ عِلْمًا ابن عباس نے کہا مراد کرسی سے اسکا علم ہے یعنے اوسکا علم شامل آسمان و زمین ہے یہی قول ہے سعید بن جبیر
کا بھی اور ون نے کہا کرسی جگہ ہے دونو قدم کی انکو موسی و سدی و ضحاک و مسلم بطین اسی طرف گئے ہیں حضرت سے پوچھا
کرسی کیا ہے فرمایا موضع قدمین ہے عرش کا مقدار سوا اللہ کے کوئی نہیں جان سکتا اسکو حاکم نے ابن عباس سے
موقوفا روایت کیا ہے ابو مالک نے کہا کرسی نیچے عرش کے ہے سدی نے کہا آسمان و زمین اندر کرسی کے ہیں کرسی سامنے
عرش کے ہے ابن عباس نے کہا اگر ساتوں آسمان ساتوں زمین کو پھیلا کر ایک دوسرے سے ملا کر رکھیں تو بھی وسعت
کرسی کو یہ پہنچیں مگر جیسے کہ ایک حلقہ کسی جنگل میں پڑا ہوا ابن زید نے کہا میرے باپ کہتے تھے حضرت نے فرمایا ہے
ساتوں آسمان کرسی میں ایسے ہیں جیسے ایک ڈھال کے اندر کوئی سات درہم ڈالدے روایت ابن جریر ابوذر کا
لفظ مرفوع یہ ہے کرسی عرش میں ایسی ہے جیسے ایک چھلا لوہے کا سامنے ایک دشت کے پڑا ہو عرش کی بڑائی کرسی
پر ایسی ہے جیسے بڑائی دشت کی اس حلقے پر روایت ابن مردویہ عمر سے ابن جریر نے کہا ایک عورت نے آکر

حضرت سے کہا دعا کرو اللہ سے کہ مجھے جنت میں لیجا دے حضرت نے اللہ کی عظمت بیان کر کے یہ فرمایا اسکی کرسی آسمان
و زمین کو سمائے ہوئی ہے وہ کرسی ایسی چرچراتی ہے جیسے نیا پالان بوجھ سے چرچراتا ہے رواہ ابو یعلی والبزار
وعبد بن حمید وابن جریر والطبرانی وابن ابی عاصم والضیاء فی المختارۃ یہ کرسی سے اوسکو سوتو گا کرسی
مثلا کرسی نے کم دستی روایت کیا ہے اس سے زیادہ غریب وہ حدیث ہے جسکو ابو داؤد نے صفت عرش میں
جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہے ابن مردویہ کے پاس بریدہ و جابر و عبد اللہ سے احادیث وضع کرسی کے دن قیامت
کو واسطے وصل قضا کے آئی ہیں مگر ظاہر یہ ہے کہ اس آیت میں وہ کرسی مراد نہیں ہے وہ اور کرسی ہوگی فتح البیان میں
کہا ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد کرسی سے اس جگہ وہ جسم ہے جسکا ذکر حدیثوں میں آیا ہے ایک جماعت معتزلہ نے اوسکا انکار کیا
کہا یہ اونکی خطائے مبین غلط فاحش ہے ابن جریر نے کہا ارجح یہ ہے کہ مراد کرسی سے علم ہے اسی لیے علما کو کراسی
کہتے ہیں کتاب کے اجزا کو جسمیں علم ہوتا ہے کراسہ جمع کراسہ کی بولتے ہیں قاموس میں یوں ہے کہ کرسی بضم
وکسر کاف معنی سریر و علم ہے کسی نے کہا کرسی اللہ کی قدرت ہے جس سے آسمان و زمین کو تھامے ہوئے ہے بعض نے
کہا مراد کرسی سے عرش ہے بعض نے کہا کرسی تصویر ہے واسطے بیان عظمت کے حقیقت میں نہیں ہے یہی قول ہے
تفتازانی کا بیضاوی نے لکھا وہ تو محض تمثیل ہے کسی نے کہا عبارت ہے ملک و سلطان سے مگر حق بات وہی
اگلا قول ہے کہ کرسی جسم ہے جسکی صفت احادیث میں آئی ہے معنی حقیقی کو چھوڑ کر طرف مجازی کے جانا محض خیال
محتمل پر بے عقل ہے جو سب جہالات و ضلالات فلاسفہ کے پیدا ہوا ہے خدا اونکو غارت کرے آمین ابن کثیر کہتے
ہیں بعض متکلمین اسلام کا جو ہیئت دان ہیں زعم ہے کہ کرسی فلک ہشتم ہے جسکو فلک ثوابت کہتے ہیں اوسکے
اوپر فلک نہم ہے جسکو فلک اثیر فلک اطلس کہتے ہیں اوروں نے اسپر رد کیا ہے حسن بصری کہتے ہیں کرسی
عرش ہے مگر صحیح یہ ہے کہ عرش کرسی کے سوا ہے عرش اس سے بڑا ہے جسطرح اخبار و آثار میں آیا ہے ابن جریر نے
اس باب میں حدیث عمر پر اعتماد کیا ہے مگر ابن کثیر نے کہا کہ میرے نزدیک اوسکی صحت میں نظر ہے واللہ اعلم
پھر یہ فرمایا کہ تھکاتا نہیں اللہ کو حفظ ان دونوں کا یعنی نگاہ رکھنا آسمان و زمین و ما بینہما کا اور سنبھالے
آسمان ہی کچھ انکی ہستی میں وہ ہر نفس پر قائم ہر شے کا قیوم و حافظ ہے کوئی شے اوس پر مخفی نہیں سارے
اشیا اوسکے روبرو حقیر و ذلیل خوار خاکسار ہیں اوسی کے محتاج و فقیر ہیں وہ غنی حمید ہے جو چاہے کرے
کوئی پوچھنے والا نہیں ہر شے پر قاہر ہے ہر چیز کا حساب لینے والا ہے رقیب ہے بڑا ہی اسکے سوا کوئی معبود
نہ کوئی سامع وکھولہ وَهُوَ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ مراد علو قدر و منزلت ہے یعنی فوق ہر ساری خلق پر اسپر کوئی شے فوق

نہیں ہے کسی نے کہا عالی ہے ملک و سلطنت و قہر کی راہ سے کوئی اس سے اعلیٰ تر نہیں ہے بعض نے کہا عالی اس سے کہ
وصف واصفین اوسکو گھیر سکے صاحب عظمت و جلال ہے یعنی عظمت و جلالت میں کامل الذات ہے طبری نے
نقل کیا ہے کہ اوسکا مکان خلق کے مکانوں سے مرتفع ہے ابن عطیہ نے کہا یہ قول ہے جہلۂ مجسمین کا اس لائق نہ
تھا کہ نقل کیا جاوے انتہیٰ میں کہتا ہوں خلاف اہل علم کا مسئلہ اثبات جہت میں معروف ہے سلف و خلف میں
جھگڑا اس مسئلے کا چلا آتا ہے اور کتاب و سنت سے سراسر ثابت علو و فوق ہے لیکن جو شخص کسی مذہب پر سو دما
پاتا ہے تو پھر غیر کی بات کو خارج شرع سمجھتا ہے دلیلوں میں نظر نہیں کرتا ہے جو شخص منصف ہوتا ہے کتاب و سنت الہی کی
کسوٹی پر جس سے حق و باطل الگ الگ پہچان لیا جاتا ہے صحیح و فاسد جداگانہ ظاہر ہو جاتا ہے ولو اتبع الحق
أهواءهم لفسدت السموات والأرض اسمیں شک نہیں ہے کہ اطلاق لفظ علی کا قاہر غالب پر بھی آتا ہے
جیسے إن فرعون علا في الأرض اور علو و فوق مکان پر بھی بولا جاتا ہے اللہ پاک کے لیے ہر طرح کا علو و فوق ثابت
ہے جو شخص جہت علو کا انکار کرتا ہے وہ اس مسئلے میں بے جہت اڑتا ہے ناحق حق کو لق لق کرتا ہے مذہب سلف
کا ساری صفات میں اجرائے صفات علی الظاہر ہے تاویل کرنے کی کوئی حاجت و ضرورت نہیں ہے ظاہر نصوص
پر ایمان لا کر خاموش بیٹھے رہنا خوض نہ کرنا سلامت روی کی چال ہے تاویل کی دلدل میں پھنسنا اسی جان کا ہلاک
کرنا ہے ف جو شخص آئی یہ تیری چال نہیں جیون کرتا تھا یا کمال نہیں ابن کثیر نے فرمایا ہے هذه الأحاديث
وما في معناها من الأحاديث الصحاح الأحوذ فيها طريقة السلف الصالح إمرارها كما جاءت
من غير تكييف ولا تشبيه انتهى یہی قول ہے ساری ائمہ محدثین و مجتہدین کا اس باب میں رسالہ احتواء علی مسئلہ
الاستوا باوجود اختصار کے بہت خوب ہے

لا إكراه في الدين قد تبين الرشد من الغي فمن يكفر
بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها والله سميع عليم

زور نہیں دین کی بات میں کھل چکی ہے صلاحیت و گمراہی اب جو کوئی منکر ہو شیطان سے اور یقین لاوے اللہ پر اس نے
پکڑ لی رسی مضبوط جو ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ سنتا ہے جانتا ہے یعنی جہاد کرنا یہ نہیں کہ زبردستی ایمان دعوی
قبول کرواتے ہیں بلکہ جس کام سے نیک بخت بنیں اوہ نہیں کرتے وہی کرواتے ہیں ف ابن کثیر نے
کہا اللہ پاک نے اس آیت میں یہی فرمایا کہ تم کسی کو ملت پر داخل ہونے کے دین اسلام میں زبردستی نہ کرو کیونکہ
اسلام ایک کھلی چیز ہے اوسکی دلیلیں واضح و آشکار ہیں وہ اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ کسی پر اسکے لیے
زوردہی کی جاوے بلکہ جسکو اللہ ہدایت کرتا ہے اوسکا سینہ کھول دیتا ہے اسکی عقل روشن فرماتا ہے

وہ خود ہی سمجھ بوجھ کر مسلمان ہوجاتا ہے جس کا دل اللہ نے اندھا کر دیا اوسکے کان پر مہر لگا دی آنکھ پر پردہ ڈال دیا
وہ اگر اسلام میں ڈرا وری داخل بھی ہوجاتا ہی تو بھی اوسکو کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا یوں ذکر کیا ہے کہ آیت خبر
میں ایک قوم انصار کے اتری ہے گو حکم اسکا عام ہے ابن عباس نے کہا جس عورت کا بچہ جیتا وہ ایسی
حال پر یہ بات مانتی کہ اگر جی جائیگا تو میں اوسکو یہودی بناؤں گی جب بنو نضیر نکالے گئے اون میں کے اس
قسم کے بہت بچے انصار کے تھے اونہوں نے کہا ہم اپنے بچوں کو نہ چھوڑینگے اللہ نے یہ آیت اتاری رواہ ابن جریر
وابوداؤد والنسائی وابی حاتم وابن حبان فی صحیحہ مجاہد وسعید بن جبیر وشعبی وحسن بصری وغیرہم کا یہی
قول ہے کہ یہ آیت اسی باب میں اوتری ہے دوسرا لفظ ابن عباس کا یہ ہے کہ حصین نام ایک انصاری قبیلہ بنی سالم
کا تہا اوسکے دو بیٹے نصرانی تھے وہ مسلمان تہا اوسنے حضرت سے کہا بہلا میں اون پر زبردستی کروں وہ تو نہیں مانتے
مگر اسی نصرانیت کو اوسپر یہ آیت اتری رواہ ابن جریر سدی نے کہا وہ دونوں بیٹے سوداگروں کے جو شام سے
زیت لیکر آتے تہے نصرانی ہو گئے تہے جب ہمراہ اونکے ارادہ جانیکا کیا تو باپ نے چاہا کہ زور دستی کرے حضرت سے پوچھا
کہ کسی کو بہیجکر اونکو پکڑ بلاؤں اوسپر اللہ نے یہ آیت بہیجی عمر بن خطاب کا ایک غلام اسبق نام نصرانی تہا جب اوس سے
مسلمان ہونیکو کہتے تو نہ مانتا عمرؓ فرماتے لا اکراہ فی الدین کہتے اے اسبق اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تجہسے بعض امور
مسلمین کے مدد لوں ایک گروہ کثیر علماء نے کہا ہے کہ آیت محمول ہے اہل کتاب پر اور جو کوئی نسخ و تبدیل سے
پہلے اونکے دین میں داخل ہو چکا ہے جبکہ وہ جزیہ ادا کریں دوسروں نے کہا کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت قتال سے سارے
امتوں کا طرف دخول کے دین حنیف اسلام میں بلانا واجب ہے جو کوئی اوس میں داخل ہو نہ منقاد ہو جزیہ دے اوس سے دنیا تک
لڑیں کہ وہ مارا جاوے یہی ہیں معنی اکراہ کے قال تعالے سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ
وقال تعالے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ وقال تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا
الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ وَلْیَجِدُوْا فِیْکُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ صحیح میں آیا ہے تعجب
کرتا ہے اللہ ایک قوم سے جو کہینچے جاتے ہیں طرف جنت کے بیڑیوں میں مراد وہ لوگ ہیں جنکو قید کرکے یا مع
طوق گردن سنگین باندہکر بلاد اسلام میں لاتے ہیں پہر وہ بعد چندی مسلمان ہو کر عمل صالح کرنے لگتی ہیں باطن
ظاہر اونکا سنور جاتا ہے اہل جنت سی ہو جاتے ہیں اور وہ جو حدیث انس میں آیا ہے کہ حضرت نے ایک شخص سے
کہا مسلمان ہوجا اوسنے کہا میں اپنے کو کارہ پاتا ہوں نبی صلعم نے فرمایا اگرچہ تو کارہ ہو رواہ احمد
سو حدیث ثلاثی صحیح ہے لیکن اس قبیل سے نہیں کیونکہ حضرت نے کچھ اوسپر زور زبردستی بابت اسلام کے نہیں

وہاں کی ملکہ اوسکو فقط طرف اسلام کی بلایا تھا جب اوسنے یہ کہا میرا دل قبول نہیں کرتا ملکہ کا ہ ہے تو یہ وہاں گو تیرا دل
نہیں چاہتا مگر تو مسلمان ہوجا اگرچہ تو کارہ ہے اللہ تجھکو حسن نیت و اخلاص عطا کریگا **ف** فتح البیان میں
یوں کہا ہے کہ اس آیت میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ منسوخ ہے حضرت نے عرب کو دین اسلام پر اکراہ کیا اور سیف دین
اسلام کے اوسے راضی نہوئے اکثر مفسرین اسیطرف گئے ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت خاص حق میں اہل کتاب کے
ہے کہ اونپر بصورت جزیہ دینے کی اکراہ نہ کیا جاوے اکراہ سایر پرستو پر ہے کہ اوسے سوا اسلام یا سیف کے اور کچھ
مقبول نہیں یہ شعبی وحسن و قتادہ و ضحاک کا یہی قول ہے تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت خاص حق میں انصار کے ہے چوتھا قول
یہ ہے کہ جو تلوار کے نیچے اسلام لایا اوسکو یہ نہ کہو کہ وہ مکرہ ہے پانچواں قول یہ ہے کہ یہ آیت حق میں قیدیاں
اہل کتاب کے اوتری ہے کہ اونپر بابت اسلام کے کچھ جبر نہ کرنا چاہیے چھٹا قول وہ ہے جو ابن کثیر نے کہا اور
اوپر گذر چکا ساتواں قول وہ ہے جو کشاف میں ذکر کیا ہے کہ اللہ نے یہ حکم جاری نہیں کیا ہے کہ مار مار کر کسی
کو مسلمان بناؤ بلکہ اپنے اختیار و تمکین سے مسلمان ہو وہ ہوجاوے کقولہ تعالے وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ
مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّى يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ یعنے اگر اللہ چاہتا تو اونکو ایمان
مجبور کرتا ولکن اللہ نے ایسا نہ کیا بلکہ اونکے اختیار پر رکھا اسیطرح لائق اعتماد جسپر توقف کرنا چاہیے یہ بات ہے
کہ یہ آیت اپنے سبب نزول میں محکم ہے منسوخ نہیں سبب نزول وہی قصہ عورت کا ہے جو اوپر گذرا اس سے ثابت ہوا
کہ اہل کتاب پر اکراہ نہیں جبکہ وہ اپنے ہی دین پر رہنا چاہیں اور جزیہ دیں رہے اہل حرب سو اگرچہ آیت اونکو شامل
ہے کیونکہ نکرہ سیاق نفی میں آیا ہے اور دین معرفہ ہے اور اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا لیکن یہ عموم
مخصوص ہے ساتھ اون آیات کے جو حق میں اکراہ اہل حرب کے آئی ہیں **ف** طاغوت طغیان سے مشتق ہے جوہری
نے کہا کاہن ساحر شیطان اور ہر سردار گمراہی اور ہر معبود غیر اللہ کو طاغوت کہتے ہیں مفرد و جمع دونو طرح آتا ہے
مطلب یہ ٹھیرا کہ جسنے شیطان یا اصنام یا اہل کہانت و رؤس ضلالت کا یا ان سب کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان
لایا اوسنے ایسی رسی پکڑی جو کبھی نہ ٹوٹے ابن کثیر کا لفظ یہ ہے کہ جسنے انداد و اوثان و عبادت غیر اللہ کو چھوڑا
لا الہ الا اللہ کی گواہی دی اللہ کو ایک سمجھکر عبادت بجا لایا اوسکا کام ثابت و مضبوط ہوا وہ طریقہ مستقیمہ پر مستقیم
ہوا یعنی صراط مستقیم پر قائم و دائم ہوا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جبت جادو ہے طاغوت شیطان ہے بہادری و نامردی
خلقت ہے مردوں میں ہوتی ہے شجاع اس آدمی سے لڑتا ہے جسکو پہچانتا نہیں نامرد اپنی ماں سے بھاگ جاتا ہے
کرامت مرد اوسکا دین ہے حسب مرد اوسکا خلق ہے اگرچہ فارسی یا نبطی ہو شرافت دین کی ہے نسب کی جسکا خلق

اچھا ہے وہی شریف ہے گو نسب اوسکا کم ہو مجاہد نے کہا مراد مضبوط رسی سے ایمان ہو سدی نے کہا اسلام ہو سعید بن جبیر و ضحاک نے کہا لا الٰہ الا اللہ ہے انس بن مالک نے کہا قرآن ہے سالم بن ابی الجعد نے کہا حب فی اللہ بغض فی اللہ ہے ابن کثیر نے کہا یہ سب اقوال صحیح ہیں انمین کچھ تنافی نہیں معاذ بن جبل نے کہا اسکو شکست نہیں یعنے دخول جنت تک مجاہد نے اس آیت کو پڑھکر یہ آیت پڑہی اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ احمد نے ایک قصہ خواب عبداللہ بن سلام کا طول طویل ذکر کیا ہے اوسمین یہ بہی ہے کہ اونہون نے ایک رسی مضبوط پکڑی جسکی تعبیر حضرت نے یہ فرمائی کہ وہ رسی اسلام ہے تو اسکو مرتے دم تک پکڑے رہ یہ حدیث طویل نزدیک مسلم و نسائی کے بہی ہو

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اللہ کام بنانے والا ہی ایمان والوں کا نکالتا ہے اونکو اندہیرون سے اوجالے میں اور وہ جو منکر ہیں اونکے رفیق ہیں شیطان نکالتے ہیں اونکو اوجالے سے اندہیرات میں وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہ پڑے یعنے جہاد ہے کافرون کی ضد توڑنے کو اور ہدایت اللہ کرتا ہے جسکی قسمت میں لکہی ہے اونکو شبہہ آیا تو سا تہہ ہی اوسپر خبردار کردیا

ف اللہ پاک نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ جو شخص اسکی مرضی پر چلتا ہے اوسکو اللہ رستہ سلامتی کا دکھاتا ہے ظلمات کفر و شرک و ریب سے نکالکر نور حق واضح جلی مبین سہل منیر کیطرف پہونچا دیتا ہے کافرونکا کارساز شیطان ہی وہ انکی نظر میں جہالات و ضلالات کو زینت بخشتا ہو طریق حق سے نکالکر کفر و افک و بہتان کیطرف لیجاتا ہے حق ایک ہے اسلیے لفظ نور کا مفرد آیا ہے کفر کے انواع بہت ہیں اور سب باطل و دروغ ہیں اسلیے لفظ ظلمات کا بصیغہ جمع ذکر فرمایا ہے کما قال تعالے وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِهٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ وقال تعالی وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ وقال تعالے عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشَّمَآئِلِ اسکے سوا اور بہت آیتین ہیں جنمین تفرد حق انتشار باطل کا اشعار کیا ہے حق کا تفرد باطل کا تشعب ثابت کیا ہو ایوب بن خالد نے کہا اہل اہوا یا اہل فتن بسر اوٹہائے ہیں جسکی ہوا ایمان ہے اسکا فتنہ روشن و درخشان ہوتا ہے جسکی ہوا کفر ہے اوسکا فتنہ کالا اندہیرا ہوتا ہے

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِیْ رَبِّهٖۤ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْکَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

تونے نہ دیکھا وہ شخص جو جہگڑا ابراہیم سے اسکے رب

واسطے یہ کہ دی تھی اللہ نے اوسکو سلطنت جب کہا ابراہیم نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے بولا
میں ہوں جلاتا اور مارتا کہا ابراہیمؑ نے اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے تو لے آ اوسکو مغرب سے تب حیران
رہگیا وہ منکر اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو ف ایک بادشاہ تہا وہ اپنے تئیں سجدہ کراتا تہا سلطنت
کے غرور سے حضرت ابراہیمؑ نے اوسکو سجدہ نہ کیا اوسنے پوچھا اونہوں نے کہا میں اپنے رب ہی کو سجدہ کرتا ہوں اوسنے
کہا رب تو میں ہوں اونہوں نے کہا میں حاکم کو نہیں کہتا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اسنے دو قیدی منگائے جسکو
جلانا ہی پہونچتا تہا مار ڈالا جسکو مارنا ہی پہونچتا تہا چھوڑ دیا تب وہ آگے قیاس کی دلیل سے اوسکو لاجواب کیا ف
ابن کثیر نے کہا وہ بادشاہ جسنے حضرت ابراہیم سے حجت کی بابل کا بادشاہ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام
بن نوح تہا اور بعض نمرود بن فالح بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بھی کہتے ہیں پہلا قول مجاہد وغیرہ
کا ہے مجاہد نے کہا مشارق مغارب ارض کے بادشاہ چار ہوئے دو مومن دو کافر مومن سلیمان بن داؤد
اور ذوالقرنین کافر نمرود اور بخت نصر اور اسنے کہا سب سے پہلے جسنے سر پر تاج رکہا زمین میں تکبر کیا دعوی ربوبیت
کا کیا وہی نمرود مردود ہے وہ ولد الزنا تہا اس آیت میں شہادت ہے اگلی بات کی کہ کافر کا دوست اور مددگار
کارساز طاغوت ہوتا ہے یہ غرور اوسکا غرہ سلطنت پر تہا اسمیں اختلاف ہے کہ یہ حجت آپکی کسی وقت
کہا جب ابراہیم علیہ السلام نے بت کو توڑا کسی نے کہا بعد ڈالنے کے آگ میں چار سو برس تک وہ حاکم رہا یہ دعوی
اوسکا ویسا ہی جیسے فرعون نے کہا تہا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرِي اوسنے حضرت ابراہیمؑ سے کہا تمہارے
(نہیں معلوم مجکو تمہارا کوئی حاکم سوائے میرے ۱۲)
پاس وجود رب پر کیا دلیل ہے انہوں نے جواب دیا کہ دلیل اللہ کے وجود پر یہی حدوث ان اشیا کا بعد عدم کے اور
عدم ان اشیا کا بعد وجود کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ بالضرورۃ کوئی فاعل مختار موجود ہے کیونکہ یہ اشیا خود بخود
حادث نہیں ہو سکتی ہیں کوئی اونکا ایجاد کرنیوالا ہے وہی معبود میرا رب ہے جسکی طرف میں بلاتا ہوں جو
لاشریک لہ اوسنے کہا میں بہی تو جلاتا مارتا ہوں پہر دو قیدیوں کو مارا جلایا یہ قول ہے قتادہ اور ابن اسحق اور
سدی کا ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ مراد اوسکی یہ نہ تہی کیونکہ یہ کچہہ جواب ابراہیم علیہ السلام کی بات کا نہ تہا کیونکہ
اسمیں منع ہے وجود صانع سے بلکہ مراد اوسکی یہ تہی کہ میں خود بہی اس مقام کا ہوں یہ دعوے بطور عناد و مکابرہ
کے کر کے اپنے کو فاعل قرار دیا کہ میں بہی ممیت ہوں فرعون نے بہی دعوے بعد اسکے کیا گویا اوسی کی پیروی کر گیا
تہا سے یہی مقلد عقل تہا + مجنون کے دماغ میں خلل تہا + حضرت ابراہیم نے اوسکے مکابرہ کا یوں جواب
ماسوا یہ دیا کہ بہلا اگر تو رب ہے تو سورج کو مغرب سے تو برآمد کر جس طرح اللہ مشرق سے نکالتا ہے کیونکہ جو مخلوق ہے

ہوگا ضرور ہے کہ اوسکا تصرف خود خلق و ذوات خلق و تسخیر کواکب و حرکات نجوم پر بھی چلے گا سورج ایک ایسی
چیز ہے جو ہر دن مشرق سے نکلتا ہے تم خدا ہو تو اوسکو مغرب سے نکالکر دکھا دو وہ مردود اس جواب کو سنکر مبہوت و
متحیر ہوگیا کچھ بن نہ آیا خاموش ہوگیا اللہ کی حجت اوسپر قائم ہوگئی اللہ ظالموں کو الہام حجت کا نہیں کرتا انکی حجت
سامنے خدا کے بالکل بودی ہوتی ہے اوپر خدا کا غضب ہے انکے لیے عذاب الیم مقرر ہے ابن کثیر کہتے ہیں آیت کا
اس معنی پر اوتارنا نہایت اچھا ہے بہ نسبت اس تقریر کے جو منطق والوں نے کی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا ایک
مقام سے چلکر دوسرے مقام کیطرف انتقال کرنا ہے ایک دلیل سے طرف دلیل واضح تر کے اوس سے اور بعض نے ایسی
عبارت بولی ہے کہ وہ خود انکی بات کو رد کرتی تھی سو قول مذکور کچھ چیز نہیں ہے بلکہ مقام اول بجائے مقدمہ کے ہے
واسطے مقام ثانی کے جس سے بطلان قول نمرود کا مقام اول و ثانی میں ظاہر ہوتا ہے ولله الحمد والمنة فتح البیان میں
کہا ہے مراد ابراہیم علیہ السلام کی یہ تھی کہ اللہ وہ ہے جو اندر اجسام کے حیات و موت پیدا کرتا ہے کافر کی مراد یہ تھی کہ
قاتل کو معاف اور غیر قاتل کو قتل کر سکتا ہوں یہ احیا و اماتت ہی سو یہ جواب احمق اس لائق نہ تھا کہ مقام حجت
ابراہیم علیہ السلام میں کہا جاتا کیونکہ اونکی کچھ مراد اسکی کچھ مراد تھی سوال از آسمان جواب از ریسمان سدی نے کہا ہے
مناظرہ درمیان ان دونوں کے اوس وقت ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے باہر نکلے اونکی ملاقات بادشاہ سے ہوئی اس سے
پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی ملاقات میں یہ مناظرہ ہوگیا زید بن اسلم نے کہا نمرود کے پاس غلہ تھا لوگ اوسکے پاس
آکر لیجاتے تھے انہیں حضرت ابراہیم بھی آئے جب مناظرہ ہوا تو اوسنے اونکو غلہ نہ دیا جسطرح اوروں کو دیا وہ خالی
پھرے جب لگ سنگ گھر کے ہو لیے ایک تھیلی سی مٹی خرجی میں بھر لی کہا گھر والوں کو بہلا دونگا گھر ہو چکے گون اتاری
تھکے ہوئے تھے سو گئے سارہ بی بی اوٹھی گون کو کھولا اوس میں بہت اچھا غلہ پایا کھانا پکایا ابراہیم علیہ السلام جاگے
کھانا دیکھکر پوچھا یہ کہاں سے تمہارے پاس آیا کہا وہی ہے جو تم لائے انہوں نے معلوم کر لیا کہ یہ رزق اللہ نے
بھیجا ہے انکو اللہ نے ایک بادشاہ جبار کیطرف مبعوث کیا تھا کہ اوسکو حکم کرین کہ وہ اللہ پر ایمان لائے اوسنے ایک بار
میں نہ مانا ناچار دوبارہ سہ بارہ دعوت کی انکار کیا کہا تم اپنے لوگ جمع کرو میں اپنے لوگ جمع کرتا ہوں صبح نکلتے
لشکر نمرود کا جمع ہوگیا اللہ نے اس لشکر پر ایک گروہ پشہ کا بھیجدیا یہانتک کہ سورج کو آنکھوں سے دیکھا نہ تھا کہ ان پشوں نے
سارا گوشت پوست ونکا کھا لیا خون پی لیا ساری ہڈیاں رہ گئیں اونمیں سے ایک پشہ بادشاہ کی ناک میں گھس
گیا چار سو برس تک رہا اللہ نے اسکو عذاب میں گرفتار کر دیا سر پر ہتھوڑی مارا کرتی تھی یہانتک کہ اسی عذاب
میں ہلاک ہوگیا اللہ کا یہ ارشاد سچ ہے کہ ظالموں کو ہدایت نہیں ہوتی ہے اَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ

وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ
لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ
وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ ۖ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ
لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یا جیسے وہ شخص کہ گذرا ایک شہر پر اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتوں پر بولا کہاں
جلاویگا اسکو اللہ مر گئے پیچھے پھر مار رکھا اس شخص کو اللہ نے سو برس پھر اوٹھایا کہا تو کتنی دیر رہا بولا میں رہا ایک دن
یا دن سے کچھ کم کہا نہیں بلکہ تو رہا سو برس اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا سڑ نہیں گیا اور دیکھ اپنے گدہے کو ہم نمونہ کیا
چاہتے ہیں تجھکو اُن لوگوں کے اور دیکھ ہڈیاں کسطرح اونکو اوبھارتے ہیں پھر اوپر پہناتے ہیں گوشت پھر جب
اوس پر ظاہر ہوا بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے **ف** موضح قرآن میں ہے یہ شخص تھا ایک پیغمبر ہے
بخت نصر ایک بادشاہ تھا کافر بنی اسرائیل پر غالب ہوا بیت المقدس کو ویران کیا تمام لوگ بندی میں پکڑے
گئے تب حضرت عزیر اُس شہر پر گذرے تعجب کیا کہ یہ شہر پھر کیونکر آباد ہوا اوسی جگہہ اونکی روح قبض ہوئی سو برس کے
بعد زندہ ہوئے اونکا کھانا پینا پاس دھرا تھا اوسی طرح سواری کا گدھا مر کر ہڈیاں اوسی کل پڑی تھیں وہ اونکے روبرو
زندہ ہوا اس سو برس میں بنی اسرائیل قید سے خلاص ہوئے شہر پر آباد ہو رہا اونہوں نے زندہ ہو کر آبادی
دیکھا **ف** پہلے اسلئے حضرت سے کہا تھا کہ تم نے کوئی شخص جھگڑالو اوس آدمی کی طرح نہیں دیکھا ہے جیسا ابراہیم علیہ
السلام سے نمرود نے سعدی میں حجت کی تھی اب یہ فرمایا کہ تم نے اس گاؤں پر گذرنے والے کو بھی دیکھا کہ اللہ نے کسطرح
اوسکو راہ بتائی ظلمت اشتباہ سے نکالکر نور عیان مشاہدت کو پہونچا دیا معقول کو محسوس کر کے دکھایا باطن کو ظاہر
بنا دیا ہمیں اختلاف ہے کہ وہ کون شخص تھا جسکا گذر اس گاؤں پر ہوا تھا علی بن ابی طالب نے کہا عزیر ہیں [illegible]
یہی قول ہے ابن عباس و حسن و قتادہ و سدی و سلیمان بن بریدہ و ناجیہ بن کعب کا ابن کثیر نے کہا مشہور یہی بات
ہے وہب بن منبہ و ابن عبید نے کہا ارمیا بن خلقیا تھے سبط ہارون علیہ السلام سے ایک قول وہب کا یہ ہے
کہ وہ خضر ہیں ارمیا اونہیں کا نام تھا ایک قول کسی تابعی کا یہ ہے حزقیل بن بوار تھے مجاہد نے کہا ایک شخص بنی اسرائیل تھے
ایک قول مجاہد کا یہ ہے کہ وہ کوئی کافر تھا اوسنے بعث میں شک کیا مگر یہ قول بالکل بعید ہے اس لیے کہ لفظ کم
لبثت میں خطاب ہے اوس شخص کو اللہ کافر کو مخاطب نہیں کرتا ہے لنجعلك آية للناس کا استعمال بھی حق میں کافر کے
نہیں ہوتا ہے غرضکہ مقصود اس جگہہ ثابت کرنا اللہ کی قدرت کا احیائے خلق پر بعد موت کے ہے نہ پیدا نا اس
شخص کا مشہور یہ ہے کہ مراد گاؤں سے اس جگہہ بیت المقدس ہے بعد تخریب بخت نصر کے اونکا گذر اس جگہہ

ہوا تھا جسکے وہاں کے لوگ قتل ہو کر مرشت گئے تھے کسی نے کہا مراد قریہ سے اہل قریہ ہیں کسی نے کہا وہ قریہ مراد ہے
جس سے ہزاروں آدمی خوف وبا سے نکلکر بھاگ گئے تھے اوسکا قصہ اوپر گذرا جسکا قلبی سے کہا مراد دیر سابر آباد
ہے یہ جگہہ فارس مین تھی سدی سے کہا سلما باد وہ ایک محلہ یا قریہ تہا نواحی جرجان یا ہمدان مین بعض نے کہا
دیر ہرقل مراد ہے وہ درمیان بصرہ وعسکر مکرم کے کنارہ دجلہ پر تہا فتح البیان میں کہا کہ قول اول ظاہر تر ہے
پہلے نہتے ہر حال اللہ نے نام اس شخص کا الیا تاکہ قریب ہے کہ ٹہیک بات وہی جانے ظلمت مراد جب انکا
گذر اسجگہہ ہوا تو ویرانی وکہنگی دیکھ کر یہ تفکر کیا کہ کس طرح یہ قریہ اس عمارت عظیمہ کے بعد اس حالت پر آگیا ہے تو
اللہ اسکو کیا آباد کریگا اللہ نے سو برس مار کے پہر اوٹھا کھڑا کیا کہتے ہیں وہ گاؤں ستر برس بعد اونکے
مرنے کے پہر آباد ہوا تیس برس میں سب لوگ آ بس گئے ہوا سرائیل بہی وہاں آ گئے جب اللہ نے اونکا جلانا چاہا
تو سب سے پہلا اونکی آنکھوں کو کہولا تا کہ اللہ کی صنعت کو دیکہیں کہ کیونکر اونکے بدن کو جلاتا ہے جب سیدہی کر
اوٹھ کہڑے ہوگئے اللہ نے بواسطہ ایک فرشتے کے کہا تو کتنی دیر رہا کہا ایک دن یا ایک دن سے کم یہ اسلیے کہا کہ
شروع نہار مین مرے تھے آخر نہار مین جی اوٹھے دیکھا سورج باقی ہے خیال کیا یہ وہ سورج اسی دن کا ہے اوس بنا
پر یہ کہا کہ یا ایک دن سے کچھ کم اونکے ساتھ انگور انجیر عصیر تہا دیکھا کوئی شے بگڑا نہیں نہ عصیر کا استحالہ ہوا نہ
انجیر کہٹا پڑا نہ انگور مین نقصان ہوا پہر گدہے کو سامنے اونکے زندہ کیا اوس سے کہا تم دلیل ہو معاد پر سالی
ہو بعث خلق پر علی مرتضی نے کہا جب وہ شہر مین آئے ایک ہمسایہ کے عشگر کو جوان چہوڑا تہا اوسکو شیخ فانی
پایا کہتے ہیں فرشتے نے اوس سے سوال کیا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے یا اور کوئی فرشتہ تہا یا خود اللہ پاک ہی نے
یہ جیسا ہی اوسے ہی جو اونہوں جواب دیا کہ ایک دن یا ایک دن سے کم رہا ایسا ہی اصحاب کہف نے کہا قَالُوْا
لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ اسی کے مثل یہ قول حضرت کا قصہ ذوالیدین مین کُلُّ ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ یعنی نہ
نماز گہٹی نہیں بہولا معلوم ہوا کہ صدق وہ ہے جو مطابق اعتقاد ہو کذب وہ ہے جو مخالف اعتقاد ہو کسی نے کہا
وہ گدہا ایک بل سڑ گیا تہا جسکو پہر سامنے اونکے گوشت وپوست کا لباس پہنایا یہی قول سدی کا ہے بعض نے
کہا مرا نہیں بلکہ اوسی طرح جہاں بندہا تہا سو برس تک صحیح سالم کھڑا رہا پہلے قول کی دلیل یہ لفظ ہے
وَانْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ کَیْفَ نُنْشِزُهَا دوسرے قول کی تائید یہ ہے فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِکَ وَشَرَابِکَ لَمْ یَتَسَنَّهْ
صریح سے تعرض شاید اسلیے نہین کیا کہ حکمت مقتضی بیان نہ تھی واللہ اعلم کذا فی ...

الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى

كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ جب کہا ابراہیم نے اے رب
دکھا مجھکو کیونکر جلاویگا تو مردے فرمایا کیا تو نے یقین نہیں کیا کہا کیوں نہیں لیکن اسلیے کہ تسکین ہو میرے دلکو
فرمایا تو پکڑ چار جانور اڑتے پھر اونکو ہلا اپنے ساتھ پھر ڈال ہر پہاڑ پر انکا ایک ایک ٹکڑا پھر اونکو پکار وہ آوینگے
تیرے پاس دوڑتے ہوئے جان لے کہ اللہ زبردست ہے حکمت والا **ف** صحیح قرآن میں فرمایا ہے چار جانور
لائے ایک مور ایک مرغ ایک کوا ایک کبوتر اونکو اپنے ساتھ ہلایا کہ پہچان رہے پھر ذبح کیا ایک پہاڑ جانوں
کے سر کیے ایک پر ایک پر دھڑ ایک پر پاؤں پہلے بیچ میں کھڑے ہو کر ایک کو پکارا اوسکا سر اٹھکر
ہوا میں کھڑا ہوا پھر دھڑ ملا پھر پر لگے پھر پاؤں وہ دوڑتا چلا آیا اسی طرح چاروں آئے یہ تین قصے وارد ہوئے
اسپر کہ اللہ آپ ہدایت کرنیوالا ہے جسکو چاہے اگر شبہہ پڑے تو ساتھ ہی جواب بھیجے اب آگے پھر جہاد کا مذکور
ہے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا لکھتے **ف** ابراہیم علیہ السلام نے جو وہ سوال اللہ سے کیا تہا اسکے
کئی سبب بتائے ہیں اونمیں سے ایک یہ ہی کہ جب نمرود سے یوں کہا کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا مارتا ہے تو پھر اونکا
یہ جی چاہا کہ میں علم الیقین سے عین الیقین کیطرف ترقی کروں آنکھ سے دیکھ لوں ابو ہریرہ نے کہا حضرت نے
فرمایا ہی ہم زیادہ تر مستحق ہیں شک کے ابراہیم سے رواہ الشیخان ابن کثیر کہتے ہیں مراد شک سے اس جگہہ وہ نہیں
ہے جسکو کم علم لوگ سمجھتے ہیں اس حدیث کے کئی جواب دیے ہیں لیکن مگر تفسیر مذکورین اس جگہہ پر بیاض ہے فتح البیان
میں لکہا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو کسیطرح کا شک احیاے موتی میں نہ تہا طلب معاینہ اسلیے کیا کہ نفوس بشریہ
کی یہ جبلت ہے کہ جس چیز کی خبر سنتا ہے اوسکا دیکھنا چاہتا ہے جسطرح حدیث میں آیا ہے کہ لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ
ے یار کیا ذات ہے تیری کہ مدیدہ ہو کر + مجھے دیدہ نظر آتا ہے شنیدہ ہو کر + ایک گروہ اہل علم نے کہا ہے
کہ یہ سوال اسلیے کیا تہا کہ قدرت میں شک پیدا ہوا تہا جسطرح حدیث ابو ہریرہ میں گذرا ابن عباس کہتے ہیں میرے
نزدیک قرآن میں کوئی آیت اس سے زیادہ امیدوار کرنے والی نہیں ہے ابن جریر نے اسی کو ترجیح دی ہے ابن عطیہ
نے کہا میرے نزدیک یہ ترجیح مردود ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ابراہیم شاک ہو تو ہم زیادہ حقدار شک کے تہے
مگر جبکہ ہم نے شک نکیا تو ابراہیم لائق تر ہیں ساتھ عدم شک و شبہہ کے حدیث کی بنا دلیل شک پر ہے ابراہیم سے ما قول
ابن عباس کا سو اوسکا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ سے پیار کرکے یہ چاہا کہ دنیا میں زندہ کرکے کہا دے کیونکہ وہاں کی زندگی تو
معلوم ہے یہاں عادت زندہ کرنیکی نہیں ہے یا یہ معنی ہیں کہ ایمان کافی ہے ایمان کے ہوتے ہوئے اتنی کرید و بحث کی کچھ حاجت نہیں
ہے تو یہ کیت آیت ہوگی کیونکہ نبی سے ایماندار پر طاری ہونا شک کا بعید ہے تو مرتبہ ثبوت و جلب تو کہیں اس سے

عالی درجہ ہے وہان شک ہونے کا کیا ذکر ہو سکتا ہے انبیا سارے کبائر و صغائر سے معصوم ہوتے ہین الفاظ
آیت شریف مین تامل کرنے سے کوئی شک بھی ظاہر نہین ہوتا پوری تقریر اسجگہہ کی فتح البیان مین مذکور ہے قرطبی نے
کہا ابن عطیہ نے بہت ٹھکانے کی بات کہی ہے انبیا پر ایسا شک ہونا جائز نہین کیونکہ اسطرح کا شک کفر ہی سا ہے
انبیا بعث پر متفق ہین اللہ نے خبر دی ہو کہ شیطان کا زور ہمارے انبیا اولیا پر نہین چلتا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ (وہ جو میرے بندے ہین ان پر نہین تیری)
سُلْطَانٌ (حکومت) خود اس لعین سے نقل فرمایا ہے اِلَّا عِبَادَکَ مِنْہُمُ الْمُخْلَصِیْنَ سو جب اس رجیم کی کچہہ سلطنت اور زور ہی نہ ہوا
تو پھر شک کجا یا اور بات ہو کہ مقصود اس سوال سے یہ تھا کہ جمع ہونا اجزائے موتے کا بعد تفریق کے ملانا جوڑ رگ پٹھون
گوشت پوست کا بعد تمزیق کے مشاہدہ کرین ملاحظہ فرماوین کیونکہ اس سے علم الیقین عین الیقین ہوجاتا ہے واللہ
اعلم **ف** کسی نے کہا طیر کو اسلیے اختیار کیا ہے کہ انواع حیوان مین سب سے زیادہ قریب طرف انسان کی یہی نوع
ہے سر گول ہوتا ہے دونو پانون سے چلتا ہی یا اس لیے کہ ہمت طیر یہ ہو کہ آسمان پر اوڑے ہمت خلیل یہ تھی
کہ علو پر جاوین اسکے سوا اور بہت سے نکتے اس تخصیص و تعداد کے بیان کیے ہین جو قریب تر یہ ہدایات ہین ابن کثیر نے
کہا مفسرین کا تعیین ان طیور مین اختلاف ہے کہ کونسے پرندے تھے اگرچہ اس تعیین مین کچھہ فائدہ نہین ہو کیونکہ
یہ بات اگر کوئی امر مہم ہوتا تو خود اللہ تبارک قرآن پاک مین اوسے نص کر دیتا مجاہد و عکرمہ کا تو یہی قول ہے جو موضح
قرآن سے نقل ہو چکا ابن عباس نے کہا ایک غرنوق ایک طاؤس ایک دیک ایک حمامہ تہا دوسرا قول یہ ہے کہ
ایک دنہ ایک رال ایک دیک ایک طاؤس تہا رال کہتے ہین بچہ نعام کو اسمین بھی اختلاف ہے کہ اجزا و جبال کتنے تہے
مگر اس فکر مین کیا فائدہ ایک جماعت سلف نے کہا مراد لفظ فَصُرْهُنَّ سے اونکا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے یا باندھنا یا جمع
کرنا یا ہلانا یا چیرنا یا پھاڑنا غرضکہ کچھہ ہو چار پرندے لیکر حلال کیے اونکے پر وغیرہ اوکھاڑ کر سب کو نوچ کہسوٹ کر
چیر پھاڑ کر خلط ملط کرکے ایک ایک پہاڑ پر رکھدیا وہ چار پہاڑ تہے یا سات پہاڑ پہر اونکے سر اپنے ہاتہہ مین لیکر پکارنا
شروع کیا دیکھا کہ پر پر سے خون خون سے گوشت گوشت سے ہر جز جز سے اوڑکر ملگیا ہر پرندہ علیحدہ تیار
ہوگیا انکے پاس دوڑتا ہوا چلا آیا دوڑتا اسلیے آیا کہ اگر اوڑتا ہوا آتا تو شاید کوئی متوہم یہ وہم کرتا کہ وہ کوئی اور ہی
پرندہ ہے اوسکی پانون سلامت نہین ہین اس وہم شبہ کے لیے پانون پانون چلکر آئے اس قصہ مین دلیل ہے فضل خلیل
اور اوسکے ادب پر سوال مین کہ جو سوال کیا وہ منتہی الحال دیکھہ لیا عزیر کو جواب انکے سوال کا سو برس بعد ملا ابن المسیب نے کہا
ابن عباس ابن عمر جمع ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا بہلا بتاؤ قرآن مین کون آیت ارجی ہے واسطے اس امت کے
ابن عمرو نے کہا قول اللہ تعالی کا قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ

حریم بن وائل سے مرفوعاً کہا ہے جسنے خرچ کیا راہ خدا میں کوئی نفقہ وہ سات سو گنی تک بڑہتا ہے رواہ احمد
معاذ سے کہا حضرت نے زیادہ ہی بہار روزہ کر صاحب ہوا ہی نفقہ پر راہ خدا میں سات سو حصہ رواہ ابوداود عمران
بن حصین سے مرفوعاً مروی ہے جسنے بھیجا نفقہ راہ خدا میں اور رہا اپنے گھر میں اسکو ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملینگے
دن قیامت کے جسنے جہاد کیا راہ خدا میں اور خرچ کیا اس کام میں اسکے لیے عوض ہر درہم کے سات سو درہم ہیں پھر
آیت پڑہی وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ رواہ ابن ماجہ یہ حدیث غریب ہے حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے کہ جسے دولا اللہ
پونچتا ہے ابن عمر نے کہا جب آیت اتری حضرت نے کہا رب زِدْ اُمَّتِيْ اللہ نے یہ آیت اتاری مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا کہا رب زِدْ اُمَّتِيْ یہ آیت آئی اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ رواہ ابن مردویہ و
ابو حاتم و ابن حبان معلوم ہوا کہ ضعف کے درجات ہیں ادنیٰ یہ ہے کہ ایک نیکی کی دس نیکیاں ہوتی ہیں دوسرا
مرتبہ یہ ہے کہ ایک نیکی سات سو گنی ہو جاوے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ ایک نیکی دو لاکھ کی چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ اجر بے حساب
ملے یہ مراتب بحسب اخلاص عمل و حلت مال متفاوت ہوتے ہیں اللہ کا فضل بہت واسع ہے وہ جانتا ہے کہ کون کس
مرتبے کا مستحق ہے کسکا ایک درہم دوسرے کے ہزار درہم سے بڑہ جاتا ہے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ اگر تم برابر کوہ احد
کے راہ خدا میں سونا خرچ کرو تو اس نصف مد کو وہ نہیں پہنچتا جو صحابہ نے صرف کیا اسکا سبب کچھ نہیں مگر یہی
اخلاص عمل حسن نیت مال حلال صرف نفقہ بر وقت حاجت اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا
يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ
وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ
الْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَاۗءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ
فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○ جو لوگ
خرچ کرتے ہیں اپنے مال اسکی راہ میں پھر پیچھے خرچ کرکے احسان نہیں رکھتے نہ ستاتے انہیں کو ہے ثواب انکا
اپنے رب کے یہاں نہ ڈر ہے انپر نہ وہ غم کہاویں بات معقول کہنا اور درگذر کرنا بہتر ہے اس خیرات سے جسکے
پیچھے ستانا ہو اللہ بے پرواہ ہے تحمل والا اے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکہکر اور ستاکر
جیسے وہ شخص جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکہانے کو یقین نہیں رکہتا ہے اللہ پر سو اسکی مثال جیسے
صاف پتہر اوس پر پڑی ہے مٹی پہر اوس پر زور کا مینہ تو اسکو کر رکہا سخت کچھ ہاتھ نہیں لگتی انکو بھی کمائی
اللہ راہ نہیں دیتا منکر لوگوں کو تعریف لکنے والی کو مدح سے جزا یہ دنیا اللہ انکی بدخوئی سے درگذر کرتا ہے

اوس بیچارے کو دوسرے پہر اسکو مار دیا اور یہ سمجھے کہ جیسے تو اللہ کو دیا ہے ہمکو کیا پروا اگر ایسا کہلا کرتا ہوں تو یہ تاویل
فرمائی تھی خیرات کی جیسے ایک دانہ بویا سات بالین نکلیں سات سو دانے اسلیے بیان فرمایا کہ یہ شرط ہے اگر دکہاوے
کی نیت سے خرچ کیا ہے تو جیسے دانہ بویا پتھر پر جس پر تھوڑی سی مٹی نظر آتی تھی جب مینہ پڑا وہ صاف ہوگیا اسمین
سے کیا اوگیگا **ف** اللہ تعالے نے اس آیت میں اُن لوگون کی مدح فرمائی ہے جو اپنا مال راہ خدا مین صرف کرکے
پھر خیرات و صدقات کے سبب ہیں کتنا اپنا احسان نہین جتاتے۔ قول سے نہ فعل سے پھر وعدہ کیا جزائے جمیل کا
اور نفی کی حزن و غم کی اُنسے قول معروف سے مراد کلمہ طیبہ ہے مثلاً سائل کو دعا دے یا اُس سے اچھی بات کہے مغفرت سے مراد
یہ ہے کہ جسنے قولاً یا فعلاً ظلم کیا ہے اوسکو معاف کردیا عمرو بن دینار نے کہا ہمکو یہ پہنچا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم سے کہ کوئی صدقہ محبوب تر خدا کو قول معروف سے نہیں ہے پھر آیت پڑہی احادیث مین بھی آئی ہے احسان جتانے
والے کی مذمت صدقے مین ابوذر نے کہا حضرت نے فرمایا تین آدمی ہیں جنسے اللہ دن قیامت کے بات نہ کریگا نہ انکی طرف
نظر کریگا نہ اوسکو پاک کریگا اور انکے لیے عذاب الیم ہوگا ایک منان یعنے جو دیکر احسان جتاتا ہے دوسرا لٹکانے والا ٹخنے
ازار کا تیسرا بیچنے والا اپنے سامان کو جھوٹی قسم کہا کر رواہ مسلم ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ داخل نہین
ہوگا جنت میں عاق یعنے نافرمان ماں باپ کا اور نہ منان یعنے سبب کچھ بہی والا احسان کرکے اور ہمیشہ شراب
پینے والا اور نہ جھٹلانے والا تقدیر کا رواہ ابن مردویہ واحمد و ابن ماجہ ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے تین شخص ہیں
کی طرف اللہ نظر نہ کریگا دن قیامت کے عاق والدین و مدمن خمر و منان بما اعطی رواہ ابن مردویہ وابن حبان والحاکم ابن
عباس کا لفظ مرفوع یہ ہے داخل نہ ہوگا جنت میں مدمن خمر اور نہ عاق والدین اور نہ منان رواہ النسائی وابن ابی حاتم
اسی لیے اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ جس صدقے کے بعد من و ایذا ہوتا ہے اسکا ثواب سبب اس خطیئہ کے باطل ہو جاتا ہے
جسطرح ریاکار کا نفقہ برباد جاتا ہے وہ ظاہر تو یہ کرتا ہے کہ جیسے اللہ کے لیے دیا ہے اور قصد اوسکا یہ ہے
کہ لوگ اوسکی مدح کرین خلق مین شہرت ہو کہ فلان شخص صاحب صفات حمیدہ ہے یا بڑا سخی جواد ہے اسکو اس معاملے
مین اللہ کی رضا اور اسکے ثواب جزیل سے کچھ غرض نہین ہے بس دنیا کی نیکنامی مطلوب ہے اسلیے فرمایا کہ وہ اللہ
و روز آخرت پر ایمان نہین رکہتا ہے پہر اللہ نے ریائی کی ایک مثال کہی ہے کہ جسطرح سخت پتھر پر سے مٹی مینہ برسنے
سے سرک جاتی ہے خالی کرا پتھر رہجاتا ہے اسیطرح اس ریاکار کا حال ہے کہ عمل برباد گیا و مال بیکار گیا کچھ
ہاتھ نہ آیا **ف** فتح البیان مین کہا ہے کہ آیت الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حق میں عثمان
بن عفان و عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے اوتری ہے عثمان نے غزوہ تبوک مین ایک ہزار اونٹ

معرکہ تبوک میں جب سامان جنگ کی ضرورت ہوئی تو مسلمانوں کو دئے عبدالرحمن نے چار ہزار درہم بطور صدقہ سامنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاکر رکھے اور عثمان نے ہزار اونٹ مع سامان کے دئے تب یہ آیت نازل ہوئی کہ جو لوگ اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور احسان نہیں رکھتے اور نہ ستاتے ہیں کہ کہے میرے ساتھ یہ کیا وہ کیا لوگوں سے کہے کہ میں نے فلان شخص سے ایسا ویسا احسان کیا یہ سب منجملہ کبائر کے ہے آدمی یہ ہے کہ دیا مدد ری کرے گالی دے شکوہ شکایت کرے عبدالرحمن بن زید نے کہا میرے باپ کہتے تھے جب تو کسی شخص کو کچھ دے اور دیکھے کہ تیرا سلام کرنا اوسپر گراں ہے تو اوسکو سلام نہ کر غرض اس شخص کی طرح کرے جو نعمت کو چھپاتا احسان رکھتا اظہار نعمت کو اور ستانا کہتے ہیں کہنے کو برا کہنے قول معروف یہ ہے کہ اچھی بات کہے جواب نرم دے یا وعدہ کرے یا پیش عادت دے صحیح مسلم میں آیا ہے کلمہ طیبہ صدقہ ہے معلوم ہوا کہ معروف کے ایک بات ہے کہ تو اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی ملے مغفرت سے یہ مراد ہے کہ محتاج کی خصلت بدحالت کو چھپا دے سائل اگر الحاح کرے تو سخت بات نہ کہے معاف کرے صحاک نے کہا قول معروف یہ ہے کہ سائل کو یہ کہکے پھیر دے رحمک اللہ یرزقک اللہ کہی سخت جواب نہ دے اس آیت میں تعریض ہے اس بات کی کہ منت اور ایذا دینے اور ریا سے حاصل کار سے ہیں محمود بن لبید نے کہا کہ حضرت نے فرمایا بڑا خوف مجھکو تم پر شرک اصغر کا ہے پوچھا وہ کیا ہے فرمایا ریا ہے جس دن بندوں کو انکے اعمال کی جزا دیگے ریا والوں سے کہیں گے انہیں کے پاس جاؤ جنکو تم دنیا میں دکھاتے تھے دیکھو انکے پاس کچھ خیر ہے روایت کیا اسکو احمد نے ابوہریرہ سے کہا حضرت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں شرکیوں کے شرک سے بڑا بے پروا ہوں جس نے کیا کوئی کام اور شریک کیا اسمیں میرے غیر کو چھوڑ دیتا ہوں میں اسکو اور اسکے شرک کو یہ حدیث صحیح ہے وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ اور مثال انکی جو خرچ کرتے ہیں مال اپنے اللہ کی خوشی چاہکر اور اپنا دل ثابت کر کر جیسے ایک باغ ہے بلندی پر اوسپر پڑا مینہ تو لایا اپنا پھل دونا پھر اگر نہ پڑا اوسپر مینہ تو اوس ہی پھوار ہی اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے مینہ سے مراد بہت مال خرچ کرنا ہے اور اوس سے مراد تھوڑا مال سو اگر نیت درست ہے تو بہت خرچ کرنا سبب ثواب اور تھوڑا بھی کام آتا ہے جیسے خالص زمین پر باغ ہے جتنا مینہ برسے اوسکو فائدہ ہے بلکہ اوس ہی کافی ہے جب درست نہیں تو جتنا زیادہ خرچ کرے ضائع ہے کیونکہ زیادہ مال دینے میں دکھاوا بھی زیادہ ہے جیسے پتھر پر دانہ جتنا زور کا مینہ برسے کر مٹی دہوئی جاوے **ف** یہ آیت شریف مثال ہے ان مومنوں کی جو اپنا مال اللہ کی رضامندی میں صرف کرتے ہیں اور انکے دل کو یقین ہے کہ اللہ انکو پورا بدلا اوسکے صرف کا دیگا اسطرح حدیث صحیح میں آیا ہے من صام رمضان ایمانا واحتسابا یعنی یہ جانتا ہے کہ اللہ نے روزے کو مشروع کیا ہے اور اسکے ثواب کا ر

اللہ کے یقین کے ثبات سے شعبی نے کہا تثبیت کے معنے تصدیق و یقین کے ہیں یہی قول ہے قتادہ ابو صالح ابن زید کا اسی کو
ابن جریر نے اختیار کیا ہے مجاہد و حسن نے کہا تثبیت کے یہ معنی ہیں کہ صدقات و خیرات کرتے ہیں سچے جی و دل سے
بعض نے کہا معنے یہ ہیں کہ اونکو بصیرت ہے وہ اونکو الحاق پر طاعت الٰہی میں ثابت قدم رکھتی ہے فتح البیان میں
اسی کو ترجیح دیا ہے ربوہ کہتے ہیں بستان کو جمہور نے کہا ٹیلے کو کہتے ہیں ابن عباس نے کہا اس مکان مرتفع کو جس میں
سے بہتے ہیں کہ جسمیں نہریں جاری ہوں ابن جریر نے کہا ربوہ ضم و فتح و کسر تینوں طرح پڑھا گیا ہے ضم قرات
عامہ اہل مدینہ و حجاز و عراق ہے فتح قرات ہے بعض اہل شام و کوفہ کی لغت تمیم بھی یہی ہے کسرہ قرات ابن عباس
ہے وابل کہتے ہیں زور کے مینہ کو اُکل کہتے ہیں پھل کو یعنے اور باغوں سے اوسمیں دو چند یا چہار چند میوہ آتا
ہے طل کہتے ہیں نرم پانی کو جسے اوس بولتے ہیں رذاذ بھی کہتے ہیں طش ندی بھی بولتے ہیں یعنے باغ
خواہ اونچی جگہہ پر ہے وہ کبھی سوکھا نہیں رہتا اگر مینہ اوسپر برسا یا اوس پڑی ہے کچھ بھی ہو وہ باغ کو کافی وافی
ہوتا ہے اسیطرح حال عمل مومن کا ہے کہ کبھی برباد نہیں جاتا ہے بلکہ اللہ اسکو قبول کرتا بڑھاتا رہتا ہے مطابق حال
ہر حال و عمل کے اسی لیے فرمایا ہے کہ اللہ پر کوئی کام تمہارا چھپا نہیں ہے اس آیت میں اخلاص کی ترغیب ریا سے ترہیب ہے
وعدہ وعید دونو اسمیں موجود ہیں أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَأَعْنَابٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَأَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَٰلِكَ
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ○ بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسیکو کہ ہووے اوسکا ایک باغ کھجور اور انگور کا
نیچے اوسکے بہتی ندیاں اوسکو وہاں حاصل ہے ہر طرح کا میوہ اور اوسپر بوڑھاپا پڑا اوسکی اولاد ہے ضعیف تب پڑا اوس
باغ پر بگولا جسمیں آگ تھی تو وہ جلگیا یوں سمجھاتا ہے اللہ تمکو آیتیں شاید تم دھیان کرو یہ مثال فرمائی جہان کے
والی کی جو ایسی اچھی خیرات کو ضائع کرے جیسے جوانی کے وقت باغ حاصل کیا اس توقع سے کہ بڑی عمر میں کام آوے
عین کام کے وقت جلگیا ف بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عمر بن خطاب نے اصحاب حضرت سے کہا بتاؤ یہ
آیت کسکے حق میں اتری ہے کہا اللہ جانے عمر نے غصہ کیا کہا ایک بات کہو کہ ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے ابن عباس نے کہا
اے امیر المومنین میرے جی میں بات اس آیت کے ایک بات آئی ہے کہا اے بھتیجے تو کہہ اور اپنی جان کو حقیر نہ سمجھ اوسوقت کہا
یہ کہاوت ہے عمل کی پوچھا کون عمل کہا ایک آسودہ شخص نے اللہ کی طاعت کی پھر اللہ نے اوسکے لیے شیطان بھیجا وہ گناہ
کرنے لگا یہاں تک کہ سارے عمل اوسکے ڈوب گئے یہ روایت افراد بخاری سے ہے ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث کافی ہے
واسطے تفسیر اس آیت کی اسمیں بیان ہے اس بات کا کہ ایک شخص نے اولاً اچھے کام کیے پھر اسکی عادت بدل گئی حسنات

ع ٣٦

سیئات ہوگئے اور اپنے اگلے عمل صالح کو پچھلے عمل سے باطل کر ڈالا جب سختگی کا وقت آیا تو ثواب اگلے عمل
کا محتاج ہوا اور کہاں ہاتھ آتا ہے وہ تو ہاتھ سے نکل گیا اسیلیے اللہ نے فرمایا کہ بوڑھا ہے اور بچے ہیں ناگہاں
ایک آگ کا بگولا اوٹھا اور سے پہل پیڑ جلا کر خاک سیاہ کر دیا کہو اب اوسکا حال کیا ہوگا ابن عباس نے کہا اللہ نے
یہ بہت اچھی تمثال فرمائی ہے اسکی ساری تمثالیں اچھی ہوتی ہیں بوڑھا ہے جسکے بچے بھی ناداں تھے اوس باغ کو صالح کیا
اب کچھ قوت باقی نہ رہا کہ اوسکو بوئے نہ بچے اس لائق کہ کچھ سہارا کر سکیں وہ باغ آخر عمر میں جل گیا اچھا یہ رہا اسیطرح
حال کافر کا دن قیامت کے ہوگا کہ جب اللہ کے پاس جاویگا سے خیر محض ہوگا اگر کوئی بھلا کام بھی کیا تھا تو وہ بھی
باقی نہ بچا نہ کچھ کام آیا جسطرح اوس پیر مرد کو اولاد کام نہیں آتی سو جیسے وہ پیر باغ سے محروم ہوگیا ویسے ہی یہ کافر
اپنے عمل خیر سے خالی ہاتھ ہے گیا حدیث میں آیا ہے کہ حضرت یہ دعا کیا کرتے تھے اللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ
عِنْدَ كِبَرِ سِنِّي وَانْقِضَاءِ عُمُرِي رواہ الحاکم اسی لیے اللہ نے یہ فرمایا کہ یہ تمثال تمہارے سمجھانے کے لیے بیان کی گئی
ہے شاید تم کچھ سوچ سمجھو فقال تعالے وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ فتح البیان میں کہا ہے
(اور یہ کہاوتیں بٹھاتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور اسکو بوجھتے وہی ہیں جنکو سمجھ ہے)
یہ آیت تمثیل ہے اوس شخص کی جو عمل خیر کرتا ہے پھر اس عمل کے پیچھے ایسی چیز کو ملاتا ہے جو اوسکو اکارت کر دیتی ہے قیامت
وقت تمام حاجت کے اس عمل خیر کو بیکار پایگا جسطرح باغ والے نے آخر عمر میں اس باغ کو ویران پایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ
بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ
وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ
خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزیں اپنی کمائی میں سے اور جو ہم نے نکال دیا
تمکو زمین میں سے اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ وہ نہ لوگے مگر جو آنکھیں بند کر لو جان رکھو کہ اللہ بے
پروا ہے خوبیوں والا شیطان وعدہ دیتا ہے تمکو تنگی کا اور حکم کرتا ہے بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہے اپنی بخشش کا اور فضل کا
اور اللہ کشایش والا سب جانتا ہے سمجھ دیتا ہے جسکو چاہے اور جسکو سمجھ ملی بہت خوبی ملی اور سمجھیں وہی جنکو عقل ہے ف
قرآن میں فرمایا ہے کہ صدقہ قبول ہونیکی یہ بھی شرط ہے کہ مال حلال کمایا ہو حرام نہو بہتر چیز اللہ کی راہ میں دیوے یہ
کہ بری چیز خیرات میں نکالو جو کہ اپنے لیے نہیں آپ ویسی چیز قبول کرے مگر ناچار ہوکر کیونکہ اللہ بے پروا ہے محتاج
نہیں خوبیوں والا ہے خوب ہے خوب چیز پسند کرتا ہے جب دل میں خیال آوے کہ مال خیرات میں دینے والوں تو محتاج
مفلس ہو جاؤں بہت آوے تو سمجھا کہ یہ تاکید شیطان کی ہے مگر پھر بھی خرچ نہ کرے تو جان لیوے کہ یہ خیال شیطان کی

طرف سے آیا ہے خیال اگر خیرات سے کم ہو جاویگا اللہ کے یہاں کمی نہیں ہے جو چاہیگا تو اور دیویگا تو جان لیوے کہ
یہ خیال شیطان کی طرف سے آیا ہے **ف** ابن کثیر نے کہا اللہ نے عباد مومنین کو حکم خرچ کرنیکا ما ہے مراد اس
خرچ سے صدقہ ہے یہی قول ہے ابن عباس کا طیبات سے مراد تجارت ہے جسکو اللہ نے اونپر آسان کر دیا ہے
علی مع سدی نے کہا مراد سونا چاندی پھل کھیتی ہے جسکو اللہ نے اونکے لیے زمین سے برآمد کیا ہو ابن عباس نے
کہا اونکو حکم دیا ہے انفاق کا اطیب و اجود و انفس اموال سے منع کیا ہے تصدق کرنے سے ردیل و دنی و خبیث مال
کے اللہ پاک ہے قبول نہیں کرتا مگر پاک مال کو اسیلیے فرمایا ہے کہ نیت کرو گندی چیز کی اگر ویسی خراب بھی چیز کوئی
تمکو دے تو تم کبھی اوسکو نہ لو سو جس چیز کو تم خود نہ لوگے اوس چیز کو اللہ کی راہ میں دیتے ہو وہ اسکو کیونکر
لیوے لگا خدا اوس سے وہ کچھ محتاج نہیں ہے کہ ہر گری پڑی چیز اچھی بری لے لیوے حدیث ابن مسعود میں آیا ہے
کہ حضرت نے فرمایا اللہ نے جسطرح تمہارے بیچ میں رزق تقسیم کیا ہے اسی طرح اخلاق بھی تقسیم کیے ہیں اللہ
دنیا دیتا ہے اوسکو جسے چاہتا ہے اور جسے نہیں چاہتا دین نہیں دیتا مگر اوسی کو جسے چاہتا ہے قسم ہے اوس
شخص کی جسکے ہاتھ میں ہے جان میری مسلمان نہیں ہوتا بندہ جب تک کہ سلامت ہو دل و زبان اوسکی ایمان
نہیں لاتا جب تک کہ امن میں ہو ہمسایہ اوسکا اوسکی آفتوں اور ظلموں سے نہیں کماتا بندہ کوئی مال حرام پھر اوسکو
خرچ کرتا ہے اوسکو پھر اسمیں برکت ہو صدقہ نہیں دیتا اوسمیں سے اور وہ قبول ہو نہیں چھوڑ جاتا اوس مال
حرام کو پیچھے اپنے مگر وہ اوسکا زاد راہ ہے طرف نار کے اللہ بدی کو بدی سے نہیں مٹاتا ہے لیکن نیکی کو حسن سے
محو کرتا ہے گندگی گندگی کو دور نہیں کرتی رواہ احمد براء بن عازب نے کہا یہ آیت حق میں انصار کے اتری ہے
جب وقت کھجور کاٹنے کا آتا تو ایک ڈال انکی باغ سے لاکر درمیان دو ستون مسجد نبوی کے لٹکا دیتے فقراء
مہاجرین اوسکو کھاتے بعض آدمی بھی خراب کھجور لاکر اوسمیں ملا دیتے اوسکو جائز سمجھتے اوسپر یہ آیت اتری رواہ
ابن جریر وابن ماجہ وابن مردویہ والحاکم وقال صحیح علی شرطہما ولم یخرجاہ اسی سبب نزول کو ابن
ابی حاتم اور نسائی اور ترمذی نے بھی روایت کیا ہے حسن غریب کہا ہے عبداللہ بن مغفل نے کہا مسلمان کی کمائی
گندہ نہیں ہوتی مگر کوئی چیز کھوٹا روپیہ پیسا برا مال صدقہ نہ کرے کسی نے کہا مراد طیبات سے اسجگہ حلال ہے یعنی
اچھا مال بھی ہو حرام بھی نہ ہو کسی نے کہا اس آیت میں دلیل ہے اباحت کسب پر حدیث مقدام میں آیا ہے نہ کھایا
کسی نے کوئی کھانا بہتر اس سے جو کھایا اپنے ہاتھ کی کمائی کا رواہ البخاری انفاق سے مراد اسجگہ زکوٰۃ فرض
ہے یا صدقہ نفل یا دونو امر کا صیغہ وجوب کا ہے آیت میں دلالت ہے وجوب زکوۃ پر ہر پیداوار زمین سے

لکن جمہور اس عام کو خاص کہتے ہیں شافعی نے کہا زکوۃ خاص ہے ساتھ اوس چیز کے جسکو آدمی بوتے ہیں با اختیار خود کہاتے
ہیں حد نصاب کو پہونچ جاتی ہے کھجور انگور اسی میں داخل ہے ابو حنیفہ نے کہا آیت عام ہے اسلیے ہر پیداوار میں
پر زکوۃ واجب ہے جیسے فواکہ بقول بعض خضراوات اطعمہ ترکاریاں ان سب میں دسواں حصہ ہے قلیل ہوں یا کثیر مگر قول
اول صحیح ہے اور اوسی سے ابن عباس نے کہا بعض اصحاب سستا غلہ مول لیکر صدقہ کرتے اوس پر یہ آیت اوتری ف
ابن مسعود نے کہا حضرت نے فرمایا ہے شیطان کو ایک مار ہے طرف ابن آدم کے اور فرشتے کو بھی اوتار ہے طرف
اوسکے سو شیطان کا اوتار یہ ہے کہ وہ وعدہ دیتا ہے شر اور حق بات کی جھٹلانے کا فرشتہ کا اوتار یہ ہے کہ
وہ وعدہ دیتا ہے خیر اور تصدیق حق کا جو کوئی یہ پاوے تو اوسکو اللہ کی طرف سے سمجھے الحمد للہ کہے جو کوئی وہ پاوے
تو شیطان سے پناہ مانگے پھر یہ آیت پڑھی اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم والترمذی
والنسائی وابن حبان وابو یعلی ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے مطلب شیطان کے وعدہ دینے کا یہ ہے
کہ وہ تمکو محتاجی کا ڈر سناتا ہے کہتا ہے جو کچھ تمہارے پاس ہے اوسکو روکے رہو اللہ کی مرضی میں صرف کرو
کہیں ایسا ہو کہ فقیر ہو کر رہجاؤ اسکے سوا یہ حکم کرتا ہے کہ تم معاصی و آثام و محارم بجا لاؤ خوش عیشی مزہ اوڑاو
اسکے مقابلے میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا کہ ہم تم سے وعدہ مغفرت کا کرتے ہیں سمجھے جو کچھ تم میری طاعت و
رضا کی راہ میں صرف کروگے اوسکے عوض تمکو جنت ملیگی دیکھو درمیان دونو وعدونکے کسقدر تفاوت
فرق ہے ابن عباس نے کہا مراد حکمت سے اس آیت میں پہچاننا ناسخ منسوخ محکم متشابہ مقدم مؤخر حلال حرام قرآن
کا ہے دوسرا لفظ مرفوع یہ ہے کہ حکمت قرآن ہے یعنی اوسکی تفسیر ہے کیونکہ قرآن کو ہر نیک و بد پڑھتا ہے
مجاہد نے کہا مراد حکمت سے ٹہیک بات کہنا ہے حکمت نبوت تو نہیں ہے مگر علم و سمجھ ہے ابو العالیہ نے کہا
اللہ کا ڈر ہے کیونکہ اللہ سے ڈرنا سر ہے ہر حکمت کا ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ سر حکمت کا خوف ہے
خدا کا ابو العالیہ نے کہا حکمت کتاب ہے و فہم ہے نخعی نے کہا فہم ہے ابو مالک نے کہا سنت ہے یعنی حدیث رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زید بن اسلم نے کہا عقل ہے مالک نے کہا میرے جی میں آتا ہے کہ حکمت فہم ہے اللہ کے
دین میں اللہ اپنے فضل و رحم سے اسکو دلوں میں داخل کرتا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی دنیا کے کام میں
ہوشیار ہوتا ہے دوسرا شخص امر دنیا میں ضعیف امر دین میں عالم بصیر ہوتا ہے اللہ نے اسکو دین کی ہوشیاری دی دنیا
سے محروم رکھا پس حکمت فقہ فی الدین ہے یعنی مراد فقہ سے فہم ہے اصطلاح عام سدی نے کہا حکمت نبوت ہے ابن کثیر
نے کہا صحیح یہ ہے کہ حکمت کچھ خاص ساتھ نبوت کے نہیں ہے بلکہ عام ہے نبوت سے اعلی حکمت نبوت ہے رسالت اخص ہے

لکن اتباع انبیا کو ایک حظ خیر سے بطریق تبعیت کے ہوتا ہے جس طرح بعض احادیث میں آیا ہے کہ جسنے قرآن
کو حفظ کر لیا اوسکے دونوں کندھوں کے بیچ میں نبوت دھر دی گئی اتنی بات ہے کہ اسکو وحی نہیں آتی رواہ وکیع
ابن مسعود مرفوعا کہتے ہیں نہیں حسد مگر دو آدمیوں پر ایک وہ شخص جسکو اللہ نے مال دیا اوسکو حق میں اوڑا رہا ہے
دوسرا وہ شخص جسکو حکمت دی وہ اوسکے موافق حکم کرتا ہے اوسکو سکہا رہا ہے رواہ احمد والشیخان والنسائی و
ابن ماجہ من طرق متعددہ فتح البیان میں بعد ذکر اقوال مذکورہ کے یہ کہا ہے کہ یہ سب قول قریب یکدیگر ہیں اگر
لفظ حکمت سب اقوال پر بطریق شمول یا بدل اطلاق کریں تو کوئی مانع نہیں آ سکتے میں کہتا ہوں ہر کسی عالم نے ایک حصہ حسنہ
یا خلق حسن یا عمل صالح یا علم نافع کو موافق اپنے فہم کے تفسیر حکمت میں ذکر کیا ہے سب سے بہتر تفسیر حکمت کی جسکو
اکثر سلف گئے ہیں یہی ہے کہ حکمت سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسطرح صحابہ کی جہاں لفظ حکمت کا ہمراہ
کتاب کے آیا ہے اور جس جگہ مطلقا آیا ہے جیسے اس آیت میں وہاں بھی کوئی مانع نہیں یا وہاں مراد قرآن ہے کیونکہ
قرآن کا نام ذکر حکیم بھی ہے یہ حکمت قرآن یا حدیث شریف حکمی تو سب اقوال اسکے بیچ میں آ گئے قرآن و حدیث دونوں
کا حکمت ہونا دلیل ہے کمال اتحاد کتاب و سنت پر کہ اس لفظ سے جو مراد لو دوسری چیز نہیں ہے اصل ہے قرآن
حکم کرتا ہے اتباع سنت اور اطاعت رسول کا سنت ارشاد کرتی ہے طرف تمسک کتاب کے و بعید الحمد یہی معلوم ہوا
کہ حکمت خواہ قرآن ہو یا سنت اللہ نے اسکو خیر کثیر فرمایا ہے مراد خیر کثیر سے وہ علم نافع ہے جو طرف عمل صالح کے
لیجاوے جسکا انجام سعادت ابدی رضوان سرمدی نجات اخروی ہوتا ہے اللہم ارزقنا وما انفقتم من نفقة

او نذرتم من نذر فان الله يعلمه وما للظلمين من انصار ۝ ان تبدوا الصدقت فنعما هي وان
تخفوها وتؤتوها الفقراء فهو خير لكم ويكفر عنكم من سياتكم والله بما تعملون خبير ۝ جو خرچ

کرو گے تم کوئی خیرات یا قبول کرو گے کوئی منت سو اللہ کو معلوم ہے گنہگار کو کوئی نہیں مددگار اگر کھلی دو
خیرات تو کیا اچھی بات ہے اور اگر چھپاؤ اور فقیروں کو پہنچاؤ تو تمکو بہتر ہے اتارتا ہے کچھ گناہ تمہارے اللہ تمہارے
کام سے واقف ہے یعنی منت قبول کی تو واجب ہو گئی ادا نہ کرے تو گنہگار ہے نذر اللہ کے سوا کسی کی نہ
چاہیے مگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے فلانے شخص کو دونگا تو مختار ہے اگر نیت دکھاوے کی نہ ہو تو خیرات کھلی بھی بہتر ہے
کہ اوروں کو شوق آوے چھپی بھی بہتر ہے کہ لینے والا نہ شرماوے ف اس آیت میں دلیل ہے اس بات پر کہ سر صدقہ
کا افضل ہے اظہار سے کیونکہ ریا سے دور تر ہے مگر یہ کہ اظہار میں کوئی ایسی مصلحت ہو کہ اس حیثیت سے اظہار
افضل ہو جاویگا مگر اس آیت کا منشا یہی ہے کہ چھپا کر دینا کھلے دینے سے بہتر ہوتا ہے صحیحین میں ابوہریرہ سے مرفوعا آیا ہے

کو سات شخصوں کو قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے جگہ دیگا اور ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جس نے کوئی صدقہ چھپا کر دیا یہاں تک کہ بائیں ہاتھ نے
نہ جانا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا انس بن مالک مرفوعاً کہتے ہیں جب اللہ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپنے لگی پہاڑوں
کو پیدا کر کے اوس پر ڈالدیا ٹھہر گئی ملائکہ نے خلق جبال سے تعجب کیا کہا اے رب بھلا ان پہاڑوں سے بھی کوئی شی
تیری مخلوق میں زیادہ سخت ہے فرمایا ہاں لوہا کہا بھلا لوہے سے بھی زیادہ کوئی شے تیری خلق میں سخت تر ہے کہا ہاں
آگ پوچھا آگ سے بھی زیادہ تر کوئی شے سخت ہے کہا ہاں پانی پوچھا پانی سے بھی زیادہ کوئی شے سخت تر ہے
کہا ہاں ہوا کہا ہوا سے بھی زیادہ کوئی چیز سخت تر ہے فرمایا ہاں بنی آدم جو دہنے ہاتھ سے صدقہ دیتا ہے اسکو بائیں
ہاتھ سے چھپاتا ہے رواہ احمد ایک حدیث میں آیا ہے کہ پوشیدہ صدقہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے عامر شعبی نے
کہا یہ آیت ابو بکر و عمر کے حق میں اتری ہے عمر آدھا مال لیکر پاس حضرت کے آئے تھے پوچھا گھر کے لیے کیا چھوڑ
آئے کہا آدھا مال ابو بکر سارا مال لیکر آئے اپنی جان سے بھی گویا چھپایا حضرت نے پوچھا گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ
آئے کہا اللہ رسول کو عمر نے رو کر کہا اے ابو بکر میرے ماں باپ تم پر صدقے ہمنے کسی بات خیر کیطرف سبقت نہ کی مگر
تم ہی سابق نکلے رواہ ابن ابی حاتم یہ حدیث اور طرح بھی آئی ہے لیکن ہمنے اسجگہ اسکو قول شعبی کے لیے روایت
کیا کہ اونہوں نے نزول اس آیت کا انکے حق میں بتایا ہے ابن کثیر نے کہا آیت عام ہے بیان میں کہ چھپانے
صدقہ بہتر ہے خواہ فرض ہو یا مندوب لیکن ابن جریر نے ابن عباس سے اُس آیت کی تفسیر میں روایت کیا
ہے کہ اللہ نے صدقہ سر کو تطوع میں فضیلت دی ہے صدقہ علانیہ پر ستر درجہ اور صدقہ فرض کو صدقہ سر پر پچیس
درجہ یہی حال ہے سارے فرائض و نوافل کا اس باب میں ایک قول ابن عباس کا یہ بھی ہے کہ عمل اس آیت پر پہلے نزول براءت
سے تھا جب سورہ براءت اتری اوس میں تفصیل صدقات فرائض کی آگئی تو سارے صدقات اُس تک منتہی ہو گئے
دوسرا قول انکا یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اسی طرح وہ آیت فی اموالہم حق معلوم للسائل والمحروم بھی کہا
ہر صدقہ جو قرآن میں آیا ہے اوسکو آیت سورہ توبہ نے انما الصدقات للفقراء منسوخ کر دیا ہے فتح البیان میں ہے
کہ یہ آیتیں باب صدقہ میں کلی و شامل ہیں ہر صدقہ مقبول و غیر مقبول کو ... مقبول و غیر مقبول کو اس آیت میں وعدہ
دیا اور انکے جیسے انفاق یا نذر ہر وہ مقبول کیا یہ وعید ہے اور واسطے انکے جس نے برعکس اسکے کیا حدیث میں آیا ہے جس نے نذر
معصیت میں نہ پوری شرط اب یوں ہے کہ جسنے نذر کی ہو کہ اللہ کی طاعت کریگا تو وہ طاعت کرے یعنی ادا کرے اور جس نے نذر کی
کہ اللہ کی معصیت کریگا وہ معصیت نہ کرے تیسری حدیث یہ ہے نذر وہ ہے جس سے اللہ مقصود ہو اور اسکا کفارہ مشہور ہے

لَیْسَ عَلَیْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ
اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُم بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ
إِلْحَافًا ۗ وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ

ع ربع

أَجْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ تیرا ذمہ نہیں انکو راہ پر لانا لیکن اللہ راہ پر لاتا ہے جسکو چاہے اور جو مال خرچ
کرو گے سو اپنے واسطے اور خرچ نہ کرو گے مگر اللہ کی خوشی چاہ کر اور جو خرچ کرو گے خیرات پوری ملیگی تمکو اور تمہارا حق نہ رہیگا واسطے
ان مفلسوں کو جو اٹک رہے ہیں اللہ کی راہ میں چل پھر نہیں سکتے ملک میں سمجھے انکو بیخبر آدمی محظوظ ان کے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے
انکو چہرے سے نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو خرچ کرو گے کام کی چیز وہ اللہ کو معلوم ہے جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنا
مال اللہ کی راہ میں رات اور دن چھپے اور کھلے انکو ہے مزدوری انکی اپنے رب کے پاس نہ ڈر ہے انپر اور نہ وہ غم کھاویں ف یعنی
بڑا ثواب ہے انکا دینا جو اللہ کی راہ میں اٹک گئے ہیں کما نہیں سکتے اور نہ اپنی حاجت ظاہر کرتے ہیں جیسے حضرت کے اصحاب
صفہ والے گھر بار چھوڑ کر حضرت کی صحبت اختیار کی تھی علم سیکھنے کو جہاد کرنیکو اسیطرح اب بھی جو کوئی قرآن حفظ کرے یا علم
دین میں مشغول ہو تو لوگوں کو لازم ہے کہ انکی مدد کریں یہاں تک خیرات کا بیان تھا آگے سود کو حرام فرمایا خیرات
کا تقید ہو قرض دینا اولی ہے قرض پر سود کاہے کو لیا چاہیے ف نسائی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اپنے
ہم نسب کو مشرکوں کو خیرات دینا مکروہ جانتے تھے اللہ نے رخصت دی یہ آیت اتاری دوسرا لفظ اسکا یہ ہے کہ حضرت نے حکم دیا
تھا کہ صدقہ نہ کریں مگر اہل اسلام پر جب یہ آیت اتری تو حکم دیا کہ کسی دین والا ہو سوال کرے تو اسکو صدقہ دو [illegible]
یہ ارشاد کہ جو خرچ کرو گے سو اپنے واسطے مثل اس آیت کی ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ اسکے نظائر قرآن میں بہت ہیں حسن بصری
نے کہا مراد نفقہ سے مومن کا اپنی جان کے لیے ہے مومن جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اللہ کی رضا چاہتا ہے عطا خراسانی نے کہا جب
تونے کسیکو اللہ کے لیے دیا اب تجھپر کچھ نہیں کہ وہ لیکر کیا کریگا ابن کثیر نے کہا اسکے معنی حاصل یہ ہے کہ متصدق نے
صدقہ اللہ کی رضا کے لیے دیا تو اسکا اجر اللہ پر ثابت ہوا نفس الامر کا مواخذہ اسپر نہیں ہے کہ وہ صدقہ کہاں پہنچا
نیک کو یا بد کو مستحق کو یا غیر مستحق کو اسکو ثواب اسکے قصد کا ملیگا سند اسکی آخر آیت ہے وَمَا تُنفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَ
اور جو خرچ کرو گے خیرات پوری ملیگی تمکو
أَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ اور حدیث ابو ہریرہ سے جو صحیحین میں آئی ہے لفظ حدیث کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک آدمی نے کہا آج
تمہارا حق نہ رہیگا
کی رات میں صدقہ دونگا پھر صدقہ لیکر نکلا اور ہاتھ میں ایک زانیہ کے رکھدیا صبح کو لوگ چرچا کرنے لگے کہ اوسنے زانیہ کو صدقہ
دیا اوسنے کہا الہی تجھکو حمد ہے زانیہ پر آج کی رات پھر صدقہ دونگا وہ صدقہ ایک غنی کو دیا صبح کو لوگوں نے ذکر کیا کہ ایک صدقہ
غنی کو دیا کہا الہی تیری حمد ہے غنی پر آج کی شب پھر صدقہ دونگا صدقہ لیکر نکلا ہاتھ میں ایک چور کے رکھا صبح ہوئی لوگوں نے کہا کہ

تکلف کے ساتھ لیکن یہ بات منافی صفت تعفف ہے علاوہ اسکے جاہل انکو جب ہی غنی خیال کریگا کہ وہ سوال نہ کریں
حرمت سوال میں بہت حدیثیں آئی ہیں سب کی تصحیح جا یہ نہو سکے مانگنے بخاری کا لفظ ابو ہریرہ سے مرفوعاً یوں ہے
کہ مسکین وہ نہیں جسکو ایک دو کھجور یا لقمے پھیریں مسکین وہ ہے جو تعفف کرتا ہے تمہارا جی چاہے
تو تم اس آیت کو پڑھو لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا اسکو مسلم و نسائی نے بھی روایت کیا ہے ابن ابی حاتم کا لفظ یہ ہے
مسکین وہ نہیں ہے جو تمہارے گرد پھرتا ہے تم اسکو ایک لقمہ دیتے ہو مسکین وہ متعفف ہے جو لوگوں سے لپٹ کر
نہیں مانگتا اسکو ابن مردویہ نے بھی سند سے ابو ہریرہ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے ایک شخص مزنی نے کہا میری ماں نے مجھ سے کہا
تو حضرت کے پاس جا کر نہیں مانگتا جسطرح سب لوگ مانگتے ہیں میں گیا آپ کھڑے خطبہ پڑھ رہے تھے مَنِ اسْتَعَفَّ اَعَفَّهُ
اللّٰهُ وَمَنِ اسْتَغْنٰی اَغْنَاهُ اللّٰهُ وَمَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهٗ عِدْلُ خَمْسِ اَوَاقٍ فَقَدْ سَأَلَ النَّاسَ اِلْحَافًا میں نے اپنے جی میں
کہا ایک اونٹنی میرے پاس ہے ایک اور غلام کے پاس پانچ اوقیہ سے بہتر ہیں پھر چلا آیا سوال نہ کیا رواہ احمد دوسرے لفظ
یوں آیا ہے مَنْ سَأَلَ وَلَهٗ اُوْقِيَّةٌ فَقَدْ اَلْحَفَ رواہ النسائی ایضاً ابن ابی حاتم نے ابو سعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس
نے سوال کیا اور اسکے پاس قیمت ایک اوقیہ کی ہے وہ ملحف ہے ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ اوقیہ ہے مراد
اوقیہ کے رواہ احمد ابن مسعود مرفوعاً کہتے ہیں جسنے سوال کیا اور پاس اسکے اتنا ہے جو اسکو بے نیاز کرتا ہے تو وہ سوال
اسکا دن قیامت کے چہرہ پر کدوش ہوگا اور اسکے منہ میں کہا لوگوں نے رسول خدا بے نیازی کیا ہے فرمایا پچاس درہم یا اسکا
سونا اسکو احمد و اہل سنن اربعہ وغیرہ نے روایت کیا ہے بعض احادیث میں چالیس درہم بھی آئے ہیں ف یہ اللہ نے
ان لوگوں کی مدح کی جو اپنا مال سب اوقات میں رات دن ظاہر و مخفی خدا کی مرضی چاہنے کو خرچ کرتے ہیں انہیں میں وہ
نفقہ بھی داخل ہے جو آدمی اپنے اہل پر کرتا ہے جسطرح صحیحین میں آیا ہے کہ حضرت نے سعد بن ابی وقاص سے سال فتح مکہ میں یا حجۃ الوداع
وقت عیادت مرض کے فرمایا تو کوئی خرچ بھی اللہ کے لیے نہ کریگا مگر تیرا درجہ بڑھیگا یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تو منہ
میں اپنی عورت کے دیتا ہے ابن مسعود کا لفظ یہ ہے مسلمان جب اپنے اہل پر کچھ خرچ کرتا ہے امید ثواب پر تو وہ اسکے لیے
صدقہ ہوتا ہے اخرجہ احمد عبد بیہقی نے کہا ہے یہ آیت حق میں اصحاب خیل کے اتری ہے ابن عباس نے کہا
یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں گھوڑوں کو دانہ کھلاتے ہیں مجاہد نے کہا علی کے پاس چار درہم تھے ایک
رات کو ایک دن کو ایک چھپا کر ایک علانیہ خرچ کیا اور یہ آیت اتری مگر اسکی سند ضعیف ہے فتح البیان میں لکھا
ہے کہ اس آیت میں سخت حرص و رغبت دلائی ہے خرچ کرنے پر کسی وقت میں ترک انفاق نہ کرے کیا رات کیا
دن ملا کر کھلے چھپے دیتا رہے اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ صدقہ سر افضل ہے صدقہ علانیہ سے کیونکہ اسکے لیے لقمہ شب کو

بعضے دیر اور بعضے سر کو بعضے علما نے یہ بعد میں ذکر کیا ہے قتادہ نے کہا مراد وہ لوگ ہیں جو راہ خدا میں صرف کرتے ہیں
بدون اسراف و تبذیر و فساد کے ابن السائب نے کہا آیت حق میں عبد الرحمن بن عوف و عثمان رضی اللہ تعالی
عنہما کے اوتری ہے جنہوں نے جیش عسرت میں مدد دی لیکن عبرت لفظ عام کو ہے نہ سبب خاص کو الَّذِينَ
يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ
مِثْلُ الرِّبٰوا وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهٰى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ
وَمَنْ عَادَ فَأُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ○ جو لوگ کہاتے ہین سود وہ اوٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اوٹھتا ہے
جسکے حواس کھو دیے جن نے لپٹ کر یہ اسواسطے کہ اونہوں نے کہا سوداگری بھی تو ویسا ہی ہے جیسا سود لینا اللہ نے حلال
کیا سوداگری اور حرام کیا سود پہر جسکو پہنچی نصیحت اپنے رب کی اور باز آیا تو اوسکا ہے جو آگے ہو چکا اسکا حکم اللہ کے اختیار اور جو کوئی پہر
کرے ہی وہی ہین دوزخ کے لوگ وہ اسی مین رہ پڑے یعنی سود سے پہلے جو لیا دنیا میں اسکا پھیرنا نہیں ہے اور آخرت
میں اللہ کا اختیار ہے چاہے تو بخشے باقی بعد منع کے جو کوئی لیوے وہ دوزخی ہے خدا کے حکم سے عقل دلیل لاوے
اسکی یہی سزا ہے جو بیان ہوئی **ف** اس آیت پاک مین اللہ پاک نے ذکر اون لوگوں کا کیا جو سود کہاتے ہیں انواع شبہات
اموال باطل اوڑاتے ہیں اونکا حال ابتدائے خروج قبر سے تا بعث و نشور بیان فرمایا یعنی وقت بعث وہ قبر سے یوں
اوٹھینگے جیسے کوئی خبطی شیطان کا لپٹا یا پاگل اوٹھتا ہے ابن عباس نے کہا سود خوار دن قیامت کے مجنون اوٹھیگا یہی قول
ہے عوف ابن مالک و سعید بن جبیر و سدی و ربیع بن انس و قتادہ و مقاتل بن حیان کا ابن عباس نے کہا سود خوار کو دن
قیامت کے کہینگے لڑنے کو ہتہیار باندہ کر طیار ہو پہر یہ آیت پڑہی کہا یہ وقت قیام کے قبور سے ہوگا حدیث ابو سعید
مین آیا ہے کہ گذرے حضرت شب معراج میں ایک قوم پر جنکے پیٹ مثل گہروں کے تہے اونکا حال پوچھا کہا یہ سود خوار
ہین رواہ البیہقی ابن ابی حاتم کا لفظ یہ ہے کہ اونکے پیٹ میں سانپ بہرے ہوے تہے سمرہ بن جندب کی حدیث مین آیا ہے کہ حضرت نے
خواب مین دیکھا کہ ایک نہر پر آئے لال جیسے خون اوسمین ایک آدمی تیرتا تہا کنارہ نہر پر ایک اور آدمی اسکی پاس پتہر جمع تہے
جب وہ تیر کر اوسکے پاس آتا منہہ کہولدیتا وہ ایک پتہر کا لقمہ اسکے منہہ میں دیدیتا بخاری نے کہا وہ شخص سود خوار تہا
معتبر البیان مین کہا ہے مراد اس وعید سے نرا سود خوار ہی نہیں ہے بلکہ جو کوئی لین دین سود کا کرتا ہے وہ بہی داخل ہے جابر نے
مرفوعا کہا لعنت کی ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کہانے والے پر اور کاتب و گواہ پر رواہ مسلم ابن مسعود کا لفظ
مرفوع یہ ہے سود کے تہتر دروازے ہین سب سے کم یہ ہے کہ کوئی اپنی ماں سے حرام کرے سب سے زیادہ بدتر آبرو ہے مرد مسلمان
کی رواہ البیہقی والحاکم و صححہ یہ مضمون ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے فقط عدد ابواب ربا میں اختلاف ہے

وعید لازم

ایک جماعت صحابہ نے کہا کہ سب سے پیچھے جو آیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتری وہ یہی آیت ربا ہے پھر
اللہ پاک نے آخر کو یہ فرمایا کہ جسکو یہ بات پہنچ گئی کہ مدت سے سود سے منع کیا ہے اور وہ سنتے ہی اس حکم کے باز رہا تو معاملہ
اگلا تہا وہ اسکو معاف ہو گیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن فتح مکے کے فرمایا ہر سود جاہلیت کا پیچھے پاؤں میرے
ہے پہلا سود جسکو میں موقوف کرتا ہوں عباس کا سود ہے پہر یہ حکم دیا کہ جو سود حال جاہلیت لیچکے ہیں وہ اونکو
سدہی لکہا لیسے جو ربا قبل تحریم کے کہا چکے ہیں وہ معاف ہے پہر یہ فرمایا کہ جسنے بعد ہی کے سود کہایا وہ دوزخی ہے
جابر نے کہا حضرت نے بعد نزول اس آیت کے فرمایا جسنے نہ چھوڑا مخابرہ وہ طیار ہو واسطے لڑنے کے اللہ و رسول سے رواہ
ابوداؤد و حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے شرط مسلم پر مخابرے میں مادہ ہی ربا کا اسلئے یہ بات فرمائی اس تیرے کہ مخابرہ
کہتے ہیں کہیتی کرنے کو عوض بعض پیداوار زمین کے مزابنہ کہتے ہیں تر میوہ کو عوض خشک میوے کے مول لینا محاقلہ کہتے ہیں
سوکہا عہ دیگر بارہ غلہ درخت پر خریدنا یا بیچنا اور جو مثل انکے ہوں واسطے قطع مادہ ربا کے حرام کیے گئی ہیں کیونکہ کیسے
سے ہیں دو دو چیزوں کا مساوی ہونا معلوم نہیں ہو سکتا ہے اسی لیے فقہائے کہا ہے کہ جہل بابت مماثلت کے مثل حقیقت
مفاصلہ کے ہے اسی لیے بہت سی اشیاء کو جنہیں وسیلہ ربا سمجھا حرام کہا ہے بعادت بطور موافق علم ہر شخص کے ہے کہ جسکو جیسا
جتنا علم ملا اوسنے ویسا سمجھا اور کہا وقد قال تعالے وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ پہر کاملہا اہل علم سارے اوپر سے
زیادہ کل ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں چاہتا تہا کہ تین چیزوں میں حضرت ہم سے کچھ قول قرار کر جاتے جد اور کلالہ اور ابواب ربا
مراد بعض مسائل ہیں جنمیں آیتیں نا معلوم ہوتی ہے شریعت اس بات کی گواہ ہے کہ جو چیز کسی حرام چیز کا وسیلہ ہو وہ حرام
ہے جسطرح جس چیز کو کوئی واجب بغیر اوسکے نہ ہو تو وہ چیز بہی واجب ہوتی ہے صحیحین میں نعمان بن بشیر سے آیا ہے کہ حضرت نے
فرمایا حلال بہی کہلا ہوا ہے حرام کہلا ہوا ہے دونوں کے بیچ میں مشتبہ چیزیں ہیں جو انسے بچا دینے اپنے دین و آبرو کو بچایا جو کوئی انمیں پڑا وہ
حرام میں پڑا جیسا جسنے چرایا گرد چراگاہ کے چراتا ہے قریب ہے کہ اسمیں چرانے لگے سنن میں حسن بن علی سے آیا ہے کہ جو چیز
تجھے شک میں ڈالے اوسکو چھوڑ دے جو شک میں نہ ڈالے اسکو اختیار کر دوسری حدیث میں ہے گناہ وہ ہے جو دل میں
اوجہی بسترہ ہو تجھکو لوگوں کا اوس پر مطلع ہونا ناپسند آوے تیسری روایت میں ہے تو اپنے جی سے فتوے لے گو لوگ
تجھکو فتوے دیں عمر نے کہا سب سے پیچھے یہی آیت ربا اتری ہے حضرت کا انتقال ہو گیا اور اسکی تفسیر کر نہ گئے سو تم
ربا و ریبت کو چھوڑ دو ابو ہریرہ مرفوعا کہتے ہیں آویگا لوگوں پر ایک زمانہ کہ اوسمیں سود کہاوینگے پوچھا
کیا سب لوگ فرمایا جو کوئی نہ کہاویگا تو اوسکو غبار اوسکا لگ جاویگا رواہ احمد و اہل السنن ابن کثیر
نے کہا اسی اصل سے ہے تحریم ان وسائل کی جو محرمات تک پہنچا دیتے ہیں عائشہ نے کہا کہ جب آخر آیات سورہ بقرہ

کی ربا میں رہن حضرت نے مسجد میں جا کر اور مکہ پڑھا شراب کی تجارت کو حرام کیا اخرجہ الجماعۃ سوی الترمذی بعض
اہل علم نے کہا ربا اور اوسکے وسائل کو حرام کیا تو خمر کو اور اوسکی تجارت کو بھی حرام کیا جیسے حدیث متفق علیہ میں آیا ہے
لعنت کرے اللہ یہود پر حرام ہوئی اونپر چربی اونہوں نے اوسکو پگھلا کر بیچا اوسکی قیمت کہائی علماء نے کہا تساہل کا
ربا لیست الموقت ہی کہ جسے اسکو معلوم ہوا اور اگر ظاہر میں صورت عقد شرعی ہے در حقیقت میں فاسد تو اعتبار معنی کا ہو گا
صورت کا کیونکہ اعمال کا اعتبار نیات سے ہے صحیح میں آیا ہے اللہ نہیں دیکھتا تمہاری صورت تمہارے مال کو تمہارے
دل و عمل کو دیکھتا ہے ابن کثیر نے کہا امام علامہ ابو العباس ابن تیمیہ نے ایک کتاب ابطال تحلیل میں بنائی ہے جسمیں بعض
ان وسائل سے منع کیا ہے جو مفضی باطل ہیں پہر کہا وقد کفی فی ذلک وشفی رحمہ اللہ ورضی عنہ ۔ یَمْحَقُ اللّٰہُ

الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا
الزَّکٰوۃَ لَہُمْ اَجْرُہُمْ عِنْدَ رَبِّہِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ مٹاتا ہے اللہ سود اور بڑھاتا ہے خیرات اللہ نہیں
چاہتا کسی ناشکر گنہگار کو جو لوگ ایمان لائے اور کیے اونہوں نے کام نیک اور قائم رکھی نماز اور دی زکوۃ انکو ہے بدلا انکا
انکے رب کے پاس اونپر ڈر ہے اور نہ وہ غم کہاوینگے یعنی مالدار ہو کر محتاج کو قرض نہیں دیتے جب تک سود نہ لیکر
یہ نعمت کی ناشکری ہے **ف** اللہ تعالی نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ مال ربا کا تو بالکل جاتا رہتا ہے یا
اسکی برکت مٹ جاتی ہے دنیا ہی میں معدوم ہو جاتا ہے کچھ نفع حاصل نہیں ہوتا آخرت میں اوسپر عقاب ہوگا
کما قال تعالی قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ وقال تعالی وَیَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَہٗ
عَلٰی بَعْضٍ فَیَرْکُمَہٗ جَمِیْعًا فَیَجْعَلَہٗ فِیْ جَہَنَّمَ وقال وَمَا اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ
اللّٰہِ ابن جریر نے کہا یہ آیت نظیر ہے حدیث ابن مسعود کی کہ سود کتنا ہی بڑھ کیوں نہ جاوے مگر انجام اسکا کمی ہے رواہ
احمد و ابن ماجہ گویا یہ معاملہ ہے ساتھ نقیض مقصود کے ابن عباس نے کہا قبول نہیں کرتا اللہ ربا خوار سے صدقہ نہ حج
نہ صلہ صدقات کو بڑھاتا ہے کا یہ مطلب ہے کہ یا تو وہ مال بڑھتا ہے جسمیں سے تصدق دیا ہے یا اوسکا اجر دگنا ہوتا ہے یا دو نا تین
گنا ہوتا ہے صحیحین وغیرہما میں ابو ہریرہ سے مرفوعا آیا ہے جسنے صدقہ دیا برابر ایک کہجور کے پاک کمائی سے اور نہیں
قبول کرتا اللہ مگر پاک کمائی تو اوسی صدقہ کو لیتا ہے داہنے ہاتھ سے لیکر واسطے متصدق کے پرورش کرتا رہتا ہے جیسے کوئی
تم میں اپنے بچھیرے کو پالتا ہے یہانتک کہ وہ صدقہ برابر ایک پہاڑ کے ہو جاتا ہے حدیث عائشہ و ابن عمر میں بھی
اور آیا ہے کہ پہر حضرت نے یہ آیت پڑھی طبرانی نے ابو برزہ اسلمی سے مرفوعا روایت کیا ہے کہ بندہ ایک ٹکڑا روٹی
کا صدقہ دیتا ہے وہ اللہ کے پاس بڑھ کر مثل احد کے ہو جاتا ہے اس باب میں اور بہت حدیثیں آئی ہیں اون

حدیثوں سے منع ہے اس آیت کی کہلتے ہیں پھر یہ فرمایا کہ دوست نہیں رکھتا اللہ کفور العمل اثیم القول والفعل کو یہ
اسلیئے ارشاد ہوا کہ جو رزق حلال اللہ نے قسمت کر دیا تھا اور جو کسب مباح اوسکے لیے مشروع کیا تھا اوسے
اوس رزق و کسب پر اکتفا نہ کیا لوگوں کا مال بطریق باطل و کسب خبیث کہ نامشروع کیا تو کفران نعمت کی وجہ سے
ظلوم اکل باطل کی وجہ سے آثم ٹھیرا اسکے بعد اللہ نے اہل ایمان کی تعریف کی مراد وہ ہیں سے آگے یہ لوگ ہیں جو
تحریم ربا پر ایمان لائے ہیں بلکہ عموم اولی ہو ایمان یہ ہے کہ اللہ رسول کی تصدیق کریں عمل صالح جسکا اوسکو حکم
ہے بجا لائیں سچا اوسکے ایک کی رہا ہی نماز و زکوٰۃ جو دو فریضے ہیں يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا
مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَوٰا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ
رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُوا
خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ
هُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے چھوڑ دو جو رہ گیا سود اگر تمکو یقین ہے پھر اگر نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ
لڑنے کو اللہ سے اور اوسکے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمکو پہونچتے ہیں اصل مال تمہارے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ کوئی
تم پر اور اگر ایک شخص ہے تنگی والا تو فرصت دینی چاہیے جب تک کشایش پاوے اور اگر خیرات کرو تو تمہارا بھلا ہے
اگر تمکو سمجھ ہو ڈرتے رہو اوس دن سے جسمیں الٹے جاؤ گے اللہ کے پاس پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اوسنے کمایا اور ظلم
نہ ہوگا چھوڑنے کا یہ مطلب ہے کہ جو سود تم آگے سے لے چکے ہو سو لیچکے اگلا چڑھا ہوا ات مانگو پھر اگلا سود لیا ہوا
تمہارے اصل مال میں مجرا کرے تو تم پر ظلم ہے اور اگر اسکے بعد اگلا چڑھا سود تم مانگو تو تمہارا ظلم ہے پھر جب دیکھا سود خوار
ہوا انکو مفلس سے تقاضا کرنے یہ نہ چاہیے بلکہ فرصت دو اور اگر توفیق ہو تو بخش دو ف زید بن اسلم ابن جریج
مقاتل بن حیان سدی نے کہا یہ آیات حق میں بنی عمرو بن عمیرہ کے اوتری یہ پہلی قوم ثقیف میں سے تھی دوسری بنی مخزوم
سے انکی آپسمیں لین دین سود کا جاہلیت میں تھا جب لوگ اسلام میں آگئے ثقیف نے چاہا کہ ایسے سود کا مطالبہ کریں باہم مشورہ
کیا بنو مغیرہ نے کہا ہم اسلام میں بابہ دینگے عتاب بن اسید نائب کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھا اوسپر آیت اوتری
حضرت نے آیت عتاب کو لکھ بھیجی اسمیں بہت بڑی وعید سخت اور تشدید عظیم ہے اوس شخص کیلیے جو بعد انذار کے لین دین
سود پر قائم و دائم ہے ابن عباس نے کہا ایذان کے معنی استحلہ استیقان کی ہیں قیامت میں سود خوار سے کہیں گے کہ اوٹھا
ہتھیار واسطے جنگ کے الّم پر جی ہر کہ جو شخص ربا پر مقیم ہو اور اوس سے باز نہ رہے اوس سے توبہ طلب کرے اگر باز آوے بہتر ورنہ اوسکی گردن
مارے حسن و ابن سیرین نے کہا واللہ صرافے ساحر ہیں اللہ و رسول سے لڑنیکو تیار ہیں آج اگر کوئی لوگوں پر امام ہوتا تو اوسکو

ع ۳۸ ۶

تو برا نا اگر توبہ کرکے سمجھو اور ہتھیار چلانا قتادہ نے کہا اللہ نے اوسے وعدہ قتل کیا ہو جس طرح وہ مستحق ہیں تو
تم اسی لیے ہی سود دیتے ہو اللہ نے حلال میں تیری وسعت کی ہے حلال کو طیب کیا ہے سو کہیں ایسا نہ ہو کہ فاقہ تم کو
معصیت کی طرف کھینچ لے جائے ابن سے کہا اللہ نے سود خوار کو وعید قتل و ہلاکی ہے سہیلی نے کہا اسی لیے عائشہ نے زید بن
ارقم کی لونڈی سے بمسئلہ عینہ میں یہ کہا کہ تو زید سے کہہ دے کہ جہاد اوسکا ہمراہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برباد ہوا
مگر یہ کہ توبہ کرے کیونکہ وہ ضد قول خدا ہے فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ سہیلی نے اسکو بہت اہل علم نے ذکر کیا ہے لیکن سیاق
اوسکی عائشہ تک ضعیف ہے پہر اللہ نے کہا کہ اصل مال لو نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو ابن ابی حاتم نے کہا حضرت نے حجۃ الوداع میں فرمایا ہر سود
جاہلیت کا موقوف ہے تمکو اصل مال اپنا لیا چاہیے نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم ہو سب سے پہلے جو سود موقوف کیا گیا عباس
کا سود ہے روا ابن ابی حاتم وان کان ذو عسرۃ پہر اللہ پاک نے یہ حکم دیا کہ محتاج کو مہلت دو اہل جاہلیت کا سا تقاضا
کرو کہ جب تک قرض ختم ہو جاوے تو وہ لے پہر تصدق سے کہتے کہ ہمارا قرض ادا کر یا اوس پر زیادہ پہر فرمایا کہ اگر تم معلوم
کو سارا اصل مال چھوڑ دو اور بخش دو تو اور بھی بہتر ہے حضرت سے کئی طریق متعددہ سے اس باب میں احادیث کثیرہ آئی ہیں جن
سے ... حضرت نے فرمایا جسکو یہ بات خوش آوے کہ اللہ اسکو سایہ دے جس دن کہ اسکے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا تو وہ
محتاج پر آسانی کرے یا اوسکو چھوڑ دے روا الطبرانی بریدہ کا لفظ یہ ہے جسنے مہلت دی مفلس کو اوسکو اجر ہے ہر روز
ایک صدقہ کا ... روا احمد ابو قتادہ نے کہا حضرت نے فرمایا ہے جسنے فرصت دی یا قرضدار
کو یا ساقط کیا اس سے قرض کو وہ دن قیامت کے سایہ عرش میں ہوگا روا احمد و مسلم حذیفہ سے مرفوعا کہا ہے لاوینگے پاس
اللہ کے دن قیامت کے ایک بندے کو اللہ نے مال دیا ہوگا تو نے دنیا میں کیا کام کیا وہ کہیگا ای رب میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا ذرہ
برابر جسکی امید رکہوں سوا اسکے تین بار اسیطرح پوچھیگا اور وہ وہی کہیگا پہر آخر یہ عرض کریگا ای رب تو نے مجھے زیادہ مال
دیا تہا میں ایک آدمی تہا لوگوں سے لین دین کرنا میری عادت درگذر کرنے کی تہی تو وہ میں آسانی ناداروں کو مہلت دیتا
اللہ فرماویگا میں زیادہ تر مستحق ہوں آسانی کرنیکا داخل ہو جنت میں روا ابو یعلی اسی کو تک شیخین و ابن ماجہ
بھی روایت کیا ہے سہل بن حنیف کہتے ہیں حضرت نے فرمایا جسنے اعانت کی کسی مجاہد راہ خدا کی یا غارمی کی یا قرضدار کی اسکی
تنگی میں یا مکاتب کی اسکی گردن میں سایہ دیگا اسکو اللہ اپنے سایہ میں جسدن کوئی سایہ نہ ہوگا مگر اسکا سایہ حاکم نے کہا
حدیث صحیح الاسناد ہے مگر شیخین نے اسکو روایت نہیں کیا ابن عمر سے مرفوعا مروی ہے جو کوئی چاہے کہ اسکی دعا قبول ہو اسکی
تکلیف دور ہو تو تنگدست سے درگذر کرے روا احمد ابن عباس نے کہا نکلے حضرت مسجد کو ہاتھ سے اشارہ کرتے فرمایا
جسنے فرصت دی نادار کو یا معاف کیا اوسکو تو بچاویگا اسکو اللہ جہنم کی بہاپ سے الحدیث روا احمد دوسرا لفظ یہ تھا

مروی ہے کہ جسنے مہلت دی قرضدار کو آسودگی تک مہلت دیگا اللہ اسکے گناہ کو توبہ تک رواہ الطبرانی پہر اللہ نے ایسے
بندوں کو وعظ کیا کہ دنیا زوال ہے دنیا کے ساری مال و عمر فنا ہوجاوینگے آخرت سر پر چلی آتی ہے اللہ کے آگے
اعمال خلق کا حساب لیا جاویگا ہر عمل خیر و شر کی سزا جزا ملیگی ابن کثیر نے کہا کہتے ہیں کہ یہ آیت سب سے پیچھے
اتری ہے یہی قول سعید بن جبیر کا ہے کہ آخر ما نزل القرآن کلہ واتقوا یوما الخ حضرت بعد نزول اس آیت کی
نو رات جیے پہر دن پیر کے دوسری تاریخ ربیع الاول کو انتقال فرمایا اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے اسیطرح
ابن مردویہ نے اوسکو ابن عباس سے نقل کیا ہے رواہ النسائی ایضا عنہ نووی کا لفظ ابن عباس سے یہ ہے کہ پیچھے
اتری اس آیت اور موت حضرت کی اکتیس دن تہے دوسرا لفظ یہ ہے کہ نو راتیں ہیں سعید کو ہمارے پیر کو وفات
فرمائی ابو سعید نے کہا پچہلی آیت قرآن کی یہی ہے فتح البیان میں ہے کہ یہ ایت ماسوی تنزیل ہے اسمائے پیر کہ سو
کہا ماسو کا لیت دین کرنا محمل کمائے ہے آیت کسی کا حلاف نہیں ہے یوم رجوع الی اللہ سے مراد یوم موت ہے ایک
قوم اسی طرف گئی ہے جمہور کے نزدیک یوم قیامت ہے اس آیت میں لوگوں کو موعظہ حسنہ ہے شیخ عبد الحق عظیم فرمایا حجاج
نے کہا اس آیت کا آخر آیت ہونا کتب ستہ میں مذکور و صحیح ہے کسی نے کہا کا سی دن بعد اسکے انتقال کیا کسی نے سات دن
تا کسی نے کہا تین ساعت کچہ پہر اسکے بعد پیر قرآن آسمان سے نہیں اترا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ
بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ
فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ
سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ ۖ فَإِنْ
لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَنْ تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ
وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا تَسْأَمُوا أَنْ تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ
لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ
وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَ
يُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۞ اے ایمان والو جب سودا معاملہ کرو کسی ادہار کا کسی مدت مقرر تک تو لکہو اسکو
چاہیے کہ لکہدیوے درمیان تمہارے کوئی لکہنے والا انصاف سے نہ انکار کرے لکہنے والا اس سے کہ لکہدے جیسا کہ سکہایا اسکو اللہ
نے سو وہ لکہے اور بتاوے جس پر حق دینا ہے اور ڈرے اللہ سے جو رب ہے اوسکا نہ نقصان کرے اسمیں سے کچہ پہر اگر جس شخص پر
دینا آیا ہے بے عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہیں بتا سکتا تو بتا دیوے اسکا اختیار والا انصاف سے اور گواہ کرو دو گواہ ہے

ہجرت وفات
آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم

مردون مین سی پہر اگر نہ ہون دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتین جنکو پسند رکہتے ہو تم اپنے تئین گواہ ہونے مین کہ بہول جاوے ایک عورت تو یاد دلاوے اوسکو وہ دوسری اور نہ انکار کرین گواہ جس وقت بلائے جاوین کاہلی نہ کرو اسکے لکہنے سے چہوٹا معاملہ ہو یا بڑا اوسکے وعدے تک اسمین خوب انصاف ہے اللہ کے پاس درست رہتی ہے گواہی اور لگتا ہے تمکو کہ شبہہ نہ پڑے مگر ایسا کہ سودا ہو رو برو کا پہیر بدل کرتے ہو آپس میں تو گناہ نہین تمپر کہ نہ لکہو اسکو اور گواہ کر لو جب سودا کرو اور نقصان کرے لکہنے والا نہ شاہد اگر ایسا کرو گے تو یہ گناہ کی بات ہے تمہاری اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تمکو سکہاتا ہے اور اللہ سب چیز سے واقف ہے موضح قرآن مین کہا ہے کہ اس آیت مین دو چیز کا تقید فرمایا ایک تو وعدے کے معاملہ کو لکہنا کہ اسمین بہیر حصہ ہو اور ایسے تئین شبہہ پڑے شاہد کو دیکہہ کر یاد آوے دوسرے شاہد کر لینا ہر معاملے پر دو مرد یا ایک مرد دو عورتین جنکو ہر کوئی پسند رکہے پہر یہ تقید فرمایا کہ نویسندہ و شاہدی کا نقصان نہ کرین جو حق واجبی ہے وہی ادا کرین لکہنے مین جو دینے والا اپنی زبان سے کہے سو لکہیں یا اوسکا کوئی بزرگ کہے اگر اوسکو عقل نہوے ف اس کیرے کہا آیت اطول آیت ہے قرآن مین ابن مسیب نے کہا ہمکو خبر ملی ہے کہ احدث قرآن ساتھ عرش کے آیت دین ہے ابن عباس نے کہا جب آیت اتری حضرت نے فرمایا سب سے پہلے جو منکر گیا آدم علیہ السلام مین پہر فرمایا کہ آدم نے اپنی عمر مین سے چالیس برس داؤد علیہ السلام کو دیے تہے جب فرشتے آئے کہا ابہی چالیس برس باقی ہین انکی عمر ایک ہزار برس کی تہی فرشتون نے کہا تم نے چالیس برس داؤد کو دیے ہین کہا نہیں تو نہین دیے اللہ نے کتاب ظاہر کی اور فرشتون کو گواہ کیا الحدیث بطولہ رواہ احمد حماد بن سلمہ نے کہا اللہ نے داؤد کو سو برس اور آدم کو ہزار برس پورے کر دیے رواہ ابن ابی حاتم اس آیت مین اللہ نے اہل ایمان کو یہ ارشاد کیا ہے کہ جب تم کوئی معاملہ موجل کرو تو اسکو لکہ رکہو اسمین یہ بات ہے کہ مقدار معاملہ اور وقت اسکا اچہی طرح محفوظ رہیگا گواہ بہی نہ بہول سکینگے چنانچہ اسی لیے آخر آیت مین یون فرمایا ہے ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰۤى اَلَّا تَرْتَابُوْۤا ابن عباس نے کہا یہ آیت بمقدمہ بیع سلم کے مدت معلوم تک اتری ہے دوسرا لفظ یہ ہے مین گواہی دیتا ہون کہ اللہ نے سلف کی مدت مقرر فرمائی ہے اسکا اذن دیا ہے پہر یہ آیت پڑہی رواہ الحاکم مراد سلف سے سلم ہے جسکو ہندی مین بدہنی کہتے ہین صحیحین مین ابن عباس سے آیا ہے کہ حضرت مدینے مین آئے وہان کے لوگ پہلون مین سلف کرتے تہے ایک سال دو سال تین سال تک فرمایا جو کوئی سلف کرے سو کیل معلوم وزن معلوم اجل معلوم تک کرے حکم کتابت کا اسلیے فرمایا کہ اسمین توثق و حفظ ہوتا ہے یہ بات کچہہ خلاف حدیث کے نہیں ہے جسمین آیا ہے اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ اسلیے کہ قرآن حفظ ہوتا ہے سنن بہی محفوظ ہیں انکے لکہنے کی حاجت نہین ہے جس چیزون کے لکہنے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہ جزئی چیزین ہین جنمین لوگ بیچتے ہین سو

یہ امر کتابت کا امر ارشادی ہی یہ ایجابی جسطرح بعض لوگون نے سمجھا ہی ابن جریج نے کہا جو کسی کو قرض دے وہ لکھ لے
جو خرید کرے اوسپر گواہ کرے قتادہ نے کہا ابو سلیمان مرعشی نے ہمسے ذکر کیا تم جانتے وہ کون مظلوم ہی جسکی دعا
قبول نہیں ہوتی لوگوں نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہا ایک آدمی نے کوئی سودا ایک مدت تک کیا نہ کوئی اسکا گواہ نہ
اسکو لکھا جب مدت گذر گئی مال والے نے انکار کیا اوسنے خدا سے دعا کی وہ دعا قبول نہوئی کیونکہ اوسنے اپنے رب کا عصیان
کیا ابو سعید و شعبی و ربیع بن انس و حسن و ابن جریج و ابن زید وغیرہم نے کہا ہی پہلے یہ بات واجب تہی پہر منسوخ ہو گئی
ناسخ اوسکی یہ آیت ہے فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعا آیا ہے کہ ایک
(پہر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہیے پورا کرے جسکا اعتبار کیا اپنے اعتبار کو)
شخص بنی اسرائیل نے دوسرے شخص بنی اسرائیل سے کہا کہ مجھکو ایک ہزار دینار دیدو اوسنے کہا تم گواہ لاؤ میں انکو
شاہد کر لوں کہا کفی باللہ شہیدا کہا کفیل لاؤ کہا کفی باللہ وکیلا اوسنے کہا تو سچ کہتا ہی ہزار دینار ایک اجل مسمی
تک دیدی مدت معین تک اسکو دیدیے الحدیث رواہ احمد اس حدیث کی سند صحیح ہے بخاری نے اسے صحیح میں سات جگہ اوسکو
معلق بصیغہ جزم ذکر کیا ہے سو یہ حدیث ہی دلیل ہے نسخ پر کیونکہ جو بات اگلی شریعت کی ہماری شریعت میں آئی
ہے وہ حجت ہے جسکا پہر انکار نہ کیا گیا ہو سو اس حدیث میں عدم کتابت و اشہاد پر انکار نہیں کیا گیا پہر جب لکھنے کی
ٹہیرے تو کاتب ساہوکار کو چاہیے کہ انصاف سے لکھے لکہنے میں کوئی جور نکرے وہی لکھے جسپر وہ اتفاق کریں نہ
زیادہ نہ کم جسکو لکھنا آتا ہو اور اوس سے کوئی لکھوانا چاہے تو وہ انکار نکرے بلکہ لکھدے کیونکہ جسطرح اللہ نے اسکو وہ بات
سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا تو اب اسکو بھی زیبا ہے کہ جسے لکھنا نہیں آتا ہے اوسپر صدقہ کرے اوسکو لکھدے
حدیث میں آیا ہے کہ یہ بھی صدقہ ہے تو کسی صانع کی مدد کرے یا کسی اخرق کا کام کردے دوسری حدیث میں ہے
جسنے چھپایا وہ علم جو جانتا ہے اسکو دن قیامت کے آگ کی لگام منہ میں دینگے مجاہد و عطا نے کہا کاتب پر لکھنا
واجب ہے مدیون کے ذمے پر جو دین ہے اسکو کاتب سے لکھوادے اللہ سے ڈر کر کمی نکرے کسی شی کو چھپا کے
پہر اگر وہ شخص جسپر حق ہی بسبب تبذیر وغیرہ کے محجور علیہ ہے یا ضعیف ہے صغیر یا مجنون ہی یا خود لکھنے سے عاجز ہے
یا ٹہیک بات کو نہیں پہچانتا ہے بوجہ صواب خطاءات سے جاہل ہے تو کوئی ولی اوسکا لکھوادے تحقیق کیساتھ اوسپر دو مرد
یا ایک مرد دو عورتیں گواہ کرے یہ کارروائی بقدر مال دین ہوتی ہی دو عورتوں کو بجای ایک مرد کے اسلیے مقرر
کیا کہ عورت کی عقل ناقص ہوتی ہی جسطرح حدیث طویل ابو ہریرہ میں آیا ہی أَمَّا نُقْصَانُ عَقْلِهَا فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ
رَجُلٍ فَهَذَا نُقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمْكُثُ اللَّيَالِيَ لَا تُصَلِّي وَتُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ فَهَذَا نُقْصَانُ الدِّينِ رواہ مسلم شہود میں جنکو
رضا لگائی اس سے معلوم ہوا کہ اونمیں عدالت کا ہونا شرط ہی شافعی نے ہر جگہ قرآن میں ہر مطلق کو اس مقید پر محمول کیا ہے

وہ مظلوم جسکی دعا قبول نہیں ہوتی

جہاں کہیں حکم اشہاد گواہی کا اشتراط آیا ہے یعنی کسی مقدمے کے گواہ کیوں نہ ہوں انکا عادل ہونا ضرور ہے کچھ اس مقدمہ
خاص مال میں فقط یہ شرط نہیں ہے جیسے گواہی شخص مستور الحال کی مردود ٹھیرائی ہے اسکی دلیل یہی آیت ہے کہ اسمیں
شاہد کا عدل مرضی ہونا آیا ہے اور مستور الحال عدل مرضی نہیں ہوتا ہے پھر یہ فرمایا کہ جب ایک عورت بھولجاوے
تو دوسری عورت کی یاد دلانے سے اوسکو وہ گواہی یاد آسکتی ہے جسسے یہ کہا کہ دو زنوں کی گواہی ملکر بجائے ایک
گواہی مرد کے ہوگی اور اسسے موٹی بات کہی صحیح وہی گلی بات ہے پھر فرمایا کہ جب گواہوں کو واسطے گواہی کے بلائیں
تو انکو چاہیے کہ وہ آویں اور گواہی ادا کریں اور سر راحت تھا [illegible] وجہ سے یہی قول ہے قتادہ وربیع کا جسطرح
یہ فرمایا تھا کہ کاتب لکھنے سے انکار نہ کرے بلکہ لکھدے یہاں سے یہ بات نکلی کہ تحمل شہادت فرض کفایہ ہے یہی مذہب
ہے جمہور کا یعنی جسکو شہادت متعین نہ ہو ورنہ پہر اس شخص خاص حال شہادت پر اداے شہادت واجب ہوگا و بعد
اعلم مجاہد وابو مجلز اور بہت لوگوں نے کہا ہے جب تجھکو واسطے گواہی کے بلاویں تو تجھکو اختیار ہے اور جب تو گواہ ہوا
پھر بلایا گیا تو اب گواہی دینا چاہیے زید بن خالد سے کہا ہے حضرت نے فرمایا نہ بتاؤں میں تمکو کہ کون گواہ بہتر ہیں جو
سوال سے پہلے گواہی دیتا ہے اخرجہ مسلم واہل السنن اور وہ جو دوسری حدیث میں نزدیک شیخین کے آیا ہے کہ بدتر
شہدا وہ ہیں جو قبل طلب کے شہادت دیتے ہیں اور فرمایا ہے ایک ایسی قوم آویگی جسکی قسم اونکی گواہی سے پہلی ہوگی اور
گواہی قسم پر سبقت کریگی یا ایسی قوم آویگی جو بے طلب گواہی دیگی سو مراد اونسے جھوٹے گواہ ہیں ابن عباس وحسن بصری نے
کہا یہ آیت دونوں حالت کو شامل ہے تحمل اور ادا پھر ارشاد فرمایا کہ تم تحریر حق سے خواہ صغیر ہو یا کبیر جان چراؤ تحریر
[illegible] نزدیک اللہ کے عدل ہے جب قلم سے لکھدیا تو گواہی مضبوط ہوگئی گواہ جب اوسکو دیکھیگا تو اپنی شہادت کو یاد کریگا
کیونکہ بے لکھے میں یہ احتمال تھا کہ شاید بھولجاوے چنانچہ اکثر ایسا ہوتا ہے لکھی ہوئی کسیطرح کا دھوکا باقی نہیں رہتا ہے جسکی
[illegible] وہ لکھا ہو کام آتا ہے اوسکے روسے فیصلہ معاملہ کا بے دھوکے ٹھیک جاتا ہے ہاں اگر لین دین دست بدست ہو
تو نہ لکھنے کا کچھ ڈر نہیں ہے ہاں گواہ کرنا بیع پر [illegible] دیا کہ جب تم لین دین کرو تو گواہ کر لو یعنی جسپر تمہارا حق ہو خواہ
اوسمیں مدت ہو یا نہ ہو تم ہر حال میں کسی کو اوسپر گواہ مقرر کرلو یہی قول ہے سعید بن جبیر کا جابر بن زید ومجاہد وعطاء وضحاک سے
بھی یوں ہی مروی ہے شعبی وحسن بصری اس کو منسوخ کہتے ہیں لیکن جمہور کے نزدیک یہ امر محمول ارشاد وندب پر ہے نہ وجوب پر دلیل
اسکی حدیث خزیمہ بن ثابت انصاری ہے کہ اونہوں نے بات خرید ایک [illegible] حضرت کیلیے گواہی دی حضرت نے اونکی گواہی
کو بجائے دو گواہی کے رکھا رواہ احمد بطولہ وابن مردویہ ابن کثیر کہتے ہیں لیکن احتیاط یہ ہے کہ گواہ کر لے اسلیے کہ دوام
حافظ ابن مردویہ حاکم نے ابو موسیٰ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ تین آدمی ہیں جو اللہ سے دعا کرتے ہیں اونکی دعا قبول نہیں

ہوتی ایک مرد جسکی عورت بدخلق ہے وہ اسکو طلاق نہین دیتا دوسرا وہ شخص جسنے یتیم کا مال پہیر دیا پہلے اس سے کہ وہ بالغ ہو تیسرا وہ شخص جسنے کسی کو کچہہ مال قرض دیا مگر گواہ نہ کر لیا حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہی بشرط شیخین پر کاتب و شاہد کے نقصان کا یہ مطلب ہے کہ جو وہ لکھواتا ہے کاتب سوا اُسکے لکھدے یا گواہ نے جو سنا ہی خلاف اسکے گواہی دے یا بالکل اوسکو چھپا جاوے یہی قول ہی حسن و قتادہ کا ابن عباس نے کہا عدم اضرار کے یہ معنی ہین کہ آدمی کاتب و شاہد کو لکہنے اور گواہی دینے کو بلاوے وہ کہین کہ ہمکو کام ہے فرصت نہین یہ کہے تم پر آنا واجب ہے اسطرح ان دونو کو ستاوے اسیطرح مروی ہی عکرمہ مجاہد طاؤس ابن جبیر ضحاک عطیہ مقاتل بن حیان ربیع بن انس و سدی سے بھی پہر فرمایا اگر تم نے لوگو خلاف اس حکم کے کروگے تو فسق تمہارے گلے بندہجاویگا تم اوس سے جدا نہین ہوسکتے الله سے ڈرو اسکے حکم کو بجالاؤ اوسکے زجر کو چھوڑو الله تم کو سکہاتا ہے کقولہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وکقولہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ **ف** فتح البیان مین بابت تفسیر آیت یون لکھا ہی کہ الله نے اس آیت مین بعد بیان ربا کے حال قرض کا بیان فرمایا خواہ کسی کی قرض کچھ ہی سے قرض لے قرض مین مدت معلوم فرمائی مثلاً ایک سال یا ایک ماہ یہ مدت ثمن بیع اور سلم مین لازم ہے تاکہ قبل تمام ہونے مدت مذکور کے صاحب حق مطالبہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ مدت مجہول جائز نہین جمہور نے کہا سفر کرنا وقت کا ایام یا شہور یا سنوات سے شرط ہی کہیتی کاٹنی یا غلہ خرمن کرنے یا قافلہ کے واپس آنے کی شرط درست نہین ابن عباس نے کہا جب الله نے سود حرام کیا تو سلم کو مباح کردیا دین کو بقید اجل لکھنا چاہیے خواہ بیع ہو یا سلم یا قرض کیونکہ اسمین دفع نزاع قطع خلاف ہوتا ہی لکہنے کا حکم بظاہر واسطے وجوب کے ہی عطا شعبی نخعی وغیرہم اسیطرف گئے ہین ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہے کہا جب کوئی کاتب ملے اور ایک شخص کو لکھنا آتا ہی تو اوسپر واجب ہے کہ وہ دستاویز قرض وغیرہ وقت درخواست کے لکھدے انکار نہ کرے جمہور کہتے ہین یہ امر استحباب کے لیے ہی لفظ رجالکم سے معلوم ہوا کہ دونو گواہ مسلمان ہون کافر نہون جال مین عبید بھی داخل مین یہی قول ہی شریح و عثمان بتی و احمد و اسحق و ابو ثور کا ائمہ ثلثہ و جمہور علما شہادت عبید کو جائز نہین کہتے قول اول اولے ہی گواہی عورتون کی ہمراہ مرد کی درست ہے تنہا مگر اس امر مین کہ جسکی اطلاع سوا انکے اورکو نہین ہوتی ہے اگر دو عورتون نے گواہی دی اور مدعی نے قسم کہائی تو حکم دینا جائز ہے یا نہین جسطرح گواہی مرد پر ہمراہ یمین مدعی کے حکم کرنا جائز ہے اسمین اختلاف ہے مالک و شافعی کہتے ہین جائز ہے اسلیے کہ الله نے اس آیت مین دو عورتون کو مثل ایک مرد کے ٹھیرایا ہے ابوحنیفہ کہتے ہین جائز نہین ہے مرجع خلاف کا یہ ٹھہرا ہی کہ ایک شاہد ہمراہ یمین مدعی کے کافی ہی یا نہین حق یہ ہی کہ کافی ہی کیونکہ اس امر پر دلیل آچکی ہی یہ زیادت کچہہ خلاف قرآن پاک کے نہین ہی اس آیت مین

کوئی اسد وصار سو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بات شاہد ونہیں نہیں ہی اسکو ہر سمجھدار آدمی جانتا ہی بہر حال اس آیت نے لین دین کے
امر اموال میں ترغیب احتیاط کی ہی اسلیے کہ مصالح معاش ومعاد انہیں اموال سے لگی ہوئی ہیں وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا
كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا تَكْتُمُوا
الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ لکھنے والا تو گرو ہاتھ
میں رکھی پھر اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا تو چاہیے کہ پورا کرے جس پر اعتبار کیا اپنے اعتبار کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اسکا
نہ چھپاؤ تم گواہی کو جو کوئی چھپا دیگا اوسکا دل گنہگار ہے اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے **ف** اللہ نے اس
آیت میں یہ فرمایا کہ اگر تم سفر میں قرض ادھار کا معاملہ کرو کاتب میسر نہ آوے یا آوے اور قلم دوات کاغذ نہ ملے تو عوض
کتابت کے صاحب حق کے ہاتھ میں رہن رکھدو لفظ مقبوضہ سے یہ نکلا کہ رہن بدون قبض لازم نہیں ہوتا یہی مذہب ہے شافعی
وجمہور کا دوسروں نے کہا یہ ضروری ہے کہ رہن ہاتھ میں مرتہن کے مقبوض ہو احمد اور ایک گروہ اہل علم کا اسی طرف گیا ہے ایک جماعت سلف
نے اس آیت سے یہ سمجھا کہ رہن مشروع ہے مگر سفر میں مجاہد وغیرہ کا یہی قول ہے صحیحین میں انس سے آیا ہے کہ انتقال کیا رسول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اور زرہ آپکی گرو تھی ایک یہودی کے پاس تیس وسق جو پر اوسکو خوراک اہل وعیال کے لیے گرو رکھا تھا روایت شافعی میں نام اوسکا
ابو الشحم آیا ہے دوسری روایت میں ہے کہ پاس یہودی مدینہ کے رہن رکھا تھا ابن کثیر نے تقریر ان مسائل کی کتاب احکام کبیر میں
کی ہے ابو سعید خدری نے کہا یہ آیت منسوخ ہے شعبی نے کہا بھی یہ ہے کہ اگر تمہارے بعض کو بعض پر اعتبار امانت کا ہو تو
پھر کچھ ڈر عدم کتابت وعدم استشہاد کا نہیں مومن کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے حسن نے سمرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ہاتھ پر
رہتا ہے جو اوسنے لیا یہاں تک کہ ادا کرے رواہ احمد واہل السنن پھر گواہی چھپانے سے منع کیا ابن عباس نے کہا شہادت زور
اکبر کبائر سے ہی اسیطرح چھپانا اوسکا سدی نے کہا آثم کے معنی فاجر کے ہیں یعنی اسکا دل فاجر ہی لقولہ تعالے
وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ وقال تعالى يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ
لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى
اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ اسی طرح اس جگہ پر فرمایا وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ
وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ **ف** فتح البیان میں ہے کہ جب اللہ تعالے نے مشروعیت کتابت واشہاد کو بسبب حفظ اموال
ودفع ریب کے بیان کیا تو اوسکے بعد ذکر حالت عذر کا وجود کاتب سے کیا حالت سفر پر تخصیص فرمائی اسلیے کہ یہ محل احوال
عذر کے ہی ہر عذر کا جو قائم مقام سفر ہو یہی حال ہے رہن مقبوضہ کو بجائے کتابت ٹھیرایا اہل علم نے کہا ہے کہ رہن سفر
کا کتاب سے ثابت ہی اور حضر کا فعل رسول سے ثابت ہی مرتہن وہ ہے جو لیتا ہے وہ شی مرہون رہن کہلاتی ہے

٣٩ ع ٢

راہ میں وہ ہے جو دین کی بہلائی ہے جمہور کہتے ہیں کہ امتحان ایمان و قبول ہی صحیح ہو جاتا ہے گو نقص ہو آمدنی سے ڈر نا سمجھنا ہی
ہے کہ جس شرط دین کی پوری ہو جاوے تو بدون تاخیر و انکار کے حق ادا کر دے اچھا معاملہ کرے جیسا اس نے حسن ظن
کیا تھا ویسا ہی برتاؤ ہو آخر آیت میں وعید و تہدید ہے کتمان شہادت سے اس آیت شریف کو آیت دین کہتے ہیں ابو سعید
کا کہنا کہ ناسخ اس آیت کا منسوخ ہی شبہ نہیں اس صحابی جلیل القدر رضی اللہ عنہ کے آپ جس سبب سے ہیں ہی بلکہ مقصد
ناسخ ائتمان ہے ناقل اسکا تا ثابت محکم ہے منسوخ نہیں ہوا وہ ہمراہ عدم ائتمان کے ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ آخر قرآن
اندر وہی عہد آیت رہا اور یہ آیت دین ہے واسطہ علم لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ
تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَاءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اللہ کا ہے جو
آسمان میں ہے اور زمین میں ہے اور اگر تم کہولو گے اپنے جی کی بات یا چھپاؤ گے حساب لیگا تمسے اللہ پہر بخشے گا جسکو چاہے اور عذاب
کریگا جسکو چاہے اللہ سب چیز پر قادر ہے موضح قرآن میں کہا ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ دل کے خیال پر بھی حساب ہوگا یہ سنکر
صحابہ نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ حکم سخت مشکل ہے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی طرح انکار مت کرو بلکہ قبول کہو اللہ سے مدد چاہو
پہر لوگوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور قبول کیا اللہ کے یہاں یہ بات پسند ہوئی تب اگلی دو آیتیں اتریں انمیں حکم آیا
کہ مقدور سے باہر چیز کی تکلیف نہیں اب جو کوئی دل میں خیال گناہ کا کرے اور عمل میں نہ لاوے تو اسکو گناہ نہیں لکھتے
ف اس آیت میں اللہ پاک نے یہ خبر دی ہے کہ جو کچھ درمیان آسمان و زمین کے ہے سب اسی کا ہے وہ سب چیز
کی خبر رکھتا ہے کوئی کھلی چھپی بات و سر پوشیدہ نہیں ہے وہ ہر دل کا حال ہر جی کا خیال جانتا ہے گو کیسا ہی باریک و
مخفی کیوں نہ ہو پہر یہ فرمایا کہ جو کچھ بندے ظاہر کرتے ہیں یا دل میں پوشیدہ رکھتے ہیں اوسپر انکا حساب ہوگا کما قال
تعالیٰ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِکُمْ اَوْ تُبْدُوْہُ یَعْلَمْہُ اللّٰہُ وَیَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ وقال یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی اس باب میں بہت آیتیں آئی ہیں پہر اس آیت میں علم سے زیادہ یہ خبر دی کہ محاسبہ بھی ہوگا
اسی لیے جب آیت اتری تو صحابہ جلیل حقیر عمل پر محاسبہ ہونے سے ڈر گئے یہ ڈر شدت ایمان و کمال ایقان کی راہ سے ہوا احمد
ابی ہریرہ سے لایا ہے جب آیت اتری صحابہ پر سخت گذری حضرت کے پاس آکر گھٹنوں کے بل کہڑے ہو کر عرض کیا کہ جن کاموں
کی ہمکو تکلیف دیگئی ہے جیسے نماز روزہ جہاد صدقہ اوسکی تو ہم طاقت رکھتے ہیں یہ آیت جو آپ پر اتری ہے اسکی طاقت نہیں
ہے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ وہی بات کہو جو اہل کتابین نے تم سے پہلے کہی تہی کہ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا بلکہ یوں کہو سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ جب قوم نے اس بات کا اقرار کیا زبان سے اعتراف کیا تو اللہ نے پچھلی آیت جو بعد اسکے
ہے اتاری اگلی بات کو منسوخ کیا رواہ احمد ومسلم کا لفظ یہ ہے کہ جب ان لوگوں نے وہ اقرار کیا تو اللہ نے کہا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ

نفسا الا وسعها الآیة پر حملہ یعنی فرمایا ابن عباس نے کہا جب آیت اتری تو اونکے دلوں میں ایسا ڈر ہوا جو کسی بات سے
نہ ہوا تھا حضرتؐ نے کہا تم کہو سمعنا واطعنا وسلمنا اللہ نے اونکے دلوں میں ایمان ڈالا او سی وقت آمن الرسول آئی رواہ احمد
ومسلم پر حملہ عائیہ کے بعد قد فعلت فرمایا ابن عباس کہتے ہیں اس وسوسے کی طاقت مسلمانوں کو نہ ہی اللہ نے قول وفعل پر دار
رکھا ابن عمر نے کہا اس آیت کو پچھلی آیت نے منسوخ کر دیا یہی قول ہے علی وابن مسعود وکعب احبار وشعبی ونخعی وقرظی وعکرمہ و
سعید بن جبیر کا روایت جماعت سے کتب ستہ میں بطریق قتادہ زرارہ بن ابی اوفی ابوہریرہ سے مرفوعا آیا ہے کہ تجاوز
کیا درگذر فرمایا اللہ نے میری امت سے حدیث نفس کو جب تک کہ موہنہ سے نہ کہے یا عمل نہ کرے لفظ صحیحین کا ابوہریرہ سے مرفوعا آیا
ہے اللہ نے فرمایا جب ارادہ کرے بندہ میرا کسی سیئہ کا تو تم اوسکو لکھو پھر اگر اوس سیئہ کو کر بیٹھے تو ایک ہی سیئہ لکھو اور
جب ارادہ حسنہ کا کرے تو اوسکو ایک حسنہ لکھ لو پھر اگر وہ حسنہ بجا لائے تو اوسکو دس حسنہ لکھو مسلم کا لفظ یہ ہے اللہ نے فرمایا
جب قصد کیا میرے بندے نے کسی نیکی کا پھر وہ نیکی نہ کی تو لکھتا ہوں میں اوسکے لیے ایک نیکی پھر اگر وہ نیکی کرے تو لکھتا ہوں
میں اوسکو دس نیکیاں سات سو نیکی تک اور جب قصد کیا کسی بد کام کا پھر اوسکو نہ کیا تو نہیں لکھتا میں اوسکو پھر اگر وہ کام کر
گذرا تو ایک ہی سیئہ لکھتا ہوں اس باب میں بہت حدیثیں کئی طریق سے آئی ہیں ابوہریرہ نے کہا کچھ صحابی حضرتؐ کے پاس آئے
کہا ہم اپنے جی میں ایسی بات پاتے ہیں کہ اوسکا کہنا ہمکو سخت مشکل ہے فرمایا کیا ایسی بات تمنے پائی ہے کہا ہاں فرمایا یہ تو
کھلا ہوا ایمان ہے رواہ مسلم دوسرا لفظ یہ ہے کہ حضرتؐ سے حال وسوسہ کا پوچھا فرمایا تلک صریح الایمان رواہ مسلم عن ابن مسعود
ایک قول ابن عباس کا یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے لیکن جب اللہ تعالی دن قیامت کے سب کو جمع کریگا تو فرماویگا میں خبر دیتا ہوں
تمکو اوس بات کی جو تمنے اپنے جی میں چھپائی تھی جسپر میرے فرشتوں کو بھی اطلاع نہیں ہے پھر مومنوں کو خبر دیکر اونکی حدیث
نفس کو بخشدیگا یحاسبکم بہ اللہ سے یہی خبر مراد ہے اہل شک وریب کو اونکی تکذیب مخفی کی خبر دیکر مواخذہ فرماویگا یہی
طرح مجاہد وضحاک سے بھی مروی ہے حسن بصری نے کہا آیت محکم ہے منسوخ نہیں ہے ابن جریر نے اس قول کو اختیار کیا
ہے کہا محاسبہ سے معاقبہ لازم نہیں آتا ہے اللہ کبھی حساب لیکر بخشدیتا ہے کبھی عقاب کرتا ہے حدیث ابن عمر میں مرفوعا آیا ہے
مومن اللہ سے نزدیک ہوگا یہانتک کہ اللہ اوسپر اپنا ہاتھ رکھدیگا پھر اوس سے اقرار اوسکے گناہوں کا لیگا فرماویگا تو پہچانتا
ہے اس گناہ کو وہ کہیگا ہاں جانتا ہوں یہانتک کہ جب پہونچ جاویگا جہانتک کہ اللہ چاہے پھر فرماویگا میں نے اس گناہ کو تجھ پر دنیا
میں چھپایا آج میں اسکو تیرے لیے بخشدیتا ہوں پھر اسکا صحیفہ حسنات یا اوسکا نامہ اعمال اوسکے داہنے ہاتھ میں دیا جاویگا
کفار ومنافقین کے لیے سب کے سامنے ندا ہوگی ہؤلاء الذین کذبوا علی ربہم الا لعنۃ اللہ علی الظالمین رواہ ابن جریر
یہ حدیث صحیحین وغیرہما میں بھی بطریق متعددہ آئی ہے اختیار ابن جریر کی دلیل ہے فتح البیان کا لفظ یہ ہے اس آیت میں

اہل علم کے کئی قول ہیں ایک یہ کہ اگرچہ یہ آیت عام ہے مگر مخصوص ہے ساتھ کتمان شہادت کے کا تم شہادت کا حساب بابت کتم لیا
جاویگا خواہ وہ سنے لوگونپر کتم کو ظاہر کیا ہو یا چھپایا ہو ابن عباس و عکرمہ و شعبی و مجاہد کا یہی قول ہے لیکن عموم لفظ رد ہے اس
قول کا دوسرا قول یہ ہے کہ مراد وہ امور ہیں جو دل پر طاری ہوتے ہیں درمیان شک و یقین کے یہ قول ہے مجاہد کا اسمین تخصیص
بلا مخصص ہے تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم و عام ہے لیکن عذاب حدیث النفس پر مختص بکفار و منافقین ہے طبری نے حکایت
اس قول کی ایک قوم سے کی ہے مگر یہ بھی تخصیص بلا مخصص ہے کیونکہ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ مختص بعض معین
(بخشیگا جسکو چاہے اور عذاب کریگا جسکو چاہے ۱۲)
بدون دلیل نہیں ہو سکتا چوتھا قول یہ ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے ایک جماعت عظیم صحابہ و تابعین اسیطرف گئی ہے یہی قول حق ہے
احادیث صحیحہ اسی بات پر دلیل ہیں بعد ان احادیث کے جنمیں صراحت نسخ و ناسخ ہے مجال مخالفت کا باقی نہیں رہتا ہے عائشہ
نے کہا جو بندہ ارادہ کسی بدی یا معصیت کا کرتا ہے اپنے جی میں اسکو لاتا ہے تو اللہ اسکا محاسبہ دنیا میں کرلیتا ہے اسکو خوف
حزن شدت غم لگجاتا ہے وہاں کچھ اوسپر مواخذہ نہ ہوگا جیسے ارادہ بدی کا کیا مگر وہ بدی نہ کی سیوطی نے کہا یہ آیت محکم ہے جبکہ حدیث نفس
کو عزم پر محمول کریں کیونکہ عزم پر مواخذہ ہے آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ
اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ
عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ
مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ مانا رسول نے جو کچھ اترا اوسکو اسکے رب کیطرف سے اور مسلمانوں نے سب نے مانا اللہ کو اور
اوسکے فرشتوں کو اور کتابوں کو اور رسولوں کو ہم جدا نہیں کرتے کسی کو اسکے رسولوں میں اور بولے ہمنے سنا اور قبول کیا تیری بخشش چاہیے
اے رب ہمارے اور تجھی تک رجوع ہے اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو اسکی گنجایش ہے اسی کو ملتا ہے جو کمایا اور اسی پر پڑتا ہے جو کیا
اے رب ہمارے نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہمپر بوجھ بھاری جیسے رکھا تھا ہمسے اگلوں پر اے رب ہمارے نہ اٹھوا
ہمسے جسکی طاقت نہیں ہمکو اور درگذر کر ہمسے اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر تو ہمارا صاحب ہے تو مدد کر ہماری قوم کافر پر موضح قرآن
مین کہا ہے یہ دعا اللہ نے پسند فرمائی تو قبول کے حکم بھی ہمپر بھاری نہیں کیے دل کا خیال بھی نہیں پکڑا بھول چوک بھی معاف کی **ف**
اس سورت مین اللہ پاک نے ذکر نماز زکوٰۃ روزہ حج جہاد کا کیا حکم حیض طلاق و ایلا کا بیان فرمایا انبیا علیہم السلام کے قصے ذکر کیے
حکم سود کا معاملین دین کا ارشاد کیا پھر حضرت کی تصدیق اور ساری مومنوں کی تصدیق بابت ان سب امور کی ذکر فرمائی ابن عباس اکثر مفسرین
نے کہا ہے کہ اس آیت نے حدیث نفس و وسوسہ کو منسوخ کر دیا یہ آیت تعلیم ہے طرف سے خدا کی بندوں کو کہ اسطرح دعا کیا کریں یہ نہایت کرم ہے اللہ
کا کہ اوسنے ہمکو طریق طلب سکھایا تاکہ مطلوب حاصل ہو رحمت فرمائی اصر سے اس جگہ تکلیف شاق و امر غلیظ صعب مراد ہے یا شدت عمل جسطرح

(مولفہٗ)

صمصام شیرازی (رئیس الاخبار زادہ)
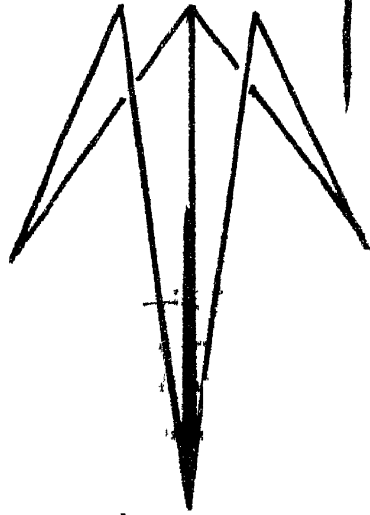
مولف مشیر عالم ڈائرکٹری و یادگار سلور جوبلی و چہاردہ سلام حضور نظام و باغ دکھشا
و مصنف گلدستۂ شیراز، دفتر عثمانی، نذر قایم، نذر تہنیت، مشغل دراتی، تازیانۂ عبرت
دفتر راہ نجات، شبیہ غم، شہید غم، فیشن کی کہانی فیشن ایبل کی زبانی وغیرہ

قیمت پانچ روپیہ (صہ) (جملہ حقوق محفوظ) علاوہ محصول ڈاک